بہ عنوان [illegible] تحسین فضلای سخن

عقل و شعور

AQL.O.SHU[illegible]

1875

[illegible] در انعام بموجب اشتہار گورنمنٹ ممالک مغربی شمالی

[illegible] ضمیمہ نمبری ۱۹۰۷ (الف) مؤلف کو مرحمت ہوا

For

[illegible]IAN GIRLS, BOYS LADIES AND GENTLEMEN.

[illegible] اور عورت مردوں کے لیے مع تصاویر و نقشجات چھاپی گئی

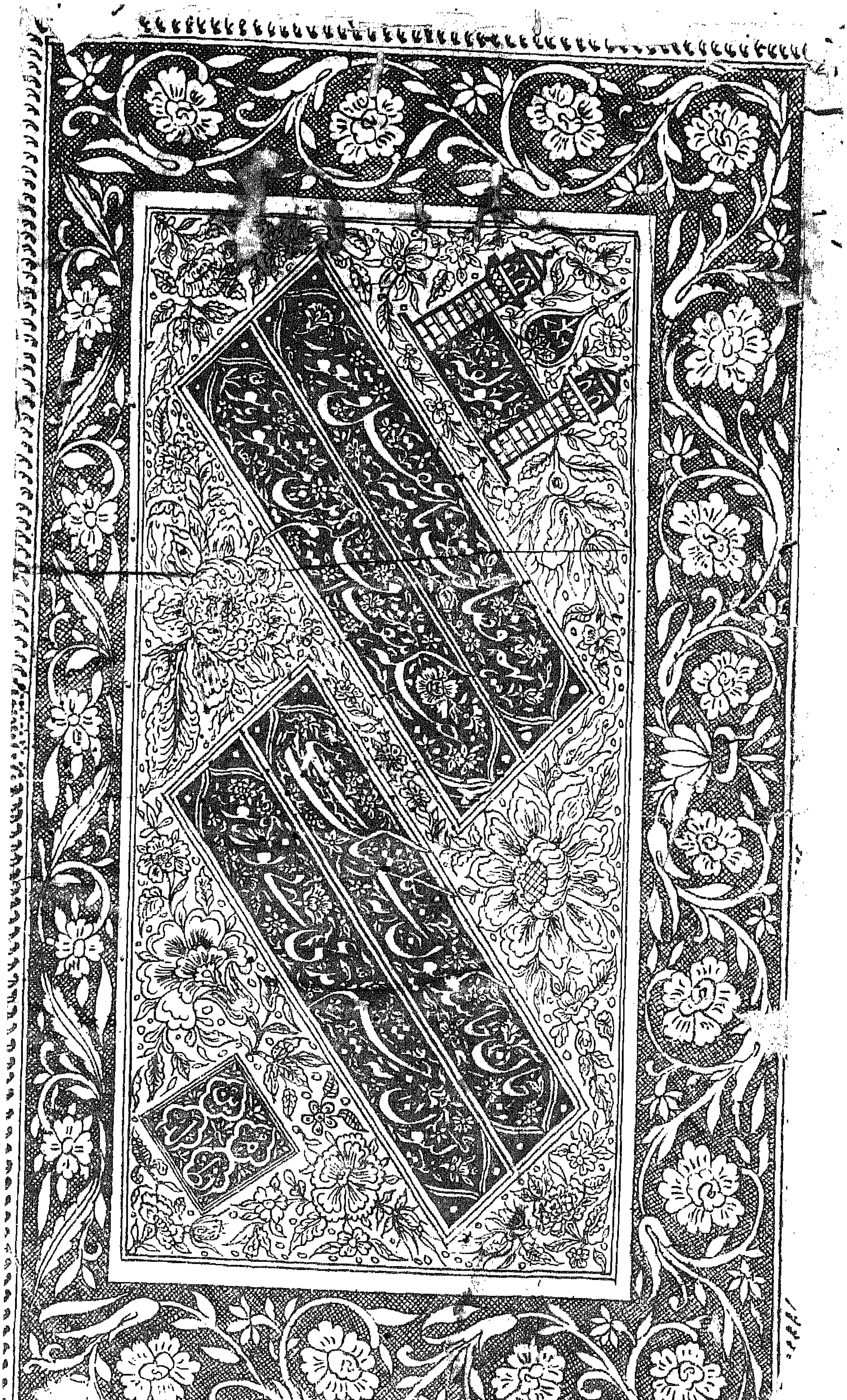
اور گورنمنٹ نے سررشتہ تعلیم کے واسطے براہ قدردانی پانچسو [illegible]

BY

SYED NIZAMUDDIN

تصنیف و تالیف سید نظام الدین

در مطبع [illegible] بزیور طبع مزین مقبول و مطبوع اہل جہان شد



نسخۂ عقل و شعور

مضمون دلکش

یا الٰہی کتاب عقل و شعور

میرا قصہ تو یادگار رہے

نظام حالکشا

یادگار نظام

نہ ہوں میں تو کچھ نہیں پروا

سنہ ۱۸۶۰

اللهم صل على محمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قطعہ

حمد کو میں بے خموشی میں جو وابستہ کیا
تو اشارہ ان سے یہہ کہتی ہے کہ ہو گرم خروش

اور سخن میں جو سراغ اوسکا لگایا تو تمام
ہی فریاد مچاتا ہے کہ ہو جا خموش

سبحانه وتعالى عن اقاويل الملحدين وشرك المشركين وتنقيص الناقصين
وتشبيه المشبهين وسوء اوهام المتفكرين وكيفيات المتوهمين فالله
خير حافظا وهو ارحم الراحمين وخير الوارثين وخير
الرازقين والصلوة على خير خلقه محمد واله وصحبه الاكرمين
وعلى جميع الانبياء والمرسلين وعلى الملئكة المقربين وعلى
عباد الله الصالحين وعلى كل لك برحمتك يا ارحم الراحمين آمين

مولف

یون شوق سے مشاہدہ فرمائے روزگار ۔ دانشوران انجمن آرائے روزگار
ہے اوج پر ستارۂ بخت جہانیان ۔ روشن ہوا چراغ تمنائے روزگار
[illegible] نے رقم کیا ہے جو یہ دفتر خرد ۔ قاف قلم ہے مسکن عنقائے روزگار
ہو جان [illegible] سے یوسف حسن کلام کی ۔ کیون کر نہ مشتری ہو زلیخائے روزگار
گر سیر نقش ہائے قلم سے اوڑے غبار ۔ ہو سرمہ بہر نرگس شہلائے روزگار
اے ناظرین سیر و تماشا ضرور ہے ۔ نظارۂ شگفتن گلہائے روزگار
ہر حرف اسکا معدن فضل و کمال ہے ۔ ہر لفظ دانش و خرد افزائے روزگار
لازم ہے دیکھنا اسے مجنون کی آنکھ سے ۔ محمل نشین ہے شاہد لیلائے روزگار
اے شائقان دید بشارت ہو سیر کی ۔ صفت نظر ہے لطف تماشائے روزگار
بالمن شدہ با خلعت عقل و شعور ہے ۔ آراستہ ہوا ہے سراپائے روزگار
[illegible] ہے بزم [illegible] نظام ۔ [illegible] ے روزگار

[illegible]م ناکام نظام احقر الانام متعاطر ہے ناظرین ہوشمند و شائقین دانش پسند کی خدمت والا صفت میں عرض پرداز ہے کہ عرصہ دراز سے یہ زاویہ نشین حرمان کدۂ ناکامی نقاب عزلت مین روپوش تھا دانش زبان نام روشن ہونیکی پروانہ کرکے شمع کے مانند خاموش رہا ✤ مولف ✤ ہو یہ گوشہ نشینی [illegible] حاصل جہان مین اپنا وجود و عدم برابر ہے ✤ دل زار کو بدرجہ کمال پاس جان بیمار کو اس [illegible] صرصر جہل سے چراغ علم گل ہوگیا ظلمت خانۂ آفاق مین اندھیرا بالکل ہوگیا چار حد عالم مین طوفان بے تمیزی برپا ہوا قدردانی کا جہاز تہ نشین دریا ہوا کسکو کیا غرض اور کسکا کیا مطلب کہ اہل جوہر کی عرض سنے یہ غفلت [illegible]کانسے نکالکر انکے حال غمناک پر سرو ہنے استعداد نوجوان کے جان بلب ہونیکا ماتم برزبان تھا لیاقت [illegible]زمان کو حال نزع مین دیکھکر یہ شعر بر زبان تھا ✤ بیت ✤ کسکو دکھاؤن اپنی طبیعت کی تیزیان ✤ افسوس اس زمانہ مین قدر ہنر نہین ✤ مگر الحمد للہ کہ سرکار سلطنت پائدار انگریزی کے اشتہار فیض آثار نے شہرت کی

ترغیب ولائی اظہار بیان کا خوب موقع ملا مشہور ہے کی خاصی ترکیب نکل آئی جناب نواب لفٹننٹ گورنر بہادر ممالک مغربی و شمالی نے بجد مسیحائی کی ہے علوم و فنون مایوس ان زندگی کو از سر نو جان تازہ بخشی

مؤلف

علم و فن کی گرم بازاری ہے آج	اب تو قسمت آزمائی کیجیے

اس نظر سے بامید انعام یا بتمنائے رفاہ عام ایک مضمون فوائد مشحون خیالی و عقلی اصلی و نقلی کہ متضمن بر مطالب سیر و سفر او مشتمل بر مقاصد تواریخ و سیر بلکہ حاوی جمیع علوم و فنون و جامع عجائبات بوقلمون ہے لکھنا شروع کیا یقین کہ منظور نظر گورنمنٹ ذوی الاقتدار ہوا اور ہیچمدان خاکسار بمقدار اس قدردانی کے ذریعہ سے مشہور دیار و امصار ہو

مؤلف

یا الٰہی کتاب عقل و شعور	یادگار نظام زار رہے
نہ ہوں میں تو مجھ سا نہیں پروا	میرا قصہ تو یادگار رہے

اس کتاب فوائد انتساب کا نام عقل و شعور ہے فی الحقیقت اسم باسمّٰی ہے یا عقل و شعور سے معمور ہے اسکے ہر فقرہ دلچسپ میں ایک فائدہ عجیب شامل ہے اور ہر مقدار معین سے ایک تحفہ غریب حاصل ہے بلاشک تشنگان شربت علم و ہنر کے حق میں آبحیات سے بے تکلف قابل تعلیم اطفال و تربیت مستورات ہے راقم نے اسکو ایک مقدمہ اور دس باب اور ایک خاتمہ پر منقسم کیا مقدمہ کا نام تجلی نور اور ابواب کا نام عقول عشرہ اور خاتمہ کا نام جوہر فرد قرار دیا علم و جہل کی کیفیت اور نفس ناطقہ کی ماہیت اور حروف و مفردات اور فقرات مرکبات اور نصائح عقلا اور مواعظ حکما اور صرف و نحو و ترکیب اور منطق و اخلاق و تہذیب اور بدیع و بیان و معانی اور فصاحت و بلاغت و نکتہ دانی اور جغرافیہ و تواریخ و حساب و ریاضی اور جر ثقیل و طبیعیات و کیمسٹری اور علم ہیئت و کواکب و فلکیات اور مشاہدہ واہمہ و طلسمات اور عجائبات و غرائبات عالم اور حالات تہبین و مسمریزم اور علم برق و دخان و ریل و تار برقی اور تلمیع کہربائی و مقیاس موسم و تصویر عکسی اور فن تحریر و خوشنویسی و نقش طرازی اور اقسام خطوط اصطلاحی و انشا پردازی اور شہسواری و سپہگری و مشق ریاضت اور زور آزمائی و ورزش و کثرت اور قواعد مناظرہ و قوانین مباحثہ وغیرہ کا بیان اس حسن و لطافت سے کہ ایک باب دوسرے باب میں ترقی مضامین علم و ادب و فنون معانی لطیفہ کا لحاظ مد نظر رہے لوح دل سے صفحہ اوراق پر منتقل کیا

مؤلف

جہاں مصروف عیش و کامرانی	مجھے دن رات شغل جانفشانی
جہاں سرگرم خواب استراحت	مجھے مضمون کی تفتیش صراحت

جہان آسودہ و خوشحال دیکہم	مجہے فکر تلاش تازہ ہر دم
نہ ہو اس میں تہا کوئی اپنا نہ غمخوار	مگر تہا خالق اکبر مددگار
الہی یہہ کتاب مخزن فیض	کہ ہے تاریخ جسکی گلشن فیض
پسند خاطر اہل جہان ہو	سعید کشور ہندوستان ہو ۱۲۹۱
بفیضش خلق عالم بہرہ ور باد	میسر دولت علم و ہنر باد

جس علم کا ذکر بطور مختصر کیا گیا ہے اوسکی کتابیں بکثرت ملتی ہیں جب اسکے مضامین مندرجہ پر وقوف حاصل ہوگیا تو خود بخود غلط شوق کی سلسلہ جنبانی سے اوس علم کی تحقیقات پر طبیعت راغب ہوگی اور جمعیت دل سے منزل مقصود کی رہنما بنجاتی ہین اگر طالب علم ذی استعداد اسکو اپنے مطالعہ مین رکہین تو اسکے ذخیرہ مطالب سے اونکو بہی ایک بہرہ باقی کا حصہ کامل نصیب ہوگا وہ مقاصد عظمی کہ جنکے دریافت کی نکو بہت بڑا اکسیر نا خانہ ابر کرنا پڑے اس کتاب کی اوراق گردانی سے حاصل ہوسکتے ہین حضرت آفریدگار عالم نے بنی نوع انسان کی طبائع مختلف پیدا کی ہین اور اسپر سب سے قوی دلیل صرف یہی کافی ہے کہ باوجود یک یعنی دو گوش کسی کی صورت کسی سے نہین ملتی اگر کہین اشتباہ بہی گذرے تو ہماری فہم ناقص کا قصور ہے یہان ہرطرح کے مطالب شائستہ اور ہر قسم کے مضامین بالشمہ کہ جو بہر حال فائدہ مند خلائق ہین اور جو شخص جس علم و فن کا شائق ہوا اوسکی بہی ابجدِ اسمین جستہ جستہ ہم پہونچ سکنے کی امید ہے اور اکثر ایسی چیزین کہ جو آج تک زبانِ غیر سے ہماری زبانِ اردو مین نہین آئی ہین بکمال جستجو جب اس کتاب مستطاب مین داخل کی گئین کہ خلق اللہ کو علی العموم فیض پہونچے

لمؤلفہ

ہم بہی جہان مین آکے بڑا نام کر چلے	سچ پوچہیے تو فائدہ عام کر چلے
بیکار ہم نہ آئے تہے دنیا مین اے نظام	گر غور کیجیے تو عجب کام کر چلے

اے نظام الدین بس کر دیوانہ ہوا ہے بہلا اس ہرزہ درائی سے فائدہ اور اس تقریر فضول سے حصول اے ناداں کیا تونے نہین سنا مثل مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید تیرا خیال کہاں ہے دیکہہ تو سہی گورنمنٹ و ریاؤں کی قدردانی اور جوہر شناسی اہل عالم پر عیاں ہے تیرے جواہر کلام کی بہی شناخت ہورہے گی اگر یہ عیب ہے تو یاد رکہنا کہ درۃ التاج ہنر پروری کا جوہر پیدا کریگا اور اس طلائے سخن کا دار العیار نکتہ دانی مین محک امتحان پر حال کہلجائیگا اگر زر خالص نکل آیا تو دیکہہ لینا کہ تیری مشت خاک بہی کیسکی نظر کیمیا اثر سے اکسیر اعظم کی جہلکی بنجاگی ہو فردہا بینم کہ نالہ گار جہان ٭ درین آشکارا چہ او نہان ٭

آغازِ مقدمہ کتاب عقل و شعور موسوم بہ تجلی نور

مؤلف

شراب خانۂ غفلت ہے دہر بے بنیاد — سمجھتے ہین اسے بیدار مغز خواب و خیال
کوی ہے نشہ سے بیخود کوی ہے مستِ خمار — کسی کو دُردِ میسر ہوی کسی کو زلال
جو بے زبان ہین وہ سرگرم گفتگو ہر دم — جو اہلِ نطق ہین اون کی زبان ناطقہ لال
کہان ہین قدر شناسندگانِ علم و ہنر — کہ ہو ہین واقفِ رمز نکاتِ فضل و کمال
صلاے عام ہے سایہ ہین شوق سے آئین — مرا بساطِ سخن کہولتا ہے اب پر و بال

ایک شخص معتبر ہمہ دان روشن بیان ملقب بہ رسا مخاطب بسیاح جہان یہ بیان کرتا ہے کہ نواح ممالکِ فروغستان مین ایک شہر دانش آباد معروف و مشہور زمانہ آباد ہین وہان ایک شاہنشاہ عالم پناہ تہا ذہن وذکا مین طاق فہم رسا مین شہرۂ آفاق سب لوگ اسلیئے اوسے عقل مجسم کہتے تہے اوس شہر یارِ عالی وقار کا ایک فرزندِ سعادتمند تہا بلند اقبال شیرین مقال تیز فہم نازک خیال شہزادہ خرد پرور نام شعر بالاے سرش زہوشمندی * می تافت ستارۂ بلندی * اور مثل اربعہ عناصر چار وزیر مشیر ارکانِ سلطنت مقرر تہے مگر قومِ جنات سے ایک شخصِ دانا موسوم بہ شعور سخن رس وزیر نجم اور دستور المعظم تہا فرد جہان چون نگیرد قرار بے جہان * وزیر جنین شہریار جنان * دربار مین ہر وقت علماے فاضل و حکماے کامل پایہ بپایہ اور درجہ بدرجہ موجود رہتے تہے فرد چو ہو زیرک بود شاہ آموزگار * ہمہ زیرکان آورد روزگار * ایکروز بادشاہ نے دیوانِ خاص مین دربارِ عام فرمایا اور وزیرون سے باتدبیر سے مشورہ طلب ہوا کہ شہزادہ خرد پرور کو چہٹا سال ہے تحصیلِ علوم و اکتسابِ فنون کا زمانہ آپہونچا تعلیم و تربیت کیواسطے کونسا آدمی متعین کرنا چاہیے وزیر اول نے پایۂ تخت پر بوسہ دیا اور دستِ ادب باندہ کر عرض کی مؤلف نگہبان ترا ربّ داور رہے * جہان آفرین یار و یاور رہے * شہزادہ عالم کی عمر دراز ہو بیشک جو حضور نے فرمایا عین صلاح ہے تعلیم کی یہی عمر ہوتی ہے چنانچہ والہ داغستانی کا قول ہے

قطعہ

والہ چو بشش رسید سالش — در خانہ بشغلِ درس پرداخت
داوند بدرس اشتغالش — فردوس نمونہ مکتبے ساخت

اس عمر مین اطفال کو فکر و تردد سے کچھہ سروکار نہین ہوتا ہے اگر انکو سخت و سست کہو برا نہین مانتے جو مار پیٹ کرو لڑنے پر آمادہ نہین ہوتے نہ کسیکے نیک و بد سے تعلق نہ اپنے اچھے برے کی تمیز کسی نے پیار کیا تو خوش ہو گئے جو کسینے جہڑک دیا تو سامنے سے چلدیے جو ہاتہہ لگا کہا لیا جو مل گیا پہن لیا نہ خود آرائی کیطرف طبیعت راغب نہ کہانے پینے مین تکلف کا خیال اگر کسیکے پاس کوئی چیز ایسی نظر آئی کہ اودہر میلان خاطر ہوا تو فورا مچل گئے رونا شروع کیا ہاتہہ پاؤن پہیلا دیئے اور جو کسینے اوسکے بدلے دوسری چیز کوئی کہلونا وغیرہ دیدیا چپ ہو رہے جہٹ پٹ بہل گئے کہلکہلا کر ہنسنے لگے خوب و زشت انکی نظر مین یکسان رہتے ہین کسی چیز کی پروا نہین ہوتی شام ہوئی سو رہے صبح ہوئی اوٹھہ بیٹھے بہاگ گئے لیٹ رہے آرام پایا کہیلنے لگے

فرد

دل مین ہوس زلف چلیپا نہین رکھتے
ہم سر نہین رکھتے کوئی سودا نہین رکھتے

تکلیف جسمانی سے نہایت ڈرتے ہین تنبیہ اور چشم نمائی انپر بہت جلد اثر کرتی ہے اطفال کی مثال بعینہ ایسی ہے کہ جیسے زمین پرورده قابل زراعت آب تعلیم بمنزلہ دہقان تربیت کو تخم افشانی او تعلیم و تدریس کو آبیاری سمجہنا چاہیے جس طرح کا بیج بویا جاتا ہے اوسطرح کا پہل پیدا ہوتا ہے اسواسطے ہر فرد بشر پر واجب و لازم ہے کہ اولاد کو باین ہمین تعلیم کرے اور اوستاد کو یہہ بات نہایت ضرور ہے کہ شاگردوکی درستی اوضاع سنجیدہ اور شایستگی افعال پسندیدہ مین ہمہ تن ہمت مصروف رکہے مگر ایسا شخص کہان ہے کہ جو اپنی اوقات شریف دوسرے کے واسطے بیکار ضایع کرے ہان کوئی قدردان اولوالعزم تلاش فرماے تو بعید نہین کہ خوبی تقدیر سے ہم پہونچے مولف * نباشند محروم جویندگان * کہ جویندگانند یابندگان * یہہ کہکر وزیر اول تو خاموش ہوا اور وزیر دوم کی نوبت آئی اوسنے آداب گاہ سے مجرا ادا کیا اور با داب تمام عرض کرنے لگا قطعہ * الہی تا جہان باشد تو باشی * ز عالم تا نشان باشد تو باشی * بہ لطف ایزدی امیدوارم * کہ تا دور زمان باشد تو باشی * اے شاہ والا شور شہزادہ خرد پرور کی تعلیم و تربیت کیواسطے ایک ایسا فاضل ادیب درکار ہے کہ ہر علم و فن سے واقف اور ہر شے مین مہارت کامل و مداخلت کلی رکہتا ہو علم کچہہ فقط زباندانی کا نام نہین فارسی یا عربی یا ترکی بولنے لگے اور زمرہ علما مین گنتی گنوانے کے لیے شامل ہو گئے فرد * گل اوس نگہ کے زخم رسیدون مین مل گیا * یہہ بہی لہو لگا کے شہیدون مین مل گیا * عالم اوسکو کہتے ہین کہ جو چیزین فہم انسانی مین بغیر اشکال آسکتی ہون وہ سب اوسکے لوح دل پر منقوش ہون اور وہ دقیقین کہ بے مدد اجماع جمہور قوت ذہن مستقیم و طاقت طبع سلیم وہان تک پہونچ سکے تمام و کمال اس اکیلے کے قبضہ اقتدار مین پائی جائین اور یون تو سب جانتے ہین

اَلعِلمُ دانستن مگر ہمہ دانست کچھ کام نہیں آتی علامۂ عصر وہی شخص ہے کہ ہر ایک عبارت و مضمون اوسکے ورقِ دل و صفحۂ خاطر پر مستحضر ہو اور کوئی قول و فعل اوسکا کسی شخص کی رضی و طبیعت کے برخلاف نپایا جاے لیکن فی الحال یکایک ایسا ہی علم عالمِ متبحر خاصیت عنقا رکہتا ہے لہذا بہتر ہے چند سے کسی ادیب خوش اخلاق کو کہ زمانۂ حال کے موافق شایستہ و بایستہ ہو مقرر فرمانا مضایقہ نہیں رکہتا بعد اوسکے جستجو شرط ہے جب وہ شباب ہو لیوے او سکے سپرد کر دینا بہت مناسب ہے۔ وزیر سوم بعد ادای مراسم آداب شاہی نعمان زبان اسطرح گوہر فشان ہوا

قطعہ

الٰہی بختِ تو بیدار بادا ترا دولت ہمیشہ یار بادا
گلِ اقبالِ تو دایم شگفتہ بچشمِ دشمنانت خار بادا

جہان پناہ سلامت شہزادۂ والامنزلت کی تعلیم و تربیت کے لیئے وہ معلم زیبا ہے کہ مزاج کا رحم دل ہو مگر صورت ہیبت ناک چاہیئے بدرجۂ نہایت نرم گفتار و شیرین زبان ہو مگر آواز ایسی زبردست ہونی ضرور ہے کہ جسطرح شیر غران نیستان میں گونجتا ہو قد و قامت کا موقع ایسا کہ اطفال خرد سال اوسکو دیو زاد تصور کریں اور ہیبتناک اوسکے رعب و مہابت کا نقشہ دلوں پر جم جاے اور یقین قطعی ہو کہ جس وقت ہم نے پایا تو ایک طرف لڑکا زندہ نچہوڑیگا اور سمجھا دیا جاے کہ وقتِ تعلیم شہزادۂ والاقدر کی زد و کوب سے ہاتھ کو باز رکہے اسلئے کہ سلاطین عالیشان اشرف بنی نوعِ انسان ہیں اگر اونپر کوئی دست درازی کرے تو آدابِ سیاست اور قانون ریاست سے بعید ما سوا اسکے خواص و عوام الناس میں زمین و آسمان کا فرق ہے جسم نازک و لطیف متحمل ایسے شدید و عقوبتِ معلم کا ہرگز نہو سکیگا تاکید کر دیجاے کہ تسلی و تشفی سے یا بہ وقتِ کمال بے اعتدالی صرف زجر و توبیخ سے کار برآری کر لی جاے اور زد و کوب میں کئی نقصان واقع ہوتے ہیں۔ اول بعض اوقات حالتِ غیظ و غضب میں صفتِ بہیمی ایسی غالب ہوتی ہے کہ انسان کو اصلا بد و نیک کی تمیز باقی نہیں رہتی بلکہ ضرب بیجا سے اندیشہ ضرر جان متصور ہے۔ دوم طالب علم کا دل کوششِ علم سے بیزار ہو جاتا ہے کہ ادنی تقصیر پر سزاے سنگین ملتی ہے اور ہر دم یہی دغدغہ رہتا ہے کہ اگر عمدا یا سہوا کوئی چہوٹا سا قصور بہی سرزد ہوگیا تو وہی سزاے جسمانی موجود ہے اور اس بلاے ناگہانی سے نجات مشکل اسی فکر میں قوتِ حافظہ فنا ہو جاتی ہے تحصیلِ علوم سے جی چہوٹ جاتا ہے۔ سوم زد و کوب سے لڑکا ڈھیٹ ہو جاتا ہے غیرت باقی نہیں رہتی اپنے دل میں یہی تصور کرتا ہے کہ جس کام کو جی چاہے اگرچہ اوستاد کے ہزار خلاف مرضی ہو مگر ایک بار کر لینا ضرور ہے اوستاد صاحب اور زیادہ کیا کرینگے بہت ہوگا تو یہی کہ مار لیا اور چہوڑ دیا چہارم جو طفل اکثر مار کہاتا رہتا ہے وہ اپنی جماعت میں بلکہ تمام اہلِ مکتب کی نظر میں ذلیل ہو جاتا ہے

اور سلاطین کا نظر رعایا مین ذلیل ہونا کسیطرح مناسب نہین اسواسطے کہ زمانہ تخت نشینی مین اونکی ہیبت لوگونکے دلونپر پورا پورا اثر نہین کرتی پنجم طالب علم بمقتضاے نادانی زد وکوب کے سبب سے اوستاد کو اپنا دشمن جانتا ہے اور دل ہی دل مین واہیات منصوبے گانٹہا کرتا ہے اوستاد کی تکلیف جان اور نقصان مال کا روادار ہوجاتا ہے آخرکار اسی باعث سے علم حاصل نہین ہوتا اور فضل وکمال سے محروم رہجاتا ہے

قطعہ

اگر دولت صد اوستاد نیست | بد ہیبت امید تو چند باد نیست
مر اوستاد را ہر کہ محکوم شد | کسے برنیاید کہ مخدوم شد

الغرض تنبیہ وتادیب اطفال سے یہی غرض ہے کہ اوستادون سے ڈرتے رہین اور اونکے حکم کے برخلاف کوئی بات نکرنے پائین اگر اپنے گہرون مین بہی کسیوقت بتقاضاے طفلی کوئی حرکت بیموقع ظہور مین آوے تو اوسدم اوستاد کا نام سنتے ہی اوس سے باز رہین اور پہر اوس کام پر دلیری نکرین جب یہہ باتین موجود ہون تو مارپیٹ کی کچہہ حاجت نہین اور یہہ سب باتین اوس صورت مین ممکن ہین کہ معلم بہمہ صفات مندرجہ بالا موصوف ہو اوسکی تقریر باعث تہذیب اخلاق اور اطوار موجب درستی افعال اور صورت سبب ہیبت وخوف اور آواز جہت تنبیہ اطفال مقتضیہ ہے جسوقت استعداد پیدا ہوجائیگی تو مطالعہ کے ذریعے سے ترقی علوم خودبخود امکان پذیر ہے اوسکا خاموش ہونا تہا کہ وزیر چہارم اپنی جگہ سے فوراً آگے بڑہا اور اس ترانہ جانفزا سے مترنم ہوا

بیت

اے قبلۂ ملوک زمان آستان تو | فخر سپہر پیر بہ بخت جوان تو

اگرچہ فدوی اسقدر لیاقت نہین رکہتا کہ حضور اقدس واعلے کے روبرو کسی امر مین دم مارسکے مگر ارشاد عالی لاچار ہے اسواسطے کچہہ اپنی حماقت ظاہر کرتا ہے جناب والا اگر علما وفضلا حکم عنقا رکہتے تو علم وفضل بہی کبریت احمر کی خاصیت پیدا کرتے طریقہ تعلیم وتعلم یکلخت موقوف ہوجاتا ہر ایک کا طایر عقل قفس نادانی مین مقید رہتا اور نقاب شب تاریک جہل سے صبح گلشاے علم روز قیامت تک اپنا جمال جہان آرا نہ دکہاتی اگر ایک شخص کی ذات خاص مین یہہ تمام وکمال وصف اور خوبیان بہم نہون تو چندان تردد کی جا نہین کسی اوستاد نے کیا خوب کہا ہے مصرعہ ہر کسے را بہر کارے ساختند ۔ اور زمانہ کا یہی دستور ہے کہ کسیکو کسی علم مین کمال اور کسیکو کسی فن مین دستگاہ مصرعہ ہر گدا این دہند وآن ندہند ۔ اگر شہزادہ عالیشان کی تربیت منظور ہے تو ہر علم وہنر کے جداگانہ اوستاد مقرر فرماتے وہ سب اپنے اپنے علوم وفنون اور دستکاری وصناعی تعلیم کرین ہر ایک کیواسطے ایک وقت خاص ٹہرایا جائے کہ حسب دستور اوقات معین پر اپنی اپنی خدمت بجالائین

عالم مین رونق افروز ہو کر حکم معلم کو دیا کہ جو معلم شہزادے کی تعلیم پر مقرر ہے اوسکو بجسبہ حضور مین ابھی حاضر کرو دم لینے کی بھی مہلت نہ دینا وہان کیا دیر تھی فرمانبران شاہی نے فورا موجود کردیا بادشاہ نے فرمایا کہ او خیرہ سر کیا ہمنے تجھے روز اول نہ سمجھا دیا تھا کہ اس پروردہ ناز و نعم کو پھول کی چھڑی سے بھی نچھونا مگر تونے ہمارے حکم کی مطلق تعمیل نہ کی بیشک ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تیرے بطون دماغ مین کچھہ نہ کچھہ فتور ہے معلم دانا نے جواب دیا کہ اے خداوند کشور کشا بہت باتین ایسی ہین کہ انسان کو زہر معلوم ہوتی ہین اور وہ اوسکے واسطے تریاق کا حکم رکھتی ہین اور اکثر چیزین ایسی ہین کہ آدمی اونکو دوست رکھتا ہے اور وہ اوسکی جان کیلئے دشمن قاتل ہجاتی ہین حضرت انسان کی عمر عزیز کے چار درجے مقرر ہین اول سن نمو یہہ زمانہ روز ولادت سے تیس برس تک رہتا ہے اس مدت کا حصہ اول یعنے پیدایش کے دن سے ابتداے بلوغ تک عہد طفلی شمار کیا جاتا اور حصہ دوم کو عنفوان جوانی کہتے ہین اس درجے مین حرارت و رطوبت مزاج مین غالب رہتی ہے دوم سن شباب یہہ زمانہ تیس برس سے پینتیس برس تک رہتا ہے مدت اس زمانے کی کم ہے اسلئے کہ کوئی نو دمیدہ اپنے عہد جوانی پر مغرور نہ ہے اس درجے مین حرارت و یبوست مزاج پر غالب ہوتی ہے سوم سن کہولت یہہ زمانہ پینتیس برس سے ساٹھہ برس کی عمر تک ہے اسکو زمانۂ انحطاط بھی کہتے ہین اس درجے مین مزاج پر برودت و یبوست کا غلبہ رہتا ہے چہارم سن شیخوخیت یہہ زمانہ آخر عمر تک رہتا ہے اس درجے مین سب قوتین حمیدہ اور قواے جسمانی اپنے اپنے کار سے دست بردار ہوتے جاتے ہین اور مزاج صرف برودت کا مغلوب ہجاتا ہے اگرچہ حکماکے اقوال مختلف اس باب مین واقع ہوئے ہین مگر مستند یہی ہے کہ جو فدوی نے گذارش کیا

بیان عمر انسان

نظم

چو عمر از دہ گذشت و یا خود از بیست ‏ نشاید دیگر چون کودکان زیست
نشاط عمر باشد تا بہ سی سال ‏ چو چہل آمد فرو ریزد پر و بال
پس از پنجہ نباشد تندرستی ‏ بصر کندی پذیرد طبع سستی
چو شصت آمد نشست آمد بدیوار ‏ چو ہفتاد آمد افتاد آلہ از کار
بہ ہشتاد و نود چون در رسیدی ‏ بسے سختی کہ از گیتی کشیدی
وز انجا گر بصد منزل رسانی ‏ بود مرگے بصورت زندگانی
اگر صد سال مانی ور یکے روز ‏ بباید رفت ازین کاخ دل افروز
پس آن بہتر کہ خود را شاد داری ‏ دران شادی خدا را یاد داری

اس تمام تقریر سے یہہ مطلب ہے کہ ہر درجہ عمر ایک ایک کام کیواسطے خصوصیت رکھتا ہے مگر حصہ اول

خاص تعلیم و تعلم کے لئے موضوع ہے بدین جہت کہ صندوق دل حرف ریزہ تفکرات سے خالی ہوتا ہے انسب یہی ہے کہ اوسمین علوم و فنون کے جواہرات بیش بہا کا خزانہ مالا مال ہو اس عمر کی تربیت کا اثر ہمیشہ باقی رہتا ہے اور یہہ سب درجے اوسی کیفیت مین طے ہو جاتے ہین اسلئے مناسب ہے کہ حتی المقدور تربیت مین کوتاہی نہونے پاے کہ آغاز بد کے انجام مین خرابی کے سوا کچھہ متصور نہین ٭ فرد ٭ چوب تر را چنانکہ خواہی پیچ ٭ نشود خشک جز بآتش راست ٭ انسان کو جو انواع شرافت ہے اور بادشاہ کو انسانون پر فضیلت جو قول و فعل کہ اونکی زبان سے شرف صدور پاتا ہے خلق اللہ کیواسطے ایک زبردست دستور العمل قرار دیا جاتا ہے ہر شہر کا وکیل اور ہر ملک کا سفیر اپنے ولینعمت کو لکھہ بھیجتا ہے کہ آج بادشاہ سے یہہ حرکت ظہور مین آئی پس اگر فعل شائستہ و موزون ہے تو اوسکی دانش و بینش کی توصیف مشہور ہوتی ہے اور جو حرکت ناملائم سرزد ہوئی تو بجز بدنامی کچھہ حاصل نہین اسلئے اتالیق اور اوستاد شفیق کو مناسب ہے کہ تعلیم سلاطین کے باب مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرے اور ہردم و ہر لحظہ اونکا نگران حال رہے کہ تمام امورات جہانی اونکی ذات خاص اور نفس نفیس سے متعلق ہین اگر عوام الناس سے کوئی فعل قابل تحسین یا کوئی حرکت لائق تعریف واقع ہو تو کوئی یہہ بھی نہین کہتا کہ کس کھیت کی مولی ہے اور کس دہان کا چانول بادشاہونکے حق مین کسی عرب کا قول ہے مثل کلام الملوک ملوک الکلام ٭ اور رعایا و برایا کیطرف خطاب ہے مثل العوام کالانعام ٭ اے شہریار عرش وقار اس شہزادہ نامدار نے یہہ عادت پیدا کی تھی کہ جو چیز بری یا بھلی ایکبار ہاتھہ آجاتی تو بے گوشمالی و سرکوبی پنجے سے نکلنا محال ہو جاتا ہرچند کوشش کی مگر افسون زبانی اصلا سودمند نہوا اور اس مرض لا دوا کا علاج یہی تہا جو اس ہیچمدان حکیم نے تشخیص کیا اسمین شک نہین کہ خطرہ جان تہا مگر خیریت گذری اب یہہ بیماری ہرگز عود نکریگی بادشاہ اس تقریر کو سنکر بہت خوش ہوا اور شہزادے کو پہر اوسکے سپرد کرکے اوس معلم کا اعزاز و اکرام زیادہ کیا جب وزیر چہارم یہہ نقل بیان کر چکا تو شہنشاہ والا ہمم عقل مجسم بجانب دستور المعظم متوجہہ ہوا اور ارشاد فرمایا کہ اے شعور سخن رس یہہ سب تو اپنی اپنی رائے دے چکے اب تیری کیا صلاح ہے وزیر اعظم نے تہوڑی دیر سر جھکایا اور ایکبارگی سنبہلکر گویا ہوا

مولف

شہا قبضہ مین تیرے بحر و بر ہو ٭ جلو مین نصرت و فتح و ظفر ہو
قیامت تک اسی صورت سے ہر روز ٭ سریر سلطنت پہ جلوہ گر ہو

پہلے ایک عرض سن لیجئے اگر شہزادہ بلند اقبال کی تربیت اس بندہ درگاہ کی رائے ناقص اور فہم خام کے

مطابق مقرر فرمائی جاے اور طریقہ تعلیم اس جان نثار کی مرضی کے موافق عمل مین آئے تو البتہ بطور خود کچھہ گفتگوے کارآمد اور طریقہ مفید اور آئین ترغیب علوم وفنون اور قانون تدریس و تعلیم اور نفس ناطقہ کی کیفیت اور حواس ظاہری و باطنی کی حقیقت اور حصول استعداد کیصورت اور ترقی ذہن سلیم کی ترکیبین وغیرہ بطریق اجمال کہ جسمین فوت مطلب نہو گذارش کرون ورنہ بیفائدہ سمع خراشی کیا حاصل حضور تو دل مین خیال فرمائین کہ ✤ مصرعہ ✤ سخن با خورد و خلق خود بدرید ✤ اور بندہ بیچمیرز کو مین خارج العقل شمار کیا جاے اس سے بہتر یہی ہے کہ ایسے موقع پر انسان ہو یا ہی جان دم بخود ہو کر خاموش ہو رہے اور فوائد خاموشی حضور پر بخوبی آشکار ہین مولف امری والست مین خاموش رہنا سب سے بہتر ہے خموشی مین وہ معنی ہین کہ مین کچھہ کہہ نہین سکتا ✤ ہو شخص کو لازم ہے کہ ہر وقت لب بند رکھے جو کچھہ جانتا ہو وہ بھی نہ کہے اسواسطے کہ جو نہ جانتا ہو اگر کوئی شخص وہی سوال کر بیٹھے تو مذلت و ندامت حاصل ہوگی جس کسنے گوشہ خموشی مین مہر سکوت زبان پر لگائی حرف گیرون کی زبان سے نجات پائی

حکایت کسی شہزادے نے خاموشی کے فائدے معلوم کرکے سکوت اختیار کیا بادشاہ نے ہرچند چاہا کہ باتین کرے مگر کوئی بات کارگر ہوئی وزیرون نے صلاح دی کہ حضور اگر سیر و شکار کی اجازت دین تو شاید غنچہ خاطر شگفتہ ہو

شعر

گل و ریاحین و سیر صحرا ضیافت عجب بقا ہے	مسافرو دیکھہ لو تماشا سراے فانی عجب سرا ہے

شاید کہ فضاے دشت و کوہسار اور بہار سبزہ ولالہ زار سے دل بہل جاے اور کچھہ حال بیان کرین بادشاہ نے فرمایا بہتر ہے وزیر نیک تدبیر شہزادہ عالم کو ہمراہ لیکر بارادہ شکار جنگل مین جا پہونچے مگر اتفاقاً اوس روز شکار ہاتھہ نہ آیا جب دولتخانہ کیطرف مراجعت کی اثناے راہ مین کسیطرف سے تیتر کی آواز آئی ایک شخص نے آواز پر بندوق لگائی اوسوقت بیساختہ شہزادے کے مونہہ سے یہہ بات نکلی کہ نہ بولتا نہ مارا جاتا ✤ وزیر عقلمند یہہ سمجھہ گئے کہ شہزادے نے مصلحتاً خاموشی اختیار کی ہے ✤

مولف

بیہودہ ہی سخن کیا کرتے ہین تقریر	یہہ فائدہ آوازہ دف سے مجھے پہونچا
خاموش ہوتا سینہ ہے معدن گوہر	یہہ نکتہ سربستہ صدف سے مجھے پہونچا

شعرا نے اسی سبب سے آنکہون مین جگہ پائی کہ جو شرمہ در گلو ہوا او سکی چشم دل کحل الجواہر عرفان سے روشن ہوئی سیند ورنے اسی باعث سرخروئی حاصل کی کہ زبان ناطقہ لال کرتا ہے ✤ فرد ✤ حاسی مرتبہ مُہر نبوت دارد ✤ لبستہ لب سکہ زرفیض بہ قدرت دارد ✤ حکما کا قول ہے

فوائد خاموشی

حکایت

کہ انسان کا مافی الضمیر دو حال سے خالی نہیں یا اظہار نعمت یا بیان محنت اور یہہ دونوں باتیں نہان رکھنے کے قابل ہیں اگر نعمت کا بیان ہے تو پوشیدہ اسلئے خوب ہے کہ چشم حاسد اوسپر کارگر ہو اور اہل طمع کی آفت سے محفوظ رہے اور جو محنت کا ذکر ہے تو مخفی اسلئے بہتر ہے کہ دوستوں کو ملال ہو اور دشمنوں کو طعنہ زنی کا موقع نہ ملے ۔ مؤلف ۔ ذکر جاہ و بیان نعمت سے ۔ حاسدوں کا حسد ہو اور زیادہ ۔ داستان سنکے رنج و محنت کی ۔ دوست اندوہگین ہوں دشمن شاد ۔ حکایت ۔ سکندر بادشاہ نے ایکبار اپنا راز مخفی کسی سے بیان کیا اور ممانعت کی کہ زبان پر ہرگز نہ لانا مگر اوسنے لوگوں میں ظاہر کر دیا یہانتک کہ سکندر کو بھی

شعر

خامشی بہ کہ ضمیر دل خویش	با کسے گفتن و گفتن کہ مگوے

حکیم بلیناس کیطرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ جو کوئی راز فاش کرے اوسکیواسطے کیا سزا تجویز کرنی چاہئے حکیم دانا نے جواب دیا کہ حضور مفصل بیان فرمائیں تو میں عرض کروں سکندر نے کہا کہ راز دل میرا کسینے افشا کیا ہے میں چاہتا ہوں کہ سزا دوں بلیناس نے کہا کہ اے بادشاہ اوس سے رنجیدہ ہونا چاہیئے کہ تونے اپنا راز جو افشا کیا جب تجھی سے ضبط نہو سکا تو اوس بیچارے کا کیا قصور ہے ۔ مؤلف ۔ بس گیا وہ جو سخن تیری زبان سے نکلا ۔ پھر نہ آیا جو کوئی تیر کمان سے نکلا ۔ کسینے کیا خوب کہا ہے کہ جو بات میں نے نہ کہی اوس سے کبھی پشیمان نہوا اور اکثر کلام جو میں نے کئے اون سے کمال ندامت حاصل ہوئی

فرد

دل ہست اے خردمند زندان راز	چو گفتی نیاید بزنجیر باز

جو بات میرے دہن سے نہیں نکلی ۔ اوس پر میں زیادہ قدرت رکھتا ہوں اوس بات سے کہ جو دہن سے نکل چکی

مؤلف

غبار خاطر دانا ہے اظہار ہنر کرنا	کدر ہو گیا آئینہ جب جوہر ہوئے پیدا

پریشان کہنا بہت سہل ہے اور پریشانی چھپانا نہایت دشوار ۔ فرد ۔ درگوش کسے مگفتنی راز ۔ کاز پردہ شود زگفتنش باز ۔ جو کچھ میں نے کہدیا اوسپر اقابو نرہا اور جو نکہا میں اوسکا میں مالک ہوں کہنا نکہنا میرے اختیار میں ہے

قطعہ

بہ پیرے رسیدم در اقصائے یونان	بدو گفتم اے آنکہ با عقل و ہوشی
ز مردم چہ بہتر بہر حال گفتا	خموشی خموشی خموشی خموشی

اے شہنشاہ کیوان بارگاہ فوائد خاموشی بیان سے باہر ہیں اور قصہ پر طول پر پہونچی اب

مین بہی خاموش ہوتا ہون ؎ بیت ؏ بخاموشی قسم گر گرمیِ گفتار جو دو نیم ؏ بسانِ شمع می کاہد تن من از زبانِ من ؏ مگر انصاف یہہ ہے نہ چاہیے کہ تیری طرح کا بادشاہِ دانش پناہ مخاطب ہو اور مین شرفِ مکالمت سے محروم رہون

مؤلف

یہہ دو باتین کسی مین ہون جو موجود	او سے کہتے ہین نادان صاحبِ ہوش
جو وقتِ خامشی گرمِ سخن ہو	جو وقتِ گفتگو ہوجاے خاموش

فوائدِ نطق

جب کوئی کسی سے ہمکلام ہو تو پہلے اوسکو اپنے دل مین اتنا ضرور سوچ لینا چاہیے کہ جس سے مین کلام کرتا ہون اوسکا دل میری بات سننے کو زیادہ چاہتا ہے یا اپنی بات سنانیکو اور حضرتِ واجب الوجود نے قوتِ ناطقہ اسیواسطے عنایت فرمائی ہے کہ انسان و حیوان مین تمیز پیدا ہو

فرد

بہ نطق آدمی بہتست از دواب	دواب از تو بہ گر نہ گوئی صواب

انسان کو اوسوقت تک نہ بولنا چاہیے کہ جب تک گفتگو کا موقع نہ ملے اور جب کوئی سامع ہو تو خاموش رہنا ہرگز مناسب نہین بشرطیکہ تقریر معقول ہو اور گفتگو درست ؎ شعر ؎ نہ اس رہ مین قدم تو بے طلب رکھ ؏ سخن جبتک نہو چھین بند لب رکھ ؏ کسیکی حیثیت و استعداد سے بڑھکر کلام نکرنا چاہیے اسلیے کہ کجی کو بقدرِ لفظِ کُن اور نکتہ سنج مفید ہوگا اوسقدر افضل اور لافعل سود مند نہ پڑیگا کلام کی خوبی یہی ہے کہ مضمون اس عمدگی سے ادا ہو جسکو ہر آدمی اچھی طرح سمجھہ سکے اور کوئی شخص کسی امر مین تجھ سے طلب کرے تو حتی المقدور صلاحِ نیک دینی لازم ہے اور سلاطینِ تیز ہوش کو نہایت ضرور ہے کہ جو مشکل مہم حوادثِ ایام سے پیش آئے تو راے صائب اور عقلِ سلیم کی مددگاری سے اوسکا تدارک کرین اور ارکانِ ریاست سے خواہ بڑے ہون خواہ چھوٹے مگر امین و معتمد ہون مشورہ کرنا چاہیے شاید چھوٹون کی خاطر مین ایسی چیز گذرے کہ بڑون کے دلمین نہ آئی ہو ؎ قطعہ ؏ گاہ باشد کہ پیرِ دانشمند ؏ نہ نماید درست تدبیرے ؏ گاہ باشد کہ کودکے نادان ؏ بغلط بر ہدف زند تیرے ؏ لیکن اہلِ ہمت و اصحابِ تجربہ و مردم دور اندیش و پیرانِ عاقبت بین کی تدبیر اکثر درست ہوتی ہے کسیلیے آجتک صلاح سے نقصان نہ ہوا

فوائدِ مشورت

فرد

در ہمہ حال مشورت باید	کار بے مشورت نکو ناید

اول کام بسبب مشورت کے درستی و راستی سے آراستہ و پیراستہ ہوتا ہے دوم جو بے صلاح کام کرتا ہے اگر درست ہوا تو لوگ اوسپر زبانِ طعن و تشنیع دراز کرتے ہین اور بعد مشورت کے یہی

درست ہو تو اوسکو سند در رکہتے ہین سوم وہ ایک شخص کام کے اطراف وجوانب احاطہ نہین کر سکتا
اور چند اشخاص باہم وہین لڑائین تو ہر ایک کی خاطر مین ایک نئی بات آتی ہے اور جو رائے درست ہوتی ہے
وہ سب پر ظاہر ہو جاتی ہے پس اہل اختیار کو لازم ہے کہ کوئی کام عقلمند ونکی بغیر مشورت شروع نکرے
اور مشورت کو حل مشکلات مین حاکم عادل سمجھے اور یقین جانے کہ ایک عقل سے دو عقلین مفید ہوتی ہین
بہرام گور نے اپنے بیٹے کو وصیت کی تہی کہ امور مملکت مین عاقلون سے مشورہ کر اس لئے کہ تدبیر درست
صید کے مانند ہے جو ایک شخص کے ہاتہہ نہین آتا اور جماعت سے باہر نکلنے نہین پاتا

مؤلف

کام بے تدبیر ہوتا ہے خراب	رکہہ بناے کار تو تدبیر پر
فوج ولشکر سے بہی ہے تدبیر خوب	قصد گر ہو ملک کی تسخیر پر

حکایت سلطان روم اور عزیز مصر مین نااتفاقی کی صورت نظر آئی دونون نے باہم لشکر کشی کی [illegible] ہوئے
لشکر مین مصریون کا ایک مخبر شریک تہا اور عزیز کا اوسپر کمال اعتبار جاسوسون نے یہہ خبر قیصر تک پہونچائی
سلطان نے مطلق التفات نکیا اور نہ اوس شخص کے منہہ پر لایا جب لڑائی نزدیک پہونچی قیصر نے اوسکو
بلایا اور اپنے سامنے کسی کام مین لگا دیا اس اثنا مین لشکر کے سردارون کو طلب کیا اور فرمایا تو مبارک ہو
کہ عزیز مصر کے امیرون اور مصاحبون نے مجھے ازروئے قسم لکہہ بہیجا ہے کہ جسدم دونون لشکر مقابل ہونگے
فوراً عزیز کی مشکین باندہ کر ہم حضور مین حاضر کر دینگے تم بے دہڑک رہو اور کچہہ اندیشہ نکرو اوس شخص نے
جو سنا تو نہایت متحیر ہوا جب مجلس سے باہر آیا اوسیدم یہہ خبر وحشت اثر عزیز کو لکہہ بہیجی عزیز مصر یہہ حال
معلوم کر کے بہت ڈرا اور توقف مناسب نجانکر بے لڑائی کیے ہوئے بہاگ نکلا قیصر نے اوسکے تعاقب
مین فوج بہیجی سب مال واسباب عزیز مصر کا لشکر قیصر کے ہاتہہ لگا حضور غور فرمائین کہ اس ایک تدبیر نے
کتنی فوج کثیر کو شکست دی مؤلف سو لشکر جرار سے جو ہو نہ میسر وہ کام کرے عقل درست ایک سخن مین
شعور سخن رس فوائد خاموشی اور فضیلت نطق اور خوبی مشورت بیان کر کے خاموش ہو رہا بادشاہ نے
فرمایا کہ اے وزیر دانشور تیرا ہر کلام خزینہ گوہر آبدار ہے اور ہر سخن معدن جواہر تابدار ہر حرف تیری
تقریر کا ایک کتاب دانشوری ہے اور ہر لفظ تیرے بیان کا ایک دفتر ہوشمندی فصاحت وبلاغت
تجہہ پر ختم ہو چکی اور کل عقل وشعور تیرے حصہ مین آچکا جسنے تیری گفتگو سے بہرہ کافی نہ پایا اوس نے
دانش وتمیز سے حظ وافی نہ اوٹہایا اور یہہ بات تجہہ پر بخوبی واضح وآشکار ہے کہ تمام امور سلطنت اور
کاروبار مملکت تیری ذات خاص سے وابستہ ہین کبہی بغیر تیری صلاح کے ہم کوئی کام نہین کرتے بیشک ہین

تیری راے پر اعتماد کلی ہے اور یقین کامل اسلیئے تعلیم و تربیت شہزادہ والا قدر کی تیری مصلحت و اندیشہ پر موقوف ہے ہمین اوسکے سفید و سیاہ سے کچھہ مطلب نہین مگر ہر برس مین ہم دو بار امتحان لیتے رہین گے تاکہ ہم پر بخوبی روشن رہے کہ اس عرصہ مین معلم اخلاق کسقدر محنت کرتا ہے اور خرد پرور کتنی ترقی پاتا ہے اس مین دو فائدے ہین **اوّل** یہہ کہ اتالیق کو خود کوشش و توجہ کا خیال رہے **دوم** شہزادے کو بدرجہ اتم مشقت گوارا کرے اور ممتحن کے روبرو سرخروی و نیکنامی کے حاصل کرنے کا شوق زیادہ ہو وزیر اعظم نے اون شرطونکو برضا و رغبت و طیب خاطر منظور کیا اور زبان حقایق بیان سے گویا ہوا ؎

مولف

یا الٰہی رہے تا سلسلہ لوح و قلم — یا الٰہی رہے تا واسطہ ارض و سما
یا الٰہی رہے تا مرکز ماہ و خورشید — یا الٰہی رہے تا دایرہ صبح و مسا
یا الٰہی رہے تا گلشن ہستی مین بہار — یا الٰہی رہے تا عطر فشان باد صبا
یا الٰہی رہے تا ابر مین آب رحمت — یا الٰہی رہے تا جنبش موج دریا
روز نو روز ہو ہر روز فزون قدر تجھے — بسلۂ اقتدار نئے ہو نئے ہر اہتما
شان و شوکت ہو تری غاشیہ برداری مین — فتح و نصرت رہے ہمراہ رکاب والا
لیلی بخت رسا کار ہے مجنون اقبال — اور دولت در دولت کی کنیز ادنا

حضرت سلامت حضرت انسان کے خیالات اور نفس ناطقہ کی استعداد اور عقل و شعور کے مختلف حالات اور علوم و فنون کی صنعتون کا جدا گانہ بیان بیان کی قوت سے باہر ہے اصل ہستی یعنی روح انسانی جسکو حکما اپنی اصطلاح مین نفس ناطقہ کہتے ہین عجیب شے ہے کبھی حالت سرکشی مین پایا جاتا ہے کبھی صعوبات مین کبھی اطمینان حاصل کر لیتا ہے اور کبھی اوسکے سبب سے دلین مختلف ارادے ظہور پاتے ہین کبھی خشیت و خوف پیدا کرتا ہے کبھی جوہر لطیف بیجا

قطعہ

آدمی زادہ طرفہ معجونیست — از فرشتہ سرشتہ و ز حیوان
گر کند میل این شود کم ازین — ور کند قصد آن شود بہ ازان

نفس کے تابع کرنیسے راحت حاصل ہوتی ہے نہ آدمی خوف کا غلام رہتا ہے نہ امید کا الو بنتا ہے نہ حسد سے جلتا ہے نہ غصے سے بھڑکتا ہے غم اوسکو نہین دبا سکتا محنت اوسکو نہین گلا سکتی دنیا مین ہنگامہ ہوا کرے وہ چپ چاپ سیدھا چلا جاتا ہے آفتاب جسنے مشرق سے نکلکر مغرب کی راہ لی نہ مطلع کی صفائی سے غرض نہ ابر کی تاریکی سے خطر جسوقت قواے اسفل قواے اعلے پر

نفس ناطقہ کا بیان

محیط ہو جاتے ہیں انسان کمینہ اور ذلیل بنجاتا ہے اور خیال کہ جس سے جذبے کی تولید ہوتی ہے اگر نفس ناطقہ کے تخت کو غصب کر لیتا ہے تو خلل اور بد انتظامی جو بدعملی کا نتیجہ ہے تمام ملک میں پہیل جاتی ہے عقل بمنزلہ آفتاب ہے اوسکی روشنی مستقیم یکسان اور دائم ہے اور خیال شہاب سے مشابہ ہے جو چمکتا ہے اور قائم نہیں چلتا مگر بقاعدے پروردگار نے انسان کو قوت عقلیہ ایسی عنایت فرمائی ہے جس کے ذریعہ سے اپنی حقیقت اور دوسرونکی کیفیت بخوبی دریافت کر سکتا ہے اس لحاظ سے اوسکو چاہئے کہ دنیا کے عجیب و غریب کارخانون کو نظر غور سے دیکہے اور ماہیت اور فوائد اور نتیجون کو دریافت کرے بیہودہ خیالات میں مصروف نہو بلکہ ہمیشہ اپنے دلمین یہہ بات یاد رکہنی چاہئے کہ خداوند تعالے نے ہمکو ایک ذی عقل و ذی شعور بنایا ہے اور پہر یہہ بات فرض ہے کہ اپنی قوتون سے ہمیشہ اونکے خاص خاص کام لیتے رہین چونکہ ہم با تمیز مخلوق ہین اسوجہ سے ہمکو اپنی اوقات عزیز حیوانات بے تمیز کیطرح بسر نہین کرنی چاہیے

فرد

آدمی زادہ اگر بے ادب است انسان نیست — فرق در جنس بنی آدم و حیوان ادب است

انسان کی حالت اور حیوانات کی سی نہین ہے عقل سلیم اسواسطے عطا کیگئی کہ خیالات فاسد سے محفوظ رہے اور ہوا و ہوس کے برخلاف عقل صالح نہایت عمدہ نصیحت کرنیوالی ہے ہمیشہ نیک باتون اور نیک کامونکی ہدایت کرتی ہے پس ہمین یہہ بات دریافت کرنی بہت ضرور ہے کہ ہم دنیا مین کس مقصد کیواسطے پیدا ہوئے اور دنیا سے کیا تعلق رکہتے ہین اور عقبی مین ہماری کیا حالت ہوگی

نظم

نہ شادم نہ محزون نہ خاکم نہ گردون — نہ لفظم نہ مضمون چہ عنبستم سن
اگر نالم چیست این شور ہستی — وگر نالم از چہ فائستم سن
نوائے ندارم نفس می شمارم — اگر ساز عہدیست تا ہم چیستم سن

ہر درجے کے آدمی کو علم حاصل کرنا فرض عظیم ہے بغیر اسکے اپنی زندگی کی حفاظت اور آسائش کا بندوبست نہین کر سکتا ہر شخص کو انسان کے طور و طریق اور دستورون اور عقل کی ترقی سے واقف ہونا اور خاص اپنے علم و دانش کو ترقی دینی چاہیئے جو بڑے بڑے آدمی اگلے زمانون اور تمام ملکون مین ہوگئے وہ ہمارے واسطے نہایت عمدہ نمونے ہین ہمکو بہی اوس طریقے کی پیروی ضرور ہے جسکے ذریعے سے اونہون نے بڑی بڑی عزتین حاصل کین دنیا مین صرف دولت اور لیاقت اور نیکنامی ہماری پیدایش کا خاص ثمرہ نہین ہے بلکہ عقل کی دولت اور لیاقت اور علمی استعداد کے مقابلہ مین وہ محض بے اصل ہے جو لوگ نہایت عالم و دانا ہوگئے اور اونہون نے

جو باتین اپنے علم وعقل کے زور سے پیدا کین وہ اونکی فضیلت کی نہایت عمدہ یادگار ہین جو مشکل اور مصیبت اونکو پیش آئی اپنی عقل کی قوت سے اوسکو مغلوب کیا سقراط حکیم کا قول ہے کہ جسطرح لڑائی کے وقت لوہا سونے سے زیادہ کام آتا ہے اوسیطرح عقل ہر وقت اور ہر حالت مین سونے سے زیادہ کام آتی ہے قدیم ہوشمندون نے ہماری طبیعتون مین علوم وفنون کے شوق کا تخم بویا اور فقط اس زمین کے حالات سے آگاہی حاصل کرنے پر اکتفا نکر کے آسمان اور ستارون کیطرف بھی اپنی توجہ مائل کی اور وہ علم ہیئات ایجاد کیا جسکے ذریعے سے ہم اجرام علوی کی حرکت دریافت کر سکتے ہین بعضے آدمی ایسے ہوتے ہین جنکو بالکل ترقی کی خواہش نہین بلکہ وہ عقلی لیاقتون سے محروم ہوتے ہین اور خود بھی یہہ خیال کرتے ہین کہ ہم کسی قسم کی قوت عقلیہ نہین رکھتے زمانہ بہت جلد گذرتا جاتا ہے اور دنیا مین ترقی روز افزون ہوتی جاتی ہے زمانہ حال مین بھی بہت سی ترقیان ظہور مین آئین اور آیندہ بھی نئی نئی باتین دریافت ہونگی امید ہے وقت ایک حال پر قائم نہین ہمیشہ بلٹتا رہتا ہے وقت سے تمام چیزونکا اندازہ کیا جاتا ہے لیکن وقت کا اندازہ کسی چیز سے نہین ہو سکتا وقت سے تمام باتونکا حال معلوم ہوجاتا ہے مگر وقت کا حال کسی پر نہین کھلتا کسی نے آجتک اسکی ابتدا پائی اور نہ اسکی انتہا کسیکے خیال مین آئی عقل اسکے آگے چلتی ہے قابو اسکے ساتھہ رہتا ہے افسوس اسکے پیچھے ہوتا ہے جسنے اسکو دوست بنایا سب دشمنون سے محفوظ ہوگیا جسنے دشمن بنایا وہ اپنے دوستون سے بھی ناامید رہا اکثر آدمی ہم مین سے اپنے اپنے خیالات کے بموجب آسودہ ہونا چاہتے ہین اور وہ جانتے ہین کہ ہم اپنی عقل کے زور سے مراد پر پہونچ جائینگے لیکن انجام کار بجز ناامیدی وتکلیف کے کچھہ نصیب نہین ہوتا دنیوی شان وعظمت کی بے ثباتی کے صدہا ثبوت ہم کو تواریخ سے معلوم ہوتے ہین یعنے ابتداے آفرینش سے ہزارہا سلطنتونکو عروج وزوال ہوا اور کوئی بادشاہ ہمیشہ اپنی سلطنت کو قائم نرکھہ سکے گا شاہ نپولین کا قول ہے کہ مین نے تمام کوششون مین کامیابی حاصلکی مگر اب موت کا وقت سرپر آیا مین نہایت استقلال سے بآواز بلند یہہ بات کہتا ہون کہ مین برہنہ ہی آیا تھا اور برہنہ ہی جاتا ہون ؎ مولف ؎ فرزندگان عدم کا نشان نہین ملتا ٭ خبر نہین کہ گیا آتے ہی حباب کہان ٭ لیکن ہر ایک آدمی چاہتا ہے کہ مین جیتا رہون زبان سے کوئی نہین کہتا اور اپنی اس آرزو کے چھپانیکو ہزار ہزار باتین بناتا ہے لیکن ہمارے نزدیک وہی آدمی خوش ہے کہ جسکو کچھہ بھی کام کرنا باقی نرہا ہو اور جو موت کے واسطے ایک بھی بہانہ نہین رکھتا ہر روز مرنیکے لئے تیار ہے ؎ فرد ؎ دیکھئے اس چار حد مین کیا حساب زندگی ٭ پنجروزہ ہے فروغ آفتاب زندگی ٭ جوانی چار دن کی چاندنی ہے تخیلات کا جادو بڑہاپے مین اوتر جائیگا او عیش کی پریان بھی سجرا کرنا چھوڑ دینگی ؎ مصرع ؎ عہد شباب خوب ہوا جو گذر گیا ٭

اک چمن چڑیا ہوا تہا کہ سر سے اوتر گیا ٭ اس زندگی مین ہم مسافرون کے مانند ہین اور دنیا مثل بیابان کے اور اوسکی تمام شان وشوکت بمنزلۂ سراب ہے ٭ مصرعہ ٭ جو چمکتا ہے وہ سونا ہی نہین ہوتا ہے ٭ ہو د ہم لوگ اندہون کیطرح آنکہین بند کر لیتے ہین اور بیساختہ مونہہ کہولکر سیراب ہونیکی امید پر دوڑتے ہین مگر کچہہ حاصل نہین ہوتا ٭ بیت ٭ جہان ہست مانند موج سراب ٭ ازو تشنہ دل کے شود کامیاب ٭ کوئی چیز خاص کسیکے واسطے نہین بلکہ تمام چیزین ہر ایک آدمی کے لئے پیدا ہوئی ہین ہر انسان کو اخلاقی خیالات اور عقلی قوتین عطا کیگئی ہین پس جو شخص اپنے دلکی تہذیب کریگا اوسی کو ثمرۂ نیک حاصل ہوگا

مؤلف

نظم آتا ہے جو سفید و سیاہ ٭ بر سر کار سب کو پایا ہے
جو کہ ہے خوب و زشت دنیا مین ٭ کام کے واسطے بنایا ہے

حقیقت مین وہ شخص نہایت ہی بدقسمت ہے جو عمدہ صفات اور بہتر قوتون کو اچہی طرح کام مین نہین لاتا ہمکو یہہ لازم نہین کہ اپنی ہمت پست کردین جبتک کسی شے کیواسطے کوشش نکرین پس کیونکہ ہم اوسکو حاصل کرسکتے ہین

فرد

گر وقت ہی وہی تہی تو بنایا تہا جام سے ٭ انسان بنا کے کیون مری مٹی خراب کی

یہہ بہی اوستاد کا ایک قول ہے کہ اگر ارادہ ہوتا ہے تو کوئی نہ کوئی طریقہ ضرور پیدا ہوجاتا ہے اگر ہم کسی کام کیواسطے کوشش کرین تو وہ ضرور پورا ہوجائے گا محنت کا ثمرہ ضرور حاصل ہوتا ہے اور ہم اس دنیا مین صرف اپنی ہی ترقی کیواسطے نہین بلکہ اورون کے فائدہ رسانی کے لئے بہی آئے ہین

فرد

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو ٭ ورنہ طاعت کے لئے کچہہ کم نہ تہے کروبیان

معنی کی بلاغت اور بیان کی مختلف صورتون سے ثابت ہوتا ہے کہ زمانہ کی برائی اور بہلائی دیکہنے کیواسطے پچہلا زمانہ اوسکے مقابلے مین رکہنا چاہئے کیونکہ تمیز اصلی ہمیشہ نسبت سے تعلق رکہتی ہے آیندہ کا حال کسیکو معلوم نہین نفس ناطقہ زمانہ حال مین بہت کم مصروف رہتا ہے ماضی کا خیال اور آیندہ کی فکر ہی مین اسکی اوقات گذرتی ہے ہمارے جذبون مین سے خوشی ہے اور غم محبت اور نفرت امید اور خوف خوشی اور غم ماضی سے تعلق رکہتے ہین خوف اور امید استقبال کے متعلق ہین اب محبت اور نفرت باقی رہی اگرچہ زمانہ حال مین شامل ہین مگر انکو بہی ماضی مین داخل کرنا چاہئے کیونکہ باعث نتیجے سے پہلے ہوتا ہے جو کہ اس زمانہ کی صورت ہے وہ ماضی کا نتیجہ ہے پس خواہ مخواہ لازم آیا کہ خواہ ہم

عیش میں ہوں یا مصیبت میں انکے بواعث ضرور دریافت کرنے چاہئیں تاریخ کا وہ حصہ بہت
سودمند وکارآمد ہے جسمیں یہہ بیان ہو کہ نفس ناطقہ کی ترقی کسطرح ہوئی انسان کی عقل کیونکر
بتدریج بڑہتی گئی کس سبب سے ایک علم دوسرے کے بعد آتا رہا اور کس صورت میں علم اور خیال نے جوش نفس ناطقہ کی
روشنی اور سیاہی سے اپنے لیے کہاں سے کسطرح علم غارت ہو گیا کیونکر فنون نے پہر زور کیا اور کون
کون سے انقلاب عقل کے عالم میں ہوئے اگرچہ یورش اور لڑائی کے حال سے واقف ہونا بادشاہ کو ضرور ہے
تو علوم و فنون سے ناواقف رہنا بھی مناسب نہیں اگر انتظام کرنیکے لئے ریاست ہے تو ترقی کرنیکے واسطے
فہم و فراست بھی سوبہہ سے کہئے اور کرکے دکہانے میں بڑا فرق ہے نمونہ ہمیشہ نصیحت سے زیادہ کارگر
ہوتا ہے سپاہی لڑائیوں میں بنتا ہے اور مصور تصویروں کی نقل کہینچ کہینچ کر استاد ہو جاتا ہے اس
صورت میں طریقہ حیات جو فقط تصور سے غرض رکہتا ہے اور طریقوں کی نسبت وقر رہیگا کیونکہ بڑے
بڑے سوکے تو ہمیشہ ہر ایک دیکہنے میں نہیں آتے مگر جسے فنون کا شوق ہے وہ ہمیشہ دیکہہ سکتا ہے کہ
فن کی بدولت کیا کیا ہوا اور کس درجہ تک پہونچا کیونکہ صناع کی صنعت امتحان دینے کو ہر جگہ موجود ہے
جب کسی کے دیکہنے سے آنکہہ یا قوت متخیلہ پر اثر پیدا ہوتا ہے تو نفس عقل خود بصنعت ظہور کو آشکار کردیتا ہے
اسمقام سے تصور کا اصل کام شروع ہوتا ہے ہم نئے نئے صور علمیہ سے اپنے علم کی افزایش کرتے ہیں اور
شاید وہ فن پہر نکل آتا ہے جو انسان کے نزدیک غارت ہو چکا تہا خیر اور کچہہ نہیں تو اپنے وقت کو
پہلے زمانہ سے ملانے میں ترقی دیکہہ کر خوش ہوتے ہیں یا تنزل دیکہکر غمگین جو ذرا غور کیا جاتے
تو اس تنزل کا نظر آجانا ہی ترقی کی بسم اللہ ہے جو چیز دنیا میں آئی ہے اوسکو ہر دم اپنے قدردانکی
تلاش ہے اور شہرت کی جستجو جس شے کا قدردان پیدا نہوا اوسکا وجود و عدم برابر ہے اور جسکی شہرت
مشتہر نہو وہ مصداق الٰہ ابدًا کالمعدوم + زاویۂ عدم میں مستتر انسان جسکی طلب میں سرگرم رہتا ہے
وہ شے بھی خود اوسکی طلب میں ہمہ تن مصروف ہوتی ہے دریا اسی جستجو میں پہاڑوں سے ٹکراتا ہے
اور جوش وخروش اظہار کرتا ہے کہ کاش کوئی غواص پیدا ہو اور میرے موتیوں کو جوہریوں تک
پہنچائے یاقوت اسی لئے جگر خون ہے اور الماس نے اسیواسطے کنی کہائی ہے کہ اس قید سنگین سے
رہائی دینے والا مشکل میسر آتا ہے چاہ کے دل میں بہی چاہ سمائی ہے کہ کوئی تشنہ لب لب چاہ وارد ہو کر
تشنگی رفع کرے آئینے کو اسی سبب سے حیرانی ہے کہ کسی صورت آشنا سے کیفیت روشناسی نصیب ہو
علم اسی تلاش میں ہے کہ کوئی قدردان مجہہ سے فیض پائے ہنر اسی فکر میں ہے کہ کوئی اہل جوہر
میرے دم سے فائدہ اوٹھائے + فرد + کرتا ہے کشش دونوں طرف جذبہ الفت ہو تو جسکی طلب میں ہے

وہ ہے تیری طلب مین ٭ اوس شخص کے برابر دنیا مین کوئی نادان اور جاہل نہین جو یہہ سمجہکر کوشش علم سے محروم رہے کہ علم میری قسمت مین نہین محنت وہ چیز ہے کہ محال کو ممکن کردیتی ہے اور مشکل کو آسان بے محنت تو کچہہ بہی حاصل نہین ہوتا اور محنت سے سب کچہہ ملجاتا ہے ٭ فرد ٭ بہر کاریکہ ہمت بستہ گردد اگر خارے بود گلدستہ گردد ٭ حکایت حکیم ارسطاطالیس نے جب علم نجوم حاصل کرلیا تو ایکروز یہہ خیال آیا کہ وہ کونسا علم ہے جو میری قسمت مین نہو فوراً زائچہ کہینچکر دیکہا معلوم ہوا کہ علم طلسمات مقدر مین نہین لکہا ہے نہایت افسوس کیا اور سب کام پر اسکو مقدم جانکر تحصیل طلسمات مین ہمہ تن مصروف ہوا تہوڑے ہی دنون مین وہ کمال پیدا کیا کہ اپنے ہمجنسون پر سبقت اور فوقیت لیگیا اوس حکیم کا قول ہے کہ جو چیز انسانکی قسمت مین نہین وہ بیشک محنت وکوشش اور سعی وتردد اور جستجو وتگاپو سے میسر آسکتی ہے کسی کا یہہ شعر محنت کی شان مین صادق آتا ہے ٭ شعر ٭ مشکل بتوجہ تو آسان ٭ آسان بتغافل تو مشکل ٭ نہایت تعجب کی بات ہے کہ اکثر رئیس اور صاحب ملک تحصیل علم پر مطلق توجہ نہین کرتے صرف سیر و شکار اور ناچ تماشے مین اپنی اوقات ضائع کرتے ہین اسکا اصلی سبب یہہ ہے کہ ان رئیسون کے یہانکی بند اور کامدار اور مختار اور وزیر اور دیوان اور اہلکار وغیرہ ہرگز نہین چاہتے کہ رئیس و امیر کچہہ بہی پڑہنا سیکہین اور ذرا بہی عقل و ہوش سنبہالین چاہتے ہین کہ اگر رئیس کو لکہنا پڑہنا آجائیگا اور تہوڑی بہت عقل پیدا ہوگی تو وہ ہمارے قابو مین کیون رہیگا پہر یہہ لوٹ کے مال کدہر سے ہاتہہ لگینگے اگر کبہی کوئی رئیس بر تقدیر کسی کی صلاح و مشورت سے حکم دیتا ہے کہ فلان شخص کے پڑہانے اور لکہانے کیلئے ایک آدمی مقرر کرنا چاہیے تو یہی لوگ عرض کرتے ہین کہ حضور ابہی صاحبزادہ بلند اقبال کی عمر کیا ہے یہہ تو اونکے کہانے پینے اور کہیلنے کے دن ہین مختار کا عرض کرتا ہے کہ ابہی خرچ بڑہانا مناسب نہین ان دنون خزانہ مین روپیہ بہت کم ہے کوئی پرانا مصاحب کہتا ہے کہ آگے کیا کچہہ بڑے حضور نے بہی پڑہا تہا کوئی خیرخواہ بیان کرتا ہے کہ خداوند اگر آپ لوگ خود پڑہنے لکہنے کی تکلیف گوارا فرمائینگے پہر ہم لوگ کس کام آئینگے حاصل یہہ ہے کہ سب تو اپنی اپنی بولیان بول کر بات اڑا دیتے ہین اور اس بیچارے لڑکے کا پڑہنا لکہنا مفت مٹی مین ملجاتا ہے کارپرداز مزے اوڑاتے ہین ٭

فرد

لکہہ کر ہمارا نام زمین پر مٹا دیا ‖ اونکا تو کہیل خاک مین ہمکو ملا دیا

انسان کو یاد رکہنا چاہیے کہ چہوٹی عمر تحصیل علم کے لئے ایک بہت اچہا زمانہ ہے اسمین قوائے عقلی و جسمی سب صحیح ہوتے ہین پس اگر اس عمر مین ہم علم تحصیل کرین تو یہہ امید کرسکتے ہین کہ ایک وقت مین اپنی محنت اور علم کے ثمرے سے مستفید ہوسکین گے برخلاف اسکے اگر ایام خردسالی کو لہو و لعب مین ضائع کرکے

جوانی مین علم حاصل کرنا چاہین تو فی الواقع اوس دہقان سے مشابہ ہین جو فصل پر یہ بات یاد کرتا ہے کہ
سینے تخم ریزی کا وقت ضائع کیا ہے اور جبکہ اور لوگ فصل کاٹ کر ذخیرہ جمع کرتے ہین اوسوقت وہ بیج
بونے جاتا ہے شاید کہ اوسکے کہیت مین کچھ سبزی نمایان ہوا اور کچھ عرصے کے لئے ناج بہرنے بہی لگے
لیکن افسوس ہے کہ پکجانے سے پہلے ہی سردیکا موسم نمودار ہوجاتا ہے پالا اور سردہوا اوسکو خراب اور برباد
کرڈالتی ہے ایساہی حال اوس شخص کا ہے جو چہوٹی عمر مین خواب غفلت مین بیہوش رہا اور جوانی مین علم
سیکہنا شروع کرتا ہے لیکن پیش ازین کہ اوسکو علم مین استقدر سرمایہ حاصل ہوجائے جس سے وہ مزا لینے لگے اوسکا
سر سفید ہوجاتا ہے بصارت گہٹ جاتی ہے حافظہ جاتا رہتا ہے اور قبر مین پاؤن لٹکا دیتا ہے ۔ فرد ۔
آئینگے وقت تم تو کہین کے کہین ہے ۔ ہو اب آئے تم تو فایدہ جب ہم نہین رہے ۔ اگر جوانی مین بہی علم کیطرف توجہ
کرنیکا موقع نہ ملا ہو تو ایسے ہمعصرون مین جنہون نے خردسالی کو علم کی طلب مین صرف کیا ہے ہمیشہ ندامت اور
شرمندگی اوٹہانی پڑے گی جو آدمی کہ جاہل اور ناخواندون پر بزرگی حاصل کرنی چاہے اوسکو لازم ہے کہ نیک
تربیت کے حاصل کرنے مین کوشش کرے استعداد اور عقل و شعور تحصیل کتب اور عالمون اور فاضلون اور حکیمون
اور عاقلون کے فیضان صحبت سے حاصل ہوتا ہے جوان باتون سے محروم ہین وہ جاہل رہجاتے ہین کسیکو تربیت
اچہی ملتی ہے اور کسیکو بالکل نہین ہوتی اس باعث سے انسانون مین اختلاف ہوجاتا ہے چنانچہ ایک آدمی
منشی ہے اور ایک چپراسی پس انمین ایک تربیت یافتہ ہے اور دوسرا ناتربیت یافتہ مگر اصل مین دونون
وہی ایک انسان ہین اسلئے ممکن ہے کہ ہزارون گنوار اور دیہاتی ایسے گذرے ہون کہ اونکو خدانے اوسیقدر
عقل بخشی ہو جیسی حکیم ارسطو کو حاصل تہی اب کوئی پوچہے کیون ارسطو تو نامی حکیم ہوا اور وہ تاقین مذکورہ
جہالت ہی مین مرگئے کہ اونکا نام و نشان بہی باقی نہین اسکا جواب صرف یہ ہے کہ ارسطو نے تربیت
پائی تہی اور انہون نے نہین پائی ارسطو نے حکمائے گذشتہ کی کتب و تصنیفات کو ملاحظہ کیا اور اون
گنوارون نے کاشتکاری مین عمر گذاری اور اوسی حالت مین مرگئے اگر ارسطو کے مانند تحصیل کتب وغیرہ پر اونکو
قابو ملتا تو شاید وہ گنوار ارسطو سے بہی سبقت لیجاتے کسینے سچ کہا ہے کہ گنوارون اور غریبون کے
ذہن و عقل سے کون آگاہ ہوتا ہے وہ مانند اون جواہرات کے ہین جو سمندر مین پڑے ہین اور نگاہ انسان سے
پوشیدہ یا مانند اون خوشبودار پہولون کے جو دشت ولق ودق مین شگفتہ ہین وہان کسی کا گذر نہین ہے

مولف

کب اثر ہووے جنہون نے تربیت پائی
وحشت و صحرا مین کون ہوتا ہے

کیا ہوا علم اور کی دانائی
[illegible] تماشائی

اہل یونان تربیت کے فوائد سے آگاہ تھے وہ اپنے بچوں کو تربیت کرنے میں ہمیشہ کوشش کرتے رہے
چنانچہ بادشاہ فیلقوس نے اپنے فرزند سلطان سکندر رومی کی تربیت کیواسطے ارسطو کو مقرر کیا اور
جیسی تربیت سکندر نے اس حکیم اعظم سے پائی سب پر بخوبی روشن ہے محتاج بیان نہیں حکایت ہندوستان
میں شہاب الدین شاہجہان بادشاہ نہایت بیدار مغز و دانا اور شجاعت شعار و توانا گذرا ہے ایک روز
سعد اللہ خان وزیر سے کہ ہندوستان کے وزیروں میں اسطرحکا صاحب علم و فضل اور ذی استعداد ابو الفضل و
فیضی یکتا ہم نہیں کہتے دوسرا کوئی وزیر نہیں گذرا ہے شاہجہان نے تذکرہ کیا کہ اگرچہ ولیعہدی کا منصب
فرزند اکبر کے لئے مناسب ہے مگر آپکے خیال میں اسکی لیاقت کونسا شہزادہ رکھتا ہے [illegible]
کہ اسکا جواب کل دونگا بعد اس گفت و شنید کے سعد اللہ خان اپنے گھر گیا اوس بادشاہ نے اپنے ایک
معتبر معتمد کو ہر ایک شہزادے کا عندیہ لینے بھیجا وہ پہلے شہزادہ داراشکوہ کی خدمت میں گیا بعد ادائے آداب
واجبی کے ملتمس ہوا کہ فی الحال غلہ گران ہے یا ارزان شہزادے نے کہا یہہ حال کسی بقال سے پوچھو پھر
گذارش کی کہ ان دنوں کسقدر فوج یہاں حاضر ہے جواب دیا بخشی فوج سے تفتیش کرو بعد ازان استفسار کیا
کہ بھلا ارکین دولت اور خوانین سلطنت سے کون کون امیر اس زمانہ کے خیرخواہ و جان نثار
اور ترقی طلب میں فرمایا کہ یہہ حقیقت جاسوسوں سے دریافت کرنی چاہئے پھر عرض کی کہ تمہاری
قلمرو میں اور دوسرے ملکوں میں کون کون عامل اور صوبہ عادل اور دوسرے بادشاہوں کی قلمرو کی
کیا کیا خبریں حال میں ارشاد کیا کہ یہہ واقعات وقائع نگار اور خفیہ نویسوں سے پوچھا چاہئے بعد
اس گفتگو کے وہ معتمد شہزادہ دوم سلطان شجاع کے پاس گیا اوسکو بھی اسطرح آزمایا اس امر میں
کھرا پایا پھر شہزادہ سوم صاحب رائے و ال تدبیر شہزادہ اورنگ زیب عالمگیر کی خدمت میں گیا اور غلہ کا
نرخ پوچھا اوسنے ہر قسم کے اناج بلکہ ہر ایک طرح کی جنس کا بھاؤ بیان کیا سپاہ کی تعداد بھی بتائی کہ اسقدر
فوج فی الحال یہاں ہے اور فلانے فلانے امیر ہمارے ترقی خواہ جان نثار اور انکی فوج ہر گونہ
اور دوسرے ملکوں میں اور فلانے شخص نمک حرام و ناہنجار ہیں فلانے ملک کا صوبہ ہمارا مطیع و فرمانبردار
اور رعیت پرور و عادل ہے اور فلانا بدسیرت و ناقابل ایران کے بادشاہ کی اور اس ملک کی کیفیت یہہ ہے
توران کی یہہ حقیقت فرنگستان کا یہہ احوال ہے اور روم و روس کا یہہ قال و مقال فرستادہ شاہ
اوس سے بہت راضی ہوا پھر شہزادہ چارم محمد مراد کے حضور میں گیا اور اوس سے بھی وہی سوالات کئے
اوسنے شہزادہ اکبر داراشکوہ اور ملکزادہ دوم شاہ شجاع کے موافق جواب دئے معتمد کو ہونہار اسی کا
نقشہ نظر آیا اس تحقیقات کے بعد اعلیٰ حضرت یعنی شاہجہان بادشاہ کی خدمت میں جاکر سب حال کہہ سنایا

جب سعد اللہ خان وزیر آیا تو شاہنشاہ نے سب شہزادون کا عندیہ جو امتحان سے معلوم کرلیا تھا
جتایا اور کہا کہ مین داراشکوہ کو بہت چاہتا ہون مگر شاہنشاہِ حقیقی اورنگ زیب کو زیبِ اورنگ
کیا چاہتا ہے اسی سے تو اوسکو جہانبانی کی کاردانی عطا کی ہے سعد اللہ خان نے عرض کی کہ اس
مین شک نہین عالمگیر عالم گیر ہوگا ناظرین پر روشن ہے کہ ایسا ہی ہوا اس بات سے ظاہر ہے کہ
بیدار مغزی و کاردانی اور خبرتِ حصولِ دولت و یاوری بخت کی نشانی ہے اس سے برعکس یعنے سست مزاجی
و راحت طلبی اور غفلت شعاری بیدولتی و نحوست کی علامت پس بیدار مغزی و کاردانی بے تحصیلِ
علوم و اکتسابِ فنون حاصل نہین ہوتی اسلئے افرادِ بشر پر واجب و لازم ہے کہ اولاد کی تعلیم سے
غافل نرہین فرزند کا جاہل ہونا والدین کی بے تمیزی پر دلیل ہے بلکہ بادشاہ پر تو فرضِ عین ہے
کہ شہزادگانِ والاشان کی تربیت کیواسطے مہذبِ اخلاق اور معلم اور اتالیق اور خوشنویس اور
ہر علم و ہنر کے اوستادِ کامل مقرر فرمائے اگر اتفاقاتِ روزگار سے کوئی شخص باین ہمہ صفت موصوف
ہاتھہ آجاے تو مغتنم شمار کرین اور بختِ یاور و طالعِ سازگار کے مشکور ہون جب نوبت کلام اس
مقام تک پہونچی شعورِ سخن رس نے دفترِ تقریر تہ کیا بعد اوسکے عرض کی کہ خلاصہ اس بیان کا اور نتیجہ
اس گفتگو کا یہی ہے کہ سرحدِ قاف مین ایک پہاڑ ہے موسوم بہ کوہِ نور افشان اوسپر ایک
مردِ خدا تارکِ دنیا عالمِ باعمل خلوتگاہِ ریاضت مین گوشہ گزین ہے عقل نے اوسکے ضمیرِ نورانی سے تجلی
حاصل کی اور علم نے اوسکے ذہنِ مستقیم سے فیضانِ کمال پایا تدبیر اوسکی وابستہ احکام ہے اور تقدیر
تابعِ فرمان اگر عقولِ عشر نکاتِ آباے علوی ہین تو اوسکے عالمِ محسوسات مین اور دقائقِ رموزِ امہاتِ
سفلی ہین تو اوسکے زیرِ اقدام غرض علم نے اوسکے عمل سے رواج پایا اور عمل نے اوسکے علم سے نام
پیدا کیا اوس سوبہ ہوشیار کا نام فرزانۂ روزگار ہے جان نثار کو اوس سے ایکطرح کی نسبتِ اتحاد
حاصل ہے اور یہہ نسبت بعینہ ایسی ہی کہ ذرے کو آفتاب سے یا قطرے کو دریا سے نہین نہین بلکہ
اصل تو یہہ ہے کہ جو نسبت نار کو نور کے ساتھہ ہے یا ظلمت کو روشنی سے اگرچہ تمام عالم میری نظر سے
گذر چکا ہے بڑے بڑے عالمون اور کامل حکیمون سے لیاقتِ علمی اور استعدادِ فلسفی کی
ماہیت دریافت کرچکا ہون مگر بمصرعہ چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک شہزادہ خدیو دہر کی
تعلیم و تربیت اور تہذیبِ اخلاق کیواسطے ایسا کامل شخص بغیر اس جوہر فرد کے دستیاب ہونا
ازل سے ابد تک غیر ممکن ہے اب مین حضور کی خدمت سے مرخص ہوتا ہون آج شبکو فرزانۂ
روزگار سے نیاز حاصل کرکے علی الصباح دربارِ شاہی مین ہمراہ لیکر قدمبوسی حاصل کرتا ہون

اگرچہ اوس کا تشریف لانا کسیطرح ممکن نہین مگر اس عقیدت مند کی رضاجوئی ودلدہی بھی حال تدنظر ہے یہہ کہکر شعورِ سخن رس نے عقلِ مجسم سے رخصت طلب کی دربار برخاست ہوا

مطلع

قاف سے بھی دور اک ملکِ سلیمان اور ہے
ہم ہین دیوانے جہان کے وہ پریشان اور ہے

سیاحِ جہان ہما یعنے وہمِ ذہنِ رسا اسطرح گذارش گرِ مدعا ہے کہ شعورِ سخن رس دربارِ شاہی مین ہمیشہ بصورتِ انسان حاضر رہا کرتا تہا اوس روز جبدم کہ عقلِ مجسم سے شرفِ رخصت حاصل کرکے فرودگاہ مین تشریف لایا لباسِ بشری جسم سے علیحدہ کیا او صورتِ اصلی اختیار کرکے چشم زدن مین ایک نوری شکل جن نکلیا خلعتِ جمالی بدن پر سجا دو شہپر بازوؤن پر پیدا کیئے اور یکبارگی بسوئے کوہِ قاف سرگرم پرواز ہوا

مولف

وہ اوڑنے مین مرغِ نظر بن گیا ॥ وہ چلنے مین بادِ سحر بن گیا ॥
کبھی گرم جولان ہوا مثلِ برق ॥ کبھی موج بنکے تیزتر بن گیا ॥

الغرض ایک ساعت مین کوہِ نور افشان پر جا پہونچا فرزانہ روزگار سے ملاقات حاصل کی اشتیاقِ جانبین خیریتِ طرفین کی گفتگو ہونے لگی فرزانہ روزگار نے کہا کہ اے سراپا شعور مدتون مین تشریف لانے کا اتفاق ہوا غنیمت ہے کہ ہم سوختہ ہمارا خیال تو آیا ॥ فرد ॥ پس از دل سرِ آن سروقامت بسر فرار آمد ॥ قیامت آمد اما بعد چندین انتظار آمد ॥ شعورِ سخن رس نے کہا حضرت یہہ کیا ارشاد فرماتے ہین ॥ مولف ॥ وہ اور ہوتے ہین اپنے دل سے جو دوستونکو بہلاتے ہین ॥ رہے ہم تیرے بندے او بت اگرچہ گہر مین خدا کے ہین ॥ آپ پر بخوبی واضح و آشکار ہے کہ امورِ سلطنت جس شخص کے دم سے وابستہ ہون اوسکے لیئے فرصت ممکن نہین ہرچند دلِ نیاز منزل سوزشِ فراق سے داغ تہا مگر کوئی صورت ایسی نظر نہ آئی تہی جسکے ذریعے سے یہانتک رسائی ہوسکتی ॥ مولف ॥ نہ آیا مین تو بس میرے نہ آنیکا یہہ باعث تہا ॥ کہ فرصت کاروبارِ سلطنت سے غیر ممکن ہے ॥ فرزانہ روزگار نے جواب دیا ॥ فرد ॥ زین تابع وسیع رام تو باد ॥ سیر و زیارت مقام تو باد ॥ ای شعورِ سخن رس واہ کیا کہنا ہے ایسی عمدہ بات کہی کہ دل تسکین ہوگئی یعنے امورات سلطنت سے تمکو ایکدم کی فرصت نہ ملی اگر ملتی تو ضرور آجتک کبھی تو تشریف لاتے ہوتے اسلیئے اب دعا ہے کہ ترقی مدارج مین یہی سہی فرصت بھی ہاتھ سے جاتی ہے ॥ قطعہ ॥ روزِ وصلِ دوستداران یاد باد ॥ یاد باد آن روزگاران یاد باد ॥ گرچہ یاران فارغ اند از یادِ من ॥ از من ایشان را ہزاران یاد باد ॥ شعورِ سخن رس نے عرض کی حضرت آپ تو

بالکل بنانے لگے اس گفتگو سے میرا یہہ مطلب تہا کہ اپنے منصبِ وزارت کا افتخار منظور ہو بلکہ عدیم الفرصتی کا
اظہار مدنظر تہا فرزانہ روزگار نے کہا واہ جناب آپ تو خوب سمجھتے ہین اور الزام ہمارے سر پہ ہی اوس تقریر سے
اور بہی کچہہ مطلب تہا یعنے مین چاہتا ہون کہ کبہی کبہی آپ اسیطرح تشریف ارزانی فرمایا کرین تو میرے حال پر
کمال نوازش ہے * بیت * اسطرف بہی تہین لازم ہے نگاہ گاہے گاہے * دم بدم لحظہ بلحظہ نہین گاہے گاہے
اور آپ اوسکو اور طرف کیون نہ احتمال فرماتین ماشاء اللہ وزیر اعظم ہو چشم بددور عقل بہت تیز ہوگئی ہے

مولف

کہتے ہین زمانے مین گر عقل و شعور اسکو | رہتے وہ نہین ہم تو دیوانے ہی اچہے ہین

شعور سخن رس نے کہا جناب رات دن کے بکہیڑون سے دم بہر فرصت نہین لوگون کو عقل تقسیم کرتے
کرتے خرچ ہوگئی ہوش و حواس کہان تک ٹہکانے رہین مین نے اپنی جان دیوانون مین ڈالدی ہے
اور اس شعر پر عمل کر لیا * شعر * دیوانہ باش تا غم تو دیگران خورند * آنرا کہ عقل بیش غم روزگار بیش *
فرزانہ روزگار نے کہا کہ میرا بہی یہی حال ہے اب عالم تنہائی مین ہر دم وحشت و جنون مونس و ہمدم ہے
مگر اس دیوانگی مین بہی ایک عجیب کیفیت دیکہنے مین آئی * فرد * گویند مردمان غم دیوانہ می خورند *
دیوانہ ہم شدیم و غم ما کسے نخورد * آخرکار اتنا کہے دیجے مر دیوانہ بکار خود ہوشیار سنکر یار باروں سے
بہی صلاح کرتا اور دمبدم مضمون اس بیت کا ادا کرتا * شعر * قیس جنگل مین اکیلا ہے مجہے جانے دو * خوب
گذرے گی جو مل بیٹہین گے دیوانے دو * مگر الحمد للہ کہ آج نتیجہ دعا خانۂ اجابت سے رنگین ہوا جو تقدیر کی
تدبیر سے پہر ہم تم باہم ہوئے اور ہنگام فراق ایام وصال سے بدل گیا * فرد * بہ زبانِ خوشدلی دریاب دریاب
کہ دائم در صدف گوہر نباشد * یہہ کہہ کر اپنی جگہ سے اوٹہہ کہڑا ہوا اور شعور سخن رس سے دل کہول کر
بغلگیر ہوا پہر اپنے برابر بٹہا لیا اور کہا کہ اے یار غمگسار اس عدیم الفرصتی مین یہانتک قدم رنجہ کرنیکی
فرصت کیونکر دستیاب ہوئی ایسے نصیب کہان کہ صرف بامید ملاقات بے غرض تشریف لانیکی
غرض ہو بلکہ کچہہ نہ کچہہ مطلب جتانے کا بہی مطلب ضرور شامل ہوگا * مولف * آئے ہین آپ میری
ملاقات کے لیئے * بہیجا ہے یا کسی نے کسی بات کے لیئے * وزیر نے کہا کہ میرا حاضر ہونا دونون باتون پر
دلالت کرتا ہے درجہ اول مصرعہ اول سے متعلق ہے اور درجہ ثانی مصرعہ ثانی سے حضرت مین نے
وہ تدبیر نکالی ہے جسکو تیر بہدف کہتے ہین یعنی کبہی نہ مین آپسے دور رہون اور نہ آپ مجہسے جدا رہین
ہمیشہ کے لیئے ایکہی طور پر ملاقات کا سلسلہ جاری ہو اور یہہ نیازمند ہر روز نیاز حاصل کرتا رہے * شعر *
زلفین ہٹانے دیجے نہ رخ سے شب وصال * وہ پیچ کیجیئے کہ نہ روئے سحر کہلے * فرزانہ روزگار نے کہا

اے شعورِ سراپا شعور تیری تقریر سے مترشح ہوتا ہے کہ میری گوشہ نشینی میں حرج واقع ہوا یا صحبت میں فرق آیا

فرد

دیدہ ام در عالمِ صحبت ہائے رنگین صد کتاب ❊ کردہ ام یک مصرعۂ تنہا نشینی انتخاب

اگرچہ ہنوز تیری زبان سے کوئی ایسی بات نہیں نکلی جسکے سبب سے اصلِ مدعا پر عقل وفہم کارگر ہو مگر دل گواہی دیتا ہے کہ کوئی تازہ واردات سر پر آنیوالی ہے مولف ❊ تمنے تو خبر کوئی سنائی نہیں ایسی پھر کیوں یہہ دھڑکتا ہے دلِ زار ہمارا ❊ قوتِ واہمہ کو ترقی ہے منجملہ جوش پر آتا جاتا ہے اور متفکرہ دست وگریبان شعورِ سخن رس نے جواب دیا کہ اے فرزانۂ ذی فرہنگ آجکے دن بزمِ شاہی میں شہزادۂ عزوبہ پرور کے باب میں گفتگو ہوئی اگرچہ ہر شخص نے رائے معقول دی مگر عقلِ مجسم نے میری تجویز پسند کی اور حضرت کو طلب فرمایا میں نے بھی اقرار کرلیا ہے کہ صبحدم ہم دونوں موجود ہونگے اب حضرت کی کیا مرضی ہے میری دانست میں تشریف لیچلنا ایک نہایت عمدہ بات ہے

قطعہ

ہرجا کہ رود غنچہ بر گردد ❊ چون ترکِ وطن کند خردمند
گوہر چو ز کانِ خود بروں شد ❊ قیمت بودش زیادہ صد چند
چون شیرہ ز نیشکر بر آمد ❊ در جوش فتادہ لیک شد قند

فرزانۂ روزگار نے کہا دیکھو میں اول ہی سمجھ گیا تھا کہ مجھے کسی بلا میں پھنسانا تشریف لانیکا باعث ہے اے شعورِ سخن رس میرا اس شعر پر عمل ہے شعر اگر شہرت ہوس داری اسیرِ دامِ خلوت شو ❊ کہ در پرواز دارد گوشہ گیری نامِ عنقا را ❊ لیکن تو نے مجھے دام میں اولجھانیکی خاصی ترکیب نکالی ہے تیری یہی نیت ہے کہ میں اسکو جنجال کے جال میں پھنسالوں مگر استغفر اللہ ❊ فرد ❊ عنقا شکارِ کس نشود دام باز چین ❊ کانجا ہمیشہ باد بدست است دام را ❊ شعورِ سخن رس نے کہا کہ اے روشن ضمیر یکایک کسی قدردان کا پیدا ہوجانا بھی ایک امرِ اتفاقی ہی بار بار جوہر شناس نصیب نہیں ہوتا ❊ فرد ❊ صائب چرا گلہ سینہ چاک آمد صاحبا درین زمانہ کہ گوہر شناس کمیاب است ❊ فرزانۂ روزگار نے کہا کہ میں نے روزگار اور اہلِ روزگار سے اسواسطے کنارہ اختیار کیا ہے اول تو مطلب قدردانی محال اور بالفرض کسی دوسرے نے قدر بھی جانی تو کیا فائدہ انسان وہی ہے کہ اپنی قدر آپ پہچانے دوسرے کی قدردانی کا محتاج نرہے پس من آنم کہ من دانم

فرد

ہیچ عزت نبود مردمِ ہرجائی را ❊ ہیچ آفت نرسد گوشۂ تنہائی را

شعورِ سخن رس نے جواب دیا کہ حضرت قیمت گہر درا ہر چند تنہائی کند کال عیار + صحبت یارانِ یکدل کیمیاست دیگراست ۱۲ اگر وطن میں ہر شخص عزیز ہو جاتا تو یوسف کیوں آغوشِ پدر سے زندان میں آتا گوہر جب تک خلوت کدۂ صدف میں گوشہ گزین رہتا ہے ہرگز اہلِ نظر کے روبرو قیمت نہیں پاتا

فرد

قدرِ مردم سفر فزاید تا بود اندر وطن　　در صدف قیمت نباشد گوہرِ ارزندہ را

فرزانہ روزگار نے کہا کہ یارانِ یکدل اس زمانہ میں کہاں پیدا ہیں شاید آپ نے یہ شعر نہیں سنا شعر تنہا نشین و صحبتِ دیو اختیار کن ۱۲ کاندرین دورگہ آدمی نماند ۱۲ اور آپ جو یوسف کی مثال دیتے ہیں تو سن لیجیے

رباعی

حب الوطن از ملکِ سلیمان خوشتر　　خارِ وطن از سنبل و ریحان خوشتر
یوسف کہ بمصر بادشاہی میکرد　　میگفت گدا بودن کنعان خوشتر

قطرہ آب گوشہ نشینی اختیار کرتا ہے جب گوہر بنتا ہے خدم صدف سے باہر نکلا جگر میں پیکانِ حوادث کے سوراخ ہوتا ہے آبرو میں فرق آنا شروع ہو جاتا ہے مصرعہ تو در صدف تا ہست گوہر ایمن از زوال مطلق است ۱۲ اور سچ پوچھیے تو منتہائے گوشہ نشینی یہی سبیل ہے اگرچہ شعور و نظر خلائق سے مخفی ہے مگر شہرت کا کیا علاج دیکھیے مرزا غالب اس مضمون کو کس خوبی سے ادا کرتے ہیں ۱۲

نظم

رہیے اب ایسی جگہ چل کر جہاں کوئی نہ ہو　　ہم سخن کوئی نہ ہو اور ہم زبان کوئی نہ ہو
بے در و دیوار سا اک گھر بنایا چاہیے　　کوئی ہمسایہ نہ ہو اور پاسبان کوئی نہ ہو
پڑیے گر بیمار تو کوئی نہ ہو تیماردار　　اور اگر مر جائیے تو نوحہ خوان کوئی نہ ہو

شعورِ سخن رس نے کہا حضرت میں کچھ نصیحت سننے کو نہیں آیا ہوں نہ کچھ بحث کا ارادہ ہے اور نہ برابری کا دعوے مرزا بیدل کیا خوب کہتے ہیں قول ریاضت سے صفائی باطن حاصل ہوتی ہے تا اینکہ بطرز اعتدال اور ضعف قواے جسمانی پر غالب آتا ہے با فراط کمال مدعا اکتساب ریاضت سے مواد فاسدہ کو اصلاح دینا ہے نہ اجزاے صالح کو فاسد بنانا اور زنگار آئینہ طبیعت سے ہوتا ہے نہ آئینہ کو شوقِ صیقل سے فرسودہ کرنا* غرضکہ اعتدال سب چیزوں سے بہتر ہے آپ اتنی مدت گوشہ وحدت میں رہے اب تھوڑے دنوں عالمِ کثرت کی سیر کیجیے ان دونوں سے ایک مزاج معتدل پیدا ہو جائے گا اور حضرت بھی صحیح المزاج آدمیوں کی جماعت میں تصور کیے جائیں گے

پہر تو وہی مثل ہے کہ مثل مرگ انبوہ جشنے دارد ✤ آپ کچہہ دنیا سے نرالے نہین ہین جو سبکا حال ہوگا
وہی آپکا بہی فرزانہ روزگار نے کہا کہ فرط ریاضت سے بدرجہ کمال مین ضعیف و نحیف ہوگیا ہون اور آپکے
قواے جسمی آمیزش خلق کے سبب سے درجہ اعتدال پر ہین مین کسطرح اس بار گران کا متحمل نہین ہو سکتا
اور آپ تو وزیر ہین بلکہ وزیر اعظم لغات عرب مین وزیر حمال کو کہتے ہین چونکہ بار ریاست وزیر کے سر پر
ہوتا ہے اسیواسطے اوسکو وزیر کہا کرتے ہین آپسے یہہ بوجہہ اوٹہہ سکتا ہے اور ایسا ویسا تو دب مریگا
ابہی جیسی مرزا عبد القادر بیدل کا آپ حوالہ دیچکے ہین اونکا مقولہ ہے شعر فلک تکلیف حاجت گر کند
خال حماقت زن ✤ کہ غیر از گاو نتواند کشیدن بار دنیا را ✤ اوسنے کہا جناب مین ان باتون سے برا نہین مانتا
بلکہ اپنی سعادت کا وسیلہ سمجہتا ہون مگر وہی اسد اللہ خان غالب کہ حضرت کو جسکا کلام پسند آیا ہے اور مثال
مین چند شعر فرماچکے ہین ملازمت شاہ کو اپنا فخر تصور کرتا ہے اور اپنی سرگذشت کے پردے مین حضرت کو
بہی حضور شاہی مین تشریف لیچلنے کی رغبت دلاتا ہے اور بآواز بلند پکار پکار کر سناتا ہے فرد ✤ ہوا ہے
شہ کا مصاحب پہرے ہے اتراتا ✤ وگرنہ شہر مین غالب کی آبرو کیا ہے ✤ اور وہی پہر اسی مضمون کے ضمن مین
دوسری دفعہ اظہار کرتا ہے فرد ✤ غالب وظیفہ خوار ہو دو شاہ کو دعا ✤ وہ دن گئے کہ کہتے تہے نوکر نہین ہون
پہر وہ مرشد شاعرون کے کہنے پر نہ جاؤ اور مصحون کے قول کا اعتبار نہ کرو وہ فرشتون کیطرح باتین کرتے ہین گر آدمیونکی
طرح رہتے ہین تقریر کو تو بہت گنجایش ہے جب ہمارا آپکا رہنا ایک جگہ ہوگا ہر روز گفتگو کرلیا کرین گے
اب رات بہت کم ہے کوئی دم مین صبح کے آثار نمودار ہوتے ہین بادشاہ سلامت کو آپکے اشتیاق مین تمام
رات نیند نہ آئی ہوگی اور نہایت انتظار ہوگا کہ صبح کب طلوع ہو اور مین فرزانہ روزگار سے کسوقت ملاقات
کرون آپ اگر چلنے مین انکار فرمائینگے تو اودہر بادشاہ شکستہ خاطر ہوگا ادہر مجہے سونہہ دکہانیکی جگہ
نرہیگی وہ تو مجہکو جہوٹہا سمجہیگا اور مین آپکو دلشکن قرار دونگا پہر تدارک مشکل ہے ✤ فرد ✤
گر صد ہزار لعل و گہر میدہی چہ سود ✤ دل را شکستہ نہ کہ گہر شکستہ ✤ فرزانہ روزگار نے کہا واہ جناب جب
دیکہا کہ تقریر سے کام نہین نکلتا تو اب دہمکانا شروع کیا بس چلو تم نے ڈرا لیا اور ہم ڈر گئے شعر ✤
برگ مدار ان کہ از تو دل آزردہ میشوم ✤ جنگ مرا چو صلح تو ہیچ اعتبار نیست ✤ آپ مجہے دلشکن قرار دین
تو مضایقہ نہین اگر کج اخلاق و سخن پرور فرمائین تو گوارا ہے مگر یہہ بات منظور نہین کہ بادشاہون کی
نظر مین ذلیل ہو اگرچہ میری نظر مین ذلیل ہی ہوجائے تو کچہہ اندیشہ نہ تہا کہ مین خود ذلیل جہان ہون
لیکن بادشاہ جہوٹہا سمجہیگا یہہ بڑا غضب ہے اسے شعور سخن رس میری بات مین ذرا فرق نہ سمجہنا اور
یقین کرنا کہ اگر قطب فلک اپنے مقام سے حرکت کرے مجہے جنبش ممکن نہ تہی اور جو محیط عالم حوادثات

سماوی سے متنزل ہوتا ہیں مثل مرکز اپنے موقع سے نہ سرکتا لیکن جیسے تیری خاطر ایسی عزیز ہے کہ اپنے
حق میں کثرت کو وحدت اور گمنامی کو شہرت تصور کرتا ہون اور تیرے ہمراہ چلنے پر رضامند ہوتا ہون بیت
از وطن یار بیا دامن سنبل بدرون ÷ آدم مانند دست از آستین تنها برون ÷ شعور سخن رس نے کہا بسم اللہ
تشریف لے چلیے یہہ کہکر اوٹھہ کھڑا ہوا کہ حضرت میری گردن پر سوار ہو جائیں اور اپنی آنکھیں بند کر لیں ÷
فرد ÷ اگر بر سر و چشم من نشینی ÷ نازت بکشم که نازنینی ÷ الغرض ایک ساعت میں کوہ نور افشان سے
شہر دانش آباد میں آ پہونچے جسدم فرزانہ روزگار نے آنکھہ کھولی دیکھا کہ فرودگاہ وزیر اعظم پیش نظر ہے آسمان کی
طرف رخ کیا اور کہا ہمؤلف ÷ عدم سے عالم ہستی میں لائی وحشت دل ÷ کہان آگئے ہم خانمان خراب
کہان ÷ شعور سخن رس نے پیکر انسانی اختیار کیا رخصت سلام ہو کر طلوع آفتاب کا منتظر ہوا اتنے میں ظہور
نور سحر کا نور ظہور نظر آیا اسوقت شعور سخن رس افق مشرق کیطرف متوجہ ہو کر یہہ قطعہ زبان پر لایا

مؤلف

کشورم از آفتاب علم شد بیت الشرف	ملک با هرگز ندارد احتیاج آفتاب
گرچه تاج آسمان هست آفتاب آسمان	آفتاب دانش آباد هست تاج آفتاب

جسوقت مہر منیر نے جمال جہان افروز کے شعاع نور سے ساحت گیتی کو منور کیا اہل عالم اپنے اپنے کاروبار
میں مشغول ہوئے بادشاہ نے دربار آراستہ کیا اور سریر سلطنت پر جلوس فرمایا وزیر فرزانہ روزگار کی ملاقات کا امیدوار ہوا

مؤلف

زاہد کیون سرنگون ہے گوشہ مسجد میں تو	اوٹھہ ہمارے ساتھہ چل بیت الصنم کی سیر کر
عالم وحدت جو ہستی ہے تو ہستی ہی ہی	کچھہ دنون کثرت میں آ ملک عدم کی سیر کر

علی الصباح فرزانہ روزگار دربار شاہی میں شعور سخن رس کے ہمراہ تشریف لائے عقل مجسم نے لب فرش
استقبال کیا بہت تعظیم و تکریم سے پیش آیا اور فرمایا کہ کل کے روز دستور الاعظم کی زبانی حضرت کی توصیف
شریف اور فضل و کمال کی تعریف سنکر دلمین نہایت اشتیاق ملاقات پیدا ہوا اسی سبب تصدیعہ برداری کی
نوبت پہونچی اور آپکو تکلیف فرمانا لازم پڑا ÷ شعر ÷ للہ الحمد ہر آن چیز که خاطر میخواست ÷ آخر آمد ز پس پردہ تقدیر پدید ÷
فرزانہ روزگار نے کہا ÷ اشعار ÷ مشہور ہیں عالم میں تو کیا ہیں بھی کہیں ہم ÷ القصہ نہ در پے ہو ہمارے کہ نہیں ہم ÷
عنقا سیر و برہم پرس از قصہ ما ہیچ ÷ عالم ہمہ افسانہ ما دارد و ما ہیچ ÷ اے شہریار عالیوقار علم کا گہر بہت دور ہے
ہر کس و ناکس کی گذر اس کوچے میں سخت دشوار ہے میں صورت مثال میں تقریر کی وہ شبیہ کھینچتا ہون
کہ بادشاہ پر سب حقیقت آئینہ ہو جائے نفس ناطقہ انسانی ایک بحر اعظم ہے اور عقل دریائے عمیق علم کشتی ہے

عمل ملاح کوشش بادِ موافق ہے غفلت ہوائے مخالف نادانی گردابِ فنا ہے شیطان طوفان ہے فرد
ناخدا در کشتی ما گر نباشد گو مباش ÷ ما خدا داریم ما را ناخدا درکار نیست ÷ اگر بے سفینۂ علم و ناخدائے عمل اس بحرِ زخار سے کسی نے عبور کا ارادہ کیا اور بازو سے لاف و گزاف سے شناوری کا بھی دم مارا مگر نہنگِ جہل سے جانبری نصیب ہوئی محال ہے شعر نہ محقق بود نہ دانشمند ÷ چارپائے برو کتابے چند ÷ محقق اور مقلد میں بڑا فرق ہے تقلید رہزنِ تحقیق ہے اور تحقیق رہبرِ منزلِ مقصود مقلد بیان میں سیکڑوں دلیلیں لاتا ہے مگر کسی میں جان نہیں پائی جاتی اسلئے کہ مرتبۂ تحقیق کو نہیں پہونچا ہے طائرِ عقل جب بلند پروازی کرے مگر مرغِ تقلید پستی میں ٹھونگیں مارتا ہے فرد بامرغ ہوا مرغ سرا گر بپرد ÷ بیش از سرِ دیوار نخواہد بودن ÷ سخن فہمی کے لیئے فکرِ عمیق درکار ہے اور طبعِ دقیق لازم طبیعتِ ناقص کو کمال حاصل ہونا محال ہے ہلالِ ابرو سو برس میں بدرِ کامل نہو سکیگا اور طفلِ اشک ہزار قرن میں بھی پیری کو نہ پہونچیگا جسکو علمِ فیضِ حقیقی تماشائے کائنات کا سبقِ عجائبات تعلیم کرتا ہے وہ شخص جس نقطہ پر آنکھ ڈالتا ہے اپنے دبستانِ تکمیل کو دیکھ لیتا ہے اور جس حرف پر کان لگاتا ہے اپنی رہنمائی کے معنے فہم میں آتے ہیں طبیعتِ خداداد کو ہر نکتے سے ایک کتاب کے اسرار منکشف ہوتے ہیں اور ہر نقطے سے ایک دفتر کے رموز انکشاف

فرد

ہوش اگر باشد کتاب و نسخہ درکار نیست ÷ چشم وا کردن زمین تا آسمان فہمیدن است

جو بات کہ نسخۂ دل سے سمجھیگا اگر ایک نقطہ بھی طوفان مثلِ حرف کے اوسکو جاسے بیجا نہیں کرسکتا اور جو خارج سے جمع کریگا ہر چند ایک قدر ہو مگر چشم زدن میں صفحۂ دل کے مانند برہم ہوجائیگا تکمیل ہر فن متعذر و دشوار ہے

قطعہ

مرد خرد مند ہنر پیشہ را ÷ عمر دو بایست درین روزگار
تا بیکی تجربہ آموختے ÷ با دگرے تجربہ بردے بکار

ایک عمر چاہیئے کہ انسان کسی علم یا فن میں دستگاہِ کامل حاصل کرے اشعار

روزہا باید کہ تا یک پنبہ دانہ ز آب و گل ÷ شاہدے را حلہ گردد یا شہیدے را کفن
ہفتہا باید کہ تا یک مشت پشم از پشتِ میش ÷ زاہدے را خرقہ گردد یا حمارے را رسن
ماہہا باید کہ تا یک قطرہ آب اندر رحم ÷ صفدرے خیزد بمیدان یا عروسے در چمن
سالہا باید کہ تا یک کودکے از لطفِ طبع ÷ عالمے دانا شود یا شاعرے شیرین سخن
قرنہا باید کہ تا یک سنگِ خارا ز آفتاب ÷ لعل گردد در بدخشان یا عقیق اندر یمن

لیکن ہمت و حوصلہ اور قوت و امکان کے موافق علومِ متنوعہ سے کچھہ کچھہ بہرہ حاصل کرنا اور دقائقِ
ہنر سے بھی آگاہ ہونا لازم بلکہ واجب بلکہ فرضِ عین ہے حق سبحانہ تعالیٰ نے انسان کے لیے چار قسم کی
چیزیں پیدا کیں **اول** وہ کہ عقل اوس سے راضی ہو اور نفس بیزار جیسے فقر و افلاس کہ نفس ان چیزوں سے
نفرت رکھتا ہے اور عقل ان سے رضامند کسواسطے کہ بخوبی یہہ بات معلوم ہے کہ دنیا کی سب لذتیں اور
آسائشیں ناپایدار ہیں اور عقل بے ثبات چیزوں کے ہونے پر قانع و صابر ہوتی ہے **دوم** وہ کہ نفس
اوس سے راضی ہو اور عقل ناراض مانند لذاتِ نفسانی اور شہواتِ جسمانی کے **سوم** وہ کہ عقل اور نفس دونوں
اوس سے راضی ہوں وہ علم ہے **چہارم** وہ کہ نہ عقل اوس سے راضی ہو نہ نفس وہ جہل ہے اسواسطے اگر
عالم کو جاہل کہیں تو وہ تنگدل ہوتا ہے باوجودیکہ سراسر غلط جانتا ہے اسطرح اگر جاہل کو عالم کہتے ہیں
تو وہ خوش ہوتا ہے اور دل میں خوب سمجھتا ہے کہ لوگ جھوٹ کہتے ہیں اسکا سبب یہی ہے کہ دانائی
فضائلِ صفات سے ہے اور نادانی رزائلِ اوصاف سے پس نسبتِ نادانی سے نفس و عقل دونوں
رنجیدہ ہوتے ہیں اور نسبتِ دانائی سے خوش علاوہ ازین علم کی فضیلت میں دلائلِ عقلی و نقلی بکثرت ہیں
بادشاہ خیال فرمائے کہ ہر چیز کی فضیلت کمال سے ہوتی ہے چنانچہ فضیلتِ چشم جب ہے کہ قوتِ باصرہ
بدرجۂ کمال ہو اور فضیلتِ گوش جب ہے کہ قوتِ سامعہ قوی علیٰ ہذا القیاس دوسری اشیا کو خیال
کرنا چاہیے جس وقت یہہ مقدمہ دریافت ہو چکا تو اب معلوم کرنا ضرور ہے کہ وجودِ انسانی دو جوہر سے
مرکب ہے ایک روح دوسرے جسم کمال جسم کا جب ہے کہ اوس میں روح موجود ہو اور کمال روح کا جب ہے کہ اوس میں
علم و حکمت موجود ہوں درصورتیکہ علم کو ہر فن پر شرف اور فضیلت حصول ہے پس صاحبِ علم
بھی اہلِ فن پر خواہی نخواہی شرفِ امتیاز زیادہ رکھتا ہے اس سبب سے خردمندانِ روشن ضمیر پر
واجب و لازم ہے کہ ایامِ طفلی میں اطفالِ خردسال کو ناز و نعم سے باز رکھیں کہ یہہ زمانہ اونکی تعلیم و
تربیت کا ہے پر ناز و نعمت رو بزوال ہے شاید کہ انجام بخیر نہو مگر یہہ دولت ہمیشہ بے زوال ہے
اور صلاحیتِ افعال و تہذیبِ اخلاق میں کوششِ بلیغ فرمائیں کیونکہ اگر علم حاصل ہو اور صفاتِ
نکوہیدہ ویسے ہی باقی رہیں تو علم سے کچھہ فائدہ متصور نہیں بلکہ علم بے ادب زیادہ گمراہی کا سبب ہے
مخفی نرہے کہ پدروں کو فرزندوں پر اور مادروں کو دختروں کے حق میں اس سے زیادہ کوئی
درجہ مہر و شفقت نہیں ہے کہ عہدِ طفولیت سے شکنجۂ تاکید میں کھینچیں اور ایک موقع کے ساتھہ
کبھی نرمی و ملائمت سے کام لیں اور کبھی زجر و توبیخ میں مشغول ہوں کہ اونکی طبیعت خوگر
اخلاقِ حمیدہ ہو اور متصف بصفاتِ پسندیدہ فرد درشتی و نرمی بہم دربہ است ❊ چو رگزن کہ جراح و مرہم نہ است

شرائط اوستاد

اگر لڑکپن ہی زمانہ سے نیک اخلاق طبیعت مین قایم ہوتے ہین تو تمام عمر اوسکے قیام کو زوال نہین ہوتا بلکہ جتنی عمر زیادہ ہوتی جاتی ہے اوسیقدر نتیجہ نیک بھی بڑھتے جاتے ہین اور معاذ اللہ اگر اخلاق نکوہیدہ و افعال ناپسندیدہ طبیعت مین جاگزین ہوتے ہین تو اونکا دفع کرنا تا دم زندگی متعذر ہے * بیت * خوے بد در طبیعتے کہ نشست * نرود جز بوقت مرگ از دست * اگرچہ ابجد خوانون کیواسطے اوستاد کم استعداد بھی کفایت کرتا ہے مگر اوسمین دو قباحتین لازم آتی ہین ایک تو یہہ کہ اوستاد قاعدۂ تعلیم سے خود واقف نہین ہوتا اسلیے طالبعلم کو فایدہ کم پہونچتا ہے اور ناقص عادتین اونکی درست نہین ہوتین دوسرے یہہ کہ جب ایک مدت اسیطرح گذر جاتی ہے اوسکے شمائل و خصائل نامرضیہ اطفال کے طبائع مین متمکن ہوجاتے ہین اور غرض تربیت سے یہی ہے کہ افعال رذیلہ برطرف اور خصائل جمیلہ طبیعت مین مستقیم ہون لیکن اسصورت مین برعکس نتیجہ پیدا ہوتا ہے اوستاد ذی علم صاحب استعداد نیک شمائل فرخندہ خصائل شریف القوم نجیب خاندان والا تبار عالی دودمان ہو اور قواعد تعلیم و دستور تربیت سے خوب واقف و آگاہ ہوا سے شہریار نامدار معلم کیواسطے چند شرائط ضروری ہین اول شاگرد کو لطف و ملایمت سے نصیحت مناسب ہے اگر متاثر نہو تہدید و تشنیع نمائی ضرور ہے یہہ بھی تاثیر نہ بخشے تو زد و ضرب ہے کہ بقدر حال ہو اور درجۂ اعتدال سے نگذرے دریغ نکرین کہ باوجود ہوان رنج ہا ور جو ضرب بھی فایدہ ندے تو پھر خیر بیش نہے شور ستان ہرگز چمنستان نہو اور سنگ رخام لعل و یاقوت کی صفت پیدا نکرے دوم معنی اور مطلب اسطرح فہمایش کرنا چاہیے کہ حسب دلخواہ ذہن نشین ہوجاے اگر ایکبار سمجھہ مین نہ آے تو مکرر سہ کرر سمجھانا انسب و اولی ہے سوم گوش ہوش سے سماعت کرین کہ عبارت فقرہ فقرہ درست اور صحیح ہو کوئی اضافت وغیرہ غلط نہونے پاے چہارم نظم و نثر مین اگر کوئی مضمون قصہ طلب آجاے تو وہ داستان تمام و کمال گوشگذار کرین کہ استعداد کو ترقی ہو پنجم سبق باندازۂ ذہن و لیاقت پڑہانا مناسب ہے اور جو چیز قابل یاد کرنے کے ہو جبتک زبانی یاد نہو جاے ہرگز تازہ سبق ندین ششم ہمیشہ آموختے مین امتحان لیتے رہین اگر یاد ہے تحسین و آفرین کرین کہ دل خوش ہو اور شوق زیادہ بڑھے اور جو فراموش ہوگیا تو نفرین و ملامت کرین کہ شرم و غیرت دامنگیر ہو اور دوبارہ یاد دلائین جبتک خوب حفظ نکرے فرصت ندین ہفتم مطلب اور مضمون طالبعلم سے دریافت کرین تاکہ وہ بیان کرے اگر مطلب درست ادا ہو مرحبا کہین اور نادرست ہو تو خود سمجھاوین ہشتم صنائع و بدائع لفظی و معنوی خوب ذہن نشین کرنے ضرور ہین اور اچھی طرح مطلب مع نظیر و مثال سمجھانا بہتر کہ دل پر نقش ہوجاے نہم تندخوی اور ترشروی کی عادت نکرین کہ وحشت اطفال کا باعث ہو اور نہ اسقدر حلیم و سلیم ہون کہ بالکل رعب جاتا رہے دہم تالیف قلوب کہ جسکے سبب خورد و بجو مبتدی کا دل علوم و فنون کیطرف راغب و مائل ہو اور محبت طبیعت کی

رغبت بڑہے تعلیم وتعلم کے باب مین تالیفِ قلوب ایک جزوِ اعظم ہے اور شرن یہ ہے کہ شاگرد کیواسطے بہی کئی باتین لازم ہین اول جسوقت اوستاد کی خدمتمین حاضر ہو آداب وتسلیمات بجالائے دوم اپنے قرینے سے مؤدب بیٹھے اور کتاب کے مطالعہ مین مشغول ہو دل کو خیال و اشغال سے خالی کرکے ہمہ تن مصروف رہے سوم جب اوستاد درس کیواسطے طلب فرماے اوسکے سامنے جاکر سلام کرے اور دو زانو بیٹھے چہارم عبارت کو اوستاد کی تعلیم کے موافق اضافت اور ترکیب درست پڑہے جو مطلب سمجہہ مین آیا ہے بیان کرے اور ناخواندہ لفظونکے معنی اوستاد سے دریافت کرکے قلم ہوش سے صفحۂ خاطر پر لکہے پنجم مطلب عبارت اور مرادِ مصنف خوب سمجہے جبتک ولخواہ سمجہہ مین نہ آئے دریافت کرتا رہے انکار نکرے اسلئے کہ جو فہم مین نہ آئے اوسکو نکرر سمجہنا عیب نہین اور مطلب نافہمیدہ چہوڑ دینا نہایت معیوب ہے ششم جب سبق سے فارغ ہو اوسکو تعظیم تمام سے اوستاد کو سلام کرے اور وہان سے اپنے مقام پر آبیٹہے ہفتم حفظِ سبق مین مشغول ہو حافظہ پر اعتبار نکرے کہ جو ایکبار اوستاد سے سن لیا ہے وہ بعینہ بے حفظ کیے ہوے اسطرح یاد رہیگا بلکہ جب تک معانی اور مطالب خوب دلنشین ہون تکرار سبق سے زبان معطل نرہے ہشتم جب کوئی مضمون دوبارہ دریافت کرنا ہو تو جسوقت اوستاد کسی سے مخاطب نہو اوسوقت دریافت کرے کسیکا سلسلۂ گفتگو قطع کرکے مخل و مشغول نہ ہے نہم اوستاد جتنا سبق پڑہاتے اوسی پر قناعت کرے زیادہ کا متمنی نہو کیونکہ اسواسطے کہ اوستاد کو استعداد کا حال بخوبی معلوم ہوتا ہے وہ لیاقت کے موافق محنت لیگا حکیم افلاطون کا قول ہے کہ لڑکا اوس بوتل کے مانند ہے جسکا دہانہ تنگ ہوتا ہے اگر اوس بوتل مین جلدی سے ایکبارگی پانی بہرنا چاہو تو ذرا سا اوسکے اندر جائیگا اور بہت سا باہر گریگا اور خراب ہوگا اگر پانی آہستہ آہستہ اوس بوتل مین ڈالوگے تو آسانی سے بہر جائیگا دہم تحصیلِ علم کیواسطے حتی المقدور کوشش کرنی چاہیے چنانچہ راتون کو اپنے گہرون مین سبق یاد کرنا اور طبیعت کے زور سے مطالعے کا فائدہ اوٹہانا ترقی ذہن و افزایش استعداد کا وسیلہ گرامی ہے اور مطالعہ کا طریقہ یہہ ہے کہ ہر فقرے کو اول بنظرِ اجمال ابتدا سے انتہا تک اسطرح دیکہے کہ تمام معنی اوسکے آئینۂ ذہن مین منعکس اور لوحِ خاطر پر منقش ہوجائین پہر دوبارہ اوسپر دقیق نظر ڈالے اور غور کرے کہ اوسمین کہان کہان اعتراض وارد ہین اور کتنی واقع اور اونکا جواب کیا ہے پہر بارِ سوم خوب فکرِ باریک سے دیکہے کہ اوستاد نے اوسمین کیا کیا مذاق اور باریکیان رکہی ہین اگر توجہ کی احتیاج نہین ہے تو اوسپر التفات نکرے اور جو عظیم الشان اعتراض یا خدشہ پیدا ہو تو دو چار بار متواتر غور و توقف مناسب ہے اگر کوئی مقام حل نہو تو اپنی جماعت کے ہمسرون اور ہم استعدادون سے مباحثہ لازم ہے پہر اوستاد سے سبق کے وقت استفسار ضرور ہے جب اول سے آخر تک مطالعہ کر چکے تو پہر

طریقۂ مطالعہ

غور کرے کہ میرا ذہن صحت پر ہے یا خطا پر اور کاتب کا سہو ہے یا مصنف کی غلطی جب اس ترکیب سے بھی الفراغ حاصل ہو تو دوبارہ اول سے آخر تک اوسی طریق سے کہ پہلے دیکھہ چکا ہے نظر کرے اگر نظر ثانی مین پھر فہم کا قصور باقی رہے تو جبتک کہ فہم بخوبی کارگر ہو طبیعت پر زور دینا چاہیے اگر خاطر نے گوارا کر لیا تو بہتر ورنہ اوستاد کی خدمت مین درس کے وقت شکوک رفع ہو جاینگے یہہ تو ظاہر ہے کہ تمام جہان کی کتابین انسان سبق سبق کرکے پڑہ نہین سکتا اسواسطے چاہیے کہ اپنے مطالعہ کو چست کرے اور ادراک کو ایسی قوت دے کہ سب قسم کے مضمون خود نکال سکے اور مطالعہ مین **اول** ارادہ شرط ہے یعنی جسطرح ہو سکے یہہ مطلب ہین قطعی نکالنا ہے **دوم** یہہ کہ کس طرح سے مطلب حاصل ہوگا پھر اس کشمکش وپیچ مین نہ رہین اور جھٹ پٹ ہر بات کا تصفیہ کرکے آزادانہ طور پر آپ سوچین اور آپ نکالین اور جو کچھہ سمجھہ مین آئے بے دہڑک لکھین اور پڑہ کر استادون دوسرون کی صلاح ومشورت کے پابند نہ رہین اسمین دو قباحتین ہین **اول** تو دلکی اومنگ رکجاتی ہے اور اوستاد کی روک ٹوک سے دل جہجک جاتا ہے **دوم** ہر بار کے بتانے سے طبیعت سہارا ڈہونڈہنے لگتی ہے اور ذہن کا جوش وخروش تنزل پذیر ہو جاتا ہے اطفالِ خردسال کی مثال ایسی ہے جیسے تیراک کہ مشک اور تونبے کے آسرے سے یا اوستاد کے ہاتھون کے سہارے سے تیرتا ہے جہان سہارا چہوٹا پہر ڈوبا اسلیے واجب ہے کہ طلبا کو حتی الامکان ایسی عادت نہ ڈالین کہ ہمارے سہارے کے محتاج نہ رہین جب نئی کتاب اونکے سامنے آئے تو اوستاد کے پاس لیکر نہ دوڑین کہ جو وہ بتائین گے وہی مطلب ٹھیک ہوگا ہماری سمجھہ مین اوستاد کے نعم کب آسکتا ہے بلکہ اپنی استعداد وقابلیت پر بھی کچھہ نہ کچھہ بھروسا رکھنا چاہیے ایک حکیم کہ علم زبان اور فن انشا مین بڑا صاحب کمال تھا وہ اپنی ساری ترقی اور علم وفضل کا سبب فقط یہی لکھتا ہے کہ جس مضمون پر مینے قلم اوٹھایا سمجھہ لیا کہ پہاڑ مضامین کے سامنے ہون تو مین کوہکن ہون اور قلم میرے ہاتھہ مین تیشۂ فرہاد ہے وہ حکیم کہتا ہے کہ جب ہمارے ہم جنس بہائیون سے پوچھا جاتا ہے کہ تمہاری تحصیل اتنی تہوڑی کیون رہ گئی تو وہ فکرِ معاش اور پریشانی خاطر وغیرہ مختلف قسم کے عذر پیش کیا کرتے ہین میری دانست مین انکو صرف اسقدر کہنا چاہیے کہ استعداد کا کیا قصور ہے ہم آپ قصداً ہمت نہین کرتے ہم دیکھتے ہین کہ زمانہ حال مین تحصیلِ علم کیطرف سے لوگ بے شوق تو نہین مگر شوق اونکا بلہوسون کی ہوس ہے کہ محنت سے جی چوراتے ہین دیکھو علم و ہنر کے جواہر گرانبہا کے لیے محنت بمنزلہ قیمت ہے اور بے ادا ے قیمت جواہر ہاتہہ آنے محال خالی شوق سے کیا ہوتا ہے محنت بہی تو کرین صد ہا سال ہوے کہ ایک حکیم نے اپنی کتاب مین لکھا ہے کہ آج کل کے مطالعہ مین بیصبری واضطراب ایک ایسا مرض ہے کہ عام ہو رہا ہے کتاب اوٹھا کر دیکھی اور رکھدی کہ

مشکل ہے سمجھ مین نہین آتی اگر ہم کہتے ہین کہ یہہ مرض کہنہ گیا نہین اب تک موجود ہے کیونکہ شائع
وہی سرمایہ قدیم ہے اور اوس تک پہونچنے کے لیے ہی شاہراہ وہی صبر و بے اضطرابی اب ہم سب
یہی چاہتے ہین کہ کوئی ایسی ترکیب نکلے جس سے محنت نکرنی پڑے اور علم و ہنر مفت مال کیطرح ہاتھہ آجاتے
اسپر لطف یہہ ہے کہ بچون کیصورت حلب ہین سے ایک تخنہ یا سمندر مین سے ایک قطرہ لیتے ہین اور اوسی پر اوچھلتے
ہین اور جانتے ہین کہ ہم ترقی کر رہے ہین مگر یاد رکہین کہ حقیقت مین یہہ ترقی نہین بلکہ کہیل ہے کمبخت اضطراب
یا بد نصیب بے صبری ایک جگہ کیا بلکہ قدم قدم پر خلل انداز ہوتی ہے بعضے لوگ تو اول ہی قدم ہمت ہار بیٹھتے
ہین یا اگر ایک آدہ قدم آگے بڑہتے ہین تو علم کے اوپری اوپری شاخون پر ہاتھہ لپکاتے رہتے ہین اور اوسکے
ثمر یعنی مغز مطلب تک پہونچنے کا قصد نہین کرتے چہ جائیکہ خود ایجاد و اختراع کی قوت حاصل ہو اگر ابتدا مین
طبیعت پر جبر کیا جائے تو چندان مشکل نہین کام آسان ہے ذہن ہی کاوش و غور کا عادی ہو جاتا ہے مشکل تو یہہ ہے
کہ علم کو شروع کرتے ہی اوسکے نفع اور نتیجے کا انتظار شروع کر دیتے ہین اور چاہتے ہین کہ نتائج و فوائد اس کے
ابہی مجسم ہون اور ابہی ہمارے سامنے آجائین ایسے جلد بازون کی مثال ایسی ہے جیسے بچون کے کہیلنے کی کیاریان
کہ ابہی زمین مین بیج بویا ابہی ایک دم مین کریدنے لگے کہ کچہہ اوگا بہی یا نہین ایسا آدمی جو محنت کرتا ہے تو اسیطرح
اوسکو ضائع کر دیتا ہے پس شائقین کو لازم ہے کہ مطالعہ اور علم کے اکتساب مین غور و محنت اور سرگرمی و استقلال سے
مصروف رہین اور اوسکے نتائج و فوائد کے لیے بہ صبر و تحمل انتظار کرین ایک دانا نے مطالعہ کے باب مین صبر و
استقلال کا بہت کچہہ ذکر لکہا ہے اور سچ ہوتے آخر کو کہا ہے کہ یہی ذہن ہے ہمین شک نہین کہ اعلیٰ درجے کی ترقی
باہستگی حاصل ہوتی ہے مگر کیا مبارک وقت ہوتا ہے جس وقت کوشش کرنیوالون کو نتیجہ ملتا ہے ایک طالبعلم جو مطالعہ مین یا کوئی
مصنف اپنے غور و فکر مین ہوتے ہین جب ایک مطلب حل ہو جاتا ہے تو اسقدر خوش ہوتا ہے کہ شاید سکندر ملک دارا کو بہی لیکر ایسا ہی خوش ہوا ہوگا

مؤلف

اے خوشا وقتِ ہمایون بنیاد — وے خوشا ساعتِ فرخندہ نہاد
برہانیکہ در آئینۂ دل — جلوہ پرداز شود عکسِ مراد
آب و رنگِ رخِ امکان گردد — آبروے گہرِ استعداد
گوئیا دیدۂ بینا یابد — کورِ چشمے کہ بود مادر زاد
ہمچو لیلیٰ بکنارِ مجنون — ہمچو شیرین بکنارِ فرہاد
ہمچو درویش کہ گردد سلطان — ہمچو شاگرد کہ گردد استاد
ہمچو از وصلِ بتان شاد شود — زار و دل خستہ نظامِ ناشاد

خلاصہ اس تقریر کا صرف چار باتین ہین اون مین سے دو معلم کیواسطے ضرور ہین اور دو متعلم کے لیے درکار
اوستاد خوش اخلاق و شفیق ہو تعلیم و تربیت کا عمدہ طریق ہو طاقتِ محنت با استعداد ہو تحصیل علم و فن مین کوشش زیادہ ہو

قطعہ

چار چیز است کہ در سنگ اگر جمع شود ۔۔۔ لعل و یاقوت شود سنگ بدان خارائی
پاکیٔ طینت و اصلِ گہر و استعداد ۔۔۔ تربیت کردنِ مہر از فلکِ مینائی

حکماے قدیم تا بافلاطونِ الٰہی نکاتِ علوم و حکمت زبانی تعلیم کرتے تہے اور بسبب ریاضت و توجہِ باطن کے انکا فیض شاگردون کو سینہ بسینہ پہونچتا تہا مگر ارسطو نے علم کو بذریعہ تحریر سکندر رومی کی خاطر سے یادگار چہوڑا اور زبانِ یونانی مین بڑی بڑی کتابین اور عمدہ رسالے تصنیف کیے اسیواسطے اسکا لقب **معلم اول** ہے اور اوسکے وقت سے حکماے مابعد مین ہمیشہ درس و تدریس کے ذریعے سے علوم نے رواج پایا یہہ علم حکمت ایک زمانہ دراز تک یونانیون مین رہا پہر ابونصر فارابی نے زبانِ یونانی سے اون کتابون اور رسالون کو زبانِ عربی مین ترجمہ کیا اس سبب سے اوسکا لقب **معلم ثانی** قرار پایا اقسامِ علوم مین سے تحریر ایک بہت بڑا حصہ ہے اسکے واسطے علم حاصل کرنا ضرور ہے اور بغیر تحصیلِ علم اسکا جاننا دشوار اگرچہ تحریر ایک فن ہے مگر علم سے متعلق ہوجانیکے باعث تمام فنون اور ہنرون پر اسکو فوقیت مل گئی یہہ تحریر ایک بڑی کارآمد چیز ہے جسکے وسیلے سے ہم جو بات کہ زبان سے کرتے ہین اوسکو اپنی اصطلاحی نشانیون سے دوسرے لوگونکو بہی سمجہا سکتے ہین اور اون نشانیونکے نام حروف ہین دنیا مین جسطور زبانین مختلف ہین اوسیطرح حروف بہی علحدہ مروج ہین اور ہر زبان مین جداگانہ علوم و فنونکی کتابین بہی اون ہی لوگونکے حروفِ مقررہ مین لکہی جاتی ہین بس تحریر ایک نہایت ہی عجیب چیز ہے جسکی بدولت ہم ہزارون کوس کے فاصلے پر دوستون اور عزیزون سے گفتگو کرسکتے ہین اور جو کچہہ وہ کہنا چاہتے ہین ہمکو یہان خبر ہوجاتی ہے اور جن لوگونکو انتقال کیے ہوئے ہزارون برس گذرے اونکے دلی خیالات بہی معلوم کرسکتے ہین اسیواسطے پڑہے لکہے آدمی کی عقل ہزارون برس کے برابر گنی جاتی ہے اگرچہ پڑہنا اور شے ہے اور لکہنا اور چیز مگر ہم اپنی دانست مین ان دونونکو لازم و ملزوم جانتے ہین اسلیے کہ پڑہنا دوسرے شخص کے دل کا حال دریافت کرنا ہے اور لکہنا اپنے مدعاے دلی کا اظہار پس جو شخص دوسرے کا حال سنے اور اپنا مطلب ظاہر نکرسکے یا اپنی کہے اور دوسرونکی نہ سنے تو بیشک یہہ بات نقصانِ عقل پر دلیلِ واضح ہے عقلِ کامل وہی شخص رکہتا ہے جسکو دونون مین کمال حاصل ہو اور جو عروجِ کمال پر پہونچگیا وہ گویا کہ اہلِ عالم کے حق مین مخزنِ فواید گوناگون اور معدنِ فیوضاتِ بے انتہا ہے اوسکی ہمنشینی و فیضانِ صحبت کا ثمرہ ہزارہا طرحکے محاسنِ افعال و تہذیبِ اخلاق کا نتیجہ یہہ نکلتا ہے اوضاع و اطوار اوسکے ایک عمدہ دستور العملِ پند و حکمت اور سخنِ دلپسند اوسکا واسطے اہلِ سخن پسند کے ایک دفترِ وعظ و نصیحت

قطعہ

اگر با مردمِ دانا نشینی — بمعنی از ہمہ بالا نشینی
وگر نادان بود ہمصحبتِ تو — ہمان بہتر کہ خود تنہا نشینی

اور فی الحقیقت انسانکو مناسب ہے کہ جو شخص کسی باتمین اپنے سے زیادہ ہو اوسکی صحبتمین رہنا اپنی ترقی عقل کا ذریعہ اعظم تصور کرے

فرد

ز خود بہترے جو و فرصت شمار — کہ چون با خودے گم کنی روزگار

نہ کہ برخلاف اس کے انجمن جہلامین شریک ہوکر نادانون کا شیوہ سیکھے اور اراذل مخلوقات مین شامل ہوجاے

قطعہ

منشین با بدان کہ صحبتِ بد — گرچہ پاکی ترا پلید کند
آفتاب ارچہ روشن است اورا — پارۂ ابر ناپدید کند

صحبتِ علما گل و ریاحین سے مشابہت رکھتی ہے کہ مغز جان اوسکی خوشبو سے معطر ہو
اور ہمنشینی جہلا کو آتش سوزان سے مناسبت ہے کہ ہوش و حواس کو خس و خاشاک کیطرح جلادیتی ہین کی ہمن کستی

قطعہ

صحبتِ با عالمان صحبتِ عطاردان — گرنہ دہد عطر خویش لیک رسد بوی آن
صحبتِ با جاہلان صحبتِ آہنگران — گرنہ دہد نار خویش لیک رسد اخگران

جب دمِ فرزانۂ روزگار یہہ گفتگو تمام کرچکا عقل مجسم نے وزیر اعظم کی طرف مخاطب ہوکر بکمال
خندہ پیشانی و شگفتہ روئی فرمایا کہ مین تہ دل سے تم دونون صاحبون کا شکریہ ادا کرتا ہون
اور صدقِ نیت سے ہمیشہ احسانمند رہونگا پھر شہزادۂ خرد پرور کو طلب کرکے فرزانۂ روزگار کے سپرد کیا اور یہہ شعر پڑھا

شعر

سپردم بتو مایۂ خویش را — تو دانی حسابِ کم و بیش را

سکونت اور تربیت کے واسطے ایک قصر عالیشان عنایت فرمایا
فرزانۂ روزگار شہزادۂ خرد پرور کو اپنے ہمراہ لیکر
مکان پر تشریف لیگئے دربار برخاست
ہوا

آغاز عقول عشرہ

بابِ اول موسوم بہ عقلِ دہم

مؤلف

شریک ہوکے بہم باغبان و گلچین نے
بتا دیا مرے صیاد کو نشان میرا

پھنسا کے دام مین اور کرکے پابندِ قفس
اوٹھا دیا چمنستان سے آشیان میرا

سلام و شوقِ ملاقات ہم صفیرون کو
کہ اب تو خانۂ صیاد ہے مکان میرا

ہزار شکر کہ میرے نصیب سے صیاد
ملا ہے طبع شناس و مزاجدان میرا

ذرا نسیم سحر گوشِ گل مین کہہ دینا
حضور کو بھی ہے لازم خیال ان میرا

جسوقت یہہ دونون اوس عمارت عالیشان مین پہونچے ہر طرح کا سامان ضروری ہر علم کی کتابین ہر زبان کے صحیفے ہر مضمون کے رسالے ہر فن کے نسخے طاقون اور الماریون مین برابر چنے ہوئے نظر آئے جابجا میزین قرینے سے لگی ہوئین اونپر ہر جنس کا ذخیرہ قلمدان بہت نفیس قلمتراش بہت تیز قینچیان بہت آبدار سیاہی بہت عمدہ کاغذ بہت صاف وصلیان بہت شفاف جغرافیہ و تواریخ کے واسطے کرۂ ارض اور تمام روے زمین کے نقشے موجود علم ہیأت و نجوم کیواسطے اصطرلاب اور رصدین مہیا جرِ ثقیل کیواسطے سب طرح کی کلین اور کمانیان تیار ریاضی و حساب وغیرہ کیواسطے پرکار و پیمانے اور ہر قسم کے آلات و اسباب مستعد ایکطرف نہایت تکلف کے ساتھہ ایک مسندِ فضیلت آراستہ اور متصل اوسکے ایک چوب تعلیم رکھی ہے فرزانۂ روزگار نے اوسپر جلوس فرمایا اور شہزادۂ خردبروز کو روبرو بیٹھنے کی اجازت دی پہ مخاطب ہوکر ارشاد کیا کہ او میان صاحبزادے تم کچھہ دودھہ پیتے بچے نہین ہو کہ ہماری بات خیال مین نہ آے ذرا کان کھولکے خوب خوب سے سن لو کہ تمہارے والد بزرگوار نے خاص اسیواسطے مجھے طلب فرمایا ہے کہ تمہاری تعلیم و تربیت میرے سپرد کی جائے چنانچہ تمکو میرے حوالے کر چکے اب یہہ جو مجھے تمہارا اختیار ہے اور بادشاہ سلامت کو تمسے کچھہ سروکار نہین پس آج سے اگر بغیر میری اجازت کے تمسے کوئی حرکت صادر ہوئی تو تم کو بہت سزا ملیگی اور جو میری مرضی کے موافق تم کام کرتے رہوگے تو مین تمسے رضامند رہونگا اور یاد رکھنا کہ جو لڑکا اشراف ہوتا ہے اوسکو ایکبار سمجھا دینا کفایت کرتا ہے اور جو کمینہ ہوتا ہے اور شرارت سے باز نہین آتا اوسپر ہمیشہ مار پیٹ ہوتی ہے اور بدن لہولہان ہوجاتا ہے ہڈی پسلی ٹوٹ جاتی ہے مار کے آگے بھوت

مہاگتا ہے تمہاری کیا حقیقت ہے شہزادہ یہہ تقریر سنکر بہت ہنسنے لگا اور دست بستہ عرض کی کہ جو حضرت نے
فرمایا وہ مجھے ایسا یاد رہیگا کہ گویا میرے دل پر کالنقش فی الحجر ہوگیا اور والد ماجد نے اگر حضرت کے سپرد کیا ہے
تو مین بکمال نیازمندی عرض کرتا ہون کہ حضرت بھی میرے حال پر شفقت پدری فرماتے رہین
اور مین حکم عالی کو اپنا دین و ایمان سمجھتا ہون فرزانہ روزگار نے دعائے خیر دی اور درس و تدریس مین مشغول ہوا

مؤلف

اومرے غلمان بنایا تونے مکتب کو بہشت
منصب رضوان مبارک ہو ترے اوستاد کو

اب شہزادہ خرد پرور بروز تحصیل علم مین سرگرم ہے اور مدرس علوم نے اپنی رائے کے
مطابق تعلیم شروع کی اول حروف مفردہ کہ جنکو حروف تہجی اور حروف جمل اور حروف ابجد
بھی کہتے ہین یاد دلوائے جب شناخت حاصل ہوئی تو سمجھا دیا کہ زبان اردو مین باون حروف مروج ہین یعنے

ا	ب	بھ	پ	پھ	ت	تھ	ٹ	ٹھ	ث	ج	جھ	چ
چھ	ح	خ	د	دھ	ڈ	ڈھ	ذ	ر	رھ	ڑ	ڑھ	ز
ژ	س	ش	ص	ض	ط	ظ	ع	غ	ف	ق	ک	کھ
گ	گھ	ل	لھ	م	مھ	ن	نھ	و	ہ	لا	ء	ی

انمین سے یہہ آٹھہ حرف خاص عربی کے ہین فارسی مین نہین آتے * ث * ح * ص * ض * ط * ظ * ع * ق
اور یہہ چار حرف خاص فارسی کے ہین عربی مین داخل نہین ہوتے * پ * چ * ژ * گ
اور یہہ چھہ حرف ترکی مین ہرگز استعمال نہین کیے جاتے * ث * ح * ذ * ض * ع * ف
باقی اٹھارہ حرف خاص ہندی کے ہین عربی اور فارسی اور ترکی مین شامل نہین وہ دو قسم ہین **اول** مفرد یہہ
تین حرف ہین ٹ ڈ ڑ **دوم** مرکب جو ہا سے مخلوط ہوکر دو چشمی کہلاتے ہین یہہ پندرہ ہین *
بھہ پھہ تھہ ٹھہ جھہ چھہ دھہ ڈھہ رھہ ڑھہ کھہ گھہ لھہ مھہ نھہ * چنانچہ بھید بمعنی راز بھول بمعنی گل
تھیلی بمعنی کیسہ ٹھگ بمعنی دغاباز جھوٹ بمعنی دروغ چھڑی بمعنی چوب تعلیم دھوان بمعنی دخان ڈھال
بمعنی سپر سرھانا بمعنی بالین ڈاڑھی بمعنی ریش کھوج بمعنی سراغ گھر بمعنی خانہ چولھا بمعنی دیگدان کمھار
بمعنی کوزہ گر اونھون بمعنی آنان اور معلوم کرنا چاہیے کہ (لا) ایک حرف نہین بلکہ لام اور الف سے مرکب ہے
اسکا سبب یہہ ہے کہ جسوقت (ل) ملفوظی لکھتے ہین تو اوسمین الف داخل ہے اور (ا) ملفوظی تحریر کرتے ہین
تو اوسمین لام موجود پس بسبب اتحاد قلبی کے یہہ دونون حرف ملکر ایک ہوگئے اور اوسکے سبب سے الف کا

عقدہ کھل گیا کہ ہمیشہ ساکن رہتا ہے اور بغیر جھٹکا دیے ادا ہوتا ہے (ء) وہی الف ہے مگر متحرک رہتا ہے
اور ہمیشہ جھٹکے سے بولا جاتا ہے اسواسطے قلم کے جھٹکے سے لکھتے ہین الف متحرک کو ہمزہ اور ہمزہ کو الفِ متحرکی
بھی کہتے ہین اور بعضے محققین کے نزدیک ہمزہ کا وجود قابلِ تسلیم نہین اور لام الف کے بخاص اسی وجہ سے لکھا جاتا ہے
کہ لا بصورتِ حرفِ نفی اثباتِ ہمزہ کا منفی ہو سکے ہر حرف اصل مین اپنے نام کا حصۂ اول ہوتا ہے ہمزہ دراصل
انزہ ہے مگر بباعث قربِ مخرج کے الف کو ہائے ہوز سے بدل دیا ہر حرف کا مخرج علیحدہ ہے اور حرف چھہ مقام سے
پیدا ہوتے ہین **اول حلق دوم بن زبان سوم میانِ زبان چہارم کرانۂ زبان پنجم سرِ زبان ششم لب**
اسکا جھگڑا بہت طول و طویل ہے جب تمیز ہوگی تو خود سمجھ لوگے کہ کونسا حرف کہان سے نکلتا ہے سب حرف
حقیقت مین سہ حرفی ہین اور اونکی تین قسمین ملفوظی مکتوبی مسروری مسروری وہ حرف ہین کہ اونکے
آخر مین ہمزہ پوشیدہ ہے یعنے با تا وغیرہ مگر یہہ ہمزہ نہ لکھنے مین آتی ہے نہ پڑھنے مین وہ بارہ
حرف ہین با تا ثا حا خا را زا طا ظا فا ہا یا عربی مین پوشیدہ بات کو سر کہتے ہین اور مسروری اوسی سے
مشتق ہے ان حروف مین الف آخر کو یائے مجہول سے بدلکر بے تے ثے حے خے وغیرہ بنا لیتے ہین
اور اس قاعدے کو امالہ کہتے ہین ملفوظی وہ ہین کہ اونکے تینون حرف لکھنے پڑھنے مین آتے ہین جیسے
الف جیم دال ذال سین شین صاد ضاد عین غین قاف کاف لام یہہ تیرہ حرف ہین مکتوبی اون
حرفون کو کہتے ہین کہ جو سیدھے اولٹے یکسان ہوتے ہین وہ تین حرف ہین میم نون واو انکو شاعر
اپنی اصطلاح مین مقلوبِ مستوی کہتے ہین اس صنعت کا حال ہم علمِ بدیع مین مفصل بیان کرینگے جس حرف
نقطہ ہو اوسے معجمہ اور منقوطہ اور نقطہ نہو تو مہملہ اور غیر منقوطہ اور نقطے اوپر ہون تو فوقانی اور نیچے
ہون تو تحتانی کہتے ہین مگر اصطلاح صرف مین ب کو موحدہ اور ت کو مثناۃ اور ث کو مثلثہ اور بڑی
ح کو حائے حطی اور چھوٹی ہ کو ہائے ہوز یا ہائے مدورہ یا ہائے دوچشمی اور خاص ت کو فوقانی اور
ے کو تحتانی اور جو حرف فارسی مین نہین آتے اونکو تازی اور جو عربی مین نہین آتے اونکو عجمی لکھا
کرتے ہین اور کل حروف دو قسم پر منقسم ہین حرفِ صحیح اور حرفِ علت پس حرف علت تین ہین واو الف
یے چونکہ یہہ حرف علیلون کی طرح سے حرکت اور ثقالت کے متحمل نہین ہوتے اور ہمیشہ محتاج علاج رہتے ہین
اور بیمار اکثر وائے وائے کہتے ہین اسواسطے انکو علت سے منسوب کیا باقی سب حرف صحیح ہین اور ہر ایک
حرفِ علت دو قسم ہے اول الف پہلی قسم الفِ ممدودہ دوسری قسم الفِ مقصورہ ممدودہ پر مد ہوتا ہے
اور دراز پڑھا جاتا ہے جیسے آب کہ فارسی مین فیض اور خوبی اور عزت اور رونق اور درخشندگی اور
تیزیِ تیغ اور پانی کو کہتے ہین مقصورہ کو تاہ پڑھا جاتا ہے اور اوسپر مد نہین ہوتا جیسے اَب کہ عربی مین

بمعنی پدر ہے اور ہندی مین الکون کے معنی دیتا ہے اسیطرح واو اور یے بھی معروف و مجہول ہین جیسے زور بمعنی طاقت مجہول واو سے اور کرو فرب کے معنے مین معروف واو سے علی ہذا القیاس شیر کہ یاے مجہول سے درند جانور کا نام ہے اور یاے معروف سے دودھ کو کہتے ہین ایک قسم یے کی ہے جسکو یاے مقصورہ کہتے ہین وہ حقیقت مین الف بصورت یا ہے جیسے مصطفی بمعنی برگزیدہ اس حرف کو الف پڑھتے اور یہ سب کہتے ہین اور سب حرفونکے واسطے اعراب مقرر ہین اول حرکات ثلثہ یعنے زبر زیر پیش انکو صرفیونکی اصطلاح مین فتحہ کسرہ ضمہ اور نحویونکی اصطلاح مین نصب رفع جر اور اوس حرف کو جسپر زبر ہو مفتوح و منصوب اور زیر ہو تو مکسور و مجرور اور پیش ہو تو مضموم و مرفوع نام رکہتے ہین دو زیر یا دو زبر یا دو پیش ایک حرف پر ہون تو اوسکا نام تنوین ہے اور اوسمین ایک نون ساکن پیدا ہوتا ہے اوسکا نام نون تنوین ہے اور ایک قسم نونکی نون غنہ ہے وہ کسی حرف علت کے بعد بوقت وقف واقع ہوتا ہے جیسے فارسی مین ہمان زمین ہمون یا اردو مین کہان کہین کہون وغیرہ اور جس حرف پر کچھہ نہو گا اوسپر سکون جسکو جزم کہتے ہین یا دو قصار رہو گا جسپر جزم ہوتا ہے اوس حرف کو ساکن اور زمرہ اور بعد ساکن کے دوسرا حرف بھی ساکن ہو اوسکو موقوف کہتے ہین حرکت کی ایک قسم اور ہے جسکو تشدید کہتے ہین اور تشدید جس حرف پر ہو گا اوسکو مشدد تشدید کا حرف دوبار پڑہا جاتا ہے اول مرتبہ ساکن اور دوسری بار حرکات ثلثہ مین سے کسی حرکت کے ساتھہ متحرک اور ایک دوسری قسم بھی حرکت کی ہے اوسکو اشباع کہتے ہین اوسکا طریق یہہ ہے کہ حرکت کو اسقدر دراز پڑہتے ہین کہ فتح کی درازی سے الف اور کسرہ کی درازی سے یاے تحتانی اور ضمہ کی درازی سے واو پیدا ہو جیسے اجار سے آجار اور ترش سے آتش اور افتاد سے اوفتاد غرض جب شہزادہ خرد پرور حروف مفردات اور اونکے قاعدے اور مرکبات اور ماقبل و مابعد اور حذف و محذوف اور ملفوظ و غیر ملفوظ اور واو معدولہ و ہاے مختفی اور تخفیف و مخفف اور مرادف و مقدر وغیرہ اور الفاظ ثنائی و ثلاثی و رباعی و خماسی و سداسی و سباعی سے فرصت پا لی اور یہہ سب باتین یاد کر چکا تو فرمایا کہ یہہ اٹھائیس حرف جو اصلی ہین انمین سے ہر حرف کے معنی علیحدہ ہین اور خواص جداگانہ ہیں اوسکو علم صرف مین سمجھائینگے اور اون حروف سے کچھہ الفاظ بنائے گئے ہین چنانچہ ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام نے یہہ سات لفظ تصنیف کئے ابتث جحذ درزس شصضط ظعغف قکلم نوہی اسکا نام ابجد آدم ہے اور ہرمس الہرامسہ حضرت اخنوخ یعنے ادریس علیہ السلام نے انکو ترکیب دیکر آٹھہ لفظ بامعنی بنائے وہ یہہ ہین ابجد ہوز حطی کلمن سعفص قرشت ثخذ ضظغ اسکو ابجد ادریس کہتے ہین اب مینے بھی ایک نئی ابجد تصنیف کر کے مختصر الحروف اوسکا نام رکہا ہے اسمین حرفونکا بہت اختصار ہے چنانچہ کل اونیس حرف بسم اللہ الرحمن الرحیم کے برابر ہوگئے ہین گویا دریا کوزے مین سماگیا وہ مختصر الحروف یہہ ہے

ابجد آدم

ابجد ادریس

ابجد ہوز حطی کلمن سعفص قرشت ثخذ ضظغ اور آج سے ہم اسکا نام ابجد جزو رکھتے ہین طلسمات مین اسکی کیفیت بیان کرینگے شہزادہ خرد پرور نے تسلیم ادا کی پھر فرزانۂ روزگار نے فرمایا کہ ہم ابجد آدم کا بیان فن تحریر مین اور ابجد اوسکا بیان فن تاریخ گوئی مین سمجھا چکے اہل نجوم نے بھی سات کلمے چار حرفی علحدہ قرار دیے اور ابجد نجوم نام رکھا ابجد ہوزح طیکل منسع فصقر ششتخ وضظغ ان ساتون کلمون کو سبعہ سیارہ سے اور اٹھائیس حروف کو بست وہشت منازل قمر سے متعلق کیا ہے اسکو ہم علم جفر مین تعلیم کرینگے ابھی تمکو استعداد نہین آیندہ بخوبی سمجھہ سکوگے جب اس بیان سے فرصت پائی اور شہزادہ نے سب یاد کرلیا پھر مصدر وغیرہ پڑھانے شروع اور فرمایا کہ مصدر کی علامت فارسی مین دن یا تن ہے جیسے آمدن و رفتن گفتن بعضے نام ایسے ہوتے ہین کہ جن پر ہندی کو مصدر کا دہوکا گذرتا ہے جیسے گردن گلے کو اور برتن ظرف کو یا گردن گنبدے تو اور بہمن ایک قسم کو کہتے ہین یا جیسے زدن اور شدن کے وزن پر عدن اور ختن ایک جزیرے اور شہر کا نام ہے اگرچہ انمین دن اور تن موجود ہے مگر مصدر نہین اسواسطے مصدر کے معنی پر بھی خیال رکہنا ضرور ہے جیسے خوردن کہانا گفتن کہنا ہندی مین یہہ علامت ہے کہ معنی مین نا ہو مگر ایک فرق اوربھی واقع ہوتی ہے جیسے خفتن سونا اور کندن سونا خفتن مصدر ہے سونا اوسکے معنی یعنے خواب کرنا اور کندن ایک سونے کی قسم ہے یعنی زر خالص اسیطرح خویشتن اپنا اور آبستن جننا یہہ بھی دونون مصدر نہین بلکہ وہم ہین کہ فارسی مین انکے آخر تن ہے اور معنون مین نا سو اوس سبب سے خوب غور کرلینا لازم ہے کہ مصدر سے صیغون کا اشتقاق بھی ممکن ہو اور ازمنۂ ثلثہ مین سے کوئی زمانہ اوسکے صیغے مین پایا جائے زمانے تین ہین ماضی مستقبل حال ماضی زمانہ گذشتہ کو کہتے ہین مستقبل زمانہ آیندہ کو اور حال زمانہ موجود کو + فرد + گذشت ماضی و معلوم نیست استقبال + زمان حال غنیمت شمار و ہم حال ہم اسکا بیان علم صرف مین مفصل تعلیم کرینگے جب شہزادہ خرد پرور تمام مصدر اور صیغے وغیرہ یاد کرچکا اور کچھہ کچھہ استعداد حروف مرکب پڑھ لینے اور عبارت نکال لینے کی پیدا ہوئی تو مختصر مختصر فقرے اور ضرب المثل وغیرہ جو ہوا ایک بطریق مثال یہان تحریر ہوتی ہین یاد کرنیکا حکم دیا اردو اور فارسی ضرب المثل کی چند مثالین الله بس باقی ہوس + آج ہے سو کل نہین + از پسر ناخلف دختر بہتر + آٹے کے ساتھہ گھن پس جاتے ہیں + ارزان بعلت گران بحکمت + آنکہو کے اندہے نام چشم روشن + بزرگی بعقل است نہ بسال + بغل مین لڑکا شہر مین ڈھونڈھورا + باغ و بوستان لایق دوستان + بات کی بات خرافات کی خرافات + پیر من خس است اعتقاد من بس است + پانچون اونگلیان برابر نہین + تعظیم کار گران معاف تاریکی و اشارۂ ابرو + نہایت قاضی روی راضی آئی + تیر کے سونہہ لگی + تخم تاثیر صحبت اثر + ثانی از اول ہم بد + ثواب عذاب کمر ٹوٹی سو سفت مین + جا او ستاد خالی است + جیسی روح ویسے فرشتے + جوینده یابنده +

جنگل میں مور ناچا کس نے دیکھا + جوابِ جاہلان باشد خموشی + چراغ کے نیچے اندھیرا + چہ خوش چرا باشد +
چار دن کی چاندنی پھر وہی اندھیری رات + حکمِ حاکم مرگِ مفاجات + حساب جو جو بخشش سو سو + حکمت بلقمان
آموختن + خاموشی کنیم انحل کی جھول + خس کم جہان پاک + خالی ہاتھ رو سیاہ + خود فضیحت دیگران نصیحت +
دیر آید درست آید + دودھ کا دودھ پانی کا پانی + دہنِ سگ بلقمہ دوختہ بہ + ذات خدا کی بے عیب ہے +
ذکرِ خیر وظیفہ نیکان + ذرّے کو خورشید سے کیا نسبت + ذوقِ چمن ز خاطرِ بلبل نمی رود + رسی جل گئی بل نہ جلا +
راست دروغ بگردنِ راوی + راجہ کے گھر موتیوں کا کال + زندگی زاغ است + زبان شیرین ملک گیری
زبان ٹیڑھی ملک بانکا + زر دادن و درد سر خریدن + زور ظلم عقل کی کوتاہی + سوال دیگر جواب دیگر +
سو غلام گھر سونا + ساون کے اندھے کو ہرا سوجھے + شملہ بمقدارِ علم + شہر میں اونٹ بدنام + شاگرد رفتہ رفتہ
باستاد میرسد + شیر و بکا سونہہ کس نے دھویا + صدر ہر جا کہ نشیند صدر است + صدقہ دیا رد بلا + ضرب الغلام
اہانت المولیٰ + ضامن ہو جیسے گرہ سے دیجئے + ضبط مشکل است + طویلے کی بلا بندر کے سر + طاقتِ
مہمان نداشت خانہ مہمان گذاشت + طوفان شیطان اللہ نگہبان + ظرفِ شکستہ صدا نمی دہد + ظالم کا
زور سر پر + ظاہر از شیخ و باطن از شیطان + عقلمندوں کی دور بلا + علم ستے بہ از جہل ستے + عیان را چہ بیان
عیب بھی کرنیکو ہنر چاہئے + غم نداری بز بخر + غریب کو کوڑی اشرفی ہے + غلط العام فصیح + غلام کی ذات
بیوفا + فکر ہر کس بقدر ہمت اوست + فقیر کی صورت سوال ہے + فردا کہ دید + فتح داد الٰہی ہے + قہرِ
درویش بر جان درویش + قاضی جی دبلے کیوں شہر کے اندیشے سے + قدر نعمت بعد از زوال + کم خرچ
بالا نشین + کالے کے آگے چراغ نہیں جلتا + کار بکثرت + کھری مزدوری چوکھا کام + گذشتہ را صلواۃ
آیندہ را احتیاط + گدڑی گئی گذران کیا جھونپڑی کیا میدان + گربہ کشتن روز اول + گھر کی مرغی دال برابر +
لعنت بکار شیطان + لاتوں کے دیو باتوں سے نہیں مانتے + لیلیٰ را بچشم مجنون باید دید + لگا تو تیر نہیں تو تکا
مالِ مفت دلِ بیرحم + مرتا کیا نہ کرتا + مردہ بدستِ زندہ + مارون گھٹنا پھوٹے آنکھ + نیم حکیم خطرۂ جان +
نادان کی دوستی جی کا زیان + نیکی برباد گنہ لازم + ولی را ولی می شناسد + وہ دن گئے کہ خلیل خان فاختہ
مارتے تھے + وہی تین بیسی وہی ساٹھہ + ہر کارے و ہر مردے + ہاتھہ کو ہاتھہ پہچانتا ہے + ہمت مردان
مددِ خدا + ہاتھی کے پاؤں میں سبکا پاؤں + یک من علم را دہ من عقل باید + یار باقی صحبت باقی +
یار کی یاری سے کام یار کے فعلوں سے کیا کام + یک نشد دو شد + جب شہزادہ ہوشمند انکو حفظ کر چکا
تو فرمایا کہ میاں لڑکے ہر ایک ضرب المثل کسی نہ کسی وارداتِ گذشتہ کا خلاصہ اور سوانحاتِ قدیم کا نتیجہ ہے
اسمیں یا نصیحت کا مضمون ہوگا یا عبرت کا اسکے ذریعے سے زمانہ سلف کا حال جانکے زمانہ سے بہت

جلد مطابق ہو سکتا ہے چنانچہ مثل یک نشد دو نشد + کا یہہ معاملہ ہے **حکایت** ایک عورت پیرزال کفن چور
تھی اور اوسکو ایسا عمل یاد تہا کہ جب کسی قبر پر دم کرتی تو فوراً گور شق ہو جاتی اور مردہ باہر نکل کر اپنا کفن اپنے
ہاتہہ سے اوتار دیا کرتا پہر یہہ دوسرا عمل پڑہتی تو وہ مردہ قبر مین سما جاتا اور قبر برابر ہو جاتی غرضکہ اوس عورت کا
ایک لڑکا تہا اوسنے یہہ حال دریافت کرکے والدہ سے کہا کہ مجھے بہی یہہ عمل بتا دیجئے اوسنے ایک ہی عمل سکہایا تہا
کہ لڑکے کو سفر پیش آیا اور کچہہ ایسی ضرورت پڑی کہ تن تنہا دم نقد جیسا بیٹہا تہا اوسیطرح چل نکلا مگر وہ شہر
ایک منزل تہا یہہ جہٹ پٹ جا پہونچا دو چار روز گذرے تہے کہ وہان ایک بڑا آدمی قضائے الہی سے فوت ہو گیا
عزیز و اقربا نے اوسکو بہت عمدہ کفن دیکر دفن کیا یہہ بہی جنازے کے ساتہہ تہا جب سب لوگ چلے گئے اور
رات ہوئی تو اسکا دل پہر آیا کہ آج اس امیر کا کفن چورا کر اپنے واسطے دو چار جوڑے معقول بنا لون اور
خاصا بہلا مانس بنجاؤن چنانچہ آدہی رات کو قبرستان مین جا پہونچا جنگل سنسان ہو کا میدان تنہائی کا عالم قبر پر
سناٹا نظر آیا اول تو ہمت نہ پڑتی مگر لالچ گلا کٹوا دیتا ہے یہہ دلکو مضبوط کرکے آگے بڑہا اور اوس قبر پر
عمل دم کیا اوسیوقت قبر شگافتہ ہوئی اور نعش نے کفن اوتار کر نذر کیا پہر وہ مردہ سامنے کہڑا ہو رہا اسنے کہا کہ مین
کفن لے چکا اب تو کیون کہڑا ہے مگر کون سنتا تہا غرض اسنے چند بار کہا لیکن دعا قبول نہوئی پہر اسنے کہا
کہ ہان اول شاید کفن جدا کرتے ہوے ہچکچاتا ہے اور دم سکتا ہے اگر اسلئے نہین جاتا تو لے اپنا کفن لے اور لمبا ہو
رستا ناپ مگر وہ جانیوالی آسامی نہ تہا کیونکہ دوسرا عمل اسکو یاد نہین لاچار یہہ بیچارہ جان چہوڑ کر بہاگا اور وہ مردہ
کفن بغلمین مار کر ساتہہ ہو لیا اب آگے آگے یہہ شخص اور پیچہے پیچہے وہ مردہ شہر مین دونون داخل ہوئے گویا پڑا
جن سر چڑہا تہا ہوش باختہ حواس منتشر حیران و پریشان خائف و ترسان دلمین ہول سمایا ہوا یہہ شیطان بہی
بولا حول سے بہاگ جاتا ہے پہر دلکو مضبوط کیا اور سوچا کہ دوسرا عمل یاد نہین ہے اسواسطے یہہ کیفیت گذری اب چلکر ان سے
دریافت کرنا مناسب ہے تاکہ اس بلائے ناگہانی سے نجات حاصل ہو یہہ خیال کرکے وطن کیطرف روانہ ہوا مگر کبہی
انسان موت کو دور سمجہے جب یہہ شخص گہر پہونچا تو لوگون نے کہا کہ تیری والدہ مرگ مفاجات سے کل کے روز
قضا کر گئی اسکو بہت رنج ہوا اور مان کی قبر پر جا کر خوب رویا مگر وہ بلا قدمون لگی تہی پہر اسنے والدہ کی قبر پر
بہی وہی عمل چہو کر دیا قبر شق ہوئی پیرزال باہر نکل آئی اور کفن اوسکے حوالے کرنے لگی اوسنے عرض کی کہ اے
مان مین کفن لینے تو نہین آیا ہون لیکن مجہے دوسرا عمل جہٹ پٹ سکہا دو کہ یہہ مردہ مجہے جہاڑ کے مجہے چمٹا ہے
کیطرح پیچہا نہین چہوڑتا اوسعورت نے مطلق جواب ندیا پہر اسنے کہا کہ اری مان کیا مجہسے خفا ہے جو بات بہی
نہین کرتی مین تو تیرا بیٹا ہون کیا مجہے ابہی سے بہول گئی وہ پہر بے خبر ہوئی اور کفن سامنے بڑہا دیا کہ لیجا الغرض
جب مایوس ہوا تو جلکر کہنے لگا کہ جو عمل نہین بتاتی تو بچیا پہر ڈنگی ڈرتی کیون کہڑی ہے جا چلی جا سیدہے

کس کام آئینگی اور نے کچھہ خیال بہی نکیا کہ لڑکا لمبا کیا ہے آخر کار جب ناک مین دم آگیا تو کہا کہ اوہان تو چاہیے جا چاہیے نہ جا سیر بطرف سے اجازت ہے مین تو اب جاتا ہون اور کچھہ دوسری تجویز نکالون یہہ کہکر جلد باوہ عورت بہی اسکے ساتھہ ہولی جب تو یہہ اور بہی گہبرایا اور بہاگ کر شہر مین آیا لوگون نے دیکہا تہا کہ جاتے وقت ایک مردہ اسکے ساتھہ تہا اور آیا تو دوسری شخص بہی ہمراہ ہے اسبات سے لوگون کو نہایت تعجب ہوا اور انہین فرط حیرت سے بیساختہ کہنے لگے کہ یہہ حضرت ایک شد دو شد ؛ غرضکہ دونون ذات شریف تادم زندگی اوسکے ساتھہ ہے اور بعد مرگ وہ تینون ایک ہی قبر مین مدفون ہوئے پہر فرزانہ روزگار نے کہا کہ میان تہوڑی سی کچھہ نصیحتین اور حکیمون کے قول بہی یاد کرلو کہ بڑی کار آمد شے ہے اونکے سبب سے عقل برہتی ہے زمانہ کا تجربہ حاصل ہوتا ہے اہل عالم کی طبیعتون کا حال کہل جاتا ہے خوب زشت کی تمیز پیدا ہوتی ہے بد و نیک اور دشمن و دوست سے خبردار ہوجاتا ہے **مواعظ حکما و عقلا** عالمونکی صحبت اختیار کرو اور حکیمونکی باتین سنو کہ دل مردہ نور حکمت سے اسطرح زندہ ہوتا ہے جیسے زمین مردہ آب باران سے بشارت ہے اوسکو جسکی عقل حاکم ہے اور نفس قیدی افسوس ہے اوسکے حال پر جسکی خواہش نفسانی امیر ہے اور عقل اسیر تین چیزین تین چیزون سے حاصل نہین ہوتی ہین یعنے دولتمندی خواہشون سے جوانی خضاب سے تندرستی دواون سے انسان تین چیزون سے جلد ہلاک ہوتا ہے زیادہ کلام سے زیادہ کہانے سے زیادہ سونے سے جسپر تو احسان کرے اوسکا حاکم ہے جس سے کچھہ مانگے اوسکا قیدی ہے جس سے بے پروا ہو اوسکے برابر ہے لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو سمجہایا کہ دنیا مین لوگ تین تہائی ہین ایک تہائی اللہ کی ایک تہائی نفس کی ایک تہائی کیڑونکی جو اللہ کی ہے وہ روح ہے جو نفس کی ہے وہ عمل ہے جو کیڑونکی ہے وہ بدن ہے ایک حکیم نے بہت سی کتابین جمع کرکے اونمین سے چالیس ہزار کلمے انتخاب کیے پہر اونمین سے چار ہزار پہر اونمین سے چار سو پہر اونمین سے چالیس پہر اونمین سے چار باتین انتخاب کین ایک یہہ کہ کسی حالمین عورت پر اعتماد نکر دوسرے یہہ کہ کبہی مال و دولت پر فریفتہ نہو تیسرے یہہ کہ اپنے معدے مین اوسکی طاقت سے زیادہ بوجہہ نڈال چوتہے یہہ کہ وہ علم جمع نکر جسسے تجہے نفع نہو سچے تونگری مال مین نہین بلکہ قناعت مین ہے راحت دولتمندی مین نہین بلکہ تہوڑے مال مین ہے لذت نعمتون مین نہین بلکہ تندرستی مین ہے رزق زمین مین نہین بلکہ آسمان مین ہے غنیمت جان جوانی کو اول پیری کے اور تندرستی کو اول بیماری کے اور تونگری کو اول فقیری کے اور زندگی کو اول موت کے اور فرصت کو اول شغلے کے دنیا مین پانچ چیزین خوب ہین اول بادشاہی اور اوسمین عدل نہو تو ایسی ہی جیسے کہ ابر بے باران دوم فقیری اور اوسمین صبر نہو تو ایسی ہے جیسے کہ چاہ بے آب سوم جوانی اور اوسمین علم نہو تو ایسی ہے جیسے کہ خانہ بے چراغ چہارم زن حسین اور اوسمین شرم نہو تو ایسی ہے جیسے کہ نان بے نمک

پنجم تونگری اور اسمین سخاوت نہو تو ایسی ہے جیسے کہ شجر بے ثمر عقل پیدائشی سب سے بہتر ہے اگر یہہ نہو تو طریقہ نیک اور یہہ نہو تو یار موافق اور یہہ نہو تو اللہ سے دل لگانا اور یہہ نہو تو خاموشی اور جو یہہ بھی نہو سکے تو موت حاضر ہے بادشاہ کو مصاحبت مین چھہ آدمی رکھنے لازم ہین اول وزیر دانا دوم دبیر راست قلم سوم شاعر خوش گفتار چہارم مہندس کامل پنجم ندیم جامع ششم طبیب حاذق سات چیزون کو سات چیز پر اختیار کرے اول درویشی کو تونگری پر دوم گرسنگی کو سیری پر سوم فروتنی کو زبردستی پر چہارم ذلت کو عزت پر پنجم تواضع کو تکبر پر ششم غم کو خوشی پر ہفتم مرگ کو زندگانی پر وہ آدمی سب سے برا ہے کہ لوگونکو دشمن بنائے اور لوگ اوسے دشمن سمجھین خردمند وہ ہے کہ تمام عالم اوس سے خصومت رکہے اور اوسکو کسیسے خصومت نہو جو ادب نہ سیکہے حیوان ہے جو عذر قبول نکرے شیطان ہے تین چیزون کی قدر تین وقت پر موقوف ہے جوانی کی قدر پیری مین تندرستی کی قدر بیماری مین نعمت کی قدر محتاجی مین تین چیزین سب سے افضل ہین دشمن کو دوست بنانا نادان کو دانائی سکہانا گمراہ کو نصیحت سے راہ پر لانا جو چیز زندہ ہے پاک ہے جب مرتی ہے پلید ہو جاتی ہے مگر نفس جبتک زندہ رہتا ہے پلید ہے جب مرتا ہے پاک ہو جاتا ہے انسان کو مناسب ہے کہ ہر صبح اوٹھکر آئینہ دیکہے اگر صورت اچھی ہے تو سیرت بھی اچھی اختیار کرے کہ دونون نیک ہو جاوین اور جو صورت بری ہے تو عادت نیک پیدا کرے کہ دو خرابیان ایک جا باہم نہونے پاوین انسان جس وقت کوئی کام کرے اول خیال کرلینا چاہئے کہ اچھا ہے یا برا اگر عمدہ ہے تو اوسمین تاخیر نکرے اور خراب ہے تو چھوڑدے ہر شخص کو لازم ہے کہ جب قدم بستر خواب پر استراحت کرے پہلے دل مین سوچ لے کہ آج مینے کسقدر نئی باتین معلوم کین اور مجہے زمانہ سے کون کون سا تجربہ حاصل ہوا اونکو لوح دل پر لکہے اور جو دن مفت برباد ہوا تو اوسکے حال پر افسوس کرے یہہ چارون چیزین نیک زندگی کا نتیجہ ہین گفتار نیک کردار نیک نیت نیک صحبت نیک انسان کو دس باتین لازم ہین خدا کے ساتہہ راستی خلق کے ساتہہ انصاف نفس کے ساتہہ قہر درویشون کے ساتہہ لطف بزرگونکے ساتہہ خدمت چھوٹونکے ساتہہ شفقت دشمنون کے ساتہہ تحمل دوستون کے ساتہہ مروت جاہلون کے ساتہہ خاموشی عاقلون کے ساتہہ تواضع تین شخصون پر رحم لازم ہے اول وہ دانا جو کسی جاہل کا محکوم ہو دوم وہ ضعیف جو کسی قوی کا غلام ہو سوم وہ کریم جو کسی لئیم کا محتاج ہو آدمی چار قسم ہین ایک لئیم جو نہ آپ کہائے نہ دوسرے کو کہانے دے دوم بخیل جو آپ کہائے مگر دوسرے کو نہ دے تیسرے سخی جو آپ بھی کہائے اور دوسرے کو بھی دے چہارم کریم جو آپ نہ کہائے اور دوسرے کو کہلائے نادان خود اپنا دشمن ہے کسی اور کا دوست کیونکر ہوگا چار چیزین چار وقت مین بہت سخت ہین پیری عالم تنہائی مین بیماری غربت اور سفر مین قرض مفلسی مین پیادہ پائی

دوری راہ مین آٹھہ چیزونکی نیت آٹھہ چیزون سے کبھی نہین بہرتی آنکھہ دیکھنے سے زمین بارانسے سایل سوالسے مادہ نرسے عالم علم سے حریص جمع کرنیسے دریا پانی سے آگ لکڑیسے زمین پکارتی ہے اور ہمیشہ یہان جالسے یہہ دس باتین کہتی ہے کہ

اے فرزند آدم دوڑتا ہے تو میری پیٹھہ پر اور رجوع ہے تیری میرے پیٹ مین

اے فرزند آدم گناہ کرتا ہے تو میری پیٹھہ پر اور عذاب دیا جائے گا تو میرے پیٹ مین

اے فرزند آدم ہنستا ہے تو میری پیٹھہ پر اور روئے گا تو میرے پیٹ مین

اے فرزند آدم خوشی کرتا ہے تو میری پیٹھہ پر اور غم کرے گا تو میرے پیٹ مین

اے فرزند آدم مال جمع کرتا ہے تو میری پیٹھہ پر اور پشیمان ہوگا تو میرے پیٹ مین

اے فرزند آدم کہاتا ہے تو لقمہ حرام میری پیٹھہ پر اور کہائین گے تجکو کیڑے میرے پیٹ مین

اے فرزند آدم تکبر کرتا ہے تو میری پیٹھہ پر اور ذلیل ہوگا تو میرے پیٹ مین

اے فرزند آدم چلتا ہے تو خوش خوش میری پیٹھہ پر اور گرے گا تو غمگین میرے پیٹ مین

اے فرزند آدم چلتا ہے تو روشنی مین میری پیٹھہ پر اور گرے گا تو اندہیرین میرے پیٹ مین

اے فرزند آدم چلتا ہے تو جماعتونمین میری پیٹھہ پر اور گرے گا تو اکیلا میرے پیٹ مین

جو چیز بڑہتی اور گہٹتی ہے وہ نور قمر ہے جو چیز گہٹتی نہین اور بڑہتی ہے وہ حرص ہے جو چیز گہٹتی ہے اور بڑہتی نہین وہ عمر ہے جو چیز نہ بڑہتی ہے اور نہ گہٹتی ہے وہ روزی مقدر ہے عاقل وہ ہے کہ موت کو ہردم یاد رکھے شقی وہ ہے کہ جسمین بغض و حسد ہو خوش خو وہ ہے کہ بدون کو نیکی سے یاد کرے جوانمرد وہ ہے کہ لوگون کے حق مین احسان کرے اور زبان پر نہ لاوے ہنرمند وہ ہے کہ تحصیل علم و فن مین زیادہ کوشش کرے بلند ہمت وہ ہے کہ امیری اور غریبی مین یکسان رہے صاحب جمال وہ ہے کہ لباس علم و حیا اور زیور اخلاق و وفا سے آراستہ و پیراستہ ہو دانا وہ ہے کہ زمانہ کے موافق کام کرے بینا وہ ہے کہ اپنے عیب اور دوسرون کے ہنر سے آگاہ رہے سخن سنج وہ ہے کہ جو بات کہے خوب سوچ سمجھہ کر کہے خوشوقت وہ ہے کہ دنیا کی زبردستی سے ملول نہو آسودہ وہ ہے کہ امید و بیم سے فارغ ہو بے غم وہ ہے کہ کسیکو آزار نہ دے زورمند وہ ہے کہ غضب اور ہوا و ہوس کو مغلوب کرے ہر دل عزیز وہ ہے کہ خود بینی و خودپرستی سے نجات پائے نیک بخت وہ ہے کہ دوسرون کے حال سے خود عبرت پیدا کرے بدبخت وہ ہے کہ اوسکے حال دیکھنے والونکو عبرت حاصل ہو ایک حکیم کا قول ہے کہ اہل جہان جس کام پر تونگرون کو تحسین و آفرین کرتے ہین اوسی بات پر مرد ناچیز کو طعنے دیتے ہین اگر فقیر دلیری کرے اوسکو مستی و شرارت کہتے ہین اگر سخاوت کرے اوسکو اسراف کہتے ہین اگر تحمل کرے اوسکو بے غیرتی کہتے ہین اگر وقار و تمکین کرے اوسکو

سستی و کاہلی کہتے ہین اگر سخن پردازی و فصاحت اختیار کرے اوسکو بیہودہ گوئی کہتے ہین اگر خاموشی قبول کرے اوسکو نقش دیوار کہتے ہین اگر خندہ روئی سے پیش آوے اوسکو مسخرہ کہتے ہین اگر خلوت گزین ہو دیوانہ کہتے ہین اگر آدمیون مین رہے دربدر اور ہرجائی کہتے ہین اگر کہانے اور پہننے مین تکلف کرے تن پرور کہتے ہین اگر میلے پرانے کپڑے پہنے مفلوک و محتاج و کثیف کہتے ہین اگر تواضع کرے خوشامدی بنیہ کہتے ہین اگر آزادی ظاہر کرے مغرور کہتے ہین اگر وطن مین رہے خام اور ہمسایہ پرور کہتے ہین اگر سفر کرے سرگشتہ و کمبخت کہتے ہین اگر مجرد رہے عیاش یا نامرد کہتے ہین اگر کدخدا ہو بندۂ نفس و شہوت پرست کہتے ہین حکیمون اور عقلمندون نے بہت کچھہ مبالغہ کیا ہے کہ سنو زیادہ اور کہو کم اس قول کا ہم نے ایک نہایت عمدہ نتیجہ نکالا ہے یعنے جسوقت کوئی شخص کچھہ بات کہتا ہے تو سننے والون کو اوس سے نصیحت و عبرت حاصل ہوتی ہے مگر متکلم کو سوا اسکے کہ اپنا منہہ تہکاتے اور گلا دوکہاتے کچھہ فائدہ نہین اور دوسرونکے کلام سننے سے طرح طرح کے فوائد حصول ہوتے ہین مصرعہ ؎ بمجلسیکہ گوش توان بند زبان مباش ؎ کسینے کیا خوب کہا ہے

کہ اگر کوئی شخص کمال مفلسی و تہیدستی مین اپنی زیست سے بیزار اور موت کا خواستگار ہو تو اپنے دلکو اسطرح تسلی دے کہ ایک بہت بڑا سوداگر مالدار ہے اوسکے ہزارون جہاز دریا مین چلتے ہین اور وہ خود بہی ایک عمدہ جہاز پر سوار ہے مگر دریا پر ایکبار ایسا طوفان سخت آیا کہ وہ سب جہاز آپس سے ایک ٹکرا کر تباہ ہوگئے اور تمام اسباب گران قیمت و مال نفیس یک لخت غرق دریا ہوا لیکن یہہ سوداگر تن تنہا ایک تختہ پر بہتا پہرتا ہے اور تختہ کا یہہ عالم ہے کہ گہڑی ساعت کا ہورہا ہے اوسوقت کوئی شخص جرات کرکے اوسکے نکالنے پر آمادہ ہوا کہ اگر تو اپنے گہر کا سارا مال و اسباب میرے حوالے کردے تو اس شرط پر مین تجہکو اس بلاے ناگہانی سے نجات دون اور وہ سوداگر اپنی جان عزیز بچانیکے لیے باقیماندہ اسباب اوسکی نذر کرے اور خود صحیح و سالم دریا سے نکل آئے اسصورت مین اوسکو مال کا اصلا رنج نہوگا اور تہیدستی کو ہزار نعمت کے برابر سمجھیگا یا ایک بڑا امیر کبیر ہے کہ بہت ملک و دولت رکہتا ہے اور کسی زبردست دشمن نے لشکر جرار و فوج بیشمار سے اوسکو محاصرہ کرلیا اور مار ڈالنے یا آگ مین جلا دینے کا ارادہ ہے مگر اوسکو مقابلہ کرنیکی تاب و طاقت نہین اور بہاگ بہی نہین سکتا اوسوقت البتہ سب ملک و مال چہوڑ کر جان سلامت بچا لیجانیکو غنیمت جانیگا اور خلاصی نفس کو ایک نعمت عظمی و دولت کبری شمار کریگا پس اے مرد نادان اوس حالت مفلسی مین تو سمجہہ لے کہ مین وہی سوداگر اور وہی امیر ہون جسنے دریا اور دشمن سے نجات پائی ہے اور اپنا تمام مال و اسباب دیکر جان بچائی ہے پہر صبر و شکر کر اور جان عزیز کی قدر جان زندگانیکو ہلاکت مین نڈال عمر بے بدل کو غنیمت سمجہہ اور اس شعر پر عمل کر فرد ؎ آنچہ نصیب است ہم میرسد ؎ گر نہ ستانی بہ ستم میرسد ؎

حکیم افلاطون نے اپنے شاگردونکو وقت آخر یہہ وصیت کی تہی وصیت خدا کو پہچانو اوسکا حق نہ بہولو ؎

ہمیشہ علم سیکھنے سکھلانے مین مصروف رہو اللہ تعالے سے وہ چیز نہ مانگو جسکو زوال ہو اوس دولت کی دعا کرو جو ہمیشہ رہے ہر دم ہوشیار رہو کیونکہ بدی کے اسباب بہت ہوتے مین معلوم نہین کہ تمہین کس سبب سے پہونچے جو بری بات ہو اوسکی آرزو نکرو جانو کہ اللہ تعالے بندون سے براہِ غضب انتقام نہین لیتا بلکہ اسواسطے کہ تربیت اور اصلاح کرے زندگی وہی بہتر ہے جسمین نیکی ہو سکے جبتک اپنے نفسون سے تین چیزونکا حساب نکرلو خواب نکرو ایک یہہ کہ آج کوئی خطا کی یا نہین دوسرے یہہ کہ کوئی نیکی کی یا نہین تیسرے یہہ کہ کوئی نیک کام کاہلی سے کہو یا یا نہین یاد کرو کہ قبل پیدایش کے تمہاری کیا حقیقت تہی اور بعد موت کے کیا صورت ہوگی کسیکو مت ستاؤ کہ جہان کے کام ہمیشہ بدلتے رہتے ہین وہ شخص بدبخت ہے جسکو نہ عاقبت کی فکر ہو نہ گناہ کا خوف و خطر مستحقون کی حق رسانی مین سوال کے منتظر نرہو بغیر مانگے پہونچاؤ حلیم اوسکو نجانو کہ جو دنیا کی لذتون سے خوش اور مصیبتون سے آزردہ ہو ہمیشہ پیش موت کو یاد رکہو مُردون کے احوال سے عبرت حاصل کرو بیہودہ بکنا اور بے پوچھے جواب دینا حماقت کی علامت ہے اور زوال کی دلیل جو کوئی کسیکے لیے بدی چاہتا ہے وہ خود بدی سے اکثر اوقات فکر و اندیشہ کیا کرو نصیحت کرو اور خود بہی عمل کرو سکے دوستانہ ہو خشم کی عادت نرکہو تحمل کا شیوہ اختیار کرو تمہارا جو نیکی کارروائی مین نیت و فعل نکرو مصیبت زدونکی مدد کرو مگر جسکی خو بد ہو اور خلقت کو ضرر پہونچاتے جبتک قبر یقین حاضر نہون مقدمہ فیصل نکرو عمل کو مقصود سمجہو کیونکہ حکمتِ قولی کا نتیجہ صرف دنیا مین ہے اور حکمتِ عملی کا ثمرہ عقبیٰ مین نیکیونکی طلب مین اگر رنج اوٹہاؤگے نیکی رہجائیگی رنج نرہیگا اور اگر بدی سے لذت پاؤگے لذت کو بقا نہین اور افسوس و ندامت دائمی ہے یقین جان لو ایکدن وہ ہوگا کہ آنکہہ ناک کان جملہ حواس بیکار ہوجائینگے اور کوئی دوست ہوگا نہ آشنا پس کسی مین عیب نہ لگاؤ تمکو اوسجگہ جانا ہے کہ جہان غلام اور آقا دونون برابر ہین پس یہان غرور مت کرو ہمیشہ زادِ سفر تیار رکہو نہین معلوم کسوقت کوچ ہوجاے اللہ تعالی کی نعمتون مین حکمت سے بڑی کوئی نعمت نہین اور حکیم وہی ہے جو قول و فعل دونون مین حلیم ہو نیکی کے عوض نیکی کرو اور عفو تقصیر لازم جانو کسی کام مین ملول نہو کسیوقت سستی نکرو کسی حال مین نیکی کرنے سے باز نرہو بدی مین کبہی نیکی نجانو حظِ نفس کی جو بات قابل ترک ہے اوسکو ترک کرو حکمت کو عزیز رکہو اور حکما کی باتین سنو دنیا کی محبت دل سے دور کرو اچہے آداب سیکہو وقت پر کام کرو اور بے سوچے سمجھے کوئی کام شروع نکرو تونگری پر گھمنڈ نرکہو اور مفلسی مین تنگدل نہو دوست سے ایسا معاملہ کرو کہ حاکم تک نوبت نہ پہونچے دشمن سے ایسی چال چلو کہ اگر حاکم کے سامنے پیش ہو تو پہر صورت تمکو غلبہ حاصل ہے کسی سے جہالت نکرو ہر ایک سے تواضع کرنیوالیکو ذلیل و خوار نجانو حسب امر مین خود معذور ہو وہ دوسرے کو ملامت نکرو نیکی کرکے کبہی پشیمان نہو کہ ثمرہ اوسکا

ضائع نجائیگا دنیا مین نہین تو عقبی مین پہل دیگا بیکاری سے خوش نرہو اقبال اور بخت پر بہروسا نکرو کسی سے
لڑائی اور جہگڑا نرکہو فساد نکرو صلح بہتر ہے ہمیشہ انصاف کا لحاظ او نیکی کا التزام رکہو حکیم ارسطاطالیس
وزیر اور استاد سکندر فیلقوس کا جبکہ بسبب ضعف و پیری کے گوشہ نشین ہوا اور خدمت بادشاہ سے معذور
رہا اور سکندر بعد فتح ملک ایران کے انتظام ملک دارا اور سیاست و تدبیر شہزادگان عجم مین متحیر ہوا تو ایک خط شوقیہ
بنام ارسطاطالیس تحریر کیا مضمون یہہ تہا کہ مفارقت کے باعث اکثر معاملات مین تردد رہتا ہے خصوصاً اس واقعہ
خاص مین کوئی تدبیر نظر نہین آتی جسطرح ہوسکے یہان تشریف لائیے ارسطاطالیس نے جواب مین لکہا کہ شوق ملاقات
حضور مین کسیطرح کا قصور نہین مگر ضعف و ناتوانی سے مجبور ہون معاف کیجیے اسلئے ایک دستور العمل بہیجا جاتا ہے
اگر اوسپر ہمیشہ عمل ہے گا میری احتیاج نرہیگی خلاصہ اوسکے مضمون کا یہہ ہے کہ عجم کے احوال مین جو مشورہ کیا گیا اوس کی
صورت تو یہہ ہے کہ تو وہانکے امرا اور ارکان سلطنت کو ممکن ہے کہ ایکدم مین تہ تیغ بیدریغ کردے مگر آب و ہوا کی تبدیل
تیرے اختیار مین نہین اور مین سے جو پیدا ہوگا اوسکی بنیاد مین تیری عداوت ہوگی اسصورت مین علاج یہہ ہے کہ اون پر
احسان کر اور اطراف ملک کو انہین تقسیم کردے تاکہ باہم نزاع مین مشغول رہین اور تیری فکر سے فرصت نپائین پہر تو
خاطر جمع ہوکر ملک رانی کر اسکے بعد لکہا کہ بادشاہ چار قسم ہین ایک وہ کہ اپنے ساتہہ بہی سخی ہو اور رعیت کے ساتہہ بہی
سخی دوسرے وہ کہ اپنے ساتہہ سخی ہو اور رعیت کے ساتہہ بخیل تیسرے وہ کہ رعیت کے ساتہہ سخی ہو اور اپنے ساتہہ بخیل
چوتہے وہ کہ دونوں کے ساتہہ بخیل ہو قسم اول سبکے نزدیک محمود ہے اور دوسری اور چوتہی قسم سبکے نزدیک
مذموم تیسری قسم مین اختلاف ہے حکمائے ہند اوسکو محمود جانتے ہین اور حکمائے فارس مذموم اور سخاوت اوسکو
کہتے ہین کہ بقدر حاجت مستحقون کو دیا جاوے اور زیادتی مین اسراف ہے اور کمی مین حق تلفی جو بادشاہ اپنے مقدور سے
زیادہ سخاوت کریگا اوسکے ملک مین بیشک فساد آئیگا خزانے خالی ہوجائینگے لشکر کمزور اور دشمن قوی اے
سکندر بارہا مینے تجہسے کہا ہے اصل سخاوت یہہ ہے کہ لوگون کے مال مین طمع نکرا اور یہہ بہی ایک قسم کی سخاوت ہے
کہ ظلم نکرا اور لوگون کے پوشیدہ عیبون کو نہ ڈہونڈہ اور انعام و بخشش کرکے یاد نکر اور بڑا فضل و کرم یہہ ہے کہ نیکونکی
حرمت رکہہ اور آدمیون کے ساتہہ با خلاق پیش آ اور لوگونکے سلام کا جواب دے اور جاہلونکی خطا سے درگذر اے
سکندر سب تدبیرونکا مدار عقل پر ہے اور بڑا عاقل وہ ہے جو نیکنامی کو دوست رکہتا ہو کیونکہ سلطنت سے لذت و شہوت
غرض نہین ہے اے سکندر بادشاہونکو چاہیے کہ بلند ہمت اور صاحب رای سلیم اور فصیح و شیرین زبان اور بلند
آواز ہون بات کم کرین سفلون کو خدمت و مصاحبت مین نرکہین اور دربار مین سلطنت کے لائق زینت
کرین جو سوداگر دور دور کے ملکون سے آئین اونپر لطف و کرم کرتے رہین کہ آمد و رفت زیادہ ہو اور اطراف و
جوانب مین آوازہ نیکنامی بلند ہو ملک و سلطنت کی آبادی و رونق بڑہے اور ہیبت ہمیشہ رہتا نہین کہ ہیبت و وقار

لوگونکے دلسے جاتا ہے اور حرارتِ غریزی مین ضعف آتا ہے اے سکندر شہوت کی حرص نکر کہ یہہ بہائم کا خاصہ ہے اوسکی کثرت سے بدن ناتوان اور قوائے بدن ضعیف ہوتے ہین مسکینون اور ضعیفونکے حال سے غافل مت رہ اونکی رضامندی مقدم جان کیونکہ خلق کی رضامندی سے خالق کی خوشنودی متصور ہے اور غلہ ذخیرہ کر کہ قحط سالی مین کام آئے خلق اللہ سے ایسا سلوک کرنا چاہئے کہ نیک امین رہین اور بد خائف اے سکندر تجھکو بار بار مینے وصیت کی ہے اور پہر تاکید کرتا ہون کہ خونریزی مین دلیری نکر کیونکہ زندہ کرنا اور مارنا خدا کی صفت ہے کیا معلوم کہ قتل ناحق ہے یا حق حضرت ادریس پیغمبر سے مجھکو یہہ خبر پہونچی ہے کہ جو کوئی کسیکو قتل کرتا ہے فرشتے جنابِ باری مین عجز و نیاز عرض کرتے ہین کہ اس بندہ قاتل نے قتل مین تیرے ساتہہ مشابہت کی ہے پہر اگر وہ قصاص مین مارا گیا ہے تو اللہ تعالی فرماتا ہے کہ تیرے حکم سے قتل کیا ہے اور اگر ظلماً مقتول ہوا تو فرماتا ہے کہ مجھکو قسم ہے اپنے عزت و جلال کی کہ مینے خون قاتل کا مباح کر دیا پس تمام ملائکہ اوسکے حق مین دعائے بد کرتے ہین یہان تک کہ قصاص مین قتل کیا جائے اور یہہ اوسکے حق مین بہتر ہے یا اپنی موت سے مرجائے اور یہہ بدتر ہے کیونکہ آخرت کا عذاب دائمی ہے اے سکندر عہد شکنی اور جھوٹی قسم سے احتراز کر کہ سلطنتِ یونان اسی سے خراب ہوئی اور رعایا کو علم سیکھنے کا حکم فرما جو کوئی علم مین فائق ہو اوسکی تعظیم و توقیر نگاہ رکہہ تاکہ لوگون کے دلون مین تیری محبت زیادہ ہو اور ملک و دولت اور نام نیک باقی رہے جبتک یہہ دونون خصلتین سلطنتِ یونان مین باقی رہین ملک مین زوال نہ آیا یونان کے بادشاہ اپنی رعایا کو تحصیلِ علوم مین اسقدر رغبت دلاتے تہے کہ اونکے زمانہ مین اپنے مان باپکے گہر لڑکیان فرائض اور آدابِ شرائع اور علمِ نجوم و علمِ طب مین دستگاہِ کامل پیدا کرتی تہین اے سکندر کسیپر اعتماد نہو اوسکے ہاتہہ سے کوئی چیز تناول نکر اور اپنی حفاظت سے غافل مت رہ اس قصے کو یاد کر کہ بادشاہِ ہند نے تحفے بہیجے تہے اون مین ایک لڑکی بہی تہی جسکو صغر سن سے زہر مین پرورش کیا تہا حتی کہ سانپ کی خاصیت اوس مین آگئی تہی اور اس تدبیر سے اونکو تیرا قتل کرنا منظور تہا اے سکندر ایک دلیل سے حکم جاری نکر بلکہ جملہ دلائل مین جو قوی ہو اوسکو اختیار کر اے سکندر عدل اللہ کی صفت ہے اور عدل سے زمین و آسمان قائم ہے اور عدل سے گردنین قابو مین آتی ہین اے سکندر اہلِ ہند نے کہا ہے کہ بادشاہ کا عدل مینہ برسنے سے بہتر ہے اور بادشاہِ عادل آبِ باران سے نافع تر شیخ ابو الفضل بن مبارک محمد جلال الدین اکبر بادشاہ کا وزیر کہ جو آئین و قانون سلطنت سے بخوبی خبردار تہا اوسکے مکتوب کا خلاصہ یہہ ہے اس زمانہ مین کہ ناراستی و نادرستی مانند راستی و درستی کے اہلِ عالم کو محبوب و مرغوب ہے اور حیلہ و خیانت و مکر و فریب نے جابجا رواج پایا ہے اور ظلم و تعدی و رشوت ستانی کی رسم پڑگئی ہے اور جہلا کونے لوٹ مار کا ہاتہہ دراز کیا ہے اور خود غرض لا اپنی بہلائی اور دوسرونکی برائی ہردم سوچتے رہتے ہین بہت ہوگئے یہہ سب نتیجہ لقمہ حرام کا ہے اور لقمہ حلال حاصل ہونا

نقل مکتوب

محال ہیں غذائے ناگوارِ طبعی سے جسطرح فسادِ بدن اور ہلاکتِ ظاہری متصور ہے اسیطرح غذائے ناگوارِ روحانی سے خرابیٔ نفسِ ناطقہ اور مرگِ معنوی پیدا ہوتی ہے اور نفسِ ناطقہ مردہ سے دین و دنیا کا کچھہ کام نہیں ہو سکتا صاحب نصیب کو لازم ہے کہ امورِ دین و دنیا میں غرض کو شامل نکرے اور مزاجکو صلاحیت پر قائم رکھے اور ہر دوست و دشمن سے سلوک کرے کہ رفاہِ رعیت و معموری ولایت اسی میں ہے اور معاملات کی تحقیقات میں عقل پر اکتفا نکرے بلکہ مختلف و فنون میں تقریر جداگانہ سے دریافت کرے اور فراست و دوربینی سے اظہارِ حق میں کوشش بلیغ کرے اور ہمیشہ نیازمندی کے ساتھہ تہذیبِ اخلاق کا اہتمام بجالائے اور خراب عادتونکی درستی میں نہایت عرق ریزی کرے اگر اسکو دوست نہ بنا سکے بہر صورت صلح کل اختیار کرے سینہ زندان کینہ نہ بنائے خود پسند نہو اپنی بات کی پیچ نکرے اور بوقت کسر نفسی بھی اچھا نہیں حق بات خلوت میں نکہے حق شناسی اپنا شیوہ کرے خوش طبعی کا دروازہ بند رکھے بیہودہ کام نکرے رات دن کے چوبیس گھنٹے معاملات دینی و دنیوی میں قسمت کرے ہر ہفتہ میں اول ہے اعمال و احوال کا حساب لے کہ کتنے کام موافق رضائے الہی کے اور کتنے کام خلاف مرضی واقع ہوئے اونکا شکر کرے انکا عذر خوشامد حد سے زیادہ نکرے نہ سنے اور جو کسی سے کہے سچی تو راستی تلخ و سخن کہنی ضرور ہے کہ بلا ہو جائے

مولف

خوشامد ہے بڑی شیرین زبانون کی بھی عاقل | یہہ شیرینی ہے میں گویا زہر قاتل کو ملائے ہیں

ہر کام میں جسطرح عقل سے صلاح لیتا ہے اسیطرح مردم دانائے بیغرض سے مصلحت کرے جب کوئی نیک کام ظہور میں آئے تو خودبینی و رعونت کو راہ نہ دے اور گوشہ نشینانِ آگاہ دل سے ہمت و وسیلہ طلب کرتا رہے خاطر پر اعتماد نرکھے بلکہ قلم و کاغذ کو رازدار کرے لوگونکی درستی و تربیت کا اہتمام کرے ہر بات سے عبرت حاصل کرے مصاحبون اور خدمتگارون سے خبردار رہنا لازم ہے کہ تیرے بہرہ سے دوسرونپر ظلم نکرین جو شخص کہ سخن تلخ اور سچی بات کہے اوسکا عاشق رہو کہ ایسا آدمی نایاب ہے ہر دو را نیک می بین خلاف آدم اند * نیستند آدم غلاف آدم اند سخن جبتک بے غرضون سے معلوم نہو اعتبار نکرے رات کو نگو سکار نکہوتے بالکل مغلوب الغضب نہو جا اور بدرجہ کمال حلیم و بردبار بھی نہ ہے

فرد

کند تحمل بسیار مرد را بے قدر | کمان چون بکشندش دہ کبادہ شود

نشہ کی عادت نڈالے بہت خندہ نکرے بے تکلیف کیوقت پریشان نہو اگر کسی طرح کا غم واندوہ لاحقِ حال ہو تو کار و بار میں مصروف نہو بہت خلوت پسند نکرے اور کثرت میں بھی ہر دم نرہے طریقہ میانہ روی خوب ہے خدا جسکو عزت دے اوسکو عزیز رکھے فقرا و مساکین و اربابِ حاجت کا مددگار رہے اور گناہ کے لائق سزا تجویز کرے بعضے کو صرف نگاہِ تند کافی ہے بعضے کو زیر بند مار نکے مفید نہیں اور قسم کہانیکی عادت اختیار نکرے کہ نسبت

اپنے جہوٹ کی تہمت لگانی ہے کسی بزرگ کا قول ہے کہ اگر کوئی شخص کچھہ بات کہے تو اوسپر صدق و کذب کا احتمال ہے اور جو مکرر کہے تو جہوٹ کا شک غالب ہوا اگر قسم کہائی تو دروغ کا یقین ہو گیا ٭ مولف ٭ قسم سے بڑہ کے نہین جہوٹ کی دلیل کوئی ٭ کہ راستی کے سخن سے قسم ہے نامحرم ٭ جہانتک نوکرون سے کام ہو سکے فرزندون کو حکم نہ دے اور فرزندون سے ممکن ہو تو خود اوسکا ارادہ نکرے اسواسطے کہ جو دوسرے سے نہو سکے اوسکا تدارک خود کر سکتا ہے مگر جب تجہہ ہی فوت ہوا تو بندوبست مشکل ہے دنکا کام رات پر نچہوڑے نہ آج کا کام کل پر اور کسب کمال مین بہت مصروف رہے خرچ آمدنی سے کم کرے وعدے سے نہ پہرے خوشخوئی اور کشادہ پیشانی سے زیست بسر کرے **نظام الملک وزیر ملکشاہ** نے جو مکتوب اپنے فرزند عزیز فخر الملک کو لکہا ہے سراسر وعظ و نصیحت سے بہرا ہوا تہا اوسکا خلاصہ یہہ ہے اے عزیز خوشحالی و کم آزاری کے ساتہہ زندگی بسر کرنی چاہیے علم کی روشنی سے راہ راست معلوم ہوتی ہے خاموشی سے عزت زیادہ ہوتی ہے والدین اور اوستاد اور قبائل کے حق مین زیادہ تر نیکی کرنی لازم ہے اے فرزند ارجمند اعتقاد نیک دونون جہانکی نیکیونکا سرمایہ ہے اور شناخت حضرت پروردگار کی وحدانیت کے ساتہہ کہ ہمیشہ سے تہا اور ہے اور رہیگا اور زوال و انتقال سے پاک ہے اوسمین کسی طرح جی مین شک نکرنی چاہیے عالمونکی عزت و حرمت بجالانی ضرور ہے صبحدم بیدار ہو کہ اوسوقت جاگنا برکت رکہتا ہے اور اوسیکے کامونکو سلجہاتا ہے اور زندگانی زیادہ کرتا ہے ادب اختیار کر ہنرمندون اور قابلونکی صحبت قبول کر علم و فضل حاصل کرنے مین کوشش کر جہوٹ نہ بول غیبت نکر سچ بولنے کی عادت رکہہ جو شخص ہمیشہ سچ بولتا ہے اگر کسی مصلحت کے سبب سے کبہی جہوٹ بولیگا تو اوسکو بہی لوگ سچ سمجہینگے ٭ شعر ٭ جہوٹ کہنے مین جو کہ ہو مشہور ٭ اوسکی سچ بات بہی نہو منظور ٭ وعدہ وفا کا ارادہ درست رکہہ کہ ہر دل عزیز ہو جاوے اور سخن چین اور دروغگو اور جعلساز اور اوباش وغیرہ کی مصاحبت سے کنارہ کر کیونکہ اونکی ہمنشینی زہر قاتل ہے خدمتگار با ادب رکہہ خوش اخلاق لوگون سے دوستی پیدا کر کسیکے ناموس کو نظر بد سے نہ دیکہہ اور جو کوئی تجہے اسبات کی رغبت دلاوے اوسکو دشمن جانی جان ہر دم تازہ رو اور خوش خلق رہنا مناسب ہے کہ لوگونکا دل نرمی ملاقات پر مائل ہو ظلم پر جرات نکر کہ دعا مظلومکی قبول ہے

مولف

دعا کرتے ہین مقبولان درگاہ خدا ہر دم ٭ قبولیت فلک سے بہر استقبال آتی ہے

انصاف سے درگذر نکر حسد اور کینہ دل مین نرکہہ ہر وقت تکلف نکر رعیت کو آسودہ رکہہ مظلومون کی فریاد سن ہر ہفتہ مین ایکروز عدالت کیواسطے مقرر کر اور اپنی ذات خاص سے انصاف پر مستعد ہو خادمون اور نوکرون کو معزز رکہہ اگر وہ بیمار ہون عیادت کی تکلیف کر اگر اونکو کوئی مشکل درپیش ہو معاونت کر سبکو پہچان اور نام و لقب اونکا یاد رکہہ اور کشادہ پیشانی سے کلام کر کہ وہ تیری خدمت زیادہ کرین اور اونپر ہمیشہ احسان کر اور حاجتین برلا

انسانکو ہر جگہ نیکنامی حاصل ہوتی ہے اور ایک ادنیٰ بات مین بدنام ہوجاتا ہے خدا توفیقِ نیک رفیق کرے
الغرض ایسی ہزار ہا باتین سمجھادین کہ جسکے باعث شہزادہ بلند اقبال زمانہ کے نشیب و فراز سے بخوبی خبردار ہوگیا
عقلِ رسا طرفہ جولانی پیدا کی خیال دور دور پہونچنے لگا طبیعت نے ہر بات کی کنہ حقیقت تک رسائی کی راہ نکالی
اوسوقت فرزانہ روزگار نے فرمایا کہ اے خردپرور لطافتِ تقریر اور ظرافتِ بیان ایک عجیب چیز ہے جو کہ انسانکو
اپنے ہمجنسون پر درجۂ فوقیت بہت جلد عنایت کرتی ہے اور کسی شخص کو رنج و غم یا فکر و تردد سے سروکار ہو تو
اوسکا دل خوش کرنیکے واسطے یہہ طریقہ بہت عمدہ ہے بشرطیکہ درجۂ اعتدال کے ساتھہ رہے بزرگونکی نصیحت ہے
کہ اپنے بڑے اور اپنے چھوٹے سے ظرافت و بذلہ سنجی مناسب نہین اسلئے کہ بزرگ ناراض ہوتا ہے اور خرد
گستاخ لیکن برابر والے سے گاہے بگاہے مضائقہ نہین مگر بارضامندی کا لحاظ رہے اوسکا طریقہ ہم تمہین سمجھاتے ہین
اسی پر قیاس کرلینا مناسب ہے **لطیفہ** ولایتِ غور کے رہنے والے اکثر احمق ہوتے ہین ایکروز کوئی ظریف وہان
جا پہونچا اوس شہر کے جانبِ شمال ایک کوہِ بلند واقع ہے جسکی حرارت سے وہانکی ہوا نہایت گرم ہے اور لوگ
ہمیشہ مرض مین مبتلا رہتے ہین مردِ ظریف نے اونسے کہا کہ اگر ایکسال میری خدمت کرو اور مجھے عمدہ عمدہ
کہانے کہلواؤ تو برس بھر بعد مین اس پہاڑ کو اوٹھا کر دور پھینک دونگا غوری بہت خوش ہوئے اور اوسکی حسبِ
کم بازی ایک برس تک غذاے لطیف و میوۂ پاکیزہ اوسکو کہلاتے رہے جب وہ برس تمام ہوا سب نے ظریف سے کہا کہ
چل وعدہ پورا کر اوسنے کہا بہت اچھا اس شہر کے تمام باشندے میرے ساتھہ چلین اور تماشا دیکھین وہ سب
ملکر زیرِ کوہ جا پہونچے مردِ ظریف پہاڑ کے نیچے پشت خمیدہ کرکے کھڑا ہو رہا اور کہا کہ اب تم سب لوگ یکبارگی
زور کرکے اس پہاڑ کو میری پیٹھہ پر رکھدو پھر مین اسکو دور لیجاکر جہان بتاؤ وہان پٹکدون غوریون نے
کہا کہ تجھہ دیوانہ ہوا ہے یہہ کام ہماری طاقت و مقدور سے باہر ہے اوسنے جواب دیا کہ تم سبکے سب دیوانے ہوگئے ہو
بھلا ہزارون آدمی جمع ہین اور اس پہاڑ کو اوٹھا نہین سکتے پھر مین اکیلا کسطرح اوٹھا لونگا اہلِ شہر یہہ بات سنکر
نہایت پشیمان ہوئے اور ظریف نے اپنا راستہ لیا **لطیفہ** کسی شخص کا ایک غلام تھا ہر روز پانی بھرتے بھرتے
تھک جاتا ایکدن شام کو آقا نے پوچھا کہ اے غلام تو اپنا حال اور میرا حال کیسا پاتا ہے اوسنے جواب دیا
کہ اس گھر مین سب سے زیادہ دو شخص کمبخت ہین ایک مین دوسرا تو مالک نے کہا اسکی دلیل کیا ہے اوسنے جواب دیا
کہ رات بھر تجھے انکی روٹی کی فکر ہے اور دن بھر مجھے انکے پانی کی مگر انکو میرا تیرا کچھہ رنج نہین اور بالکل
احسان نہین مانتے بلکہ دونو نکو اپنا خدمتگار شمار کرتے ہین صاحب نے کہا واللہ تو سچ کہتا ہے اور غلام کو آزاد
کردیا **لطیفہ** ایک چور نے کسیکا جامہ چرایا اور بازار مین دلال کے حوالے کیا کہ اسکو فروخت کرے دوسرا
چور دلال کے پاس سے وہ کپڑا چرا لیگیا پہلا چور خالی ہاتھہ یارون کے پاس آیا اونہون نے پوچھا کہ وہ جامہ کس قیمت کو

لطائف ظرافت

فروخت کیا اوسنے جواب دیا کہ جس قیمت کو لیا تھا لطیفہ ایک شخص بحالِ تباہ سکندر کے دربار میں حاضر ہوا اور بہا
مطالبِ دِل کمال فصاحت و بلاغت سے ادا کیا سکندر نے فرمایا کہ جسطرح تیرا مافی الضمیر کلماتِ دلپذیر سے آراستہ ہے اسیطرح
اگر ظاہر بھی لباسِ پر تکلف سے پیراستہ ہو تو بہت عمدہ بات ہے اوسنے عرض کی کہ خوبی تقریر میں مجھکو دسترس ہے
اور پوشاک نفیس عطا فرمانیکو بادشاہ بس ہے، یہہ کلمہ ذوالقرنین کو پسند آیا اور خلعت گران بہا مع زرِ نقد عطا فرمایا
لطیفہ کسی شخص نے اپنے غلام سے انگور منگائے وہ بازار گیا اور بہت دیر میں آیا مالک اوسپر غصہ ہوا اور کہا
کہ جسوقت میں تجھے ایک کام کو بھیجوں لازم ہے کہ چند کام سرانجام دیکر جلد آجایا کر غرض کچھہ دنون میں آقا بیمار ہوا
اور غلام سے کہا کہ کسی طبیب کو بلا لا غلام گیا اور چند شخصون کو جھٹ پٹ اپنے ہمراہ لاکر حاضر کر دیا جسدم صاحب نے
پوچھا کہ اتنے آدمی کسواسطے آئے ہیں کہا کہ اے خواجہ او سرور کیا تیری نصیحت مجھے خوب یاد ہے تونے فرمایا تھا
کہ میں ایک کام کا حکم دون تو جلدی جلدی کئی کام کر لیا کر لہذا مینے تیرے حکم کے موافق اس فرصتِ قلیل میں
اتنے کام کئے ہیں مینے طبیب کو لایا کہ تیرا علاج کرے دواساز کو لایا کہ تجھے دوا پلائے مطرب کو لایا کہ صحت ہو تو
نغمہ سرائی کرے غسال کو لایا کہ مر جائے تو تجھے غسل دے شاعر کو لایا کہ تیرا مرثیہ بناکر تاریخ وفات کہے گورکن کو
لایا کہ تیری قبر تیار کرے اور حافظ کو لایا کہ تیرے جنازے کی نماز پڑہائے اور گور پر قرآن ختم کرے لطیفہ
ایک امیر دولتمند نے عین حیات میں اپنے واسطے مقبرہ بنوایا معماروں نے ایک برس کے عرصہ میں تعمیر کر دیا جب
تیار ہو چکا تو اوس امیر نے معماروں کے اوستاد سے پوچھا کہ اب اس عمارت میں اور کیا چاہئے اوسنے کہا صرف ایک
آپکا جسم شریف اور زیادہ کچھہ نہیں لطیفہ ایک جوان عورت نے کسی بوڑھیا کو کوزہ پشت دیکھکر کہا کہ بڑی بی
یہہ کمان کتنی قیمت میں فروخت کرتی ہو اوسنے ایک ٹھنڈی سانس بھر کر جواب دیا کہ بیٹی جب تو میری برابر
ہو جائیگی تو اوسوقت ایسی کمان تجکو بھی مفت مل رہے گی کچھہ قیمت دینے کی حاجت نہ پڑیگی لطیفہ
دہقانوں کی ایک جماعت بادشاہ کے حضور میں کسی عاملِ ظالم کی فریاد لائی بادشاہ نے فرمایا کہ عاملوں میں اوسکے برابر کوئی
شخص عادل اور راستگو نہیں ہے سر سے پاؤن تک اوسکے تمام اعضا میں عدل و انصاف بھرا ہے اون دہقانوں میں ایک ظریف بھی حاضر تھا اوسنے
جواب دیا کہ اے بادشاہ جو اوسکے تمام اعضا میں عدل و انصاف بھرا ہے تو ہر ایک شہر کو اوسکا ایک ایک عضو جدا جدا بخشیے کہ کل ملک تیرا عدل سے معمور ہو جاے
بادشاہ نے تبسم فرمایا اور اوس عامل کو معزول کیا لطیفہ ایک ظریف کو کسی گناہ میں ماخوذ کرکے بادشاہ کی خدمت میں
لائے ثبوتِ جرم کے بعد بادشاہ نے حکم صادر فرمایا کہ اسکی ناک میں سوراخ کرو ظریف نے کہا کہ واللہ میری
ناک میں دو سوراخ ہیں اور یہہ بخوبی مجھے کفایت کرتے ہیں تیسرے سوراخ کی حاجت نہیں بادشاہ کو
بے اختیار ہنسی آئی اور اوسے چھوڑ دیا لطیفہ ایک شہیر عالم فاضل کہیں چلے جاتے تھے اثنائے راہ میں ایک شخص
کوٹھے سے گرا اور حضرت کی گردن پر آپڑا وہ تو خیر سے اوٹھہ کھڑا ہوا مگر انکو نہایت صدمہ پہونچا کئی روز تک

بستر پر پڑے رہے لوگ عیادت کیواسطے حاضر ہوئے اور عرض کی کہ مولانا حال کیسا ہے آپنے فرمایا اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ گرے کوئی اور گردن ٹوٹے ہماری لطیفہ ایک غوری کا گدہا چور چرا لیگئے اوسکو جب خبر ہوئی سجدۂ شکر ادا کیا لوگون نے کہا کہ اے غوری یہہ کیا سجدۂ شکر کا مقام ہے اوسنے جواب دیا کہ خدانخواستہ اگر مین اوسوقت سوار ہوتا تو مجکو بہی چور لیجاتے خر گدہا گیا تو جانے دو مین بچ رہا یہی غنیمت ہے لطیفہ ایک بادشاہ نے دشمن پر فتح پائی اور اوسے قید کر لیا پہر از راہِ عتاب فرمایا کہ اب تیرا کیا حال ہے اور مین تیرے حق مین کیا کرون اوسنے جواب دیا کہ خدا جس چیز کو دوست رکہتا ہے وہ عفو ہے اور تو جس چیز کو دوست رکہتا ہے وہ ظفر ہے جبکہ حضرت پروردگار نے وہ ظفر کہ جسکو تو دوست رکہتا ہے تجہے ارزانی فرمائی تب وہ عفو کہ خدا جسکو دوست رکہتا ہے تو بجالا کہ اوسکے شکر سے ادا ہو بادشاہ کو رحم آیا اور اوسکو رہا فرمایا لطیفہ شاہجہان بادشاہ کے زمانہ مین ایک شخص شہرہ علامۂ عصر تہے ہمیشہ خلوت مین رہا کرتے ہرچند بادشاہ نے کئی بار طلب فرمایا مگر وہ کبہی تشریف نلائے لوگون نے عرض کی حضور یہہ شخص نہایت مغرور معلوم ہوتا ہے آپنے چند مرتبہ یاد فرمایا اور وہ حاضر نہوا بادشاہ نے کہا ہم خود اوسکی ملاقات کیواسطے چلتے ہین دیکہین کہ فی الحقیقت متکبر ہے یا نہین شاید کہ حاضر نہونیکی کوئی دوسری وجہ معلوم ہو غرض بادشاہ جب وہان گیا کیا دیکہتا ہے کہ آپ دیوار سے تکیہ کیے ہوئے پاؤن پہیلائے کتاب کے مطالعہ مین مصروف ہین شاہجہان دو ساعت تک برابر بیٹہا رہا مگر وہ متوجہ نہوئے اور کچہہ خیال نکیا بادشاہ نے دل مین سوچا کہ اسکو بیشک بڑا غرور ہے پہر براہِ طنز کہا کہ حضرت آپکے پاؤن کب سے لمبے ہوگئے ہین جواب دیا کہ جب سے اہلِ دنیا کی جانب سے ہاتہہ کوتاہ کیا ہے پاؤن دراز کرنیکا خوب موقع ہاتہہ آیا بادشاہ دل مین نہایت پشیمان ہوا اور بالیقین سمجہہ گیا کہ یہہ صاحب فی الحقیقت صاحبِ فضل و کمال ہین۔ خلاصہ یہہ ہے کہ شہزادۂ خرد پرور کی تعلیم و تربیت کو اسیطرح چہہ مہینے گذر گئے اوس روز دانائے ہوشیار یعنے فرزانۂ روزگار نے فرمایا کہ اے عزیز باتمیز تم اول پڑہ چکے ہو کہ یک من علم را دہ من عقل باید اس مثل پر ہردم خیال رکہنا اور کبہی فراموش نکرنا کل کے روز امتحان درپیش ہے بادشاہ ذیجاہ یا ارکین سلطنت جو سوال کرین اوسکا جواب معقول بہت غور و تامل سے ادا کرنا جو جو تمہین یاد ہے ہم اوسکا موقع بہی سکہا چکے ہین ایسا نہو کہ عین وقت پر مطالب اور مقاصد وغیرہ بیان کرنے مین کوتاہی واقع ہو اور ہمنے اب تک تمہین جسقدر تعلیم کی ہے اوسکو ہمارے سامنے پہر تمام و کمال بیان کر دو اگر خوب یاد ہے تو ہم تحسین و آفرین کرینگے اور جو کچہہ کسر رہگئی ہوگی تو وہ آج ہی نکل جائیگی شہزادہ نے دست بستہ عرض کی کہ اس کمترین کو روزِ اول سے امتحان کی فکر ہردم رہتی ہے اور جو کچہہ آپنے تعلیم فرمائی ہے وہ مجملاً تو اب سن لیجئے اور مفصل حضورِ شاہی مین گذارش کرونگا اوسوقت حاضرین دربار تحسین و آفرین فرمائین تو آپکا دل خوش اور خاکساری کی قدر و منزلت زیادہ ہو یہہ کہکر اول سے آخر تک جو کچہہ پڑہا تہا فرفر بالائی سنا دیا اور کہا کہ اے بہترین [illegible]

اگر بادشاہ کو بھی اسطرح سنایا تو مطلق کارآمد نہین بلکہ جو سوال کیا جائے اوسکے جواب مین جب گفتگو کا موقع ہو تو اہل کرنی ضرور ہے اسواسطے کہ اگر وہ کوئی بات پوچھین اور مین عبارت پڑہنی شروع کردون تو بہت نازیبا ہے یعنے بادشاہ فرمائینگا کہ بغیر سمجھے طوطے کیطرح یاد کرلیا ہے حضرت کی ناراضامندی کا موجب ہوگا اہل محفل خندہ زنی کرینگے اور کہینگے کہ سوال دیگر جواب دیگر اگر حضرت کی توجہ باطن اور عنایت بے نہایت شاملِ حال ہے تو میرے امتحان کا بھی کل امتحان ہوجائیگا فرزانہ روزگار بہت خوش ہوا اور فرمایا فقط مرحبا است عندلیب خوش نوا خاطر جمع کرو رقیب ناسوا جسوقت روز دوم خسرو خاور نے سریرِ فلکِ چہارم پر جلوس فرمایا بادشاہ گیتی پناہ نے دربار عام آراستہ کیا علمائے کرام و حکمائے عظام حاضر تھے وزیر باتدبیر اپنے قرینے سے ایستادہ تھے اسنے مین سلطان والاشان وزیر اعظم کیطرف مخاطب ہوا اور ارشاد کیا کہ ای شعور سخن سنج آج فرزانہ روزگار کیجد تعمین جا اور ہماری طرف سے بعد سلام شوق کے عرض کر کہ اگر مرضی مبارک ہو تو آپ تشریف آوری سے اہل دربار کو ممتاز و سرفراز فرمایئے اور خرد پرور کو بھی ہمراہ لائیے وزیر اعظم یہہ حکم سنتے ہی فوراً دستگاہِ خرد پرور مین جا پہونچا اور نیاز حاصل کرکے پیغام بادشاہی سنایا فرزانہ روزگار نے کہا بہتر ہے اوراسیوقت مع شہزادہ خرد پرور دربار بادشاہی مین تشریف لائے

امتحانِ اول

مؤلف

ہوئی مدت فراموشی کہانتک	ہماری یاد سے کیون بے خبر ہے
ہمین دس بار چاہے آزمالے	یہہ کیا اک امتحان مدنظر ہے

جسدم فرزانہ روزگار بارگاہِ شہریار مین داخل ہوا بادشاہ دانش پناہ کمال تعظیم و تکریم سے پیش آیا شہزادہ خرد پرور آداب تمام سے آداب بجالایا فوراً دو کرسیان جواہر نگار موجود ہوئین اوستاد شاگرد بیٹھے اول بادشاہ نے فرمایا کہ اے خرد پرور تم نے آجتک کیا کیا پڑہا ہے پہلے بیان کرو پھر ہم تمہارے پڑہے ہوئے مین کچھہ سوال کرین شہزادہ نے عرض کی کہ جناب عالی فدوی نے بحث حروف تہجی اور ضرب المثل اور پند حکما اور لطایف کلام وغیرہ سے فرصت حاصل کی مگر اب حضور کی خاطر اقدس مین انمضمونکا جو سوال گذرے بلاتامل ارشاد کرین اور ہرگز یہہ خیال نفرمائین کہ اس سمجھ اوسکے دایرہ حیثیت سے خارج ہے بندہ حتی الوسع اپنی فہم ناقص کے موافق اوسکا جواب دیگا عقل مجسم یہہ تقریر سنکر حیران رہ گیا اہل دربار کو نہایت تعجب ہوا کہ آج پہلا ہی امتحان ہے مگر شہزادہ کی جولانی گفتگو اور شوخی تقریر یہہ بات بخوبی ثابت کررہی ہے کہ درجہ تکمیل حاصل ہوچکا الحاصل بادشاہ نے فرمایا کہ قرینہ قیاس سے ایسا پایا جاتا ہے کہ شاید

ابھی عرصہ قلیل مین کتب درسیہ کے عبور کی نوبت گذر گئی شہزادہ نے کہا کہ جناب عالی کتبون کا طریقہ تعلیم و تعلم
جدا گانہ ہے اگرچہ استادون کا زمانہ گذر گیا اب فی زماننا علم کا مدار کتاب پر ہے اور ظاہر ہے کہ عموماً کتابونکی دو قسمین
ہین ایک درسی دوسری غیر درسی درسی اون کتابون سے عبارت ہے جو کسیوقت مین درجہ بدرجہ تعلیم تک استاد سے
پڑھنے کیواسطے ایک گروہ کی راے سے خاص ہون اور غیر درسی اون کتابون سے جو ان قیدون سے آزاد ہین
مگر یہہ امر مسلم ہے کہ صرف درسیہ کے عبور سے تکمیل حاصل نہین ہو سکتی بلکہ اوس سے یہی غرض ہے کہ طالب کو حل مطالب کی
استعداد پیدا ہو اور عموماً کتاب بینی سے تکمیل حاصل کرے اسواسطے کہ علم دریاے نا پیدا کنار ہے اور عمر بہت قلیل علاوہ
ازین کتب درسیہ بہت کم ہین طبائع مختلف اور تالیفات و تصنیفات کثیرہ اور ہر زمانہ مین درسیہ کے انتخاب مین تغیر و
تبدل واقع ہوتا ہے اور ہمیشہ مختلف ممالک مین مختلف درس جاری رہتے ہین پس یہہ تغیرات و اختلافات
صاف ناطق ہین کہ درسیہ کے انتخاب مین کتابونکا انحصار دشوار ہے اور جب یہہ امر ثابت ہوا تو کتبون کا قول
صادق آگیا کہ صرف درسیہ کے عبور سے تکمیل ناممکن ہے اور اسحالت مین کتاب بینی کی ضرورت معلوم ہوتی ہے
واقع مین کتاب بینی ایسی چیز ہے کہ انسان کے دماغ کو روشن عقل کو جلا دلکو آئینہ کر دیتی ہے اگر کسی شخصکو ایسی
دوا کی تلاش ہو کہ گھر بیٹھے ہفت اقلیم کی سیر کیا کرے اور زمین و آسمان کے قلابے ملا یا کرے اور اگلے پچھلے حالات
دیکھا کرے تو کوئی حکیم یہہ کہہ نہین سکتا کہ سواے کتاب بینی کے اسکے لیئے دوسرا نسخہ بھی ہے سابق مین اگرچہ
مصنفین و مؤلفین زیادہ گذرے مگر عام لوگون کو کتابین بہت کم میسر ہوتی تہین اب چھاپے نے ایسی راہ نکالدی ہے
کہ ہر قسم کی کمیاب و نایاب کتابین دیکھنے مین آتی ہین مگر ناظرین کے دلون پر ہر دم یہی قلق رہتا ہے کہ اجل سر پر
کھڑی ہے فرصت کو بقا نہین وقت کا قیام غیر ممکن ہے اور موت کا کچھہ علاج نہین ہے فرد غافل تجھے گھڑیال
یہہ دیتا ہے منادی ٭ گردون نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی ٭ اوسدم ایک حکیم دانا نے کہ دربار شاہی مین حاضر تھا
خرد پرور کیطرف متوجہ ہو کر کہا کہ شہزادہ عالم کی عمر دراز ہو اگر بار خاطر نگذرے تو مین بھی ایک سوال دریافت کرون
شہزادہ نے جواب دیا کہ خاص کچھہ تمہیر منحصر نہین بلکہ ہر شخص کو اجازت ہے کہ جسکو میری تقریر مین جاے گفتگو ہو بیتکلف
خاموش نرہے اگر تمہین کچھہ تحقیق کرنا ہے تو بسم اللہ اوس حکیم دانا نے کہا کہ مطالعہ کتب سے کیا منافع متصور ہین
اور عقل کیونکر ترقی حاصل کرتی ہے اور آخر کار اسکا نتیجہ کیا پیدا ہوتا ہے شہزادہ خرد پرور اوس سے مخاطب ہوا اور کہا کہ
اے حکیم فہیم اسکی کیفیت مجھسے سن لے تعلیم ضروری کارروائی کے لائق بہت جلد آسکتی ہے اور اپنی زبانکا لکھنا
پڑھنا تو کچھہ دشوار نہین اطفال خرد سال ایک برس مین بخوبی حاصل کر سکتے ہین علم چاہیئے اور ہوش حواس
جبکہ ایک برسکی تعلیم مین اپنی زبانکا لکھنا پڑھنا آگیا تو اوقات عزیز کو علوم مفیدہ کی تحصیل مین صرف کرنا چاہیئے لیکن
ہر قوم کو لازم ہے کہ تمام علوم کو اپنی زبان مین ترجمہ کرے جسطرح انگریزون نے بکمال کوشش تمام زبانون کے علوم ترجمہ کر کے

اپنی زبانین بہرتیے اور جو اکثر کتابین اصل مقصد سے گمراہ کردیتی ہین اور بالعوض فائدے کے نقصان حاصل ہوتا ہے
اسکا سبب یہہ ہے کہ یا تو وہ کتابین خود حقیقت حال نہین سکہا سکتین یا سیکہنے والا کتابین خوب اور علم مرغوب بہم
نہین پہونچاتا بہرحال ضرور ہے کہ کتبِ مفیدہ کی سیر کرین اور علوم بیہودہ خلائق کی تحصیل مین مصروف ہون
ورنہ جیسا طریقہ تعلیم ایک مدت سے عوام الناس مین جاری ہے اگر اسیطرح قیامت تک جاری رہے گا تو کچہہ بہی
حصول نہوگا اور حکماے یونان و انگلستان کا حال اور اونکی ایجادون کا بیان اور اونکی تصنیفات کا
مضمون مطالعہ کرنے اور اپنی عقل پر زور دینے سے ترقی عقل حاصل ہوتی ہے اور یہہ بات تو آج کل تمام
دنیا کے لوگ جانتے ہین کہ اسوقت ملکی ترقی اور تعلیم و تربیت وغیرہ مین انگلستان کے مقابل کوئی ملک نہین ہے
بلکہ تمام دنیا کی ترقی اور ترغیب تعلیم و تربیت کے وقت انگلستان ہی کی نظیر پیش کیجاتی ہے اور اوسکی
علمی روشنی کی چمک اور عقلی نور کا پرتو ایک عالم مین پہیل رہا ہے اور ممالک ولایت کا ایک نہایت لائق و فائق
حکیم فہیم کہ سررشتہ تعلیم انگلستان جسکی ذات گرامی سے متعلق ہو اور ایسے شائستہ و تربیت یافتہ ملک مین
اوسکی راے عالی سے ترقی تعلیم کی نگرانی کا کام لیا جاتا ہو اور جسکے کلام واجب التسلیم کو بڑے بڑے خوش تدبیر
لوگ کمال درجہ قابل اعتبار سمجہتے ہین جب اس صورت مین اوسکا یہہ قول ہو تو غیر ملکون کے باشندے کہ جو ہنوز
خواب غفلت سے مست و مدہوش ہین اونکا احوال کسقدر قابل عبرت ہے وہ **قول یہہ ہے** کہ مین
انگلستان کی جہالت سے نہایت سخت لڑائی لڑ رہا ہون اور اس دشمن سخت سے از بس خائف و ترسان ہون
اور جسقدر اوسکی طاقت کا حال مجکو معلوم ہوتا جاتا ہے اوسیقدر اوسکا خیال کرتا ہون ملک کی جہالت
درحقیقت ایک نہایت خوفناک اور ایسا زبردست دشمن ہے کہ جس سے سلطنت اور رعایا دونوکو خطر عظیم ہے
پس جہان تک ہمکو اوسکی شکست دینے کے سامان دستیاب ہوسکین فراہم کرکے اوسکا مقابلہ کرین
ہمکو ابہی تک اس دشمن جان کے مقابلہ مین ہرگز چین نہین اور ابہی بہت کچہہ کرنا باقی ہے پس مقام غور ہے
کہ ایسا مستعد اور ہوشیار شخص جہالت انگلستان کے مقابلہ مین فتحیاب ہونا نہایت مشکل کام خیال کرتا ہے
اور باوجود اس بات کے کہ انگلستان کے باشندون نے جہالت کی جڑ کاٹ دی ہے اور اس دشمن سخت کی کمر توڑ دی ہے
مگر پہر بہی وہ جہالت کی اس شکستہ اور نہایت ضعیف حالت کو ایک خطرناک اور قوی دشمن سمجہکر نہایت
انصاف اور کمال انسانیت سے اوسکی برائی دفع کرنے مین کوشش کرتے ہین اور ہرچند کہ بہت کچہہ فتح
پا چکے ہین مگر ابہی فتحمندی کا مطلق دعوی نہین کرتے اسصورت مین وہ ملک نہایت قابل افسوس ہے
کہ جہان ابتک ترقی تعلیم کیا معنی بلکہ آغاز تعلیم بہی جیسا کہ چاہیے ویسا نہین ہے اور بزعم باطل اسقدر
گہیر لیا ہے کہ گویا ہمین سب کچہہ آتا ہے اور ہم اعلے درجہ کے ترقی یافتہ ہین مگر اسطرف ذرا بہی توجہ

مصروف نہین کرتے اور جہالت کو اپنا یارِ غار اور مونسِ غمگسار تصور کر رہے ہین فرد بعید مروت دور اگر
ہمسے جہالت ہو تو ہو علم بنیت ہی ہمارا عملِ صحت ہو تو ہو + اِسّے صاف ظاہر ہے کہ جب اونکو اوس
جہالت کا قابو نکلیگا تو اوس ملک کو اپنا دار السلطنت قرار دیگی اور جاہل قوم کہ جسکو جہالت کی رعیت فرض کرنا چاہیے
کبھی اپنے آقا کی خیر خواہی سے انحراف نکریگی اس عالم مین اوس ملک کے بادشاہِ وقت پر فرض ہے کہ اوسکو اپنا
غنیم تصور کرکے بر سرِ جنگ آمادہ ہو اور اس دشمن کو حتی المقدور زندہ نچھوڑے ورنہ بقولِ سعدی شیرازی دو بادشاہ
در اقلیمے نگنجند + اسکے عہدِ سلطنت پر خواہی نخواہی زوال آجائیگا اور یہہ دشمنِ قوی کہ جو ہر دم و ہر لحظہ اپنی گھات مین ہے
تختِ فرمانروائی کو غصب اور تمام ملک کو تہ و بالا کردیگا اس نظر سے باشندوں پر واجب ہے کہ اپنے ملک کی حمایت اور
طرفداری مین سر مو کوتاہی نکرکے دوست اور دشمن مین اصلی تمیز پیدا کرین اور اس دشمن سے مقابلہ کرنیکے لئے علم و ہنر کے
ہتیاروں سے زیادہ بہتر صفائی کا دوسرا سامان نہین مگر صرف تعلیم و تعلم پر اکتفا نکرکے زور و طاقت سے بھی مقابلہ
پیش آئین اسلئے کہ قوائے باطن کی ریاضت سے عقل درجۂ اعلیٰ پر پہونچتی ہے اور اعضائے جسمانی کی مشقت سے جسم کو
قوت اور ترقی نصیب ہوتی ہے پس جسقدر کہ جسم تندرست ہوگا اوسیقدر عقل بھی سلیم ہوگی اِسّے بخوبی ثابت
ہوگیا کہ ریاضتِ جسمانی بھی اکتسابِ علوم کے ساتھہ لازم و ملزوم ہے جبتک کہ انسان کو علم حاصل نہین ہوتا اندہوں کی
جماعت مین شمار کیا جاتا ہے پس جنکو تہوڑی سی بھی عقل ہوگی وہ کبھی پسند نکریگا کہ سب لوگ عجیب و غریب
تماشے بلاحظہ کرین اور وہ آنکہین بند کئے بیٹھا رہے بلکہ یہان وہی مثل صادق ہوگی کہ اندہا مانگے دو آنکہین ۔
مگر جو کوریادرزاد ہین اونکو معذور رکہنا چاہیے لیکن علم وہ کحل الجواہر بینائی ہے کہ چشمِ بصیرت مین لگانا گویا کہ
ازل سے ابد تک کی حقیقت آنکہوں سے دیکہہ لینی ہے اور نتیجہ اوسکا بے انتہا یعنی اپنی کیفیت اور اپنے وجود
و عدم کی ماہیت اور اپنا باعثِ تولید کہ ہم دنیا مین کسواسطے پیدا ہوئے اور کہانسے آئے ہین کہان جائینگے بخوبی
ظاہر ہوجاتا ہے جسکو یہہ بات معلوم نہو اوسکا وجود و عدم برابر ہے جسطرح حیواناتِ بے تمیز دنیا کی صورت دیکہہ کر
چلے گئے اور یہہ نہ سمجھے کہ ہم کیا چیز ہین اور دنیا کیا شے ہے وہ گویا ایک مچھر سے بھی زیادہ ناچیز اور بے حقیقت ہین

فرد

در بہاران زاد و مرگش در دے است ❁ پشہ کے داند کہ این باغ از کے است

بیانِ عقل

اسی اثنا مین ایک اور عالمِ دانشمند نے سوال کیا کہ اے درۃ التاجِ سلطنت و اے قرۃ العینِ خلافت
آپنے جو کچھہ زبانِ مبارک سے فرمایا بہت درست ہے ہمین کسیکو جائے دم زدن نہین مگر یہہ فرماتے کہ عقل کسکو کہتے ہین
اور وقت پر اسکو کسطرح کام مین لانا چاہیے شہزادہ نے کہا عقل وہ جوہرِ لطیف ہے کہ منزلِ مقصد کے لئے اس سے بہتر
کوئی رہنما نہین مل سکتا اور عقل وہ جوہرِ لطیف ہے کہ جسکے سبب انسانکو اشرف المخلوقات کا لقب عطا ہوا

اور عقل وہ جوہرِ لطیف ہے کہ جسکے سبب سے زمین و آسمانکا حال دریافت ہو سکتا ہے اور عقل وہ جوہرِ لطیف ہے
کہ انسان جسکے باعث اپنی موت و حیات کا انتظام بخوبی کر سکتا ہے اور عقل وہ جوہرِ لطیف ہے کہ جسم کی زندگانی
روح پر منحصر ہے اور بقائے روحانی اسکے ذریعے سے قائم رہ سکتی ہے اور عقل وہ جوہرِ لطیف ہے جسکو اصل الاصول
کل جوہروں کا قرار دینا چاہیے اے مردِ دانشمند عقلِ انسانی اگرچہ ایک جوہرِ فرد ہے مگر اختلافِ ظہور کے اعتبار سے
دو قسم پر منقسم ہے قسمِ اول عقلِ معاد قسمِ دوم عقلِ معاش پس عقلِ معاد وہ ہے کہ مرجانیکے بعد اوسکا ثمرہ حاصل ہو
اور عقلِ معاش وہ ہے کہ جو حین حیات اس دنیا مین کام آئے ان دونونکا مرکب نتیجہ یہہ ہے کہ انسان اپنی دو قائم
عزیز کا پابند ہے اور دنیا کو اپنا مدرسۂ تعلیم خیال کر کے معلمِ عقل سے قیاس اور تجربہ کا وہ درس لینا لازم ہے کہ جو
زندگی اور مرگ دونون حالتین نہایت مرتبہ کار آمد اور کمال درجہ مفید ہو **فرد** وہ بات کیجیے کہ رہے یادگار کچہہ
دو روزہ زندگی کا نہین اعتبار کچہہ ✦ مگر ایسے لوگ بہت کم ہین جو اپنی زندگی کے طور طریقے اور اون کامون سے
کہ جو اونکو اپنی عمر کے ایک حصہ مین کرنے چاہئین واقف ہون حیف تو یہہ ہے کہ ہم لوگ ہر روز دیکھتے ہین
کہ صبح ہوتی ہے اور پھر وقت گذرتے گذرتے شام ہو جاتی ہے اوسیطرح زمانہ گذرتا چلا جاتا ہے مگر اس انقلاب سے
بھی کہ جسکے معائنہ سے سراسر ناپائداری اور بے ثباتی ہماری زندگانی کی نمایان ہے ہماری آنکھون کا پردہ نہین
اوٹھتا بلکہ ہم لوگونکے دلونمین یہہ بات سمائی ہوئی ہے کہ ہمکو اپنی زندگی مین بھی تھوڑے سے کام کرنے ہین کہ کھانا
کھایا پانی پیا اور پاؤن پھیلا کر سو رہے اس کوتہ اندیشی کا نتیجہ آخرکار یہہ ہے کہ ہم لوگونکو یہہ بھی اچھی طرح میسر نہین ہوتا
جانورون وغیرہ کیطرح جنگل ناپتے اور خاک چہانتے پھرتے ہین **فرد** اب خاک کے ہین ڈھیر تو کیا اس خرابے مین ✦
پہلے تو ہم بھی خاک بہت سی اوڑا چکے ✦ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے دو عمدہ جوہر ایک شہوت
دوسم عقل انسان کی ذات مین پیدا کئے ہین اور ان دونون کی ترکیب سے خمیر اس طرفہ معجون کا بنایا اسی سے
فرشتے ایسے ہین کہ جنکو شہوت سے محروم اور جانور ایسے ہین کہ جنکو عقل سے بے بہرہ پیدا کیا انسان کی خلقت اکمل
و افضل ہے اگر آدمی عقل کو شہوت کا تابع کرے اور حیوانات کیطرح حلیۂ عقل و دانش سے معرا ہو کر شہوت پرستی
اختیار کرے جانور سے بدتر اور گدہے سے بڑہ کر ہے اور جو شہوت کو عقل کا فرمانبردار بنائے اور نفسِ ناطقہ کی
تکمیل اور محاسنِ اخلاق اور خوبیون اور نیکیوں کے حاصل کرنے مین کوشش بلیغ کرے پس فرشتون مین مل گیا دنیا مین
اوسکو ہر طرح کی نعمتین حاصل اور عقبیٰ مین ہمیشہ کے لئے نجات ہے اسبات سے معلوم ہوا کہ نفسِ ناطقہ کی تکمیل اور
روشنائی علم حاصل کر کے تاریکی جہالت کو دور کرنا آدمی پر بڑا بھاری فرض ہے کیونکہ بدون حصولِ علم کے
انسانیت نصیب ہونی ممکن نہین اور بغیر دور کرنے تاریکی جہالت کے آدمیت حاصل کرنی دشوار بلکہ محال ہے
اقبال و دولت سلطنت اور جملہ مراتب و درجۂ اعلیٰ تابع علم کے ہین جس قوم کو علم حاصل ہوا اوسکے اقبال کا ستارہ چمکا

دیکھو ہر قوم اپنے تکمیلِ علوم پر نازاں ہے چنانچہ یونان والے اپنے علم پر فخر کرتے ہین کہ سب سے پہلے ہمنے طریقہ کا
ہفت اقلیم کو رنگین کیا ہندوستان والے کہتے ہین کہ ہمارا علم سب سے قدیم ہے چنانچہ مدتہا سے وہ علاوہ
دنیا کے علوم و فنون کا مخزن تھا عرب والے ناز کرتے ہین کہ علم کے ذریعے سے فتوحات کے وسیع یا عناصر کے
ہمارا جھنڈا سر بلند ہوا مصر والے دعوی کرتے ہین کہ ہمنے یونانیون سے پہلے علوم و فنون کی مدد سے کبھی
کامیابی حاصل کی اور ہر قوم کے پاس اپنی وجہِ ثبوت کی ہزار ہا دلیلین موجود ہین اسنے ہین اور ایک شخص
کرنے شہزادہ بلند اقبال ان دونون عقلونکا جداگانہ بیان فرماتے کہ عوام الناس بھی استفادہ حاصل کرین
شہزادہ نے کہا کہ عقلِ معاد کی یہہ حقیقت ہے کہ اوسکے ذریعے سے انسان اپنے معبودِ حقیقی کی شناخت
مین کمال حاصل کر لیتا ہے اور ریاضت و عبادت اور زہد و تقوی اور دینداری و پرہیزگاری کا پابند ہو جاتا ہے
دنیا کی طرف اصلا راغب نہین ہوتا اگرچہ ہر چیز کی صنعت و ندرت کاری صناعِ حقیقی کی ذاتِ والاصفات کا بخوبی
اثبات کر رہی ہے مگر انسان کو تزکیۂ نفس و تصفیۂ قلب سے وہ درجہ حاصل ہو جاتا ہے کہ ہر دم جمالِ معشوق کا نظارہ
دیدۂ دل کے پیش نظر رہتا ہے اور موحد خدا پرست کے لقب سے ملقب ہوتا ہے جسمین یہہ عقل نہین ہوتی وہ نصف
انسان نصف خر ہے مثلاً فرض کرو کہ دو شخص ہین ایک خدا کو مانتا ہے اور دوسرا منکر ہے پس جو شخص خدا کا
قائل ہوگا وہ بہر صورت بہتر رہیگا اس دلیل سے کہ اگر بعد مرگ خدا سے سروکار نہوا تو اسکا کچھہ نقصان نہین اور بالفرض
اگر خدا کوئی چیز ہے تو مرجانیکے بعد روحِ منکر کو عذابِ دائمی ہے اور دوسرا کوئی بچانیوالا زبردست نہین جو اوسکے
کام آئے خدا پرست کا کہ نہ تو دور و تسلسل اوسکو نقصان پہونچا سکتا ہے نہ تناسخ مشرقی اوسکی زندگی مین خلل پیدا
کر سکتی ہے اتنے مین ایک اور شخص بولا اگر خدا ہو تو خدا پرست نے خوفِ بیفائدہ واسطے موہوم مین اپنی زندگی
برباد کی اور کل کے وعدون پر آجکی لذتون سے بھی محروم رہا شہزادہ نے جواب دیا کہ جو شخص لذاتِ دنیاوی پر فریفتہ ہو
اوسکو پورا گدھا قرار دینا چاہئے کہ وہ عقلِ معاش سے بھی بے بہرہ ہے جسکے تجربہ سے دنیا کی نعمتون کا بے بقا
ہونا اور گردشِ روزگار کا انقلاب بوجہِ احسن ثابت ہو جاتا ہے یعنی نعمتِ دنیاوی پایدار نہین اور ناپایدار چیزون کو
ہرگز کوئی عقلمند پسند نکریگا بلکہ ہمیشہ راحتِ دائمی کی طلب مین ہمہ تن مصروف و سرگرم رہے گا +

فرد

ملنے نہ ملنے کا تو وہ مختار آپ ہے — پر چاہیئے کہ تجھکو تگ و دو لگی رہے

جب اسکے جواب سے فارغ ہوا پھر سائل اول کیطرف مخاطب ہو کر کہا کہ اے مردِ دانشمند تمام عالم مین محققون نے
ایک ہزار مذہب کے قریب شمار کئے اور اونکے ماتحت فرقے بیشمار ہین لیکن عموماً مذاہبِ معقول و منقول کی تفریق
بطور کلیات اسطرح خیال کیگئی ہے کہ مذاہبِ معقول مین چھہ گروہ ہین اول سوفسطائیہ اس مذہب والے

اور عقل وہ عالم کو خیالی جانتے ہیں اور وجودِ محسوسات و معقولات کے قائل نہیں دوم طبعیہ ان کا
کہ انسان جسکے ہاتھ محسوس ہوتی ہے وہ موجود ہے سوائے اسکے غیر محسوس کوئی شے وجود نہیں رکھتی انسان حیوان
روح پر منحصر ہے پیدا ہوتے ہیں اور خشک ہو جاتے ہیں قدیم سے اسی وضع پر موجوداتِ عالم کی ساخت ہوتی رہی ہے
کل جو پر و نکلا ہوگی اور سوا اس عالم کے کوئی دوسرا عالم نہیں ہے اکثر انہیں سے عناصر کی پرستش کرتے ہیں وجودِ
دو قسم پر منقسم کو نہیں مانتے سوم فلاسفہ دہریہ اس مذہب کے معتقد سوا محسوسات کے عالمِ معقول کا ہونا بھی
تصور کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سوائے عقل کے انسان کو کسی نوعِ بشر کے ذریعے کی احتیاج نہیں اور
مقصد اونکا یہہ ہے کہ عقلی دلائل پر کار بند ہونا چاہتے ہیں وسیلہ نجاتِ دو جہانی ہے منقول کی حاجت نہیں
مگر عاقلوں یا پیغمبروں کے اقوال جہانتک معقول ہیں اونکے ماننے میں کچھ مضائقہ نہیں چہارم فلاسفہ الہیہ
یہہ لوگ باوجود اثباتِ عالمِ محسوس و معقول کے انبیا پر بھی ایمان رکھتے ہیں اسواسطے کہ انبیا نے محض نظامِ عالم
اور بہبودیِ مخلوقات کے لیے شریعت وضع کی اونکو علمِ نظام ہی بخاطر خواہ حاصل ہے اثباتِ احکام و اشیا سے
حلال و حرام بیان کرنیکے واسطے تا یہ ہیں جانب اللہ ہوئی اور عالمِ ارواح و ملائک و عرش و کرسی و لوح و قلم
وغیرہ کا جو احوال اونہوں نے بیان کیا وہ سب امورِ معقول ہیں مگر عوام الناس کے سمجھانیکو اونکی خیالی اور جسمی
صورتیں بیان کرتے ہیں اسیطرح قیامت و بہشت و حور و قصور و نہر و میوجات وغیرہ کا بیان تالیفِ قلوب
و رغبت کے لیے کہ اکثر عوام کی طبیعت لذتوں کی طرف مائل ہے لہذا اس ترغیب سے وہ نیک عمل کریں
اور عملِ بد کے تارک ہوں علیٰ ہذا القیاس دوزخ و حساب و کتاب و منکر نکیر و کراماً کاتبین و عذاب وغیرہ کا بیان
خوف و ہیبت کے واسطے پنجم صابیہ یہہ لوگ محسوس و معقول اور احکامِ عقلیہ کے قائل ہیں مگر شریعتِ انبیا کے
معتقد نہیں ششم برہمیہ یہہ فرقہ محسوسات و معقولات اور احکامِ عقلی اہلِ دین کو مانتا ہے اور اس مذہب والے
کہتے ہیں کہ شریعتِ انبیا عقلی چاہیے جو نبی آتا ہے وہ نبی اول کا مخالف نہیں ہوتا امرِ خود پسندی کی شریعت
معتبر نہیں ہے یہی چھہ مذہب معقول کہلاتے ہیں اور وہ لوگ جو کہ شریعتِ نقلی کے قائل ہیں مذاہبِ منقول کے
پابند شمار کیے جاتے ہیں یعنے اونکے بعضے اقوالِ شرعی بظاہر دلائلِ عقلی کے مخالف معلوم ہوتے ہیں یہہ لوگ
پانچ گروہ پر منقسم ہیں اول ہنود دوم یہودی سوم مجوسی چہارم نصاریٰ پنجم مسلمان یہہ پانچوں فرقے اس
بات کا دعوے کرتے ہیں کہ ہماری شریعت خاص حضرتِ واجب الوجود کی ہدایت سے برحق ہے یعنے کتبِ
آسمانی کے موافق سب احکامِ شرعی عقلی و نقلی کو تصور کرتے ہیں ہنود برہما کے چار وید کو یہود موسیٰ کے
عہد عتیق یعنے توریت کو مجوس زردشت کی ژند یعنے اصولِ آتش پرستی کی تحریر کو نصاریٰ عہد جدید یعنے
عیسیٰ مسیح کی انجیل کو اور مسلمان محمدِ عربی کے قرآنِ شریف کو اپنا دین و ایمان اور آسمانی کتاب قرار دیتے ہیں

لیکن جبکہ منقولات مین سے کسی مذہب کو بنظرِ غور دیکھتے ہین تو وہ مطلقاً معتقد منقولات نہین ہین
اونمین سے بہی بعضے باوجودیکہ ہندو یا مسلمان یا عیسائی وغیرہ ہونیکے کسی نہ کسی ایک معقول طریقہ کا
معتقد رہتے ہین ہر چند ظاہر مین مذاہبِ منقول کے شامل رہین اور یہی سبب ہے کہ بہت سے فرقے علحدہ
علحدہ ایک ہی مذہب مین پائے جاسکتے ہین اور سلسلہ اونکا ہر قوم مین موجود ہے مثلاً طبعیہ جو یعنے محض عناصر کے
معتقد اور واجب الوجود کے منکر ہر ایک مذہب مین موجود ہین مگر پابندِ شریعت اونکو بدمذہب اور بے ایمان کہتے ہین

مؤلف

پہونچی نظر کسی کی نہ اوسکے جمال پر — ہر چند چشم کہل رہا ہے خیال پر
ہم ممکن الوجود کے قائل ہین اے نظام — ہے آفرین ہمارے خیالِ محال پر

اے مردِ دانشمند عقلِ معاد کا حال معلوم کیا تونے اب عقلِ معاش کا بیان سن کہ دنیا مین ظاہرا دو قسم
آدمی ہین ایک وہ کہ جو ذاتی محنت و مشقت سے زر و مال حاصل کرتے ہین دوسرے وہ کہ جو اپنے زرِ حاصلہ کو
واہیات مین کہو دیتے ہین جو لوگ سست اور کوتہ اندیش ہین کبہی دنیا مین اپنی ترقی نہین کرسکتے محنت و
کفایت شعاری اور اعتدالِ مزاجی و دیانتداری سے کم رتبے کے لوگ اچہے بڑے مرتبے پر ترقی حاصل
کرسکتے ہین اور انسان کے عقلِ معاش کی کسوٹی یہی ہے کہ وہ دولت و مال کو کس طرح سے حاصل کرکے
جمع کرتا ہے اور کس طور پر اوسکو استعمال اور کام مین لاتا ہے اگرچہ بیشک و شبہ دولتِ دنیا اور مال و اسباب کو
انسان کی زندگی کا ثمرہ اور حیاتِ بے بدل کا اصلی مقصود خیال نکرنا چاہئے لیکن اوسکو نفرت سے ترک کرنا
اور یک قلم ہاتھ سے کہونا بہی مناسب نہین اسواسطے کہ دولت و حشمت اور مال و مکنت انسان کے آرام جسمانی
اور بہبودیِ اجتماع کا ایک نیک ذریعہ ہے حقیقت مین انسان کی اکثر عمدہ خصلتین زر کے استعمالِ مناسب سے
متعلق ہین مثلاً فیاضی و انصاف اور منفعتِ غیر کو اپنی مصلحت پر مقدم رکہنا اور امانت و دیانت وغیرہ اور اوسکے
مقابل مین بری خصلتین بہی اسی دولت کے باعث پیدا ہوتی ہین مثلاً طمع و فریب ظلم و خودغرضی وغیرہ
اور زر کی واجبی تحصیل کا طریق اور استعمال کا حق ادا کرنا کمالِ عقلِ معاش کا جوہر کہا جاتا ہے یعنی دولت
حاصل کرنے اور خرچ مین لانے اور لین دین اور قرض و وصیت مین حدِ اعتدال کو ملحوظ رکہنا ہوشیاری
و احتیاط کو ظہور مین لاتا ہے ہر انسان کو لازم ہے کہ آسایشِ دنیوی کے حاصل کرنے مین واجبی طور سے
کوشش کرے کیونکہ اسی سے وہ فرحتِ جسمانی اور آسایشِ بدنی میسر آتی ہے جو انسان کی ترقیِ فضل و کمال کیلئے
ضروری ہے ہر شخص دولت سے اپنے لواحقون اور متعلقون کی پرورش کا سامان تیار کرسکتا ہے جو لوگ
کہ آمدِ روزینہ کو طعمۂ شبینہ کرتے ہین اور کچہہ باقی نہین رکہتے وہ نہایت ہی پست ہمت رہتے ہین اور بالضرور

کم زور و بیکس ہوتے ہین ہمیشہ دوسرے لوگون کے دست نگر اور محتاج رہا کرتے ہین اس قسم کی وسعت اور تنگی اور خوشحالی اور بدحالی محض موسم اور وقت کے ہاتھ مین ہوتی ہے اگر زمانہ فراخ سال اور موسم آمدنی مال کا ہے تو خوشحال ورنہ ذلیل و پامال

مؤلف

نہ اتنا دے کہ ہو نا چیز اسے بار | کہ ہے نا چیز سے ہر ایک کو عار
کھلا بھی اور کھا بھی اور دے بھی | ذخیرہ بھی تو رکھ کل کے لئے بھی
اگر زندہ رہا تو بیکسی مین | بلا ہے پیر ہونا مفلسی مین

سرمایہ اگرچہ کتنا ہی تھوڑا اور کم مقدار کیون نہو لیکن ایک نوع کی قوت بخشتا ہے جسکو یہہ قوت نہو وہ بیشک اپنے اہل و عیال کی طرف خیال کرکے خوف و لرزے مین پڑیگا عاقبت اندیش آدمی خواہ مخواہ دور بین ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنی زندگی کو صرف حال ہی کے لئے نہین سمجھتا بلکہ پیش بینی سے استقبال کا انتظام حال مین کرتا ہے اوسے اپنے مزاج کو خواہ مخواہ اعتدال مین رکھنا پڑتا ہے اور وہ بضرورت اپنی تکلیف گوارا کرکے کام ناکام محنت و مشقت اوٹھاتا ہے اور اپنا کاروبار ایک زمانہ دراز کے واسطے اس خوبی و خوش اسلوبی سے سرانجام دیتا ہے کہ اوسکے بعد بھی ہر کام وقتاً فوقتاً اپنے اپنے موقع پر نہایت خوبصورتی کے ساتھہ ظہور پاتے رہتے ہین اور اوس کے باقی ماندون کی حسرتِ دل گویا کہ جیتے جی ہاتھ مین پوری کر جاتا ہے

فرد

وہ کام کر کہ زمانے مین واہ واہ رہے | نشان سدا نہین رہتا ہے نام رہتا ہے

اس کو عقلِ معاش کہتے ہین اہلِ دربار نے یہہ تقریرِ دل پذیر آویزہ گوش کرکے ذہن و ذکا اور فہم رسا کی نہایت تعریف و توصیف کی عقلِ مجسم نے تبسم فرمایا اور فرزانہ روزگار کے چہرے دل کی کلی کھل گئی الغرض جس جس نے جو سوال کیا شہزادے نے فوراً جواب دیا اور ہر سوال کا جواب بہت شائستگی و لیاقت سے ادا کیا پہر بادشاہ فلک بارگاہ نے ارشاد کیا کہ اے خرد پرور ہم بہت خوش اور نہایت محظوظ ہوئے اب مانگ کیا مانگتا ہے خرد پرور نے عرض کی کہ خداوند آپ کی خوشنودی مزاج کمترین کے واسطے دونون جہان کی نعمتون کا نعم البدل ہے دل مین کسی چیز کی آرزو باقی نہین اور بیشک آرزو ہوتی تو ایک چیز کی ہوتی مگر وہ فضلِ الٰہی سے حضور کے اقبال عالم پناہی نے اول ہی سے مہیا کردی ہے بادشاہ نے فرمایا کہ وہ کیا چیز ہے شہزادے نے کہا کہ بندہ ایک نقل جو کہ اصل حقیقت مین حقیقتِ اصل ہے گذارش کرتا ہے اوس سے احقر کی تمنائے دل کا بخوبی اظہار ہو سکیگا بادشاہ نے فرمایا کہ بیان کر خرد پرور نے کہا کہ

حکایت خلفاے عباسیہ مین ایک شخص ہارون رشید بڑا نامور خلیفہ گذرا ہے اوسکے تین لڑکے تھے ایک محمد امین دوسرا مامون رشید تیسرا معتصم باللہ محمد امین اوسکی بی بی زبیدہ خاتون کا فرزند تھا اگر ہارون رشید اپنے فرزند دوم مامون رشید کو زیادہ پیار کرتا تھا ایکشب خاتونِ موصوفہ نے گلہ کیا کہ تم میرے محمد امین کو جو تمھارا فرزند اکبر اور بی بی زادہ ہے کم چاہتے ہو اور مامون کو جو پرستار زادہ ہے زیادہ تر پیار کرتے ہو اوسنے جواب دیا کہ مین ہر ایک فرزند کو اوسکے حوصلے کے موافق چاہتا ہون اور تمکو امتحان منظور ہو تو مین تماشا دکھا دون یہہ کہکر مسرور داروغہ محل کو حکم دیا کہ محمد امین کو اسوقت جس حالت مین ہو اوسی ہیئت سے دلاسا دیکر بلا لا اسوقت بے اعتدالی معاف ہوگی بلکہ انعام دیا جائیگا مسرور محمد امین کو بلا لایا دیکھا تو وہ مستی مین سرشار ہے پاؤن نہین ٹہیرتا ہارون رشید نے کہا گھبراؤ نہین آج مینے تجھے انعام دینے بلایا ہے جو دل کی خواہش ہو طلب کر بولا کنیزانِ مہرو و ژولیدہ مو جو علم موسیقی جانتی ہون دلادو اور ایک عیش باغ میری مرضی کے موافق بنوادو ہارون رشید نے مسرور سے پوچھا کہ تو اس کو کس حالت مین سے بلا لایا اوس نے عرض کی کہ باغ مین گلبدنانِ سرو قد کے ہمراہ عیش منا رہے تھے راگ و رنگ کی محفل گرم تھی دورِ جام جاری تھا خلیفہ نے مسرور سے کہا کہ میر عمارت اور خانساماں سے کہو کہ اسکو باغ اسکے حسب دلخواہ بنوادو اور کنیزین بخاطر خواہ دلادو بعد اوس کے رخصت کیا اور مامون رشید کو بلوایا وہ کمر باندہ کر ہتیارون سے مسلح اور حربون سے سجی بنکر حاضر ہوا پہلے خواجہ سرا سے پوچھا کیا کرتا تھا کہا مطالعہ کر رہے تھے اس سے پوچھا کہ کیا کتاب تھی کہا تواریخ کہا اوس کی سیر سے فائدہ کہا آئینِ جہانداری معلوم ہوتے ہین کہ فلانا بادشاہ عدل گستری رعیت پروری اور ہوشیاری و بیدار مغزی کا کاربند رہا تو اوس کی سلطنت نے قیام پایا وہ نیکنام ہوا اور فلانا بادشاہ ظالم یا عیش دوست امورات خلافت سے بے خبر راحت طلب رہا تو اوسکی سلطنت تباہ ہوئی اسصورت مین ہمکو تنبیہ کے حاصل ہونے سے علاوہ ایک عبرت بہی حاصل ہوتی ہے کہ کیسے کیسے بادشاہ گذرے مگر آخر اونکا بستر خاک ہوا اب سوا عملِ نیک کے کچھہ کام نہ آتا ہوگا خیر پہر خلیفہ نے پوچھا تو مسلح بن کر کیون آیا کہا مینے قیاس کیا کہ آج خلافِ عادت نصف شب کے وقت یاد فرمایا ہے تو کسی نہ کسی سبب سے خالی نہین شاید کسی غنیم کے دست درازی کی خبر آئی ہو یا کوئی ایسا قصہ گذرا ہو جو مجہے اوس مہم پر بہیجنے کی صلاح ٹہیری ہو اب کمربستہ تیار ہو جاؤن کہ اس کام پر روانہ ہونے مین تاخیر نہو پہر فرمایا کہ آج تیرے دل کی جو بڑی آرزو ہو طلب کر مین عنایت کرونگا عرض کی کہ ایک بڑا کتبخانہ بنوادو اور ہر علم و فن کی کتابین جمع کرادو اور فلانے فلانے معروف و مشہور اوستاد فلانے فلانے

مقام میں ہیں اونکا وظیفہ خاطر خواہ معین کرکے بلوا دو ؎ اگر ہوس است ہمین قدر بس است ؎
یہہ حال قال اونکا سماعت کرکے خلیفہ سے پہلے زبیدہ خاتون نے اوسے سینے سے لگالیا اور کہا کہ الحق
یہہ لڑکا کم توجہی کا اور یہہ زیادہ تلطف کا سزاوار ہے پھر سرور کو حکم دیا میر عمارت سے کہنا کہ کتب خانے کے
لئے مکانِ عالیشان اسے بنوادے اور وزیر کتابیں اور سب خواہشیں اس کی موجود کردے اس نقل سے
صاف ظاہر ہے کہ جو لڑکا اچھے طریقے کا پابند ہوتا ہے اوسپر دشمن کو بھی پیار آتا ہے اور بد رویہ سے دوست کو بھی
انکار و عار رہتا ہے غرض کہ ان دونوں شہزادوں کے برے بھلے افعال واطوار کا نتیجہ بعد ہارون رشید کے
تھوڑے ہی دنوں میں سب کو معلوم ہوگیا یعنے محمد امین نے برس بھر بھی چین سے بادشاہت کی
اور مامون رشید ایک زمانہ دراز تک نہایت دبدبہ و ترقی کے ساتھہ سریرِ سلطنت پر رونق افروز رہا

مؤلف

درس و تدریس میں کوشش جو کوئی کرتا ہے ... زندگانی میں وہی عیش کا دم بھرتا ہے

جب شہزادہ یہہ حکایت تمام کرچکا تو کہا کہ حضور نے ایسا کتب خانہ لاثانی اور اسطرح کا علم بے مثال
اس خاکسارِ بیمقدار کو مرحمت فرمایا جس کا شکر ادا ہونا کسی صورت سے ممکن نہیں ہے

شعر

شکرِ فیضِ تو چمن چون کند اے ابرِ بہار ... کہ اگر خار و گر گل ہمہ پروردۂ تست

یہہ بات سنکر دربارِ سراپا انوار میں چاروں طرف سے احسنت و آفرین کی صدا
بلند ہوئی عقلِ مجسم نے خرد پرور کو پاس بلاکر اپنے سینے سے لگالیا اور کہا
مصرعہ ؎ مارا باین گیاہِ ضعیف این گمان نبود ؎ پھر فرزانۂ روزگار کو
باظہارِ خوشنودیِ مزاجِ اقدس ایک خلعتِ بیش بہا عنایت فرمایا
دربارِ امتحان برخاست ہوا لوگ اپنے اپنے مکانوں پر
تشریف لے گئے جابجا تمام شہروں
اور ملکوں میں شہزادہ عالیشان کی
لیاقت و سعادتمندی کا چرچا ہوا
اور فرزانۂ روزگار کی
تعریفیں اوڑنے
لگیں ؎

باب دوم موسوم بہ عقلِ نہم

مؤلف

ساقی ہمین نہ بھولیو ایسا نہو غضب | آراستہ ہو بزم تو ہمکو یاد کیجیو
تا دورِ نہ فلک رہے آباد میکدہ | جاتے ہین آج کل ہی ہمین شاد کیجیو

جسوقت فرزانۂ روزگار یعنی شہزادہ والاتبار سکونت گاہ مین داخل ہوئے تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری ہوا خرد پرور کو اپنے روبرو بٹھایا کہ ابھی امتحان اول تھا تم ہرگز خیال نکرنا کہ مینے سوالون کا بہت عمدہ جواب ادا کیا اور تمہارا باران نہونا کہ مین کچھہ معقول تقریر کر سکتا ہون اے خرد پرور سب جانتے ہین کہ ابھی تمنے کوئی علم حاصل نہین کیا صرف حروف شناسی کا مادہ اور قدرے عبارت پڑھہ لینے کی طاقت پیدا ہوئی ہے اسلئے اہلِ دربار نے دیدہ و دانستہ قدرے اندازسے سوال کئے تھے وہ خوب جانتے ہین کہ ابھی تم نوآموز مبتدی ہو ابھی تمہاری استعداد کیا ہے ابھی لیاقت علمی کا بہرہ کہان ہے آیا اور یہہ ہرگز نہ سمجھو کہ عقلِ مجسم نے تعریف کرکے سینے سے لگا لیا کسلئے کہ اگر تم نہایت خراب امتحان دیتے اور تمہین بہت بڑی خفت و ذلت بھی ہوتی اور کوئی تمہاری تعریف نکرتا اور سب تمہین برا کہتے تو بادشاہ کچھہ تمکو دربار سے نکلوا نہ دیتا کہ وہ تمہارا باپ ہے، اور تم اوسکے بیٹے دیکھو یہہ مثل مشہور ہے **قول** ہر کسے را عقل خود بکمال نماید و فرزند خود بجمال ٭ مگر جو لڑکا نالائق و بدلیاقت ہوتا ہے اوسے ناخلف کہتے ہین صرف کچھہ باپ کی محبت سے عزت و حرمت حاصل نہین ہوتی باپ اوسکو ہزار عزیز سمجھے لیکن تمام زمانہ کی نظر مین وہ ذلیل و حقیر اور بے توقیر رہیگا۔

فرد

کسبِ کمال کن کہ عزیزِ جہان شوی | کس بے کمال ہیچ نیرزد عزیزِ من

تم جبتک سب علم و فن مین دستگاہ کامل پیدا نکروگے کوئی تمہین علامۂ زمان نہ کہیگا اول ہم تمہین علم صرف تعلیم کرتے ہین جسکو اہل عرب اپنی اصطلاح مین اُمّ العلوم کہتے ہین پھر علم نحو اور منطق وغیرہ سکھائین گے یاد رکھنا چاہئے کہ ہر علم کیواسطے ایک موضوع ہے موضوع اوسکو کہتے ہین کہ جسکا بیان ایک علم خاص مین کیا جائے وضع ایجاد کرنا اور واضع ایجاد کرنیوالا چنانچہ صرف کا موضوع کلمہ اور نحو کا موضوع کلام اور منطق کا موضوع تصدیق و تصور ہے پس ہر ایک کا حال موقع بموقع بیان کرینگے اب ہم علم صرف کا بیان کرتے ہین اے خرد پرور جو بات انسان کے مونہہ سے نکلتی ہے اوسے لفظ کہتے ہین وہ

دو قسم ہے بامعنی اور بے معنی لفظِ بامعنی کو کلمہ اور بے معنی کو مہمل کہتے ہیں پھر کلمہ تین قسم پر منقسم ہے
اسم فعل حرف اسم نام کو کہتے ہیں اوسکی تین اقسام ہیں جامد مصدر مشتق اسم جامد پھر دو قسم ہے
نکرہ معرفہ اسم نکرہ غیر معین چیز پر دلالت کرتا ہے جیسے مرد و زن وغیرہ اسکو اسم جنس بھی کہتے ہیں اسم
معرفہ وہ ہے جسسے کوئی معین چیز سمجھی جاوے جیسے زید عمرو وغیرہ کہ خاص کسی شخص کا نام ہے اسکی سات قسمیں ہیں
قسم اول علم یہہ کسی خاص چیز کا نام ہے چنانچہ کبھی خطاب ہوتا ہے جیسے احتشام الدولہ یا فیروز جنگ
یا عمدۃ الملک یا خان بہادر وغیرہ اور کبھی کنیت ہوتی ہے یعنے باپ بیٹے بھائی وغیرہ کے نام سے پکارا جاتا ہے
جیسے عرب میں ابو القاسم یا ام ایمن یا ابن حجر وغیرہ علے ہذا القیاس ہندی میں جیسے بدہو کے باوا نگل کی
ماں نورا کے بیٹے کیسر کے بھائی وغیرہ اور کبھی عرف ہوتا ہے یعنے نام کچھہ اور ہو لوگ کچھہ اور کہکر پکارتے
ہوں جیسے اسد اللہ خان نام ہے عرف مرزا نوشہ مشہور ہیں اور کبھی تخلص ہوتا ہے یعنے شاعر ایک مختصر نام
اپنا مقرر کر کے اشعار میں لاتا ہے اور وہ نام سے بھی زیادہ شہرت پاجاتا ہے جیسے سعدی یا جامی وغیرہ
کہ نام انکا مصلح الدین اور عبد الرحمن ہے مگر جبتک سعدی یا جامی نکہو کوئی نہیں سمجھتا اور کبھی القاب ہوتا ہے
یعنے ذات اور قوم وغیرہ کے نام سے مشہور ہو جیسے میر صاحب یا خان صاحب اور مرزا جی یا شیخ جی وغیرہ
اور کبھی ہندی میں سنگہ اور ناتہہ اور رائے اور داس وغیرہ بھی علم میں داخل ہوتے ہیں **قسم دوم**
ضمیر اکثر ضمیر سے پہلے اسم یا فعل واقع ہوتا ہے اور جس حال میں ضمیر اول اور مرجع اسکے بعد بیان
کرتے ہیں اوسکو اضمار قبل الذکر کہتے ہیں اگرچہ عربی و فارسی میں بہت سی ضمیریں ہیں اور انمیں تفرقہ
بھی ہوتی ہے جیسے ضمائر متصلہ اور ضمائر منفصلہ ضمیر متصل وہ ہے کہ کسی کلمہ سے ملی ہوئی واقع ہو ضمیر منفصل
وہ ہے کہ بذات خود ایک علیحدہ کلمہ ہو اور ان دونوں قسموں میں سے ہر ضمیر تین طور پر ہے مرفوع منصوب
مجرور مرفوع ضمیر فاعل کی ہے منصوب ضمیر مفعول کی اور مجرور ضمیر مضاف الیہ کی اسصورت میں ضمیر
چھہ قسم پر منقسم ہوتی ہے مرفوع متصل مرفوع منفصل منصوب متصل منصوب منفصل مجرور متصل مجرور منفصل مگر اردو میں
کچھہ اسکی قید نہیں یعنے ضمیر کے لیئے تین لفظ مقرر ہیں اور عربی میں مذکر و مونث جدا جدا ہیں فارسی میں
اسکا لحاظ بھی ملحوظ خاطر نہیں بلکہ دونوں کو ہمیشہ ایک ہی طور پر استعمال کرتے ہیں ہرچند کہ اردو میں
مذکر و مونث کی جداگانہ علامت ہے لیکن ضمیر میں دونوں یکسان ہیں چنانچہ واحد غائب مذکر و مونث
کیواسطے وہ اور جمع غائب مذکر و مونث کیواسطے وہ یا وے مقرر ہے مگر فی زماننا وہی ضمیر واحد
یعنے وہ کا لفظ بجاے جمع بھی فصیح و مستعمل ہے اور واحد حاضر مذکر و مونث کیواسطے تو اور جمع حاضر مذکر و مونث
کیواسطے تم اور واحد متکلم مذکر و مونث کیواسطے مین اور جمع متکلم مذکر و مونث کیواسطے ہم مقرر ہے

اور ضمیر کے پہیرنے کو راجع اور ضمیر جسطرف پہرتی ہے اوسے مرجع کہتے ہین قسم سوم کلمات اشارہ
جسکے ذریعے سے کسیکی طرف اشارہ کرین یعنے وہ کلمہ جو خاص واسطے اشارہ کے موضوع ہوا ہو جسکیطرف
اشارہ کرتے ہین اوسکو مشارٌ الیہ اور اشارہ کرنیوالیکو مُشیر اور جس لفظ سے اشارہ کیا جاتا ہے اوسکو اسم
اشارہ کہتے ہین اردو مین اسکے واسطے دو لفظ مقرر ہین ایک واسطے قریب کے اور دوسرا واسطے بعید کے
پس انمین سے قریب کے لئے یہ اور بعید کے لئے وہ اور اگرچہ انکی جمع بھی یے اور وے ہے مگر اہل فصاحت
جمع مین بھی وہی دونون لفظ جاری رکہتے ہین جو واحد کے محل پر استعمال کئے جاتے ہین اور کبھی محاورے
مین ضمیر متکلم کے مقام پر فروتنی اور کسر نفسی کیواسطے بحسب مراتب لفظ بندہ اور غلام اور نیازمند اور
خاکسار اور احقر اور مخلص اور فدوی اور عاصی اور کمترین اور گنہگار اور خانہ زاد وغیرہ اور ضمیر مخاطب
غائب مین آپ اور حضرت اور جناب اور خود بدولت اور خداوند اور پیر و مرشد وغیرہ مستعمل ہوتے ہین
قسم چہارم اسم موصول جو بغیر صلہ کے تنہا نہ مبتدا ہوسکے نہ خبر اوسکے واسطے یہہ الفاظ مقرر ہین
جو جس جسکو جسے واحد کے لیئے اور جن جنکو جنہین جنہون کو جمع کے لیئے مگر جو کا لفظ واحد اور جمع
دونون کیواسطے کافی ہوسکتا ہے اور صلہ اوسکا ایک جملہ ہوا کرتا ہے جیسے جو آدمی کل آیا تہا اب
حاضر ہے اس مثال مین جو آدمی اسم موصول ہے اور کل آیا تہا اوسکا صلہ اور اسمائے موصول کبھی شرط کے
معنی بھی دیتے ہین اونکی جزا مین سو یا وہ وغیرہ آتا ہے جیسے جو آئیگا سو پائیگا مگر سو کا محاورہ اب
غیر فصیح ہے اور وہ کی مثال اس مصرعہ مین موجود ہے مصرعہ جو گیا ملک عدم وہ نہ پھرا صد افسوس
علی ہذا القیاس اور مثالین سمجھہ لو اے خرد پرور یاد رکہنا چاہیے کہ ضمیر اور اسمائے اشارہ اور اسمائے
موصول مین تبدیل بھی واقع ہوتی ہے یعنے اسکے اکثر حروف دوسرے حرفون سے بدلجاتے ہین
جیسے ضمائر مین مین اور تو اور وہ سے مین نے تو نے اوسنے اور مجھکو تجھکو اوسکو اور مجھے تجھے
اوسے وغیرہ ضمیر واحد مین اور ہم تم وہ سے ہمکو تمکو اونکو اور ہمین تمہین انہین وغیرہ ضمیر جمع مین
اور اضافت کی صورت مین میرا تیرا اوسکا اور ہمارا تمہارا اونکا اونہون کا وغیرہ اور ضمیرونکی تبدیل
کیواسطے حروف معنوی کا لفظون مین ہونا ضرور ہے مقدر کبھی نہین آتے خواہ متصل ہون یا
فاصلے سے مگر تبدیل یکسان ہے اسمائے اشارہ کی تبدیل بعینہ ایسی ہے جیسے ضمیر غائب کی اور اسمائے
موصول کی تبدیل کا قاعدہ بھی اسی طور پر قیاس کر لینا چاہیئے اور ہر تبدیل ان تین صورتون مین سے
ایک صورت پر واقع ہوگی فاعلی یا مفعولی یا اضافت قسم پنجم حرف ندا جو نکرہ کو معرفہ بنا دیتا ہے
جیسے اے آدمی کیونکہ جو سامنے ہوتا ہے اوسکو پکارتے ہین مگر اندہا آدمی کسی غیر معین کو پکاریگا وہ نکرہ ہی رہیگا

قسم ششم وہ ہے کہ نکرہ کسی خاص لفظ کے سبب سے معرفہ ہوجائے جیسے مرد معلوم سے کہو مرد نکرہ ہے مگر معلوم وغیرہ کی طرح کا لفظ ملیگا تو معرفہ ہوجائیگا قسم ہفتم یہہ ہے کہ اگر اسم نکرہ معرفہ کیطرف سوائے ندا کے مضاف ہوگا تو وہ بھی معرفہ بن جائیگا جیسے کتاب کا ورق یا میرا سبق یا اپنا مال وعلے ہذا القیاس آخر دیر ور اسم کی کیفیت معلوم کی تم نے اب فعل کی حقیقت سنو فعل کام کو کہتے ہین اور یہہ سب اسم مصدر سے مشتق ہوتے ہین مصدر تمہین سب یاد ہین اونکی علامتین اور شناخت کے قاعدے بھی ہم بخوبی سمجھا چکے ہین مگر اونکے اقسام اور اسمائے مشتقات کا یاد کر لینا بھی ضرور ہے یاد رکھو کہ باعتبار وضع کے مصدر کی دو قسمین ہین وضعی اور غیر وضعی وضعی وہ کہ جسکو واضع نے خاص مصدر کے معنے مین وضع کیا ہے جیسے آمدن آنا اور رفتن جانا غیر وضعی وہ کہ ہندی یا عربی کے لفظون مین فارسی کی علامت لگا دی یا فارسی و عربی لفظ مین ہندی علامت ملا کر مصدر بنا لیا چنانچہ رقصیدن طلبیدن فہمیدن یعنی رقص اور طلب اور فہم عربی لفظ ہین اور چلیدن چلنا تنیدن تننا چریدن چرنا ہندی سے بنائے گئے یا خریدنا بخشنا بدلنا داغنا قبولنا وغیرہ خرید اور بخش اور بدل اور داغ اور قبول عربی فارسی لفظ ہین انپر نا کہ ہندی مین علامت مصدر کی ہے زیادہ کرکے مصدر بنا لیا اور ایک قسم مصدر مرکب ہے وہ دو لفظون سے ملکر بنایا جاتا ہے جیسے نگاہداشتن اور خرچ کردن یا خوش ہونا اور تماشا دیکھنا وغیرہ یاد رکھنا چاہئے کہ مصدر مرکب کے صیغے بھی مرکب ہوتے ہین اور جس مصدر کا فعل اوسکے فاعل پر تمام ہوجائے اوسکو مصدر لازم کہتے ہین اور جسکا فعل فاعل سے تجاوز کرکے مفعول بھی طلب کرے وہ متعدی ہے اور جو ایک مفعول سے زیادہ کا محتاج ہو اوسکو متعدی المتعدی اور متعدی بدو مفعول یا متعدی بسہ مفعول کہتے ہین جیسے کہانا پینا مصدر لازم ہے کہ فاعل پر تمام ہوگیا اور کہلانا پلانا متعدی ہے یعنے فاعل کے ہاتھ سے یہہ فعل دوسرے شخص پر واقع ہوا اور کہلوانا پلوانا متعدی المتعدی ہے یعنے ایک شخص نے دوسرے شخص کے ہاتھ سے تیسرے شخص کو کہلوایا یا پلوایا اور فارسی مین ایک قسم مصدر کی مصدر مشترک ہے اوسکے معنے کبھی لازم ہوتے ہین کبھی متعدی جیسے تاختن دوڑنا اور دوڑانا چنانچہ اس رباعی اور شعر مین دونون مثالین موجود ہین

رباعی

تا پست و بلند روزگاران دیدیم ٭ تا فصل خزان و نوبہاران دیدیم
در راہ طلب دو اسپہ می باید تاخت ٭ تا تاختن شاہسواران دیدیم

شعر

نہ ہر جائے مرکب توان تاختن ٭ کہ جاہا سپر باید انداختن

اور ایک قسم مصدر کی مقتضب ہے یعنی بریدہ اوس سے تمام صیغے مشتق نہین ہوسکتے جیسے شخن یا سنجیدن

کہ اسکا صیغہ مضارع و مستقبل نہیں ہے، اسیطرح بعضے افعال بھی ناقصہ کہلاتے ہین جنکا مصدر نہین ہوتا چنانچہ
اَست اند ہ اید ام ایم یا ہست ہستند ہستی ہستید ہستم ہستیم اور باشد باشند باشی باشید باشم باشیم بھی
اسی مین داخل ہین اسواسطے کہ شدن کا مضارع شود اور بودن کا بود بنتا ہے بعضے کہتے ہین کہ اَستن
اور ہستن یعنی بودن مصدر ہین ہست اور اَست اوسکی ماضی او بودن سے خلاف قیاس باشد بھی مضارع ہے
مگر انکو ناقص اسواسطے کہتے ہین کہ بغیر اسم و خبر کے ان صیغون کے معنی مفید مطلب نہین ہوتے اور افعال ناقصہ ہمیشہ اسم
و خبر کو طلب کرتے ہین اے خرد پرور مصدر باعتبار معنی کے دو قسم ہے اول صحیح دوم غیر صحیح صحیح وہ ہے
جسکی ماضی مصدر سے ایک قاعدہ پر بنتی ہو یعنی علامت مصدر کہ لفظ نا ہے مصدر سے دور کرکے دیکھین اگر الف
یا واو باقی رہے تو لفظ یا زیادہ کرین جیسے کہانا سے کہایا اور سونا سے سویا اور جبکہ ان دو حرفون کے سوا
کوئی اور حرف ہو تو فقط الف زیادہ کرنا کافی ہے جیسے گذرنا سے گذرا اور دوڑنا سے دوڑا غیر صحیح وہ ہے
جسکی ماضی مین یہہ قاعدہ جاری نہو جیسے جانا سے گیا اور ہونا سے ہوا اور مرنا سے موا وغیرہ اگرچہ جانا سے
جایا بھی ماضی اکثر مقام پر بولی جاتی ہے جیسے تم جایا چاہتے ہو یا ہم جایا کرتے ہین مگر یہہ قاعدہ خلاف
قیاس ہے اب سمجھو کہ فعل دو قسم ہے ایک لغوی جسکو مصدر کہتے ہین دوسرے اصطلاحی جو مصدر سے بنایا جاتا ہے
فعل کام فاعل کام کرنیوالا مفعول کام کیا گیا یعنی جسپر فعل صادر ہوا اور جس فعل کا فاعل معلوم ہوا اوسکو فعل معروف
اور جسکا فاعل معلوم نہوا اوسکو فعل مجہول کہتے ہین مگر فعل لازمی کبھی مجہول نہوگا اور فعل متعدی معروف
و مجہول دونون ہوسکتا ہے فعل معروف اور فعل مجہول بھی دو قسم ہے اثبات و نفی اثبات فعل کا
سرزد ہونا ثابت کرتا ہے جیسے کر دکیا اوس ایک شخص نے نفی سے فعل کے واقع ہونیکا انکار پیدا ہوتا ہے
جیسے نکرو نکیا اوس ایک شخص نے انکو فعل مثبت اور فعل منفی بھی کہتے ہین مگر امر و نہی کبھی اثبات و نفی مین
شامل نہین کیا جاتا اے خرد پرور مصدر سے اول صیغہ ماضی بنایا جاتا ہے ماضی چھہ قسم پر منقسم ہے
اول ماضی مطلق یعنے کسیطرح کی قید اوسمین نہو اور فقط زمانہ گذشتہ پر دلالت کرے جیسے آمد
آیا وہ ایک شخص گذرے ہوے زمانہ مین اور اوسکے بنانیکا طریقہ اوپر بیان ہوچکا یعنے اردو مین نا کے
مقام پر مصدر مین یے الف یا فقط الف لانیسے ماضی بنجاتی ہے اور فارسی مین علامت مصدر سے
نون دور کرکے ماضی بنالیتے ہین **دوم ماضی قریب** اسکی علامت فارسی مین ہ است ہے اسکو ماضی
مطلق سے بناتے ہین جیسے آمد سے آمدہ است آیا ہے اور ہندی مین ہے کا لفظ ماضی مطلق پر بڑہاتے ہین
جیسے آیا سے آیا ہے **سوم ماضی بعید** فارسی مین اس کی علامت ہ بود ہے اور ہندی مین تھا
جیسے آمدہ بود آیا تھا **چہارم ماضی استمراری** جسکو ماضی دوامی اور ماضی ناتمام بھی کہتے ہین س

فارسی مین اسکی علامت یہہ ہے کہ ماضی مطلق کے ماقبل می زیادہ کرتے ہین جیسے آمد سے می آمد اور ہندی مین
اسکا یہہ قاعدہ ہے کہ مصدر سے نا دور کرکے تا تہا لگا دیتے ہین جیسے آنا سے نا دور کرکے اور تا تہا بڑہایا تو
آتا تہا بنگیا یہی ماضی استمراری ہے پنجم ماضی احتمالی جسکو ماضی تشکیه اور ماضی موہوم بہی کہتے ہین اسکی
علامت فارسی مین ماضی مطلق پر باشد اور ہندی مین ماضی مطلق پر ہو زیادہ کرنا ہے جیسے آمد سے آمدہ باشد
اور آیا سے آیا ہو ششم ماضی تمنائی جسکو ماضی شرطیه بہی کہتے ہین اسکی علامت فارسی مین ے مجہول ہے
کہ جو ماضی مطلق کے آخر مین زیادہ کرتے ہین جیسے آمدے اور ہندی مین ماضی بعید سے تہا دور کرکے ماضی تمنائی
بناتے ہین جیسے آتا تہا سے تہا دور کیا تو آتا باقی رہا یہی ماضی شرطیه ہے یہہ چہہ قسمین جو ہمنے بیان کی ہین
علاوہ اسکے باصطلاح جدید قسم ہفتم ماضی معطوفه ہے فارسی مین یہہ صیغہ بالکل اسم مفعول سے مشابہت رکہتا ہے
یعنے ماضی مطلق کے آخر مین ہاے ہوز بڑہاتے ہین اور ہندی مین امر کے صیغے پر کر یا کے زیادہ کرتے ہین جیسے
آمدہ آکر یا آکرکے اور ماضی معطوفه کبہی تنہا واقع نہوگی بلکہ ہمیشہ دو فعل باہم ہونگے انمین سے فعل اول کو
ماضی معطوفه کہتے ہین جیسے ایک شخص نے کہانا کہا کر پانی پیا یا ہم بازار ہوکے آتے ہین اب مضارع کا بیان
سنو لغت عرب مین مضارع کے معنے یہہ ہین کہ ایک پستان سے دو بچے دودہ پیئین مگر صرفیون کی اصطلاح مین ایک
صیغے سے دو زمانے پائے جائین فعل مضارع مین حال و استقبال دونون زمانے موجود ہوتے ہین اس کو
اردو مین اسطرح بناتے ہین کہ نا جو علامت مصدر کی ہے دور کرکے دیکہین اگر الف یا واو ہو تو لفظ وے
یا ئے کا زیادہ کرین جیسے سونا اور جانا وغیرہ سے سوتے اور جاتے یا سووے اور جاوے وغیرہ اور جو مصدر کی
علامت دور کرنیکے بعد کوئی دوسرا حرف باقی رہے تو صرف ے مجہول کافی ہے جیسے پڑہے اور یاد کرے
وغیرہ اور جسجگہ ے باقی رہے وہان دونون طرح مضارع درست ہے جیسے جینا سے جیئے یا جیوے لیکن ہونا
جو مصدر ہے اسکا مضارع بدون علامت کے بہی آتا ہے چنانچہ ہو اور مضارع کے صیغون مین مذکر و مؤنث یکسان ہے
فارسی مین دال ماقبل مفتوح علامت مضارع کی ہے مگر چونکہ ماضی کا صیغہ ہے شاذ ہے اور قاعدہ ہے کہ دو حرفی
ماضی مین ایک حرف زیادہ کرکے سہ حرفی مضارع بناتے ہین جیسے زد سے زند اور شد سے شود اور
یاد رکہنا چاہئے کہ مضارع کی دال سے ماقبل کبہی اصلی حرف مصدر کا بحالت اصلی مفتوح رہیگا جیسے افشردن سے
افشرد اور گستردن سے گسترد وغیرہ اور کبہی ابجد کے گیارہ حرفون مین سے کسی حرف کے ساتہہ بدلا جاتا ہے
یعنے ا ح ز ر س ش ف م ن و ی چنانچہ ان حروف کا مجموعہ یہہ ہے شرفہم الرحمن فی یا ازحی (?)
فن سرحوش (?) اور ان حرفون مین کسی مقام پر ایک حرف کے عوض ایک حرف اور کسی محل پر ایک حرف کے
بدلے دو حرف لاتے ہین اور کسی موقع پر اوس حرف اصلی کو باوجود قائم رکہنے کے انہین سے بہی کوئی حرف

مضارع کا بیان

فعل مستقبل کا بیان

زیادہ کر دیتے ہیں اب مستقبل کا حال سنو اسے خرد بزرگ جس صیغے میں زمانہ آیندہ پایا جائیگا اوسکو مستقبل کہیں گے اسکے بنانیکی ترکیب یہہ ہے کہ اردو میں مضارع کے صیغے پر واحد میں گا زیادہ کرتے ہیں جیسے وہ پڑھیگا اور جمع میں گے جیسے وہ پڑھینگے اور حاضر غائب متکلم سب میں ان علامتوں کی یہی صورت رہیگی جیسے میں کرونگا تو کریگا وہ کریگا وغیرہ اور مونث کیواسطے گا کا الف یی معروف سے بدل جائیگا جیسے وہ پڑھیگی تم پڑھوگی وغیرہ اور جو بعضے اصحاب کے محاورے میں ماضی قریب اور حال کے صیغے میں بھی گا اور گے لاتے ہیں وہ بالکل غیر فصیح اور بے معنی ہے جیسے وہ سوتا ہیگا یا ہم دیکھہ رہے ہینگے وغیرہ اور کبھی مستقبل کا صیغہ اسطرح بناتے ہیں کہ مصدر اردو کے الف آخر کو یائے مجہول سے بدل کر گا اور گے کاف تازی سے بڑہاتے ہیں جیسے میں نہیں پڑہنے کا اور تو نہیں لکھنے کا وغیرہ اور فارسی میں یہہ قاعدہ ہے کہ صیغہ ماضی مطلق کے اول میں خواہد زیادہ کرتے ہیں جیسے خواہد آمد آئیگا خواہد رفت جائیگا اور لطف یہہ ہے کہ ہمیشہ اسمیں صیغہ واحد غائب ماضی مطلق کا بدستور قائم رہیگا صرف خواہد کی تصریف ہوا کریگی جیسے اس مثال سے ظاہر ہے خواہد آمد خواہند آمد خواہی آمد خواہید آمد خواہم آمد خواہیم آمد

حال کا بیان

حال زمانہ موجود کو کہتے ہیں اگرچہ زمانہ حال کو کسی طرح قرار نہیں یعنے دمبدم ماضی میں شامل ہوتا جاتا ہے لیکن جو وقت موہوم کہ ماضی و استقبال کا فرق ظاہر کرتا ہے اوسکا نام حال ٹھیرایا گیا ہے اسکو فارسی میں مضارع سے بناتے ہیں اور طریق اوسکا یہہ ہے کہ مضارع کے صیغے پر می یا ہمی زیادہ کرنیسے صیغہ حال بنجاتا ہے جیسے آید اور رود سے می آید و میرود یا اس مصرع میں ؎ یکے ہمی رود و دیگرے ہمی آید ؎ اردو میں صیغہ ماضی تمنائی سے حال بنتا ہے یعنے اوسکے آخر میں ہے کا لفظ بڑہاتے ہیں جیسے آتا اور کرتا سے آتا ہے اور کرتا ہے وغیرہ اور کبھی مضارع کے آخر میں بھی ہے زیادہ کرنیسے حال کے معنی پیدا ہوتے ہیں چنانچہ اس شعر میں ؎ شعر ؎ رخصت اے زندان جنون زنجیر در کھڑکاتے ہے ؎ مژدہ خار دشت پھر تلوا مرا کھجلاتے ہے ؎ یعنے کھڑکاتا ہے اور کھجلاتا ہے مگر فی زماننا اسطرح کا محاورہ فصاحت کے برخلاف زمانہ سابق میں البتہ جائز ہوگا اور کبھی ماضی تمنائی کو بھی حال کے موقع پر استعمال کرتے ہیں جیسے تو نہیں پڑھتا مگر یہہ محاورہ اکثر نفی میں یا استفہام کے مقام پر ہے اور اوسوقت حرف استفہام کو مقدر جانتے ہیں

امر کا بیان

امر وہ فعل جسمیں کسی کام کرنیکا حکم ہو اوسکے صیغے بعینہ مضارع کے صیغے ہوتے ہیں صرف اسقدر فرق ہے کہ مضارع واحد حاضر کے آخر میں ے مجہول یا وے ہوتا ہے اور امر واحد حاضر کے آخر میں اسکو نہیں لاتے اسی سبب سے کچھہ علامت ملانیکی ضرورت نہیں کہ خود بخود مضارع واحد سے امر واحد کا صیغہ علیحدہ ہے مگر غائب اور متکلم کے صیغے میں تمیز کیواسطے کچھہ اور الفاظ ملاتے جاتے ہیں جیسے چاہئے کہ وہ کرے یا لازم کہ ہم کریں یا مناسب کہ میں کروں وغیرہ اور جمع حاضر کیواسطے صیغہ واحد حاضر کے

آخر واو مجہول بڑہاتے ہین جیسے تو چل سے تم چلو یا پڑہ سے پڑہو وغیرہ اور مقام تعظیم مین امر حاضر کے آخر یاے مکسور مجہول زیادہ کر کے اول مین آپ کا لفظ لاتے ہین جیسے آپ بیٹہیے یا آپ بولیے وغیرہ اور جو امر کے آخر مین الف ہوگا تو ہمزہ اور یے بڑہاتے ہین جیسے آئیے لائیے وغیرہ اور جو امر کے آخر مین واو یا یے ہوگی تو ہمزہ کی جگہ جیم بولینگے جیسے دیجیے یا ہوجیے اور کبہی واو مین بہی الف کا قاعدہ جاری کر کے کہوئیے اور سوئیے بولتے ہین اور کبہی یہی صیغہ مضارع کے معنے مین آتا ہے جیسے کیا کیجے کچہ بن نہین پڑتی یعنی کیا کرین اور کبہی امر کے واسطے آئیے گا بیٹہیے گا ہی کہتے ہین اسمین گا کچہ استقبال کے لئے نہین ہے، بلکہ زیادہ آتا ہے اور کبہی اس امر کے آخر کی یاے مجہول کو واو مجہول سے بدل لیتے ہین اوسوقت امر کے صیغے مین خاص زمانہ مستقبل پیدا ہوجاتا ہے جیسے کہا کیجیو کیجیو وغیرہ مگر اس طرحکا امر کبہی دعا کا فائدہ بخشتا ہے جیسے خدا تمکو زندہ رکہیو یا تمہاری عمر دراز ہوجیو وغیرہ اور یاد رکہنا چاہیے کہ مضارع کیطرح امر مین حال و استقبال دونون موجود ہوتے ہین اور امر اپنے اپنے محل مختلف معنی پیدا کرتا ہے فارسی مین علامت مضارع کی یعنی دال ماقبل مفتوح دور کر دیجیے امر واحد حاضر بنجاتا ہے جیسے سازد سے ساز اور شناسد سے شناس وغیرہ اور دعا کیواسطے مضارع کی دال سے ماقبل الف دعائیہ زیادہ کر کے امر بنا لیتے ہین جیسے کند سے کناد اور شود سے شواد اور اردو مین مصدر بہی امر حاضر کے مقام پر مستعمل ہے جیسے یہہ کتاب لانا یعنے لاو اور اسمین جمع اور واحد برابر ہے۔ نہی اوس فعل کا نام ہے جسمین سے کسی کام کے نکرنیکا حکم پایا جاے اوسکو فارسی مین اسطرح بناتے ہین کہ امر کے صیغے پر ایک میم مفتوح جو علامت نہی کی ہے زیادہ کرتے ہین جیسے تراش سے متراش اور کن سے مکن وغیرہ اور امر دعائیہ کی نہی کیواسطے بہی یہی میم مقرر ہے جیسے کہ اور صیغون کے لئے فارسی مین نفی کا نون آیا کرتا ہے چنانچہ نرسد سے مرساد اور نبیند سے مبیناد علی ہذا القیاس اردو مین تین لفظ مقرر ہین مت اور نہ اور نہین یہہ الفاظ موقع بموقع اپنے مقامات پر واقع ہوتے ہین اور یاد رکہو کہ خاص محاورۂ زبان فارسی مین ماضی اور مضارع اور امر پر باے موحدہ تحسین کلام کے لیئے اکثر لایا کرتے ہین اوسکو معنی مین اصلا مداخلت نہین ہے جیسے بگفت بگوید بگو وغیرہ اے خرد پرور یہہ طریقہ جو ہمنے بیان کیا مثبت فعلون کا تہا اور اگر منفی بنانا منظور ہو تو نون مفتوح جو علامت نفی کی ہے فارسی اور اردو دونون مین یا نہین کا لفظ خاص اردو مین ہر فعل پر واقع ہو ویسے نفی کا صیغہ بن جائیگا غرضکہ فرزانہ روزگار نے ہر فعل کا بیان مفصل شہزادہ دانش پناہ کو خاطر خواہ سمجہا دیا پہر فرمایا کہ اگر کوئی فعل کبہی مکرر واقع ہو تو کثرت کا فائدہ دیتا ہے جیسے بولتے بولتے تہک گیا یا مارتے مارتے ہوش کہو دیے یعنے بہت باتین کین یا بہت مارا

نہی کا بیان

اور کبھی کیفیت ظاہر کرنیکے واسطے فعل مکرر واقع ہوتا ہے جیسے جاگتے جاگتے سوگیا اور کبھی اظہار تبدیل حال کے واسطے مکرر آتا ہے جیسے ہنستے ہنستے رو دیا اسیطرح کبھی تدریج کے معنے مستفاد ہوتے ہین جیسے رفتہ رفتہ یا شدہ شدہ اور یا اردو مین جیسے کہین کہ پڑہتے پڑہتے پڑہنا آجائیگا وعلی ہذا القیاس اب مصدر سے جو اسماے مشتقات پیدا ہوتے ہین اونکا معلوم کرنا بہی ضرور ہے اور وہ سات ہین حاصل مصدر اسم فاعل اسم مفعول اسم آلہ اسم ظرف اسم حالیہ اسم تفضیل **حاصل مصدر** اوس کام کے اثر کو کہتے ہین کہ جو کام فاعل سے سرزد ہو اور جس سے مصدر کی کیفیت دریافت ہوجاے اور علامت مصدر اوسمین نہو اردو مین اسکے واسطے اکثر یہہ قاعدہ ہے کہ مصدر سے نا دور کرنیکے بعد جو باقی رہے وہ حاصل مصدر ہے اور یہہ امر واحد حاضر سے بالکل مشابہت رکہتا ہے جیسے مارنا سے مار اور پیٹنا سے پیٹ وغیرہ اور کبھی ماضی کے آخر واو یا پے زیادہ کرکے بناتے ہین جیسے لگاو چڑہاو ملاپ وغیرہ اور فارسی مین حاصل مصدر کے واسطے کئی صورتین ہین کبھی مصدر کا نون دور کرکے بنا لیتے ہین جیسے خریدن اور فروختن سے خرید و فروخت وغیرہ اور یہہ ماضی مطلق واحد غائب سے التباس رکہتا ہے کبھی امر حاضر کے آخر شین ما قبل مکسور زیادہ کرتے ہین جیسے گردش سوزش آرایش زیبایش وغیرہ اور کبھی صیغہ ماضی کے آخر گی زیادہ کرنیسے اور کبھی ار بڑہانے سے بہی حاصل مصدر بنجائیگا جیسے آسودگی و آلودگی اور رفتار و گفتار وغیرہ **اسم فاعل** وہ اسم ہے جس سے فعل کا ظہور مین لانیوالا دریافت ہو جو فعل اختیاری ظاہر ہوتا ہے اوسکو صادر کہتے ہین جیسے مارنا آنا جانا وغیرہ اور فعل غیر اختیاری کو قائم کہتے ہین جیسے مرنا جینا وغیرہ اردو مین اسکا یہہ قاعدہ ہے کہ الف مصدر کو یاے مجہول سے بدل کر والا کا لفظ آخر مین زیادہ کرتے ہین جیسے مارنیوالا اور مرنیوالا اور آنے والا جانے والا وغیرہ اور فارسی مین اسم فاعل کی دو صورتین ہین اول قیاسی کہ جو امر واحد حاضر سے ندہ کے لگانیسے بنایا جاتا ہے جیسے پرندہ اور زنندہ اور کشندہ اور روندہ وغیرہ دوم سماعی کہ جس کو اسم فاعل ترکیبی کہتے ہین وہ ہمیشہ اسم اور فعل سے ملکر بنایا جاتا ہے جیسے دستگیر اور جلد ساز وغیرہ اور کبھی امر حاضر کے آخر مین الف زیادہ کرتے ہین جیسے دانا بینا وغیرہ اور یاد رکہنا چاہیے کہ اسم و فعل مرکب ہوکر پانچ معنی مین استعمال کیا جاتا ہے **اول** اسم فاعل اسم اور امر سے جیسا کہ ہمنے بیان کیا **دوم** اسم مفعول جیسے دوا خانہ ساز یعنے گہر کی بنی ہوئی **سوم** اسم ظرف جیسے زمین زر خیز یعنی زر پیدا ہونیکی جگہ **چہارم** اسم آلہ جیسے گلگیر یعنے گل تراشی کا آلہ **پنجم** حاصل مصدر جیسے آرزوے قدمبوس یعنے تمنا قدم چومنے کی اور علاوہ اسکے اور بہی کچھہ لفظ ہین جنکو اسما پر زیادہ کرکے اسم فاعل ترکیبی بنا لیتے ہین جیسے گر اور گار اور ار وغیرہ چنانچہ ستمگر گنہگار خریدار **اسم مفعول** وہ ہے کہ جسپر فعل کبھی فاعل کا واقع ہو

اسماے مشتقات کا بیان

حاصل مصدر

اسم فاعل کا بیان

اسم مفعول کا بیان

اردو مین اوسکی علامت یہہ ہے کہ ماضی مطلق پر ہوا یا گیا زیادہ کرتے ہین جیسے مارا اور پیٹا سے مارا گیا اور پیٹا ہوا
اور کبھی فعل ماضی خود مفعول کے معنی پیدا کرتا ہے جیسے وہ میرا مارا ہے یعنی مارا ہوا اور فارسی مین ماضی مطلق پر ہ
زیادہ کرنیسے اسم مفعول بنجاتا ہے جیسے گفت سے گفتہ اور شنید سے شنیدہ وغیرہ اور یاد رکہو کہ مفعول کی چھہ
قسمین ہین مفعول مطلق مفعول بہ مفعول لہ مفعول معہ مفعول فیہ مفعول مالم یسم فاعلہ انکا بیان ہم علم نحو مین کرینگے
اسم آلہ وہ ہے جسکے ذریعے سے فاعل اپنا فعل کرسکے اردو مین اسکے واسطے یہہ طریقہ ہے کہ مصدر کے آخر کا الف [اسم آلہ]
یائے معروف سے بدل دیتے ہین جیسے بیلنی اور کترنی وغیرہ اور کبھی الف کو حذف کرکے نون کا فتحہ ماقبل کو دیتے ہین
جیسے بیلن اور لٹکن وغیرہ اور کبھی کسی اور طریقے سے بھی بنایا جاتا ہے اور فارسی کا وہی قاعدہ ہے جو ہم بیان کرچکے
ہین یعنے امر کا صیغہ جب کسی اسم سے ملتا ہے اوسوقت اسم آلہ کے معنی حاصل ہوتے ہین جیسے جاروب اور دوال وغیرہ
اسم ظرف وہ ہے کہ کسی مکان یا زمان پر دلالت کرے اسکے بنانیکے مختلف قواعد ہین کبھی مصدر خود ظرف کے [اسم ظرف]
معنے پیدا کرتا ہے جیسے جہرنا یعنی پانی جہرنیکی جگہ اور کبھی علامت مصدر کے مقام پر کاف تازی لاتے ہین جیسے بیٹھک
اور کبھی مرکب کرکے بطور اضافت بناتے ہین جیسے لکھنے کی جگہ اور سونیکا وقت وغیرہ اور اسم ظرف اردو فارسی
مین مصدر سے بہت کم مشتق ہوتے ہین اسکا بیان ہم مفعول فیہ مین کرینگے **اسم حالیہ** وہ ہے کہ فاعل یا مفعول کی [اسم حالیہ]
ہیئت یا دونوکا حال بیان کرے اسکا صیغہ بعینہ ماضی تمنائی کا صیغہ ہے اور یہہ صیغہ تین معنون مین آتا ہے
اول ماضی تمنائی جسکا ہم بیان کرچکے دوم فعل حال سوم اسم حالیہ جیسے زید مسکراتا جاتا ہے مسکراتا کا لفظ حال
فاعل کا بیان کرتا ہے کہ زید کی ہیئت یہہ تہی اسیواسطے مسکراتا اسم حال ہے اور کوے کو جلتا دیکہا یہان جلتا
حالت مفعول کی بیان کرتا ہے اور کبھی اوسپر ہوا بھی زیادہ کرتے ہین جیسے مسکراتا ہوا جاتا تہا اور فارسی مین
یہہ قاعدہ ہے کہ امر کے صیغے پر یا صفت پر الف و نون بڑہا کر بناتے ہین اور وہ اردو مین بھی مستعمل ہوتا ہے جیسے
خندان شادان **اسم تفضیل** اوس اسم کو کہتے ہین جس سے کسیکی نسبت کسی وصف مین زیادت ثابت ہوسکے بنانیکا [اسم تفضیل]
یہہ قاعدہ ہے کہ صیغہ اسم فاعل پر زیادہ یا بہت یا اسکا مرادف زیادہ کرین جیسے زید زیادہ جاننے والا ہے اور فارسی
مین اسم فاعل پر لفظ تر اور ترین اور جو لفظ مفید کثرت ہو زیادہ کرتے ہین جیسے خوشترین اور پاینده تر اور بسیار گو
وغیرہ اسکی دو قسمین ہین اول تفضیل بعض کہ جسمین بعض پر زیادہ ہونا پایا جاے اسکی علامت فارسی مین تر اور اردو مین
بہت وغیرہ ہے جیسے بہت اچہا دوم تفضیل کل جسمین بہت زیادہ ہونا پایا جاے جیسے سب سے اچہا اسکی علامت
اردو مین سب سے وغیرہ اور فارسی مین لفظ ترین ہے اور یہہ دونون قسمین اسم تفضیل مین داخل ہین اور علاوہ ان
اقسام کے اسم کی ایک اور قسم ہے جسکو **اسم تصغیر** کہتے ہین اور یہہ تین معنون کیواسطے استعمال کیا جاتا ہے [اسم تصغیر]
وصف تحقیر پیار چنانچہ پہلی وصف کا بیان یعنے پیالی سے چہوٹی اور دوسرے حقارت کیواسطے اور تیسرا پیار کے

طور پر بولا جاتا ہے اردو میں اسکے واسطے کوئی قاعدہ خاص نہیں ہے مگر وا اور یا آخر اسم میں علامت تصغیر کی ہے
جیسے مرد سے مردوا اور آنکھ سے انکھیا وغیرہ اور فارسی میں ک اور چہ آخر اسم میں تصغیر کے لیئے آتا ہے جیسے
مرد سے مردک اور باغ سے باغچہ وغیرہ الغرض اسطرح شہزادہ خرد پرور فرخندہ اختر کو فعل معروف و مجہول
اور اثبات و نفی اور تبدیل و غیر تبدیل اور مبہمات و متعلقات اور اسم کے مذکر و مونث اور حقیقی و غیر حقیقی
اور اوسکے واحد و جمع ہونیکا قاعدہ اور جمع سالم و جمع تکسیر کی حقیقت اور جمع الجمع کی کیفیت بخوبی گوشگذار
کر کے فرمایا کہ اب حرف کا بیان سنو **حرف** وہ ہے کہ اسم یا فعل سے ملکر معنی اوسکے مفید مطلب ہوں
وہ دو قسم ہیں تہجی و معنوی **حروف تہجی** بست و ہشتگانہ کا حال ہم تمہیں ابتدا میں سمجھا چکے ہیں مگر اونکے
معنی اور خاصیتیں جداگانہ ہیں چنانچہ ہم اونکا بیان اسوقت مناسب جانتے ہیں **الف** بمعنی مرد مجرد و جواد
و سخی اور یہہ حرف کئی خواص رکھتا ہے جیسے کبھی فاعل کیواسطے چنانچہ دانا و بینا وغیرہ اور کبھی عطف کیواسطے
جیسے تگاپو اور شبا روز وغیرہ اور کبھی اتصال کیواسطے جیسے لبالب اور دمادم وغیرہ اور کبھی دعائیہ
جیسے مباد اور کناد وغیرہ اور کبھی کثرت کیواسطے جیسے بسا اور خوشا وغیرہ اور کبھی مصدر کیواسطے جیسے
درازا وغیرہ اور کبھی قسم کیواسطے جیسے حقا وغیرہ اور کبھی تکلم کیواسطے جیسے ولا وغیرہ اور کبھی ندا کیواسطے
جیسے پروردگارا وغیرہ اور کبھی ندبہ یعنی افسوس کیواسطے جیسے دریغا حسرتا دردا وغیرہ غرض اسی طرح
ہر حرف کی بہت کچھ خاصیتیں ہیں چنانچہ **الف** بحیثیت خواص رکھتا ہے **ب** بمعنی مرد کثیر الجماع یعنی جو شخص
عورتوں سے بہت شوق رکھتا ہو **تے** بمعنی خمیر اور شیر دوشیدہ **ثے** بمعنی چیز نرم اور چشم رحم یعنی نظر بد
جیم بمعنی شتر مست اور سوار شتر **حے** بمعنی زن طویل القامت اور تیز زبان **خے** بمعنی موئے گردن
و موئے سر ہیں **دال** بمعنی زن فربہ و رسیما و بیل **ذال** بمعنی تاج خروس اور مرغ کا بانگ دینا **رے** بمعنی مرد
کینہ جو اور کفچہ خرد **زے** بمعنی زن بدخو اور مرد بسیار خوار **سین** بمعنی مرد فربہ اور جو شخص بہت کھاتا ہو
شین بمعنی مرد دوندہ اور جو شخص بہت عورتیں رکھتا ہو اور بالفتح بمعنی عیب **صاد** بمعنی صحیح اور درخت تلخ
اور وہ مرغ جو خاک میں لوٹتا ہو **ضاد** بمعنی جنگ و خصومت اور جو خروس ماکیان پر آواز کرے **طوے**
بمعنی مرد حریص اور شادی کتخدائی **ظوے** بمعنی زن بزرگ پستان اور پستان پیر زن کو بھی کہتے ہیں
عین بمعنی چشم اور چشمہ آفتاب اور ناف شتر اور نقش ہر چیز اور جاسوس اور مال نقد اور برادر حقیقی اور مرد بزرگوار
اور ترازو اور دیدبان اور زر اور ذات اور کوہان شتر اور چشم رحم اور ابر قبلہ رو اور آشکارا اور خیر اندیش اور
سگ بچے کی آنکھ اور بارش کی جھڑی اور ہر چیز عمدہ اور بالکسر اول بمعنی فراخ چشم جیسے حور العین اور گاو وحشی
اور بیل ہانکنے کا بیل **غین** بمعنی تشنگی اور ابر سیاہ اور بیل **فے** بمعنی کف دریا اور گرداب **قاف** بمعنی مرد تونگر

فصل دوم حرف کا بیان

اور سقفی اور سرو سقفی اور کوہ لاجورد کہ جو اطراف عالم مین حلقہ زن ہے، کاف بمعنی مرد خشمناک اور کفایت کرنیوالا
لام بمعنی شتر اور زرہ اور کلاہ فقرا اور دفع نظر کیواسطے اطفال کے بناگوش پر جو سیاہی کا نشان
دیتے ہین اوسکو بھی لام کہتے ہین میم بمعنی خرمای دراز اور شراب نون بمعنی ماہی بزرگ اور دوات اور
تنہ درخت اور ایک شہر کا نام بھی ہے واو بمعنی گوبان شتر ہے بمعنی افسوس اور رخسار کودک پر طپانچہ مارنا
یے بمعنی شیر عورت اور جانور کا دودہ کہ جو بعد بچون کے پینے اور یا دودہ لینے کے پستان مین باقی رہجاے

بیان حروف معنوی

اب حروف معنوی کا حال سنو کہ وہ کئی قسم ہین چنانچہ حروف ضمائر جو ضمیر کیواسطے آتے ہین
جیسے فارسی مین ش غائب کیواسطے اور ت حاضر کیواسطے اور م متکلم کیواسطے اور اردو مین یہہ اور وہ
وغیرہ اور حروف تشبیہ جیسے فارسی مین چون چو ہمچون ہمچو مانند مثل سان شبیہ رنگ وغیرہ
اور اردو مین سا اور ایسا اور جیسا اور ویسا اور چنانچہ وغیرہ اور حروف مواضع کہ جو کثرت اور ظرفیت
کیواسطے مستعمل ہین جیسے لاخ زار سار ستان وغیرہ سنگلاخ اور کوہسار اور لالہ زار اور گلستان و
بستان وغیرہ ہین اور اردو مین دان اور خانہ وغیرہ الفاظ فارسی اور سالہ اور گہر وغیرہ الفاظ ہندی
دونون صورتین مروج ہین جیسے ناگدان اوگالدان اور گاڑی خانہ بگہی خانہ اور درم سالہ گاوسالہ
اور عجائب گہر ڈاک گہر وغیرہ اور حروف صفت جیسے مند اور ور اور ناک خردمند ہنرور خطرناک وغیرہ
ہین اور حروف شک جیسے باشد اور آیا اور بود اور شاید فارسی مین اور خدا جانے دیکہئے دیکہا
چاہئے اور شاید کہ اور ہوگا اور واللہ اعلم اردو مین آتے ہین اور حروف تمنی جیسے فارسی مین کاش
اور کاشکے وغیرہ اور اردو مین کیا ہوتا اور خوب ہوتا اور کیا خوب ہو کیا اچہی بات ہو وغیرہ آتا ہے
اور حروف استفہام کہ جو سمجہنے اور سمجہانے سے متعلق ہین اسکے واسطے فارسی مین چہ کہ چیست کیست
چرا چون کی کجا چگونہ کدام وغیرہ اور اردو مین کیا اور کون اور کب اور کہان اور کس کا وغیرہ مقرر ہین

استفہام کا بیان

استفہام کسی بات کے دریافت کرنیکا نام ہے اوسکی تین قسمین ہین اول استفہام اقراری جس سے اقرار
دریافت ہو جیسے تم دانا نہین ہو تو اور کون ہو یعنے تم دانا ہو دوم استفہام انکاری کہ اوس سے انکار معلوم ہو
جیسے کیا دنیا مین ہمیشہ رہوگے یعنے ہمیشہ نہ رہوگے سوم استفہام استخباری جسمین نہ انکار ہو نہ اقرار اور اوس سے
صرف کوئی خبر پوچہین جیسے تمہارا کیا نام ہے یا تم کون ہو اور کہان سے آتے ہو اور کب جاوگے وغیرہ غرضکہ
اسی طریق پر حروف نسبت اور حروف حفاظت اور حروف لون اور حروف لیاقت اور حروف اشارات
اور حروف تنبیہ اور حروف عطف اور حروف جار اور حروف تردید اور حروف ندا اور حروف ایجاب اور
حروف تفسیر اور حروف کنایہ اور حروف اصوات اور حروف مناجات اور حروف ندبہ و افسوس اور حروف

شرط وجزا اور حروف تعظیم اور حروف تصغیر و تحقیر اور حروف تعجب اور حروف استثنا کہ جو مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ مین
آتے ہین اور استثنا کے متصل و منفصل اور حروف زوائد و تحسین کلام اور تاج الکلام و اواخر الکلام یعنے جو حروف
کلام مین اول و آخر واقع ہوتے ہین اور زیادات و محذوفات و مقدرات کے تمام و کمال قاعدے اور مثالین بآئین
شائستہ و طریق معقول بیان کرکے ہر ایک کی حقیقت اور کیفیت شہزادہ خرد پرور کو حسب دلخواہ سمجھا دی
پھر فرزانہ روزگار نے فرمایا کہ اب کچھہ علم نحو بھی سیکھہ لو کہ اس علم کے ذریعے سے کلام کی ترکیب اور فعل
فاعل مفعول اور مبتدا و خبر معلوم ہو جاتی ہے دو کلمونکے باہم ملانیکو ترکیب کہتے ہین اور نحو مین لفظ دو قسم پر
مستعمل ہے مفرد و مرکب **مفرد** وہ لفظ ہے کہ جو تنہا ایک معنی پر دلالت کرے اوسکی تین قسمین ہین اسم فعل
حرف کہ جنکی بحث علم صرف سے متعلق ہے اور وہ سب تم ہمین یاد ہو چکے ہین اور **مرکب** وہ لفظ ہے جو دو
کلمونسے یا زیادہ کلمون سے حاصل ہو وہ دو قسم ہے مفید و غیر مفید **مرکب غیر مفید** وہ ہے جسکے سننے والونکو
فائدہ کامل حاصل نہو بلکہ دوسری بات کا منتظر رہے اور اسکو مرکب ناقص بھی کہتے ہین جیسے زید کا غلام اور مرکب
ناقص ہمیشہ جملہ کا جزو ہوا کرتا ہے بغیر او لفظون کے جملہ نہین ہو سکتا اسواسطے اسکا اور مفرد کا ایک حکم ہے
اسکی چار قسمین ہین **اول** مرکب اضافی یعنے ایک اسم کو دوسرے اسم کیطرف نسبت کرین جیسے فارسی مین مکان زید
مکان مضاف ہے اور زید مضاف الیہ اور مکان کے نون پر جو کسرہ ہے اوسکو اضافت کہتے ہین اردو مین
ہمیشہ مضاف الیہ مضاف پر مقدم ہوگا جیسے زید کا مکان پس زید مضاف الیہ ہے اور کا علامت اضافت
اور مکان مضاف ہے اگرچہ مضاف بھی مقدم ہوتا ہے مگر فصیح وہی ہے محققین کے نزدیک اضافت کی قسمین بھی
زیادہ ہین مگر محاورۂ اردو مین یہہ چار قسم اکثر بہت مستعمل ہین **اول** اضافت تخصیصی جسمین مضاف خاص ہو واسطے
مضاف الیہ کے جیسے میرا دوست **دوم** اضافت تملیکی جسمین مضاف ملک ہو مضاف الیہ کی جیسے میری کتاب
سوم اضافت بیانی یعنے مضاف الیہ مضاف کا بیان ہو اور دونون ایک ہو سکتے ہون جیسے لوہے کی میخ
یہان لوہا بیان ہے میخ کا اور دونون ایک ہو سکتے ہین اور اضافت توضیحی بھی اسمین داخل ہے جیسے شہر دلی
چہارم اضافت ظرفی جسمین مظروف مضاف ہو اور ظرف مکان یا ظرف زمان مضاف الیہ جیسے دریا کا
پانی پانی مضاف ہے اور مظروف یعنی ظرف مین کی چیز اور دریا مضاف الیہ اور ظرف مکان ہے یا جیسے سونیکا
وقت سونا مظروف مضاف الیہ اور وقت مضاف اور ظرف زمان اب سنو کہ ان چارون اضافتون مین اگر
مضاف کا ثبوت درحقیقت مضاف الیہ کیلئے ہو سکتا ہو تو اضافت حقیقی کہینگے جیسے میرا گھوڑا کہ یہان مضاف
یعنی گھوڑے کا ثبوت متکلم کیواسطے اصل مین ممکن ہے اسلئے یہہ اضافت حقیقی ہے اور اگر حقیقت مین کچھہ نہو
بلکہ صرف کہنے والے نے مضاف الیہ کو ایک امر خیالی فرض کرکے کوئی مضاف اوسکا بیان کیا ہو تو اوس کو

اضافت مجازی کہیں گے جیسے ہوش کا سر اور فکر کا پاؤن کہ ہوش اور فکر کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو سر پاؤن
رکھتی ہو مگر خیال میں اونکو صاحب سر و پاؤں فرض کر لیا اور پھر سر اور پاؤن کو اونکی طرف مضاف کیا اسی لیے
یہہ اضافت مجازی میں داخل ہے اور اضافت تشبیہی وہ ہے جسمیں مشبہ کو مشبہ بہ کی طرف مضاف کیا کرتے ہیں
جیسے تیر نگاہ یعنی تیر مانند نگاہ کے دوم مرکب توصیفی جو صفت اور موصوف سے ملکر بنایا جاوے اس ترکیب میں
مرکب توصیفی
جو لفظ کہ ذات پر دلالت کرے خواہ وہ اسم ظاہر ہو یا ضمیر اوسکو موصوف جانو اور جس سے کچھہ بھلائی یا برائی
معلوم ہوتی ہو اوسکو صفت سمجھو جیسے اچھا آدمی اور میں ناتوان ہوں آدمی اور میں موصوف ہیں اور اچھا
اور ناتوان صفت اور اردو میں یہی محاورہ فصیح ہے کہ صفت کو موصوف سے اول بیان کریں جیسے اچھا آدمی
اور فارسی میں موصوف مقدم ہوتا ہے تو اوسپر کسرہ پڑہتے ہیں جیسے ترکیب اضافی میں چنانچہ مرد نیک
ورنہ آخر ساکن پڑہیں گے جیسے نیک مرد اور اسکو اضافت مقلوب کہتے ہیں اور صفت دو قسم ہے ایک یعنی تعریف
اور دوم یعنی مذمت سوم مرکب امتزاجی جو دو لفظ ملکر ایک ہو جائیں اور اونمیں دو ہونیکی تمیز باقی نرہے
مرکب امتزاجی
جیسے بغداد کہ یہہ لفظ باغ اور داد سے مرکب ہے یعنی نوشیروان عادل نے ایک باغ بنوایا تہا اور آٹھویں روز
وہان اجلاس فرماکر خود بہ نفس نفیس ہر مقدمہ فیصل کیا کرتا تہا اب کثرت استعمال سے دونون ایسے ملگئے کہ تمیز
نہیں ہوتی چہارم مرکب غیر امتزاجی کہ جسکے اجزا ملکر ایک نہوگئے ہوں بلکہ جدا جدا سمجھہ میں آئیں جیسے الہ آباد
مرکب غیر امتزاجی
اور شاہجہان آباد وغیرہ اسے خرد برد مرکب غیر مفید کی یہہ چار قسمیں تہیں جو ہمنے بیان کیں اب مرکب مفید کا
بیان سنو مرکب مفید وہ ہے کہ جسکے سننے والے کو اور کسی بات کا انتظار باقی نرہے بلکہ سنتے ہی متکلم کا
مرکب مفید کا بیان
مطلب دریافت ہو جاوے کہ کسی چیز کی خبر دیتا ہے یا کچھہ خواہش وغیرہ ظاہر کرتا ہے اور مرکب مفید کو جملہ بہی کہتے ہیں
جملہ دو چیز سے بنتا ہے ایک مسند دوسرا مسند الیہ مسند حکم کو کہتے ہیں اور مسند الیہ جسپر حکم کیا جاتا ہے
اسم مسند اور مسند الیہ دونون ہوتا ہے فعل مسند ہوتا ہے اور مسند الیہ نہیں ہوتا حرف نہ مسند ہوتا ہے نہ مسند الیہ
جملہ خبریہ کا بیان
جملہ اسمیہ
اب یاد رکھو کہ جملہ دو قسم ہے خبریہ اور انشائیہ جملہ خبریہ دو قسم ہے فعلیہ اور اسمیہ جملہ اسمیہ وہ ہے کہ اول
جزو اوسکا اسم ہو اور وہ دونون اسم ہوتے ہیں یعنے دو اسم سے مرکب ہوتا ہے اونمیں ایک کا نام مسند اور
دوسرے کا نام مسند الیہ ہے اور اس جملہ اسمیہ میں مسند الیہ کو مبتدا اور مسند کو خبر کہتے ہیں اور ایک حرف
دونون میں باہم ربط پیدا کرنیکے لیے لاتے ہیں جیسے زید امیر ہے زید مبتدا امیر اوسکی خبر اور ہے حرف ربط
جملہ فعلیہ
اور جملہ فعلیہ اوسے کہتے ہیں جو فعل اور فاعل سے ملکر بنے اونمیں مسند کو فعل اور مسند الیہ کو فاعل کہتے ہیں
۳ پس اگر فعل لازمی ہے تو فعل اور فاعل سے جملہ تمام ہوگا اور فعل ناقص ہے تو اسم و خبر کو طلب کریگا اور فعل متعدی ہے
تو مفعول کی بہی ضرورت پڑیگی اور یاد رکھو کہ کبہی ایک فاعل ہوتا ہے کبہی زیادہ اور اسیطرح کبہی ایک مفعول ہوتا ہے

متعلقات فعل کا بیان

کبھی دو کبھی تین اور کبھی اس سے بھی سوا اور مفعول کی سب قسمین کہ جنکو متعلقات فعل بھی کہتے ہین چنانچہ **مفعول بہ** کہ جسپر فاعل کا فعل واقع ہو جیسے کتاب پڑہی اس جملہ مین کتاب مفعول بہ ہے کہ پڑہنے کا فعل اسکے اوپر واقع ہوا اور **مفعول لہ** کہ جسکے باعث فعل کیا جاے جیسے کاہلی کے سبب نہ پڑہا یہان کاہلی مفعول لہ یعنی علت نہ پڑہنے کی ہے اور **مفعول فیہ** کہ جس مکان اور جس وقت مین فعل کیا جاے جیسے گہر مین بیٹہا ہے یا شام کو آیا تہا گہر اور شام مفعول فیہ ہین اور مفعول فیہ کو ظرف بھی کہتے ہین اور **مفعول معہ** کہ جسکے ساتھہ فعل واقع ہوا اور جو حال فاعل یا مفعول کا ہو وہی اوسکا بھی ہو جیسے گنگا جمنا کے برابر ہو گئی یعنی برابر ہو گئی فعل ہے گنگا فاعل اور جمنا مفعول معہ کہ برابر ہونے مین فاعل کی شریک ہے اور **مفعول مطلق** کہ مصدر یا حاصل مصدر کسی فعل کا ہوتا ہے جو فعل سے اول یا آخر واقع ہو جیسے خوب چال چلا یا امیر کی بیٹھک بیٹہا یا اچہا کہیل کہیلو وغیرہ اور مطلق کے معنے بے قید ہین چونکہ اس مفعول مین کوئی حرف بہ یا فیہ یا لہ یا معہ جیسا کہ پہلے چارون مفعولون مین تہا مذکور نہین اسواسطے اسکو مفعول مطلق کہا اسیطرح جو ماضی کہ قریب اور بعید اور استمراری اور تمنائی اور احتمالی کی قید سے آزاد ہے اوسکو ماضی مطلق کہتے ہین اور یہہ پانچون مفعول جو ہمنے بیان کیے متعلقات فعل کہلاتے ہین اور علاوہ انکے ایک اور بھی قسم ہے جسکو **مفعول مالم یسم فاعلہ** کہتے ہین اور فعل مجہول کا یہہ مفعول ہوتا ہے فعل مجہول وہ ہے جسکا فاعل معلوم نہو جیسے زید مارڈالا گیا یعنی زید کا مارڈالنے والا معلوم نہوا کہ کسنے مارڈالا پس یہہ مفعول ایسا ہے کہ جسکے فاعل کا نام و نشان نہین اسواسطے خود فاعل کا قائم مقام بنجاتا ہے اور فعل لازمی کبھی مجہول نہین آتا متعدی مجہول ہوگا غرضکہ ان پانچون مفعولونکے سوا متعلقات فعل اور بھی ہین جیسے **حال** یعنے جو مفرد یا مرکب فاعل یا مفعول یا دونون کی ہیئت بیان کرے جیسے زید روتا ہوا جاتا تہا اس مثال مین روتا ہوا زید کا حال ہے جو کہ فاعل ہے جانیکا اور جاتا تہا فعل ماضی ناتمام اور زید اس حال کا ذوالحال ہوا فعل مین جسکا حال بیان ہوا اوسکو ذوالحال یعنی حال والا کہتے ہین اور حال مرکب مفید بھی ہوتا ہے جیسے زید کو مینے دیکہا اور اوسکا باپ کہڑا تہا اس مثال مین اوسکا باپ کہڑا تہا حال ہے اور مرکب مفید جسطرح مثال اول مین روتا ہوا حال تہا اور مرکب غیر مفید اور تمیز یعنے جس سے شک رفع ہو جیسے دو سیر مٹہائی دو سیر مین شک تہا کہ کیا چیز مگر مٹہائی سے شک رفع ہو گیا اسلیے مٹہائی تمیز ہے اور جس شے سے تمیز ہوتی ہے اوسکو ممیز کہتے ہین چنانچہ اس مثال مین سیر کا لفظ تہا اور جار مجرور کہ یہہ بھی ہمیشہ فعل کے متعلق ہوتے ہین اور فعل خواہ کسی قسم کا ہو یعنی لغوی یا اصطلاحی یا معنی فعل یا مشابہ فعل لغوی و اصطلاحی کا بیان ہم پیشتر کرچکے اور معنی فعل جیسے بس ہے اسکے یہہ معنی ہین کہ کفایت کرتا ہے ایسے نامونکو جو فعل کے معنے مین مستعمل ہوتے ہین اسماے افعال کہتے ہین اور وہ جاری مجری یعنے فعل کے قائم مقام ہوکر فعل کے مانند فاعل اور مفعول چاہتے ہین

اور مشابہ فعل اسم فاعل اور اسم مفعول اور صفت وغیرہ کو کہتے ہین اور کبھی فعل محذوف ہوگا مگر قرینے سے مقدر
مانا جاتا ہے اور جار و مجرور اوسکے ساتھہ متعلق کئے جاتے ہین جیسے کسینے ایک شخص کو جاتے ہوئے دیکھا اور پوچھا
کہ کدہر اسکا یہہ مطلب ہے کہ تم کدہر جاتے ہو اسکے جواب مین اوسنے کہا کہ بازار یعنی مین بازار کو جاتا ہون اور جملہ اسمیہ
مین کبھی خبر مقدم اور مبتدا موخر بھی لاتے ہین جیسے احمق ہے زید احمق ہے خبر مقدم اور زید مبتدا موخر
پس خبر مقدم اپنے مبتدا موخر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا علی ہذا القیاس **جملہ انشائیہ** وہ ہے کہ سننے والیکو
فائدہ تام ہو مگر اوسکے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا نہ کہہ سکین اسکی نو قسمین ہین **اول** امر جیسے پڑہو اچھا لکھو
خوش رہو وغیرہ **دوم** نہی جیسے شرارت مت کرو بری صحبت مین نہ بیٹھو وغیرہ مگر فی زماننا مت کا لفظ
بھی نہی کیواسطے متروک ہے **سوم** استفہام جیسے تم کہان گئے تھے تمہارا نام کیا ہے یہہ کیا چیز ہے وغیرہ
چہارم تمنی یعنی ایسے جملے جنمین کسی ممکن یا غیر ممکن چیز کی آرزو اور تمنا پائی جائے جیسے کیا خوب ہو تا جو تم لکھہ پڑھہ
جاتے یا کیا اچھا ہو جو آدمی کے پر ہو جاتین وغیرہ **پنجم** ندا جیسے اے لڑکو اور متوجہ ہو وغیرہ **ششم** عرض
یعنی مخاطب کو کسی کام کے واسطے آمادہ و برانگیختہ کرنا جیسے تم کیون نہین محنت کرتے کہ تمکو انعام ملے وغیرہ
ہفتم قسم یعنے وہ جملہ جو قسم سے بنے اور قسم اوسکو کہتے ہین کہ خود کسی چیز کو لازم کرین یا مخاطب کو کسی
بات کا یقین دلاتین خواہ وہ خدا کے نام سے ہو یا اور کسی برتر شے اور عزیز چیز کے نام سے مثلاً خدا کی قسم مین
رشوت نہ لونگا یا بخدا کہ اسمین شک نہین یا آپکی جان عزیز کی قسم کہ مین سچ کہتا ہون وغیرہ جس چیز کی قسم کہاتے ہین
اوسکو مقسم بہ اور بعد اوسکے جو جملہ واقع ہوتا ہے اوسکو جواب قسم کہتے ہین جیسے اوپر کی مثال مین خدا مقسم بہ
اور رشوت نہ لونگا جواب قسم ہے **ہشتم** تعجب جیسے واہ وا بہت خوب ہے اور سبحان اللہ کیا کہنا وغیرہ **نہم** عقود یعنے
وہ جملے جو معاملات کے وقت بولتے ہین جیسے کوئی کہے کہ مین کتاب بیچتا ہون اور کوئی کہے کہ مین خریدتا ہون
تو یہہ دونون جملے عقود اور انشائیہ ہین اب سنو کہ اگر مضامین مین یا فاعل و مفعول وغیرہ ہونے مین
ایک کلمہ جو دوسرے کلمے کا شریک ہو اوسکو تابع کہتے ہین اور اوسکی چہہ قسمین ہین **اول** تاکید اسکی دو قسمین
ہین لفظی اور معنوی **تاکید لفظی** لفظ کے مکرر لانے سے ہوتی ہے یہہ تاکید اسم فعل حرف سب مین آتی ہے
اسم کی مثال جیسے زید آیا ہے زید پہلا زید متبوع ہے اور دوسرا تابع یعنی سننے والا شاید کسی اور کا آنا
سمجھا ہو یا اچھی طرح خیال نرکہتا ہو تو دوبارہ زید کہنے سے معلوم ہوا کہ آنیوالا زید ہے کوئی دوسرا نہین
اور فعل کی مثال جیسے مارا مارا زید نے اور حرف کی مثال جیسے ہان ہان ہمنے کیا ہے اور **تاکید معنوی**
وہ ہے جو دوسرے لفظون سے ہو جیسے زید خود آیا ہے اسمین خود کا لفظ تاکید ہے علی ہذا القیاس **دوم** **نعت**
یعنی صفت **سوم** **بدل** اسکی چار قسمین ہین **اول** **بدل کل** جیسے کسی سے کہین کہ اے شخص احمد تیرا بھائی

جملہ انشائیہ کا بیان

توابع کا بیان

کہڑا ہے احمد مبدل منہ ہے اور تیرا بھائی بدل کل ہوا یہاں مبدل منہ اور بدل ایک ہی شے ہین دوم
بدل بعض یعنے بدل اپنے مبدل منہ کا جزو ہو جیسے یہہ کتاب سینے اوسکا ورق پہاڑ ڈالا ہے یہاں کتاب مبدل منہ
اور اوسکا ورق بدل بعض اور مبدل منہ کا جزو ہے سوم بدل اشتمال جو مبدل منہ کا نہ کل ہو نہ جزو بلکہ متعلق ہو
جیسے یہہ کتاب اوسکا جزدان اچھا ہے اسمین جزدان نہ کتاب کا کل ہے نہ جزو بلکہ کتاب سے متعلق ہے چہارم بدل غلط
جو غلطی کے بعد واسطے صحت کے بولا جاے مثلاً بولنا منظور تہا کہ مدرسہ کو چلنا چاہتے اور بیساختہ زبان سے نکل گیا گہر کو
بعد اوسکے فوراً کہا کہ مدرسہ کو چلنا چاہئے اس صورت مین گہر مبدل منہ ہوگا اور مدرسہ بدل غلط چہارم عطف بیان
یعنے جو ایک چیز کے دو ناموں مین سے زیادہ مشہور ہو اور اوسکو عرف بہی کہتے ہین جیسے محمد جلال الدین اکبر شاہ
اسمین محمد جلال الدین معطوف علیہ اور اکبر شاہ عطف بیان ہے، اور یاد رکہو کہ بدل کل اور عطف بیان مین بہت
کم فرق ہے پنجم عطف بحرف جیسے زید کا غلام اور اوسکا نوکر آیا ہے اسمین زید کا غلام معطوف علیہ اور اوسکا
نوکر معطوف ہے، اسیطرح عطف جملہ کا جملہ پر یعنے مرکب کا مرکب پر بہی آتا ہے جیسے احمد آیا ہے اور محمود جاتا ہے اسمین
اول جملہ معطوف علیہ ہے اور دوسرا معطوف ششم تابع مہمل جو لفظ بے معنی صرف زینت کلام کیواسطے بولا جاتا ہے
جیسے روٹی ووٹی اور پانی وانی مگر یہہ اردو مین بہت مروج ہے اسکا قاعدہ یہہ ہے کہ کسی کلمہ کے حرف اول کو
واو سے بدل کر اس قسم کا تابع بناتے ہین اور واو پر وہی حرکت ہوتی ہے جو کلمہ کے حرف اول پر تہی جیسے
جزدان وزدان اور کتاب وتاب اور قلم ولم وغیرہ اور کبہی اور طرح سے بہی آتا ہے اسے خوب یاد رہے ہمیشہ
یاد رکہنا چاہئے کہ اول مضاف بغیر مضاف الیہ کے جملہ کا جزو نہوگا دوسرے موصوف ہمیشہ صفت کے ساتہہ ہوگا
تیسرے معطوف علیہ کو ہمیشہ معطوف کی ضرورت ہے چوتہے موصول کہ صلہ کے ساتہہ ہوگا پانچوین
ذو الحال کہ حال کا محتاج رہتا ہے چہٹے اسم اشارہ کہ بدون مشار الیہ لفظی یا مقدر کے نہوگا ساتوین مبدل منہ
کہ بدل کے ساتہہ ہوگا آٹہوین مشبہ کہ مشبہ بہ کے ساتہہ ہوتا ہے نوین مستثنی منہ کہ بغیر مستثنی کے نہین آتا
دسوین مفسَّر کہ ہمیشہ مفسِّر کے ساتہہ ہوگا گیارہوین عدد کہ اپنے معدود کے ساتہہ آئیگا بارہوین
ممیز کہ ہمیشہ تمیز کے ہمراہ واقع ہوگا تیرہوین مبین کہ ہمیشہ بیان کے ساتہہ ہوتا ہے چودہوین جار
کہ ہمیشہ مجرور کے ساتہہ ہوگا پندرہوین افعال ناقصہ کہ ہمیشہ اسم و خبر کو طلب کرتے ہین اور جملہ بہی چند
اقسام پر منقسم ہے چنانچہ جس جملہ سے کلام شروع ہو اوسکو جملہ مفتتحہ اور جسمین کسی چیز کی صفت ہو اوسکو
جملہ وصفیہ اور جو جملہ موصول کا صلہ واقع ہو اوسکو جملہ موصولہ اور کسی چیز کا حال واقع ہو تو جملہ حالیہ
اور بدل ہو تو جملہ مبدلہ اور تمیز پر مشتمل ہو تو جملہ ممیزہ اور کسی چیز کی تاکید ہو تو جملہ موکدہ اور کسی
چیز کی تفسیر ہو تو جملہ مفسرہ اور تشبیہ پر متضمن ہو تو جملہ تشبیہیہ اور جو ایک جملہ دوسرے جملہ پر عطف ہو

جملہ معطوفہ اور جملہ مین استثنا ہو تو جملہ استثنائیہ اور کسی چیز کی علت ہو تو جملہ معللہ اور جملہ
متضمن شرط ہو تو جملہ شرطیہ اور جملہ مین سوال معلوم ہوتا ہو تو جملہ استفہامیہ اور جملہ جواب ہو کسی سوال
مقدر کا تو اوسکو جملہ مستانفہ اور ندا پر متضمن ہو تو جملہ ندائیہ اور قسم پر شامل ہو تو جملہ قسمیہ اور کسی
چیز کے بیان پر مبنی ہو تو اوسکو جملہ مبینہ اور جو ماقبل و مابعد سے کچھہ علاقہ نرکھتا ہو تو جملہ معترضہ اور جو
ایک مضمون سے دوسرے مضمون کیطرف پھر جائیگا تو جملہ اضرابیہ اور اگر کوئی جملہ پہلے جملون سے پیدا ہوتا ہو تو اوسکو
جملہ نتیجہ اور تعجب پر مشتمل ہوگا تو جملہ تعجبیہ اور جھڑکی ہو تو جملہ تہدیدیہ اور تنبیہ ہو تو جملہ تنبیہیہ اور
جو دو جملون کا ایک مضمون ہوگا تو جملہ متوافقہ اور جو دو جملون کا مختلف مضمون ہو تو جملہ متباینہ کہتے ہین
اور جو امر و نہی پر مبنی ہوگا اوسکی تین قسمین ہین اگر بڑے کیطرف سے چھوٹے کو ہے تو اسصورت مین جملہ حکمیہ اور
برابر والیکے واسطے ہے تو جملہ التماسیہ اور چھوٹے کی جانب سے بڑے کی خدمتمین ہو تو جملہ عرضیہ اور اسیطرح
بندہ کچھہ خدا سے کہے تو جملہ دعائیہ کہلاتا ہے پھر فرزانہ روزگار نے شہزادہ عالی وقار کو ہر جملہ کی مثال اور
ترکیب حسب دلخواہ سمجھا دی خلاصہ یہہ ہے کہ شہزادہ بلند اقبال صرف و نحو بخوبی یاد کر چکا تو اوستاد والا تبار نے
ارشاد کیا کہ تمنے بڑے جھگڑے سے فرصت پائی اب منطق کی بھی کچھہ کیفیت دریافت کرنی ضرور ہے کہ کلام کے
حسن و قبح اور عیب و صواب سے انسان بغیر اسکے واقف نہین ہو سکتا اس علم کے جاننے والونکو متکلمین کہتے ہین
جبتک انسان کو علم منطق مین دخل نہین حیوان ناطق کا اطلاق اوسپر خطا ہے بلکہ حیوان صامت ہے ہر چند

علم منطق کا بیان

منطق کوئی خاص علم نہین لیکن حکیم ارسطاطالیس اوسکو سب علمون مین مستثنی کر کے اپنی تصنیف مین بزبان یونانی
لکھتا ہے کہ اگرچہ منطق جداگانہ علم نہین ہے مگر اوسکو تحصیل علوم اور فصاحت و بلاغت اور سلاست بیان کیواسطے
ایک نہایت عمدہ و کار آمد معاون اور بہت اچھا چلتا ہوا اوزار سمجھنا چاہیئے اے شہزادہ خسرو پرور حضرت پروردگار نے
انسان کو وہ قوت مدرکہ عنایت فرمائی ہے جسمین اشیا کی صورتین اسطرح منتقش ہوتی ہین جسطرح آئینہ مین
لیکن آئینہ مین صور محسوسات کے سوا کچھہ حاصل نہین ہوتا اور قوت مدرکہ انسان مین صور محسوسات و معقولات
دونون جلوہ گر ہوتے ہین محسوس وہ ہے کہ کسی حواس پنجگانہ ظاہری یعنی باصرہ سامعہ شامہ ذائقہ لامسہ سے دریافت ہو
اور معقول وہ ہے جو انسے مدرک نہو اور جو صورت قوت مدرکہ انسانی مین کہ جسکو ذہن کہتے ہین حاصل ہوتی ہے
وہ دو قسم پر منقسم ہے تصور یا تصدیق تصور وہ ہے کہ جو حکم سے خالی ہو مثلاً تصور زید یعنی فقط زید کی صورت کو

تصور و تصدیق کا بیان

ذہن مین لانا اور اگر اوسمین حکم ہو تو وہ تصدیق ہے مثلاً زید عقلمند ہے حکم اوسکو کہتے ہین کہ ایک شے کو دوسری
شے کے ساتھہ منسوب کرین جیسے زید اور چیز ہے اور عقلمندی اور چیز ہے مگر جب کہا کہ زید عقلمند ہے پس دونون
مین نسبت پیدا ہو گئی اب سنو کہ حکم دو قسم ہے حکم بالایجاب اور حکم بالسلب ایجاب اثبات کو اور سلب نفی کو

کہتے ہین اور ایک چیز کی نسبت دوسری چیز سے خواہ بالایجاب خواہ بالسلب تین صورت پر ہے ایک نسبت حملی دوسری نسبت اتصالی تیسری نسبت انفصالی اور ان نسبتون کا دریافت کرنا تصدیق ہے اسکو حکم بھی کہتے ہین اور سوا اسکے دوسری چیز کا ادراک تصور ہوتا ہے اور یاد رکھو کہ تصدیق مین بھی تین تصور موجود ہین اول تصور منسوب الیہ کا جسکو محکوم علیہ کہتے ہین دوم تصور منسوب کا جسکو محکوم بہ کہتے ہین سوم تصور نسبت درمیانی کا جسکو نسبت حکمیہ کہتے ہین مثلاً اس مثال مین کہ زید قائم ہے اول تصور زید کا کہ محکوم علیہ ہے ضرور ہوگا دوم تصور قائم کا کہ محکوم بہ ہے سوم تصور اوس نسبت کا کہ جو درمیان زید اور قائم کے موجود ہے جسکو نسبت حکمیہ کہتے ہین بعد ازان نسبت مذکور کا ادراک بروجہ ایجاب یا بصورت سلب حاصل ہوتا ہے لیکن تصورات ثلثہ مین سے اہل تحقیق کے نزدیک کوئی بھی تصدیق کا جزو نہین ہے اور تصور دو قسم ہے ایک وہ کہ جسکا حصول استعانت نظری و فکری کا محتاج نہو جیسے سیاہی و سفیدی اور حرارت و برودت کا تصور اور اس قسم کو تصورات بدیہی ضروری کہتے ہین دوسری قسم وہ جسکا حاصل ہونا محتاج نظری و فکری ہو جیسے روح اور فرشتون اور جنات وغیرہ کا تصور انکو تصورات نظری کہتے ہین اسیطرح تصدیق بھی دو قسم ہے ایک تصدیق ضروری کہ محتاج نظری و فکری نہو جیسے تصدیق اسکی کہ آفتاب روشن ہے اور آتش گرم ہے دوسرے تصدیق نظری کہ جسکے حصول مین نظر اور فکر کی احتیاج ہو جیسے تصدیق اسکی کہ صانع عالم قدیم ہے اور عالم حادث ہے تصور نظری کو تصور ضروری سے اور تصدیق نظری کو تصدیق ضروری سے بطریق فکر اور نظر کے حاصل کرسکتے ہین اور وہ اس سے عبارت ہے کہ دوسرے تصورات یا تصدیقات سے ایک تازہ تصور یا تصدیق حاصل ہو جیسے حیوان کے تصور کو ناطق کے تصور سے ملا کر کہے کہ حیوان ناطق اس سے انسان کا تصور کہ جو پہلے حاصل نہ تھا حاصل ہوتا ہے اسیطرح تصدیق اسکی کہ عالم متغیر ہے ساتھہ اس تصدیق کے کہ جو چیز متغیر ہے وہ حادث ہے جمع کرنے سے ایک نئی تصدیق حصول ہوتی ہے یعنی اگر کہے کہ عالم متغیر ہے اور جو چیز متغیر ہے وہ حادث ہے اسسے تصدیق اسکی کہ عالم حادث ہے حصول ہوجائیگی اہل منطق کی اصطلاح مین دوسرے تصورات سے جو تصور حاصل ہوتا ہے اوسکو معرف اور قول شارح کہتے ہین اور دوسری تصدیقات سے جو تصدیق حاصل ہوتی ہے اوسکو حجت اور دلیل کہتے ہین پس مقصود اس علم سے یہی ہے کہ معرف اور حجت کو سمجھنا چاہئے اور معرف و حجت فی الحقیقت معانی ہین کچھ الفاظ نہین مثلاً انسان کہ یہہ حیوان ناطق کے معنے ہین پس لفظ سے غرض نہین بلکہ معنی سے مطلب ہے اور حدوث عالم کی حجت قضایا مذکورہ کے معنی ہین نہ الفاظ اسصورت مین ہرچند الفاظ کی احتیاج نہین مگر چونکہ معانی سمجھنے سمجھانے کیواسطے عبارت و الفاظ

دلالت کا بیان

ضرور ہین اسلئے واجب ہوا کہ حالِ الفاظ پر دلالتِ معانی کے اعتبار سے نظر کرین اور دلالت وہ شے ہے کہ جسکے معلوم کرنیسے دوسری شے پر علم حاصل ہوتا ہے اور جو لفظ جس معنی کیواسطے موضوع ہوا اگر اوس معنی پر دلالت کرے تو اوسکو **دال بالمطابقت** کہتے ہین جیسے لفظِ انسان کہ حیوانِ ناطق پر دلالت کرتا ہے پس حیوانِ ناطق لفظِ انسان کے تمام معنی ہین اور جو لفظ جزءِ معنی پر دلالت کرے اوسکو **دال بالتضمن** کہتے ہین جیسے لفظِ انسان کے معنے ہین دو جزء ہین اول حیوان دوم ناطق، اور جو لفظ اوس معنی پر دلالت کرے جو اوسکے معنی موضوع سے خارج ہو مگر اوس لفظ کیواسطے لازم پڑے اوسکو **دال بالالتزام** کہتے ہین جیسے علم و صنعت کی قابلیت لفظِ انسان کیواسطے غرضکہ ہر چیز کی اوس حالت کو دلالت کہتے ہین جسکے علم سے دوسری چیز پر علم حاصل ہو شئ اول کو **دال** اور شے دوم کو **مدلول** کہتے ہین اور **وضع** ایک شئ کا دوسری شئے کے ساتھہ خاص کرنا ہے اسطرح کہ شئے اول شئے ثانی سے حاصل ہو پس دریافت ہوا کہ وضع ایک سبب ہے اسبابِ دلالتِ وضعیہ مین سے اور وضع کو اوسمین دخل ہے اور یاد رکھو کہ **دلالت وضعیہ** کبھی الفاظ مین ہوتی ہے جیسے لفظِ انسان کہ حیوانِ ناطق پر دلالت کرتا ہے اور کبھی غیر الفاظ مین بھی پائی جاتی ہے جیسے دلالت خطوط اور اشارات کہ فقط اونکے وجود سے معنی سمجھہ مین آجاتے ہین دوم دلالت عقلیہ جیسے کسی دیوار کے پس پشت سے کوئی لفظ سنا جائے تو وہ وجودِ لافظ پر دلالت کرتا ہے اور کبھی دلالت عقلیہ غیر الفاظ بھی ہوتی ہے جیسے دلالت مصنوعات کی وجودِ صانع پر سوم **دلالت طبعیہ** جیسے دلالت اُح اُح کی کھانسی پر یعنی اگر کوئی اُح اُح کریگا تو معلوم ہوگا کہ یہہ کھانستا ہے اور غیر الفاظ مین بھی پائی جاتی ہے جیسے غضب کی حالت مین رنگ سرخ ہوجانا اور شرمندگی کے وقت زردی کا مونہہ پر آجانا مگر ان سب دلالتون مین **دلالتِ لفظیہ وضعیہ** سب سے زیادہ معتبر ہے اور لفظ دو قسم ہے مفرد اور مرکب اور کبھی ایک اعتبار سے مفرد ہوتا ہے اور دوسرے اعتبار سے مرکب جیسے عبداللہ کہ باعتبار علم ہونیکے مفرد ہے یعنی ایک شخص کا نام ہے اور باعتبار اضافت کے مرکب ہے یعنی مضاف اور مضاف الیہ اور

مفرد کا بیان

لفظِ مفرد دو قسم ہے مفرد کلی اور مفرد جزئی خلاصہ یہہ ہے کہ مفرد کلی سے نکرہ مراد ہے اور مفرد جزئی سے معرفہ اب یہہ سنو کہ مفرد کلی دو قسم ہے ایک کلی ذاتی دوسرا کلی عرضی **کلی ذاتی** وہ ہے کہ جو اپنی حقیقت جزئیات سے خارج نہو جیسے لفظِ حیوان بہ نسبت انسان کے کلی ہے اور افراد حیوانات اوسکے جزئیات ہین اور **کلی عرضی** اوسکے برخلاف جیسے لفظِ ضاحک بہ نسبت انسان کے یعنی انسان بنفسہ ضاحک ہے برخلاف دوسرے افراد حیوانات کے اور یاد رکھو کہ کلی ذاتی پانچ قسم ہے **جنس نوع فصل خاصہ عرض عام** جنس کی مثال حیوان کہ سب حیوانات اور انسان پر اسکا اطلاق ہوسکتا ہے نوع کی مثال انسان یعنی آدمی کہ زید

اور عمرو اور بکر وغیرہ پر سوا حیوانات کے اطلاق ہو سکتا ہے فصل کی مثال ناطق یعنی باتیں کرنے والا جسکے سبب سے انسان کی تمیز ہو سکتی ہے خاصہ کی مثال ضحک یعنے ہنسنا کہ انسان میں بالخاصیت موجود ہے اور حیوانات میں نہیں عرض عام کی مثال مشی یعنی چلنا کہ کل انسان اور اکثر حیوانات کی نوع میں موجود ہے اور مخفی نرہے کہ لفظ مرکب بھی دو قسم ہے مرکب تام اور مرکب غیر تام مرکب تام وہ ہے کہ سکوت اوسپر صحیح ہو اور مخاطب کو انتظار نرہے جیسے زید قائم ہے پس زید مبتدا اور قائم خبر ہے مگر اہل منطق کی اصطلاح میں مبتدا کو **محکوم علیہ** اور **موضوع** اور خبر کو **محکوم بہ** اور **محمول** کہتے ہیں اور مرکب غیر تام کہ جسکو مرکب ناقص بھی کہتے ہیں وہ ہے کہ متکلم کا سکوت اوسپر صحیح نہو جیسے مرکبات دو اسم یا دو فعل یا دو حرف کا اور حکماے منطق کی اصطلاح میں معرف چار قسم ہے اول **حد تام** کہ جنس قریب اور فصل قریب سے مرکب ہوتی ہے جیسے حیوان ناطق دوم **حد ناقص** کہ جنس بعید اور فصل قریب سے مرکب ہوتی ہے جیسے جسم ناطق سوم **رسم تام** کہ جنس قریب اور خاصہ سے مرکب ہے جیسے حیوان ضاحک چہارم **رسم ناقص** کہ رسم بعید اور خاصہ سے مرکب ہے جیسے موجود ضاحک اور یہہ چاروں مثالیں انسان کی تعریف میں ہیں اے عزیز در تصورات میں الفاظ و معانی سے بحث ہے اور تصدیقات میں قضایا سے چونکہ قضایا بے الفاظ و معانی کے نہیں ہیں اسواسطے اول تصورات کا بیان کیا گیا اب تصدیقات کا حال سنو عزیز من خلاصہ یہہ ہے کہ **تصدیقات** میں پانچ بحث ہیں **بحث اول** قضایا میں معلوم کرنا چاہیے کہ قضیہ تین قسم ہے حملیہ اور شرطیہ متصلہ اور شرطیہ منفصلہ اور ان تین قضیوں میں ہر قضیہ یا موجبہ ہوگا یا سالبہ اگر دو لفظ مفرد ہیں اوسکو **قضیہ حملیہ** کہتے ہیں جیسے زید قائم ہے پس زید اور قائم دو لفظ مفرد ہیں اور **قضیہ شرطیہ متصلہ** دو قضیوں پر مشتمل ہوگا اسیطرح **قضیہ شرطیہ منفصلہ** بھی اور **بحث دوم** تناقض میں اور وہ عبارت ہے دو قضیوں کے اختلاف سے کیفیت اور کمیت اور جہت اور ایجاب وسلب میں اور **بحث سوم** عکس کے بیان میں عکس اوسے عبارت ہے کہ موضوع کو محمول اور محمول کو موضوع کرتے ہیں اس طرح کہ ایجاب وسلب اور صدق وکذب اپنی حالت اصلی پر برقرار رہیں **بحث چہارم** حجت کے بیان میں حجت تین قسم ہے **اول** قیاس یعنی حال کلی سے حال جزئی پر دلیل ثابت کرنی **دوم** استقرا یعنی حال جزئی سے حال کلی پر ثبوت دلیل **سوم** تمثیل یعنی ایک حال جزئی سے دوسرے حال جزئی کے معنی میں شراکت باہمی پیدا کرنیکے لیے دلیل لانی پس **استقرا** اور **تمثیل** مفید ظن اور **قیاس** مفید یقین ہوتا ہے اور تحصیل تصدیقات کے باب میں قیاس بہت عمدہ شے ہے **بحث پنجم** قیاس کے بیان میں قیاس دو قسم ہے **قیاس اقترانی** اور **قیاس استثنائی** قیاس استثنائی وہ ہے کہ جسمیں نتیجہ یا نقیض نتیجہ بالفعل مذکور ہو جیسے اگر یہہ آدمی ہوگا حیوان ہوگا لیکن آدمی ہے پس حیوان ہے لیکن حیوان نہیں ہے پس آدمی نہوگا اور قیاس اقترانی وہ ہے

جسمین نتیجہ بالقبض نتیجہ بالفعل موجود نہین ہوتا جیسے سب انسان حیوان ہین اور سب حیوان حساس ہین اور اسکا نتیجہ یہہ کہ سب انسان حساس ہین مقدماتِ قیاس مین مذکور نہین ہے الغرض تمام علمِ منطق کی کیفیت بوجہِ احسن ذہنشین کرکے علمِ اخلاق بہی بخوبی تعلیم فرمادیا خلاصہ یہہ ہے کہ چہہ مہینے کا عرصہ منقضی ہوا اور وہی روز امتحان پیش آیا اس مدت مین جسقدر علم کی آمدنی اور محنت کا خرچ ہوا تہا شہزادہ نے اوستاد کی خدمت مین ایک روز پیشتر سے اوس کا حساب پاک کردیا تہا صبح کو شہریارِ عرش وقار نے وزیرِ اعظم کو فرزانہ روزگار کی خدمت مین روانہ کیا اور دربارِ دُربار مین یاد فرمایا ؞

امتحانِ دوم

مؤلف

اوسے بلبل قدم نہ رکہے چمن مین جبتک نہ گل بلاے | حضار کہینچے بہار دامن ہزار دل اوسکا کہلاے

حسب الطلب سلطانِ عالی نسب وخسروِ والاحسب خرد پرورِ صاحب ادب اور فرزانہ روزگارِ روشن نفس مع دستور المعظم شعورِ سخن رس بارگاہِ عالی مین جلوہ فرما ہوے بادشاہ سلامت نے بدستورِ قدیم اعزاز و تکریم کی شرطین ادا کین پہر فرمایا کہ اے خرد پرور اس عرصہ مین کیا کیا باتین حاصل ہوئین اول بیان کرو پہر سوال کیا جائے شہزادہ دانادل نے عرض کی کہ حضورِ معلے اس کمترین نے پہلے علمِ صرف ونحو مین کوششِ بلیغ کی ہے بادشاہ نے کہا کہ صرف کسے کہتے ہین اور نحو کسکا نام ہے شہزادہ نے بیان کیا کہ صرف ام العلوم ہے اس مین کلمہ سے بحث کیجاتی ہے اور نحو مین کلام سے اس گفتگو کے اثنا مین ایک عالمِ جید جو وہان حاضر تہا بولا کہ اے شہزادہ عالیجناب میرا ایک سوال ہے اور تم خوب جانتے ہو کہ دنیا مین جو بات انسان کے دہن سے برآمد ہوتی ہے وہ تین قسم ہے یا اسم یا فعل یا حرف پس اگر مفرد ہے تو اوسے کلمہ کہینگے اور وہ صرف سے متعلق ہوگا اور اگر دو تین کلمے باہم ہین پس وہ مرکبِ مفید ہوگا یا غیر مفید اسکی ترکیب نحو سے متعلق ہے شہزادہ نے کہا مولانا یہہ جو آپنے بیان کیا اسکو تو مبتدی بہی جانتے ہین مگر مطلب کی بات ارشاد کیجیے کہ مین جواب گذارش کرون اوس عالمِ دانا نے کہا کہ میرا سوال یہہ ہے **سوال** بہلا وہ کونسا کلمہ ہے جسمین یہہ تینون صفتین موجود ہون کہ باعتبار کیفیتِ معنی کے وہی کلمہ اسم بہی ہو اور فعل بہی ہو اور حرف بہی ہو یہہ بات سنتے ہی ہر ایک پر عالمِ حیرت طاری ہوا کہ آجتک اسطرحکا سوال علمِ صرف ونحو مین کبہی نہ سنا تہا مگر شہزادہ نے اوسیوقت یہہ جواب دیا **جواب** مولانا یہہ کلمہ دَر ہے یعنی جسوقت بیچ یا مین کے معنی مین آیا حرف ہے اور جب دریدن کے مصدر سے امر بنایا گیا فعل ہے اور دروازے کے معنی مین بہی کلمہ اسم بہی ہے مگر بڑا تعجب ہے کہ حضرت نے دو صفتین

اور بیان کرین یعنی وہی کلمہ نہ اسم ہو نہ فعل ہو نہ حرف اور وہی کلمہ مہمل بھی ہو اوس عالم نے کہا یہہ کیونکر ہو سکتا ہے خرد پرور نے جواب دیا کہ حرف کی یہہ صفت ہے کہ دوسرے کلمے سے ملائے بغیر معنی اوسکے مفید مطلب نہو سکین مگر جسوقت صرفیون کی اصطلاح مین زائد کہلاتا ہے اوسدم نہ اسم کے معنی دیتا ہے نہ فعل کے نہ حرف کے اور جو کلمہ کچھہ معنی نرکہتا ہو وہ مہمل کہلاتا ہے اسیطرح بر کہ حرف ہے اوپر اور بر کے معنی مین اور اسم ہے ثمر ومیوہ اور آغوش وبغل کے معنی مین اور فعل ہے بردن مصدر کے امر حاضر ہونیسے اور زائد بھی آتا ہے پس پانچ صفتین اس کلمہ مین موجود ہین یہہ سنتے ہی ہرطرف سے شور تحسین بلند ہوا اور صرف ونحو کا اسقدر امتحان ختم فیصلہ ہوگیا پھر شہزادہ نے کہا کہ مینے بعد اسکے علم منطق تحصیل کیا اتنے مین اون چارون وزیرون مین سے

امتحان منطق

وزیر اول نے کہا کہ شکل بدیہی الانتاج جو منطق کی شکل اول ہے اوسکی کیفیت بیان فرمایئے شہزادہ نے کہا کہ سنئیے شکل مرکب ہوتی ہے دو قضیون سے قضیہ اول کو صغری اور قضیہ دوم کو کبری اور نتیجہ کے موضوع کو اصغر اور نتیجہ کے محمول کو اکبر اور جو لفظ دونون مقدمتہ قیاس یعنی آخر صغری اور وسط کبری مین مکرر ہوتا ہے اوسکو حد اوسط کہتے ہین اور اسیطرح محکوم علیہ کو قضیہ حملیہ مین موضوع کہتے ہین اور محکوم بہ کو محمول اور جو لفظ کہ نسبت حکمیہ اور حکم پر دلالت کرے اوسکو رابطہ کہتے ہین اور قضیہ شرطیہ مین محکوم علیہ کو مقدم اور محکوم بہ کو تالی کہتے ہین مثلاً ہم کہین کہ سب انسان حیوان ہین اور سب حیوان صاحب حواس ہین اس مثال مین انسان کو اصغر اور صاحب حواس کو اکبر اور حیوان کو اوسط کہتے ہین اور مقدم اول اس قیاس کا کہ سب انسان حیوان ہین اس مقدمہ کو صغری کہتے ہین اور مقدم دوم اس قیاس کا کہ سب حیوان صاحب حواس ہین اس مقدمہ کو کبری کہتے ہین اور جب حد اوسط کو دور کرتے ہین تو شکل سے نتیجہ حاصل ہوتا ہے یعنی کل انسان صاحب حواس ہین اور شکل اول کہ جسکو بدیہی الانتاج کہتے ہین یہہ ہے کہ اوسط محمول ہو صغری مین اور موضوع ہو کبری مین جیسے کل انسان حیوان ہین اور کل حیوان جسم ہین پس نتیجہ یہہ ہے کہ کل انسان جسم ہین پھر وزیر دوم بولا کہ شکل دوم کا بیان فرمایئے خرد پرور نے کہا دوسری شکل یہہ ہے کہ حد اوسط اوسکی صغری وکبری دونون مین محمول ہو جیسے سب انسان حیوان ہین اور کوئی پتھر حیوان نہین ہے پس نتیجہ اسکا یہہ ہے کہ کوئی انسان پتھر نہین ہے پھر وزیر سوم نے کہا کہ شکل سوم کی کیا [illegible] ہے شہزادہ نے جواب دیا کہ تیسری شکل یہہ ہے کہ حد اوسط اوسکی موضوع ہو صغری [illegible] دونون مین جیسے سب انسان حیوان ہین اور سب انسان ضاحک ہین پس نتیجہ اسکا [illegible] حیوان ضاحک ہین پھر وزیر چہارم نے کہا کہ شکل چہارم کی صورت کیا ہے شہزادہ [illegible] اوسط اوسکی موضوع ہو صغری مین اور محمول ہو کبری مین جیسے

ثانی قسم سوم احوال

کل انسان حیوان ہیں اور کل ناطق انسان ہیں پس نتیجہ اسکا یہہ ہے کہ بعض حیوان ناطق ہیں اور نقصان ہی چار شکلوں پر منطق کا دارومدار ہے بعد اسکے شہزادہ خرد پرور نے کہا کہ مینے علم آداب اور علم اخلاق بھی حاصل کیا ہے چنانچہ حکمتِ منزلی اسکی ایک شاخ ہے بادشاہ نے فرمایا کہ **حکمتِ منزلی** کسکو کہتے ہیں شہزادہ نے کہا اسکی تین قسمیں ہیں اول وہ کہ جو اپنی ذات خاص سے متعلق ہو دوم وہ کہ جو دوسرے شخصوں کی نسبت عمل میں لانی لازم ہے سوم نصائح عام اور حکماکے قول وغیرہ **حکمتِ منزلی کی قسمِ اول** وہ چیزیں جو اپنی ذات خاص سے تعلق رکھتی ہیں وہ سات ہیں پہلے کہانا کم کہانے لقمہ برابر ہو ایک چیز بہت نکہانا چاہئے کہانیکے وقت چاٹنے اور بری طرح چبانیسے احتراز کرے دوسرے کے نوالوں پر نظر نڈالے سب لوگ جس چیز سے کراہیت کریں اوسکو تناول نکرے کہانے وقت ناک اور مونہہ پاک وصاف نکرتا جاے دوسروں سے آگے یا پیچھے نکہاے جو چیز گرم ہو یا جسمیں نشہ پایا جاے اوس سے اجتناب کرے **دوسرے** پینا گرم پانی نوش نکرے ایکبار تمام پانی نپیے پینے کے وقت خندہ نکرے خواب سے بیدار ہوکر فوراً پانی پینے سے باز رہے **تیسرے** پوشاک اچھے کپڑے پہنے جامہ پاک وصاف رکہے اپنی لیاقت وحیثیت کے موافق پہنے **چوتھے** گفتگو بہت باتیں نکرے بے تامل اور مکرر کوئی بات نہ کہے جبتک گفتگو کا موقع نملے ہرگز نبولے جواب میں سبقت نکرے دوسروں کی بات قطع نکرے آواز کو اعتدال کے ساتھہ نگاہ رکہے جو بات کہ لوگ تجھسے پوشیدہ کریں اوسکے دریافت کرنمیں مبالغہ نکرے ہمیشہ سچ بولے حق کو باطل نکرے وقت طلب آوے محل بات کہے اشاروں میں کلام نکرے ہر شخص کے ساتھہ اوسکی سمجھہ کے موافق تقریر کرے گفتگو کے وقت ہاتھہ یا پاؤں ہلا ہلا کر باتیں کرنی شروع نکرے بیہودہ اور بیکار سخن زبان سے نہ نکالے جبتک تجھہ سے سوال نکیجیو خود جواب ندے سخن چینوں کو اپنی محفل میں نہ آنے دے اور اوس سے زیادہ افترا پرداز کی احتیاط لازم ہے

قطعہ

سخن چین را دوا سے مے توانم | چو من چیزے نگویم او چہ چیند
لیکن مفتری را چارہ نیست | کہ از خود حیلہ ہا مے آفریند

پانچویں رفتار چلنے کیوقت نظر کو نگاہ رکہے بے ضرورت نہ دوڑے راہِ خطرناک اور مکان وحشت انگیز میں نجاے رستہ میں کبھی چلتے چلتے کوئی چیز تناول نکرے **چھٹے** حرکتِ اعضا آفتاب پر نظر نڈالے اول شب اور آخر شب اور روزِ روشن اور شبِ تاریک و ... اور نکہوں میں صبح صادق میں مجامعت نکرے شیریں زبانی اور کشادہ پیشانی کے ساتھہ اوقات گذارے عیب ... کے معنی میں ... ہر نگاہِ بد نکرے **ساتویں** سکون پاؤں پر پاؤں نرکہے زانو پر سر نہ جھکاے مضطرب نہ ... ہے مگر بڑا تعجب ... نہ بیٹہ نہ کھوے

حکمتِ منزلی کا بیان

بار بار انگڑائیاں نہ لے اپنے اعضا اور ریش و بروت سے بازی نکرے محفل مین سو نجائے اور جب
دوسرے سو جائین تو ہرگز بیدار نرہے اور نہ سونا اختیار نکرے سحرخیزی کی عادت رکھے نیک صحبت قبول
کرے فسق و فجور سے باز رہے صبر کرے فضولی چھوڑ دے دیانت و امانت کا شیوہ مدنظر رکھے ہمیشہ قایم المزاج
رہے شتابکاری ہرگز نکرے خرچ اندازہ سے زیادہ مناسب نہین **شعر** + بر احوال آنکس بباید گریست + کہ دخلش
بود نوزدہ خرج بیست + **حکمت منزلی کی قسم دوم** وہ ہے جو دوسرون کے ساتھہ لازم آتی ہے اوسکی
اٹھہ قسمین ہین **اول** والدین انکی خدمت فرض جان تعظیم و تواضع ہر حال مین نگاہ رکھہ بزرگون سے زبان درازی
نکر اونکی رضاجوئی مین مصروف رہو ہر وقت ادب سے پیش آ بے ادبی اور گستاخی نکر اونکی بات نصیحت جان کر
یاد رکھہ **دوم** آقا اپنے حاکم اور مالک کے حضور مین جھوٹ نبول کہ دروغ کو فروغ نہین ہر وقت اوسکی تعظیم و توقیر کر
جو بات آقا کی زبان سے نکلے اوسکو دل سے سن اور بجالا اگر اوسنے تیرے حق مین کسیطرح کا نقصان تصور کیا ہو
اوسکی شکایت نکر بلکہ مشکور رہو شرم رکھہ حد ادب سے قدم باہر نہ نکال عنایت پر مغرور نہو سخن بر محل کہو اور بادیانت
...نت رہو **سوم** دوست دانا دوست قبول کر اور سود و زیان مین دوست کو امتحان کر اگر دوست
...ے اوس سے دل صاف رکھہ اور دوستی مین اپنا مطلب طلب نکر **چہارم** برادر بہائیون کو عزیز رکھہ
...ان مہمان کی خدمت کر اور جو بات اپنے لئے ناپسند کرے دوسرون کیواسطے بھی پسند نکر
...کہہ وعدہ وفا کر خوش خور رہو نیک صحبت اختیار کر حوصلہ فراخ اور ہمت بلند رکھہ **پنجم**
...عورت سے نکہو دلبری اور رضاجوئی عورت کی ہر دم ملحوظ رکھہ اپنی ہیبت ہر حال مین اوسکے
دلپر برقرار رہنے دے نے ایسا نہو کہ بیخوف ہو جائے گھر کے کامون مین اوس سے مصلحت طلب کر زیادہ اختیار نہ دے
زن فاحشہ کی صحبت سے محفوظ رکھہ **ششم** فرزند اولاد کے روٹی کپڑے کا خبرگیران رہو تحصیل علم سے
فرصت ندے صحبت بد سے بچا اسقدر مہلت ندے کہ بے شرم ہو جائے گستاخ نہ بنا بے ادب نکر ہر وقت اوسکی
احتیاط لازم ہے **ہفتم** نوکر ملازم معتبر پیدا کر عفو کی عادت اختیار کر نوکر سے بدگمان نہو اوسکو اپنے اعضا کی
طرح دوست رکھہ جو کام اوسکے لائق نہو ہرگز اوس سے نہ لے اگر کوئی قصور سرزد ہو تو حتی المقدور معاف کر
مگر اسقدر منہہ نہ لگا کہ بیخوف ہو جائے **ہشتم** غلام غلام کو نظر کے روبرو رکھہ اوسکی پرورش کا خیال دل سے
باہر نکر اگر باوفا ہے تو اپنے عضو جسمانی کیطرح آرام سے رکھہ اور جو بیوفا ہے تو آزاد کر کہ ایک نہ ایک روز
فساد کریگا اور نہایت ضروری واجبات سے ہے کہ فقیرون کی خبرگیری اور رعیت کی رعایت اور مہمانکی تواضع
اور خلق عام ہمیشہ اپنا شعار کر **شعر** + آسایش دو گیتی تفسیر این دو حرف است + با دوستان تلطف با دشمنان مدارا
حکمت منزلی کی قسم سوم احوال حکما ہے یعنے اوس کار بند ہونا اور اونکے پند و نصایح پر عمل [illegible]

قول سب انتہا ہین اور اسقدر مشہور و معروف کہ بیان کی حاجت اصلا نہین ہے اس گفتگو مین ایک فاضل فضیلت نہاد نے کہا کہ اے شہزادہ تیز ہوش بہلا آپنے علم اخلاق کی ایک شاخ کا بیان کیا ہم یہہ سوال کرتے ہین کہ وہ درخت کیسا ہے اوسکی جڑ کیا ہے اور دوسری شاخین کونسی ہین اور اوس درخت کا پہل کیا ہے خردپرور نے کہا کہ یہہ درخت وہ درخت ہے جسکی تعریف آپنے سنی ہوگی کہ اَصلُہَا ثَابِتٌ وَفَرعُہَا فِی السَّمَاءِ اس درخت کی جڑ عبادت ہے اور پرستش معبود حقیقی اور درستی اعتقاد مگر اسکے واسطے ریاکاری و دکہاوا ہے کہ اسکو کہا جاتی ہے اور وہ جڑ محکم و مستحکم نہین ہونے پاتی صدق و اخلاص اسکے لیے بمنزلہ آبیاری ہے پس شاخ درشاخ یہہ درخت بلند اسطرح نشو و نما پاتا ہے کہ عبادت کے ساتہہ اخلاص ہو اور اخلاص کے ساتہہ دعا و عرض نیاز اور دعا کے ساتہہ عاجزی و تضرع اور عجز کے ساتہہ صبر و شکیبائی اور صبر کے ساتہہ رضا بقضائے الہی اور رضا کے ساتہہ شکر و سپاس منعم حقیقی اور شکر کے ساتہہ توکل عنایت ضرور ہے

نظم

علم و فضل و عقل و دانش زور و زر ۔ ان پہ اے ناداں کبہی تکیہ نکر
جو کوئی مرد توکل پیشہ ہے ۔ پہر اوسے کس بات کا اندیشہ ہے

حضرت من درخت اخلاق کی بہت شاخین ہین چنانچہ اون مین سے ایک حیا ہے

مولف

دل جو گنجینہ گاہ حیا ہو گیا ۔ آئینہ نور خدا ہو گیا

اور ایک عفت ہے یعنی حرامکاری سے دامن آلودہ نکرنا اور ایک ادب ہے یعنے بُرے فعلوں اور بُرے قولوں سے اجتناب کرنا

مولف

ہم خدا سے ہین طلبگار ادب ۔ بے ادب پہر ہو نہ ہرگز فضل رب

اور ایک بلند ہمتی ہے پست ہمت ہمیشہ مقصد سے محروم رہتا ہے اور عالی حوصلہ بہت جلد مقصود پر کامیاب ہو جاتا ہے اور ایک جد و جہد ہے یعنی ہر کام مین بدل و جان کوشش کرنی مگر یہہ صفت ہمت عالی کی تابع و مطیع ہے اور ایک عدالت ہے اور ایک احسان ہے، اور ایک عفو ہے اور ایک حلم ہے اور ایک خوش خلقی ہے اور ایک نرمی و دلجوئی ہے اسیطرح سخاوت اور شجاعت اور تواضع اور امانت و دیانت اور صدق و راستی اور آہستگی و تامل اور ادائے حقوق اور نیک مردون کی صحبت اور شریرون کا تدارک اور غیرت اور استقامت اور ایفائے وعدہ اور فرصت غنیمت جاننا اور افشائے راز نکرنا یہہ سب اوسی درخت کی شاخین ہین اور پہل اسکا یہہ ہے کہ پروردگار خوشنود و رضامند ہو اور فی الجملہ اوس پہل کا نتیجہ یہہ کہ دنیا و عقبی کا فائدہ حاصل ہو اور بادشاہون کے واسطے جو اخلاق درکار ہین اونکا بیان بہت طول طویل ہے، نوشیروان عادل کے

وزیرِ اعظم حکیم بزرجمہر کا یہہ قول ہے کہ بادشاہ کیواسطے گیارہ باتین ضرور ہین جنکو اخلاقِ بادشاہ کہتے ہین اول خشم و غضب سے احتراز کرنا مگر چونکہ ریاست کو سیاست لازم ہے پس قہر بحدِ اعتدال ہو اسکا نام عدل ہے اور جو مجرم عذر کرے اوسپر سیاست نکرنی اسکا نام عفو ہے دوم صداقت و راستی سوم دانشوروں سے مصلحت لینی اور عقلمندوں سے صحبت رکھنی چہارم تواضع اور فروتنی اختیار کرنی پنجم قیدیوں کے حال سے خبردار رہنا اور قید کا سبب تحقیق کرنا ششم رندوں اور چوروں اور رہزنوں سے راہ کی حفاظت رکھنی ہفتم سیاست و عفو بمقدارِ جرائم یعنی چوروں اور رہزنوں اور مفسدوں اور فتنہ انگیزوں اور ظالموں اور محتالوں اور قمار بازوں اور مفتریوں اور خیانت کرنے والونکو سیاست لازم ہے تاکہ دوسرونکو عبرت حاصل ہو اور جو کبھی حسبِ اتفاق نیک بختوں سے کوئی خطا واقع ہو تو اون کا عذر قبول کرنا بہتر ہے

مؤلف

گنہ گار کوئی جو مانگے پناہ | ہے لازم کہ کر عفو اول گناہ
جو سمجھاے تو اور نہ مانے وہ پند | تو بس ہے سزاوار زندان و بند
اگر وہ نون باتین نہوں کچھہ مفید | اوکھیڑ او سکو وہ ہے درختِ پلید

ہشتم سپاہ کو آراستہ و پیراستہ اور سامانِ جنگ درست اور لڑائی کے ہتیار موجود رکھنا نہم اپنے قبائل اور عزیزوں کی رعایت کرنی دہم جاسوس مخبر اور ہرکارے تعین فرمانا یازدہم ارکانِ سلطنت اور اربابِ خدمت کے حال پر نظرِ عنایت رکھنی اور قدیمی نوکروں مین سے بعلتِ ضعفِ پیری اگر کوئی خدمت سے معذور ہے اوسکا حق فراموش نکرنا اور ہوشنگ بادشاہ کی یہہ چودہ وصیتین نہایت کار آمد ہین پہلی وصیت جسکو بادشاہِ جہان پناہ اعزاز و سربلندی عطا فرماے اوسکو کسی کے کہنے سے یکبارگی ذلیل نکرے کسلئے کہ حاسد بہت ہوتے ہین دوسری وصیت سخن چین اور مفتری کو محفل مین بار نہ دین اور جب کوئی شخص ایسا معلوم ہو تو فورًا دربار سے بلکہ شہر سے بلکہ ملکِ محروسہ سے خارج کردین تیسری وصیت ارکانِ دولت اور بندگانِ خیرخواہ کی دلدہی مین مصروف رہین اور اونکی آزردگی کسیصورت جائز نہ رکھین چوتھی وصیت دشمن ہرچند دوستوں کی صورت بناکر خوشامد کرے لیکن اوسکے فریب مین نہ آئین اسواسطے کہ جب دشمنِ ضعیف مقابلہ نہین کرسکتا تو دوستی کے لباس مین دشمنی کرتا ہے پانچوین وصیت جب کوئی مقصد حاصل ہو اوسکی نگہبانی ضرور ہے ایسا نہو کہ بسببِ غفلت کے گوہرِ مقصود مفت ہاتہہ سے جاتا رہے اور حسرت و افسوس باقی رہجاے چھٹی وصیت کاموں کے سرانجام دینے مین جلدی اور تعجیل نکرین بلکہ بخوبی تامل ضرور ہے ساتوین وصیت ہرکام تدبیر کے ساتہہ کرنا لازم ہے گہبرانے سے کچھہ بھی حاصل

نہین ہوتا آٹھوین وصیت منافق سے اور کینہ داران بانی فساد سے بچنا ہے اونکی چرب زبانی پر فریفتہ نہوئین وصیت عفو کی عادت
نہین طلاز موں کو تہوڑی خطا پر بہت سزا دین بلکہ نصیحت فرما کر درگذر کرین دسوین وصیت کیسیکے درپے آزار نہون کہ دنیا دار المکافات

مؤلف

تو جو بدی کرے نہ سمجہنا کہ وہ بدی ۔ گردون کرے معاف زمانہ رہا کرے
افعال بد ہین قرض ترے روزگار پر ۔ جسوقت جس زمانہ مین چاہے ادا کرے

گیارہوین وصیت ہر شخص کو اوس کی لیاقت کے موافق منصب و خدمت عطا کرین ؎

شعر

بوریا باف گرچہ بافندہ ست ۔ نبرندش بہ کار گاہ حریر

بارہوین وصیت بردباری و ثابت قدمی سے اپنا حال آراستہ و پیراستہ کرین

مؤلف

کی ہو جس شخص نے بدی تجہسے ۔ اوس کا بدلا بدی تو ہے آسان
مرد گر ہے تو اوس سے کر نیکی ۔ جو کہ تیری بدی کا ہو خواہان

صاحب حلم کے تین نشان ہین ایک یہہ کہ جو اوسکے ساتہہ سختی کرے یہہ اوس سے بہ نرمی پیش آئے دوسرے شدت غضب کیوقت سکوت اختیار کرے تیسرے عذر قبول کرے اور گناہ معاف فرمائے تیرہوین وصیت جو شخص امین و معتمد ہو اوسکو ملازم رکہین مکارون اور خیانت کرنیوالون سے احتراز لازم ہے چودہوین وصیت یہہ ہے کہ جسپر سب وصیتون کا اختتام ہے یعنی چاہیے کہ محنت روزگار اور انقلاب چرخ دوار سے دامن ہمت غبار ملال نہ بیٹھے اور آئینہ استقلال پر گرد اضطراب نہ جمے بلکہ ہر حال مین خوش و خرم رہین اسواسطے کہ مرد عاقل ہمیشہ اندیشہ دور و دراز مین مبتلا رہتا ہے اور اوسکی روشنی طبع اوسکے حق مین خود بلا ہجاتی ہے اور جو شخص غافل ہوتا ہے اوسکی اوقات چین سے گذرتی ہے اور زمانہ کا یہی قاعدہ ہے کہ فلک سفلہ پرور ہمیشہ اہل کمال اور صاحب ہنر کو ذلیل رکہتا ہے اور جاہلون اور بے ہنرون کی ترقی مین شب و روز سرگرم رہتا ہے جناب عالی سکندر رومی نے ایکروز دربار آراستہ کیا اور حکیمون کو حکم دیا کہ تم مین سے ہر ایک شخص جداگانہ ایک ایک پندنامہ نصیحت و حکمت آمیز تحریر کرے تا بوقت احتیاج کار آمد ہو چنانچہ حسب الحکم جناب ارسطاطالیس اور افلاطون اور بقراط نے علیحدہ علیحدہ خرد نامہ نگارش کیا اور شہنشاہ گیتی پناہ اوسکو آئین جہانداری تصور کرکے ہمیشہ اوسپر کاربند رہا اور روز بروز سلطنت کو ترقی ہوتی گئی خرد نامۂ ارسطو حکیم یہہ ہے اے سکندر دلکو نور دانش سے منور فرما ہے تمیزون سے اختلاط نکر جسوقت کوئی مشکل اور مہم در پیش ہو تو

دانایانِ مشکل‌کشا سے استعانت ضرور ہے ہر نعمت و فیروزی کے حاصل ہوتے پر سجدہ شکر سے پیشانی کو نورانی کر اپنے زور و زر پر مغرور نہو اور خداوندِ زبردست سے ہمیشہ ڈرنا لازم ہے ہر روز علی الصباح چشمِ بد کی حفاظت کیواسطے سپند کو آتش پر بخور کر حسد کو دل مین اور حاسد کو محفل مین راہ نہ دے سینے کے آئینہ کو کینہ کے زنگ سے صاف رکھہ اگر اتفاقِ وقت سے ایسا موقع بھی آجائے تو کینۂ دل کسی پر ظاہر نکر بگلتا ہون کو سزا ندے کہ آئین انصاف سے بعید ہے نیکی پر راغب ہو بدی سے حذر کر سفلہ پروری اختیار نہ فرما نیکون کی عزت و حرمت زیادہ کر بد اصل کی پرورش خوب نہین کہ سانپ اور بھیڑیے کا پالنا نہایت پر گزند ہے بزرگون کی صحبت اور خردمندون کی ہمنشینی قبول کر جو شخص جس لائق ہو اوسکے ساتھہ اوسی کام کا مشورہ کر اگر قصد کارزار ہے تو شیر دلانِ صف شکن اور بہادرانِ جنگ آزما سے مصلحت ضرور ہے کہ جو فروش سے جواہر فروشی ممکن نہین بدمزاجون کے ساتھہ درشتی سے پیش آ جو دشمن قوی ہو اوسکو ملائمت و نرمی سے قبضہ مین لا اگر دو شخص متفق ہوکر تیری بدخواہی پر کمربستہ و مستعد ہون اور تجھکو مقابلہ کی تاب نہ ہے تو ایسی چال چل کہ باہم دونون آمادہ جنگ ہوکر آپس مین لڑ مرین اور تو تماشا دیکھہ ہر وضیع و شریف کو حسب لیاقت رتبہ عنایت کر جس شخص کے پاس قاصد بھیجنے کی ضرورت ہو تو اوسکا ہم جنس دانا تجویز کر کہ غیر جنسیت مخلِ صحبت ہے دشمن کبھی شیرین زبانی سے مسخر ہوتا ہے اور کبھی احسان سے اور کبھی بخششِ سیم و زر سے مگر جبکہ اس درجہ سے تجاوز کر جائے اوسوقت تو بھی مستعدِ جنگ ہو لیکن باطن مین صلح کا طالب رہو جہان کو عدل و انصاف سے آراستہ کر اپنی آرایش کا پابند نہو خود پسندی نکر اہل جہان سے بہ نیکی پیش آ کہ جہان تیرے ساتھہ نیکی کرے اور زمانہ تجھسے بسلوک پیش آئے جس منزل مین فروکش ہو بیدھڑک استراحت نفرما اور آزمایش کے بغیر پانی بھی نوش نکر کہ ہر مقام کی آب و ہوا مزاج سے موافق ہونی دشوار ہے جس میوہ کا فائدہ و نقصان معلوم نہو اوسکے تناول پر جرأت نفرما جس راہ سے کبھی کوئی نگذرا ہو ہر چند تیرے ساتھہ بہت ہمراہی موجود ہون مگر ہرگز نجا راہِ دور و دراز کو کہ صاف اور بیخطر ہو راہِ نزدیک اور اندیشہ ناک سے بہتر تصور کر جو مال تاراج مین ہاتھہ آیا ہو بیقدر جانکر مفت برباد نکر بیشتر وقت استعمال اپنے ساتھہ لے کہ گرانباری نہو محتاج اور مفلسون کے ساتھہ سلوک و بخشش کر کہ کسیکو خبر نہو سپاہ و لشکر کو اندازہ سے نگاہ رکھہ نہ اسقدر آسودہ کر کہ مست ہو جائین نہ اتنا بیخبر ہو کہ تنگدستی مین مبتلا ہون ہر روز اپنے خوانِ کرم پر افسرانِ فوج کی دو مرتبہ مہمانی کر ممالکِ غیر مین شرابخواری ہرگز نکر کہ مدہوشی اور نادانی ہے جبتک سفر مین رہے جفاکشی پر کمر باندھہ رکھ اور اہلِ دیانت کو امانت تفویض کر مقبلون کو عزیز و گرامی رکھہ جنکا بخت یاور ہو اور طالع مددگار اوسکے ساتھہ مخالفت اور ستیزہ کاری خلافِ

مصلحت ہے گردشِ روزگار پر صبر و شکر کر کہ صابر و شاکر ہمیشہ آسائش میں رہتا ہے مصیبت و سختی کے وقت نا امید و ہراسان نہو جو تیرے ساتھہ بدی کرے اور تو اُسکے ساتھہ نیکی سے پیش آئے دونوں کو فراموش کر بیداری شب کو دولتِ عظمیٰ شمار کر اگر توانائی سے مقصدِ دل حاصل ہو خوشی سے خندہ نکر اور جو ناتوانی سے مراد برسر نہو تو اپنا رنجِ دل ظاہر نہونے دے وقتِ جنگ جو گروہ کسی لڑائی میں شکست کہا کر فرار ہو چکا ہو پہر اُسکو کارزار میں اپنے ہمراہ نہ لے

مؤلف

عدو پر جو چاہے کہ ہو فتحیاب | تو فوجِ ظفر موج رکھہ ہمرکاب
اگر ہیں جوانانِ فیروزمند | تو ہو فتح زیرِ سپہرِ بلند
نہوں مرد کار آزمودہ اگر | تو بیشک شکست آئے جاتے ظفر

خردنامہ فلاطون حکیم

خردنامہ فلاطون حکیم اے سکندر تمام جہان دو صورت سے مسخر ہو سکتا ہے یا بزورِ شمشیر یا بحسنِ تدبیر مگر شمشیر ہرگز تدبیر کو نہیں پہونچتی بلکہ شمشیر نے بھی دانشمندوں کی تدبیر سے تیزی حاصل کی پس نہایت ضرور ہے کہ تیری بزمِ خسروی انیس و ہمدم اور کسی لحظہ خردمندانِ زمان اور بزرگانِ جہان سے خالی نرہے دنیا کو ایک مرحلہ کمین گاہ دزدان سمجہنا اور کمالِ خبرداری و ہوشیاری سے زندگی بسر کرنی چاہئے خواب و خورش اور شہوت یہہ تینوں درجہ افراط پر نہیں سخت آفتوں کا باعث نجانی میں جسطرح بہت کہانا بدہضمی پیدا کرتا ہے اسیطرح بہت گفتگو موجبِ ذلت و خواری ہے جبکہ مرنا مسلم ٹہیرا اور موت سے تمام آرزوئیں اور حسرتیں بھی فوت ہو جاتی ہیں پس مردِ زیرک و دانا وہی ہے کہ جو مرگ سے پیشتر ہی آرزوؤں کو فنا کرکے خدا پرستی پر قائم ہو جاتے ہزاروں کا یہہ حال ہے کہ حرص دل میں اور زر زمین میں مگر آخر کار جستجوئے زر میں خود بھی زر کیطرح زیرِ زمین دفن ہو گئے تنہا طعام تناول فرمانا مناسب نہیں جسطرف عزمِ سیر و سفر ہو ادہر کے سرزمین کے چند واقفِ کار اور محرمِ اسرار خبر رسانی و رہبری کے لیے ہمراہ رکہنے ضرور ہیں پس پشت اور چپ و راست اپنے چاروں طرف نیک اندیشوں اور اخلاص کیشوں کو حصار کیطرح رکہنا چاہئے بیداری کو اپنی حفاظت کا ایک رکنِ اعظم حساب کرنا مناسب ہے ہر حال میں ہوشیاری لازم ہے سخنِ بیگانہ سننا کچہہ خوب نہیں اور اگر حسبِ اتفاق سن لیا جائے تو نیک و بد پر قیاس واجب ہے کسی مقام پر بر فرازِ روزگار سے ایمن نرہنا چاہئے اپنی جماعت پراگندہ نکرنی چاہئے جبتک نرمی سے کاربرآری ہو سکے ہرگز سخت گیری مناسب نہیں اگر ایک آدمی سے گناہ سرزد ہو تو سوائے مجرم کے دوسروں پر سیاست روا رکہنی بہتر نہیں جس محکمہ میں دعویٰ پیش نہ چلے وہاں جرأت خوب نہیں جس کام میں دشواری لاحق ہو اوسمیں تدبیر کو شکیبائی سے ملا اور بمقتضائے جہالت شتاب کاری نکر کہ زنہار مفیدِ مطلب نہیں عقدۂ مشکل آہستگی و ہوشمندی سے حل ہو سکتے ہیں

مؤلف

سخن گرچہ ہے یہہ نہایت درست — کیا پیشکش میں یہ مضمونِ چست
مگر اس سے از بس بفضلِ الٰہ — فزون ہے سخندانیِ بادشاہ
تجھے کس کی پروا ہے بعد خدا — خرد جبکہ خود ہو تری رہنما

خرد نامہ بقراطِ حکیم اے سکندر دنیا ایک چاہِ خس پوش ہے خردمند کو نہایت ہوشیاری قدم رکھنا چاہیے اور مرگ ایک شیر ہے کمین گاہ مین جس کے پنجہ سے رہائی ممکن نہین زندگی غفلت مین بسر نکر تجھے لہو و لعب کیواسطے نہین پیدا کیا انجامِ کار پر غور فرما اور سوائے فرزانہ و عقلمند کے کسی کو رفیق و ہمنشین نہ بنا کہ اس سے ہوش و خرد زیادہ ہوتا ہے اور مصاحبِ نادان و بے تمیز سے دونون جہان کے کام تباہ ہوتے ہین رنج و غمگین پر نگاہ نکر کہ تیری خوشی غم سے نہ بدل جائے جسوقت دربارِ عام ہو او سدم وقار و تمکین سے اجلاس فرما اور جو لوگ کہ خلوت مین بے تکلف ہین اون پر التفات نکر کہ مبادا بدستورِ خلوت کوئی الفاظِ گستاخانہ اون سے وہان بھی سرزد ہو تنہا طعام تناول نکر کہ ہر شخص کو رزقِ مقسوم پہونچتا ہے اور تیرا نام بلند ہوتا ہے

شعر

شکر بجا آر کہ مہمانِ تو — روزیِ خود میخورد از خوانِ تو

حرص کو دل مین راہ نہ دے کہ خورش تیری دوسرون کی خوراک سے زیادہ نہین غذا کم کر کہ زیادہ کہانے سے بہت نقصان ہوتے ہین اور یہہ بھی ممکن نہین کہ جو بہت کہائے وہ بہت دن زندہ رہے اشیائے گرم و تر اور سرد و خشک اسقدر نوش جان کر کہ تیری طبیعت درجۂ اعتدال سے نگذرے بخشش و کرم اپنا شعار کر کہ آدمی زاد کے لئے بہترین صفات ہے مال نگاہ رکھہ کہ حوادث کا احتمال ہے طعامِ خوشگوار ملاحظہ فرما مگر فریفتۂ حلاوت نہو اگر سرکہ استعمال مین آیا ہو تو شیر کیطرف رغبت نکر کہ ناگواری کا باعث ہے سفرِ آخرت کا خیال اور زادِ راہ کی فکر ہردم مدِ نظر رکھہ اپنے دست و پا اور اعضائے جسمانی کو کام مین مصروف رکھہ ہرچند غلام و خدمتگار بکثرت ہون مگر شاید ایسا اتفاق پڑے کہ وہ نہ ہین اوسوقت بے دست و پائی کے سبب تو نہایت عاجز ہو اور زمانہ کی چال چلن سے یہہ بات کچھہ بعید نہین ہے سخن صلاحیت آمیز نرمی کے ساتھہ ضرور ہے مگر کم کہ زیادہ گوئی ہرچند خوب ہو لیکن دلیل دیوانگی ہے جس چیز کی طلب مین تو نہایت کوشش کرے اور اوس کا حاصل ہونا سخت دشوار ہو اوسوقت صبر کر اور دل کو امید سے تسکین دے ظالمون کی مدد ہرگز نکر

کہ اوس کی باز پرس کا تو ذمہ دار ہوگا خون ریزی کا قصد نکر کہ روزِ حساب ایک خون کی جوابدہی سے
بھی بری الذمہ نہو سکیگا دولت و اقبال پر مغرور نہو کہ ظاہر مین تجھہ پر مہربان
اور باطن مین کینہ جو ہے ہرچند آہستگی زیبا ہے مگر جس کام مین کہ غم سے نجات ملتی ہو شتابی
و عجلت نہایت ضرور ہے اور جب کہ ارادہ جنگ و فساد ہو تو اوسمین جسقدر تاخیر ہو سکے
بہتر ہے ہر گناہ کو قابلِ عفو تصور کر لیکن خونی و دزد کو ہرگز نہ چھوڑ جو تجھہ سے درجے مین
کم ہین اونکے مقابلے پر متوجہ نہو کمینون کو مونہہ نہ لگا کہ شرافت سے بعید ہے
اپنا رازِ دلی مخفی رکھہ جاہلون کا کلام نہ سن جو کام کہ ہو چکا یا تیرے اختیار سے
باہر ہوا اوس پر افسوس نکر افسوس ہے کہ افسوسِ بے فائدہ مین تیرا وقتِ گرامی ضائع ہو

مؤلف

کیا ہے اظہار ما فی الضمیر ‏— لکھے نکتے بہت سودمند و دلپذیر
اگرچہ بہت اور باتین ہین یاد — مگر سب سے ہے عقل تیری زیاد
عطا کی خدا نے جو حکمت تجھے — نہین احتیاجِ نصیحت تجھے

جس وقت شہزادہ خسرو پرویز نے تقریرِ دلپذیر کو اس درجہ تک پہونچایا اہلِ دربار نے ہر طرف سے تحسین و آفرین کا غل مچایا عقلِ مجسم نے فرزانہ روزگار کے تعلیم و تربیت کی بہت کچھہ تعریف و توصیف کی اور خلعتِ بیش بہا عنایت فرما کر رخصت کیا اور دربارِ امتحان برخاست ہوا

باب سوم موسوم بہ عقل ہشتم

مؤلف

جاتے ہیں اٹھو بزم سے خلوتکدے میں ہم | اہلِ نظر کو اپنا تماشا دکھا چکے
گر اتفاق سے کبھی آنا ہوا تو خیر | لیکن کبھی دونوں کے لیئے اب تو جا چکے

جسوقت فرزانۂ روزگار رئے ہمراہِ خرد پرورِ نامدار مقامِ قیام مین نزولِ اجلال فرمایا شہزادہ کو اپنے روبرو بٹھا کر ارشاد کیا کہ اب ہم تمہین **علمِ معانی** تعلیم کرتے ہین جسکے باعث ذہنِ سلیم خطا سے محفوظ رہتا ہے **علمِ بیان** اور **علمِ بدیع** بھی اسی ذیل مین مشمول ہین ان علومِ ثلٰثہ کو **علمِ بلاغت** کہتے ہین ہرچند مواد ان کے جداگانہ ہین مگر قدمائے عرب نے کچھہ فرق نہین کیا اور ان سب علمون کو ملاکر علمِ بدیع نام رکھتے ہین اسیطرح **فصاحت** اور **بلاغت** مین بھی کچھہ تفاوت نہین جانا ہے اے خرد پرور یاد رکھہ کہ خوبیِ کلام دو قسم ہے ذاتی اور عرضی **حسنِ ذاتی** الفاظِ فصیح اور معانیِ بلیغ سے ظاہر ہوتا ہے **الفاظِ فصیح** وہ ہین جو اہلِ زبان کے محاورہ اور روزمرہ کے مطابق ہون وحشی و غیر مانوس نہون جسکے دریافت کو کتب صراح و قاموس کی حاجت پڑے اور **معانیِ بلیغ** وہ ہین کہ لفظ کے معنی سے حسبِ دلخواہ مطالبِ دلی واضح و آشکار ہوجائین اور بخوبی تمام ایک دلپسند موقع سے مناسبِ مقام نظر آئین **حسنِ عرضی** خوبیِ تمہید اور رعایتِ مناسباتِ صناعات سے کلام مین جلوہ گر ہوتا ہے جو شخص ان دونون باتون کا لحاظ رکھیگا اوسکا کلام بھی فصیح و بلیغ ہوگا کلام کی فصاحتِ لفظی و بلاغتِ معنوی مین چند وجوہات سے خلل واقع ہوتا ہے چنانچہ اول ضعفِ تالیف یعنے فصحائے زباندان کے محاورہ سے برخلاف الفاظ کا استعمال کرنا دوم اخلال یعنی ترکیب کلام مین کسی لفظِ مناسبِ مقام کے ترک کرنے سے خلل واقع ہونا جیسے اس مصرعہ مین ؎ مصرعہ ؎ بہت رنج و غم سے خوشی خوب ہے ؎ چونکہ رنج و غم کیواسطے بہت کا لفظ موجود ہے تو خوشی کے لئے بھی تھوڑی کا لفظ ہونا ضرور تھا اسکے نہونے سے ترکیبِ کلام مین خلل واقع ہوا چنانچہ یہہ مصرعہ اسطرح درست ہوگا ؎ مصرعہ ؎ بہت غم سے تھوڑی خوشی خوب ہے ؎ سوم تنافرِ کلمات یعنی اربابِ فصاحت و بلاغت کے برخلاف چند کلمے ایک مقام پر جمع کرنا جیسے اس شعر مین

شعر

آن شاہِ شجاع گر بکشد تیر و کمان را | از یک شش شست صد و شش شیر بلرزد

چہارم اتصال یعنی دو لفظ ایسے ملانا کہ لفظِ اول کا حرفِ آخر لفظِ ثانی کا حرفِ اول ہو جیسے نفعِ علم

پنجم تعقید یعنی رعایت وزن کے لئے الفاظ مین تقدیم وتاخیر کرنی اور وہ دو قسم ہے تعقید لفظی و تعقید
معنوی مگر بعضون نے لفظی کو عیب اور معنوی کو ہنر لکھا ہے ششم تکرار الفاظ کہ جسمین کچھ خوبی پیدا نہو ہفتم
توالی اضافات یعنی چند اضافتون کا پے در پے لانا ہشتم تذبیب یعنی کوئی حرف بے موقع کسی لفظ مین
زیادہ کر دینا نہم مخالفت قیاس لغوی یعنی محاورۂ اہل زبان سے برخلاف کسی حرف کو دوسرے حرف سے بدل دینا
دہم کلمہ مستبذل یعنی ذلیل وخوار وبیقدر وفحش وغیرہ کہ حتی الامکان اوس سے احتراز واجب ولازم ہے
یازدہم غرابت یعنی ایسا کلمہ لانا کہ جسسے سب لوگ واقف نہون اور وہ طبیعتون سے غیر مانوس ہو جسکے
سمجھنے مین وقت پڑے اے خرد پرور علم معانی مین کلام سے بحث ہے اور کلام دو قسم پر منقسم ہے خبر
اور طلب خبر واقعات کے بیان کو کہتے ہین اور اوسپر صدق وکذب کا احتمال ہوتا ہے طلب وہ ہے
کہ متکلم اپنے نفس کے واسطے کوئی سخن زبان پر لاوے پس خبر کے لئے مسند الیہ اور مسند ضرور ہے مسند الیہ کو مبتدا
اور مسند کو خبر اور جو نسبت ان دونون مین ہوتی ہے اوسکو اسناد کہتے ہین اسناد دو قسم ہے ایک
حقیقت عقلیہ دوسرے مجاز عقلیہ حقیقت عقلیہ نسبت کسی فعل کی طرف فاعل حقیقی کے جیسے عالم کا
قول کہ خدا تعالی نے جہان کو سرسبز فرمایا اس مثال مین سرسبز کرنیکی نسبت خدا تعالی کیطرف قول عالم کے بموجب
نسبت حقیقی عقلیہ ہے اسلئے کہ ہر فعل کا فاعل حقیقی وہی ہے اور مجاز عقلیہ فعل کی نسبت فاعل مجازی کیطرف
کہ وہ فعل مجازاً اوس سے منسوب ہو جیسے جاہل کا قول کہ فصل بہار نے جہان کو سرسبز کیا پس جہانکو سرسبز کرنیکی
نسبت فصل بہار کیطرف جاہل کے بقول نسبت مجازی عقلیہ ہے اور یاد رکہو کہ اگر مسند یعنی خبر مین کہ جسکو حکم
بہی کہتے ہین سامع کو تردد یا انکار واقع ہو تو واسطے رفع تردد کے اور دفع انکار کے الفاظ مؤکدات
زیادہ کرتے ہین اور وہ لفظ یہہ ہین قسم اور ہرگز اور ہر آئینہ ہرگز سلب کیواسطے ہے اور قسم اور ہر آئینہ
ایجاب وسلب دونون کے لئے مقرر ہین ایجاب اقبال کو اور سلب انکار کو کہتے ہین اور جسقدر تردد
وانکار زیادہ ہوتا ہے تاکید بہی زیادہ ہوتی ہے اب سنو کہ طلب دو قسم ہے ممکن اور محال طلب ممکن کو
ترجی اور طلب محال کو تمنی کہتے ہین ترجی پانچ قسم ہے اول استفہام دوم امر سوم نہی چہارم
ندا پنجم دعا اور طلب محال کہ جسکو تمنی کہتے ہین اوسکے واسطے کاش اور کاشکے حرف تمنا ہین جیسے
یہہ مصرعہ ہے مصرعہ کاشکے عمر رفتہ باز آید عمر گذشتہ کا عود کرنا یعنی دوبارہ پلٹنا محالات مین داخل ہے
اور اسکو طلب محال کہتے ہین اے شہزادہ خرد پرور علم بیان مین چار باتین ہین تشبیہ اور استعارہ اور
مجاز مرسل اور کنایہ اول تشبیہ کا بیان سنو تشبیہ کے پانچ ارکان ہین اول مشبہ دوم مشبہ بہ سوم
وجہ شبہ چہارم غرض تشبیہ پنجم حروف تشبیہ جیسے پہول سا چہرہ اس مثال مین چہرہ مشبہ اور پہول

تشبیہ کا بیان

مشبہ بہ اور لطیفی وجہ شبہ اور اظہار خوبروئی معشوق غرض تشبیہ اور سا حرف تشبیہ ہے اور کبھی مشبہ اور مشبہ بہ دونون حسی ہوتے ہین یعنی کسی حواسِ ظاہری سے متعلق جیسے باصرہ اور سامعہ اور شامہ اور ذائقہ اور لامسہ چنانچہ سرو ساعد کہ باصرہ سے متعلق ہے وعلیٰ ہذا القیاس اور کبھی مشبہ اور مشبہ بہ دونون عقلی ہوتے ہین یعنی متعلق کسی حواسِ خمسہ باطنی سے جیسے حسِ مشترک اور خیال اور متصرفہ اور واہمہ اور حافظہ چنانچہ شہادت مثل حیاتِ ابدی ہے شہادت اور حیاتِ ابدی دونون مدرکِ عقل ہین وعلیٰ ہذا القیاس اور کبھی مشبہ اور مشبہ بہ مین ایک حسی اور ایک عقلی بھی ہوتا ہے جیسے تشبیہ عدل کی ترازو سے اور خلق کی عطر سے یہان ترازو اور عطر دونون محسوسات مین سے اور عدل اور خلق دونون معقولات مین سے ہین اور وجہِ شبہ اس معنی سے مطلب ہے کہ مشبہ اور مشبہ بہ اوسمین شراکت رکھتے ہون جیسے تشبیہ شجاع کی شیر کے ساتھہ اور قد کی تشبیہ سرو سے یہان راستی اور بلندی وجہ شبہ ہے سرو اور قد مین اور دلیری و بہادری وجہ شبہ ہے شیر اور شجاع مین اور کبھی ایک ہیئت مجموعی کو دوسری ہیئتِ مجموعی سے تشبیہ دیتے ہین اور اوسکو تشبیہ مرکب کہتے ہین جیسے اس فقرے مین فقرہ اوسکی دونون زلفین اسطرح ہوا مانگتی ہین جیسے ایک کہلونے پر دو بچے مچلتے ہین کبھی دو اشیا سے متضادہ کو ظرافت و طنز کے طور پر تشبیہ دیتے ہین جیسے بخیل کی تشبیہ حاتم کے ساتھہ اور تشبیہ مین اگر وجہ شبہ مذکور ہو تو اوسکو مفصل کہتے ہین ورنہ مجمل اور غرضِ تشبیہ کی بہت قسمین ہین چنانچہ اول غیر ممکن کو ممکن کر دینا جیسے اس شعر سے ظاہر ہے

مؤلف

مخلوق پر ہے خلقتِ انسان کو فوقیت | تو دیکھہ لے کہ مشک بھی خونِ غزال ہے

اس شعر کے یہہ معنی ہین کہ کل حیوانات اور نباتات اور جمادات پر جنسِ بنی آدم کو فضیلت حاصل ہے باوجودیکہ یہہ بھی داخلِ مخلوقات ہے مگر یہہ بات ممکن ہے کیونکہ مشک بھی خونِ آہو کا ایک ادنےٰ حصہ ہے لیکن اب خون مین شمار نہین بلکہ اپنی جنس سے جدا ہو کر کمال فوقیت حاصل کی اسیطرح انسان نے بھی تمام مخلوقات سے زیادہ شرف پایا ہے دوم غرضِ تشبیہ سے مشبہ کا حال ظاہر کرنا اور اسمین شرط ہے کہ حال مشبہ بہ کا بھی واضح ہو چنانچہ اس مصرعہ مین مصرعہ داغِ یار سے دل جیسے دیگ آتش پر ہے دل مشبہ اور دیگ مشبہ بہ اور آتش پر حال ہے مشبہ بہ کا غرضکہ اسیطرح غرض کی بہت سی صورتین ہین جیسے مشبہ کی زینت کا ظاہر کرنا اور مذمت وعیب کہولنا وغیرہ اب سنو کہ متقدمین کا یہہ دستور تہا کہ اونکا کلام تشبیہات سے کم خالی ہوتا اور ہر بحث پر ایک دلیل بصورتِ تشبیہ بر سبیلِ تمثیل پیش کرتے اور مخفی نرہے کہ تشبیہ کو غیر جنسیت لازم ہے جیسے رخ کی تشبیہ آفتاب و مہتاب سے اور زلف کی تشبیہ سنبل و مشک سے انکی

مغائرت اور غیر جنسیت ظاہر ہے اور ادنیٰ کی تشبیہ اعلیٰ سے اور اعلیٰ کی تشبیہ ادنیٰ سے درست ہے
مگر فی زماننا شعر و غزل میں حسن و عشق کا مضمون زیادہ باندھتے ہیں اور اکثر سراپاے معشوق کی
تعریف خصوصاً چہرہ کی بہت صفت ہوتی ہے اس نظر سے ہم چند تشبیہات یہاں بیان کرتے ہیں
اوسکے مطابق ہر چیز کی تشبیہ تصور کر لینی چاہیے تشبیہ قامت سرو سرو صنوبر سرو شمشاد
سرو آزاد سروِ سہی سروِ ناز طوبیٰ شاخِ طوبیٰ شاخِ گل قیامت نخل نہال وغیرہ اور کبھی قدِ راست کو
تیر اور قامتِ خمیدہ کو کمان سے بھی تشبیہ دیتے ہیں جیسے شعر + اوس جوان کے وصل کیونکر ہو سکے
اس پیر کا + یہ ہیر نا شکل ہے آغوشِ کمان میں تیر کا + تشبیہ خرام بہار برق نسیم نسیم صبح نسیم سحر
بادِ صبا شمیمِ گل وغیرہ اور نرمی رفتار کو آب سے تشبیہ دیتے ہیں تشبیہ سوئے سر شب نیم شب
شب دیجور شب یلدا ظلمات مشک عنبر دام شام دام شکین ابرِ سیاہ وغیرہ تشبیہ فرق یعنی مانگ
راہ ظلمات خطِ استوا خطِ کہکشان برق درخشاں تیغ خطِ سحر وغیرہ اور اس شعر میں ایک عمدہ تشبیہ موجود ہے

شعر

دلا پھر وہ دکھا دے مانگ اوس شاخِ مسیحائی	نہیں تو ہے بدست ہیر الکھرل میں سنگ موسیٰ کی

زلف و کاکل اور گیسو کی تشبیہ سنبل دستہ سنبل ریحان دستہ ریحان کمند زنجیر طناب مشک
شام شب محمود راز شمشاد حبش تازیانہ مار عقرب عنبر سیارہ رشتہ رسن دود دو لام میم چوگان چلیپا
ابرِ سیاہ قلاب دام ہند ہندو کافر خطا ختن تاتار چین وغیرہ رخ کی تشبیہ ماہ آفتاب شمع
چراغ کعبہ مصحف گل شعلہ شعلہ طور مشعل طور تجلی طور لالہ ارغوان صبح روز گلستان
گلشن گلزار چمن بہشت باغ ارم وغیرہ خال کی تشبیہ ہندو زنگی بچہ حبشی زادہ مشکدانہ
دانہ اسپند نقطہ سویدا مردمک حجر الاسود تخم سیب وغیرہ تشبیہ جبین آئینہ لوح جبین لوح محفوظ
ماہ ہلال بدر ماہ نو خورشید زہرہ مشتری سہیل وغیرہ چین جبین کی تشبیہ تیغ رگ گل
موج وغیرہ تشبیہ ابرو موج محراب ہلال کمان قوس قزح ذوالفقار شمشیر خنجر حلقہ
کمند طاق کلید ہلال عید نون خط نسخ وغیرہ تشبیہ چشم بادام نرگس ترک ہندو زہرہ بابل ہاروت
سامری ساحر جادوگر فسونگر جام ساغر آہو غزال رہزن عیار صاد عین وغیرہ پلکوں کی تشبیہ
خنجر تیغ سنان نیزہ تیر خار سوزن چنگل باز چنگل شاہین خدنگ پیکان نیش نشتر وغیرہ
تشبیہ گردن صراحی دستہ عاج بیاضِ صبح گردنِ آہو وغیرہ بینی کی تشبیہ الف غنچہ نرگس
غنچہ شبو غنچہ گل غنچہ یاسمین انگشت قدرت بندوق دونالی وغیرہ تشبیہ لب غنچہ برگ گل

رنگِ گل آبِ حیات خرما پستہ موجِ آبحیات موجِ کوثر صبح تسنیم موجِ شراب رشتۂ مریم رشتۂ جانِ مسیحا
شہد شکر نبات قند لعل یاقوت عقیق مرجان لعل ہلال آتشِ خاموش شفق اخگر وغیرہ تشبیہِ خط
بنفشہ ہندو ریحان زمرد خطِ ریحان خطِ غبار نامۂ خضر سبزہ مورچہ ہالہ زنگ حبش عنبر مشک
جدولِ مشکین جدولِ عنبرین جدولِ زنگاری جدولِ قرآن وغیرہ تشبیہِ دہن غنچہ پستہ انگشتری
جوہرِ فرد نقطۂ موہوم صفر عدم صدف قطرہ تنگِ شکر حقۂ لعل حقۂ مرجان حقۂ یاقوت حقۂ مروارید
میم دلِ مور چشمِ مور نمکدان کوزۂ نبات وغیرہ تشبیہِ دندان گوہر دُر ژالہ الماس انجم دانۂ انار
عقدِ پروین عقدِ گوہر سلکِ دُر غنچۂ یاسمین غنچۂ نسترن وغیرہ خندہ و تبسم کی تشبیہ برقِ لامع برق
شکرین نمکین غنچۂ نیم شگفتہ صبح وغیرہ تشبیہِ زنخدان سیب شفتالو گوئے سیمین وسنبو یہی سیب
جنت سیبِ سمرقند وغیرہ علیٰ ہذا القیاس ہر عضو کی تشبیہ بخوبی سمجھ لیجیے۔ فرمایا کہ یہ چیز خواہ وہ
حسی ہو یا عقلی اوسکے واسطے تشبیہات مقرر ہیں اور طبعِ رسا تشبیہ تازہ بھی پیدا کر سکتی ہے اب سنو
کہ لطف کو ابر اور دریا اور چشمۂ کوثر اور چشمۂ آبحیات اور بارانِ رحمت اور باغِ جنت اور بادِ بہار وغیرہ سے
اور خلق کو مشک کافور نسیمِ صبح شمیمِ گل باغ گلستان بہشت اور عطریات وغیرہ سے تشبیہ دیتے ہیں
اور قہر و غضب کو برق آتش دوزخ بادِ سموم بادِ صرصر سیلابِ تند صورِ قیامت بادِ خزان طوفانِ باد
وغیرہ سے تشبیہ دیا کرتے ہیں اور یاد رکھو کہ مناسباتِ کلام وہ ہے کہ نظم ہو خواہ نثر اور اوسمیں کسیکی
تعریف شروع کیجاتے یا مذمت یا کسی قسم کا مضمون ہو اوسکے موافق کلمات اور الفاظ برمحل داخل کریں
چنانچہ مناسباتِ حسن بیمہری بیوفائی خودبینی خودنمائی عشوہ غمزہ ناز کرشمہ چالاکی سفاکی
سنگدلی انداز خوبی جلوہ محبوبی شوخ چشمی وعدہ خلافی دیر آشتی زود خشمی تلخگوئی تندخوئی دلبری دلربائی
ترکتازی رقیب نوازی خونخواری دل آزاری خوش ادائی جانفزائی ستمگاری جفاکاری کم اختلاطی
خونریزی بے ارتباطی فتنہ انگیزی بہانہ جوئی دروغگوئی فریب سازی عربدہ پردازی اور انکے سوا بہتسے
لوازم مناسبِ حسن و جمال ہیں اور مناسباتِ عشق آہ نالہ فریاد فغان بیخوابی بیتابی زاری نزاری
ناتوانی جانفشانی خودسری جامہ دری آرزو شوق انتظار درد اندوہ سوز گداز تمنا نیاز صحراگردی
کوہ نوردی نالہ فرسائی خانہ بدوشی جنون مشربی گریہ نیم شبی سودائی تنہانشینی بیخودی ہزیان گوئی
بے اختیاری قلق تپش دیوانگی بیگانگی آوارگی بیچارگی گشتگی سراسیمگی حیرانی پریشانی اور سوا اسکے
طرح طرح کی حالتیں ہیں علیٰ ہذا القیاس مناسباتِ فقر صبر توکل ہمت تحمل مراقبہ مشاہدہ مجاہدہ
معاملہ محاسبہ مجادلہ عبادت ارادت قناعت ریاضت خاکساری پرہیزگاری استغنا ترکِ دنیا شریعت

مناسبات کا بیان

طریقت حقیقت عزلت خلوت معرفت تجرید تفرید صوم صلوٰۃ حج زکوٰۃ دم قدم فکر ذکر تقویٰ طہارت محنت مشقت حق پرستی خداشناسی عفت عصمت راستی مقام رضا مقام تسلیم اور دوسرے مقامات اور منازل فقر جیسے ہوش دردم نظر برقدم خلوت در انجمن سفر در وطن اور علم الیقین اور عین الیقین اور حق الیقین اوراسیطرح مناسبات غنا جاہ وجلال دولت واقبال حشمت وکنت سخاوت عدالت شجاعت عنایت مرحمت شفقت عزم حزم شان شوکت قدر منزلت رعیت پروری کرم گستری فتح نصرت ایثار مکرمت کامرانی فیض رسانی کشورکشائی لشکرآرائی ملک داری بردباری شکوہ تجمل کوس نوازی علم افرازی وغیرہ اور مطابق ان مثالون کے ہر شئے کے لوازم اور مناسبات قیاس کرنے مناسب ہین آخر ویز ہم اسی بیان مین رعایت کا بیان بھی مناسب جانتے ہین تم خوب یاد رکھو کہ رعایت کلام دو قسم ہے ایک لفظی دوسرے معنوی رعایت لفظی اوسے کہتے ہین کہ جس چیز کا بیان ہو اوسکے مناسب حال الفاظ بھی عبارت مین داخل ہون جیسے اس مصرع مین مصرعہ جھپنے کو مرے در پردہ کیا شوق ستار اسمین رعایت لفظی یہہ ہے کہ ستار مین پردے ہوتے ہین اور ستار بجانیکو مطرب لوگ اصطلاح مین ستار چھیڑنا کہتے ہین اسیطرح ان شعرون مین

مولف

صحن گلشن مین نہال گل بھولا | شاخ گلبن پہ گل تر جھولا
جھونکے جب دینے لگی باد بہار | عندلیبون کو ہوا رشک سے خار

شاعر کا مطلب یہہ ہے کہ ہوا سے پھولون کی ڈالیان ہلتی ہین لیکن رعایت لفظی سے یہہ مضمون دو شعرون مین ادا ہوا یعنی گل کیواسطے تروتازگی لازم ہے اور گل کی شگفتگی کو بہار درکار اور جب بہار آتی ہے باغ سرسبز ہوتا ہے اور صحن گلشن مین نہال گل نشو و نما پاتے ہین اور گلبن کیواسطے شاخ اور شاخ کے لیئے پھول کھلنا لازم ہے چونکہ شاخ گل نازک ہوتی ہے اسواسطے بار گل اور تحریک نسیم سے اوسکی حرکت ظاہر ہے اوس حرکت کو جھولا جھولنے سے استعارہ کیا جھولے کیواسطے ایک حرکت دینے والا چاہیئے اسواسطے باد بہار کو چونکہ لوازم باغ سے ہے جھولا جھولانیوالا مقرر کیا اور گل کیواسطے خار بھی ضرور ہے اور باغ مین بلبلون کا ہونا بھی لازم ہے جو کہ عندلیب گل تر پر عاشق زار ہے اسواسطے اوسکو رشک آیا کہ مجھے کس سبب سے گل نے جھونکا دینے کی خدمت عنایت نہ کی اور باد بہار کو کسواسطے اس کام پر مقرر فرمایا اور بلبل جب شاخ گل پر بیٹھتی ہے اوسوقت بھی شاخکی حرکت ثابت ہے اسصورت مین بلبل نے اوسکو اپنا رقیب تصور کیا اور عاشق کو رقیب پر ہمیشہ رشک آتا ہے اور نیا گل پھولا کلمہ توجیہ جیسے کہ این گل دیگر شگفت اور یہہ فقرہ صرف رعایت لفظی کیواسطے ہے اسیطرح خار کے معنی جلنا اور حسد کرنا ہے مگر اس لفظ سے

گل کی رعایت مدِنظر ہے پس ہماری دانست مین رعایتِ لفظی کیواسطے اسیقدر مثال کفایت کریگی اور رعایتِ معنوی اوسے کہتے ہین کہ ظاہرا الفاظ مین مناسبات کی پابندی نہو مگر معنی مین تمام کیفیت معلوم ہوجاے جیسے اس شعر مین ؎ شعر نرگس کو باغ مین آنے نہ دینا ؎ کہ ناحق خون پروانونکا ہوگا ؎ سبحان اللہ اس شعر مین کسقدر رعایتِ معنوی ہے آفرین باد برجانِ مصنف یعنی نگس سے شہد کی مکھی مراد ہے اور اوسکو باغ مین داخل ہونیکی ممانعت اسواسطے کرتا ہے کہ جب وہ باغ مین آئیگی تو بیشک پہولون کا رس چوسیگی اور اپنے چہتے مین کہ جسکو شانِ عسل کہتے ہین لاکر شہد بنائیگی اور کوئی شخص اگر شہد کے لالچ سے اوس چہتے کو توڑیگا تو اوسمین سے موم نکلیگا اور موم سے شمع بنائی جاتی ہے وہ شمع سومی جب محفل مین روشن ہوگی تو پروانے اوسکے گرد جمع ہونگے اور جل جلکر اپنی جان ہلاک کرینگے مفت مین اون کا خون ہوگا اسواسطے اول ہی سے تدارک لازم ہے الغرض اسکو رعایتِ معنوی کہتے ہین **قسم دوم** استعارہ ہے یعنی کوئی چیز کسی سے مستعار طلب کرنیکو **استعارہ** کہتے ہین اسمین مشبہ کو **مستعار لہ** اور مشبہ بہ کو **مستعار منہ** اور وہ معنی کہ جو دونون مین باہم شریک ہون اوسکو **وجہ جامع** کہا کرتے ہین جیسے نرگس کو اوسکے معنی سے واسطے چشمِ یار کے مستعار کیا پس مستعار منہ گلِ نرگس ہے کہ مشبہ بہ ہوتا ہے اور مستعار لہ چشمِ معشوق کہ مشبہ ہے اور لفظ نرگس چشمِ یار کیواسطے مستعار ہے اور اس عمل کو استعارہ کہتے ہین اصل مطلب یہہ ہے کہ کلام کرنیوالا مشبہ بہ کا ذکر کرے اور مشبہ کو مطلق نلاے جیسے رخ کو گل سے اور زلف کو سنبل سے تشبیہ دیتے ہین پس فقط گل اور سنبل کو بیان کرکے اوسکے معنی رخ اور زلف سمجھین یہہ استعارہ ہے جیسے کہ اس مصرعہ کے معنی ؎ مصرعہ نمایان ہے سنبل گلِ یار پر ؎ یعنی اصل مطلب یہہ ہے ؎ مصرعہ نمایان ہے کاکل رخِ یار پر ؎ جیسے اس شعر مین

شعر

برق ہے ہاتھہ مین اور دوش پہ ہے ابر سیاہ ؎ زیر ران چرخ ہے اور سر پہ نمودار ہے ماہ

شمشیر کو برق اور سپر کو ابر اور اسپ کو چرخ اور چتر کو ماہ سے استعارہ کیا ہے برق کہ مشبہ بہ ہے مستعار منہ اور شمشیر کہ مشبہ ہے مستعار لہ ہے اور ابر اور ماہ اور چرخ کو بھی اسی پر قیاس کیا چاہیے اور وجہ جامع ان چارون مین ظاہر ہے یعنی درخشندگی اور چمک برق و شمشیر مین اور سیاہی و سایہ ابر و سپر مین اور تیز روی و گردش چرخ و اسپ مین اور دور و مدوری ماہ و چتر مین غرض کہ اسکا نام استعارہ ہے اسی ذکر مین مبالغہ کا حال سنو **مبالغہ** سخن مین تین قسم ہے **تبلیغ** اور **اغراق** اور **غلو** **مبالغہ تبلیغ** وہ ہے کہ قریب القیاس اور ممکن الوقوع ہو جیسے یہہ شعر کسی زنگی کی تعریف مین ؎ شعر ؎ وہ زنگی تھا مانند نخلِ بلند ؎ ہراسان ہو جسسے دلِ نخلبند ؎ یعنی قیاس سے بعید نہین کہ کسی زنگی کا قد و قامت درختِ خرما کے برابر بلند ہو

استعارہ کا بیان

مبالغہ کا بیان

اس نظر سے کہ سابق میں مرد اکثر طویل القامت ہوا کرتے تھے اور اون سے نخلبند یعنی باغبان کا ڈرنا ہی ممکن ہے چوتھا مبالغۂ اغراق وہ ہے کہ قریب القیاس اور غیر ممکن الوقوع ہو جیسے اس شعر میں

مؤلف

بچمن حسن سے لے تیرے جو زنبور عسل | کیا عجب گر ہو گل شمع سے تیار گلاب

یعنی اگر شہد کی مکھی تیرے حسن کے باغ سے شہد حاصل کرکے سان عسل بنا اور جو موم اوس میں سے نکلے اوس سے شمع تیار کرکے روشن کریں تو جس وقت اوسکا گل بنے اوس گل سے اگر گلاب کھینچیں تو کچھ تعجب نہیں اور مبالغۂ غلو وہ ہے کہ خلاف قیاس اور غیر ممکن الوقوع ہو جیسے اس شعر میں ہو مؤلف چوکڑی سے اوس ہرن کے سایہ یوں مارا پھرے جیسے زاغ آشیان گم کردہ آوارا پھرے + یہہ شعر حسب وحیرت آہو کی صفت میں ہے یعنی وہ ہرن صحرا میں اس تیزی سے رم کر رہا ہے کہ وقت رمیدن اوسکا سایہ اوس سے جدا ہو کے پیچھے رہ گیا اور مانند زاغ گم کردہ آشیان کے سراسیمہ پھرتا ہے اور اوسکو نہیں پاتا سایہ کا جدا ہونا اور آوارہ پھرنا خلاف قیاس اور غیر ممکن الوقوع ہے یہی مبالغہ کی تین قسمیں ہیں جو ہم نے بیان کیں مبالغہ اوسے کہتے ہیں کہ نظم یا نثر میں کوئی مضمون ایسا بیان کیا جائے کہ وہ حد اعتدال سے اوپر تجاوز کا گمان واقع ہو قسم سوم مجاز مرسل ہے مجاز مرسل اوسکو کہتے ہیں جو سوا اپنے معنی حقیقی کے کسی غیر معنی میں استعمال کیا جائے اور وہ کئی قسم ہے کبھی بجائے سبب کے مسبب کو لاتے ہیں جیسے ہیں آفتاب میں بیٹھا یعنی پرتو آفتاب میں بیٹھا پس آفتاب سبب ہے اور پرتو مسبب اور صورت بیان سے سبب سمجھا جاتا ہے اور کبھی مسبب کو سبب کے مقام پر لاتے ہیں جیسے دن نکلا یعنی آفتاب نکلا دن مسبب ہے اور آفتاب سبب یہاں مسبب کے بیان سے سبب دریافت ہوتا ہے اور کبھی ظرف کو بجائے مظروف استعمال کرتے ہیں جیسے قارورہ کہ شیشے کو کہتے ہیں پیشاب کے معنی میں مستعمل ہے چنانچہ کہینگے کہ قارورہ حکیم کو دکھاؤ پس قارورہ ظرف بول کا ہے اور بول مظروف اور کبھی مظروف کو بجائے ظرف استعمال کرتے ہیں مثلاً گلاب کو طاق میں رکھدو اس سے یہہ مراد ہے کہ شیشۂ گلاب کو طاق میں رکھدو پس گلاب مظروف ہے اور شیشہ ظرف اسیطرح کبھی لفظ کو باعتبار حالت زمانہ ماضی استعمال کرتے ہیں جیسے امیر کو امیرزادہ اور کبھی باعتبار زمانہ مستقبل کے ذکر کرتے ہیں جیسے طالبعلم کو مولوی کہنا اور کبھی جز کو بجائے کل اور کبھی کل کو بجائے جز اور کبھی عام کو بجائے خاص اور کبھی خاص کو بجائے عام استعمال کرتے ہیں اور سوا اسکے مجاز مرسل کی بہت قسمیں ہیں اب قسم چہارم کنایہ کنایہ لغت میں پوشیدہ بات کو کہتے ہیں مگر اصطلاح میں اوس عبارت سے ہے کہ اصلی معنی کا ارادہ کیا جائے اور کنایہ تین قسم ہے قسم اول کنایہ سے مقصود فقط ذات موصوف ہے اوسکی دو قسمیں ہیں اول قریب دوم بعید کنایہ قریب وہ ہے

مجاز مرسل کا بیان

کنایہ کا بیان

کہ ایسی ایک صفت خاص کسی موصوف کی ذکر کرین جس سے موصوف کی ذات مراد ہو جیسے شجاعِ ارغوان تن مریخ سے کنایہ ہے اسواسطے کہ سرخ رنگ ہے اوسکو جلادِ فلک اور ترکِ فلک بھی کہتے ہین اور سپاہی و جلاد کے واسطے شجاعت لازم ہے پس باعتبار بہادری اور سرخی رنگ کے مریخ کو شجاعِ ارغوان تن کہا اور کنایۂ بعید وہ ہے کہ چند صفتین کسی موصوف کی بیان کرے اون سب سے ذاتِ موصوف مقصود ہو جیسے اس مثال مین پھر قطرہ مین چاہتا ہون کہ طبیعت کو قوت حاصل ہو اور کام و زبان کو لذت نصیب ہو اور چشم کو سرخی میسر ہو اور دل کو فرحت پہونچے اور دماغ کو خوشبو یعنی جسمین یہہ سب صفتین موجود ہون وہ شراب مقصود ہے اس تقریر سے یہہ مدعا ہے کہ مین شراب کا طلبگار ہون **قسم دوم** وہ کنایہ ہے کہ جسسے فقط صفت غرض ہو اور ذاتِ موصوف سے کچھہ سروکار نہو یہہ بھی قریب و بعید ہے قریب وہ ہے کہ لازم سے ملزوم کیطرف ذہن بے وسیلہ انتقال کرے جیسے اس شعر مین

مؤلف

جس نے دامن کمر سے باندہ لیا — اوس کو اندیشہ کیا رہا باقی

دامن کمر سے لپیٹنا آمادہ سفر ہونیسے کنایہ ہے کسواسطے کہ مسافر راہ چلنے کیوقت دامن کمر سے باندہ لیتے ہین پس دامن باندہنا لازم اور سفر کرنیوالا ملزوم ہے اور اس قسم کا بعید وہ ہے کہ ذہن لازم سے ملزوم کیطرف کسی وسیلہ سے انتقال کرے جیسے اس مثال مین

مؤلف

گر سنہ کیسہ باندہنا ہو تجھے — ای سخی تارِ عنکبوت سے باندہ

یعنی تھیلی کا موہنہ مکڑی کے جالے سے باندہنا کنایہ ہے بند مضبوط نہونیسے اور تھیلی کے جلد کھلجانیسے اور بہت جلد بخشش کرنیسے **قسم سوم** وہ ہے کہ جسسے کنایہ کی غرض معلوم ہو اور اسکی بھی دو قسمین ہین اول موصوف کیواسطے اثباتِ صفت دوم موصوف سے نفی صفت اثباتِ صفت کی مثال

مؤلف

دامنِ ہمت بلند اوس کا — گردنِ چرخ کا گریبان ہے

دامنِ ہمتِ ممدوح کو گریبانِ آسمان کہنا کنایہ ہے آسمانسے زیادہ بہت بلند ہونیکا یعنی اوسکی ہمت آسمانسے اسقدر بلند ہے کہ سرِ آسمان زانو تک ہے اور گردنِ آسمان پنڈلیون تک جو کہ اکثر دامن ساق پر رہتا ہے اسواسطے اسکی اور اوسکی نسبت باہم ہوگئی نفی صفت کی مثال

مؤلف

کس کے یہہ شعلۂ ہیبت نے گرائی بجلی — ماہ نے کان مین ہالے کا جو بالا ڈالا

یعنی اپنی صفتِ اصلی ترک کرکے غلام بنگیا کان مین بالا ڈالنا غلام ہونیسے کنایہ ہے اور یاد رکھو کہ استعارہ کبھی بالتصریح اور کبھی بالکنایہ ہوتا ہے اور ایک قاعدہ یہہ بھی اسی ذیل مین شامل ہے کہ ایک شی عقلی کو مجسّم فرض کرکے اوسکا ایک عضو کہ جسکی ضرورت ہو قرار دیتے ہین جیسے سرِ ہوش اور پای فکر اور چشم حیرت

اور دست جنون وغیرہ یعنی ہوش اور فکر اور حیرت اور جنون کو ایک شخص سراپا مجسم مقرر کیا اور اوسکے
تمام اعضا فرض کرکے سر اور پاؤن اور آنکہہ اور ہاتہہ قرار دیتے ہونگے اس علم کا نام علم بیان ہے اب ہم علم بدیع کا
ذکر کرتے ہین اے خردپرور علم بدیع وہ علم ہے جسکے الفاظ کو صنائع اور بدائع سے زینت بخشی جاتی ہے مخفی نرہے
کہ کلام دو قسم ہے نظم اور نثر کلام نظم کو بہہ وجوہ کلام نثر پر فوقیت حاصل ہے اور اس دلیل سے کہ ہر ملک مین
دیکہو سب پرانے ہی شعر ونکو اچہا بتاتے ہین یہہ بات بخوبی پایۂ ثبوت کو پہونچی ہے کہ شاید ابتدا ابتدا
مین ہر قوم نظم کے عجائبات دیکہکر حیران رہگئی اور جو رتبہ اوسے حاصل ہوگیا وہ ابتک بدستور چلا آتا ہے
ایک وجہ یہہ ہے کہ نفس ناطقہ کے جذبے اور طبیعات کے عالم سے تعلق رکہتا ہے انکو نے محسوسات فی الخارج
مین سے اون چیزونکو بیان کردیا جن پر سب کی نظر جاتی ہے اور فوراً اونکا اثر ہوتا ہے قصے کہانیون مین سے
وہ واقعات چہانٹ لئے کہ جنمین خاصیت نفس پائی جاتی ہے طبیعت متقدمین کے اختیار مین تہی صنعت متاخرین کے
حصے آئے اونکا کلام زبردست اور مضمون تہا انکی زبان خوبصورت اور نئی ہے یون تو جسکی طبیعت موزون
ہوئی وہ شاعرونکی راہ پر لگیا مگر تتبع سے بزرگی حاصل نہین ہوتی شاعرونکے لئے ہر علم پر توجہ کرنی ضرور ہے
شاعری کا ارادہ ہو تو دنیا کو نئے مطلب سے دیکہنا چاہیئے تشبیہ اور معانی کی تلاش مین جنگلون مین پہرنا اور
پہاڑونمین ٹکرین کہانی ضرور نہین چنانچہ ایک شعر کا بیان ہے کہ اگر جنگل کا درخت ہے تو میرے دلمین اوداسی کا
پہول ہے تو میرے جگر مین پہاڑ کا ٹیلا ہے تو میرے لئے اور قلعہ کا کنگورہ ہے تو میرے واسطے کبہی ندیون کے
ساتہہ چلکہاتے پہرنا اور کبہی بادل کی بدلیون کے تماشے دیکہنا غرضکہ شاعر کیواسطے کوئی چیز بیکار نہین جو
کچہہ دنیا مین خوبصورت یا مہیب اوسکے خلاق معانی کے پاس چاہیئے اوسکو ہر حیثیت واقف ہونا ضرور ہے
خواہ وہ عظمت کے سبب سے ہیبت ناک ہو یا نزاکت کے سبب سے فقط خیال کا وہم باغ کے پودے جنگل کے حیوان
زمین کے موجودات آسمان کے تہاب ان سبکو کر شاعر کے مغز کو بہر دینا چاہیئے کہ ضرورت کیوقت کسی چیز کا محتاج
نہ ہے اور ہر ایک خیال اوسکا سود مند عالم ہو جسکے پاس سامان زیادہ ہوگا وہی غالب رہیگا وہ ایسی
بندشین باندہیگا کہ آدمی خواہ مخواہ خوش ہوجائینگے اور وہ اسطرح نصیحت کرجائیگا کہ حریف دیکہنے کے دیکہتے
رہجائینگے فقط دیکہنا شاعر کا کام نہین ہے اوسکی نظر ہمیشہ نوع پر جاتی ہے وہ بڑے بڑے سانچون پر غور
کرتا ہے اشیا کی عام خاصیتین دیکہتا ہے کچہہ پہولون کی پتیان گننے کو نہین بیٹہتا مرغزار کے مختلف سایون کو
نہین دیکہتا جب وہ عالم طبیعات کی تصویر کہینچتا ہے تو فقط اون خال وخط پر نظر رکہتا ہے جن پر عوام کی
نظر جاتی ہے اور جنکا اثر فوراً ہوتا ہے کیونکہ اوسکی غرض تو یہہ ہے کہ نفس ناطقہ کی ایک خاص دلالت یہہ خاکا
اصل صورت کو سامنے کہڑا کردے اسکو اون باریک امتیازون سے مطلب نہین جنپر بعضون نے خیال کیا ہو اور بعضون نے

علم بدیع کا بیان

لکھا ہو مگر ابھی شاعر ہونے مین آدھی کسر ہے اسکو زیست کے مختلف طریقے بھی معلوم ہونے چاہئین جسکی
ضرورت سے لازم ہوا کہ وہ ہر حالت کے رنج و راحت کا اندازہ کرے حرکات نفس کو اون حرکتون کی مختلف جہات
اور مختلف صورتون مین دیکھے اور طفلی کی شوخی سے لگا کر پیری کی مایوسی تک اون تبدیلون کا سراغ لگائے
جو کہ آب و ہوا اور دستور ملک کے سبب سے نفس ناطقہ مین واقع ہوتی ہین اپنے زمانے اور اپنے ملک کے
تعجب کو چھوڑ دے اور حق و باطل کو اوس خاص صورت مین دیکھے جہان اون مین کسطرح کی تبدیلی نہین ہو سکتی اپنے
وقت کی رایے یا قانون کا لحاظ نکرے اور اون حقائق اعلی کیطرف چلے جنکی حالت مین کچھہ بھی فرق نہین
ہو سکتا اگر شہرت مین دیر ہو تو کچھہ مضائقہ نہین اوسکو اپنے وقت کی تعریف ہیچ سمجھنی چاہئے اور وہ اپنا
انصاف اونپر چھوڑ دے جو قدرت کے نظام سے اس زمانہ کے بعد آئینگے تحریر ایسی ہو کہ گویا وہ زمانہ کا
مترجم اور انسان کا واضع قانون ہے جب شعر کہنے بیٹھے تو یہہ خوب سمجھہ لے کہ جو لوگ مختلف پشتون مین آئندہ
پیدا ہونگے مین اونکے اطوار اور طرز خیال پر اسطرح کا حاکم ہون کہ زمان و مکان میرے اوپر کچھہ اثر نہین کر سکتا
ابھی ذرا سی کسر اور باقی ہے شاعر کو بہت سی زبانین اور بہت سے علم بھی جاننے چاہئین اوسکی عبارت مضمون کے
رتبہ کی ہو اسلیے ضرور ہوا کہ وہ مشق کی کثرت سے کلام کے ہر قسم کی نزاکت اور ہر طرح کے ربط و ضبط کو اپنے
اختیار مین کر لے اے خرد پرور یاد رکھو کہ نظم کی دس قسمین ہین غزل قصیدہ تشبیب قطعہ رباعی فرد
مثنوی ترجیع بند مسمط مستزاد غزل مین حسن و عشق اور ہجر و وصل کا بیان ہوتا ہے اول شعر مین
دونون مصرعہ کا قافیہ برابر ہوگا اور آخر شعر مین کبھی شاعر اپنا تخلص لاتا ہے کبھی نہین لاتا اور کبھی مطلع مین
بھی تخلص آجاتا ہے غزل کے اشعار پانچ سے سترہ تک ہوتے ہین اور انتہا پچیس شعر ہین مگر متاخرین نے چالیس شعر سے
بھی زیادہ کہے ہین لیکن غزل کے شعر اکثر طاق ہوتے ہین قصیدہ اوسے کہتے ہین جسمین حمد و نعت یا تعریف
اور مذمت یا کسیکا حال وغیرہ لکھتے ہین اور یہہ بعینہ غزل کے مانند ہے مگر صرف اسیقدر فرق ہے کہ غزل
مین ذکر معشوق کی خصوصیت ہے قصیدہ کے شعر پندرہ یا پچیس سے ایکسو بیس یا ایکسو ستر تک ہوتے ہین اور قصیدہ مین
چند مطلع مختلف مقامات پر بھی آیا کرتے ہین قصیدہ دو قسم پر ہوتا ہے تمہیدیہ او مجرد تمہیدیہ اوسکو کہتے ہین
کہ شراب و کباب اور مستی و صحبت یار اور صنم پرستی و موسم بہار اور ابر و باران اور باغ و دشت و کوہسار
وغیرہ کا ذکر بیان کرکے بعد اوسکے تعریف کیطرف رجوع کرتے ہین اور اسی کو گریز شاعرانہ کہتے ہین اور جس
قصیدہ مین یہہ باتین نہون اور اول ہی سے تعریف شروع ہو جاے اوسکو مجرد کہتے ہین تشبیب وہ ہے
جسمین اپنے عہد شباب اور ایام جوانی کے زور و شور کی ترنگین اور جوش و خروش کی امنگین بیان کرین
قطعہ عبارت ہے ایک وزن اور ایک قافیہ کی دو یا زیادہ بیتون سے اور اسمین مطلع ہو یا نہو مگر مضمون

تمام ابیات کا باہم متعلق ہو قطعہ کے اشعار کم سے کم دو اور زیادہ اکیس ستر تک ہوتے ہین رباعی کے فقط
چار مصرع متفق الوزن والقوافی ہوا کرتے ہین مصرع سوم مین اگر قافیہ ہو تو بہتر ہے اور نہو تو کچھہ مضائقہ نہین
اور رباعی مین نو زحاف واقع ہوتے ہین زحاف تغیرات کا نام ہے ان تغیرات سے چوبیس وزن مختلف بنا گئے
ہین اونمین سے بارہ وزن اخرب اور بارہ اخرم کہلاتے ہین مگر خلاصہ یہہ ہے کہ اکثر رباعی اس وزن پر ہوتی ہے
وزن لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّابِاللّٰہ + مگر رباعی کا مصرع چہارم تینون مصرعون سے چرب اور عمدہ ہوتا ہے
فرد ایک شعر کو کہتے ہین خواہ مقفّی ہو یا غیر مقفّی اور اوس کا مضمون بھی غزل اور قصیدہ کے مضمون سے
علیحدہ ہو **مثنوی** اوسے کہتے ہین جسکے ابیات متفق الوزن ہون اور ہر بیت کے دونون مصرع باہم
مقفّی **ترجیع بند** وہ ہے کہ چند اشعار متفق الوزن والقوافی قصیدہ و غزل کے طور پر ہون بعد اوسکے
ایک شعر اوسی وزن پر کہ جو مختلف قافیہ رکہتا ہو لاتین اور وہ مطلع کی طرز پر ہو اوسکو بند کہتے ہین
اسیطرح کئی بند ہون اور ہر بند کے آگے وہی شعر آتا جاے تو اوسکو ترجیع بند کہینگے اور جو بعد ہر بند کے
نیا شعر مختلف القافیہ ہو اوسکو ترکیب بند کہتے ہین بند کے ساتھہ جس شعر کو گرہ دیتے ہین وہ مطلع ہوتا ہے
اسکے آگے پہر دوسرے قافیہ کا مطلع کہکر اوسمین شعرونکو غزل کے طور پر شامل کرتے ہین اور ترکیب بند و
یا ترجیع بند اُنمین ہر بند کے اشعار مساوی ہوتے ہین خواہ وہ سات ہون یا نو یا گیارہ یا جسقدر مناسب
نظر آئین **مسمّط** اوسے کہتے ہین جہان پہلے ایک بند کئی مصرعہ کا ایک وزن اور ایک قافیہ پر لکہا جاے
پہر اوسمین ہر بند کا قافیہ جدا ہو تا آخر اوسی مصرع اوسی قافیہ پر آتا جاے اور یاد رکہو کہ یہہ بند تین مصرع سے
کم اور دس مصرعہ سے زیادہ نہین ہوتا اسلئے اسکی آٹھہ قسمین قرار پائی ہین اول مثلث یعنی تین مصرع کا بند
خواہ وہ تینون مصرع اپنی تصنیف سے ہون یا دوسرے مصنف کے شعر و پر ایک مصرعہ چسپان کرین علیٰ
ہذا القیاس بند کے چار مصرعہ ہون تو مربع اور پانچ ہون تو مخمس مگر فی زمانا مخمس زیادہ مروج ہے اور
چہہ مصرع ہون تو مسدس مگر اسکی دو قسمین ہین اول یہہ کہ پانچ مصرعہ ایک طرح پر ہون اور چھٹا مصرعہ
بند اول کے قافیہ پر ہو دوسری قسم یہہ کہ چار مصرع ایک قافیہ پر ہون اور اوسکے آگے بطور گرہ بند
اوسی وزن کا ایک مطلع کہ جداگانہ قافیہ رکہتا ہو جیسے اکثر واسوخت اور مرثیہ مین مروج ہے اور کبھی چار
چار مصرعہ کے بعد وہی ایک مطلع ہر جگہ لاتے ہین اسکو گرہ بند کہتے ہین اور سات مصرعہ ہون تو مسبّع
اور آٹھہ ہون تو مثمّن اور نو ہون تو متسّع اور دس ہون تو معشّر کہتے ہین پہر ہر ایک قسم کی مثال
بخوبی سمجہادی بعد اوسکے ارشاد کیا کہ **مستزاد** اوسے کہتے ہین کہ ایک مصرع کے بعد خواہ ایک شعر کے
ایک چہوٹا سا فقرہ جو کسی ارکان شاعری کے وزن پر ہو اور اوس مصرعہ یا شعر سے ربط بھی رکہتا ہو یا وہ

کرتے ہیں ہر مصرعہ کے ساتھہ فقرہ مستزاد ایک مشہور طریقہ ہے جسے سب جانتے ہیں اور مثال اوس مستزاد کی جو ایک شعر کے بعد آتا ہیہ ہے

مؤلف

محفل میں ہمیں دیکھہ کے وہ دلبر عالم | کہتا ہے خدا کے لیئے بس آپ اسی دم
اُٹھہ جائیں تو اچھا
ناچار چلے جاتے ہیں غیرت سے مگر آہ | اوس وقت کا کیا حال نظام اپنا کہیں ہم
مر جائیں تو اچھا

تاریخگوئی کا بیان

اور جو مستزاد ہر مصرع کے بعد آتا ہے وہ مشہور و معروف ہے مخفی نرہے کہ اقسام شعر میں سے ایک قسم تاریخگوئی ہے **تاریخ** اوسے کہتے ہیں کہ ایک لفظ یا فقرہ خواہ مصرعہ یا شعر ایسا تجویز کیا جائے جس سے کسیکی وفات یا تولد یا تصنیف کتاب یا لڑائی کی فتح کا سنہ و سال یا بادشاہ کے جلوس یا کسی اور واقعات وغیرہ کا زمانہ سمجھا جائے اسکی دو قسمیں ہیں **تاریخ صوری** اور **تاریخ معنوی** متقدمین کا قاعدہ تہا کہ شعر یا عبارت میں سنہ بیان کر دیتے تہے جیسے سعدی کہتے ہیں **شعر** ز ششصد فزون بود پنجاہ و پنج ✦ کہ پر دُر شد این نامہ بر دانگنج ✦ سنہ ۶۵۵ھ یہہ قسم صوری ہے اور معنوی وہ ہے کہ کسی مصرعہ یا فقرہ میں حروف تہجی کے اعداد جمع کرنیسے مادہ تاریخ پیدا ہو اب اعداد حروف کا قاعدہ یاد رکہنا چاہیئے یعنے منجملہ اٹہائیس حروف ابجد اول کے ان دس حرفوں کے عدد ایک سے دس تک مقرر ہیں ابجد ہوز حطی اسکو آحاد کہتے ہیں تفصیل اسکی یہہ ہے الف کا ایک بے کے دو جیم کے تین دال کے چار ہے کے پانچ واو کے چہہ زے کے سات حے کے آٹھہ طوے کے نو یے کے دس پہر گیارہویں حرف سے آٹھہ حرفوں تک دس دس عدد بڑہاکر نوّے پر شمار پہونچایا ہے یعنی کلمن سعفص اسکو عشرات کہتے ہیں اسکی تفصیل یہہ ہے کاف کے بیس لام کے تیس میم کے چالیس نون کے پچاس سین کے ساٹھہ عین کے ستر فے کے اسّی صاد کے نوّے پہر اونیسویں حرف کے سو عدد ٹہراکر نو حرفوں پر سو سو عدد زیادہ کرکے ہزار تک درجہ بڑہایا ہے یعنی قرشت ثخذ ضظغ اسکو مئات کہتے ہیں تفصیل اسکی یہہ ہے قاف کے سو رے کے دو سو شین کے تین سو تے کے چار سو ثے کے پانسو خے کے چہہ سو ذال کے سات سو ضاد کے آٹھہ سو ظوے کے نو سو غین کے ہزار یہہ سب اٹہائیس حرف ہوئے اگرچہ حرف مشدد کو دو بار پڑہتے ہیں مگر ایک حرف کا عدد شمار میں آتا ہے اسیطرح الف ممدودہ کا عدد بہی ایک ہے اور ہمزہ کا عدد نہیں لیا جاتا کہ ابجد سے خارج ہے مگر بعض نے ہمزہ ملتوبی کو الف اور پ چ ژ گ کو ب ج ز ک اور ٹ ڈ ڑ کو ت د ر کے حساب میں رکہا ہے اور جو حروف ہائے ہوز سے مخلوط ہیں جیسے بھہ پھہ تھہ ٹھہ وغیرہ انمیں ھ کے عدد جو پانچ ہیں شامل کئے جائیں گے جب تم یہہ قاعدہ معلوم کر چکے تو اب تاریخ کا سمجھنا اور کہنا بہت

سہل ہوگیا دیکہو ادب مین سب حرف آحاد کے موجود ہین اور علم مین سب حرف عشرات کے اور شرق
مین سب حرف مآت کے اور بہتر مین ایک حرف آحاد کا اور ایک عشرات کا اور ایک مآت کا موجود ہے
مگر اسکی قید نہین کہ تاریخ اسطرح پر ہوا کرے بلکہ لفظون مین جو اعداد مضمر ہین اونکو سنہ فصلی یا ہجری یا عیسوی یا سنبت
وغیرہ کے ساتہہ مطابق کرکے جس برس مین جو واقعہ گذرا ہو اوسکی تاریخ کہنی چاہیے اور جس مضمون کی تاریخ ہو
اوسی مضمون کے اشعار یا عبارت مناسب ہے جیسے وفات کی تاریخ آہ واویلا وا دریغ کے عدد ایکہزار دوسو ۱۲۸۱
اکاسی ہوتے ہین یعنی ۱۲۸۱ھ اور اسیطرح تولد کی تاریخ نیک اختر کہ اسکے عدد بہی ایکہزار دوسو اکاسی ہین ۱۲۸۱
جس لفظ مین تاریخی عدد جمع ہوتے ہین اوسکا نام مادہ ہے اور تاریخ کے مادے کو اکثر مصرع آخر مین اسطرح موزون
کرتے ہین کہ ہاتف یا سروش فلک یا الہام غیب یا خضر یا مسیح وغیرہ نے یہہ تاریخ ارشاد کی اور شعروں مین
اپنے تخلص کے ساتہہ یہہ مضمون لکہتے ہین کہ مجہے نہایت فکر تہی اوسوقت یہہ آواز آئی اور کبہی تاریخ کے
ایک ہی مصرعہ مین دو مادے یا زیادہ بہی لاتے ہین چنانچہ غالب دہلوی نے اپنے ولادت کی تاریخ اسطرح موزون کی ہے

رباعی دو تاریخ

غالب چو ز نا رسائی فرجام نصیب — ہم ہم عدد دارم و ہم ذوق حبیب
تاریخ ولادت من از عالم قدس — ہم شورش شوق آمد و ہم لفظ غریب

یعنی اس مصرع آخر مین شورش شوق اور غریب یہہ دونون مادہ تاریخ ہین اسکے عدد ۱۲۱۲ھ ہوتے ہین
اور اے خسرو پرور رہبا کے نام کے عدد بہی بارہ سو بارہ ۱۲۱۲ھ ہین پس یہہ تینون لفظ معدود کہلائینگے
اور جسقدر الفاظ باہم برابر عدد رکہتے ہین وہ سب معدود کہلاتے ہین جیسے باد صبا اور صبح اور زندہ دل
اور اہل وطن معدود ہین یا دہان اور زبان یا عقل اور اعجاز مسیح یا تسلی اور امتحان یا گلخن اور شرر
یا افتخار اور عیش بخش یا مظہر علم اور خجستہ اطوار یا فروغ اور ذی شعور یا صبح جان اور دل غلطان
یا ساغر دل اور آفتاب ضیا وغیرہ غرض ہے ہزارون لفظ معدود ہین مگر خیال و شعور شرط ہے چنانچہ اس شعر مین دو دو چیزین معدود موجود ہین

مؤلف

ہوش و پاس و غم و بختی و صبر و نادر — گل و می عاشقی و آفت و ناز و محبوب

اور تاریخ اکثر صنائع مین بہی کہی جاتی ہے چنانچہ صوری و معنوی دونون صورتین ایک مادہ تاریخ سے واضح و
آشکار ہون یعنی الفاظ مین سنہ واقعہ موجود ہو اور اعداد سے تاریخ نمود ہو جیسے سنہ نہصد و ہشتاد
اس فقرہ مین عدد بہی اسیقدر موجود ہین کہ جسقدر الفاظ سے ظاہر ہوتے ہین یعنی ۹۸۰ھ اور کبہی ایک لفظ کے
مکرر لانے سے تاریخ پیدا ہوتی ہے جسوقت سنہ مطلوبہ آدہے آدہے برابر تقسیم ہو سکین جیسے ہکو سنہ بارہ سو اٹہتر ۱۲۷۸ھ کی تاریخ

در کار ہین اس کے آدہے چہہ سو اوتتالیس ہوتے اسکے عدد کیا خوب کے لفظ مین موجود ہین جب اس کو دو بار کہین گے تاریخ حاصل ہے بھہ خواہ اجمال کے ساتہہ ہو جیسے یہہ شعر

تاریخ

جو فرماتے اسے قند مکرر ۔۔ تو پیدا ہو سنہ تاریخ کیا خوب ۶۳۹

یا تفصیل کے ساتہہ ہو جیسے شعر کہا گردون سے بھہ سال تاریخ ٭ سروش غیب نے کیا خوب کیا خوب اور کبہی اس سے زیادہ تکرار بہی واقع ہوتی ہے جیسے کسی مجمل کی عیسوی تاریخ مین دیکہو

مؤلف

ہہ نظر سے مجہے ہو جو تاریخ عیسوی ۔۔ گردون سے آفتاب کہے کاخ کاخ کاخ

یعنی کاخ کے عدد چہہ سو اکیس ہین اس کو سہ چند کرنے سے اٹہارہ سو تریسٹہہ ۱۸۶۳ عیسوی ہو جاتے ہین اور ایک دروازہ عالیشان کی تاریخ بارہ سو اسی ۱۲۸۰ ہجری مین اس طرح واقع ہے

مؤلف

در دولت جو قصر عالی کا ۔۔ چرخ ہفتم سے ہے زیادہ بلند
ہے یہہ لازم کہ ہون پئے تاریخ ۔۔ عدد باب ہشت بار دو چند

یعنی باب کے عدد پانچ ہین اسکو دو چند کیا دس ہوئے دس دونی بیس بیس دونی چالیس چالیس دونی اسی اسی دونی ایکسو ساٹہہ ایکسو ساٹہہ دونی تین سو بیس تین سو بیس دونی چہہ سو چالیس چہہ سو چالیس دونی بارہ سو اسی ۱۲۸۰ ہوتے ہین اور درجہ ہشتم پر یہی اعداد تاریخی ہین شیخ امام بخش ناسخ لکہنوی نے عجیب صنعت مین ایک تاریخ لکہی ہے اور بہت خوبی سے عدد مطلوبہ کی شکل پیدا کرکے نقش مراد کو کرسی بیان پر بٹہایا ہے

تاریخ طرز جدید

افتادہ حکیم از ثبات ۔۔ تاریخ بطرز نو رقم کن
از حاے حکیم ہشت برگیر ۔۔ سہ مرتبہ نصف نصف کم کن

حاے حطی کے آٹہہ عدد ہین اوسکے آدہے چار اوسکے آدہے دو اور دو کا آدہا ایک باقی رہتا ہے پس تاریخی اعداد کی یہہ صورت ہوئی سنہ ۱۲۴۸ ہجری اور یہہ ہیئت مجموعی بارہ سو اڑتالیس ہوئے اسیطرح کسی تاریخ کا یہہ مضمون ہے کہ بادشاہ نے جب ستارہ فتح کیا اوسوقت خوش ہو کر شکر الہی بجا لایا اور عقد انامل پر اسم اعظم شمار کرنے لگا جبکہ ابہام کو خنصر کے نیچے لایا تو چار اونگلیون سے چار الف پیدا ہوتے یہی فتح ستارہ کی تاریخ ہے یعنی گیارہ سو گیارہ ہجری جسکی یہہ صورت ہوئی سنہ ۱۱۱۱ھ عقد انامل اونگلیون پر شمار کرنیکا نام ہے

عقائدِ اہلِ اسلام مین یہہ طریقہ مسنون ہے اسکے وسیلے سے ہزارون لاکھون کی گنتی گن لیتے ہین اور ہر ایک کیواسطے جداگانہ علامت مقرر ہے عربی مین پانچون او نگلیون کے یہہ نام ہین خنصر بنصر وسطی سبابہ ابہام غرضکہ اکثر اشعار اور فقرات ایسے ہوتے ہین کہ جسکے ہر مصرع مین سے یا ہر فقرے مین سے تاریخ برابر نکلی جاتی اور بعضے قطعات اور قصائد وغیرہ ایسے ہین کہ جنکا ہر مصرعہ تاریخی ہے اور دو دو مصرع کے حروف منقوط اور غیر منقوط سے اور ایک مصرع کے منقوط دوسرے کے غیر منقوط اور ایک مصرع کے غیر منقوط دوسرے کے منقوط ملانیسے بہی وہی مادۂ تاریخ جلوہ گر ہوتا ہے اور کبھی تاریخ زبر و بیّنہ مین ہوتی ہے یعنی ہر حرف کے ملفوظی عدد لیتے ہین مثلاً س کہ اسکے ساٹہہ عدد ہین اسکو اسطرح پر لکہینگے کہ سین اور ایکسو بیس عدد لیے جائینگے ایمین حرف اول کا نام زبر ہے اور باقی حرفون کا نام بیّنہ چنانچہ سین مین س زبر ہے اور ین بیّنہ اور کبھی تاریخ کہنے مین ایسا اتفاق پڑتا ہے کہ مادۂ تاریخ عمدہ ہاتہہ آجاتا ہے مگر ایک دو عدد کم رہجاتے ہین یا زیادہ ہوجاتے ہین پس اگر دو چار کم ہین تو اوس عدد کا ایک حرف خوبصورتی کے ساتہہ بڑہاتے ہین جیسے دو کے واسطے خوشی کے موقع پر سرِ بشارت اور چار کے لئے غم کے محل پر سرِ درد وغیرہ اور اسکو تاریخگوئی کی اصطلاح مین تعمیہ کہتے ہین اور عدد زیادہ ہوتے ہین تو اسیصورت سے اوسکو خارج کرکے اوسکا نام تخرجہ رکہتے ہین جیسے اس شعر مین ساٹہہ عدد مطلوب ہین اور مادۂ تخمین چونسٹہہ ہوجاتے ہین اوس چار کو سر سے نکالا ہے شعر گفت تاریخ شاہ سکندر ✤ سرِ دین را برید بیدینے ✤ اور یہی قاعدہ زیادہ اعداد تخرجہ تعمیہ پر بہی جاری ہوسکتا ہے غرضکہ اسیطرح فرزانہ روزگار نے نحو و معما اور ہر قسم کی صنعتِ لفظی معنوی اور عروض و قافیہ و بحور و زحافات کا مفصل بیان شہزادہ خورد پرور کو تعلیم فرمادیا ایمین چہہ مہینے کا عرصہ منقضی ہوچکا اور وزیرِ اعظم یعنی شعورِ سخن رس دونون کو باعزاز و اکرام دربارِ شاہی مین لے گیا

امتحانِ سوم

مؤلف

کبھی تو بحرِ کرم کا ہو ساقیا ملاح
کبھی تو کشتیِ مے اسطرف روان ہو جائے
دکہائین صنعتین اپنی اگر عجیب و غریب
تو ہمسہ دخترِ رز کیون نہ مہربان ہو جائے
کیا ہے ہمنے جو دعوی اگر کسی کو ہے ہین
ہماری بات مین شک ہو تو امتحان ہو جائے

جسدم شہزادۂ عالیوقار اور معلم یکتائے روزگار داخلِ دربار ہوئے بادشاہ نے بعد السلام علیکم رسم تعظیم مراتبِ علمائے فضیلت آثار ادا کرکے شہزادہ نامدار سے حسبِ عادتِ معہودہ ارشاد فرمایا

کہ اے خرد پرور اس مدت مین کس علم کے سبق پر سبقت حاصل کی شہزادہ دانشور نے جواب دیا کہ اس کنیز نے علمِ معانی اور علمِ بیان اور علمِ بدیع اور علمِ عروض اور علمِ قوافی وغیرہ سے حظِ کافی پایا اور بہرۂ وافی اوٹہایا معانی اور بیان اور بدیع مین متقدمین عرب نے فرق نہین سمجھا مگر متاخرین نے علمِ بدیع کو بلاغت کا تتمہ شمار کیا ہے اسواسطے کہ اسمین صنعتین داخل ہین نقلِ مجسم نے کہا کہ علمی صنعتین کسطرح معلوم ہوتی ہین اسکا بیان کرنا بھی مناسب ہے شہزادہ نے عرض کی کہ صنعتین دو قسم پر منقسم ہین لفظی اور معنوی صنائعِ معنوی بکثرت ہین چنانچہ صنعتِ تضاد یعنی دو لفظ ایک دوسرے کی ضد مین لانا جیسے راستی کیواسطے کجی اور نیکی کے لئے بدی وغیرہ صنعتِ مراعات النظیر یعنی ایسے الفاظ کے جنمین سوا تضاد کے کوئی اور نسبت ہو جیسے فلک اور کہکشان ماہ اور آفتاب وغیرہ صنعتِ ایہام یعنی وہم مین ڈالنا جیسے سونیکا پلنگ کہ سونیکا لفظ زر کیطرف ایہام رکہتا ہے تصحیف یعنی تغیرِ نقاط سے دوسرا لفظ بنا لینا جیسے تحسین اور تجهیز تسکین تزلزل یعنی تبدیل حرکات سے لفظ کے معنی پلٹ جائین جیسے مَطلَب مُطلِب اول مطلب دعا کے معنی مین اور دوسرا مطلب طلبیدن سے نہی کا صیغہ ہے لف و نشر وہ ہے کہ اول چند چیز متواتر ذکر کرین پھر ہر چیز کیواسطے ایسا ایک ایک لفظ کہ جو اون چیزون سے مطابق ہو بیان کرین اور یہہ دو قسم ہے مرتب اور غیر مرتب لف و نشر مرتب کی مثال فقرہ سرو گل تیرے قد و عارض کے شوقمین قمری و بلبل کیطرح نالے کرتے ہین لف و نشر غیر مرتب کی مثال اس شعر سے واضح ہے

شعر

دہن میم یعنی الف زلف لام ‌‌ ہے سورۃ الف لام میم اسکا نام

مصرعہ اول سے ترتیب وار یہہ حرف پیدا ہوئے ہین کہ میم الف لام مگر ترتیب کا لحاظ نکیا اور اون سبکو مختلف صورت سے جمع کرکے (الٓمٓ) بنا لیا صنعتِ حسن التعلیل یعنی کسی امر کی علت بطرز پسندیدہ ثابت کرلی کہ جو درحقیقت اوس طور پر نہو جیسے اس مثال مین فقرہ برق کے کباب مین چشمِ یار کا سودا خشکی کا باعث ہے محتمل الضدین یعنی وہ کلام جو دو مختلف معنی پر دلالت کرے جیسے تیری صحبت مین احمق دانا ہو جاے تجاہل العارف یعنی کسی چیز سے دیدہ و دانستہ بیخبری کا اظہار کرنا جیسے فقرہ یہہ زلفِ معشوق ہے یا شامِ غریبان یا شمعِ جمال کا دہوان ہے، یا ابرِ سیاہ آفتاب کے متصل آگیا تعجب یعنی کسی کلام مین حیرت ظاہر کرنی جیسے فقرہ سرو مین ایک پہل نہین آتا مگر تماشا ہے کہ قامتِ یار مین دو پستان نمودار ہین تلمیح یعنی وہ کلام جو کسی قصہ معروف اور مضمون مشہور پر مشتمل ہو جیسے فقرہ عشق نے کبہی آتش کو گلزار بنایا ہے اور کبہی کوہ کو برگِ کاہ جلایا، یہہ تلمیح ہے قصہ ابراہیم اور قصہ

صنائع معنوی

سوسیٰ کے حال سے یعنی جب حضرت ابراہیم کو نمرودِ مردود نے شیطانِ ملعون کی اغوا سے آگ میں ڈالا
خالقِ نار و نور نے حکم دیا کہ اے آتش تو سرد ہو جا کہ ابراہیم سلامت رہے حکمِ الٰہی سے وہ فوراً گلزار ہوگئی
اور حضرت موسیٰ جب کوہِ طور پر جلوہ فرما ہوئے اور کہا کہ رَبِّ اَرِنِی یعنی اے میرے پروردگار میں تیرے
دیدار کا امیدوار ہوں حکم ہوا کہ لَن تَرانِی یعنی اے موسیٰ تو مجھے نہ دیکھ سکیگا غرض جب تجلی ظاہر ہوئی
موسیٰ عالمِ بیہوشی میں زمین پر گر پڑے اور کوہِ طور جل کر خاکِ سیاہ ہو گیا اسطرح ہر شعر کی تلمیح کو قیاس
فرمانا مناسب ہے علیٰ ہذا القیاس بہت صنعتیں ہیں کہ جنکا بیان طول و طویل ہے اب **صنائعِ لفظی** کا حال
عرض کرتا ہوں حضرت سلامت اول **تجنیس** اور یہہ چند قسم ہے **تجنیسِ تام** جیسے رخ سارے اور رخسارے
یا ہیت آئی اور پیشانی یا خاک ساری اور خاکساری یا جیسے پہونچے کا لفظ اس مصرعہ میں مصرعہ
ہاتھ پہونچے ترے پہونچے پہ تو کیونکر پہونچے + اور **تجنیسِ زائد** جیسے بیت اور بیست یا قامت
اور قیامت یا چشم اور چشمہ یا شامت اور شام وغیرہ اور **تجنیسِ ناقص** جسکی مثال بھی تجنیسِ زائد کی مثال سے
ظاہر ہے مگر بعضوں کے نزدیک تجنیسِ ناقص وہ ہے کہ وہ حرف تجنیس ہوں لیکن اونکی حرکت مختلف ہو جیسے
مَلَک فرشتہ اور مَلِک بادشاہ اور کتابت میں صورت یکسان نظر آئے پس اگر تبدیلِ نقاط سے دوسرے
معنی پیدا ہوں یا دوسرا لفظ بنجائے تو اوس کو **تجنیسِ خطی** یا **تصحیف** کہتے ہیں جیسے زخم اور رحم یا بساط
اور نشاط وغیرہ اور تجنیس کی ایک قسم قلب ہے اوسکی دو صورتیں ہیں ایک قلبِ کل دوسرے قلبِ بعض **قلبِ کل**
وہ ہے کہ حرف و کلمہ بالترتیب قلب کئے جائیں جیسے بارش اور شراب یا مالک اور کلام وغیرہ چنانچہ مہتاب رائے کا نام اس شعر کے مصرعہ ثانی میں

شعر

ہم اولٹے بات اولٹی یار اولٹا	بھلا کیونکر نہو سب کار اولٹا

یعنی ہم کا قلب مہ اور بات کا قلب تاب اور یار کا قلب رائے ہے یہہ سب لفظ ملکر مہتاب رائے ہو جاتا ہے
اور اگر کسی کلام کو قلب کریں اور اوس سے پھر وہی کلام حاصل ہو اوسکو **مقلوبِ مستوی** کہتے ہیں جیسے
باب اور بے عیب اور شاباش اور نادان اور مرا دے وارم اور برآید یا رب اور کاخ ہمہ خاک اور اقبال
ہمہ لابقا وغیرہ اور اکثر شعر بھی اس صنعت میں مشہور ہیں جیسے شعر شکر بہ ترازوے وزارت برکش + شو
ہمرہِ بلبلِ بلب ہر مہوش + یا یہہ شعر شعر آراے رحم زہر یارا + آرام زروت وزر یارا + اور
قلبِ بعض وہ ہے کہ ایک صورت کے دو کلموں میں کوئی حرف کسی مقام پر مقدم موخر ہو جائے
جیسے رعب اور عرب یا عجم اور جمع یا کلام اور کمال وغیرہ جب شہزادہ ہوشمند تجنیس اور تقلیب اور
تصحیف کی صفت بیان کر چکا ایک شخص حاضرینِ مجلسِ امتحان میں سے بول اوٹھا کہ اے شہزادہ

صنائعِ لفظی کا بیان

عالیمقام آپکا قطعِ کلام ہوتا ہے معاف فرمانا مگر اسوقت ایک شعر مجھے یاد آیا ہے آپ اوسکا مضمون بیان فرمایئے

شعر

بہ تصحیف و بہ تقلیب و بہ تردیف ز روے یار خواہم ضدِ شرقی

خرد پرور نے کہا کہ حضرت یہہ تو ذراسی بات ہے کہ جسکو ہر شخص بادی النظر مین سمجھہ سکتا ہے یعنی اسکا مضمون یہہ ہے کہ عاشقِ زار رخسارِ یار سے بوسہ کا طلبگار ہے اوسنے کہا کہ یہہ تو مین بھی جانتا ہون مگر ان لفظون مین بوسہ کہان موجود ہے اور مقدر یا محذوف بھی نہین ہوسکتا شہزادہ نے کہا واہ سبحان اللہ وہ مصرعہ اول مین ترکیب صاف بیان کر چکا ہے یعنی ضدِ شرقی کو غربی تصور کرنا چاہیے اسواسطے کہ وہ طلوع کا مقام ہے اور یہہ غروب کا پھر غربی کی تصحیف عربی ہے کہ تبدیلِ نقاط سے لفظ بدل گیا اور عربی کو مقلوبِ بعض کیا تو ربیع ہوا اور یہہ ایک فصل کا نام ہے جسکو بہار کہتے ہین اور بہار مرادف ہے ربیع کی پھر بہار کو تصحیف کیا تو نہار ہوا یعنی روز کہ جسکو یوم بھی کہتے ہین اور یوم نہار کا مرادف ہے جب یوم کو مقلوبِ کل کیا تو موے ہوا اور موے بال کو کہتے ہین کہ جسکی عربی شعر ہے اور یہہ شعر تجنیس اوس شعر کی ہے کہ جسکو بیت کہتے ہین اور بیت مرادف شعر ہے اور گھر کو بھی بیت کہتے ہین جسکی عربی دار ہے بیت اور دار مرادف ہین دار کا مقلوبِ کل راد ہے یعنی سخی اور راد کو قاعدہ تصحیف سے نقطہ زیادہ کرکے زاد بنایا زاد توشے کو کہتے ہین کہ اوسکا مرادف ہے اور توشہ تجنیس خطی یعنی تصحیف سے بوسہ ہوجاتا ہے پس یہی جواب ہے سایل کے سوال کا جب شہزادہ نے اسقدر تصریح بیان کی سبکو جودتِ طبع اور رسائی ذہن پر یقین واثق ہوا اور باالاتفاق آوازہ تحسین و آفرین بلند کیا شہزادہ نے کہا صاحبو خاموش ابھی اور گفتگو باقی ہے بادشاہ نے فرمایا کہ وہ بھی درجۂ اختتام کو پہونچا دو خرد پرور نے کہا کہ اب مین تقریر مختصر کرتا ہون صنعتِ منقوط وہ ہے کہ سب حروف معجمہ ہون غیر منقوط وہ ہے کہ سب حروف مہملہ ہون رقطا وہ ہے کہ ایک حرف منقوط اور ایک غیر منقوط ہو خیفا وہ ہے کہ ایک کلمہ معجمہ اور ایک مہملہ ہو مقطع وہ ہے کہ سب حرف جدا جدا لکھے جائین موصل وہ ہے کہ سب حرف ملکر تحریر مین آئین واسع الشفتین وہ ہے کہ جسکے پڑھنے مین لب سے لب بہم نہون واصل الشفتین وہ ہے کہ جسکے ہر کلمہ مین لب سے لب ملتے جائین تحت النقاط وہ ہے جسمین حرفون کے سب نقطے نیچے ہون فوق النقاط وہ ہے جسمین حروف کے سب نقطے اوپر ہون صنعتِ توشیح وہ کلام نظم ہے کہ جسمین ہر مصرع کا حرف اول جمع کیا جاتے تو اوس سے کوئی شعر یا عبارت یا نام پیدا ہو جیسے ان دو شعرون کے سرِ حروف کو ایک جگہ باہم جمع کرنے سے لفظِ نظام ظاہر و آشکار ہوتا ہے

نظم

ن	نورِ ایمان کا ہر طرف ہے ظہور		ظ	ظلمتِ کفر ہے جہان سے دور
ا	آج توحید کی وہ کثرت ہے		م	موج در موج بحرِ وحدت ہے

جامع الحروف وہ صنعت ہے جس مین سب حروفِ تہجی موجود ہون **براعۃ الاستہلال** وہ ہے کہ دیباچہ کتاب یا آغازِ قصیدہ و مثنوی مین ایسے الفاظ داخل کرین جنسے وہ مضمون جو آگے بیان کیا جائے گا بیان سے پہلے ہی معلوم ہوجائے **صنعتِ ترصیع مع التجنیس** وہ ہے کہ جسکا مصرعہ ثانی ہو بہو مصرعہ اول کی نقل ہو یعنے وہی مصرع بعینہ دوبارہ لکھدین مگر معنی جداگانہ ہون جیسے

شعر

من نیازارم از تو نازاری ۔ من نیازارم از تو نازاری

باہمہ شعر

چون از و گشتی ہمہ چیز از تو گشت ۔ چون از و گشتی ہمہ چیز از تو گشت

باہمہ شعر

چون شدی از و ہے دو عالم از تو شد ۔ چون شدی از وے دو عالم از تو شد

باہمہ شعر

شیر آن باشد کہ آدم می خورد ۔ شیر آن باشد کہ آدم می خورد

ان سب شعرون مین ہر مصرع کے معنی علحدہ ہین **صنعتِ ذوبحرین** وہ ہے کہ ایک شعر دو بحرین پڑہا جائے

مؤلف

ماہِ تابان کو ترے چہرے سے طلعت ہے نصیب ۔ مہرِ انور کو ترے جلوے سے حاصل ہے فروغ

اول فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلات کے وزن پر جیسے یہہ مطلع **فرد** وعدے بر روز کے اور تم آہی رہے ہمکو دیکھو کہ لگے چلنے تو جاتے ہی رہے ۔ دوم فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلات کے وزن پر جیسے یہہ مطلع

فرد

آج دکہلاؤنگا اپنی پیاس کی تاثیر کو ۔ آب پیکان پیکے خود آنا پڑے گا تیر کو

اور کبہی ایک شعر کئی بحرون مین پڑہا جاتا ہے جیسے یہہ شعر چار بحرین **شعر** آج وابروئے تو بدر و ہلال شاہدِ خوبی تو حسن و جمال ۔ اول بحرِ رمل مسدس مقصور یعنی فاعلاتن فاعلاتن فاعلات جیسے **فرد** بشنو از نے چون حکایت میکند ۔ وز جدائیہا شکایت میکند ۔ دوم بحرِ رمل مسدس مخبون یعنی فاعلاتن

فعلاتن فعلات جیسے **فرد** مرحبا ساقی میخانہ ما + کام بخش لبِ مستانہ ما + سوم بحرِ خفیف مسدس جیسے فاعلاتن مفاعلن فعلات جیسے **فرد** حمد را با تو نسبتے است درست + بر درِ ہر کہ رفت بر درِ تست + چہارم بحرِ سریع مطوی موقوف یعنی مفتعلن مفتعلن فاعلات جیسے **فرد** برفگن از ماہِ رخِ خود نقاب + تا نکند دعویِ حسن آفتاب + اتنے مین ایک شخص نے سوال کیا کہ اے شہزادہ ہمایون فال آپ نے جو مفاعلن اور فاعلاتن اور مفتعلن وغیرہ الفاظ بیان کیے اسسے کیا مطلب ہے خرد پرور نے فرمایا کہ یہہ بحث علمِ عروض سے متعلق ہے جسکے ذریعہ سے اشعار کے بحرون کا وزن معلوم ہوتا ہے اور شعر وہ کلام موزون ہے جو متکلم سے قصداً صادر ہو متقدمین نے اوسکے واسطے اونیس[19] بحر مقرر کیے ہین اور متاخرین نے اوسکے علاوہ گیارہ[11] بحر نکالے ہین چنانچہ نوزدہ بحور کا نام اس قطعہ مین موجود ہے **قطعہ اسامی بحور**

رجز خفیف و رمل منسرح و گر مجتث ۔ بسیط و وافر و کامل ہزج طویل و مدید
شاکل و متقارب سریع و مقتضب است ۔ مضارع و متدارک قریب و نیز جدید

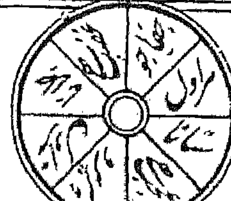
بحرِ **طویل** کا وزن فعولن مفاعیلن چار بار بحرِ **مدید** فاعلاتن فاعلن چار بار بحرِ **بسیط** مستفعلن فاعلن چار بار بحرِ **وافر** مفاعلتن آٹھہ بار بحرِ **کامل** متفاعلن آٹھہ بار بحرِ **ہزج** مفاعیلن آٹھہ بار بحرِ **رجز** مستفعلن آٹھہ بار بحرِ **رمل** فاعلاتن آٹھہ بار بحرِ **سریع** مستفعلن مستفعلن مفعولات دو بار بحرِ **منسرح** مستفعلن مفعولات چار بار بحرِ **خفیف** فاعلاتن مستفعلن فاعلاتن دو بار بحرِ **مضارع** مفاعیلن فاعلاتن چار بار بحرِ **مقتضب** مفعولات مستفعلن چار بار بحرِ **مجتث** مستفعلن فاعلاتن چار بار بحرِ **متقارب** فعولن آٹھہ بار بحرِ **متدارک** فاعلن آٹھہ بار بحرِ **قریب** مفاعیلن مفاعیلن فاعلاتن دو بار بحرِ **جدید** فاعلاتن مستفعلن دو بار بحرِ **شاکل** فاعلاتن مفاعیلن مفاعیلن دو بار اور بعض یاریہی جداگانہ گیارہ بحر ایجاد کیے ہین اونکا نام یہہ ہے

مؤلف

عریض و عمیق و صریم و کبیر ۔ مذیل و قلیب و حمید و صغیر
سلیم و حمیم و اصم اے نگار ۔ ہمین یازدہ بحر و گر شمار

بحرِ **عریض** کا وزن مفاعیلن فعولن چار بار بحرِ **عمیق** فاعلن فاعلاتن چار بار بحرِ **صریم** مفاعیلن فاعلاتن فاعلاتن دو بار بحرِ **کبیر** مفعولات مفعولات مستفعلن دو بار بحرِ **مذیل** مستفعلن مستفعلن فاعلاتن دو بار بحرِ **قلیب** فاعلاتن فاعلاتن مفاعیلن دو بار بحرِ **حمید** مفعولات مستفعلن مفعولات دو بار بحرِ **اصم** فاعلاتن مفاعیلن فاعلاتن دو بار بحرِ **سلیم** مستفعلن مفعولات مفعولات دو بار بحرِ **صغیر** مستفعلن فاعلات مستفعلن دو بار بحرِ **حمیم** فاعلاتن مستفعلن مستفعلن دو بار اور جبتک کہ شعر کے وزن مین ارکان بحر کے مطابق رہتے ہین

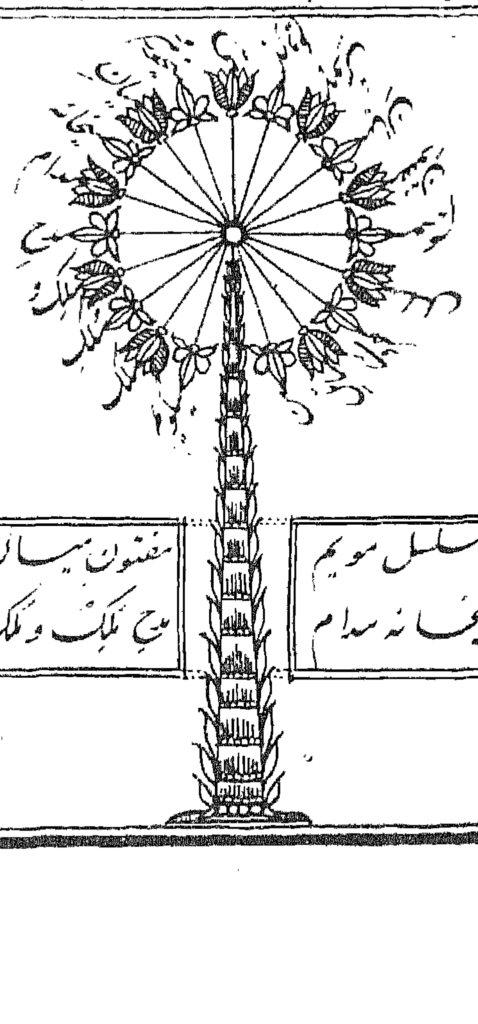
تو بحر سالم کہلاتا ہے اور جو اُن مین کچھہ تغیر و تبدل اور کمی و بیشی وغیرہ واقع ہوجاے تو اوسکا نام زحافات و علل ہے غرضکہ شہزادہ موزون طبیعت نے عروض و قوافی وغیرہ کا بہ نہایت شرح و بسط ارشاد کیا پہر مطلب اصلی کیطرف متوجہ ہوکر عقلِ مجسم کے حضور مین گذارش کرنے لگا کہ خاکسار جن صنعتون کی حقیقت عرض کرچکا ہے اون کے علاوہ اور بہت سی صنعتین ہین چنانچہ صنعت مدوّر یعنے ایک دائرہ بنا کر اوس کو چند خانون پر تقسیم کرکے ہر خانہ مین ایک رکن تحریر کرتے ہین پھر اوسکو جس خانہ سے شروع کرین پورا شعر ہوجاے شعر



اسی طرح صنعتِ مربع ہے کہ عرض و طول مین وہی ایک قطعہ برابر پڑہا جاے قطعہ

زروی لیلا	خفا ہے	الٰہی	وہ دلبر
ہے خفا	وہ مجھسے	غیبت لیون	سمن بر
الٰہی	غیبت لیون	خفا ہے	غضب ہے
وہ دلبر	سمن بر	غضب ہے	ستمگر

اسیطرح صنعتِ مشجر جو بصورت شجر لکھ کر پڑہتے ہین جیسے یہہ ہی رباعی



من مایل چشم دوست سلسل موئیم — مفتون میان موہوم چشم ویم
می نخورم و میان میخانہ مدام — مدح ملک و ملک ملک میگوئیم

اور خبالجمالی یہہ رباعی جو فدوی نے عرض کی اسمین صنعتِ وصل الشفتین بہی موجود ہے اور ان سب صنعتون سے زیادہ مشکل صنعتِ معما ہے عقلِ مجسم نے فرمایا کہ اسکو سب سے زیادہ مشکل کس نظر سے قرار دیا ہے خرد پرور نے کہا کہ یہہ فنِ دقیق ہے اور اسکی اصطلاحین بہی جداگانہ مگر حضور نے استفسار کیا ہے اسلئے گذارش کرتا ہون حضرت سلامت اس فن مین لفظ کا جزو تین صورت سے باہر نہوگا اول یا اوسط یا آخر پس اگر ابتدائے کلمہ مین واقع ہو تو اوسکی تعبیر لفظِ مطلع اور تارک اور سر اور لب اور اول اور تاج اور افسر اور کلاہ اور رخ اور مبتدا اور فرق وغیرہ سے کرتے ہین اور وسطِ کلمہ مین ہو تو لفظِ قلب اور درون اور دل اور مغز اور مرکز اور میان اور وسط اور کمر اور موضع اور مقام وغیرہ کہتے ہین اور انتہائے کلمہ مین ہو تو لفظِ پائے اور قدم اور دامن اور پایان اور انجام اور انتہا اور آخر اور ذیل اور غایت اور تمام وغیرہ کہتے ہین اور غرہ و سلخ اور اوج و حضیض اور فراز و نشیب اور پوست و جامہ اور بالا و زیر اور صاف و درد اور شاخ و بیخ اور جیب و دامن او اسطرح کے لفظون سے فنِ معما مین حرفِ اول و آخر مراد ہوتی ہے اور اگر لفظِ جانب اور لب اور سوئے اور طرف اور گوشہ اور کنار اور پہلو واقع ہو تو اوس سے حرفِ اول اور کبھی حرفِ آخر لیتے ہین اور ناقص اور مختصر اور کوتاہ اور ابتر حرفِ آخر کے نقصان پر دلالت کرتا ہے اور مجوف اور تہی اور خالی مابین الطرفین کے نقصان پر اور سرو اور علم اور نیزہ اور نخل اور خدنگ اور ناوک اور تیر اور خار اور قد و بالا حرفِ الف سے کنایہ ہے اور ارّہ اور دندان اور پشتِ نہنگ حرفِ سین سے کنایہ ہے اور ابرو اور ہلال حرفِ نون اور جیم اور دال سے کنایہ ہے اور زلف حرفِ لام سے کنایہ ہے اور خال اور ستارہ اور قطرہ اور گرہ اور گوہر اور ذرہ نقطون سے کنایہ ہے اور کبھی صرفیون کے طریق پر کلمہ کے حرفِ اول کو فا اور دوم کو عین اور سوم کو لام کہتے ہین اور کبھی کوئی لغت بیان کرکے فارسی مین اوسکے معنی مراد رکھتے ہین اور کبھی فارسی بیان کرکے عربی مطلب لیتے ہین اور کبھی کوئی لفظ بیان کرنے سے ترکی مراد ہوتی ہے اور کبھی جو لفظ بیان کرتے ہین اوس سے وہی ارادہ ہوتا ہے اور کبھی عدد بیان کرکے اوس سے بحسابِ جمل کوئی حرف بنالیتے ہین اور کبھی نجومیون کی اصطلاح سے کام پڑتا ہے چنانچہ سبعہ سیارہ کے حرفِ آخر سے ارادہ ہوتا ہے جیسے قمر سے رے اور عطارد سے دال اور زہرہ سے ہے اور شمس سے سین اور مریخ سے خے اور مشتری سے یے اور زحل سے لام اور کبھی ایام اسبوع یعنی ہفتہ کے دنون سے حروف ابجد کے اوس حرف کی طرف اشارہ ہوتا ہے جو اوس دن کے شمار سے معدود ہو چنانچہ الف ایک عدد رکھتا ہے اوس سے یکشنبہ اور بے کے دو عدد ہین اوس سے دوشنبہ اسیطرح جیم سے سہ شنبہ اور دال سے چہار شنبہ اور ہے سے پنجشنبہ اور واو سے جمعہ اور زے سے ہفتہ مراد ہے کبھی سال کے لفظ سے تین سو ساٹھ ۳۶۰

لیتے ہین یعنی سین شین اور کبھی ماہ کہتے ہین اور شِ مراد ہوتی ہے یعنی لام وعلیٰ ہذا القیاس اعراب وغیرہ بھی اصطلاح ثبوت کرتے ہین جیسے اس نمونے مین علی کا لفظ مع حرکات و سکنات ظاہر ہے

معمّا باسمِ علی

چشم بکشا زلف بشکن جانِ من | بهرِ تسکینِ دلِ بریانِ من

چشم کو عربی مین عین کہتے ہین اوراسّے حرفِ عین مراد ہے اور کہولنے کو عربی مین فتح کہتے ہین اور فتح صرفیون کی اصطلاح مین زبر کا نام ہے پس چشم بکشا سے یہہ بات ثابت ہوئی کہ عینِ مفتوح ہے اور زلف کو لام سے تشبیہ دیتے ہین اوس سے حرفِ لام مراد ہے اور شکستگی کو عربی مین کسر کہتے ہین اور کسر صرفیون کی اصطلاح مین زیر کا نام ہے پس زلف بشکن سے لامِ مکسور مراد ہے اور مصرعِ ثانی مین تسکینِ دلِ بریان سے یہہ بات عیان ہے کہ لفظِ بریان کا دل اور جو دل تمام جسم کے درمیان واقع ہوا ہے اسواسطے حرفِ اوسط یعنی یائے تحتانی سے مدعا ہے اسلئے کہ دو حرف اسطرف اور دو حرف اوسطرف باقی رہے اور تسکین سکون سے مطلب ہے سکون صرفیون کی اصطلاح مین جزم کو کہتے ہین پس تسکینِ دلِ بریان سے یائے ساکن حاصل ہوئی غرضکہ ان حروف کے ملانے سے لفظِ علی پیدا ہوا اور اگلے زمانے کی سیدھی سادی تھے جیسے یہہ شعر

معمّا باسمِ محمّدؐ

حم چو نگون گشت سے یکے قطرہ ریخت | ہوش ز مدہوشِ محبت گریخت

لفظِ حم کو جسوقت نگون کیا یعنی اولٹا تو مح ہوا اور قطرہ کہ باعتبار تشبیہ کے نقطہ سے کنایہ ہے جسوقت فح سے نقطہ ساقط ہوا مح باقی رہا اور مصرعِ ثانی مین لفظِ مدہوش سے جب ہوش کا لفظ جدا ہوگیا تو مد رہگیا اور مح کو مد سے باہم ملایا تو اسم محمد پیدا ہوا اتنے مین ایک عالم فاضل کہ حاضرِ دربار تہا کہنے لگا کہ میان شہزادے صاحب یہہ بات سند نہین ہے کہ خود معمّا بیان کرو اور خود اوسکی کیفیت بھی کہو بلکہ اس علم کا حال جب معلوم ہو کہ کوئی دوسرا شخص معمّا بیان کرے اور تم اوسکو حل کرو تو البتہ تمہارے ذہن کی رسائی ثابت ہو شہزادہ نے کہا کہ اگر آپکو کچھہ یاد ہو تو آپ ہی فرمائیے اوسنے کہا کہ ہم کسی شئے کا معمّا اوسکی زبانِ حال سے بیان کرتے ہین شہزادہ نے کہا کہ حضرت بہتر ہے ارشاد کیجئے اوسنے کہا اے خسرو پرور معمّا جسم ہمارا پانچ حروف سے مرکب ہے مگر ہم شمار مین ششچار ہین یون تو ہم ہمیشہ سب کے سر پر رہتے ہین مگر کبھی کبھی جب آخر حرف ہمارا گرا دیا جاتا ہے تو ہم ہاتھہ مین بھی آجاتے ہین جب سر پر رہتے ہین تو ہمکو قوتِ باصرہ سے کام رہتا ہے اور جب ہاتھہ مین آتے ہین تو قوتِ سامعہ سے سروکار ہوتا ہے جب آخر حرف ہمارا گرا دیا جاتا ہے تو تا وقتیکہ موالیدِ ثلثہ تینون موجود نہون ہمارا عدم و وجود برابر ہوتا ہے

جسم ہمارا آجتک کسیکو معلوم نہین ہے فارسی یونانی پہلوی رومی سیکسن جرمن لاٹن ڈچ سپلٹنگ بنگلہ
ہندوستانی انگریزی ان سب زبانون مین ہمارا نام ایک ہے صرف حرفِ علت تلفظ بدل دیتے ہین جب ہم مسلم
رہتے ہین تو آدمی ہمارے اختیار مین رہتا ہے اور جب ہم تیمورِ لنگ ہوجاتے ہین تو ہم لوگون کے اختیار مین ہوتے ہین ذرا
ذرا سے لڑکے ہمارے کان اینٹھا کرتے ہین بمبئی مین ہمارا مقام بھی ہے لوگ ہم مین رہتے ہین اور ہم لوگون پر
رہتے ہین تو فرمائیے ہم کون ہین ✤ شہزادہ خسرو پرور نے کہا کہ جناب **حلِ معمّا**
آپ ستارہ ہین کہ پانچ حرف سے لفظِ ستارہ مرکب ہے، اور آپ شمار مین بھی بیشمار ہین اور درجہ بھی آپ کا
بلند ہے مگر جب حرفِ آخر یعنی ہ گر گئی تب ستار بنگئے اور سب کے ہاتھ مین آگئے جب آسمان پر رہتے ہو تو
قوتِ باصرہ سے کام ہے اور جب ستار بنتے ہو تو حقیقت مین قوتِ سامعہ سے سروکار رہتا ہے اور تاوقتیکہ
موالیدِ ثلثہ یعنی نہون تار موجود نہون آپکا وجود و عدم برابر ہے یا یہہ کہ آپکا جسم نباتات سے متعلق ہے
اور تار وغیرہ جمادات ہے اور کوئی نئی روح آپکو بجانیکے لئے درکار ہے اور وہ شمارِ حیوانات مین داخل ہوگا
یہہ گویا اصلی موالیدِ ثلثہ ہین بغیر انکے آپ بیکارِ محض ہین اور صورت تمہارے جسم کی درحقیقت کسیکو معلوم نہین
اور زبانہائے مسعود مین ایک ہی نام ہے اور جب مسلم رہتے ہو تو آدمی تمہارے اختیار مین ہے یعنی سب لوگ ستارہ کی
گردش کے محکوم ہین اور جب تم تیمورِ لنگ ہوتے ہو یعنی حرف ہ گر جاتی ہے اوسوقت تم ستار بنکے آدمی کے
اختیار مین ہوتے ہو اور کان اینٹھنے سے ستار کی کھونٹی مروڑنی مراد ہے اور بمبئی مین تمہارا مقام ہے یعنی
اوس سرزمین مین پونا کے قریب ستارہ ایک شہر کا نام ہے اوسمین لوگ رہتے ہین اور ستارہ ہوکر آپ
آدمیون پر امیر ہین ✤ یہی جواب ہے آپ کے سوال کا اوس عالم نے کہا شہزادے شاباش
مرحبا خوب جواب دیا پروردگار تمہارے ذہن مین برکت عنایت کرے اب دوسرا سوال سنو
معمّا نہ تو ہم مین گوشت ہے نہ خون مگر ہڈیان بکثرت نہ ہمارے کوئی عضو ہے مگر ایک ٹانگ لیکن
ہم اوس ٹانگ سے کھڑے نہین ہوسکتے کبھی تو ہم لوگون کی بغل مین ہوتے ہین اور کبھی جب ہمارا آفتاب نور
باہر طلوع مین ہوتا ہے تو ہم لوگون کے سر پر ہوتے ہین کبھی ہم آدمی کی مٹھی مین ہوتے ہین اور
کبھی آدمی ہماری مٹھی مین کبھی ہم لوگون کے سرپرست ہوجاتے ہین اور کبھی ہم بڑھاپے کی لکڑی
بنجاتے ہین ہمارے دوستون کی دنیا مین انتہا نہین سب ملکون مین پائے جاتے ہین مگر باوجود
اس دوستی کے ہم سے خاک مین ناک رگڑواتے ہین اور بیجا ہمارے سر پر خاک ڈالتے ہین ✤
نہ تو ہمارے دروازہ ہے نہ کھڑکی لیکن لوگ ہمیشہ بند کیا کرتے ہین اور کھولتے ہین تو بتلائیے ہم
کون ہین ✤ شہزادہ نے کہا جناب سن لیجئے **حلِ معمّا** آپ چھتری ہین کہ آپ مین نہ گوشت ہے

نہ خون گر سکے ہڈیاں بکثرت ہیں اور ایک ٹانگ ہے یعنی ڈنڈی اوس ٹانگ سے آپ کھڑے نہیں ہو سکتے اور لوگون کی بغل مین رہتے ہو اور جب آفتاب جبّہہ اور اسارہ کے مہینے مین ثور اور سرطان مین سبکے سر پر ہوتا ہے اوسوقت تم ہی دہوپ اور بارش کے سبب سب کے سر پر پہنچے ہو اور آپ آدمی کی مٹھی مین رہتے ہو اور آدمی آپ کی مٹھی مین اور تمام عالم آپکا دوست ہے اور ہر شخص تمہاری ناک زمین پر رگڑتا ہے اور بغیر کھڑکی اور دروازے کے تمکو کھولتے اور بند کرتے ہین + اوس عالم نے کہا جزاک اللہ تمنے خوب معقول جواب دیا بیشک یہی جواب تہا اسی اثنا مین ایک اور دانشمند کہنے لگے کہ اے شہزادہ عالم ہم بھی ایک سوال کرنا چاہتے ہین اگر خاطر اقدس پر گران نگذرے خسرو پرور نے فرمایا کہ حضرت مین تو ہمیشہ اسی بات کا خواہشمند رہتا ہون کہ کوئی نئی بات معلوم ہو آپ ارشاد کرین جیساکہ باب ناقص مین آئے گا گذارش کیا جائے گا اوس نے کہا کہ بہلا فرمائیے معمّا وہ کون جانور ہے کہ پر ہون اور اوڑ نہ سکے اگر اوس کا پاؤن کاٹ ڈالین تو زمین و آسمان کا فرق ہو جائے اور جو بالکل بے سر و پا کر دین تو ملک فارس مین رنج و تکلیف کے وقت ظاہر ہو اور جو سر کاٹ ڈالین اور بجائے سر کے پاؤن لگا کر مقلوب کرین تو ہندمین وہی غم کی حالت پیدا کرے اور اگر بجنسہ فارس مین لیجائین تو کہانیکی چیز بنجائے پاؤن کاٹنے سے فارس مین ہمیشہ نظر پڑے اور ہند مین اوس کے برعکس ایک مدت کے بعد بھی ایک دفعہ کا دیکھا ہوا پھر دوبارہ نظر آئے + شہزادہ نے کہا کہ جناب من حلِ معمّا وہ ماہی ہے کہ پر ہی ہین اور اوڑ سکنے کی طاقت نہین اور پاؤن کاٹنے سے یعنی صرف یائے تحتانی دور کرنے سے ماہ باقی رہتا ہے پس ماہ سے ماہی تک زمین و آسمان کا فرق ہے اور سر اور پیر دور کرنے سے یعنی میم اور یے جدا ہونے سے آہ رہگیا اہلِ فارس مقامِ غم مین آہ کہتے ہین اور سر کاٹ کر پاؤن لگانے سے یعنی میم دور کرکے اوس مقام پر یائے تحتانی قائم کرنے سے ہاہ ہوتا ہے اور ہاہ کو مقلوب کرنے سے ہائے ہوا ہند مین مقامِ غم پر یہہ لفظ ورد زبان ہوتا ہے اور فارس مین ماہی کہانے کی چیز ہے یعنی مچھلی اور سر کاٹنے سے ماہ رہجاتا ہے ماہ فارسی مین چاند کو کہتے ہین وہ ہمیشہ نظر آتا ہے اور ہند مین ماہ کا مہینا ایک سال کے بعد ہوا کرتا ہے + + جبکہ شہزادہ والا مقدار نے اس جواب سے بھی فرصت حاصل کی پہر اصل مطلب کی طرف متوجہ ہوا اور شاہنشاہِ عقلِ مجسم کی خدمت مین عرض کی کہ خداوندا ایک صنعتِ سراپا ندرت

صنعتِ منقوط اور مقلوبِ مستوی سے بھی زیادہ تر مشکل ہے اوسکو صنعتِ اظہارِ مضمر کہتے ہین وہ اصطلاح یہہ ہے کہ ایک مصرعہ پانزدہ حرفی جس مین سب حروف غیر مکرر واقع ہون موزون کرکے پھر چار مصرعہ خواہ بطریقِ رباعی خواہ جس وزن پر چاہین تصنیف کرین مگر حرف کا لحاظ مدِّ نظر رہے اور کسی سے کہین کہ اس مصرع مین سے ایک حرف پہچان کر فرض کرلو اور خود اوس رباعی سے دریافت کرلین کہ کونسا حرف سایل کا مافی الضمیر ہے چنانچہ کمترین دو تین مثالین گذارش کرتا ہے

مصرعہ

سخنِ عشق چند بیار مگو

رباعی

١ آن شاہِ بتان بود با حسن و جمال ٢ چوگانِ خط و گوی کہ آن نقطۂ خال

٤ شد ہوشِ دلم چو جلوہ گر شد معشوق ٨ یارب کہ مباد برگزشت بیم زوال

مصرعہ

صفتِ سنبل شاہد گو ہم

رباعی

١ مخزونم و دردِ دل ز تو دارم صد غم ٢ بے لعلِ لبت حریفِ دردم ہمہ دم

٤ زین گونہ ملولم من مسکین و غریب ٨ کاخر شود آرام گہم کوے عدم

مصرعہ

آہِ دلِ من ز جہد ح بگذشت

رباعی

١ برتر ز حواس و فکرِ مردم ذات ٢ بشستہ ز شوق خوش ز نہج وحدت

٤ ذی منتقی و ملتزمِ سنت گشت ٨ ذی روح و شعور و حسخ و گیتی بصفات

حروف کے دریافت کرنے کا یہہ قاعدہ ہے کہ رباعی کے مصرع اول پر ایک کا ہندسہ اور مصرعہ دوم پر دو کا اور مصرعہ سوم پر چار کا اور مصرعہ چہارم پر آٹھ کا عدد لکھین اور جو مصرعہ جامع علیحدہ کہا گیا ہے کسی شخص کے روبرو پڑھ کر کہین کہ اس مین سے کوئی حرف اپنے دل مین لیلو پھر آپ رباعی کے چارون مصرعہ پڑھ کر اوس سے دریافت کرین کہ وہ حرف جو تمنے لیا ہے کون کون سے مصرعہ مین موجود ہے اگر وہ شخص بیان کرے کہ صرف اول مصرعہ مین ہے اور باقی تین مصرعہ مین نہین

پس حرفِ اول ہوگا اور جو فقط دوسرے مصرعہ مین ہے تو حرفِ دوم ہے اور حرف تیسرے مصرعہ مین ہے تو حرفِ چہارم اور فقط چوتہے مصرعہ مین ہے تو آٹہوان حرف ہے اور اگر وہ حرف مصرعہ اول اور دوم دونون مین ہے سوم اور چہارم مین نہین ہے تو حرفِ سوم اور اگر اول اور سوم مین ہے تو حرفِ پنجم اور جو اول اور دوم اور سوم مصرعہ مین ہے چہارم مین نہین تو ساتوان حرف ہے اور چارون مصرعہ مین موجود ہے تو پندرہوان حرف ہے اور جو دوم اور سوم مصرعہ مین ہے اول اور چہارم مین نہین تو چہٹا حرف ہے اور اگر مصرعہ دوم و چہارم مین ہے اول اور سوم مین نہین تو دسوان حرف ہے اگر سوم اور چہارم مین ہے اول اور دوم مین نہین تو بارہوان حرف ہے اگر اول مصرعہ اور آخر مصرعہ مین ہے تو نوان حرف ہے اور اول و سوم و چہارم مین ہے تو تیرہوان حرف ہے اگر دوم اور سوم اور چہارم مصرعہ مین ہے تو چودہوان حرف ہے اور جو اول اور دوم اور چہارم مین ہے تو گیارہوان حرف ہے غرض خلاصہ اس تقریر کا یہ ہے کہ جس جس مصرعہ مین حرفِ مطلوبہ موجود ہوا اونکے ابجد اوس مقررہ جو ابہی بیان ہوچکے ہین جمع کرکے جس قدر اعداد حاصل ہون اوسی درجہ کا حرف مصرعہ جامع مین شمار کرکے بیان کرین بیشک وہی حرف ہوگا اس کے بنانے کا بہی یہی طریقہ ہے جو مذکور ہوا اور حروفِ مصرعہ جامعِ غیر مکرر کو اسی ترکیب سے ہر مصرعہ مین لاکر خصوصیت کے ساتہہ موزون کرین یہہ کہہ کر شہزادہ تو خاموش ہوا اور ہر طرف سے واہ واہ کی صدا بلند ہوئی اور احسنت و مرحبا کی دہوم مچی بادشاہ گیتی پناہ کمال محظوظ ہوا اور بہ سیم سنہرہ خلعتِ فاخرہ عنایت فرماکر ممتاز و سربلند کیا دربار برخاست ہوا

باب چہارم موسوم بہ عقل ہفتم

مؤلف

ہوا بہار مین پیدا خزان مین موت آئی — یہہ باغ کب سے ہے آباد یہ کیا جانے
یہہ غنچے کیسے ہین یہہ گل کہان سے آتے ہین — یہہ طائران چمن کون ہین خدا جانے

فرزانہ روزگار اور خرد پرور قیام گاہ مین تشریف لائے امتحان سے تو فرصت ہو چکی تہی اب دوسرے علوم کیطرف توجہ فرمائی اوستاد نے کہا کہ اے خرد پرور قدرے علوم ضروری سے بہی واقف ہونا ضرور ہے چنانچہ جغرافیہ و تواریخ و ریاضی و ہیئات و طبیعات وغیرہ ہر ایک مین کم معلومات بہی زیادہ کار آمد ہے اول ہم تمہین علم جغرافیہ سے آگاہ کرتے ہین مخفی نرہے کہ جغرافیہ وہ علم ہے جسکے ذریعہ سے احوال ممالک بلاد اور بقاع و بحار اور انہار و جویبار اور کوہسار روے زمین کا معلوم ہوتا ہے اگرچہ فی زماننا اسمین نہایت اختلاف واقع ہوگیا مگر حقیقت مین اصل مدعا ایک ہے اب یہہ علم دو قسم پر منقسم پایا جاتا ہے اول حکماے یونان نے اوسکی کیفیت دریافت کی تہی اوسکے بعد اہل فرنگ نے تحقیقات کرکے قواعد و ضوابط جداگانہ مقرر کئے ہین ہم ان دونون کو مختصر طور پر بیان کرتے ہین باور کہو کہ یونانیون نے کرۂ زمین کو گیند کیصورت پر مدور قرار دیکر دریافت کیا ہے کہ دو ربع جنوبی اور ایک ربع شمالی اوسکا غرق آب ہے، اور ایک ربع شمالی پانی سے باہر ہے اوسکو ربع مسکون کہتے ہین ہفت اقلیم اور خرابے اور کوہسار اسی مین محصور ہین حکما نے ربع مسکون کا عرض خط استوا سے نوّے درجہ تخمینہ کیا ہے اوسمین سے تیس درجے سمت قطب شمالی سے خارج کرکے عرض اقالیم سبعہ کا ساٹہہ درجہ قرار دیا ہے اور جو زمین کہ بسبب غلبہ برودت کے آبادی کے قابل نہین ہے تیس درجہ عرض کی گئی طول مین مشرق سے مغرب تک آفتاب جس خط پر چلتا ہے اوسکو خط استوا کہتے ہین وہ ایک خط موہوم ہے کہ ایک سرا اوسکا مشرق مین ہے، اور دوسرا سرا مغرب مین اوسکو حکما نے دائرۂ معدل النہار کے مقابل وسط زمین پر فرض کیا ہے اور خط استوا جنوب چین سے شروع ہوکے لنکِ فور اور جزیرۂ جلوٹ پر سے ہوتا ہوا جزیرۂ ارض ذہب اور جنوب سراندیپ اور جزائر زنگ مین ہوکر چلتا ہے اور شمال جبال قمر سے اور جنوب سیاہان مغرب سے بحر اوقیانوس پر منتہی ہوتا ہے اور درجہ اصطلاح علم نجوم و ہیئات مین تین سو ساٹہوان حصہ آسمان کا ہے اور آسمان کو بارہ حصے پر تقسیم کرکے ہر حصہ کو برج کہتے ہین اور برج کو جب تیس حصہ پر منقسم کرین ہر حصہ اوسکا درجہ ہوتا ہے اور جب درجہ

ساٹھہ حصّہ پر تقسیم کریں ہر حصّہ کو دقیقہ کہتے ہیں اور ہر دقیقہ کے ساٹھہ ثانیہ اور ہر ثانیہ کے ساٹھہ ثالثہ اور ہر ثالثہ کے ساٹھہ رابعہ ہوتے ہیں علی ہذا القیاس جسطرح فلک کو تین سو ساٹھہ درجہ پر قسمت کیا ہے اسیطرح زمین کو بھی تین سو ساٹھہ درجوں پر بانٹا ہے مگر درجہ فلک کی مسافت درجہ زمین کی مسافت کے برابر نہیں ہے بلکہ درجہ فلک درجہ زمین سے بہت بڑا ہے چنانچہ درجہ فلک کی مسافت گیارہ لاکھہ ستر ہزار چھہ سو چھبیس کوس کی ہے اور درجہ زمین کی مسافت تقریبًا پاؤ کوس کم چھتیس کوس کی ہے کوس چار ہزار گز کا اور گز دو ہاتھہ کا اور ہاتھہ آٹھہ گرہ کا ہوتا ہے اور ہفت اقلیم یہ ہیں اقلیم اول کا نام ارزہ ہے اسکو ستارہ زحل سے تعلق ہے طول اس اقلیم کا ایکسو ساٹھہ درجہ کے حساب صحیح تین ہزار بائیس فرسنگ ہے اور عرض تیس درجہ اڑتالیس دقیقہ اور عرض آخر چھبیس درجہ سینتیس دقیقہ یعنی ایکسو سینتالیس فرسنگ ہے حکیم بطلمیوس کا قول ہے کہ ایک درجہ پچیس فرسنگ کا ہوتا ہے اور حکیم ابو ریحان کا قول ہے کہ ہر درجہ کی مسافت کچھہ کم اٹھارہ فرسنگ اور ہر فرسنگ کا طول بقدر تین میل کے اور ہر میل کی مسافت بقدر دو آواز ولنکے یعنی مرد بلند آواز چلاتے اور جہانتک اوسکی آواز پہونچے اور ہر آواز کو چار آماج کہا ہے یعنی تیر پرتاب اور ہر آماج موافق دس رہموں کے ہے اور ہر رہمہ پچاس گز کا ہے اور ہر ایک گز چوبیس انگل کا اور ہر انگل موافق چھہ دانہ جو کے اور ہر جو بقدر سات بال دم اسپ کے ہے اس اقلیم میں بیس پہاڑ اور تیس نہریں ہیں باشندے اس اقلیم کے سیاہ رنگ اور درازی روز پونے تیرہ ساعت تک اقلیم دوم کا نام سموت ہے اور ستارہ مشتری سے تعلق مگر بقول ابو ریحان و ابو معشر اسکو آفتاب سے علاقہ ہے اس اقلیم کا طول پچاس درجہ یعنی دو ہزار اٹھہ سو تیس فرسنگ اور عرض اسکا سات درجہ ایک دقیقہ ہے کہ ایکسو تیس فرسنگ ہوتے اور عرض آخر اسکا ستائیس درجہ اٹھائیس دقیقہ ہے اس اقلیم میں سات پہاڑ اور اسیقدر نہریں ہیں باشندے یہانکے گندم گون مائل بسیاہی اور درازی روز پونے چودہ ساعتیں اقلیم سوم کا نام درحش ہے اس اقلیم کو فارسیوں کے نزدیک مریخ سے علاقہ ہے اور ابو معشر کے نزدیک عطارد سے اس اقلیم کا طول ایک سو چالیس درجہ یعنی دو ہزار دو سو چوالیس فرسنگ ہوتا ہے عرض چھہ درجے نو دقیقے یعنی ایکسو سولہ فرسنگ اور عرض آخر چھتیس درجہ سینتیس دقیقہ اس اقلیم میں تینتیس پہاڑ بائیس نہریں ہیں باشندے یہاں کے نہایت گندم گون اور درازی روز ساڑھے چودہ ساعت اقلیم چہارم کا نام بدرحش ہے فارسیوں کا قول یہہ ہے کہ آفتاب سے متعلق ہے اور ابو معشر کے نزدیک مشتری سے ہے طول اس اقلیم کا ایکسو بیس درجہ یعنی دو ہزار دو سو چھیاسٹھہ فرسنگ اور عرض پانچ درجہ ستر دقیقہ یعنی ننانوے فرسنگ اور عرض آخر اڑتیس درجہ چون دقیقہ ہے

بیان ہفت اقلیم

اسمین پچیس پہاڑ بائیس نہرین ہین باشندے یہان کے گندم گون اور سفیدی مائل درازی روز پونے
پندرہ ساعت اقلیم پنجم کا نام اور یرست ہے اسکو زہرہ سے تعلق ہے طول اس اقلیم کا سو درجہ
یعنی ایک ہزار سات سو ستاسی فرسنگ اور عرض چودہ درجہ او تیس دقیقہ کہ چوراسی فرسنگ ہوتا ہے
اور عرض آخر اسکا تینتالیس درجہ اٹھائیس دقیقہ ہے اس اقلیم مین تیس پہاڑ اور پندرہ نہرین ہین باشندے
یہان کے سفید رنگ درازی روز ساڑھے پندرہ ساعت اقلیم ششم کا نام خوست ہے فارسیون کے
نزدیک اسکو عطارد سے تعلق ہے اور ابو معشر کے نزدیک مریخ سے طول اس اقلیم کا اسّی درجہ ہے کہ پندرہ سو
گیارہ فرسنگ ہوا اور عرض تین درجہ اڑتالیس دقیقہ یعنی اکہتر فرسنگ اور عرض آخر سینتالیس درجہ گیارہ
دقیقہ اس اقلیم مین دس پہاڑ اور چالیس نہرین ہین باشندے یہان کے سرخ رنگ درازی روز پونے سولہ ساعت
اقلیم ہفتم کا نام خمرہ ہے اسکو قمر سے علاقہ ہے طول اس اقلیم کا ساٹھ درجہ یعنی گیارہ سو تینتیس فرسنگ
اور عرض چودہ دقیقہ یعنی اکسٹھ فرسنگ اور عرض آخر پچاس درجہ پچیس دقیقہ ہے یہان کے باشندونکا رنگ
سرخ و سفید ہے اس اقلیم مین دس پہاڑ اور چالیس نہرین واقع ہین اور سوا سولہ ساعتونکا روز ہوتا ہے اور اس اقلیم
ہفتم مین بلغار ایک شہر ہے اس شہر مین درازی روز بیس ساعت کی اور کوتاہی شب چار ساعت کی ہے
اور پھر برعکس ہو جاتا ہے یعنی کوتاہی روز چار ساعت اور درازی شب بیس ساعت ہے اور اوائل فصل گرما مین
سرخی شفق یہان سے غائب نہین ہونے پاتی کہ آثار صبح نمودار ہو جاتے ہین اے خرد پرور معلوم کیا چاہیے کہ معمورہ
ربع مسکون کا طول بحر محیط کے ساحل غربی سے ساحل شرقی تک حکیم بطلیموس کے نزدیک ایکسو اسّی درجہ اور عرض
اوناسی درجہ اور بعضون کے نزدیک جزائر خالدات سے کہ آبادی ربع مسکونکی حد غربی ہے گنگ دز تک
کہ حد شرقی ہے آبادیکا طول ایکسو اسّی درجہ اور عرض خط استوا سے کہ حد جنوبی ہے انتہائے آبادی جانب
شمال تک چھیاسٹھ درجہ ہین اور جو زمین حساب ہفت اقلیم سے باہر ہے اوسکا نام قبۃ الارض ہے اہل ہند
اوسکو پرستان کہتے ہین وہان ہمیشہ روز و شب برابر ہین اور ہوا بھی ہمیشہ معتدل رہتی ہے کوئی درد
اور بیماری اوس سرزمین مین نہین ہے مگر ہوت سوا اسکے کوہ نیرا اور اطراف کے جزیرے کہ دریائے
الاطیقون سے متعلق ہین اور اونکا نام وراک ہے یہہ بھی پیمایش ہفت اقلیم سے باہر او مقام فرشتگان سفلی ہے
اس سرزمین کی مسافت بقول بطلیموس حکیم نوّے درجہ یعنی ساڑھے بائیس سو فرسنگ ہے اور بقول ثانی دو ہزار
فرسنگ اور بقول ثالث سترہ سو فرسنگ ہے اور اٹھارہ ہزار عالم کے باب مین صاحب بصائر کا قول ہے
کہ ارباع عالم مین سے ہر ربع مین شرقی و غربی و جنوبی و شمالی چار ہزار پانسو عالم ہین کہ اونکا مجموع ہژدہ ہزار عالم ہوے
ہین اور سید علی ہمدانی کا قول ہے کہ عالم ساٹھہ ہزار تین سو ہین اور بقول بعضے ستر ہزار اور اکثر کے نزدیک

بیان ہژدہ ہزار عالم

اٹھارہ عالم ہین چنانچہ عقلیہ اور نوریہ اور روحیہ اور نعیمہ اور نفسیہ اور جسمیہ اور عنصریہ اور مثالیہ
اور خیالیہ اور برزخیہ اور حشریہ اور جنانیہ اور جہنمیہ اور اعرافیہ اور رویتیہ اور صوریہ اور جمالیہ اور کمالیہ
اور بعضون نے بجائے کمالیہ کے جلالیہ بہی لکہا ہے اور مجموع ان اٹہارہ عالمون کا دو عالمون مین کہ غیب
اور شہادت سے مراد ہے مندرج ہے اور بعضے محققین کا قول ہے کہ اٹہارہ عالم اسطور پر شمار کیے گئے
کہ عالمِ عقول اور عالمِ ارواح دو ہوے اور عالمِ افلاک نو ہوتے اور عالمِ عناصر چار اور عالمِ موالید تین عالم ہین
پس مجموع ان عالمون کا کہ اٹہارہ ہوے بہی اٹہارہ ہزار ہو جاتے ہین اسطور سے کہ جنابِ قدسِ الٰہی کے ہزار اسم ہین
اور ان اٹہارہ عالمون مین ہر ایک اسم کا تصرف لازم پڑا لہذا جب ہزار کو اٹہارہ مین ضرب دیا اٹہارہ ہزار ہوے
اب ہم جغرافیہ اہلِ یونان کے موافق کرہ زمین کا نقشہ بنا کر اوسکی کیفیت سے تمہین واقف کرتے ہین

نقشہ کرہ زمین بطریق اہلِ یونان



اسے خورد بیرو اہل فرنگ نے جو طریق اختراع کیا ہے وہ یہہ ہے کہ زمین کو مدوّر مانتے ہیں مگر اس صورت سے کہ وہ
اپنے قطب شمالی و جنوبی سے کسیقدر مسطح یعنی اوسکا قطر مشرق سے مغرب تک بہ نسبت قطر شمال و جنوب کے
چھبیس میل اطول ہے پس اوسکا قطر استوائی سات ہزار نو سو چھبیس میل ہے اور قطر قطبی سات ہزار نو سو میل
اور زمین کے مدوّر ہونے پر اہل فلاسفہ حکیم فیثاغورس کے عہد سے یعنی پانسو برس حضرت مسیح کے پہلے سے اب تک
متفق ہیں مگر اوسکا مسطح ہونا اپنے قطبوں کے دونوں طرف سے فیلسوف اسحاق نیوٹن نے عیسوی
اٹھارہویں صدی کے شروع میں ظاہر کیا اور زمین کے مدوّر ہونے پر بہت سے دلائل ہیں جغرافیہ دان
لوگوں نے سب دائروں کو تین سو ساٹھہ درجوں میں اور درجوں کو ساٹھہ مساوی دقیقوں میں اور
دقیقوں کو ساٹھہ ثانیوں میں تقسیم کیا ہے اور ہر ایک درجہ جغرافوی میل کے حساب سے خط استوا پر ساٹھہ
میل ہے اور انگریزی میل سے جو فی الحال مروج ہے چھہ ہزار نو سو دو میل ہے اس سے معلوم ہوا کہ ایک
میل جغرافوی برابر ایک سو پندرہ میل اور دو سو ساٹھویں حصہ میل کے ہے اور یاد رکھو کہ انگریز خط استوا کو
اکویٹر کہتے ہیں اور دائرہ نصف النہار کو کہ قطبین پر سے گذرتا ہوا معدل النہار اور منطقۃ البروج کو
تنصیف کرتا ہے انگریزی میں مریڈین کہتے ہیں قطب شمالی کو نارتھہ پول اور قطب جنوبی کو ساوتھہ
پول اور خط سرطان کو ٹراپک آف کینسر اور خط جدی کو ٹراپک آف کیپری کارن
کہتے ہیں اور برجوں کے نام اور فصلوں کا حال ہم تمہیں اس نقشہ میں بخوبی یاد دلواتے ہیں +

جدول بروج دوازدہ گانہ و فصول اربعہ

فصول اربعہ	عربی	انگریزی	فارسی	ہندی	موسم چہار گانہ
ربیع	حمل	رام	برہ	میکھ	بہار
	ثور	بل	گاو	برکھ	
	جوزا	ٹوینس	دوپیکر	متھن	
صیف	سرطان	کریب	خرچنگ	کرکھ	تابستان
	اسد	لائن	شیر	سنگھ	
	سنبلہ	ورجن	خوشہ	کنیان	
خریف	میزان	اسکیلس	ترازو	تلا	خزان
	عقرب	سکارپین	کژدم	برچھک	
	قوس	آرچر	کمان	دھن	
شتا	جدی	گوٹ	بزغالہ	مکر	زمستان
	دلو	واٹر بیرر	دلو	کنبھ	
	حوت	فش	ماہی	مین	

اصطلاحات علم جغرافیہ

اے خرد پرور انسان کو لازم ہے کہ جو علم سیکھے اوسکی اصطلاحوں سے بخوبی آگاہی حاصل کرے چونکہ زمین دو سطحوں پر منقسم ہے ایک سطح خشک دوسرا سطح تر پس یہہ اصطلاحات سطح خشک مین مروج ہین برّاعظم جزیرہ نما جزائر خاکنائے راس ساحل پہاڑ میدان گہاٹی جنگل وغیرہ **برّاعظم** خشکی کا وہ بڑا قطعہ ہے جسمین بہت سے ملک شامل ہون جیسے یورپ ایشیا افریقہ امریکہ **جزیرہ نما** وہ قطعہ خشکی ہے جسکے تین طرف پانی اور ایک طرف خشکی ہو جیسے جزیرہ نماے عرب اور جزیرہ نماے ہند اور جزیرہ نماے افریقہ **جزیرہ** وہ قطعہ خشکی ہے جسکے چارون طرف پانی گہرا ہو جیسے سنگدیپ اور برٹن کلان وغیرہ **خاکنائے** وہ تنگ قطعہ خشکی ہے جو بڑے بڑے دو قطعات خشکی کو وصل کرے جیسے خاکنائے سوئیز کہ جو ایشیا کو افریقہ سے وصل کرتی ہے **راس** وہ گوشہ خشکی ہے جو دور تک پانی مین چلا گیا ہو جیسے راس کماری اور راس امید وغیرہ اور راس کو **گریبان زمین** بہی کہتے ہین **ساحل** اوس خشکی کو کہتے ہین جو ایک بڑے قطعہ آب کے متصل واقع ہو جیسے ساحل کورومنڈل اور ساحل ملیبار **پہاڑ** وہ قطعہ سنگین ہے جو زمین سے اونچا ہو اور جو کئی پہاڑ برابر ایک قطار مین دور تک پہیلے ہون تو اونکو **سلسلہ کوہ** کہتے ہین اور چہوٹے چہوٹے پہاڑونکو **ٹیکری** اور ٹیلہ بہی کہا کرتے ہین **کوہ آتش خیز** وہ ہے جسمین سے آگ اور دہوان پاگندہ ہوکر نکلے جیسے کوہ اتنا **میدان** وہ قطعہ خشک ہے جو قریب بہ ہموار ہو اور **سطح مرتفع** وسیع بلند میدان کو کہتے ہین **گہاٹی** وہ قطعہ خشکی ہے جو پہاڑ یا پہاڑون کے درمیان واقع ہو **جنگل** وہ بنجر قطعہ زمین ہے جو ریت اور پتہرون سے بہرا ہو جیسے صحراے افریقہ **تری کی اصطلاحین** بحر بحیرہ بحرالجزائر خلیج جہیل آبناے رودبار دریا وغیرہ **بحیرہ** بڑا قطعہ پانیکا مگر بحر سے چہوٹا اور قریب تمام اطراف کے خشکی سے گہرا ہوا جیسے بحیرۂ روم اور بحیرۂ اسود وغیرہ **بحرالجزائر** وہ قطعہ آب ہے جسمین بہت سے جزیرے ایک دوسرے کے متصل واقع ہون جیسے بحرالجزائر واقع مشرق یونان اور جو زمین کا تہوڑا حصہ کہ دو جزیرونکو شامل کرتا ہے اوس کو **گردن زمین** کہتے ہین **خلیج یعنی کہاڑی** وہ قطعہ آب ہے جو دور تک خشکی پر چلا گیا ہو جیسے خلیج فارس اور خلیج بنگالہ پس اگر خلیج تنگ ہے تو **لنگرگاہ** اور فراخ ہے تو دہانہ کہتے ہین **جہیل** وہ قطعہ آب ہے جو چارون طرف خشکی سے گہرا ہو جیسے جہیل مانسرور جو ملک تبت مین واقع ہے اکثر جہیلین کہاری ہین اونکو بحیرہ بہی کہتے ہین **آبناے** وہ قطعہ آب ہے جو بڑے بڑے دو قطعات آب کو وصل کرے جیسے آبناے جبل طارق جو بحیرۂ شام کو دریاے اوقیانوس سے وصل کرتا ہے **رودبار** جو چہوٹا آبناے سے چوڑا ہوتا ہے **دریا** وہ ہے جو بہت سا پانی پہاڑ یا جہیل سے نکلکر خشکی پر بہتا ہے اور میدان مین سے ہوکر سمندر مین گرتا ہے اور دریا جہان سے نکلتا ہے اوسکو منبع کہتے ہین اور جہان ختم ہوتا ہے اوسکا نام **دہانہ** ہے اور جو حصہ کوہ

پائین داخل ہو تو اسکو پہنچی کوہ کہتے ہیں تمام زمین پر ایک بحر ہے جس قطعہ آب کا پانی کہاریا ہے وہ سب جگہہ ایک ہے مگر جغرافیہ والوں نے آسانی کے واسطے کئی حصوں پر تقسیم کیا ہے اور بحر کی تہاہ ناہموار ہے جیسے سطح زمین خشکی میں بلند و پست ہے اور بحر کا زیادہ سے زیادہ عمق جو اب تک دریافت ہوا نو میل ہے مگر بعضے مقام پر اب تک تہاہ نہیں ملی اور تری کے بڑے بڑے حصے یہہ ہیں بحر محیط جسکو بحر اوقیانوس بھی کہتے ہیں اور بحر الکاہل اور بحر پسفک اور بحر ہند اور بحر شمالی اور بحر جنوبی بحر اوقیانوس کہ انگریزی میں جسکا نام اٹلانٹک ہے پرانی دنیا کے مغربی اور نئی دنیا کے مشرقی کناروں کے درمیان ایک دریا کی صورت پہیلا ہوا ہے اور اوسکا زیادہ سے زیادہ طول قریب نو ہزار میل کے ہے اور عرض تین ہزار میل سے چار ہزار میل تک اور نہایت گہرا او شمال و جنوب کی طرف ہے اس سبب سے بحر اوقیانوس دو قسم پر منقسم ہے اوقیانوس شمالی اور اوقیانوس جنوبی اور یاد رکہو کہ اوقیانوس مغرب کو اٹلانٹک اور بحر ظلمات اور اوقیانوس شرقی کو بحر الکاہل اور پسفک اور بحر بستہ کو بحر شمالی اور بحر منجمد اور بحر ہند کو بحر جنوبی اور بحر ہند کہتے ہیں اور بحر الکاہل جو سب بحروں سے بڑا ہے وہ درمیان ایشیا اور امریکہ کے واقع ہے اور وہ کرہ زمین کے ایک تہائی حصہ کو گہیرے ہوے ہے اوسکا طول شمالاً وجنوباً قریب نو ہزار میل کے اور عرض شرقاً وغرباً قریب بارہ ہزار میل کے ہے اور بحر ہند ایشیا کے جنوب کو واقع ہے اوسکا طول و عرض دونوں قریب چہہ ہزار میل کے ہے بحر شمالی و بحر جنوبی کا حال آج تک تحقیق نہیں ہوا تری کی تو یہہ کیفیت ہے اب خشکی کے پانچوں حصوں کا احوال سنو اول ایشیا

بیان ایشیا

یہہ ایک بر اعظم ہے جسمیں کئی ملک واقع ہیں اسکے حدود اربعہ یہہ ہیں حد شمالی بحر شمالی حد شرقی بحر الکاہل حد جنوبی بحر ہند حد غربی بحیرہ قلزم اور بحیرہ شام اور بحیرہ یورپ طول ایشیا کا شمال مشرق سے جنوب مغرب تک چہہ ہزار نو سو میل اور عرض شمال سے جنوب تک پانچ ہزار تین سو چالیس میل یعنی طول شرقی چہبیس درجے سے ایکسو نوے درجہ تک شمار کیا جاتا ہے اور عرض شمالی ایک درجہ اور بیس منٹ یعنی بیس دقیقہ سے اٹہتر درجہ تک اور کل ایشیا کا رقبہ ایک کڑور ستر لاکہہ میل مربع ہے اسمیں سب طرح کے آدمی رہتے ہیں اور جواہرات اور چاندی اور سونا بہت پیدا ہوتا ہے دوم یورپ

بیان یورپ

یہہ ایک بر اعظم ہے جسکے حدود اربعہ یہہ ہیں حد شمالی بحر شمالی اور حد شرقی کوہ یورال اور دریاے یورال اور حد جنوبی بحیرہ روم اور بحیرہ اسود اور بحیرہ مارمورا اور کوہ کاکیشس اور حد غربی بحر اوقیانوس ہے یہہ بر اعظم شمال مشرق سے جنوب مغرب تک تین ہزار تین سو ستر میل لمبا اور شمال سے جنوب تک دو ہزار چار سو میل چوڑا ہے یہہ حصہ اگرچہ دنیا کے سب حصوں سے چہوٹا ہے اور پیداوار بہی کم ہے مگر ہر بات میں دنیا کے

حصوں پر غالب ہے، دولت اور کلوں کی ایجاد اور ہر طرح کے علوم کی ترقی وہاں ہے، اور آدمی اکثر عاقل
اور عالم اور ادیب اور چالاک اور ذی شعور ہوتے ہیں اور ہنر و صنعت میں کامل سوم افریقہ یہہ برّاعظم
بیان افریقہ
یورپ کے جنوب و مغرب کیطرف واقع ہے اس ملک کے حدود اربعہ یہہ ہیں حدِ شمالی بحیرۂ روم حدِ جنوبی
بحرِ ہند اور اٹلانٹک حدِ غربی بحرِ اوقیانوس حدِ شرقی بحیرۂ قلزم و بحرِ ہند اس برّاعظم کا طول شمال سے جنوب تک
پانچہزار دو سو میل اور عرض مشرق سے مغرب تک چار ہزار چھہ سو پچاس میل ہے چونکہ بہت سا حصہ اس
برّاعظم کا منطقہ محترقہ میں ہے، اور اوسمیں کوئی پہاڑ ایسا نہیں جو ہمیشہ برف سے مستور رہے اسواسطے وہاں
گرمی زیادہ ہوتی ہے اور جاڑا مطلق نہیں ہوتا اس برّاعظم افریقہ میں ایک بہت بڑا صحرا تین ہزار میل لمبا
اور ایک ہزار میل چوڑا ہے یہہ صحرا ایک وسیع سمندر کے مانند ریگستان ہے، اوسکی سطح جب ہوا سے موج مارتی ہے
تو بعض اوقات پہاڑ کے برابر اونچی اوٹھتی ہے اور اکثر جب بادِ تند چلتی ہے تو کاروان کے کاروان مسافروں کے
ہلاک کرتی ہے اور بعضے وقت بونڈر یعنی بگولے سے ایک ستون متحرک اسقدر بلند ہوتا ہے کہ اوسکا
سر بادل سے چھو جاتا ہے اور جب پچیس تیس ایسے ستون یکبارگی اوٹھتے ہیں اور ایکطرف گہومتے ہوئے
دیکھنے والیکے اور آفتاب کے درمیان واقع ہوتے ہیں تو اونکی عجب ہولناک صورت معلوم ہوتی ہے کیونکہ
جب سورج کی کرن اونمیں سے گذرتی ہے تو وہ ایک بڑے ستونِ آتشی کے مانند دکھلائی دیتے ہیں چہارم
امریکہ عالم کے پانچوں برّاعظم میں سب سے بڑا ہے اسکے حدودِ اربعہ یہہ ہیں حدِ شمالی بحرِ منجمد حدِ شرقی
بیان امریکہ
بحرِ اوقیانوس حدِ غربی بحرالکاہل حدِ جنوبی بحرِ جنوبی اور یاد رکھو کہ برّاعظم امریکہ دو حصوں پر منقسم ہے
اول امریکہ جنوبی دوم امریکہ شمالی اور امریکہ شمالی بہ نسبت امریکہ جنوبی کے زیادہ وسیع ہے اور جو قطعہ
زمین کہ امریکہ شمالی کو امریکہ جنوبی سے وصل کرتا ہے اوسکا نام خاکنائے پانامہ ہے اسکے چاروں طرف
بحرِ محیط واقع ہے سنہ ۱۴۹۲ء ایکہزار چارسو بانوے عیسوی میں کلمبس نامی ایک حکیم نے جو سلطنتِ ہسپانیہ کا
ملازم تہا اپنی عقل و حکمت اور تردد و تگاپو سے کہ جسکا بیان ایک قصہ طول و طویل ہے اس ملک کو
دریافت کیا اور اس سے پہلے اہلِ فرنگستان کو اس برّاعظم کی خبر مطلق نہ تہی پنجم اسٹرل ایشیہ زمین خشک کے
بیان اسٹرل ایشیہ
حصوں میں سے اسٹرل ایشیہ بہی ایک حصہ ہے، اسمیں چند جزائر شامل ہیں مگر اعلے وہ ہیں جنکا ذکر ہم خلاصہ
طور پر کرتے ہیں شمال میں نیوگنی اسکے شرق کی طرف نیو برٹن اور نیو آئرلینڈ اسکے جنوب کی
جانب جزائرِ سولومن اور نیو ہبرائڈز اور نیو کیلیڈونیا ہیں اور جزیرۂ نیوگنی سے جنوب کی سمت
نیو ہالینڈ یعنی اسٹریلیا ہے جو تمام جہان کے جزیروں سے بڑا ہے اسکا طول چھبیس سو میل و عرض
اونیس سو میل کے قریب ہے، پولینیشیا اون بیشمار خوبصورت جزائر کا نام ہے جو بحرالکاہل کے گرم حصہ میں

واقع ہین اور اونمین سے اکثر ان مجموعون مین شامل ہین لیڈرون اور کیرولائین اور پیلیو وچ
خطِ استوا کے شمال مین فی جی اور فرینڈلی اور نیو کیٹرز اور جزائر لک وغیرہ وہان کے باشندے
وحشی ہین اور متفحص اسرار مین خرد پرور نے عرض کی کہ پیرو مرشد امریکہ کو لوگ نئی دنیا کہتے ہین اسنے ظاہر ہوتا ہے
کہ اگر کوئی پھر تلاش کرے تو شاید اور تیسری دنیا بھی میسر آجاے اگرچہ آپنے اوسکی حقیقت سے مجھے
خوب آگاہ فرمادیا کہ حکمانے زمین کو دو حصون پر منقسم کرلیا ہے ایک حصہ مین ایشیا یورپ اور افریقہ
واقع ہے دوسرے حصہ مین برِّ اعظمِ امریکہ شمالی وجنوبی مگر حسبِ اتفاق کسی اور طرف بھی کوئی برِّ اعظم یا جزیرہ
نکلآئے یا گردشِ زمین وغیرہ کے مقادیر کرۂ ارضی سے امکان پذیر ہو تو کیا تعجب ہے۔ اور بہت جہات
اور سمتین ہنوز ایسی باقی ہین جنکے استدراکِ حالات سے عقلِ انسان عاجز و قاصر ہے اور باوجود تحقیقاتِ
بسیار کے ابتک اوسکی مفصل کیفیت نہین معلوم ہوئی اور اس برِّ اعظم کے باب مین جو حضرت نے فرمایا۔
کہ سنہ ۱۴۹۲ چودہ سو بانوے عیسوی مین یہہ ملک دریافت ہوا بھلا یہہ کیا سبب تھا کہ حکماے متقدمین نے
اسکی جستجو پر توجہ نہ کی یا تو وہ متاخرین سے عقل مین کم تھے یا اونہون نے اس برِّ اعظم کا سراغ لگایا اور اون زمانہ کے
بادشاہون نے پست ہمتی سے وہان کا جانا دشوار سمجھا اور یا اوسوقت کے لوگون نے بسبب آرام طلبی اور
حب الوطنی کے سرزمینِ غیر پر بسنا اور بود و باشِ قدیم سے دل اوٹھانا مناسب نجانا فرزانہ روزگار نے
فرمایا کہ اے خرد پرور حکماے متقدمین نے کوئی چیز ایسی نہین چھوڑی کہ جسکی تحقیقات مین کوئی دقیقہ
فروگذاشت رہ گیا ہو ہمنے جو تمہین جغرافیہ یونان مین سمجھا دیا ہے کہ حسابِ ہفت اقلیم سے جو زمین
باہر ہے اوسکا نام قبۃ الارض ہے جسکو اہلِ ہند پرستان قرار دیتے تھے پس قبۃ الارض اوسی
زمینِ امریکہ سے مراد ہے چونکہ زمانہ سلف مین حکماے اشراقین قومِ جنات سے باہم ربط و ضبط رکھتے تھے
اسواسطے بادشاہونکو اوسپر متصرف اور قابض ہونیکی رغبت نہ ولالی اور بنی جان یعنی قومِ جنات نے بھی
دوسرے ملکون مین سکونت کا قصد نکیا جبکہ وہ زمانہ منقضی اور سلسلۂ اتحاد منقطع ہوگیا قومِ جن بھی اطراف
وجوانب مین منتشر ہونے لگی چنانچہ اکثر نے دریا اور نہرونکے کنارون پر اور باغون اور بیابانون
اور خرابون اور ویرانون اور تاریک مکانون اور تہہ خانون اور حمامون اور چھتون اور گورستانون
وغیرہ مین جابجا اقامت اختیار کی اس قوم مین جو کہ شریر اور ایذا رسانِ خلائق ہین وہ دیو کے نام سے
خلق اللہ مین پکارے جاتے ہین اونمین کچھہ ایسے بھی تھے کہ جسوقت بطریقِ سیر و تماشا ممالکِ انسان
مین گذرتے تو چھوٹے چھوٹے آدم زادون کو اوٹھا لیجاتے اور اپنی قوم مین نمونہ کے طور پر پیش کرتے
کہ اسطرح کی شکل وشمائل کی چند صورتین زمین کے ایک حصے پر آباد ہین چنانچہ اون آدم زادون مین نر و مادہ

باہم ہونیکے سبب سے اولادِ آدم کا سلسلہ وہاں بھی شروع ہوگیا اور وہی لوگ امریکہ کے قدیم باشندے اور اوس سرزمین کے اگلے زمانہ والے شمار کئے جاتے ہیں غرضکہ جب حکیم کلمبس کی ترقی علوم و حکمت درجۂ اعلیٰ پر پہونچی تو اوسنے ازروئے علم نجوم یہہ بات دریافت کی کہ بالفعل قطعۃ الارض مسکونہ جنات سے خالی ہے اور یہہ مثل تو سب میں مشہور ہے کہ مثل خانۂ خالی را دیو میگیرد + مگر کسی نے کبھی یہ سنا ہوگا کہ ملکِ جنات پر حضرتِ انسان قابض ہوگئے یہہ دریافت کرکے اوس سرزمین کو بہزار کوشش تلاش کرنیکے بعد آبادی کی فکر میں مصروف ہوا بعد اوسکے ایک شخص موسوم بہ امریکس نے اوس ویرانۂ وسیع کو اپنے نام سے معمور کرکے برِاعظم امریکہ کے لقب سے نامزد کیا شہزادہ نے پوچھا کہ کلمبس وہاں کیونکر پہونچا اور کسطرح اوس برِاعظم کو تسخیر کیا وزیرِ روزگار نے کہا کہ جب حکیم کلمبس برِاعظم یورپ میں پیدا ہوا اور لکھنا پڑھنا سیکھہ کر اپنے جوہرِ عقل سے علم ہندسہ اور مصوری اور نقاشی اور زبان لاٹینی سے بھی واقف ہوا اور سمندر کے کنارے سکونت پسند کرکے نہایت خوشی سے جہازرانی شروع کی اور چودہ برس کی عمر میں دریاؤں کے سفر کرنے لگا ہمیشہ اپنے علم کو اچھی طرح پر استعمال میں لاتا اور تجربے کو روز بروز ترقی دیتا اور خیال کیا کرتا کہ زمین اس زمانہ کے اعتقاد کے موافق مسطح اور ہموار ہے یا نہیں وہ ان باتوں کو دل میں سوچتا اور رات کو خواب میں دیکھتا پھر اوسکو یقین کلی ہوگیا کہ مغربی سمت کے دوسری طرف ایک ایسا ملک واقع ہے جسکو کسی نے ابھی تک دریافت نہیں کیا اور یہہ بات بھی دلپذیر نقش ہوگئی کہ خدا نے اوسکے دریافت کرنیکو مجھے مقرر کیا ہے اسواسطے اوسنے اپنی کل زندگی اسی کام میں صرف کرنی تجویز کی اور بادشاہِ اسپین سے مدد مانگنے کی امید پر ملکِ مذکور کیطرف روانہ ہوا اور سردارِ خانقاہ کی معرفت وزیرِ اعظم سے ملاقات کی پھر اوسکے ذریعہ درگاہِ بادشاہ میں رسائی حاصل کرکے اپنے مطالبِ دلی اور اولوالعزمی کا اظہار کیا اور بادشاہ و وزیر کی صلاح سے کلمبس کے بیان کی تحقیقات کرنیکے لئے ایک جلسہ پادری لوگوں کا منعقد ہوا اس حکیم سلیم نے نہایت دلیری سے اس باب میں گفتگو کی کہ سمندر کے پار ایک ایسا برِاعظم واقع ہے جو اب تک دریافت نہیں ہوا اور زمین کے گول ہونیکی بابت بہت کچھہ دلیلیں بیان کیں مگر اوسکے بیانات بیجا سمجھے گئے اور لوگوں نے کلمبس سے ناراض ہوکر جلسہ برخاست کیا لیکن اوسنے فصاحتِ تقریر سے یہہ امر بادشاہ کے دلنشین کردیا کہ اسبات میں ہرگز شک نہیں ہے چنانچہ اوسکی عرض قبول ہوئی اور تاریخ سترہویں ماہ اپریل سنہ ۱۴۹۲ عیسوی کو ایک عہدنامہ لکھا گیا کہ جسمیں کلمبس نے آپکو بادشاہتِ اسپین کا تابع مقرر کیا اور اوسی سال میں تاریخ تیسری اگست کو اوسنے جنگی جہازوں اور فوج کے ہمراہ جو حضور ملکۂ اسپین سے

ملے تھے لنگر اوٹھایا اس فتح بحری مین تین جہاز تھے الحاصل چند روز مین کنارہ کے جزیرون تک جو
اوس زمانہ مین مغربی حد سمجھی جاتی تھی پہونچ گئے اوسکے آگے کسیکو کچھہ معلوم نہ تھا سوائے ایک بحر عمیق کے
کہ جسمین ابتدائے دنیا سے ایک چھوٹا سا جہاز بھی نہ گیا تھا اونمین وہ روز بروز اور ہفتہ بہفتہ آگے بڑہتے چلے گئے
باد موافق چلتی اور سفید جھاگ بہتے رہے اور اونکے پیچھے جہاز کی لکیر سے کھنچی گئی پہلے اودہر کوئی نگیا تھا
کلمبس کے ہمراہیون کو خوف پیدا ہوا اور بغاوت کا ارادہ کرنے لگے کہ اوسکو سمندر مین ڈالکر واپس چلے جائین
مگر یہہ ارادہ ولمین پست ہوگیا اور کچھہ نہ کرسکے دو مہینے کے بعد سبکو پھر زمین کے ملنے کی امید ہوئی کچھہ لکڑیکے
منقش ٹکڑے اور گھاس کے خوبصورت تنکے بہتے اور عجیب عجیب قسم کے پرند اوڑتے اور جہاز کے رسون
وغیرہ پر بیٹھتے نظر آتے اور ایکروز ایک خاردار شاخ سرسبز جسمین سرخ رنگ کے چھوٹے چھوٹے پہل لگے تھے
دیکھی کلمبس نے اوسروز سبکو دلاسا دیکر کہا کہ آج رات کو بہت ہوشیار رہنا چاہئے اوسی شبکو زمین ملی وہ زمین
کیا تھی کہ قریب دو میل کے لمبا ایک جزیرہ تھا کلمبس نے جہاز کی مسلح فوج ساتھہ لی اور ایک کشتی مین سوار
ہوکر کنارہ تک گیا وہان کوئی پہاڑ یا ٹیلا نہ تھا مگر درخت بکثرت تھے اوس جزیرہ کے رہنے والے غول کے
غول جمع ہوکر ان آنیوالونکو نہایت تعجب سے دیکھنے لگے اور جسوقت کلمبس نے جو گلنار رنگ کی پوشاک
پہنے تھا گھٹنے جھکاکر زمین کو بوسہ دیا اور جھنڈا کھڑا کرکے بادشاہ ملک اسپین کے نام سے جزیرہ مذکور پر قبضہ کیا
اوسوقت کی یہہ کیفیت دیکھکر وہ لوگ زیادہ تر حیران ہوئے رفتہ رفتہ اوسنے اتنے نئے ملک دریافت کئے
کہ خاص برِّ اعظم امریکہ تک پہونچ گیا جسروز کلمبس ملک اسپین کو واپس آیا اور فیروزمندی و کامیابی کے
ساتھہ شہر مین داخل ہوا اوسروز وہان نہایت خوشی ہوئی بیشمار جھنڈے یان اور نشان ہوا مین لہراتے تھے
اور لوگ عمدہ عمدہ پوشاک پہنے ہوئے غول کے غول شاہراہون مین جمع تھے قلعہ بندی کی فصیل پر توپین
سر ہوتی تہین اور سب گرجا گھرون مین گھنٹے بج رہے تھے جنکی آواز سے کل شہر گونجتا تھا اوسطرف کو کلمبس
بڑی شان وشوکت سے سوار ہوکر آیا سب لوگ اس سے نہایت محبت سے ملے مگر بسبب اس کی
کامیابی کے اکثر لوگ اوس سے بغض بھی رکھتے تھے نئی دنیا کے کچھہ انڈین لوگ جنکو کلمبس نے ساتھہ لایا تھا
پاؤنمین سونیکے کڑے اور سرون پر تاج پہنے دو قطارون مین چلے جاتے تھے انکے بعد جہاز کی جماعت سونیکے
تاج پہرکے بت نہایت خوبصورت رنگ کی چڑیان بڑے بڑے کچھوے گھڑیال اور اجنبی درختونکی شاخین
لیئے ہوئے آتے ان سب کے اوپر میر بحری کا نشان بلند تھا جسپر یہہ لکھا تھا کہ کلمبس نے اپنے بادشاہ کو
ایک نئی دنیا دی ٭ اسکے بعد کلمبس نے بہت ملک دریافت کئے مگر بسبب اس ناموری کے اکثر لوگ رشک سے
اوسکے دشمن ہوگئے اور بغض وکینہ رکھنے لگے اور ہتک و ذلت کے درپے ہوئے لیکن وہ سب بے نیکی

پیش آتا تہا یہانتک کہ اوسپر خودسری اور سخت گیری اور خیانت و بغاوت کی تہمت لگائی گئی اور ان جرموں کی تحقیقات کیواسطے ایک شخص مقرر کیا گیا کلمبس اوسکی مداخلت سے ناراض ہوا کیونکہ وہ شخص کلمبس سے نہایت دشمنی رکہتا تہا اگر اوسکے اختیار مین ہوتا تو کلمبس کو بالکل تباہ کر دیتا چنانچہ اوسنے کلمبس کے مکان پر قبضہ کر لیا اور بہ الزام بغاوت اوسکو قید کر کے بیڑیان پہنائین اور قیدی کیطرح ملک اسپین کو روانہ کیا مگر دربار مین پہونچنے کے بعد فورًا اوسکی رہائی ہوئی اور عزت و تعظیم کیگئی لیکن اوسکا دل ٹوٹ گیا تہا اور وہ دولت دیکہنے کو بہت دنون تک نہ جیا اونتیسوین مئی ۱۵۰۶ع پندرہ سو چھہ عیسوی کو وفات پائی اور ایک بڑے عبادتخانہ مین دفن کیا گیا اور اوسکا نام بڑے نیک آدمیون کی تواریخ مین مشہور رہا مگر یہہ کیفیت بہی ایک نہایت حیرت آمیز کیفیت ہے کہ جو برِ اعظم کلمبس نے دریافت کیا وہ امریکس کے نام سے شہرۂ آفاق ہوا جو صرف اوسکا ایک پیرو اور مقلد تہا

شعر

نہ خریدار کا حصہ ہون نہ حق بائع کا | مین وہ دانہ ہون جو گر جائے کفِ میزان سے

کہتے کلمبس کے اس نئی دنیا دریافت کرنے کی کچھہ بہی قدر نکی بہت سوچھہ چال مراد بخشک صحراہون لگا کے آگ بجہے کاروان روانہ ہوا بعضے لوگ جو دوسرے شخصکی نیکنامی نہین چاہتے تہے کہنے لگے کہ اگر کلمبس بہی سمندر کے پار نجاتا اور نئی دنیا کو دریافت نہ کرتا تو کوئی اور شخص جاکر دریافت کرتا اور جب برِ اعظم امریکہ دریافت ہو گیا تو سب کہنے لگے کہ اوسکا دریافت کرنا بہت آسان تہا

فرد

سرمۂ مفتِ نظر ہون مری قیمت یہہ ہے | کہ رہے چشمِ خریدار پہ احسان میرا

اب سنو کہ برِ اعظم مین بہت ملک اور بہت پہاڑ اور بہت دریا اور بہت چشمے اور بہت صحرا واقع ہین اور ملک باہم ایک دوسرے کی نسبت چہوٹے بڑے ہوتے ہین چنانچہ برِ اعظم ایشیا مین سب سے بڑا ملک انڈیا یعنی **ہندوستان** ہے اور یہہ ایک بہت وسیع ملک ہے جو بسبب آبادی اور حاصلات اور ادب اور قاعدہ کے قدیم سے مشہور چلا آیا ہے اس ملک کا ذکر ہم تفصیل مختصر کے ساتھہ اسواسطے بیان کرتے ہین کہ اس ملک مین سب طرح کے انسان ہر قوم ہر مذہب ہر ملک والے بلکہ ہر برِ اعظم کے باشندے تہوڑے بہت موجود ہین اور اکثر آمد و رفت اور تجارت و سیاحی کے ذریعہ سے نظر آجاتے ہین اور جب ایک ملک کا حال بخوبی معلوم ہو جاتا ہے تو دوسرے ملکونکی کیفیت بہی مجملًا عقل مین آسکتی ہے **ہندوستان** کے حدودِ اربعہ یہہ ہین حدِ شمالی تاتار اور تبت اور حدِ جنوبی بحرِ ہند اور حدِ شرقی ملکِ برہما و خلیج بنگالہ اور حدِ غربی خلیج فارس اور ہندوستان کی بڑی نہرون مین سے گنگا ہے جو سات سو کوس بہہ کر خلیج بنگالہ مین گرتی ہے اسمین جمنا اور گہاگرہ اور برہم پوتر یعنی سانپو تبت اور آسام سے ہو کر گنگا مین ملتی ہین اور پچہم مین رودِ سندہ جسکو نیلاب بہی کہتے ہین پانچ نہرون سے مخلوط ہے

یعنی ستلج راوی جہلم چناب بیاس چنانچہ اسی جہت سے اوس ملک کو پنجاب کہتے ہین دکہن مین نربدا اور گوداوری اور کشنا ہے یہہ تینون ندیان پورب کیطرف ہوکر خلیج بنگالہ سے جاملی ہین اور ہندوستانکے نامی پہاڑون مین سے کوہ ہمالہ تمام جہان مین نامی ہے اور وہ پہاڑ ہندوستان و تبت کے درمیان واقع ہوا ہے اور راج محل کی پہاڑی اور دکہن مین کوہ گہاٹ یعنی بندہیاچل جسکا سلسلہ لبِ دریا سے شرقاً و غرباً محاذی ہے ہندوستانکی پیداوار اور تجارت مین نیل روئی افیون ململ ریشم چاول وغیرہ اور ہندوستانکے جواہرات سے

کوہ نور ہیرا کا بیان

الماس اور زمرد اور لعل تمام جہان مین مشہور ہین بلکہ کوہِ نور ہیرا جسکی شہرت تمام روے زمین پر ہے اور غالباً اوسکی قیمت سب سے زیادہ ہے اور یقین ہے کہ دنیا مین کوئی ایسا قیمتی پتہر نہوگا کہ جسکا قصہ صحت کے ساتہہ معلوم ہو اور جسکے واسطے کئی بادشاہون نے کشت و خون کیا ہو شہزادہ نے کہا کہ یہہ نایاب ہیرا کسطرح پر ہاتہہ آیا اوستاد نے بیان کیا کہ کوہِ نور ہیرا ١٥٥٠ء پندرہ سو پچاس عیسوی مین گولکنڈے کی کان سے برآمد ہوا اور شاہجہان بادشاہ کے عہد مین گولکنڈے سے دہلی کو لایا گیا اور ١٦٦٥ء سولہ سو پینسٹہہ عیسوی مین تاریخ دوسری نومبر کو ایک فرانس کے سیاح ٹاورنیر نامی کو اورنگ زیب عالمگیر نے دیکہنے اور پرکہنے کی اجازت دی یہہ پہلا غیر شخص تہا جسکو اول مرتبہ کوہِ نور دیکہنے کا اتفاق ہوا حاصل کلام ١٧٣٩ء سترہ سو اونتالیس عیسوی مین نادر شاہ نے دہلی پر چڑہائی کی اور نوّے لاکہہ روپیہ کا خزانہ مع کوہِ نور خراسانکو لیگیا پہر ١٨١٣ء اٹہارہ سو تیرہ عیسوی مین شاہ شجاع کی جلاوطنی کے عہد مین یکم جون کو رنجیت سنگہ والی لاہور نے جبراً اوس سے لے لیا جب رنجیت سنگہ کے ساتہہ افواجِ انگریزی کا مقابلہ ہوا اور بمقامِ لاہور مین اوس نے شکستِ فاش کہائی تو کوہِ نور انگریزون کے ہاتہہ لگا اور تاجِ انگلستان کا اول رقم جواہر مقرر ہوا اور ١٨٥١ء اٹہارہ سو اکاون عیسوی کی بڑی نمایش مین کوہِ نور نمایشگاہ مین رکہا گیا تہا جسکو لاکہون بلکہ کروڑون روپیہ کی مالیت کہین تو کچہہ مبالغہ نہین ہے لوگون نے مفت بے کہٹکے دیکہا اس ہیرے کی مقدار عموماً اسطرح بتائی جاسکتی ہے کہ مرغی کے ایک چہوٹے آدہے انڈے کے برابر ہے اور اس ہیرے کا وزن ٣٢٩ تین سو اونتیس رتی ہے یعنی تین تولہ تین ماشہ سات رتی غرض فرزانہ روزگار نے اسی تذکرہ مین جواہرات کی شناخت اور خواص وغیرہ

تعداد باشندگان ہندوستان

بہی خاطر خواہ شہزادہ کو یاد دلوا دیے پہر فرمایا کہ ملکِ ہندوستان بڑا زرخیز ملک ہے باشندے یہانکے دس کروڑ اونسٹہہ لاکہہ تہے سات کروڑ پچاس لاکہہ ہندو اور ایک کروڑ ستاسی لاکہہ پچاس ہزار اہلِ اسلام اور عیسائی اور یہودی وغیرہ باسٹہہ لاکہہ پچاس ہزار ہین آب و ہواے ہندوستان کی یہہ صورت ہے کہ اوترا اور پچہم یعنی شمال اور مغرب کے صوبجات مین موسمِ سرما مین سردی ہوتی ہے مگر باقی تمام ہندوستان مین اور کوئی علامت سردی کی نہین لیکن کثرتِ بارش یا گرمی زیادہ ہونیسے موسمونکا تفاوت معلوم ہوتا ہے اور اہلِ ہند ادب و قاعدہ مین بہتر ہین

مگر راستی اور صفائے دلی سے عاری اور اکثر باہم بے اعتبار ہیں کسیکو کسی پر اعتماد ہرگز نہیں ہوتا اور دوستی بے غرض نہیں رکہتے صرف مطلب کے آشنا ہیں اور آلاتِ حرب تفنگ کی صنعت سے بالکل ناواقف ہیں اور بدرجہ کمال نامرد و بزدل بہی ہیں دوسرے ملک والے ہمیشہ ان پر غلبہ اور حملہ کرتے رہے اور یہہ شکست نصیب ہر معرکہ میں مغلوب ہوے ان میں کوئی بادشاہ یا راجہ ایسا نہوا کہ حوصلہ ترہاتا اور دوسری ولایت پر فوج کشی کرتا البتہ یہہ لوگ حیلہ گر او منتری اور بیوقوف زیادہ ہیں اور خوشامد گو اور خوشامد پسند بہی ہیں اے خرد پرور اب ہم تمہیں یہہ تہوڑے سے شعر یاد دلواتے ہیں جس میں ہندوستان کی خلاصہ کیفیت ایک طریق معقول سے مندرج ہے تم اس مختصر کے یاد کر لینے سے فائدہ کثیر اوٹہاؤگے

نظم حالِ ہندوستان

ہند ہے اک عجب جزیرہ نما — غیرتِ روم و روس و چین و تتار
نقشۂ ایشیا کے سوئے جنوب — ہے نمایاں یہہ کشورِ غدار
شرق و غرب و جنوب کی جانب — بحرِ اعظم نے کرلیا ہے حصار
چین سے ہے شمال میں محدود — ہے جو کوہِ ہمالہ کے اوس پار
ملکِ آسام سے کراچی تک — وسعتِ ہند ہے سن اے ہشیار
طول اس کا حدِ جنوب سے ہے — تا بہ کشمیرِ رشکِ باغ و بہار
عرض اسکا ہے پندرہ سو میل (۱۵۰۰) — طول اونیس سو ہے بے تکرار (۱۹۰۰)
لوگ رہتے ہیں اسمیں بیس کروڑ (۲۰) — جنکے ہیں مختلف طریق و شعار
مشتہر ہے یہان کی زرخیزی — گرد ہیں جس سے جملہ شہر و دیار
اوسکے اوتر میں ہے ہمالہ کوہ — جسپہ رہتا ہے برف کا انبار
چوٹیاں ہیں وہ دہولگر پہ گل — جن پہ مشکل ہے آدمی کا گذار
اونچی ہیں چوٹیاں ہزاروں فٹ — بیس بعضی کوئی تیس ہزار
کوہِ بندہیا ہے بیچ میں اسکے — اوسپہ بہی دشت و سبزہ کی ہے بہار
مغربی مشرقی جو گہاٹ ہیں دو — جانبِ غرب و شرق ہیں وہ دوچار
اسکے مغرب میں بحر ہے اک سندہ — موج در موج پُرخطر زخار
راوی و ستلج و چناب و جہلم — بیاس دریائے تیرہ و تہہ دار
مل گئے ہیں یہہ سندہ میں پانچوں — ششدر انسان ہو دیکہکے اکبار

ہے برہم پتر مشرق مین اک بحر
پُر خطۂ ہند و سوجہ و بہار

بہا جمنوتری سے بحرِ جمن
بہی گنگوتری سے گنگ کی دہار

اک جا پر پراگ مین جا کر
ہو گئے دونون وصل وصلی وار

راہتی کوسی گہا گرا گنڈک
ملے گنگا مین بہہ کے آخرکار

ہند بہید سے سون نربدا تاپی
ہین روان مثلِ اشکِ دیدۂ زار

کرشنا تن بہدرا بہما کاویری
نکلے ہین گہاٹ شرق سے یہہ چار

اسمین تیرتہہ بہی ہین بہت مشہور
جاتے ہین سر کے بہل جہان سوار

بدری ناتہہ ہین ہمالیہ پر
وان سے سوے جنوب ہے نربدار

مندر اک شہرِ نگرکوٹ مین ہے
کو نکلتی ہے جس سے لیل و نہار

ہند سیہ پر بندہہ ہاستے مین ہنود
جن پہ ہندو ہین جان و دل سے نثار

ہین جگن ناتہہ جی سوے مشرق
معتقد ہین ہزار ہا دیندار

غرب مین دوارکا پوری ہے شہر
سجدہ گاہِ ہنود بے تکرار

ہے بسوے جنوب رامیشر
لوگ جاتے ہین وان پئے دیدار

وسط مین سوے شرق کاشی ہے
معبدِ ہند وانِ خوش کردار

شہر متہرا ہے اک کنارِ جمن
جس مین سری کرشن کا ہوا اوتار

اور بہی ہین یہان بہت تیرتہہ
شرح مین جنکے خامہ ہے بیکار

ہستنا پور تخت گاہِ ہنود
لبِ جمنا تہا شہرِ رونق دار

اہلِ اسلام جب ہوے قابض
ہوئی دہلی کی رونقِ بازار

آگرہ کو محمد اکبر نے
دیا دار الخلافت اپنا قرار

ہوے انگریز جب سے حاکمِ ہند
شہرِ کلکتے کا بڑا ہے وقار

ہے وہ گنگا کی شاخ ہوگلی پر
جس مین رہتے ہین سیکڑون تجار

ملکِ بنگال بمبئی مدراس
ہین یہہ تینون احاطہ سرکار

گورنر لفٹننٹ ہین ان مین
خیمہ افگن ہے لشکرِ جرار

سندہ پنجاب ناگ پور اودہ
اسطرح کے جو ملک ہین دو چار

منتظم ان مین چیف صاحب ہین
یا کمشنر ہین مالک و مختار

پرگورنر ہین سب پہ بالادست — جنکے ماتحت ہین صغار و کبار
ملک ہین چار قسم کے اس مین — نام کرتا ہون شرح وار اظہار
ملک انگریزی و ممالک غیر — ملک محفوظ و ملک خود مختار
انڈیپنڈنٹ یعنی خود سر ہین — بہوٹ نیپال واقع کہسار
حیدرآباد راجپوتانہ — ملک محفوظ مین ہے ان کا شمار
شہر گوا و پانڈیچری ہین — ڈچھ اور پرتگیز ہین سردار
باقی جو کچھ کہ ہین ممالک ہند — سب مین سرکار کا ہے دار و مدار
مختصر مین بیان طول ہو کب — جائے تنگ ہست و مردمان بسیار
ہے یہہ بالاختصار صورت ہند — ہے یہہ مشتے نمونہ از خروار

اے خرد پرور یہہ خیال نکرنا کہ سب ملکوں مین اسیقدر لوگ بستے ہین اور یہی حال وہان کا بھی ہوگا بلکہ ہر ملک مین باشندے جدا گانہ اور انتظام کی علحدہ صورتین اور آبادی کے نئے طور و طریقے اور آب و ہوا کی مختلف خاصیتین ہین اگر انسان سفر اختیار کرے اور سیاحی پر مستعد ہو تو عجیب و غریب لطف اور کیفیتین حاصل ہوتی ہین سفر مین تکلیف تو بیشک ہے مگر تجربہ کاری و پختگی بغیر اسکے حصول نہین ہو سکتی ہے مصرع بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے + زمانہ سلف سے آجتک تمام تربیت یافتہ قومون نے سفر کو ہمیشہ تہذیب و ترقی کا ذریعہ تسلیم کیا ہے صرف کتابون کے پڑہنے اور دیکھنے یا مطالعہ کرنیسے دنیا کے لوگونکا پورا پورا حال ہرگز نہین معلوم ہو سکتا جو شخص کہ تحصیل علوم سے فارغ ہوکر سفر سے خوب حظ اوٹھا چکا ہوگا اوسکی دانشمندیکا مرتبہ کمال پر پہونچ گیا ترقی عقل اور تہذیب اخلاق کیواسطے سفر بہت کارآمد ہے سفر سے آدمی کی فہم و فراست نہایت وسعت پاتی ہے اور اخلاق کو یہہ نفع پہونچتا ہے کہ اوسکے دلمین لوگونکی ہمدردی اور اونکی جانب سے دلسوزی پیدا ہوجاتی ہے اور ایسی تنگ نظری سیاح کی ذات مین نہین رہتی جسکے سبب سے آدمی یہہ سمجھکر کہ فلانا شخص مجھسا نہین ہے، یا میرے ملک مین پیدا نہین ہوا یا میرا رسم و رواج نہین رکھتا یا میرا سا لباس نہین پہنتا ہر شخص کو بنظر تحقیر دیکھتا ہے بلکہ یہہ بات سیاح سے بہت دور ہوجاتی ہے اور وہ معلوم کرلیتا ہے کہ اسباب مختلف بہت قلیل اور سراسر ظاہری ہین مگر اسباب مناسبت و اتفاق واقعی ہین اور سمجھہ لیتا ہے کہ تمام انسانون مین بلباس ظاہری اختلاف ہے لیکن حقیقت سے بخوبی آگاہ ہوتا ہے چنانچہ انگریز اپنے ملک کو نہایت وسیع اور عمدہ بتاتے ہین فرانس والے فرانس کی تعریف کرتے ہین یہہ تعصبات کچھہ اسباب کو منحصر نہین ہے اور جو جہالت اور تنگ حوصلگی اور پست ہمتی ایک معین جگہ پر پڑے رہنے سے پیدا

ہوتی ہے وہ سب سفر کے ذریعے سے رفع ہوجاتی ہے مگر تواریخ بھی عجیب شغل ہے اور خاص گھر بیٹھے کی سیاحت بلکہ سیاحت کی کیا حقیقت ہے سیاحت مین صرف زر اور مصائب سفر پھر اونہین چیزونکی سیر جو بالفعل موجود ہین کتب تواریخ کے مطالعہ مین بہت سے دیار و امصار کی کیفیت بے مشقت پیش نظر رہتی ہے صدہا بلکہ ہزارہا برس پیشتر کے حالات گویا مشاہدہ ہوجاتے ہین گھر بیٹھے آدمی جہاندیدہ بنجاتا ہے عموماً سب امراؤ رؤسا خصوصاً والیان ملک کو تاریخ دانی بہت ضرور ہے کہ اگلے راجاؤن اور بادشاہون کا حال دریافت ہو جن امور سے اونکے سلطنت کی ترقی اور اونکے بلند نامی ہوتی اوسے اس زمانہ کے والیان ملک اپنا دستور العمل مقرر کرین جن باتون سے اگلی سلطنتون کی خرابی اور بادشاہون کی بدنامی ہوئی اوس سے پرہیز کرین شایستگی و تہذیب پر کاربند ہون اور یاد رکھو کہ جن ملکون مین سب سے پہلے آثار شایستگی نمودار ہوئے اونمین کا پہلا خطہ یونان تہا اور مصر والون کا قول ہے کہ یونان سے پہلے حضرت علم کی بدولت ہمکو ہر طرحکی کامیابی حاصل ہوئی غرض جبکہ

یونانیان

خطہ یونان پر اقبال کا ستارہ چمکا تو اون لوگون نے قواے جسمانی کی نگہداشت اور ترقی کے باب مین نہایت کوشش کے ساتھہ توجہ بلیغ مبذول رکہی بعد اوسکے رومیونکو جسمانی تربیت کا شوق پیدا ہوا اور اون لوگون نے تربیت جسمانی کو فروغ دیا اور اب بھی جن ملکونمین نہایت شایستگی ہے وہان جسمانی تربیت کا خیال بدرجہ کمال ہے چنانچہ انگلستان مین لڑکیونکو بھی جسمانی تعلیم دیجاتی ہے جرمن کے لوگون نے اکہاڑے بنانے سے زیادہ کسی چیز کو مفید نہ سمجھا جیساکہ ہم اپنی عقل کو ترقی دیتے ہین لازم ہے کہ ایسا ہی ہم اپنے جسم کو تروتازہ رکہین دیکہو کہ ہندوستان کے دہقان اور محنتی لوگ شہریون سے زیادہ تندرست پائے جاتے ہین اے خرد پرور جسطرح کہ اہل فرنگ اور اہل یونان کے جغرافیہ مین اختلاف ہے اسیطرح تواریخ مین بھی بہت تغیر و تبدل واقع ہے ہر قوم کے مورخون نے اپنی اپنی تصنیفات کو حاکمونکی خوشامد اور مذہبی تعصبات سے بہر دیا جہان کہ اونکا حاکم ذلیل ہوا یا کسی آفت اور گردش کے نیچے مین پہنسا ہے وہان تو بالکل ٹال بال بچا گئے ہین اور جس مقام پر حسب دلخواہ ایک امر بھی وقوع مین آیا وہان کیا کیا عبارت آرائیان اور مبالغہ پردازیان بروے کار لائے ہین کہ خارج از قیاس ہے اور ہمیشہ تعصب کے ساتھہ تحریر کیا کہ غیر کے طور و طریق مین یہہ خرابیان اور ہمارے چال چلن مین اسقدر خوبیان موجود ہین اور جس قوم والون نے جو کام جس نتیجے اور خوبی کیواسطے تجویز کیا تہا اوسکو یک لخت نسیاً منسیاً کردیا مگر عقل سلیم خود بخود طلبی اور باریک بینی سے سراغ مطلب پیدا کرلیتی ہے خیالات حکیمانہ پر نظر کرو کہ سب ایک طریقے کے پابند ہوتے ہین مگر ہنوز بحث عقلی ناتمام ہے یعنی حکیم یا فلاسفر اوسکو کہتے ہین کہ جو عالم علویات و سفلیات کی حقیقت اشیا سے بخوبی واقف ہو چنانچہ زمانہ حال مین جسطرح کاروبار عالم جاری ہین جب اوسپر نظر ڈالکر ہم زمانہ سلف کا خیال کرتے ہین تو معلوم ہوتا ہے کہ پہلے دنیا کا عجیب ڈہنگ ہوگا

خیالات حکیمانہ یونانیان

اسمین تو شک نہین کہ جسطرح کوئی قطعہ زمین بغیر روئیدگی کے نہین رہ سکتا اسیطرح انسان کا دل بھی کہ جو بجاے خود ایک جہان جداگانہ ہے خیالات سے خالی نہین رہ سکتا حکمت کا مسئلہ بھی یہی ہے کہ انسان کے نفس ناطقہ کا معطل رہنا ممکن نہین کچھہ نہ کچھہ اودھیڑبن کئے جاتا ہے جس جس سرزمین پر انسان تہا وہان وقتاً فوقتاً جیسی ضرورتین پیش آتی گئین اوسکے سامان وہین نکالتا گیا اونہین اصول کا نام حکمت وفلسفہ ہے ہر ہر قطعہ زمین کی خاصیت علیحدہ ہے اور آب وہوا کی تاثیر بھی جداگانہ چنانچہ روئیدگی اور نباتات قسم قسم کے پیدا ہوتے ہین ہر ولایت کے آدمی کا قد وقامت چہرہ مہرہ رنگ وروغن نرالا ہے دل گواہی دیتا ہے کہ جیسا ہر شخص کے اعضاے ظاہری مین فرق ہے ویسا ہی اوسکے خیالات دماغی مین بھی ضرور اختلاف ہوگا دیکھو ہر ایک حکیم یا خاص خاص فرقہ کے صاحب تصنیف جو گذرے ہین اونکی رائین اور ہدایتین اور اونکے مختصر حالات عمری کا ایک چمن پھولا ہوا ہے ہر ایک کے نئے نئے خیالات جدا جدا رنگ ڈہنگ دیکھہ کر یہہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا ایک باغ مین مختلف طائر بولتے ہین اور نہین معلوم ہوتا کہ ایک دوسرے کی سنی ہوئی کہتا ہے ان سب کو بے تعصب ایک نظر سے برابر دیکھنا عجب لطف وکیفیت پیدا کرتا ہے علم تواریخ مین حکماے فلاسفہ کا حال قابل غور ہے کہ ان دانشمندون نے عالم بے ثبات مین کس کس طرز پر معیشت کی اور آغاز وانجام کیا کیا ہوا

علم تواریخ کا بیان

فلاسفہ جمع ہے فیلسوف کی اور فیلسوف کے معنی ہین حکیم فلسفہ دان یہہ لفظ یونانی ہے اصل اسکی دو لفظون سے مرکب ہے یعنی فیلا اور سوفا فیلا کے معنی محب کے ہین اور سوفا کے معنی علم وحکمت کے اسکا یہہ مطلب ہوا کہ دوستدار حکمت اور بعضون کا قول ہے کہ فلسفہ کے معنی ریاضت اور مشقت کرکے حضرت واجب الوجود سے مشابہت پیدا کرنیکے ہین متقدمین کے مسائل زیادہ تر الہیات اور طبیعیات مین ہوتے تہے متاخرین نے اوس مین ریاضی کو بھی داخل کرکے تین قسم پر منقسم کیا اول علم ماہیت شی یعنی کیا چیز ہے دوم علم کیفیت شی یعنی کیسی چیز ہے سوم علم مقدار شی یعنی چیز قلیل ہے یا کثیر پس ماہیت کے باب مین جو گفتگو ہو وہ علم الہی ہے اور کیفیت کے باب مین جو گفتگو ہو وہ علم طبیعی ہے اور مقدار کی کمی وبیشی مین جو گفتگو وہ علم ریاضی ہے انکو علم وہمی اور علم عقلی اور علم حسی کہتے ہین چہ ولف علم وہمی علم عقلی علم حسی یاد کن ٭ زین موالید ثلثہ عالمے ایجاد کن ٭ پس ریاضی علم وہمی دان الہی عقلی ہست ٭ علم حسی شد طبیعی دل ز حفظش شاد کن ٭ حکماے فلاسفہ کا قول ہے کہ ترقی کی خواہش انسان کے دل مین طبعی ہے چونکہ نفس ناطقہ کی ترقی سب سے اعلی درجہ کی ترقی ہے اسواسطے جو انسان ہے وہ تحصیل سعادت مین کوشش کرتا ہے مگر خلاصہ یہہ ہے کہ اسکے لئے سیکھنا اور عمل کرنا دونون لازم ہین کیونکہ جو عقل مین زیادہ ہوگا وہ زور مین بھی غالب رہیگا

حکایت

حکایت قدیم الایام مین یہہ دستور تہا کہ ہر زمانہ مین روم کے حکماے فلاسفہ جمع ہوکر باہم ایک مجلس آراستہ کرتے تہے اوس مین ہمیشہ گفتگوے علمی ہوتی جب کہ

سکندر رومی کا زمانہ آیا تو حکیم ہرمس ہر مجلس مین تمام محفل سے عمدہ تقریر اور رازِ روحانیان اس خوبی سے بیان کرتا کہ یونانیون کو رشک پیدا ہوتا چنانچہ ایکبار ستر حکیمون نے متفق ہوکر اوسکے قول کو لاتسلم کرنیکے واسطے ایک انجمن ترتیب دی کہ جو بات ہرمس بیان کریگا ہم اوسکو کسیطرح تسلیم نکرینگے الغرض حکیم ہرمس نے گفتگو شروع کی اور عقل کا دروازہ کہولا ہر نکتہ ایسا بیان کرتا کہ دلنشین ہوتا مگر دیکہا کہ یہہ لوگ پسند نہین کرتے اور علانیہ منکر ہوتے ہین دوبارہ تقریر کرنے لگا اور حکمت کا خزانہ لٹایا پہر بہی نظر آیا کہ سب انکار کے درپے ہین بار سوم ازراہِ مشکلکشائی وہ بیانِ علمی کا دریا بہایا کہ حقیقتِ اشیا کے اظہار مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہوا لیکن کسینے نمانا اور سر بہی نہ ہلایا جب ہرمس نے دریافت کیا کہ یہہ سب لوگ برسرِ عداوت ہین اور مجہے ذلیل کرینگے یہہ تجویز نکالی ہے ہنسا اور رفیقون سے سونہہ پہیرا پہر ایک نعرہ مارا کہ خبردار قیامت تک اسیطرح بیحس و حرکت رہو اور اپنے مقام سے نہین ذرا جنبش نہوا بس ہم وہ ستر آدمی سرنگون ہوکر گر پڑے اور سرد ہوگئے پس جو لوگ کہ ریاضتِ جسمانی سے قوتِ بدنی کو بڑہاتے ہین اونکا نام پہلوان ہے اور جو کہ مشقتِ علمی سے قوائے عقلی کو ترقی دیتے ہین اونکا نام حکیم اسسے معلوم ہوا کہ جسم کے زور آور کو پہلوان اور عقل کے پہلوان کو حکیم کہتے ہین جسطرح کہ پہلوانون مین نریمان اور سام اور زال اور رستم اور فرامرز اور سہراب اور برزو اور بہمن و اسفندیار وغیرہ کہ جنکے شاہنامہ فردوسی مین تہین اونکی سرگذشت سے بخوبی مطلع کر دیا ہے گذرے ہین اسیطرح بڑے بڑے نامور حکیم بہی پیشتر ہوچکے ہین چنانچہ اونکا مختصر بیان اسطور پر ہے کہ حکمائے نامی وگرامی مین سے اول

لقمان حکیم ہے اگرچہ بنظرِ ظاہر نہایت کریہہ منظر سیاہ رنگ تہا مگر باطن اوسکا جمالِ روحانی اور کمالِ نفسانی سے آراستہ و پیراستہ تہا حضرتِ عیسیٰ مسیح سے چہہ سو تیس ٦٣٠ برس پہلے شہر افرنجہ واقعِ ملکِ یونان مین پیدا ہوا حضرتِ داؤد کا معصر اور شاگرد تہا ملکِ شام مین علمِ حکمت کو بخوبی تحصیل کیا ہمیشہ بلادِ یونان مین وعظ و نصیحت اور عاداتِ بد کی مذمت کیا کرتا تہا جب شہرِ دلفیس مین اوسکا گذر ہوا وہان کے دشمن الاخلاق لوگون نے پانسو اکانوے ٥٩١ برس حضرتِ مسیح سے پیشتر اوسکو اونتالیس ٣٩ برس کی عمر مین قتل کیا صد پند سود مند اوسکی تصنیفات سے مشہور ہے اوسکا قول ہے قول سخی اور مصیبت کیوقت استقلال اور مشکلات و حوادث کے وقت صبر اور نعمت و صحت کے وقت شکر لازم ہے

دوسرا فیثاغورس حکیم سیاح اور ناصحِ خلائق تہا پانسو نوے ٥٩٠ برس پہلے حضرتِ مسیح سے شہرِ صور مین پیدا ہوا کبہی کسینے اوسکو گریان و خندان نہ دیکہا یہہ حکیم شام سے مصر مین آیا اور اصحابِ سلیمان سے ملاقات کر کے علمِ الٰہی و حکمتِ طبیعیات مین دستگاہ حاصل کی اور علمِ موسیقی ایجاد کیا اور ایسا بہی کہتے ہین کہ پہلے شہرِ سوس کو گیا پہر اٹالیہ مین آیا وہان کے حاکم نے فرزندی مین لیا اور معلمون کے سپرد کیا لغت اور علمِ ادب اور علمِ موسیقی سیکہا پہر حکیم تالیس ملطی کے حوالہ کیا

لقمان حکیم کا حال

فیثاغورس حکیم کا حال

وہان علم ہندسہ اور علم نجوم سے بہرہ ور ہوا پھر حکمت یاد کرکے سوس کیطرف مراجعت کی اور وہان ایک مدرسہ جاری کرکے لوگونکو حکمت عملی اور تہذیب اخلاق کا درس دینے لگا جسوقت وعظ کہتا تو اوسکی یہہ صفت ہوتی تہی داڑہی دستار جبہ سفید نہایت طویل پہنے ہوے بڑے تمکین و وقار سے وعظ و تلقین دیتا اور اکثر اوقات تاج سرپر رکھے ہوے ہوتا کہ اوسکی عظمت لوگونکے دلونمین ذہن نشین ہو اور اوسکا کلام جلد اثر کرے اس حکیم کے مذہب مین قتل حیوانات بالکل ناجائز تہا دو سو اسّی[۲۸۰] کتابین حکمت کی اسکی تصنیفات سے ہین اسّی برس کی عمر مین مردمان اجلاف کی ظلم و تعدی سے ایک عبادتخانہ مین پناہ لی اور کئی روز تک بے آب و دانہ وہان چھپا رہا یہانتک کہ بہوک پیاس کی شدت سے روح بلا ءِ اعلےٰ کو پرواز کرگئی اوسکا قول ہے **قول** اپنی کردار و گفتار کو نگاہ رکہہ اور اندیشہ کر اسواسطے کہ جو بات فرمارواے ہوس کے فرمان سے پیدا ہوتی ہے وہ تیرے واسطے ایک دیو ایذا رسان بنجاتی ہے کہ وقت زندگی تیرے حق مین بلاے جان ہوگا اور بعد مرگ حجاب نور مطلق ہے اور جو امر کہ سلطان خرد کے حسب الحکم عالم ظہور مین آتا ہے وہ ایک ایسا سروش فرخ فال ہوتا ہے کہ جسکی ہمنشینی سے لذت حیات دنیا میسّر اور عقبےٰ مین تیری بخشش و کرامت کا رہبر ہو **تیسرا بقراط حکیم** یونان کے حکماے کبار مین شمار کیا جاتا ہے چار سو ستر[۴۷۰] برس پہلے پیدائش حضرت مسیح سے مدینۃ الحکما مین پیدا ہوا فلسفہ حکیم انکساغورس سے سیکہا اور علم بلاغت و بیان فرودیقس سے جو بڑے فصحاے یونان مین معدود تہا اور موسیقی دیموں سے جو اس فن مین لاجواب تہا غرض اسیطرح ہر علم کو حسب دلخواہ حاصل کیا اکثر اوقات برہنہ پا پرانی چادر اوڑہے پہرتا اور سب سے بخندہ پیشانی پیش آتا اس حکیم کے بارہ ہزار شاگرد ہین اور حکیم قریطون اور علسبیدس اور زینوفون اور افلاطون اور اقلیدس ارشد تلامذہ مین سے ہین ان سبکو علم اخلاق اور علم سیاست مدن اور منطق اور بلاغت اور حساب اور ہندسہ اور تمام علوم تعلیم کئے اور کفر و ایمان اور رذیلت و فضیلت اور ظلم و انصاف اور عقل و حماقت اور بہادری و نامردی مین امتیاز سکہایا نہایت کم خوراک اور جفاکش تہا اور اسکے اقوال اور افعال اور احوال مین کسینے کوئی بات خلاف حکمت مشاہدہ نکی ہمّت موحّد تہا ہمیشہ بت پرستی کو منع کرتا امر معروف اور نہی منکر کا حکم دیتا اسلئے سقراط زاہد کے لقب سے ملقب ہوا بادشاہ وقتنے کہ بت پرست تہا اوسکو قید کرکے زہر پلوادیا ایکسو نو[۱۰۹] برس زندہ رہا کوئی کتاب تصنیف نکی زبانی تعلیم حکمت جاری رکہتا بسبب فرط زہد و ریاضت کے روشنضمیر ہوگیا تہا اوسکا قول ہے **قول** اَلدُّنْیَا غَنِیْمَۃُ الْعُقَلَاءِ وَحَسْرَۃُ الْحُمَقَاءِ **چوتہا افلاطون حکیم** اشرف اور افضل اور اعلم حکماے یونان سے ہے اور طبقہ اشراقیہ کا مقتدا و پیشوا چار سو تیس[۴۳۰] برس پہلے پیدائش حضرت مسیح سے جزیرہ مجینیہ مین پیدا ہوا لڑکپن سے شاعری کا ذوق و شوق تہا ہنوز بیس[۲۰] برس کو نہ پہونچا تہا کہ کئی دیوان تالیف کرچکا اتفاقاً ایکروز سقراط کی مجلس مین گذر ہوا اوسدن سقراط بہی حسب اتفاق اوس جماعت کی مذمت بیان کررہا تہا کہ جو تمام اوقات اپنی شعر شاعری مین

سقراط حکیم کا حال

افلاطون حکیم کا حال

مصروف رہتے ہیں افلاطون کے دل پر اوسکے قول کا نہایت اثر پیدا ہوا اپنی بیہودہ گوئی پر کمال افسوس کیا آخرالامر اپنی تالیفات آگ میں جلا کر سقراط کی شاگردی اختیار کی اور آٹھ برس تک اوسکی خدمت میں رہا جب سقراط کو زہر دیا گیا تو وہ اپنے شاگردوں کے روبرو اونکی اطمینان خاطر کے لیئے بقائے نفس کے باب میں وعظ و پند کرنے لگا افلاطون نے سب تقریر یاد کر لی اور بعد اوسکے وہ تمام مضمون کتاب کے طور پر تحریر کرکے اوسکا نام فیدون رکھا پھر بغرض تحصیل علوم ایطالیہ اور مصر اور فارس کا سفر کیا جب واپس اپنے وطن میں آیا تو بمقام ایتنہ میں باغ اقدمیس تجویز کرکے مدرسہ قائم کیا اور اوسکا نام اقدیمیہ رکھا اوسمین علم الہیات کا درس جاری کیا اسواسطے اوسکو افلاطون الہی کہتے ہیں اوسکے حسن صورت و خوبی سیرت کے بیان میں لوگوں نے نہایت مبالغہ کیا ہے چنانچہ کسینے ارسطو سے اوسکی صفت پوچھی اوسنے کہا کہ اگر تو افلاطون کو دیکھتا تو اوسکی شان میں کہتا کہ یا انسان ہے کہ بصورت خدا نظر آتا ہے یا خدا ہے کہ پیکر انسان میں جلوہ گر ہے شاید کہ اسی سبب سے اوسکو افلاطون الہی کہتے ہوں اس حکیم کی تالیفات و تصنیفات بکثرت ہیں اون سبکو فلسفیات افلاطونیہ کہتے ہیں پینتیس ۳۵ بحثیں اور تیس ۳۰ مکتوب اونمین مندرج ہیں علم طبیعیات اور منطق اور سیاست مدن اور تہذیب اخلاق اور الہیات کا بیان ہے عمر عزیز اوسکی اکاسی ۸۱ برس کی اور بروایتے ایکسو تیرہ ۱۱۳ برس کی ہوئی اوسکا قول ہے **قول** تیرے تین شخصوں پر نہایت افسوس اور رحم آتا ہے اول وہ تونگر کہ جو درویش ہو جاے دوم وہ صاحب عزت کہ جو پیچھے ذلت میں گرفتار ہو سوم وہ اہل علم کہ جاہل جسپر ہنس کہا ئین اور اوسکا قول ہے **قول** سب چیزوں سے دو رنج زیادہ بدتر ہین اول کوئی کریم کسی لئیم سے یا کوئی سخی کسی بخیل سے مراد مانگے اور وہ ہاتھ نہ آے دوم کوئی مرد اشراف کسی کمینہ کے دروازے پر جاے اور بار نپاے **پانچواں ارسطاطالیس حکیم** سردار اور رئیس فلاسفہ مشائین کا ہے اسکو فیلسوف اکبر اور معلم اول اور ارسطو بھی کہتے ہیں تین سو چوراسی ۳۸۴ برس پہلے پیدایش حضرت مسیح سے شہر اسطاغیرہ میں پیدا ہوا افلاطون حکیم کہ اسکا اوستاد تھا وہ اسکو بسبب فہم سلیم اور جودت طبع کے نہایت دوست رکھتا اور کمال محبت سے روح المدینہ یعنی شہر کی جان کہا کرتا تھا ارسطو نو ۹ برس کی عمر میں علوم متداولہ سے فضیلت حاصل کی پھر افلاطون کی خدمت میں بیس ۲۰ برس تک تحصیل علوم کرتا رہا اور متقدمین و متاخرین پر سبقت لیگیا پھر مدینۃ الحکما میں مدرسہ بناکر درس و تدریس میں مشغول ہوا بعد اوسکے مقدونیہ کا عزم کیا فیلقوس بادشاہ نے اپنے فرزند یعنی سکندر کی تعلیم پر ارسطو کو تین سو تینتالیس ۳۴۳ برس پہلے حضرت مسیح سے مامور کیا اوسوقت سکندر کی چودہ ۱۴ برس کی عمر تھی حکیم ارسطاطالیس آٹھ ۸ برس برابر سکندر کی تعلیم میں مشغول رہا اور تمام علوم و فنون سے اوسکو بہرہ ور کیا جب سکندر تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا تو ارسطو شہر ایتنہ کو واپس روانہ ہو گیا اور وہان ایک باغ میں کہ جسکا

ارسطاطالیس حکیم کا بیان

نام لیتقیم ہے مدرسہ کہولا اور بارہ برس تک وہان تعلیم و تلقین کرتا رہا جب عقائد زروی سے سکندر نے انتقال کیا تو جاہدون کی بن پڑی اور اوسکو اثینہ سے نکالدیا چنانچہ وہ شہر خلقیس مین جاکر مرگیا اور تریسٹھ برس تک دنیا مین زندہ رہا اور بعضے محققین کا قول ہے کہ ایکسو آٹھ برس کی عمر مین ملک عدم کو سفر کیا ایکسو بیس کتابین انواع علوم مین تصنیف کین اور علم منطق کو سب علمون سے علحدہ مرتب کیا اوسکا قول ہے **قول** بادشاہ دریا کے مانند ہے اور امرا و ارکان دولت نہرون کے مانند جو اوس دریا سے جاری ہوتی ہون آب دریا مین جو مزا ہوتا ہے وہی ذائقہ نہرون کے پانی میں بھی ہوگا اگر دریا شیرین ہے تو نہرین بھی شیرین ہین اور شور ہے تو شور علی ہذا القیاس ارکان سلطنت اور والیان ریاست کا طور و طریق بھی عدل و ظلم مین مطابق سیرت بادشاہ کے ہوگا **چھٹا ابیقورس حکیم** حکمت کے چند اصول جدید کا موجد ہے حضرت مسیح سے تین سو چوالیس برس پیشتر قریہ جارجیس نواح اثینہ مین پیدا ہوا اور تمام علوم حاصل کرکے اڑتیس برس کی عمر مین شہر اثینہ مین گیا وہان ایک باغ مول لیکر اوسمین مدرسہ جاری کیا اور اوسکا نام فلسفۃ البستان قرار دیا یہہ حکیم عیش و راحت کو دوست رکھتا اور زہد و ریاضت کو بدجانتا حکمت عملی اور طبیعیات پر کاربند تھا منطقیات کو بیفائدہ جانکر اپنے فلسفے سے خارج کردیا نہایت قانع مزاج تھا چنانچہ جس باغ مین وہ رہتا تھا اوسکے دروازے پر یہہ عبارت لکھدی تھی کتبہ بر دروازہ اس مکان کے مالک کے پاس کہ جو سرور کو منتہائے کمالات جانتا ہے لوگون کی مہمانی کے واسطے صرف پانی اور جو کی روٹی ہے اس ضیافت مین سوا اسکے کہ سد رمق باقی رہے کسی قسم کی لذت نہین کیا یہہ ضیافت اچھی نہین ہے اس حکیم کے تابعین کو ابیقوریہ کہتے ہین اور اس طبقہ کے مشاہیر حکیم عظیم اور بلیناس اور لوقیاس اور لارطیس ہین **ساتوان فیروحون حکیم** پیشوائے فرقہ سوفسطائیہ اور سر گروہ اہل تشکیک ہے وہ سو چالیس برس پیشتر حضرت مسیح سے شہر الیس متعلقہ بلاد یونان مین پیدا ہوا نقاشی و تصویر کشی اور علوم حکمت و فلاسفہ مین یکتائے روزگار تھا اس حکیم نے ملک ہند مین اکثر برہمنون سے فلسفہ حاصل کیا اور یہین اوسکی طبیعت مین شکوک و اوہام خلل انداز ہوئے یہان سے جب یونان کو مراجعت کی تو وہان پہونچکر مدرسہ کہولا اور اس امر کی تلقین کرنے لگا کہ تمامی تحقیقات انسان شک سے خالی نہین اور انسان ہرگز قدرت نہین رکھتا کہ حقائق اشیاء کی حقیقت اصلی سے مطلع ہو سکے پس جو کچھہ انسان جانتا ہے وہ اعتبارات اور تخیلات ہین کہ واقع مین جنکی کچھہ اصل نہین یہہ حکیم نہایت فصیح و بلیغ تھا ہمیشہ حکمت سابقہ کو غلط جانکر اوسکے ہر مسئلے پر بسبب اعتراض کیا کرتا تھا بسبب فصاحت کے اوسکا کلام لوگون پر بہت جلد اثر بخشتا اور بخوبی تمام دلنشین خلائق ہوتا نوے برس کی عمر مین رہگرائے عالم فانی ہوا اور ہمیشہ اپنے حین حیات مین اصول حکمت قدیم کا ابطال کرتا رہا اوسکا قول ہے **قول** غرور وہ بلندی ہے کہ تمام پستیون سے زیادہ پست ہے اور تواضع وہ پستی ہے کہ تمام بلندیون سے زیادہ بلند ہے **آٹھوان زینون حکیم** اہل مظال کے اصول حکمت کا بانی مبانی ہے

ششم حکیم ابیقورس

ہفتم حکیم فیروحون

ہشتم حکیم زینون

جبکہ فلاسفۂ اسطوئیہ کہتے ہیں تین سو باسٹھہ برس پیشتر حضرت مسیحؑ سے جزیرہ قبرس میں پیدا ہوا تیس برس کی
عمر میں اکثر علوم رسمیہ کی تحصیل سے فارغ ہو گیا اسکا باپ سوداگر تھا زیتون کو مال تجارت کے ہمراہ جہاز میں
سوار کر کے شہر اثینہ کیطرف روانہ کیا اتفاقاً وہ کشتی طوفان کے باعث غریق آب فنا ہو گئی اسکی زندگی باقی تھی
ڈوبتے ڈوبتے بچا اور بہزار دقت شہر اثینہ میں داخل ہوا وہان اپنے دل میں خیال کیا کہ زندگی نقش بر آب ہے
انسان گویا حباب ہے ابھی میں غرق ہو جاتا تو باوجودیکہ دولتمند تھا مگر کوئی میرا نام بھی نہ جانتا اسلئے بہتر یہہ ہے
کہ علم حاصل کرون جسکے ذریعے سے دنیا میں نام اور عقبی میں نیک انجام ہو غرض اوس مفلسی کی حالت میں حسب
اتفاق ایکروز حکیم قریطس کی مجلس میں گذر ہوا وہ حکیم دیوجانس کلبی کے تلامذہ میں سے تھا اوسکے کلمات حکمت سے
بہرہ ور ہونیکے سبب اوسمین مطالعہ کتب فلسفہ کا شوق پیدا ہوا اور قریطس کی خدمت میں تحصیل علوم حکمت کرنے لگا
اسیطرح اور حکماء سے بھی استفاضہ کیا چونکہ اوسکو مفلسی میں اسقدر مقدور نہ تھا کہ کتابیں خرید کر سکے اس لئے ایک
کتب فروش سے دوستی کی اور جن کتابوں کو نہ دیکھا تھا اونکا مطالعہ کرنے لگا اسیطرح ہر علم و فن کے دفتر دیکھ لئے
ذہن اچھا تھا اکثر علوم ازبر ہو گئے پھر ایک سایہ بان بنا کر اوسمین درس کرنے لگا اٹھانوے ۹۸ برس کی عمر میں جہان فانی سے
انتقال کیا اور موت کی یہہ وجہ ہوئی کہ ایکروز اتفاقاً بلند پہاڑ سے گر گیا اور ایک اونگلی ٹوٹ گئی اس واقعہ سے
اوسکو یہہ توہم ہوا کہ گویا غیب سے اسمین یہہ اشارہ ہے کہ مجھہ میں اب زندگی کی قابلیت نہیں اور اس جینے سے مرنا
بہتر ہے یہہ سوچکر اپنے ہاتھ سے اپنے آپ کو قتل کر کے خودکشی کا مرتکب ہوا اوسکا قول ہے **قول** ایک آدمی کی
زبان ہزار آدمی کو قابو میں رکھہ سکتی ہے بشرطیکہ اوس بشر کے قابو میں ہو **نواں بلیناس حکیم** شاگرد ارسطو کا ہے
اور آئینہ سکندر اس حکیم کی صنعت گری کا ایک نمونہ ہے یعنی جسوقت سکندر نے سرحد فرنگ پر ایک شہر آباد کر کے اوسکا
نام سکندریہ رکھا اوس شہر میں شورش اہل فرنگ سے آگاہی حاصل کرنیکے لئے بلیناس نے ایک منارہ بلند بنایا اور ایک
آئینہ طلسم و حکمت سے تیار کر کے اوسپر نصب کیا اور ایک دیدبان مقرر کر دیا دیدبان اوسے کہتے ہیں کہ جو کوئی شخص کسی
بلند مقام پر بیٹھہ کر بار بار چارون طرف نگاہ کرتا ہے اور فوج دشمن کی آمد سے قلعہ نشینون کو اطلاع دیتا ہے چنانچہ
دو بار اس ترکیب سے فتح پائی مگر بار سوم بسبب دیدبان کی غفلت کے اہل فرنگ نے آکر شہر اسکندریہ کو خراب کیا اور
آئینہ دریا میں ڈالدیا جب سکندر کو خبر ہوئی تو اوسکو دریا میں سے نکلوا کر پھر کنارہ منارہ پر نصب کیا یہہ منارہ تیس
گز بلند تھا اور آئینہ مدور کہ جسکا قطر سات گز اور دو تہائی بالشت کا تھا جسوقت اوسمین نگاہ کیجاتی جو کچھہ استنبول میں گذرتا
وہ اس آئینہ میں ظاہر ہو جاتا تھا اوسکا قول ہے **قول** بیمار گرسنہ صحت سے قریب تر ہے بہ نسبت تندرست
بے اشتہا کے **دسوان غنقطیطس حکیم** فرقہ کلبیہ کا مقتدا و پیشوا ہے اس فرقہ کو کلبیہ اسلئے کہتے ہیں کہ یہہ لوگ
محنت و مشقت اور قہر نفس کو دوست رکھتے ہیں راحت و لذت کو مکروہ جانتے ہیں خورد و نوش اور پوشش میں

بدترین اقسام کو پسند کرتے ہین نفس کو سخت عذاب مین مبتلا رکہتے ہین کسی خواہش نفسانی کو پورا نہین کرتے آدمیون کے اختلاط سے متنفر رہتے ہین کلام مین درشتی و خشونت روا رکہتے ہین گویا کتّے کیطرح ہوگئے ہین جوکہ عربی مین کتّے کو کلب کہتے ہین اسلئے کلب کے ساتہہ منسوب کیا چنانچہ اس حکیم کے شاگردون مین دیوجانس کلبی شاگرد رشید ہے گیارہوان **دیوجانس حکیم** شہر قوبطس مین پیدا ہوا اسکا باپ کسی جرم مین وہان سے نکالا گیا یہہ بہی عہد طفلی مین اوسکے ساتہہ جلاء وطن ہوا جب شہر اثینہ مین پہونچا وہان حکیم انطنطیس کی توصیف سنکر اوسکی خدمت مین حاضر ہوا جبکہ انطنطیس نے دیوجانس کو علم کی طلب مین ثابت قدم پایا بہت خوش ہوا اور شاگردونمین داخل کیا یہانتک کہ یہہ زہد و قناعت مین اوستاد سے بہی بڑہ گیا اپنے جسم کو نہایت تکلیف پہونچاتا اور بات نہایت درشتی سے کرتا اور بغیر گالی کے کسیکو تعلیم نہ دیتا مگر اسصورت مین بہی اوسکی باتین نکات حکمت اور غرایب لطائف سے خالی نہوتین ہمیشہ عالم تجرید مین زندگانی بسر کرتا اور کلمۂ الحق کے بیان مین کچہہ مضائقہ اور ملاحظہ نکرتا اسلئے بعد چند مدت کے اوسکا لقب دیوجانس کلبی مشہور ہوا **قول** کسینے اوس سے سوال کیا کہ کہانا اور پینا کسوقت بہتر ہے جواب دیا کہ اہل دولت کو جسوقت اشتہا غالب ہو اور اہل افلاس کو جبدم میسر آجاے ایک شخص نے پوچہا کہ تیرا کیا حال ہے کہا کیسا حال ہوگا اوس شخص کا جوکہ ہر روز موت سے ایک منزل قریب ہوتا جاے بارہوان **بقراط حکیم** ہمعصر بہمن بن اسفندیار کا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ سکندر رومی کے عہد سلطنت سے سو برس پہلے تہا سولہ برس کی عمر مین تحصیل علوم سے فارغ اور مسند تدریس پر قائم ہوکر علم طب کو اہل عالم پر ظاہر و آشکار کیا اسسے پیشتر تمام حکما اوسکو اسرار غیبی جانتے تہے اور اس باعث سے کسی غیر پر ظاہر نکرتے اوسکا قول ہے **قول** داناترین مردم وہ ہے کہ جو حالت عسرت و تنگدستی مین تنگدل نہو اور وقت عشرت و آسودگی مین اپنے قدیم رفیقون کو فراموش نکرے اور نادانترین مردم وہ ہے کہ اوس شخص کو چاہے جو اسکو نچاہے اور دنیا کی دولت کو عقبی کی نعمت پر مقدم سمجہے تیرہوان **بقراطیس حکیم** شاگرد بقراط کا اور دانا کامل تہا تزکیۂ نفس مین مدارج بلند بہم پہونچایا تہا اوسکا قول ہے **قول** جبتک خطرات خسیس دل مین سے باہر نہین نکلتے ہین علوم شریف ہرگز دلنشین نہین ہوتے اسلئے کہ لطیف کبہی کثیف کے ساتہہ مجتمع نہوگا چودہوان **سقراطیس حکیم** شاگرد سقراط کا ہے بڑا عالم و فاضل اور حکیم دانادل تہا اوسکا قول ہے **قول** مجہے فضیلت سے صرف یہی مرتبہ حاصل ہوا کہ مین اپنی جہالت سے خبردار ہوگیا پندرہوان **انتافلس حکیم** شاگرد لقمان کا ہے دانائے حقائق اسرار اور واقف راز نہان و آشکار تہا اوسکا قول ہے **قول** عالم اجسام ایک شعبہ ہے عالم ارواح کا اور عالم ارواح محصور ہے حصار قدرت مین اور حصار قدرت ایک دائرہ ہے مرکز فضاے نامتناہی کا سولہوان **بطلمیوس حکیم** علم ہندسہ اور ہیئت اور نجوم مین اوستاد وقت اور یکتاے روزگار گذرا ہے کتاب مجسطی -

که علمِ ہیئت مین نہایت معتبر ہے اسکی تصنیفات سے مشہور و معروف ہے اور ان دونون علوم مذکورہ مین
اسنے بہت سی کتابین تصنیف کی ہین تحقیقاتِ اجرامِ فلکی کیواسطے اسنے رصد بھی تیار کی تھی اُٹھتر برس
جالینوس حکیم کا حال
زندہ رہا اوسکا قول ہے قول صاحبِ تصنیف ہمیشہ زندہ ہے اگرچہ کسی زمانہ مین مرگیا ہو حریص ہمیشہ مفلس ہے
اگرچہ تمام جہان اوسکا ہو قانع ہمیشہ تونگر ہے اگرچہ کچھ بھی نہ رکھتا ہو سترہوان جالینوس حکیم بروایتے
صحیح دو سو برس بعد حضرتِ عیسیٰ مسیح کے پیدا ہوا ممالکِ روم و مصر مین علمِ حکمت حاصل کیا اور اپنے تمام معصرون پر
سبقت لیگیا اوسکا قول ہے قول سب نعمتون سے بہتر وہ نعمت ہے کہ جو بے محنت و مشقت اور بے سوال و
دیمقراطیس حکیم کا حال
جستجو ہاتھ آئے اٹھارہوان دیمقراطیس حکیم کہتے ہین کہ فلاطون سے پیشتر گذرا ہے اور علم و حکمت مین بھی
سولون حکیم کا حال
اوس سے زیادہ تھا اوسکا قول ہے قول مغلوبانِ غضب اور مطیعانِ شہوت کو آدمیون مین حساب نکرنا چاہیے
انیسوان سولون حکیم مادرِ فلاطون کا جدِ امجد ہے ولادت اوسکی شہرِ مدینۃ الحکما مین ہے یہہ حکیم نہایت
اسقلیبوس حکیم کا حال
فصیح گفتار و لطیف بیان تھا قول اسنے کسیسے کہا کہ بادشاہِ وقت کو تجھسے عداوت ہے جواب دیا کہ بھلا وہ
کونسا بادشاہ ہے جو اپنے سے بہتر و بزرگ اور بے پروا شخص کو دوست رکھتا ہو بیسوان اسقلیبوس حکیم
ہمعصر اور شاگرد ادریس علیہ السلام کا ہے شہرِ بابل مین ہمیشہ نصیحت گرِ خلائق رہا اوسکا قول ہے قول مجھے
اقلیدس حکیم کا حال
اوس شخص پر نہایت تعجب آتا ہے کہ جو خوفِ مرض کے باعث ماکولاتِ ردیہ یعنی غذاے بد سے پرہیز کرے اور عذاب
آخرت کے اندیشہ سے گناہ و خطا کو نچھوڑے اکیسوان اقلیدس حکیم ہر علم و فن مین افضل و اکمل تھا
ریاضی و ہندسہ اوسنے وضع کیا چنانچہ مقالاتِ تحریرِ اقلیدس اوسکی تالیفات سے ہے اوسکا قول ہے قول
ارشمیدس حکیم کا حال
متاعِ دنیا گویا سرِ راہ ایک آتشِ روشن ہے جسنے ایک کنارہ سے بقدرِ احتیاج لیکر احتراز کیا وہ سلامت رہا
اور جسنے ضرورت سے زیادہ لینے کی آرزو کی وہ بیشک جلیگا اور اپنا گھر جلائیگا بائیسوان ارشمیدس حکیم
علومِ ریاضی و ہیئت اور جرِّ ثقیل مین بےعدیل و بےمثال اور صاحبِ فضل و کمال تھا اوسکا قول ہے قول اگر کوئی جگہ
مجھے اس دنیا سے زیادہ وسیع نظر آئی تو زمین و آسمان کو بذریعہ آلات اور بوسیلہ تدابیر یہان سے اوٹھا کر وہان لیجاتا
اسے خرد پرور اسطرح یونان مین بہت حکیم گذرے ہین اور علاوہ یونان کے اور ملکون مین بھی حکمت کا رواج پایا جاتا ہے
چنانچہ ملکِ عجم مین اور ملکِ عرب مین اور ملکِ ہند مین بھی اعلےٰ درجہ کے حکیم عالمِ وجود مین
جاماسپ حکیم کا حال
جلوہ گر ہوتے ہین ازانجملہ جاماسپ حکیم عجمی شاگردِ لقمان حکیم کا گشتاسپ بادشاہِ ایران کا وزیر اور علوم
رمل و نجوم مین کامل و بےنظیر تھا اوسکا قول ہے قول سب سے مشکل کام یہہ ہے کہ کوئی کریم کسی لئیم کے روبرو
ارجاسپ حکیم کا حال
دستِ احتیاج دراز کرے ارجاسپ حکیم عجمی علمِ حکمت مین یکتاے روزگار تھا جب اوسکی موت کا وقت
سرپر آیا اپنے فرزند کو یہہ وصیت کی قول اے فرزند جگر بند بادشاہونکو خدمتِ پسندیدہ سے رضامند کہ

اور دوستونکے ساتھہ لطف واحسان سے پیش آ اور دشمنونکو دلاسا اور تسلی دے اور زن و فرزند کی تادیب
کہ کبھی تیرا عیش منغص نہو ؛ بعد اوسکے قبلہ رو ہوکر جان عزیز حضرت جان آفرین کو سپرد کی بزرجمہر حکیم بادشاہ

حکیم بزرجمہر کا حال

کسریٰ ملقب بہ نوشیروان عادل کا وزیر اور حکمائے عصر کا پیشوا تھا اوسکا قول ہے **قول** بادشاہ کو لازم ہے
کہ چار چیز سے ہمیشہ محترز رہے غضب اور تحمل اور دروغ اور قسم اسلیئے کہ غضب عاجزونکا کام ہے اور بادشاہ
عاجز نہیں ہے، دروغ امید و بیم کے وقت کام آتا ہے اور بادشاہ دونون سے بری ہے تحمل بسبب احتیاج زوال کے
ظہور پاتا ہے اور بادشاہ محتاج نہیں ہے، قسم نفی تہمت کیواسطے مخصوص ہے، اور بادشاہ مقام تہمت سے باہر ہے

حکیم بیدپا برہمن کا حال

حکیم بیدپا برہمن افضل حکمائے ہند ہے بڑا موحد اور خدا پرست اور عارف وقت تھا اس راہ سے کوئی نجانے
کہ جیسے اسوقت کے برہمن بت پرست ہوتے ہین اوس زمانہ مین عارف و درویش کو برہمن کے لقب سے ملقب کرتے تہے
کتاب کلیلہ دمنہ اسکی تصنیفات سے مشہور آفاق ہے اوسکا قول ہے **قول** سینے حکمت سے چار ہزار کلام فراہم کیے
اونمین سے چار باتین انتخاب کین وہ یاد رکھنے کے قابل ہین اول خالق دوم موت اور دو فراموش کرنیکے لائق اول
وہ کہ تو دوسرونکے ساتھہ جو احسان کرے دوم وہ کہ دوسرے تیرے ساتھہ جو بدی کرین حکیم عمر خیام نیشاپوری

حکیم عمر خیام کا حال

اہل اسلام اور بے نظیر وقت گذرا ہے علم و حکمت مین بو علی سینا کے برابر تہا سلطان سنجر سلجوقی والی بخارا اوسکو
اپنے برابر تخت پر بٹھاتا اور نظام الملک نے بارہ ہزار مثقال طلا املاک نیشاپور سے اوسکا وظیفہ مقرر کردیا تہا اشعار
اور رباعیات اوسکی مشہور عالم ہین وقت رحلت نماز ادا کرکے سجدہ مین سر رکھا اور کہا **قول** خدایا مینے تجھے
پہچانا جیسا کہ پہچانے کا حق ہے اپنے لطف و کرم سے مجھپر رحم فرما اور میرے گناہ معاف کر ؛ یہہ کہہ کر سجدے مین
جان تسلیم ہوگیا وفات اوسکی ۵۱۵ھ پانسو پندرہ ہجری مین واقع ہوئی **ابو نصر فارابی** یہہ حکیم مدتون بغداد

حکیم ابو نصر فارابی کا حال

اور شام وغیرہ مین دنیا سے گریزان تہا اوقات عزیز ریاضت و عبادت مین صرف کرتا اکثر کتابین زبان یونانی سے
عربی مین ترجمہ کین اسواسطے معلم ثانی کے لقب سے مشرف ہوا ۳۴۴ھ تین سو چوالیس ہجری مین رہزنونے اوسکو
شہید کیا اوسکا قول ہے **قول** موتین اولاد مرضون کی ہین اور امراض اولاد خلطونکی اور اخلاط اولاد غذاونکی
اور اغذیہ اولاد نباتات کی اور نباتات اولاد زمین کی پس جو چیز زمین سے نکلتی ہے پہر وہ زمین مین داخل ہوجاتی ہے
شیخ الرئیس ابو علی حسین بن عبد اللہ بن سینا کہ عوام الناس جسکو بو علی سینا ہی کہتے ہین

حکیم بو علی سینا کا حال

اعظم فلاسفۂ اہل اسلام ہے شیخ الرئیس کے لقب سے ملقب ہوا اٹھارہ برس کی عمر مین سب علوم معقول و منقول
حاصل کرکے شمس الدولہ والی ہمدان کا وزیر مقرر ہوا ہر روز جبتک کہ ایک سو بیس بیمارونکا علاج نکرلیتا ہرگز طعام نکہاتا تہا
اوسکا قول ہے **قول** طبیعت مدعی ہے اور مرض مدعا علیہ اور علامات گواہ اور نبض و قارورہ سند و دستاویز
اور یوم بحران روز انصاف اور مریض وکیل اور طبیب منصف عادل ہے آیندہ جیسا فیصلہ ہو ؛ علم حکمت مین

قانون اور اشارات وغیرہ اسکی تصنیف سے یادگار ہین اور فن شاعری مین بھی یکتاے دہر تہا عربی مین کتاب ارجوزہ نظم اور فارسی مین بہت اشعار اور رباعیات اسکی مشہور و معروف ہین ۳۷۳ھ تین سو تہتر ہجریہ مین پیدا ہوا اور ۴۲۸ھ چار سو اٹہائیس ہجریہ مین وفات پائی پچپن ۵۵ برس کی عمر مین دریاے ہستی سے کشتی فنا پر عبور کیا

حکیم شہاب الدین مقتول کا حال

شہاب الدین مقتول طریقہ اشراقین و مشائین دونون مین حکیم آزادکیش و ریاضت اندیش تہا ملک طاہر بن ملک صلاح الدین اوسکی نسبت کمال اعتقاد رکہتا جوکہ اکثر ذوق و مستی کیوقت بے اختیار اوس سے کلمات خلاف شریعت زبان سے سرزد ہوتے تھے اسواسطے فقیہون نے اوسکے قتل پر فتوی دیا اور بادشاہ کے حکم سے ۵۸۶ھ پانسو شیاسی ہجریہ مین مقتول ہوا

حکیم ناصر خسرو کا حال

حکیم **ناصر خسرو** صوفیہ مذہب اور سیاح ہفت اقلیم تہا بعضے اوسکو اہل عرفان و توحید سمجھتے ہین اور بعضے دہریہ قرار دیتے ہین اسواسطے کہ ہر ایک دین سے بحث رکہتا تہا اور کبھی کبھی شعر کیطرف بہی راغب ہوتا تہا یہ قطعہ اوسکا ہے

سولف

ناصر خسرو براہے میگذشت	مست ولا یعقل نہ چون مے خوارگان
دید گورستان و مبرز روبرو	بانگ برزد گفت این نظارگان
نعمت دنیا و نعمت خوارہ بین	اینش نعمت اینش نعمت خوارگان

حکیم میر محمد باقر کا حال

میر محمد باقر عمدۂ حکماے اشراقین و مشائین اور صاحب توحید و عرفان تہا مشہد مقدس مین علم حاصل کر کے تہوڑے دنون مین عالم بے بدل اور فاضل بیمثل بنگیا اور مباحثہ و مناظرہ مین حکماے معاصر پر ہمیشہ غالب تہا سلاطین اوسکی صحبت سے رغبت رکہتے اور وہ اونسے متنفر تہا صراط المستقیم اور افق المبین اور حاشیہ شرح مختصر اصول اسکی تصنیفات ہین اسکا قول ہے **قول** انسان مین آنکہونکی شرم ہے خداکو دیکہتا تو گناہ نکرتا

حکیم خواجہ نصیر الدین طوسی کا حال

خواجہ نصیر الدین طوسی حکیم اعظم و افضل اور صاحب تصنیفات کثیرہ ہے اوسکا قول ہے **قول** جسوقت ایسے مختلف دو کام تجھے پیش آئین کہ اونمین سے بہتر اور درست کام حقیقت مین تجھے معلوم نہو تو دونون مین جو کام تیری خواہش نفس کے موافق ہو اوسکو ترک کردے اور جو خواہش نفس کے مخالف ہو اوسے عمل مین لا اسلئے کہ امر حق اور اظہار صواب سے نفس ہمیشہ مخالفت رکہتا ہے ؛؛ حاصل کلام خردپرور عالی مقام کو داناے ہوشیار فرزانہ روزگار نے گذشتگان سلف کی تواریخ سے خاطرخواہ آگاہ کردیا اور وقت مقررہ تک زمانۂ قدیم کا حال تمام و کمال تفصیل وار بخوبی یاد دلوادیا اور فرمایا کہ امتحان کے دو چار دن باقی رہ گئے ہین اسواسطے وہ علوم جو حکماے ایجاد کئے ہین ابہی ہم ملتوی رکہتے ہین بعد امتحان کے تعلیم کرینگے غرض کہ استنے مین وہی وقت موعود اور روز معہود آپہونچا شعور سخن رس حاضر ہوا اور دونون کو ہمراہ امتحان مین لیگیا

امتحان چہارم

مؤلف

کبھی ترقی کبھی تنزل کبھی عروج و زوال دیکھا — جسے کہ کہتے ہین بدر کامل اوسیکو ہمنے ہلال دیکھا
کبھی تغیر کبھی تبدل عجیب ہے انقلاب عالم — ہے آج جس گھر مین عیش و راحت کل اوسمین رنج و ملال دیکھا
جو ہمسے پوچھے تو ہم بتا دین کہ سارے عالم کی سیر کی ہے — تجھے کب اے ہمنشین خبر ہے جہان کا ہمنے جو حال دیکھا
یہی زمین ہے یہی فلک ہے یہی ہین خورشید و ماہ و انجم — پھرے ہین مشرق سے تا بمغرب جنوب سے تا شمال دیکھا

سیاحت عرش جہت مین ہر دم ہمارے ہمراہ جا بجا تھا
نظام آوارہ گرد کو بھی محقق با کمال دیکھا

فرمانروائے روزگار مع شہزادہ خرد پرور دربار خسروی مین تشریف لایا حسب قاعدہ مستمرہ رسم استقبال اور طریق اعزاز و اکرام عمل مین آیا عقل مجسم نے نظر قیافہ مین سے خرد پرور کے چہرہ انور کو مشاہدہ فرمایا دیکھا کہ لوح جبین سے رموز علوم آشکار اور صفحہ بشرہ سے کیفیت حالات علوی نمودار ہیں

مؤلف

اے نور نگاہ و قرۃ العین — حاصل ہو تجھے علوم کونین
ہشیار کہ وقت امتحان ہے — انبوہ جہانیان یہان ہے

اے فرزند عزیز بیان کرو کہ اب تک کس کس علم کی تحقیقات کی اور کون کون سی بات حاصل ہوئی شہزادہ نے عرض کی

مؤلف

شہا بحر محیط و اوقیانوس — لب ساحل سے ہو تیرا قدمبوس
زمین تا حشر اے سلطان عالم — ترے قبضے مین پانچون بر اعظم

جناب عالی فدوی نے مقدار زمین کا حال اور ویرانی و آبادی کی حقیقت دونون طریقون پر دریافت کی ہے یعنی حکمائے یونان نے کیا رائے قائم کی ہے اور محققین فرنگ اس باب مین کیا مذہب رکھتے ہین بس دریافت ہوگیا کہ وہ زمانہ خاص ایجاد کیواسطے موضوع تہا اور یہہ وقت عالم تجربہ کا ہے اگرچہ زمانہ سابق مین بھی تجربہ کا چرچا تہا مگر درجہ تکمیل کو نہ پہونچا چنانچہ اسقلینوس اول کی رائے فقط تجربہ پر تہی اور اسیطرح ایک ہزار چار سو برس تک یہہ قول یون ہی جاری رہا پہر سینوس طبیب ظاہر ہوا اور تجربہ کو خطا جانکر قیاس بھی شامل کیا سات سو گیارہ برس تک سب اوسکی پیروی کرتے رہے بعد اوسکے برانیدس طبیب پیدا ہوا اور تجربہ کو بالکل خطا سمجھ کر قیاس ہی پر عمل کیا مگر اوسکے شاگردون مین اختلاف واقع ہوگیا پہر افلاطون نے جانا کہ تجربہ بقیاس خطرناک ہے

اور قیاس بے تجربہ تسلیم ہلاک لاجرم قیاس کو تجربہ سے ملایا اور طوائفِ ثلثہ کی کتابیں جلا دیں اور جو کتبِ قدیم
کہ تجربہ و قیاس دونوں پر مبنی تہیں اون پر اعتماد کیا بعہد فلاطون سے ایک ہزار چار سو برس کے
بعد طبیب اسقلینوس ثانی کا ظہور ہوا اور اوس کی رائے درست دیکھ کر اوسی پر کاربند رہا

مؤلف

سرو خرد مند ہنر پیشہ را — عمر دو بایست درین روزگار
تا بیکے تجربہ آموختے — با دگرے تجربہ بردے بکار

شہزادہ بیدار مغز اسعد تقریر کرنے پایا تہا کہ بادشاہِ دانش پناہ نے فرمایا ذرا توقف کرنا پہر وا آئی ہوشیار
یعنی خزانہ روزگار کیطرف مخاطب ہوکر ارشاد کیا کہ ہمارے شہر میں ایک سوداگر ملک التجار سیاحِ جبال و سیاحِ بحار
سیارِ گیتی نورد کے نام سے مشہور و معروف تازہ وارد ہے کل ہمارے سلام کو حاضر ہوا تہا شاعر ہے اور اکثر علوم میں
دستگاہ رکہتا ہے مجالسِ علما میں استفاضہ حاصل کیا اور تقریر اوسکی کا بہی شوق ہے اگر مرضی مبارک ہو تو اوسکو
بلوالیں خزانہ روزگار نے کہا بہت مناسب ہے اسمیں دو فائدے متصور ہیں اول یہہ کہ سیاح اور تجار وغیرہ کے
ساتہہ آئینِ سلوک و خاطرداری سے پیش آنا گویا اپنی نیکنامی و والاہمتی کا ذریعہ اعظم اور وسیلہ اکبر ہے دوم
اوسکی تقریر بہی سامعین کے حق میں تواریخ کا حکم رکہتی ہے اسواسطے کہ احوالِ زمانہ موجود کو بچشمِ خود معاینہ کرکے وہ ایک
زندہ تواریخ بنجاتا ہے اتنے میں شعورِ سخن رس نے عرض کی کہ سب سے زیادہ لطف یہہ ہے کہ جو جو ملک اوسکی نظر سے
گذرے ہیں شہزادہ عالم کی زبانِ صداقت بیان سے اوسکی حقیقت اور حالات سنکر اوسکو نہایت حیرت ہوگی کہ
جو کیفیتیں مینے اسعد بخشکی و تری کے سفر کرکے پیرانہ سالی تک حاصل کی ہیں وہ فضلِ الہی سے نورِ چشمِ سلطنت کو
بلا مشقت عالمِ خورد سالی میں بہم پہونچ گئیں اور جو عجایبات کہ ہی زمانہ اوسکو نظر آتے ہیں اونکا تذکرہ سنکر
شہزادہ کو بہی حظِ کافی اور لطفِ وافی حاصل ہوگا غرضکہ بمجرد صدورِ حکمِ محکم وہ سوداگر جہانگرد سیارِ گیتی نورد
حاضرِ بارگاہِ شہریار ہوا کیا دیکہتا ہے کہ دربارِ عام ہے عجب ازدحام ہے بڑے بڑے حکمائے عظام و علمائے کرام درجہ بدرجہ موجود ہیں
اور تختِ خسروی ہمایوں بخت کے روبرو کرسی جواہر نگار مرصع کار پر ایک طفلِ ہشت سالہ نہایت کروفر اور کمال تزک و احتشام انجمن افروز ہے

مؤلف

نشستہ بہ کرسی زر نگار — بصد شوکت و حشمت و عز و جاہ
ز بخت جوان شد بہ طفلی جوان — بزرگی بعقل است بے اشتباہ

برابر اوسکے دوسری کرسی زریں بہی موجود ہے اوسپر ایک شخص مبارک صورت فرشتہ سیرت مشتری طلعت آفتاب
شوکت کہ اوسکے چہرۂ نورانی پر جوہرِ اول کا یقین اور اوسکے جمالِ فرخ فال پر عقلِ کل کا گمان ہوتا تہا زیب افزا ہے

فورًا سمجھہ گیا کہ یہہ نازنین مہ جبین کجکلاہ اوس شاہنشاہِ عالم پناہ کا فرزندِ دیجاہ ہے اپنے تحصیلِ علوم و فنون کے ہمراہ معرکہ امتحان مین رطب اللسان ہے لوگون کی زبانی تعریف تو پہلے ہی سن چکا تہا زیادہ تر مشتاق ہوکر قدم بڑہایا آداب گاہ سے شہریارِ گیہان خدیو کی خدمت مین آداب بجالایا اور پہر اپنے مقامِ قیام پر پہونچ کر شہزادہ گل اندام کیطرف متوجہ ہوکر ترقیٔ عمر و دولت کی دعا دی اور فی البدیہہ اوس کی تعریف مین یہہ چند اشعارِ آبدار پڑہے

مؤلف

جب سے بلند تو نے کیا ہے نشانِ علم
کس اوج وارتفاع پہ پہونچی ہے شانِ علم

تو آفتاب ہے بہ سرِ آسمانِ علم
روشن ہوا ہے نور سے تیرے جہانِ علم

ہے علم جانِ اہلِ جہان تو ہے جانِ علم
ہے تیری ذات مغز پئے استخوانِ علم

فیضِ ازل نے جب سے بچھایا ہے خوانِ علم
سب ریزہ چین ہین اور ہے تو میہمانِ علم

تیرے سبب سے اے گلِ گلزارِ سلطنت
آئی بہارِ علم گئی اب خزانِ علم

ذہنِ رسا کی تیرے زمانے مین دہوم ہے
ملکون مین مشتہر ہے تری داستانِ علم

سب اہلِ انجمن ہمہ تن گوش کیون نہون
تیرا سخن ہے جو ہے نطقِ زبانِ علم

دامانِ عقل گوہرِ نایاب سے بہرین
واہون اگر ترے لبِ گوہر فشانِ علم

تیری طرح کا غیرتِ یوسف جو ساتہہ ہو
پہر کیون نہ تجہہ پہ ناز کرے کاروانِ علم

اب ہے جواہراتِ مضامین کی کیا کمی
اوستاد مل گیا تجہے گویا کہ کانِ علم

کوئی رفیق نظر سے نگذری تری طرح
گیتی نورد دیکہہ چکا ہر دوکانِ علم

خسرو پرور نے تبسم فرمایا اور بذلہ سنجی و ذہنِ رسا کی تعریف و توصیف کرکے یہہ چند شعرِ برجستہ اوس کے جواب مین آویزۂ گوشِ سیّارِ گیتی نورد فرمایا ہوش کے

مؤلف

دلِ بشر کو ہے جب تک وطن سے مانوسی
رہے گا اوس کا گلوگیر طوقِ منحوسی

سفر ہے نقش و نگارِ نگار خانۂ عقل
خجل ہے نقش سے جسکے نگارِ طاؤسی

سفر ہی جس کا لقب ہے وہ عینِ آزادی
وطن ہی جس کا لقب ہے وہ عینِ محبوسی

سفر سے اہلِ جہان مستفیض ہوتے ہین
وہ تازی و عجمی ہون کہ رومی و روسی

سفر مین ہاتہہ لگے فیضِ صحبتِ حکما
سفر مین ہو عُلما کی نصیب پابوسی

سفر سے مشتعل ہے لو جو ہے فروغ حصول | وہ روشنی نہیں رکھتی ہے شمعِ فانوسی
اگر سفر میں کوئی شے ملے غنیمت جان | جو تنگ بھی ہو تو ہے افتخارِ پابوسی
مصائبِ سفر اوس سے ہزار بہتر ہیں | وطن میں گر ہو میسر نشاطِ کاؤسی
عجائباتِ سفر کا مشاہدہ کرنا | ہے بارگاہِ شہِ عقلِ کُل کی جاسوسی
کیا ہے تمکو جہاندیدہ سیرِ عالم نے | ہمیں سفر سے ہے اب تک حصولِ مایوسی

بہت درست ہے صاحب اگر قبول ہے سے
خرد کہے تمھیں رشکِ محقق طوسی

سوداگرِ جہان گردِ سیارِ گیتی نورد نے زمینِ ادب پر بوسہ دیا اور جولانیٔ طبیعت کا لوہا مان گیا کمال توصیف و تعریف اور نہایت تحسین و آفرین کرکے چند قطعہ جواہرِ بیش قیمت و بے بہا حاصلِ کوہ و دریا انتخاب و نایابِ معدن و مخزن خدمتِ والامین پیشکش کئے شہزادہ نامدار نے نشست کی پروانگی بخشی اور اون جواہرات کو نظرِ تعمق سے ملاحظہ فرماکر نہایت پسند کئے پھر ارشاد کیا کہ اے سوداگرِ والا گوہر تم جانتے ہو کہ جواہر کسطرح پیدا ہوتے ہین اور اونکے فوائد و خواص کیا ہین سیارِ گیتی نورد نے عرض کی کہ اے گوہرِ درجِ فرمانروائی و اے اخترِ برجِ کشور کشائی اس خاکسارِ جان نثار کو بجز اسکے کہ گوہر مرجان دریا مین اور یاقوت و الماس وغیرہ کوہسار و معدن مین سے نکلتے ہین اور کچھہ نہین معلوم خردپرور نے کہا کہ اونکی پیدایش اس وضع پر ہے کہ بارش کا پانی پہاڑون کے مساموں مین جاکر آفتاب کی حرارت سے لطیف بخار بنجاتا ہے جب وہان سے نکلنا چاہتا ہے اور کوئی جگہ نہین پاتا ہے تو وہ کثیف ہوجاتا ہے اور کچھہ مدت کے بعد اوسمین ایک طرحکی صفائی اور غلظت آجاتی ہے اوسوقت وہ بالکل سیماب کے مشابہ ہوجاتا ہے پھر بسبب آمیزشِ اجزائے ارضی کے ہوا سے نضج پاکر رنگ برنگ کے جواہرات بنجاتے ہین اور اختلافِ رنگ کا باعث ہر ملک اور زمین کی تاثیر و خاصیت پر منحصر ہے مروارید جسکو موتی کہتے ہین صدف کے شکم سے پیدا ہوتا ہے صدف ایک جانور ہے مچھلی کیطرح انڈے بچے دیتا ہے اوسکے گوشت مین بیضۂ مرغ کی سفیدی کا مزا ہوتا ہے اس جانور کے دونون بازوؤن پر دو سخت استخوان ہوتی ہین جیسے کہ کچھوے کی پشت پر سخت ہڈی کی ایک سپر پائی جاتی ہے جسکے ذریعے سے دریائی جانور اوسکو کسی نوع کی اذیت نہین پہونچا سکتے جب اس جانور کی عمر پانچ برس کی ہوتی ہے تو اولِ حمل مین بارش کے وقت پانی سے اوپر آتا ہے اور پانی پیکر پھر دریا کی تہ مین اوتر جاتا ہے جبتک کہ آفتاب برجِ حمل مین رہتا ہے رومی اوس مہینے کو نیسان کے نام سے نامزد کرتے ہین اس ماہ مین جو پانی برستا ہے

اوسکو بہی مجازاً نیسان کہتے ہین غرض جسوقت مہرِ عالمتاب جوزا مین داخل ہوتا ہے تو یہہ جانور پہر اوپر آتا ہے
اور دن بہر آفتاب کے مقابل پہرتا رہتا ہے جب آفتاب غروب ہوجاتا ہے تو یہہ بہی دریا کی تہ مین بیٹھہ جاتا ہے
پہر جسوقت آفتاب کا گذر برجِ سرطان مین ہوتا ہے اوسوقت صدف کے شکم مین گوہر بنجاتے ہین پس اگر
بخارات مزاج کے موافق جذب ہوے ہین تو موتی بہتر وعمدہ نکلتے ہین اور جو حرارت زیادہ ہوتی ہے تو سیاہ
پڑجاتے ہین اور جو اثر کم ہوتا ہے تو شمعی اور کاہی رہجاتے ہین جسوقت اسکو نکالتے ہین تو اسپر پیاز کیطرح سے
چہلکے بہی پاے جاتے ہین موتی اکثر بحرِ سراندیپ اور قطیف او بحرین ولایتِ ہرمز سے نکلتا ہے او قطیف کے
قریب قیس ملکان ایک جزیرہ ہے وہان دُرِّ یتیم پیدا ہوتا ہے اور تحت الریح مین سے بہی نکالتے ہین اور بنگالہ — دُرِّ یتیم
لیکہ دریاے عمان اور حوالیہ مصر تک بہی پایا جاتا ہے موتی کا حسن وقبح تین باتون سے دریافت ہوتا ہے اول
رنگ دوم شکل سوم مقدار پس رنگ مین سفید وآبدار بہتر ہے اور جسکا رنگ چونے کے رنگ سے مشابہ ہو وہ
بدتر ہے اگر موتی کی رنگت مین تہوڑی سی زردی ہو تو بہتر جانتے ہین اور ملوک وسلاطین اوسکو پسند کرتے ہین
کہ اوسمین آبداری زیادہ ہے اور جو سفید ہوتا ہے وہ کم آبدار ہوگا اور جو مروارید سفید خالص کہ ستارے کیطرح
چمکے اور اوسکے رنگ مین کسی رنگ کی آمیزش نہو اوسکو دُرِّ خوشاب کہتے ہین وہ سب مین بہتر اور عمدہ — دُرِّ خوشاب
وبایاب ہے اور جو سفیدی مین دودہ کا رنگ پایا جاتا ہے تو اوسکو شیر فام اور زردی مائل ہوگا تو اوس کو
تبنی اور سرخی مائل ہوگا تو وردی اور سبزی مائل ہوگا اور روشنی مین قوس قزح کے رنگ پیدا کریگا تو صاصی
کہینگے اسکی آبداری قابلِ اعتبار نہین بلکہ جلد زائل ہوجاتی ہے اور ایک قسم ہے کہ رنگ اوسکا موم کیطرح
سبزی وزردی دونون مین شمول ہوتا ہے اوسکو شمعی کہتے ہین اور سیاہی کی جہلک دیگا تو رمانی کہین گے
اور از روے شکل بہتر وہ ہے کہ بالکل گول ہو عربی مین اوسکو مدحرج اور فارسی مین دُرِّ غلطان کہتے ہین اور — دُرِّ غلطان
جو ذرا درازی مائل ہوگا تو اوسکو اہلیلجی اور جو دونون گوشے یکسان ہون تو بیضی اور جو چوڑا ہوگا تو شلجمی اور
جو ایکطرف باریک اور دوسری جانب پہن ہو تو مسطح اور جو بہت لمبا موتی ہوگا تو اوسکو صراحی دار کہین گے
اور ایک موتی ایسا ہوتا ہے کہ گویا دو موتی باہم طول مین توام ہین اوسکو کردار کہتے ہین سوا اسکے دوسری
شکلین ناپسند اور کم قیمت ہین اور بحسبِ مقدار وہ بہتر ہے کہ ایک مثقال یا اوس سے زیادہ ہو اور اوسکا
جوڑا بہم نپہونچے اس سبب سے اوسکو دُرِّ یتیم کہتے ہین مثقال ساڑہے چار ماشہ وزن کا نام ہے اور جو موتی
مثقال سے کم ہو اور اوسکا جوڑا بہی بآسانی دستیاب ہوسکے وہ کم قیمت ہوگا کہتے ہین کہ خلفاے عباسیہ کے
خزانہ مین ایک دُرِّ یتیم تین مثقال کا دریاے فارس مین سے نکلا ہوا موجود تہا اوسکا خواص یہہ ہے کہ حرارتِ آتش سے
زرد ہوجاتا ہے اور جسمِ انسان کی گرمی سے بہی آب اوڑجاتی ہے اور اسیطرح عطریات مثلِ کافور ومشک وغیرہ سے بہی

اسکی آب و تاب کے دشمن ہیں اور جائے نمناک میں بھی آبداری زائل ہوجاتی ہے اور دوسری قسم کے جواہرات میں بھی شامل رکھنے سے بے رونق ہوجاتا ہے اور سرکہ اور نوسادر میں گل جاتا ہے دُرِّ یتیم کو احتیاط سے رکھنے کا یہہ طریقہ ہے کہ شیشے میں نگاہ رکھیں اور سرِ شیشہ مضبوط بند کریں اور ہر برس ایک دو بار ہوا دیکر پھر شیشے میں رکھدیا کریں اور شیشہ بھی مقامِ معتدل میں رہے خاصیت اسکی یہہ ہے کہ اگر موتی کو کھرل کر کے مفرّحات اور معجونات وغیرہ میں داخل کریں تو قوتِ اعضا بخشتا ہے اور خفقان زائل کرتا ہے اور اندوہ دل سے کھوتا ہے اور سرمہ میں حل کر کے آنکھوں میں لگانے سے بصارت زیادہ ہوتی ہے اور چشم اکثر بیماریوں سے محفوظ رہتی ہے اور موتی کو پاس رکھنا قوتِ بصر اور حدّتِ نظر کو مفید ہے اور شبکوری اور نزلہ حار کو دفع کرتا ہے طبیعت اسکی سرد ہے

الماس

الماس جسکو ہیرا کہتے ہیں ہندوستان میں بندیل کھنڈ کیطرف اور گلبرکہ علاقہ دکن میں کنووں کے مانند زمین کھودی جاتی ہے اور دشتِ قبچاق متعلقہ جنگل میں کہ جو نہایت لق و دق ہے اور اکثر جزائر ملکِ شرق میں اور ظلمات کے قریب کہ جہاں سکندر ذوالقرنین گیا تھا پیدا ہوتا ہے اسکی بہت قسمیں ہیں چنانچہ بلوریں کہ نہایت سفید و شفاف ہوتا ہے زیتی کہ زردی مائل پایا جاتا ہے سیمابی کہ پارہ کی جھلک دکھاتا ہے نباتی کہ سبزی مائل ہوتا ہے اسکو گربہ چشم بھی کہتے ہیں زاغی کہ سیاہ رنگ ہوتا ہے اوسکو حبشی بھی کہتے ہیں اور سرخ اور زرد اور سرخی و سیاہی مائل وغیرہ اور ہیرا اسقدر سخت ہوتا ہے کہ سنگ و آہن یا اور کسی سخت و کرخت چیز سے نہیں ٹوٹ سکتا لیکن سیسے یا رانگ کے ذریعے سے شکستہ ہوجاتا ہے اور جب سفید ہیرے کو آگ میں گرم کر کے سرد پانی میں غوطہ دیں تو آبدار ہوجاتا ہے اور اگر اوسکے کناروں پر موم لگا کر آفتاب کے مقابل رکھیں تو قوسِ قزح کا رنگ نمودار ہوتا ہے اور ہیرے میں اکثر چھینٹا اوٹھا نظر آتا ہے الماس کی نگینہ تراشی اہلِ فرنگ پر ختم ہے یہہ لوگ بدرنگ اور بے جلا ہیرے کو بھی دوا لگا کر خوشرنگ اور آبدار بنا لیتے ہیں اسکا

ہیرے کی کنی

خواص یہہ ہے کہ ریزۂ الماس جسکو عوام الناس ہیرے کی کنی کہتے ہیں اگر کوئی کھالے یا کسیکو کھلاوے تو جگر پاش پاش ہوجاتا ہے مگر فوراً بکری کا جگرِ خام نگل کر استفراغ کرنے سے باہر آجاتا ہے اگر ہیرے کی نوکدار کنی کو فولادی قلم میں جڑیں تو اوس سے آئینہ اور فولاد اور پتھر کٹ جاتا ہے اور اس قسم کی سخت چیزوں میں سوراخ بھی اسی سے کرتے ہیں از روے طب ہیرے کا پاس رکھنا امراضِ برص اور جذام اور سنگِ مثانہ اور مالیخولیا اور صدمۂ برق اور نظرِ بد کیواسطے مفید ہے اسکی تاثیر سے انسان اپنے دشمن پر غالب آسکتا ہے اور مزاج اسکا چوتھے درجہ میں سرد و خشک ہے

یاقوت

یاقوت جزیرۂ سراندیپ اور پوگنگ واقع بنگالہ میں پیدا ہوتا ہے اور حدودِ زنگبار میں ایک پہاڑ ہے جسکو کوہِ برف کہتے ہیں اوسکے نیچے بھی پایا جاتا ہے اسکی چند قسمیں ہیں چنانچہ شمعی ترنجی کاہی سرخ رمانی ارغوانی زرد سیگون لحمی طاؤسی نیلی کحلی سبز خام کبود وغیرہ اور قسمِ کبود [illegible]

مین بہی نکلتا ہے بعضے محققین کا قول ہے کہ یاقوتِ سیاہ بہی ہوتا ہے سرخ رنگ سب مین بہتر ہے اول بہرمانی جو کسنبہہ کی رنگت رکہتا ہو بعد ازان رمانی کہ دانہ انار کیطرح سرخ ہو اگرچہ بعضے جوہریون کے نزدیک رمانی بہتر ہے مگر ابوریحان کی دانست مین دونون ایک ہین جسکو عراق مین رمانی کہتے ہین اوسکا نام خراسان مین بہرمانی ہے پہر ارغوانی مائل بہ تیرگی بہتر ہے پہر سیگون یعنی جو شراب سرخ کا ہمرنگ ہو پہر گلناری کہ جو سکہ سرخ رنگ سے مشابہ ہو پہر گلابی یعنی جو گلِ سرخ کی رنگت رکہتا ہو کہتے ہین کہ نوشیروان کے خزانہ مین ایک یاقوتِ شب افروز تہا اوسکو کوکب کے لقب سے ملقب کیا تہا شب تاریک مین وہ چراغ کیطرح روشن نظر آتا ورنہ گوہر شب چراغ اوسی سے عبارت ہے اور یہہ کچہہ بعید نہین اسلئے کہ یاقوت کی خاصیت یہی ہے کہ انگارہ کیطرح درخشان ہو چنانچہ سلطان ملک شاہ نے ایک قاصد سلطان ابراہیم کے پاس جو سلطان محمود کی اولاد مین تہا بہیجا جب کہ قاصد سلطان کی خدمت مین حاضر ہوا سرو شام کا موسم تہا دیکہا کہ ایک آتشدانِ زرین سلطان کے روبرو موجود ہے اور انگارے اوسمین آگ سے زیادہ سرخ نظر آتے ہین درحقیقت وہ سب یاقوت سرخ تہے قاصد حیرت مین ہوگیا غرضکہ یاقوتِ سرخ وزن مین بہاری ہے مگر محققون کا اتفاق ہے کہ یاقوتِ کحلی یعنی سیاہ سب سے زیادہ بہاری ہوتا ہے اور یاقوت عموماً سب جواہرون سے زیادہ سنگین اور سخت ہے اور بلور برخلاف اسکے نہایت سبک اور نرم ہوتا ہے اور یاقوت کا رنگ آتش سے متغیر نہین ہوتا مگر اوسوقت سفید نظر آتا ہے لیکن جب آگ سے باہر نکلتا ہے تو فوراً اپنے رنگِ اصلی پر آجاتا ہے اور جبکہ یاقوت کو استعمالِ ادویات کے لئے نرم کرین تو آگ مین گرم کرکے پانی مین بجہائین اور چند بار اسی ترکیب کو عمل مین لائینسے اس قابل ہوجاتا ہے کہ نرمی کے سبب سے باریک پیس لین اور یاقوت ہر قسم کے پتہر کو سوائے الماس کے پیستا ہے مگر الماس یاقوت کو بہی پیس ڈالتا ہے اور یاقوت کے دانون مین الماس کی نوک سے سوراخ کرتے ہین اسکا خواص یہہ ہے کہ جو کوئی اوسکو اپنے پاس رکہتا ہے طاعون سے امن مین رہتا ہے اور یاقوت مونہہ مین رکہنے سے دلکو تقویت زیادہ حاصل ہوتی ہے اور غم واندوہ زائل کرتا ہے اور غلبہ تشنگی فرو ہوتا ہے اور جو شخص ہروقت اوسکو پاس رکہتا ہے وہ چشمِ مردم مین عزیز ومحترم رہتا ہے اور معجونات مین استعمال کرنیسے بہت قوت بخشتا ہے اور مصفی خون ہے

لعل کو بدخشان سے کچہہ اسواسطے منسوب نہین کیا ہے کہ خاص وہین پیدا ہوتا ہے بلکہ اوسکے معدن کا راستہ بدخشان کیطرف سے ہے اور متصل بدخشان کے کوہ شکنان نامی ایک پہاڑ ہے وہان سے نکال کر بدخشان مین فروخت کرتے ہین اور معدنِ لعل کوہستانِ ولایتِ ختلان مین ہے چنانچہ زمانہ سابق مین لعل کا وجود نایاب تہا ایکبار ایسا اتفاق ہوا کہ اوس نواح مین پے درپے چند زلزلہ شدید آئے جنکے صدمہ سے وہ پہاڑ شق ہوگیا اور شگافِ کوہ مین سے لعل کے ٹکڑے جو بیضہ مرغ کے برابر اور بعضے اوس سے بزرگ

اور بعضے چہوٹے تہے نمودار ہوتے اوس نواح کی عورتون نے جب اونکو دیکہا تو یقین جانا کہ اس سے
کپڑون پر خوب سرخ رنگ چڑہیگا یہہ سوچکر اونکو ہر چند پیسا اور گہسا مگر کچہہ رنگ نہ نکلا آخر چہوڑ دیا بعد اوسکے
جوہریون کی نظر پڑی تو جواہرات کی قسم جانکر اوٹہالائے اور نگینہ تراشون کو دیا کہ پتہر سے جدا کرکے عمدگی کے
ساتہہ اونکو تراشین غرضکہ جوہری اوسکو تراش کر طرح طرح سے جِلا دیتے تہے مگر خوب جِلا نہین آتی تہی آخرکار
سونا مکہی سے کہ جسکو مرقشیشا بہی کہتے ہین جِلا دی تو اوسکے ٹکڑے آگ کے انگارون کیطرح چمکنے لگے اور
یاقوت سے زیادہ روشن اور بڑے نظر آتے اور اول زمانہ مین نہایت عزیز ہوتے اور اوسکے روبرو یاقوت کی
قیمت کم ہوگئی اوسکے بڑے بڑے ٹکڑے جو کسی بادشاہِ اولوالعزم کے ہاتہہ لگے تو اوسکا لقب لعل شب چراغ
ہوا بعد اوسکے جب آزمایش سے معلوم ہوا کہ رنگ کی پائداری اور وزن کی گرانی یاقوت کے برابر نہین ہے
لہذا اوسکی عزت یاقوت سے کم ہوگئی لعلِ بزرگ ساٹہہ اور ستر مثقال تک پایا جاتا ہے اوسکی چند قسمین ہین سرخ
اور زرد اور سبز بہی ہوتا ہے برنگِ زمرد بلکہ اوس سے بہی زیادہ صاف اور شفاف اور سب مین بہتر پہاڑی ہے
پہاڑ ولایت ختلان مین ایک معدن کا نام ہے اور جو لعل کہ پانچ مثقال سے زیادہ وزنی اور پاک و بے عیب ہوتا ہے
اوسکی قیمت منحصر نہین ہوسکتی بعضے کاریگر بلور کو صنعت سے لعل بنالیتے ہین اوسمین اور لعل مین صرف یہی فرق ہوتا ہے
کہ لعل سخت اور وزن دار ہوگا اور بلور نرم و سبک اور لعل کی محافظت بہی موتی کیطرح مناسب ہے، اسکا خواص مفرحات
اور معجونات اور ادویاتِ چشم وغیرہ مین بعینہ خاصیتِ یاقوت کے برابر ہے اگر آدمی پاس رکہے تو خواب پریشان
نظر نہین آتے ہین مزاج اسکا گرم و خشک ہے زمرد پہلے مصر کے گنبد پر ان سے نکلتا تہا اب فرنگستان سے آتا ہے
اور دوسری ولایت کے بہ نسبت ملکِ ہند مین اوسکی عزت زیادہ ہے زمرد کی بہتر قسم کو زبرجد کہتے ہین مگر بعضے
محققین کا قول ہے کہ زبرجد ایک علحدہ جوہر ہے اور وہ زمرد سے بہتر ہوتا ہے مگر بہرحال مزاج اور خواص مین
دونون ایک ہین زمرد چند قسم ہے سلقی یعنی چقندر کیطرح سرخی مائل اور زنگاری یعنی برنگِ زنگار اور ذبابی یعنی پر مگس
کیطرح سبزی کی جہلک دکہاتا ہوا اور صیقلی یعنی آہنِ صیقل زدہ کے مانند کہ بشکلِ آئینہ اوسمین چہرہ نظر آئے اور ریحانی
کہ برگِ ریحان کیطرح سبز ہو سب مین سلقی اور ریحانی اور زنگاری کم قیمت ہوتا ہے اور زمرد بزرگ و یکرنگ کمیاب ہے
زمانہ قدیم مین ایک ٹکڑا زمرد کا بارہ درم وزنی بارہ ہزار دینارِ مغربی مین خریدا گیا تہا درم ساڑہے تین ماشہ وزن کا
نام ہے زمرد کا خواص یہہ ہے کہ جو کوئی پاس رکہے وہ صرع سے محفوظ رہے اور خوابِ ہولناک نہ دیکہے اور قوت دل
زیادہ ہو اور خون شکم اور اسہال کو بند کرتا ہے اور ایک دانگ استعمال اسکا سمیات کے اثر اور گزندون کے زہر سے
نجات دیتا ہے دانگ چہہ رتی وزن کا نام ہے اور زمرد پاس رکہنا سبب زہرونکو دفع کرتا ہے آنکہہ کی روشنی
زیادہ ہوتی ہے اور زنِ حاملہ اپنے پاس رکہے تو وضع حمل بآسانی ہوتا ہے اور سانپ کی نگاہ زمرد پر پڑجاتے

یا مرد کا سایہ سانپ پر پڑے ان دونوں صورتوں میں سانپ اندھا ہو جاتا ہے اور زنِ حاملہ کا سایہ بھی سانپ کی بصارت کھو دیتا ہے مزاج اسکا سرد و خشک ہے اور بعضے معتدل جانتے ہیں

فیروزہ

فیروزہ پانچ مقام پر دستیاب ہوتا ہے اول نیشاپور میں جہاں کے فیروزے بو اسحاقی اور سبز فام آبدار اور گران بہا ہوتے ہیں دوم خجند میں یہاں کے فیروزے اوسط درجہ میں شمار کئے جاتے ہیں سوم کرمان کے متصل شیاوک نامی ایک قصبہ ہے یہاں کے فیروزے ایسے نرم ہوتے ہیں کہ چند روز میں بدرنگ ہو جاتے ہیں چہارم زنجان میں یہاں کے فیروزونکا بھی رنگ جلد متغیر ہو جاتا ہے پانچویں نواحِ تبت میں فستقی رنگ کا فیروزہ نکلتا ہے فیروزے کا رنگ بو پسینہ تیل اور روغنِ گرم وغیرہ سے زائل ہو جاتا ہے چربی اسکے واسطے مفید ہے کہ اوس سے رونق اور آب و تاب زیادہ ہوتی ہے حکمانے بہ وجہِ فرحی اسکا نام سنگِ فرح رکھا ہے فیروزہ کا پاس رکھنا نظر کو فائدہ پہونچاتا ہے اور دوسرے لوگوں کو خواہ وہ کیسے ہی غضبناک ہوں مہربان کرتا ہے

عقیق

عقیق ولایتِ یمن میں پیدا ہوتا ہے اور علاقہ گجرات میں بھی نکلتا ہے مگر عقیقِ یمنی تمام زمانہ میں مشہور ہے خوشرنگ اور قیمتی ہوتا ہے اسکی بہت رنگتیں ہیں چنانچہ سرخ اور جگر گون اور زرد اور سفید اور سرخ و زرد اور زردی و سفیدی مائل وغیرہ مگر سب میں سرخ اور زرد بہتر ہے چونکہ عقیق بکثرت میسر آتا ہے اسواسطے زیادہ قیمت نہیں رکھتا اور عقیق کی انگوٹھی کو مبارک جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جس ہاتھ میں عقیق ہوتا ہے اوسکو اگر دعا کے لئے اوٹھائیں تو حق تعالی رد نہیں کرتا چنانچہ مکہ مدینہ کے آدمی اور حبش کے عمائد عقیق کو بموجب عقائدِ مذہبی کے اپنے پاس رکھتے ہیں

مرجان

مرجان دیارِ فرنگ میں پیدا ہوتا ہے اور وہ چند قسم ہے سرخ اور سرخی و تیرگی مائل اور سفید اور سیاہ انمیں سرخ اکثر فرنگستانی ہوتا ہے اور سبز بندرِ ہرمز سے نکلتا ہے مگر ناقص ہوتا ہے اور سیاہ طوس سے جو بلادِ مغرب کے بڑے شہروں میں سے ساحل پر واقع ہے قعرِ دریا میں مونگا پیدا ہوتا ہے پانی میں سفید اور نرم رہتا ہے مگر جب غواص یعنی غوطہ خور خشکی میں نکالتے ہیں اور ہوا لگتی ہے تو سخت اور سرخ یا سفید یا سیاہ بنجاتا ہے کبھی پتھر اور کبھی چوبِ کرم خوردہ سے مشابہ ہو جاتا ہے اسکو بسّد اور مونگا اور مرجان کہتے ہیں اور جو سوراخ دار اور خانہ دار ہوتا ہے اوسکو بیخِ مرجان کے لقب سے ملقب کرتے ہیں اسکا خواص یہ ہے کہ اگر خون حلق اور سینے سے آتا ہو تو اوسکو موقوف کرتا ہے اور طحال یعنی تلی اور قرحِ امعاء اور عسر البول کو زائل کرتا ہے مرجان کا پاس رکھنا قوتِ بصر کے لئے نہایت سودمند ہے اور اس سبب سے ارزان ہے کہ بکثرت میسر آتا ہے

لاجورد

لاجورد حدودِ ختلان اور بدخشان کے پہاڑوں سے نکلتا ہے اوسکی معدن کا نام کوہِ لاجورد ہے اسکی بہتر قسم وہ ہے کہ جسپر نقطہ ہائے زر نمودار ہوں جو زیادہ صاف اور خوشرنگ ہوتا ہے اوسکی انگوٹھیاں اور کٹورے اور پیالے وغیرہ بنائے جاتے ہیں ادویہ چشم کیواسطے استعمال اسکا مفید ہے اور اسہالِ صفراوی کے لئے اس سے بہتر کوئی دوا نہیں اور مالیخولیا اور بیخوابی کیواسطے بھی بہت نافع ہے اگر پلک چشم پر

طلا کرین تو پلک کے بالون کو پیدا کرتا ہے **یشب** جسکو سنگِ یشم بھی کہتے ہین ولایتِ چین مین نکلتا ہے
دو قسم ہے سفید اور سیاہ اسکی انگوٹھیان اور پیالے اور دوسرے ظروف وغیرہ بنائے جاتے ہین خواص اسکا
یہہ ہے کہ جو کوئی یشب کو اپنے پاس رکھتا ہے بجلی گرنے سے محفوظ رہتا ہے مقوّی دل اور مقوّی معدہ اور دافعِ
خفقان ہے کثرت سے بہم پہونچنے کے سبب سستا فروخت ہوتا ہے **فادزہر** معدنِ چین سے برآمد ہوتا ہے
زرد اور سفید اور سبز اور خاکستری رنگ نکلتا ہے اور اوسپر نقطے بھی ہوتے ہین فادزہر سے چھری اور چاقو
وغیرہ کے دستے بنائے جاتے ہین بہتر دستہ پانچ دینار تک قیمت پاتا ہے اوسکی شناخت کا امتحان یہہ ہے
کہ گھسکر تھوڑا سا دودہ مین ڈالدیتے ہین اگر دہی جما دے تو بہتر جانتے ہین خواص اسکا یہہ ہے کہ اگر کسی کو زہر
دیا ہو یا سانپ نے کاٹا ہو تو ایک دانگ فادزہر گھسکر پلا دینے سے زہر کا اثر دفع ہو جاتا ہے الحاصل شہزادۂ خردپرور نے
نہایت شرح و بسط کے ساتھ آفرینشِ جواہرات کی کیفیت اور مقاماتِ معدنیات کی حقیقت اس خوبی و عمدگی سے
بیان فرمائی کہ تمام حاضرینِ دربار پھڑک گئے اور سوداگرِ دانشور یہہ تقریرِ دلپذیر سنکر لوٹ گیا اور بیساختہ اس شعرِ آبدار سے رطب اللسان ہوا

مولف

وارث ترا کلیدِ درِ علم آفرید | عمرت دراز باد کہ علّامِ علمِ غیب

کہ ملکِ سخن شہزادۂ نامور نے فرمایا کہ اے سوداگرِ والا گوہر تمہارا وطن کہان ہے یہان کس ملک سے آئے ہو اب کو کسی ولایت کا
اور قصد ہے اثناء راہ مین کیا کیا کیفیت نظر سے گذری سیاحِ گیتی نورد نے عرض کی کہ خاکسار پریشان روزگار کا
وطن نہین ہے گردش نگر ہے ہر ملک اور ہر ولایت کی سیر کرتا ہوا بمقتضائے آب و دانہ اس شہرِ لطافت بہر مین وارد
ہوا ہون کوئی مقامِ خاص مقرر نہین کہ جسطرف کا مصمم ارادہ ہو سوداگر سفر واسطے ہے کچھہ خبر نہین کہ تقدیر کس طرف لیجائے اور کہان کا سفر پیش آئے

شعر

ما ہمچو گوئے میدان چوگان بدستِ ماراست | او می برد بہر سو ما را چہ اختیار است

اے نورِ چشمِ شہریاری و اے لختِ جگرِ جہانداری سرگذشتِ سفر اس خانہ بردوش کی ایک داستانِ طول طویل ہے
اور گفتگو کا موقع نہایت قلیل ہے مگر جو عجائبات اور عجائب بات دیکھنے یا سننے مین آئی مختصر گذارش کرتا ہون
ابتدائے سیاحت مین ایکبار یورپ مین ملک اطالیہ کی جانب فدوی کا گذر ہوا وہان کے باشندون نے بیان کیا کہ
یہان سے قریب ایک پہاڑ ہے اوسمین سے ہمیشہ بکثرت آگ کے شعلے نکلا کرتے ہین چنانچہ ابھی چند روز ہوئے کہ
اوس پہاڑ مین ایک نئی دراڑ کھل گئی اور اوسمین سے اسقدر آگ نکلی کہ جسکی روشنی دور دور تک میدانون مین
پہونچی اور اوسکے دوسرے روز رات کیوقت اوسی مین سے تین قسم کے درخت کی شکل کے بڑے بڑے شعلے نکلے
اور عجیب تماشا نظر آیا کہ ہزارون آدمی اوسکو دیکھنے کے لئے جمع ہوئے یہہ بات سنکر بے اختیار فدوی نے

جاتا کہ اوسکی دید سے محروم رہے اسواسطے کہ یہہ بہی عجائباتِ روزگار مین داخل ہے مگر اوس پہاڑ کا نام جان نثار کو
اسوقت فراموش ہوگیا ہے یہہ سنکر خدیو پرور مسکرایا اور فرمایا کہ بیشک اوس ملک مین شہر نیپلز کے قریب
ایک آتش خیز پہاڑ ہے اوسکو وہانکے باشندے کوہِ وسوویس کہتے ہین اور اوس سے اکثر آگ اور فلزات
جوش کہاکر اوبلتے ہین چنانچہ اٹہارہ سو برس کے قریب عرصہ گذرا یعنی ۷۹ سنہ ع اوناسی عیسوی مین وہان
ایک بڑے زور و شور کا جوش آیا تہا اور جو مواد اوسمین سے نکلتے تہے دو بڑے بڑے شہر اوسکے نیچے دبگئے اور
ڈہائی لاکہہ سے زیادہ باشندے ہلاک ہوگئے تب نوردنے عرض کی کہ حضور کی عمر دراز ہو واللہ کہ اوس پہاڑ کا
یہی نام ہے فدوی کو یاد آگیا اور حضور نے جو زبانِ مبارک سے فرمایا اسمین کسیطرح کا فرق نہین ہے کیونکہ فدوی اوس پہاڑ پر
سیر کرنے گیا تہا اور جب وہان پہونچا تو اتفاق سے رات ہوگئی اسواسطے مشعلین اور راہبر ساتہہ لئے تہے اول
پہاڑ پر جس راہ سے گذر ہوا اوسکے دونون طرف دور تک دہات کا خبث یعنی میل اور فلزات وغیرہ تہے جو پہاڑ سے
کبہی اوبل کر نکلے تہے سبزہ کا نام کوہین نہ تہا رات کا وقت تہا چاہیے کہ اندہیرا ہوتا مگر فلزات جو نہرونکی
طرح پہاڑ سے بہہ رہے تہے اونکے سبب سے اوجالا ہو رہا تہا اور بعض بعض مقامون پر دہوئین کی کثرت تہی کہ
جسسے کل مقام ایسا نظر آتا تہا جیسے کسی بڑے شہر مین آگ لگجاتی ہے اور وہ آدہا روشن نظر آتا ہے اور آدہا جل کر
خاک ہوجاتا ہے جو جل کر خاک ہوگیا اوسمین سے دہوان نکل رہا ہے غرضکہ یہہ صورت دور تک دکہلائی دیتی تہی مگر
حقیقت مین تین میل سے زیادہ نہ تہی صرف دہوئین کی کثرت سے اسقدر فاصلہ معلوم ہوتا تہا چونکہ وہان
چلنے کو کوئی راستہ نہ تہا اسواسطے اول فدوی اوس میدان سے گذرا کہ جہان پہلے کبہی کے فلزات نکلے ہوئے تہے
اور پہر ایسے مقام پر جہان پندرہ ہی دن پہلے یہہ مادہ بہہ کر آیا تہا اور پہر اوسپر کہ جو ایکدن پہلے نکلا تہا اور
اوسوقت تک بہی گرم تہا ہم لوگون کے پاؤن کے نیچے پہاڑون کی درزون اور شگافون سے اسطرح آگ چمک رہی تہی
کہ اوسکے دیکہنے سے خوف معلوم ہوتا تہا یہان سے گذر کر ایک ایسے مقام پر پہونچا کہ وہان سے چار فوارے
نکلتے ہوئے دکہائی دیتے تہے اور اون سے فلزات اور آگ کے شعلونکا خروج ہو رہا تہا اونکے گرد دہوئین کے
سرخ اور سفید اور کالے بادلونکا ہجوم تہا ہر چند ان سب چیزون پر نظر ڈالنے سے خوف معلوم ہوتا تہا مگر پہر بہی
اس عجیب سیر کے دیکہنے کا شوق اسقدر غالب تہا کہ فدوی گرتا پڑتا اور بہی آگے بڑہ گیا اور ایک فوارہ کے
دامن مین کہ وہان سے کل کیفیت دکہائی دیتی تہی جا کہڑا ہوا جس مقام سے فوارہ نکلتا تہا وہ پیالے کی صورت
نظر آتا تہا وہان سے تیس گز کے فاصلہ پر دو پہاڑون کے درمیان گہاٹی کے سبب سے اونچے مقام پر ایک اور
بڑا فوارہ تہا اوسمین سے گویا مادہ مذکور کا دریا بڑے جوش و خروش سے جاری تہا کمترین نے کسی پہاڑی نالہ کو
اس تیز رفتاری سے بہتے نہین دیکہا اول تو مواد ہی فوارہ مین سے بڑے زور و شور سے نکلتے تہے پہر جس پہاڑ سے

یہہ دریا بہتا تہا وہ ڈہلوان تہا اور چونکہ وزن مواد کا زیادہ تہا اسواسطے اوسکی رفتار کو اور بہی تیزی ہوگئی تہی کبہی کبہی
یہہ بہی دیکہنے مین آتا تہا کہ فوارہ مین سے مواد کا اخراج زیادہ ہوتا تہا تو اوسوقت دریا کا چڑہاو چند منٹ مین ساٹہہ فیٹ سے
سو فیٹ تک پہونچ جاتا تہا گہاٹی اسمقام پر تنگ تہی اسواسطے مواد ہوا کے زور سے اوپر اوٹہہ آتا تہا اور پہر سمندر کی لہر کیطرح
نیچے گرتا تہا مگر یہہ حال بیس یا تیس سکنڈ تک رہتا تہا اور بعض اوقات اس سے بہی زیادہ اور دہوئین کا یہہ حال تہا
کہ اس تمام دریا پر شامیانے کی صورت سے چہایا ہوا تہا اوس کی رنگت بہی مختلف مختلف مقامون پر
مختلف تہی کہین سفید کہین سرخ اور کہین سیاہ اور دہوئین نے اس دریا کا پاٹ اس قدر بڑہا کر
دکہایا تہا کہ گویا پگہلے ہوئے دہات کی جہیل نظر آتی تہی جس مقام پر ہم لوگ کہڑے تہے وہان گرمی کی
ایسی شدت تہی کہ چہرون پر اوس کی اوٹ کرنی پڑی وہین آبشار کے اوپر کیطرف ایک بڑا پتہر
جہکا ہوا تہا جب دریا چڑہتا تہا تو اس پتہر سے اوسکا فاصلہ صرف دس فیٹ رہجاتا گرمی ہی کی شدت سے
اوس کا رنگ تغیر ہوکر سفید ہوجاتا تہا اور پگہلے ہوئے مواد کی سفید چادرین نیچے گرتی ہوئی
معلوم ہوتی تہین گرمی ہی کے باعث سے اوس مقام پر کہڑا نہیں ہوا جاتا تہا اسواسطے ہم کو نیچے اوترکر ایک
چہوٹے چشمے کے دامن مین ہم لوگ جا کہڑے ہوئے یہہ چشمہ بہی بذات خود چہوٹا وسو بیس تہا اور اوپر سے
اوس کی جڑ مین دریا اس تیزی سے بہکر آتا تہا کہ ہر لحظہ اوس کے بہہ جانے کا خوف تہا یہہ چشمہ سولہ فیٹ
اونچا تہا اور اوس کا قطر چہہ فیٹ اس کے دہن سے بڑے جوش وخروش کے ساتہہ آگ کے شعلے اور
فلزات کے دہکتے ہوئے وندانہ دار ٹکڑے برابر نکل کر اوڑتے تہے اور ہم لوگون کے سرون پر
ہوکر جاتے گرمی کے باعث ان کی رنگت سفید روپہلی تہی بعضے ٹکڑے ہمارے برابر گرتے اور گرنیکے بعد
دو تین منٹ مین ٹہنڈے ہوجاتے چنانچہ ایسے کئی ٹکڑے فدوی کے ساتہہ والون نے اوٹہاکر اپنی
جیبون مین ڈال لیئے اور فدوی نے کوئلے کے بڑے بڑے ٹکڑے اوٹہاکر چشمے کے دہن مین ڈالے
وہ اوسی وقت جوش کہاکر فدوی کے سر سے پچاس فیٹ اونچے گئے اونکی رنگت ایسی سفید نظر آتی تہی
جیسی پگہلی ہوئی قلعی ہوتی ہے ہوا کا رخ اوسوقت ایسے موقع پر تہا کہ ہم پر ٹکڑون کے گرنے کا خوف
بہت ہی کم تہا اور دہوئین سے بہی دم نہ گہٹتا تہا اس عرصہ مین کئی دفعہ مینہہ بہی برسا مگر گرمی ایسی تہی
کہ کپڑے تر ہونے پاتے مواد خارجہ کی ندی جو اوپر سے آتی تہی آبشار سے گذر کر ہمارے پاس سے ہوتی
اور پہلکر کہائی ہوتی جاتی تہی اور اوس مین سے ایسی غمناک اور مرگ کی صدا آتی تہی جیسے کوئی آدمی
درد سے کراہتا ہے غرضکہ چہہ سات گہنٹے تک اوس مادے پر جو ایک روز پہلے پہلکر نکلا تہا کہڑے رہے
ہر طرف آگے پیچہے پاون کے نیچے آگ ہی آگ دکہائی دیتی تہی اور زمین کی سطح ایسی سوراخ سوراخ نظر آتی تہی

کہ جیسے پتھر کے جلے ہوئے کوئلے وہان بکھیر دیتے ہین اور اون کے سرے ایسے تیز تھے جیسے سوئی کی نوکین اور بعد سوا اوسوقت تک جم کر سخت نہین ہوئے تھے گویا پاؤن رکھنے سے اوپر کا چھلکا ٹوٹ جاتا تہا اور پھر ہمارے پاؤن آگ پر پڑتے تھے مگر ہم جلدی قدم اوٹھا لیتے تھے جس چشمے کے پاس ہم کھڑے ہوئے تھے اور وہ ہم سے دو گز پرے تہا اوس کے کنارے ایسے پتلے پتلے تھے جیسے ہر طرف سے شعلے نکلتے تھے اگر یہہ جان نثار کود کر اوسے کبھی طرف جا کھڑا ہوتا تو وہ میرے بوجھہ سے دب جاتا یقین ہے کہ وہان سے ہم لوگون کے چلے آنے کے بعد دو تین ہی گھنٹے مین گھل گھل کر اوسکا کام تمام ہوگیا ہوگا یعنی اوسکے چارون طرف کے پتھر اور مٹی وغیرہ سب پگھلکر چشمے مین گر پڑے ہون گے اور یہہ بھی اوس صورت مین کہ جب دریا نے جو اوس کے برابر بہتا تہا اوس کو چھوڑا ہو اس دریا کی رفتار ایسی تیز تھی کہ ہم مین سے بعض لوگون نے پچاس میل فی گھنٹہ قرار دی تھی مگر تیس میل فی گھنٹہ ہونے مین تو کلام ہی نہین دو سو گز تک بہنے کے بعد اوسکی رفتار مین کمی ہوتی جاتی تھی اور ہر قدم پر کمی ہی تھی یہانتک کہ اون آٹھہ نو بونٹکے سوا جنکا ذکر فدوی اوپر کر چکا ہے حرکت معلوم بھی نہوتی تھی جب دریا طغیانی پر آکر دونون طرف کے کنارہ پر تین تین سو چار چار سو گز تک پھیل جاتا تو اوس کی لہرین بھی آہستہ آہستہ پھیلتی تہین اور جب دریا اوتر جاتا تو وہی لہرین سطح پر اسطرح جم جاتین جیسے قند سیاہ جم جاتا ہے مگر آگ اوسکے نیچے دہکتی تھی ہمارے رہبرون کو اس قسم کے جمے ہوئے ہوا کا بڑا خیال رہتا تہا مگر اس سے بھی زیادہ اون کی نظر ایک اور چشمے سے لڑی ہوئی تھی جو دو سو گز اوپر کی طرف چند گھنٹے پیشتر جوش مین آیا تہا اور اوس سے متواتر راکھہ اور پتھرون کی بوچھار مین پڑ رہی تہین اس چشمے کا حال ایسا ہی تہا جیسے آتشبازی مین انار چھوٹا کرتے ہین تمام شب اس کا یہی حال رہا چشمے سے پٹاخون کے چھوٹنے کی ایسی آواز آتی رہی جیسے کسی رفل رجمنٹ کے سپاہی باڑہ مار رہے ہین اگر اس چشمے سے خدانخواستہ پتھرون کی جگہ فلزات کا مادہ بھکر آتا تو ہمارا ٹھکانا نہ تہا کیونکہ زمین ڈھلوان تھی اور پھر نیچے بڑے بڑے غار چلے جاتے تھے اسی سبب رہبر اوسطرف سے نظر بہت ہی کم ہٹاتے تھے مگر احقر کو تو یہہ خوف تہا کہ کہین پاؤن کے نیچے سے کوئی چشمہ نہ اوبل کھڑا ہو پرانے چشمے سے بھی دہوئین اور راکھہ اور چنگاریون کے بادل بڑے زور و شور سے نکل رہے تھے غرضکہ ہم لوگ تین بجے تک وہان کھڑے رہے اوسوقت ہوا پلٹی اور دہوان ہماری طرف آنے لگا پھر پہاڑ سے سب اوتر آئے اور اپنے اپنے گھر کا راستہ لیا فدوی بھی فرودگاہ مین داخل ہوا آجتک وہ کیفیت لوح دلپر منقوش ہے حاضرین دربار نے دونون کی گفتگو سے نہایت لطف اوٹھایا پھر سوداگر نے بیان کیا کہ الکیمیا

جب گذر بسبیل سیر و سفر برِ اعظم امریکہ مین ہوا تو مین نے وہان کے ڈاکٹرون کا ایک عجیب کمال دیکھا کہ اگر کسی کے بدن مین کوئی زخم اتفاقاً اسقدر بگڑ جاتے کہ قابلِ اندمال نرہے تو اوس کو تراش کر دوسرے مقام سے اوسیقدر گوشت اور چمڑا کاٹ کر وہان پیوند لگا دیتے ہین اور زخم اچھا ہو جاتا ہے اسمین یہہ ضرور نہین کہ وہ گوشت و پوست کچھہ اوسی شخص کا ہو بلکہ یہانتک کہ کسی دوسرے کا گوشت بھی قطع کر کے زندے کے جوڑ مین برابر ملا دیتے ہین شہزادہ دانشمند نے جوابدیا کہ یہہ تو ایک اولی سی بات ہے مگر امریکہ والون نے اکثر تیہہ یہہ کارستانی کی تھی کہ جس وقت دو خونی شخصون کا سر تلوار سے اوڑا دیا گیا تو ایک عیار ڈاکٹر نے فوراً اسرون کو گردنون سے ملا کر مادۂ برقی کی حرارت پہونچانا شروع کر دی چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ مین دست و پا وغیرہ نے حرکت پیدا کی اور قوتِ برقی کے اثر سے زخم درست ہونے شروع ہو گئے اسمین زیادہ تعجب یہہ ہے کہ اوس جلدی مین ایک لاش کا سر دوسرے کی لاش پر لگا دیا گیا اور تندرست ہو جانے کے بعد انسانون کی طرح اپنے تمام کاروبار سرانجام دیتے رہے صرف عیب یہی تھا کہ اون دونون مین ایک شخص کا جسم فربہ اور تنومند تھا مگر سر چھوٹا اور دوسرے کا سر بہت بڑا تھا لیکن جسم نحیف و لاغر اسواسطے کہ پہلے اون دونون مین ایک جوان قوی ہیکل تھا اور دوسرا لاغر اندام پھر سوداگر نے بیان کیا کہ وہان کے کاریگرون نے ایک بہت بڑا اسکان آلاتِ جر ثقیل اور کلون کے ذریعے سے مع تمام صحن و فرشِ زمین کے ایک مقام سے اوٹھا کر بہت دور کے فاصلہ پر رکھہ دیا اور وہ اس خوبی کے ساتھہ بجنسہ قائم ہو گیا کہ اوس کی تعمیر مین کسیطرح کا خلل واقع نہوا خسروپرور نے فرمایا کہ وہان کے صناعون نے ایک بہت بڑی عمارت عالیشان ایک آئینے کی تیار کی ہے کہ جسمین بہت وسیع دالان اور کمرے اور دیوارین اور ستون اور سقف اور بام وغیرہ سب ایک ہی آئینے کے ڈہلے ہوئے ہین غور کا مقام ہے کہ فقط ایک ہی سانچہ تیار کر کے وہ آبگینہ یکبارگی اوسمین ڈہال دیا کہ سب جگہہ برابر پہونچ جاتے کسقدر دشوار ہے ظرف اور سانچہ کی وسعت تو بالائے طاق مگر صناع کی عقلِ وسیع کی وسعت قابلِ ستایش ہے سوداگر نے عرض کی کہ بخداے لایزال فدوی نے جس روز سے اوس عمارت کو دیکھا تھا آجتک اوس صناع کی صنعت کاری کا قائل ہے ہمیشہ اپنے دلمین خیال کرتا تھا کہ یاالہی ان آئینون کو کس قسم کے مصالح سے اس عمارت مین نصب کیا ہے کہ جوڑ اصلا نظر نہین آتا لیکن حضور کے ارشاد سے آج عقدہ حل ہو گیا پھر عرض کی کہ جب فدوی کا گذر برِ اعظم افریقہ کی طرف ہوا تو ایک بھول بھلیان بھی ہماتی اسقدر وسیع نظر آئی کہ جس مین بارہ محلِ عالیشان داخل ہین

علاج

بھول بھلیان

جو بہ ترتیب ایک دوسرے کے پاس بنے ہوئے ہین جو کوئی اون کے دیکھنے کو اندر جاتا ہے
پھر باہر نکلنے کا راستہ نہین پاتا ہے مگر ظاہرا ایک عجیب شئے ہے خسرو پرور نے فرمایا کہ شاید
آپ کو اس کا مفصل حال معلوم نہین یعنی جسقدر یہہ عمارت اوپر بنی ہوئی ہے اوسی قدر زمین کے نیچے
بھی ہے یہہ عمارتین بادشاہون کے قبرستان کے لئے بنائی گئی تھین اس بھول بھلیان مین
کمرون اور دالانون کی سیر کے لیئے اندر جانیوالے کو داخل ہونے سے پیشتر اپنے نکلنے کی تدبیر
سوچ لینی ضرور ہے چنانچہ ایک بھول بھلیان جزیرہ کریٹ کی جو ملکِ یونان کے جنوب مین واقع ہے
اوس مین بھی سیکڑون پیچدار راستے اور ہزارون دروازے اور بیشمار تہہ خانے اور بے انتہا
بالاخانے بنے ہوئے ہین پھر سیارِ گیتی نورد نے عرض کی کہ حضورِ عالی اسطرح سے ایک دفعہ خانزاد کو
برِ اعظم ایشیا کی طرف سفر کا اتفاق ہوا جسوقت ہندوستان مین وارد ہوا بہت سے عجائب
و غرائب نظر سے گذرے یہان کے باشندون کو ہر علم کی طرف متوجہ پایا اور مکانات و عمارات
وغیرہ دور دور مشہور و معروف ہین چنانچہ اکبر آباد مین روضۂ منورۂ تاج گنج تین میل
یعنی ڈیڑھ کوس کے فاصلے پر جانبِ مشرق واقع ہے اول حاشیہ در پر سورۂ والفجر بخطِ ثلث
تختۂ سنگِ سفید پر حروفِ سنگِ سیاہ سے مرصع لکھی ہے اگرچہ باعتبارِ حروف ایک والفجر ہے
مگر بحیثیتِ سواد و بیاض واللیل بھی اوسی مین حروفِ سنگِ سفید سے آشکار ہے عقل اس طلسمات سے
حیران ہے کہ ہر حرف جیسا نزدیک سے نظر آتا ہے اوسیطرح دور سے بھی دکھائی دیتا ہے
جبکہ فدوی نے دروازے مین قدم رکھا تو گویا بے حساب و کتاب جنت مین داخل ہو گیا یعنی ایک
باغِ فردوس نگار لبریز بہار نظر آیا روشون پر دورویہ سرو و صنوبر کی قطار ہر خیابان سے خیابانِ
بہشت کی کیفیت آشکار نہرین جابجا روان فوارے موقع بموقع نمایان حوضِ دلاویز قرینہ بقرینہ
لبریز جبکہ فدوی اوس باغ سے آگے بڑھا وہ روضۂ رفعت انتما نظر آیا ہیئتِ مجموعی اس روضۂ
روح افزا کی ہشت پہلو بنائی ہے اور اوس پر آٹھ مینار با گنبد بہائے آفتابی
و کلسِ طلائی ترتیب دیئے ہین مقبرے کے اندر جاکے دیکھا تو وہان طرفہ تجلیات
انوارِ الٰہی اور عجائباتِ صنعتِ کبریائی کا مشاہدہ کرکے دیدۂ بصارت اور چشمِ بصیرت کو منور
و مجلّٰے کیا کہ نہ کبھی دیدۂ دیدنے دیکھا اور نہ کبھی گوشِ شنیدنے سنا مدفنِ اصلی ایک تہہ خانے
مین واقع ہے واقعی وہ تہہ خانہ انوارِ رحمتِ الٰہی کا خزانہ ہے اور اوپر کے درجے مین مدفنِ
اصلی کے مقابل دو تعویذ علحدہ ہین اور دونون مقابر اسفل و اعلیٰ کی نقش طرازی اور پچینکاری کے

نظارہ سے نقاشِ عقل و شعور کو حیرانی اور مصورِ قوتِ مصورہ کو سرگردانی ہے صناعانِ نازک دست نے
پتھر کے ہر پھول پتے میں ایسا رگ و ریشہ باریک بنایا ہے کہ جسکے روبرو آدھا بال بھی موٹا ہے اور
رنگ نگارخانۂ اژرنگ کی ادنی صنعت یہہ ہے کہ ایک پھول میں باسٹھ پارہ سنگِ رنگارنگ ایسے
وصل کئے ہیں کہ ہرگز اوسکے پیوند ثابت نہیں ہوتے اسطرح اکثر سنگِ زرد سے تختۂ مرمر پر تحریر کی ہیں
گویا طلاے مہر سے صفحۂ ماہ پر جدولین کھینچی ہیں اور سنگِ مرمر کی جالیاں اس خوبی و لطافت سے
بنائی ہیں کہ فدوی نے اونکو چادرِ گلہاے نسترن جانا پھر قفسِ نورِ طائرانِ گلشنِ عدن سمجھا اوس روضۂ
رفیع النشان کا گنبد عرش فرسا ایسا بنایا ہے کہ ایک کرہ سنگِ مرمر کا مانند ایک دانۂ تخمِ مرغ کے
معلوم ہوتا ہے شاید گوہرِ نورِ اول اوسی کو کہتے ہیں غرض تمام درجے اوسکے مشاہدہ کئے اور ہر
درجہ کے نظارہ سے مدارجِ دانائی و بینائی زیادہ ہوتے عقب میں اوسکے ایک مسجدِ وسیع اور
مسجد کے مقابل تسبیح خانۂ رفیع اور نیچے اوسکے شمال رو دریاے جمن شرفِ پابوسی میں ہمیشہ مشرف ہے
اوسجگہ سے کوسوں تک عالمِ آب نظر آتا ہے بروزِ یکشنبہ ہفتہ وہان میلہ بھرتا ہے حوض اور نہرین
پانی سے لبریز کیجاتی ہیں فوارے چھوٹتے ہیں شہر کی خلقت اور صاحب لوگ جمع ہوتے ہیں
تماشائیوں کا اژدحام ہوتا ہے فدوی نے وہ روزِ بہجت افروز دیکھا ہے اور اوسکا نقشہ صفحۂ خاطر پر
آجتک کھنچا ہوا ہے اوس جنت میں سے انسان کا جی باہر نکلنے کو نہیں چاہتا حضرت
ادریس علیہ السلام کا سا حال ہو جاتا ہے اور یہہ شعر بیساختہ زبان پر بار بار آتا ہے

فرد

اگر فردوس بر روے زمین ست — ہمین ست و ہمین ست و ہمین است

شہزادۂ خسرو پرورِ نیک اختر نے ارشاد کیا کہ اے سوداگرِ گیتی نورد تمنے اس روضۂ
معلے کی کیفیتِ ظاہری بیان کی مگر حقیقتِ اصلی سے حاضرینِ دربار آگاہ نہوئے لہذا ہم گوشگذارِ
سامعین کرتے ہیں اوسدم تمام باریافتگانِ بارگاہِ خسروی نورِ دیدۂ خسروِ عالیوقار کیطرف مع سوداگرِ
جہانگرد متوجہ ہوئے خسرو پرور نے ارشاد کیا کہ اگرچہ وہ روضۂ مقدسہ ہنوز میری نظر سے
نہیں گذرا لیکن از روے تحقیقاتِ اہلِ تواریخ مجھے اسقدر معلوم ہے کہ جسوقت ارجمند بانو بیگم زوجہ
شاہجہان بادشاہ کا کہ جو آصف جاہ برادرِ نورجہان بیگم کی دختر تھی انتقال ہوا تو اوس بادشاہِ
وفاشناس نے بناے روضۂ فلک رفعت کا حکم دیا اور تمام قلمروِ ہند اور بلادِ دور دست میں فرامین
و تنقیحات سنگہاے عجائب و غرائب کی طلب میں جاری کئے اور بنایانِ بدیع کار و معمارانِ شگرف آثار

اور خوشنویسانِ جواہر رقم و نقاشانِ مانی قلم کو ہر کشور و ولایت اور ہر اقلیم و شہرِ اعظم سے بلوایا چنانچہ بیلداران قوی ہیکل اور حجارانِ سنگافانِ فولاد بازو نے بنیاد اوسکی تا سرِ آب پہونچا کر ایک چبوترہ تین سو چوہتر گز طول اور ایک سو چالیس گز عرض مین نہایت متانت و استحکام کے ساتھہ تیار کرکے اوسپر زمین سے سولہہ گز کرسی بلند مترتب کی اور سطحِ کرسی پر وہ عمارتِ سراپا کرامت بارہ برس کے عرصہ مین درجۂ اختتام کو پہونچی دائرہ اوس گنبدِ بزرگ کا دو سو دس گز ہے کہ جسکا قطر قریب ستر گز کے ہوتا ہے اندر سے سقف بتیس گز بلند ہے اور سرِ گنبد سے کلسِ مطلا گیارہ گز اور زمین سے کلس کی نوک تک ایکسو سات گز ارتفاع ہے اس روضۂ مقدسہ کی چاردیواری کے باہر ایک جلوخانہ ہے طول اوسکا دو سو چار گز اور عرض دو سو پچاس گز اور اوسکے چارون اضلاع مین ایکسو اٹھائیس حجرے ہین اور دو بڑے بڑے کمرے کہ ہر ایک طول مین چھہتر گز اور عرض مین چونسٹھہ گز ہے اور اوسمین بتیس بتیس حجرے اور چار و مطرف ایوان وسیع اور اوسکے روبرو بازار چارسو کہ جسکو عرف مین چوہٹر کا بازار کہتے ہین بہت عریض و طویل اور چار سرائین نہایت فراخ و وسیع کہ جنمین سے ہر ایک کا عرض و طول تین سو ساٹھہ گز اور چھتیس چھتیس حجرے ہین اور یہہ عمارتین مع ایوان اور دالانون کے سب پختہ سنگِ سرخ سے مترتب ہین غرض یہہ مقامِ محمود اور روضۂ مسعود ہر موسم مین خلدِ ثانی اور بہشتِ جاودانی ہے سردی مین تابشِ آفتاب سے حمام معتدل اور گرمی مین ہوائے خنک سے راحتِ جان آرامِ دل برسات مین آبشار و سبزہ زار سے فردوس نظر اور بہار مین لالہ و گل سے رشکِ قطعۂ کشمیر

مؤلف

عجب مرقدِ پاکِ بلقیسِ عہد — کہ بانوئے آفاق کا ہے وہ مہد
مرصع جواہر سے دیوار و در — ہوا آب گوہر سے بھی تازہ تر
خجل کیون نہو اوس سے باغِ بہشت — کہ ہے رشکِ فردوس عنبر سرشت
وہان کی ہے جاروب مژگانِ حور — کہ آنکھین بچھاتے ہین دامانِ حور

باغ کا وہ عالم کہ لالۂ کوہ خاور اس کے شقائقِ رنگین کی غیرت سے ہر صبح زرد رو و لرزان اور شب بوئے روضۂ مسعود اوس کے گلِ چاندنی کی حسرت سے ہر شب داغ در پہلو و سرگردان

مؤلف

دیکھہ کر بے رنگی سبزی رنگِ چمن — حوض فوارے سے ہے انگشتِ حیرت در دہن

اوسکے سرو و شمشاد بلند کے سامنے خوبیٔ قامتِ خوبانِ جہان پست اور اوسکی بہارِ دلکش کے روبرو رونقِ چمن گلزارِ جہان در شکست نظم بعالم چنین باغ نامد پدید + نہ قصرِ این چنین چشمِ افلاک دید + خیابان کرد چشمِ بد باد دور +

کناں چمن بسترا بین السطور نہ زیر مصرعِ شاخِ گل بے درنگ نہ برآوردہ سرِ معنی رنگ رنگ نہ اوسکے حوضِ حیات بخش کی شرم سے آبِ حیوان پردۂ شرم مین روپوش اور اوسکی نہرِ صفا کی حسد سے دلِ لعلِ کان ہزار آبلہ دروں

مؤلف

آئینہ حوض ہے وہ روشن ۔ پنہاں نہیں جسمین رازِ گلشن
فوّارۂ ارتفاع نشو و نما ۔ باقامتِ راست و قدِ موزون
ہر لحظہ براہ دستگیری ۔ گردوں کے لیتے عصا ہے پیری
فوّارہ ہے یا کہ نخلِ سیماب ۔ یا سروِ روانِ عالمِ آب

مہندیکی ٹٹیاں گلِ تر نے شکارِ دلِ بلبل کے لیے باندھی ہین یا باغبانِ عصمت نے پردگیانِ چمن کیواسطے قناتین سبز مخملی کی کھڑی کی ہین

قطعہ

بہارِ گلِ طرب انگیز گشت و تو بہ شکن ۔ بشادی رخِ گل بیخِ غم زدل برکن
طریقِ صدق بیاموز از صفای دل ۔ براستی طلب آزادگی ز سروِ چمن

اس باغ کا طول و عرض چالیس بیگہ میں ہے فرش و روشین تمام سنگِ سرخ کی اور اونمین سبزہ و گل جیسے عقیق مین کی پتّری مین یاقوت و زمرد کی چنّیان جڑی ہین سنگِ مرمر کی نہرونمین آبِ روان سطحِ آئینۂ جہان نما کے اطراف جداولِ سیمین کھنچی ہین

مؤلف

وہ نہرین زیبِ ورد و زیورِ باغ ۔ کہوں یا اون کو روحِ پیکرِ باغ
وہ نہرین رشکِ آبِ زندگانی ۔ طراوت بخشِ باغ کامرانی

اوس گلزمین کے وسط مین ایک چبوترہ بیضا رنگ جلوہ نما ہے اور درمیان اوسکے نقطۂ مرکز کے مانند ایک حوض کالشمس فی السماء جو سنگِ مرمر و سنگِ موسی اوس عمارتِ عالیشان مین صرف ہوا ہے نورِ چشمِ تجلیِ طور ہے اور سواد و بیاضِ دیدۂ حور اور جو عقیق و لاجورد اوس بنای سماوی بنیان مین خرچ کیا ہے لختِ جگرِ کان اور نورِ چشمِ معدن ہے اوسکی محراب خورشید قباب کے رشک سے ہلال ہمہ تن ناخنِ سینہ خراش بنگیا ہے اور اوسکے کمانچۂ طاقِ رفیع کے سامنے فلک بھی قوسِ قزح کو نقشِ برآب ہوا جانتا ہے

قطعہ

پیشِ مرغولۂ محراب و درِ والانش ۔ طاقِ ابروے بتان بہرِ سلام آمدہ خم
پاے بنیادِ قویمش بسرِ گاوِ زمین ۔ از لبِ بام زند بوسہ بعرشِ اعظم

اس قصرِ نادر العصر کا تہ خانہ نورانی کاشانہ کہ آفتاب ہر روز اوسکی باریابی کیواسطے رخنہ جو اور ماہتاب کو ہر شب اوسکی آستانہ بوسی مین تکاپو ہے وہان برابر برابر سلطان ابو المظفر شہاب الدین محمد صاحبقران ثانی مخاطب بہ شاہجہان بادشاہ

اور ارجمند بانو بیگم ملقب بہ ممتاز محل کا مدفن ہے بادشاہ کی تاریخ انتقال رضی اللہ اور ممتاز محل کی تاریخ وفات یہ ہے

تاریخ

زین جہان رفت چو ممتاز محل — در جنت برخش حور کشاد
بہر تاریخ ملائک گفتند — جائے ممتاز محل جنت باد

اس مصرع میں سے ایکہزار چالیس ۱۰۴۰ ہجری اور رضی اللہ میں سے ایکہزار چھہتر ۱۰۷۶ ہجری برآمد ہوتے ہیں قصہ مختصر زمانہ سابق میں وہاں ایک شہر جداگانہ بنام ممتاز محل آباد تھا مگر انقلاب روزگار سے ویران ہو گیا ہے لیکن تاہم کچھ کچھ نشان بطور یادگار کہیں کہیں باقی ہیں

فرد

از نقش و نگار در و دیوار شکستہ — آثار پدید است صنادید عجم را

الحاصل سوداگر یا مور سیاح جہانگرد سیار گیتی نورد جو عجائبات نوادر اور بدائع گوناگون صنعت بوقلمون بیان کرتا تھا شہزادۂ عالی جناب دانش مآب والا گوہر خرد پرور اوسکی حقیقت اور کیفیت اس عمدگی و لطافت سے ارشاد فرماتا کہ حاضرین محفل امتحان گوش سماعت سے چشم بصیرت کا لطف مشاہدہ کرتے تھے اور جس چیز کو خواب میں بھی کسی نے نہ دیکھا تھا شہزادۂ روشن بیان کی فصاحت تقریر سے قوت مصورہ اوسکی تصویر صفحۂ خاطر پر منقوش کر دیتی تھی اور نقشہ اوس کا قوت متخیلہ کی آنکھوں میں کھنچ جاتا تھا

مؤلف

دُرفشانی جو وہ فرخندہ اثر کرتا تھا — صدف گوش کو لبریز گہر کرتا تھا

فضائے محفل بہشت مشاکل و سامعین تقریر دلپذیر سے غلغلۂ تحسین و آفرین تا گنبد فلک ہفتم پہونچا یا اور زمزمۂ احسنت و مرحبا ہر طرف سے اسقدر بلند ہوا کہ حاملان عرش اعظم نے سنا اور شہزادۂ دانش پناہ کی ترقی مدارج علم و عقل کیواسطے درگاہ پروردگار میں التجا کرنے لگے اور افزونی عمر و دولت کے لیئے بارگاہ کردگار سے بدل و جان خواستگار ہوئے

مؤلف

کیا خوش نصیب ہے کہ جسے حاملان عرش — دیتے ہیں دمبدم یہہ دعا طال عمرہ
اس عندلیب گلشن اقبال کے لیئے — ہے مرغ سدرہ نغمہ سرا طال عمرہ
الیاس و خضر و عیسی و ادریس اے نظام — رکھتے ہیں ورد صبح و مسا طال عمرہ

سلطان التاجرین سیاح نے روپئے اور درہم و دینار بیشمار اور اطباق زر و جواہر آبدار شہزادۂ نامدار کے فرق مبارک پر نثار کیئے
شہریار عرش وقار نے ہزار پارچہ کا خلعت گران بہا مرحمت فرماکر سوداگر دانشور کو
رخصت کیا اور فرزانۂ روزگار کو بھی نوازش بیحد و بیحساب سے معزز
و ممتاز فرمایا دربار برخاست ہوا

باب پنجم موسوم بہ عقل ششم

مؤلف

ساقیا تجھکو دعا دیتے ہوئے جاتے ہیں — شاد رہ تو کہ تری بزم سے ہم شاد چلے
وقت پر بھول نجانا کبھی ہاں یاد رہے — دور ساغر اگر اے شیخ بہ بیداد چلے

فرزانہ روزگار اور خرد پرور قیامگاہ مین تشریف لائے امتحان سے تو فرصت ہو چکی تھی دوسرے علوم کیطرف متوجہ ہوئے اوستاد نے کہا کہ اے خرد پرور اب کچھہ علم کارآمد مثل حساب و جبر و مقابلہ و مساحت و ریاضی و طبیعیات و ہیئت و جر اثقال وغیرہ بھی تھوڑا تھوڑا سمجھہ لو ہ فرد ہ کار دنیا کسے تمام نکرد ہ ہرچہ گیرید مختصر گیرید ہ اگرچہ ان مین سے ہر علم ایک دریا ہے مگر ہم کوزے مین بند کرکے تمہین اوسکی کیفیت سے واقف و آگاہ کرتے ہین شہزادہ ہوشمند آداب بجالایا فرزانہ روزگار نے دعاے خیر دی اور کہا کہ ان علوم مین سے پہلے درجے پر علم حساب ہے اسلئے ہم بھی اوسکو اول بیان کرنا مناسب سمجھتے ہین حقیقت مین علم حساب چہرہ جمیع معاملات دنیوی کے لئے آئینہ اور جملہ امورات ظاہری و باطنی کیواسطے کسوٹی ہے جو شخص اسمین کامل نہین وہ ہر بات مین ناقص ہے اگر یہہ علم نہوتا تو حق و باطل مین کچھہ تفاوت نکیا جاتا اور انسان مثل حیوان بے تمیز و نادان رہتے ایک سے ایک کو شرف امتیاز ہرگز نہوتا جو آدمی خواہ غریب ہو خواہ امیر امور دنیا مین اپنے مخدوم و خادم اور ملک و حشم سے اور مراتب دین مین اپنے نفس نفیس اور اوقات عزیز سے شب و روز برسر حساب رہتا ہے وہ بجز سود و مفاد کے زنہار نقصان و زیان مین نہین پڑتا پس ہر شخص کو واجب لازم ہے کہ یہہ علم حاصل کرے اور اس نعمت عظمی و دولت کبری سے محروم و بے نصیب نرہے خصوصًا اہل سلطنت و ریاست اور صاحب فرمان و حکومت کو تو نہایت ضرور ہے کہ اونکو ہر وقت اس سے کام پڑتا ہے اے خرد پرور اس علم شریف کے ذریعے سے عدد مجہولات کو عدد معلومات سے دریافت کر لیتے ہین اور اس علم کا موضوع عدد ہے یعنی خاص عدد سے بحث کیجاتی ہے پس عدد کی دو قسمین ہین ایک **مطلق** یعنی **صحیح** دوسرے **مضاف** یعنی کسر اور اوستادان علم حساب نے صورت اعداد کیواسطے نو ۹ قسمین مقرر کی ہین چنانچہ اونکی شکل یہہ ہے ۱ ؛ ۲ ؛ ۳ ؛ ۴ ؛ ۵ ؛ ۶ ؛ ۷ ؛ ۸ ؛ ۹ ؛ اور دسوین شکل صفر کی یہہ ہے ؛ ۰ ؛ یاد رکھو کہ صفر حساب کی اصطلاح مین اوس نقطے کو کہتے ہین جو حفظ مراتب کیواسطے لکھا جاتا ہے اور متقدمین صفر کی صورت کو ہاے مکتوبی کیطرح مدور لکھتے تہے

یعنی ۵ ، اور پانچ کی رقم کو چھوٹی عین کی صورت پر اسطرح کہ جسکا دامن سر سے ملا ہوا ہو یعنی ٥ لیکن متاخرین نے
پانچ کو عصرِ متقدمین کی شکل اور صفر کو نقطہ حروفِ تہجی کی صورت لکھنا شروع کر دیا اسکا یہہ دستور ہے کہ اگر
بڑا عدد تحریر کرنا منظور ہے اور اوس سے پہلے کوئی عدد نہو تو اول مین جسقدر مرتبے واقع ہون اوسی
قدر نقطے لکھدیتے ہین چنانچہ دس اور بیس وغیرہ مین نوّے تک درجہ آحاد پر ایک نقطہ موجود ہے
یعنی ۱۰ ، ۲۰ ، ۳۰ ، ۴۰ ، ۵۰ ، ۶۰ ، ۷۰ ، ۸۰ ، ۹۰ ، اور سو دو سو وغیرہ مین نو سو تک درجہ
آحاد و عشرات پر دو نقطے موجود ہین یعنی ۱۰۰ ، ۲۰۰ ، ۳۰۰ ، ۴۰۰ ، ۵۰۰ ، ۶۰۰ ، ۷۰۰ ، ۸۰۰ ،
۹۰۰ ، اور ہزار دو ہزار وغیرہ مین آحاد و عشرات و مئات کا مرتبہ خالی ہونیکے سبب سے تین نقطے موجود ہین
یعنی ۱۰۰۰ ، ۲۰۰۰ ، ۳۰۰۰ ، ۴۰۰۰ ، ۵۰۰۰ ، ۶۰۰۰ ، ۷۰۰۰ ، ۸۰۰۰ ، ۹۰۰۰ ، وعلیٰ ہذا القیاس اور
جب اس سے پہلے کوئی عدد ہوگا جیسے ۳۲ بتیس یا ۴۵۷ چار سو ستاون وغیرہ تو اون اعداد کے
سبب سے بڑا عدد اپنے مرتبے میں ہوتا ہے نقطونکی کچھہ ضرورت نہین اور جبکہ بعضے مراتب مین اعداد ہون
اور بعضے مین نہون تو جن مرتبون مین عدد نہوگا وہان نقطہ رکھدینگے مثلاً چھہ سو نو یا تیس ہزار دو سو
سات اسطرح سے لکھتے ہین ۶۰۹ اور ۳۰۲۰۷ وعلیٰ ہذا القیاس اور ہر بائین کا عدد اپنے ماقبل کے عدد سے
مرتبے مین دہ چند ہوگا اور ہر مرتبے کیواسطے ایک نام جداگانہ مقرر ہے چنانچہ اکن ، دہن ، سہن ،
ہزارن ، دہ ہزارن ، لکھن ، دہ لکھن ، کروڑن ، دہ کروڑن ، اربن ، دہ اربن ، کھربن ، دہ کھربن
، نیلن ، دہ نیلن ، پدمن ، دہ پدمن ، سنکھن ، دہ سنکھن ، وغیرہ اسکی طرف اشارہ ہے اور محاسبین
متقدمین و حکمائے سلف تعدادِ ایام و شہور و سنین اور آنہ پائی وغیرہ اور وزنِ اشیا کے لیئے اور عددِ
صغیر کو عددِ کبیر کے مقابل لکھنے کیواسطے یہی اعدادِ مذکورہ استعمال مین لاتے ہین اور تعدادِ مبالغ و نقرہ و طلا
و اراضی وغیرہ کو رقوم عربی سے لکھتے ہین عربی رقمین یہہ ہین [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ان رقمون مین ایک سے لگا کر انیس تک برابر شکلین
متواتر موجود ہین اور بیس سے نوّے تک دہائیان اور سو سے نو سو تک سینکڑے اور ہزار سے بیس ہزار تک
رقمونکی صورتین معلوم ہوتی ہین انکے دریافت کر لینے سے انسان ہر طرح کی رقم لکھہ سکتا ہے نمونے کے لیئے

اسقدر بہہ وجوہ کافی ہین اورلاکہہ کیواسطے عربی مین یہہ شکل سقرر ہے لک اسے خرد بزرد
پیشتر ہم بیان کرچکے ہین کہ عدد یا صحیح ہوگا یا کسر لہذا پہلے عدد صحیح کی تشریح کرتے ہین اول عمل جمع
اور وہ دو عدد یا زیادہ عددون کے اکہٹے کرنیکو کہتے ہین یہہ عمل داہنی طرف سے شروع کیا جاتا ہے اس کا
طریق یہہ ہے کہ جن عددونکو جمع کرنا منظور ہو اونکو دو سطرونمین اسطرح لکہو کہ اکائی کے نیچے اکائی
اور دہائی کے نیچے دہائی اور سینکڑے کے نیچے سینکڑا وعلی ہذا القیاس جہانتک ہو پہر اسکے
نیچے ایک خط کہینچکر حاصل جمع کو اوسکے نیچے لکہدو اسلیئے کہ وہ خط عدد مجموع سے عدد حاصل کو جدا کرتا ہے
اس خط کا نام خط عرضی ہے اب اس خط کے نیچے اکائی کو اکائی کے ساتہہ جمع کرکے لکہو اور دہائی کو
دہائی کے ساتہہ غرضکہ آخر تک یہی طریقہ جاری رکہو پس اگر دو عددونکی جمع دس سے کم ہو تو اونکو بجنسہ
اوس عدد کے نیچے لکہدو اور دس سے زیادہ حاصل ہو تو اوس زیادہ کو تحریر کرلو اور جو پورے دس حاصل ہون تو
اوس مرتبے کے نیچے صفر لگاؤ اور ان دونون صورتونمین دس کے بدلے ایک عدد اپنے ذہن مین محفوظ
رکہو اسواسطے کہ ہر مرتبہ اپنے اگلے مرتبے سے دہ چند ہوتا ہے اور قاعدہ ہے کہ دو سطرون کی جمع مین
ایک سے زیادہ دہائی کبہی حاصل نہوگی غرضکہ مرتبہ آئندہ کے حاصل جمع مین وہ ایک زیادہ کرنا پڑتا ہے
اور جو آئندہ کوئی عدد نہو تو صرف وہی ایک نیچے لکہدو اسے خرد بزرد اسکی چار صورتین ہین ایک
یہہ کہ وہ مرتبہ ایک سطر مین ہو اور دوسری مین نہو چنانچہ [illegible] دوسرے یہہ کہ ایک سطر مین وہ مرتبہ
موجود ہے مگر عدد نہونیکے سبب سے صفر دیا گیا اور دوسری سطر مین وہ مرتبہ نہین ہے چنانچہ [illegible]
تیسرے یہہ کہ وہ مرتبہ دونون سطرونمین پایا جاتا ہے مگر ایک سطر مین عدد اور دوسری سطر مین صفر ہو چنانچہ
[illegible] چوتہے یہہ کہ وہ مرتبہ دونون سطرونمین موجود ہو مگر دونون جگہ بجائے عدد صفر لگا ہو چنانچہ
[illegible] پس اگر حاصل جمع کی سطر مین کوئی چیز محفوظ نہو تو عدد کو یا صفر کو بعینہ رقم کرو اور جو محفوظ ہے
تو صورت اول اور سوم مین محفوظ اوس مرتبے کے اعداد مین ملادو اور صورت دوم و چہارم مین محفوظ کو
بعینہ اوس مرتبے کے صفر کے نیچے لکہدو اور ان چارون صورتونکی مثال اس عمل سے ظاہر ہے [illegible]
یہہ طریق دو سطرونکے جمع کرنیکا ہے اور جو بہت سطرین ہون یعنی تین چار یا اس سے زیادہ تو اونکو بہی اسیطرح
نیچے اوپر لکہو چنانچہ اکائی کے نیچے اکائی اور دہائی کے نیچے دہائی وغیرہ اور عمل کو سیدہی طرف سے
شروع کرکے ہر دس کے بدلے ایک ایک یاد رکہتے جاؤ جیسا کہ ہم بیان کرچکے ہین ان دونون عملونمین
کچہہ فرق نہین ہے مگر صرف اسیقدر کہ دو سطرونمین ایک سے زیادہ دہائی حاصل نہین ہوتی اسلیئے ایک یاد رکہنا
پڑتا تہا اور اسمین زیادہ دہائیان حاصل ہوتی ہین اور ہر دہائی کیواسطے ایک ایک نگاہ رکہتے ہین یعنی اگر بیس

جمع

حاصل ہون تو دو اور تیس حاصل ہون تو تین اور چالیس حاصل ہون تو چار وعلی ہذا القیاس چنانچہ اوسکی مثال یہہ ہے

اعداد مجموع	۷	۲	۳	۷	۳
		۳	۳	۱	۸
			۵	۱	۴
				۹	۶
					۷
خط عرضی — حاصل جمع	۷	۶	۳	۰	۸

عمل جمع کے امتحان کا طریق یہہ ہے کہ اعداد مجموع مین سے بے لحاظ مراتب نو نو طرح دین جو باقی رہے اوسکا نام میزان ہے اسیطرح حاصل جمع مین سے بہی نو نو طرح کرین جو اس مین سے باقی رہے وہ اگر میزان کے برابر ہے تو غالباً عمل صحیح ہے ورنہ غلط چنانچہ عمل مذکورہ کی میزان یہہ ہے ۶ ╳ ۶

دوم عمل تضعیف اور وہ عددون کے دو چند کرنیکو کہتے ہین یہہ عمل داہنی طرف سے شروع ہوتا ہے اسکا یہہ طریق ہے کہ ایک سطر لکھو اوسکے نیچے ایک خط عرضی کہینچو پہر ایک عدد کو دوگنا کرکے اوس مرتبہ کے نیچے لکھتے جاؤ اور جو باقی حاصل ہو تو عدد آیندہ کی تضعیف مین شامل کرو یہہ عمل بہی جمع کے مطابق ہے صرف اسیقدر فرق سمجہو کہ اوسمین دوسری طرف تحریر کرکے جمع کرتے ہین اور اسمین فرض کر لیتے ہین کہ دوسری سطر بہی بجنسہ اوسیکے مشابہ موجود ہے اور تصور مین دونون کو باہم جمع کرکے حاصل جمع کو نیچے لکھتے جاتے ہین چنانچہ عمل تضعیف کی یہہ صورت ہے مضعف ۲۵۲۰۷۳ ضعف ۵۰۴۱۴۶ اسکا امتحان یہہ ہے کہ مضعف کو نو نو کی طرح دو جو میزان باقی رہے اوسکو دونا کرکے لکھو پہر ضعف یعنی حاصل تضعیف کی میزان نکالو اگر دونون مساوی عدد ہین تو غالباً عمل صحیح ہوگا ورنہ غلط ہے چنانچہ ۲ ╳ ۲ سوم عمل تنصیف اور وہ عددون کے نصف یعنی آدہا کرنے کو کہتے ہین یہہ عمل بائین طرف سے ابتدا کیا جاتا ہے اے خرد پرور یاد رکہو کہ عدد صحیح دو قسم ہے ایک زوج یعنی جفت جو دو حصون پر صحیح تقسیم ہوجاتا ہے جیسے چار چہہ آٹہہ وغیرہ دوسرے فرد یعنی طاق کہ جو دو صحیح حصون پر تقسیم نہوسکے جیسے تین پانچ سات وغیرہ اب سنو کہ ایک سطر برابر لکہو اور ہر عدد کو دو حصے کرکے ایک حصہ بائین طرف سے خط عرضی کے نیچے لکھتے جاؤ اگر صحیح ہے تو فبہا اور جو کسر واقع ہو تو اوسکے واسطے پانچ اپنے ذہن مین محفوظ رکہو اور اس مرتبے سے داہنی طرف جو عدد ہے اوسکی تنصیف کرکے یہہ پانچ اوسمین ملا دو اور جو سبدہی طرف صفر ہو تو وہی پانچ اوسکے نیچے لکہدو اور جو ایک کا عدد ہو تو یہہ پانچ اوسکے نیچے بہی لکھے جائینگے مگر اوس ایک کا آدہا یعنی پانچ پہر اگلے عدد کی تنصیف مین ملایا جائیگا اسلئے کہ اگلا مرتبہ اپنے بائین طرف کے مرتبے سے دس حصے کم ہے تو بایان عدد ایک کا اس داہنے مرتبے مین دس بجائیگا جسطرح دس اپنے

عمل تضعیف

عمل تنصیف

بائین طرف کے مرتبے سے دس حصے کم ہے تو بایان عدد ایک کا اس واسطے مرتبے مین دس سمجھا جاگا
جسطرح دس اپنے بائین مرتبے مین ایک سمجھا جاتا ہے اور جبکہ عملِ تنصیف مین اکائی کے مرتبے پر ایک واقع
ہوگا تو اوسکے واسطے آدہے کی شکل جدا بنانی پڑے گی اور اوسکے نیچے اگر پانچ محفوظ ہے تو بجنسہ
لکھہ دیا جائیگا ورنہ صرف ایک صفر لگا دینگے اور جو اوپر اکائی مین کوئی اَور عدد طاق ہوگا تو اوسکی
تنصیف کے بعد پھر اکائی کا آدہا لکھنا پڑیگا چنانچہ عملِ تنصیف کی یہہ صورت ہے $\frac{۱}{۲}$ $\frac{۴۳۰۲۱}{۲۱۵۱۰}$
اور نصف کی علیحدہ صورت یہہ ہے $\frac{۱}{۲}$ (شمار کنندہ / نسب نما) اس خط کے نیچے جو دو کا عدد ہے اسکو نسب نما
اور اوپر جو ایک کا عدد ہے اوسکو شمار کنندہ کہتے ہین اسکا حال ہم تمہین کسر کے بیان مین سمجہائینگے
اسکے امتحان کا یہہ طریق ہے کہ سطرِ بالا کی میزان بطریقِ مذکور جو باقی رہے اوسکو تضعیف کرکے
داہنی طرف لکھو اور حاصلِ تنصیف کی میزان کو بائین جانب لکھو اگر دونون مساوی ہین تو غالباً عمل
صحیح ہوگا چنانچہ اس عملِ تنصیف کی میزان یہہ ہے $\frac{۴۲۵۷۹}{۲۱۲۸۹}$ × ۲

عملِ تفریق

چہارم عملِ تفریق یا
یعنے بہت عددون مین سے تہوڑے عددون کو کم کرنا یہہ عمل سیدہی طرف سے شروع ہوتا ہے
اسکا یہہ طریق ہے کہ زیادہ اعداد کو اوپر اور کم اعداد کو بطریقِ معلوم نیچے لکھکر ایک خطِ عرضی کھینچو
اور بڑے عدد مین سے چہوٹے عدد کو کم کرکے جو باقی رہے اوسکو اوسی عدد کے مقابل خطِ عرضی کے
نیچے لکھو اگر کچہہ نہ بچے تو صفر تحریر کرو اور جو اوپر والا عدد کم ہو تو بائین طرف سے ایک باقی
اوسمین ملاؤ یعنی اگر ایک ہو تو گیارہ اور دو ہون تو بارہ بنالو علی ہذا القیاس اٹہارہ تک اختیار ہے
اور اونیس کے واسطے احتیاج نہین پڑتی اسلیئے کہ نو سب مین بڑا عدد ہے اگر اسکے نیچے نو ہونگے تو بعد
تفریق کے ایک نقطہ لگا یا جائے گا غرضکہ اس عددِ مرکب مین سے وہ عدد کم کرکے جو باقی رہتا ہے اوسکو
لکہدو اور جس مین سے یہہ دہائی لی ہے اوسمین ایک کم شمار کرو یعنی پانچ تہے تو چار رہ گئے اور چہہ مین
تو پانچ وعلی ہذا القیاس اور جو دہائی ملانیکی ضرورت مین بائین طرف ایک صفر ہو یا زیادہ تو ہر صفر پر
نو کا عدد لکہدو اور اون صفرونکے بعد جہان کوئی عدد ہو اوسمین سے ایک کم کرکے وہ رقم اوسپر
تحریر کرو اور جو آخر مین ایسے موقع پر ایک کا عدد ہوگا تو وہ خود فنا ہو جائیگا اوسکے اول کے
نقطے پر صرف نو باقی رہجائینگے اور اون نقطون کے نیچے اوپر والے عدد کی تفریق کیجاتے گی اور
یاد رکہو کہ زیادہ عدد زنہار نیچے واقع نہون گے چنانچہ عملِ تفریق کی مثال یہہ ہے دیکہو

مفروق منہ	۳	۵	۷	۰	۶	۲
مفروق	۲	۷	۸	۹	۲	
حاصلِ تفریق	۱	۹	۸	۰	۴	۲

تفریق کا امتحان اس طرح کیا جاتا ہے کہ نو نو کیطرح کے بعد مفروق منہ کی میزان سے مفروق کی میزان کم کرین میزانونکی حاصل تفریق کو اوپر کے خانہ مین لکھو اور حاصل تفریق کی میزانکو نیچے کے خانہ مین لکھو اگر ان دونون خانونکی میزانین برابر ہین تو عمل صحیح ہے

دونون کی حاصل تفریق

۵

مفروق منہ کی میزان ۶ ✕ ۱ مفروق کی میزان

۵

حاصل تفریق کی میزان

پنجم عمل ضرب یعنی ایکعدد کو دوسرے عدد کی مقدار پر بڑھانا جیسے پانچ کو چھہ مین ضرب دینے سے یہہ مطلب ہے کہ پانچ کو چھہ بار اکٹھا کرین اور جن دو عددونکو باہم ضرب کرتے ہین ایک مضروب اور دوسرے کو مضروب فیہ اور تیسرے عدد کو جو ان دونونکی ضرب سے حاصل ہوتا ہے حاصل ضرب کہتے ہین اور ہمکو اختیار ہے کہ ان دونون عددونمین جسکو چاہین مضروب اور جسکو چاہین مضروب فیہ قرار دین مگر دستور یہہ ہے کہ زیادہ کو مضروب اور کم کو مضروب فیہ مقرر کرتے ہین آخر دیرو عمل ضرب کی تین قسمین ہین اول مفرد کی ضرب مفرد مین یعنی اکائی کو اکائی مین ضرب دینا اور اسکیواسطے ایک عمدہ نقشہ ہم تمہین یاد دلواتے ہین نقشہ شرح عمل ضرب

عمل ضرب

نقشہ ضرب

	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹
۱	۱								
۲	۲	۴							
۳	۳	۶	۹						
۴	۴	۸	۱۲	۱۶					
۵	۵	۱۰	۱۵	۲۰	۲۵				
۶	۶	۱۲	۱۸	۲۴	۳۰	۳۶			
۷	۷	۱۴	۲۱	۲۸	۳۵	۴۲	۴۹		
۸	۸	۱۶	۲۴	۳۲	۴۰	۴۸	۵۶	۶۴	
۹	۹	۱۸	۲۷	۳۶	۴۵	۵۴	۶۳	۷۲	۸۱

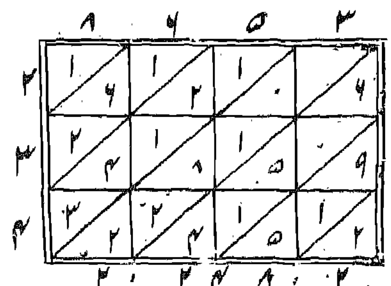
اس نقشہ مین داہنی طرف کے عدد مضروب اور اوپر کے مضروب فیہ اور باقی حاصل ضرب ہین اسکے دریافت کرنیکا یہہ طریق ہے کہ دونون عددونکا حاصل ضرب اوسی خانہ مین موجود ہے جو مضروب اور مضروب فیہ کے مقابل واقع ہوا ہے مثلاً چھہ کو چار مین ضرب کرین تو چوبیس ہونگے یہہ عدد اوس خانہ مین موجود ہے جو عرضاً چھہ کے مقابل اور طولاً چار سے محاذی ہے وعلی ہذا القیاس اور اگر آحاد کو غیر آحاد مین یعنی اکائی کو دہائی یا سینکڑے وغیرہ مین ضرب کرین یا غیر آحاد کو غیر آحاد مین یعنی دہائیون کو دہائیون مین اور سینکڑونکو سینکڑونمین یا ہزارونکو ہزارونمین ضرب دین تو اوسکا یہہ قاعدہ ہے کہ ایک عدد کی صورت کو دوسرے عدد کی صورت مین بغیر لحاظ مراتب کے ضرب کرو حاصل ضرب کو تحریر کرکے ایک جانب یا دونون

مراتب میں جتنے صفر ہوں اون سبکو اس حاصلِ ضرب کے داہنی طرف لکھدو اب بلحاظِ مراتب وہ عدد حاصل ضرب ہے
مثلاً چار کو پچاس میں ضرب دینے سے دو سو ہوتے ہیں پس ۴ کو ۵ میں ضرب دیا ۲۰ ہوئے اوسپر جو ایک
صفر ۵۰ میں موجود ہے لکھدیا ۲۰۰ ہوئے اسیطرح ۸۰ کو ۶۰۰ میں ضرب دیا تو ۴۸۰۰۰ ہوئے یعنی
۸ کو ۶ میں ضرب دیا ۴۸ ہوتے ہیں اوسکے داہنی طرف ۸۰ کا ایک نقطہ اور ۶۰۰ کے دو نقطے رکھدیے تو
۴۸۰۰۰ ہو گئے **دوم ضرب مفرد کی مرکب میں** اسکا یہہ طریق ہے کہ عدد مرکب یعنی مضروب فیہ کے
داہنی طرف ایک قوس کھینچکر مفرد مضروب کو لکھو اور مرکب کے نیچے ایک خطِ عرضی کھینچکر مفرد کو ہر رقم میں
ضرب دیکر حاصلِ ضرب کو اگر دس سے کم ہے تو خطِ عرضی کے نیچے لکھتے جاؤ اور جو دہائی حاصل ہو تو صفر دو
اور دہائی سے زیادہ حاصل ہو تو زیادہ کو لکھدو اور ان دونوں صورتوں میں دہائی آیندہ مرتبے کے حاصل ضرب پر
زیادہ کرکے عملِ جمع کا قاعدہ جاری کرو مثال اسکی یہہ ہے ۴) ۴۷۴۵۲ / ۱۸۹۸۰۸ **سوم ضرب مرکب کی**
مرکب میں اسکے واسطے یہہ طریق ہے کہ مضروب کے پہلے عدد کو مضروب فیہ کے سب عددوں میں
بطریقِ مذکور ضرب کرکے حاصلِ ضرب کو خطِ عرضی کے نیچے لکھو پھر مضروب کے دوسرے عدد کو مضروب فیہ کے سب
عددوں میں ضرب کرکے نیچے ایک مرتبہ چھوڑ کر تحریر کرو اسیطرح آخر تک عمل میں لاؤ جب عمل تمام ہو تو پھر دوسرا خطِ عرضی
کھینچکر حاصلِ ضرب کی سطروں کو مرتبہ وار جمع کرو تو یہہ حاصلِ جمع تمام مضروب اور مضروب فیہ کی حاصل ضرب ہے

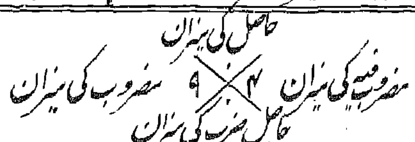
				٨	٦	٥	٣ مضروب فیہ
مضروب					٢	٣	٤
			٣	٤	٦	١	٢
		٢	٥	٩	٥	٩	عملِ ضرب
	١	٧	٣	٠	٦		
عملِ جمع	٢	٠	٢	٤	٨	٠	٢ حاصلِ ضرب

مگر اس ضرب کے واسطے ایک طریقہ سب سے بہتر و عمدہ جسکو شبکہ کہتے ہیں نہایت آسان اور سہل الاصول ہے
یعنی چار ضلع کی ایک شکل بناکر جسقدر مضروب فیہ کے مرتبے ہوں اوتنے مربع خانے عرض میں اور
جسقدر مضروب کے مرتبے ہوں اوتنے مربع خانے طول میں بناؤ اور ہر مربع میں ایک ایک ترچھا خط کھینچکر
دو دو مثلث نکالو اور مضروب فیہ کا ہر مرتبہ ایک ایک خانے پر برابر برابر ایک سطر میں لکھو اور مضروب کے
عدد بائیں جانب اس شکل سے تحریر کرو کہ سب کے نیچے اکائی ہو اوسکے اوپر دہائی اور اوسکے اوپر سینکڑا
وعلی ہذا القیاس پھر مضروب کے ہر مرتبے کو مضروب فیہ کے ہر مرتبے میں اکائی سمجھکر ضرب کرو اور حاصل ضرب کو
ایسے خانہ میں لکھو کہ جو دونوں عددوں کے مقابل ہو جسطرح ہم تمہیں ضربِ مدرج کے نقشے میں سمجھا چکے ہیں

مگر اتنا فرق ہے کہ اکائی کو نیچے کے مثلث مین اور دہائی کو اوپر کے مثلث مین تحریر کرو اور پوری حاصل ضرب کو اوپر والے مثلث مین لکھو اور نیچے والے مثلث مین صفر دو اور یاد رکھو کہ ہر مربع مین ایک عدد کی ضرب پوری ہو جاے گی دہائیان محفوظ رکھنے سے مطلق سروکار نہوگا غرضکہ اسیطرح عمل تمام کرو اور ان عددونکو منحرف جمع کرنا چاہیئے یعنی جسقدر ترچھے خطوط اونکے درمیان جو عدد ہون اون پر جمع کا قاعدہ جاری کرنا پڑے گا اور حاصل جمع مین ہر دہائی کیواسطے ایک ایک فرض کرکے مابعد کے عدد پر زیادہ کرو جیسے عمل جمع وغیرہ مین تم یاد کر چکے ہو چنانچہ ہمکو منظور ہے کہ بطریق شبکہ آٹھہ ہزار چھہ سو ترپن ۸۶۵۳ کو دو سو چونتیس ۲۳۴ مین ضرب کرینگے تو یہہ صورت ہوگی شبکہ



عمل ضرب کا امتحان یہہ ہے کہ مضروب کی میزان کو مضروب فیہ کی میزان مین ضرب کرکے حاصل کی میزان لین جو باقی رہے اگر وہ حاصل ضرب کی میزان سے مطابق ہے تو غالباً عمل صحیح ہوگا چنانچہ



ششم عمل قسمت یعنی ایک عدد کو دوسرے عدد کے شمار پر برابر تقسیم کرنا پہلے عدد کو مقسوم اور دوسرے کو مقسوم علیہ اور تیسرے کو خارج قسمت کہتے ہین مثلاً بیس کو چار پر تقسیم کرین یعنی اوسکے چار حصے برابر نکالین تو پانچ حاصل ہوتے ہین ان مین ۲۰ مقسوم ہے اور ۴ مقسوم علیہ اور ۵ خارج قسمت اور یہہ عمل بائین طرف سے شروع کیا جاتا ہے اسکا طریقہ یہہ ہے کہ مقسوم کے عددونکو برابر ایک سطر مین لکھو اور اوسکے بائین طرف ایک قوس کھینچکے مقسوم علیہ تحریر کرو پھر دیکھو کہ مقسوم کی رقم آخر مین سے مقسوم علیہ ایکبار یا زیادہ بار نقصان پا سکتا ہے یا نہین اگر پا سکتا ہے تو عمل جاری کرو ورنہ مقسوم کے داہنی طرف سے ایک رقم یا دو تین رقمین یا زیادہ عدد آخر مین شامل کرکے ان سب مین سے مقسوم علیہ جتنی دفع نکل سکتا ہے نکالو اور داہنی طرف قوس دیکر اوسکو لکھہ لو اسکا نام خارج قسمت ہے اس خارج قسمت کو مقسوم علیہ مین ضرب دیکر حاصل ضرب کو مقسوم مین سے تفریق کرو حاصل تفریق ہمیشہ مقسوم علیہ سے کم ہوگا اوسپر مقسوم کے داہنی جانب سے عدد اوتارتے جاؤ اور اسی طریق پر یہہ عمل تمام کرو اگرچہ اعداد پورے تقسیم ہو جاین تو بہتر ہے نہین تو کسر کی صورت اوسکے داہنی طرف بناؤ چنانچہ اوسکا مفصل طریقہ ہم کسر کے بیان مین ذکر کرینگے

اور صورت اس عمل کی یہہ ہے کہ مثلاً ہم چاہتے ہین کہ دو سو ستانوے کو ستائیس پر قسمت کرین تو گیارہ خارج قسمت ہونگے یعنی ۱۱) ۲۹۷ (۲۷ اب دیکہا کہ ۲۷ کا عدد جو مقسوم علیہ ہے مقسوم کے عدد آخرین ہے کہ ۲ ہین نہین جا سکتا اسلیئے اس دو کی داہنی طرف سے ایک عدد اور ملایا ۲۹ ہوئے انمین سے ۲۷ ایکبار جا سکتا ہے اسکو سیدہی طرف قوس مین لکہا اس ۱ کو خارج قسمت کا ایک جزو سمجہو اب اسکو ۲۷ مین ضرب دیکر ۲۹ کے نیچے لکہا ۲۷ حاصل ہوئے پہر تفریق کا عمل جاری کیا ۲۹ مین سے ۲۷ گئے ۲ باقی رہے اسکو خطِ عرضی کے نیچے لکہا اور دیکہا کہ مقسوم علیہ یعنی ۲۷ اوس ۲ مین سے نہین جا سکتا اسواسطے مقسوم مین کا ایک عدد داہنی طرف سے اوتارا یعنی ۷ تو اب یہہ ۲۷ ہوئے انمین سے ۲۷ جو مقسوم علیہ تہا ایکبار نکلا اوس ۱ کو خارج قسمت اول کے داہنی جانب تحریر کیا اس ۱ کو پہر ۲۷ مین ضرب دیکر مقسوم کے نیچے لکہا اور عمل تفریق جاری کیا ۲۷ مین سے ۲۷ گئے کچہہ نا رہا اور عمل بہی تمام ہو چکا

مقسوم

خارجِ قسمت ۱۱) ۲۹۷ (۲۷ مقسوم علیہ

۲۷

۲۷

۲۷

× ×

عملِ قسمت کے امتحان کا یہہ قاعدہ ہے کہ خارجِ قسمت کی میزان کو مقسوم علیہ کی میزان مین ضرب دو حاصلِ ضرب کی میزان اگر مقسوم کی میزان سے مطابق ہو تو غالباً عمل صحیح ہوگا جیسا نجہہ ↓

حاصلِ ضرب کی میزان

میزانِ خارجِ قسمت ۲ × ۹ میزانِ مقسوم علیہ

مقسوم کی میزان

ہشتم عمل جذر جو عدد کہ اپنی ذات مین ضرب کیا جاتا ہے اہلِ حساب کی اصطلاح مین اوسکا نام جذر ہے اور مساحت کی اصطلاح مین مربع اور جبر و مقابلہ کی اصطلاح مین مال کہتے ہین اسے خود بدور یاد رکہو کہ عدد دو قسم ہے منطق اور اصم منطق وہ ہے کہ فی الحقیقت جذر رکہتا ہو اور اصم وہ ہے کہ فی الحقیقت جذر نہ رکہتا ہو مگر تقریباً اور اسکا قاعدہ یہہ ہے کہ بائین طرف سے شروع کیا جاتا ہے اول جن عددونکا جذر نکالنا منظور ہے او نکو ایک سطر مین لکہو پہر اکائی پر ایک نقطہ دیکر ایک ایک عدد کے بعد علامت کے نقطے لگاتے چلے جاؤ پس نقطہ یا آخر کے عدد پر تمام ہوگا یا عددِ آخر کے ماقبل پر اب دیکہو کہ اگر آخر کے عدد پر نقطہ ہے تو فقط وہی عدد لو اور جو اوسکے ماقبل پر ہے تو دونو نکو ایک عددِ مرکب تصور کرو پہر اوسکا جذر نکالکر نقطہ آخر کے اوپر لکہو اور اوسکو بنفسہ ضرب دیکر اوسکے مجذور مین سے تفریق کرو حاصلِ تفریق کو خطِ عرضی کے نیچے لکہو پہر اوسکے بائین طرف ایک قوس دیکر اوس جذر کو جو نقطے پر لکہا ہے تضعیف کر کے اوس قوس مین لکہو اور اوسکو مقسوم علیہ قرار دیکر

داہنی طرف سے دو عدد حاصلِ تفریق پر اوتارو اور اسکو مقسوم قرار دیکر خارجِ قسمت کو نقطۂ دوم پر لکھو جو اعدادِ جذر کا جزوِ دوم ہے اب پہلے اسکو بنفسہ ضرب دیکر اوسکے نیچے لکھو اگر دہائی حاصل ہے تو یاد رکھو پھر اوسی عدد کو اوس عددِ قوسی مین ضرب دیکر دہائی شامل کرلو اور اس حاصلِ ضرب کو اوپر کے عددون مین سے تفریق کرکے حاصلِ تفریق کے بائین جانب دوسری قوس کھینچو اور اوپر کے دونون عددون کی تضعیف اس قوس مین لکھکر مقسوم علیہ قرار دو اور مجذور مین سے دو عدد اور حاصلِ تفریق پر اوتار کر اوسکو مقسوم سمجھو خارجِ قسمت کو تیسرے نقطے پر لکھو اور آخر تک یہی عمل جاری کرو اگر کسر باقی نرہے تو جذرِ منطق ہے اور جو کسر بچے تو جذرِ اصم ہے اوسکا منسب نما اور شمار کنندہ بناؤ یعنی جذر کو دوچند کرکے اپنی طرف سے ایک عدد فالتو کا اوسمین ملادو اور اسکو نسب نما سمجھکر خطِ عرضی کے نیچے لکھو اور جو کچھہ کسر باقی رہی ہو اوسکو اس خطِ عرضی کے اوپر لکھدو چنانچہ دونون صورتون مین اس عمل کی مثال یہہ ہے

جذرِ منطق کی مثال

```
      ۹   ۷   ۴
  ۹ ۴ ۸ ۶ ۷ ۶
  ۸ ۱
۱۸) ۱ ۳ ۸ ۶
    ۱ ۳ ۰ ۹
۱۹۴) ۷ ۷ ۷ ۶
     ۷ ۷ ۷ ۶
     × × × ×
```

شمار کنندہ ۱ ۸ ۳ / نسب نما ۳ ۶ ۴

جذرِ اصم کی مثال

```
  ۲   ۳   ۱
  ۵ ۳ ۷ ۴ ۲
  ۴
۴) ۱ ۳ ۷
   ۱ ۲ ۹
۴۶) ۸ ۴ ۲
    ۴ ۶ ۱
    ۳ ۸ ۱  کسر
```

ہشتم اربعۂ متناسبہ یعنی تین عددِ معلوم سے چوتہا عددِ مجہول دریافت کرنا اسکا قاعدہ یہہ ہے کہ اس حساب مین چار عدد ہوتے ہین پس جو نسبت کہ اول کو دوسرے کے ساتھہ ہے وہی نسبت چوتھے کو تیسرے کے ساتھہ ہے اگر تیسرا عدد معلوم نہو تو پہلے عدد کو چوتھے مین ضرب دیکر حاصلِ ضرب کو دوسرے عدد پر قسمت کرو خارجِ قسمت تیسرا عددِ مجہول ہوگا اور جو چوتہا عدد معلوم نہو تو دوسرے اور تیسرے عدد کو باہم ضرب دیکر اول پر تقسیم کرو خارجِ قسمت چوتہا عددِ مجہول ہوگا چنانچہ ایک جنس دس روپیہ کی چار سیر ہے تو پانچ روپیہ کی کتنی ہوگی اسمین تین عدد معلوم ہین یعنی ۱۰ اور ۴ اور ۵ مگر چونکہ اسمین چوتہا عدد معلوم نہین اسواسطے دوسرے عدد کو تیسرے عدد مین یعنی ۴ کو ۵ مین ضرب دیا ۲۰ ہوتے اس حاصلِ ضرب کو عددِ اول یعنی دس پر تقسیم کیا بیس مین سے دس دو مرتبہ نکلتے ہین یہی خارجِ قسمت یعنی ۲ دو مطلوب اور چوتہا عدد ہے اس سے ظاہر ہوا کہ پانچ روپیہ کی دو سیر ہوگی وعلیٰ ہذا القیاس تیسرا عدد معلوم نہین چنانچہ اسی مثال کو ہم دوسرے طور پر بیان کرتے ہین جیسے دس روپیہ کی چار سیر تو کتنے کی دو سیر ہوگی یعنی ۱۰ کی ۴ ہی ؟ کی ۲ ہوگی اب پہلے عدد کو چوتھے عدد مین ضرب دیکر دوسرے عدد پر قسمت کیا یعنی

دس کو دو مین ضرب دیکر چار پر بانٹا تو بیس مین سے پانچ حاصل ہوئے یہی پانچ مطلوب اور تیسرا عدد ہے
نہم عملِ خطائین یعنی دو غلطیون سے تیسرا صحیح جواب حاصل کرنا اسکا یہہ طریق ہے کہ اگر کوئی سائل سوال کرے
تو اپنے ذہن مین ایک عدد فرض کرکے اوسمین سے جواب تلاش کرو اگر موافق ہے تو فہو المراد ورنہ خطا واقع
ہوئی پس دیکہو کہ خطا کم ہے یا زیادہ اور اس عدد کو علیحدہ تحریر کرکے جسقدر خطا واقع ہوئی ہے اوسکو بہی
جداگانہ لکہو اس عدد کا نام **مفروضِ اول** اور اس خطا کا نام **خطاے اول** ہے پہر دوبارہ
ایک عدد فرض کرکے اوسپر وہی عمل جاری کرو اگر موافق ہوا تو جواب حاصل ہے اور خطا واقع ہوئی تو دیکہنا چاہئے
کہ زیادہ ہے یا کم اور اس عدد کو علیحدہ لکہو اور جسقدر خطا واقع ہوئی ہے اوسکو بہی جدا تحریر کرو اس عدد کا نام
مفروضِ دوم اور خطا کا نام **خطاے دوم** ہے اب ان چار عددون سے سوال نکالنے کا یہہ طریق ہے کہ
مفروضِ اول کو خطاے دوم مین ضرب دو حاصلِ ضرب کا نام **محفوظِ اول** ہے اور مفروضِ دوم کو خطاے اول مین
ضرب دو حاصلِ ضرب کا نام **محفوظِ ثانی** ہے اب غور کرو کہ اگر دونون خطائین ایک قسم کی ہین یعنی دونون کم ہین یا
دونون زیادہ تو اسصورت مین ایک خطا کو دوسری خطا مین سے تفریق کرو حاصلِ تفریق کا نام **فضلِ خطائین** ہے اور
ایک محفوظ مین سے دوسرے محفوظ کو تفریق کرو حاصلِ تفریق کا نام **فضلِ محفوظین** ہے پس فضلِ محفوظین کو فضلِ خطائین پر
قسمت کرو خارجِ قسمت جوابِ صحیح ہے اور جو خطائین مختلف ہین یعنی ایک کم اور ایک زیادہ تو اسصورت مین دونون
خطاؤن کو جمع کرو اور دونون محفوظون کو بہی جمع کرو اسکا نام **مجموعِ خطائین** ہے اور اسکا نام **مجموعِ محفوظین** ہے
پہر مجموعِ محفوظین کو مجموعِ خطائین پر قسمت کرو جو کچہہ خارجِ قسمت ہو وہی عددِ مطلوب ہے مثلاً ہم تمہین بہت سہل مثالین
سمجہاتے ہین کہ دقت واقع نہواے خردپرور بہلا وہ کونسا عدد ہے کہ اگر ہم اوسپر پانچ زیادہ کرین تو چودہ ہون
پس ظاہر ہے کہ نو ہین مگر اس طریقے سے دریافت کرنا چاہتے ہین چنانچہ ہمنے آٹہہ کو فرض کیا اور اسپر پانچ
زیادہ کئے تو تیرہ ہوئے ہمین چودہ درکار ہے ایک کی خطا واقع ہوئی آٹہہ کا نام مفروضِ اول اور ایک کا نام
خطاے اول ہے اب ہمنے دوسرا عدد فرض کیا کہ دس ہے ہمین پانچ ملانے سے پندرہ ہوئے اور ہمین چودہ درکار تہے
پس ایک زیادہ ہوگیا اسصورت مین پہر ایک کی غلطی واقع ہوئی اب دس کا نام مفروضِ دوم اور اس ایک کا نام
خطاے دوم ہے اب ہمنے مفروضِ اول یعنی آٹہہ کو خطاے دوم یعنی ایک مین ضرب دیا وہی آٹہہ حاصل ہوئے
اسکا نام محفوظِ اول ہے اور مفروضِ دوم یعنی دس کو خطاے دوم یعنی ایک مین ضرب دیا دس ہوئے اس کا نام
محفوظِ ثانی ہے چونکہ خطائین مختلف ہین یعنی ایک کم اور ایک زیادہ پس خطاؤن کو جمع کیا دو ہوئے
محفوظون کو جمع کیا اٹہارہ ہوئے ۱۸ کو ۲ پر قسمت کیا خارجِ قسمت ۹ ہین یہی ہمارے سوال کا جواب ہے
یعنے ۹ پر ۵ زیادہ کرین گے تو ۱۴ ہوجائین گے مثال اس کی یہہ ہے **سوال** وہ کونسا عدد ہے

جسپر پانچ زیادہ کرو تو چودہ ہوجائیں اب دیکھو کہ اس سوال کی تین صورتیں ہیں یا تو دونوں خطائیں باہم مخالف ہونگی جیسے ایک کم اور ایک زیادہ یا دونوں زیادہ ہونگی اور یا دونوں کم اس خطائے مختلف کا طریق علحدہ اور خطائے مجنس کا علحدہ لگانا ہے چنانچہ

اس سوال کی پہلی صورت

مفروض اول	عمل خطائین	خطاء اول	محفوظ اول	مفروض دوم	عمل خطائین	خطاء دوم	محفوظ ثانی
۸	۵ / ۸ / ۱۳	ا کم	۸ / ۱ / ۸	۱۰	۵ / ۱۰ / ۱۵	ا زائد	۱۰ / ۱ / ۱۰

مجموع خطائین	خارج قسمت	مقسوم	مقسوم علیہ	مجموع محفوظین
۲	(۹) وہذا المطلوب	۱۸ مجموع محفوظین	(۲) مجموع خطائین	۱۸

اس سوال کی دوسری صورت

مفروض اول	عمل خطائین	خطاء اول	محفوظ اول	مفروض دوم	عمل خطائین	خطاء دوم	محفوظ دوم
۴	۵ / ۴ / ۹	۵ کم	۴ / ۲ / ۸	۷	۵ / ۷ / ۱۲	۲ کم	۷ / ۵ / ۳۵

فضل خطائین	خارج قسمت	مقسوم	مقسوم علیہ	فضل محفوظین
۵ / ۲ / ۳	(۹) وہذا المطلوب	۲۷ فضل محفوظین	(۳) فضل خطائین	۳۵ / ۸ / ۲۷

صورت اولی مین خطائے مختلف کی مثال ہے اور صورت ثانی مین خطائے مجنس کی مثال ہے اور خطائے یک جنس مین خواہ دونون کم ہون یا دونون زیادہ ہون اسی صورت سے عمل جاری کیا جائیگا **دہم عمل عکس** یعنی سوال کو اولٹ کر سیدہا جواب حاصل کرنا اس عمل کو کبھی **تحلیل** اور کبھی **تعاکس** بھی کہتے ہیں اسکا طریق یہہ ہے کہ اگر کوئی کسیطرح کا پیچیدار سوال کرے تو اوسکے بیان کو آخر حساب سے برعکس کرنا شروع کرو جہان جمع ہے وہان تفریق اور تفریق کی جگہ جمع اور قسمت ہو تو ضرب اور ضرب ہو تو قسمت اور تضعیف ہو تو تنصیف اور تنصیف ہو تو تضعیف اور مجذور ہو تو جذر اور جذر ہو تو مجذور وغیرہ عملین لاؤ جسوقت کہ عمل تمام ہوگا بیشک عدد مضمر حاصل ہوجائیگا چنانچہ اوسکی مثال یہہ ہے مثلاً وہ کونسا عدد ہے کہ جسکو چار پر تقسیم کرکے پانچ مین ضرب دو اور حاصل ضرب کو تضعیف کرکے اوسمین دس اور جمع کرو تو پچاس ہوجائین اب ہمنے پچاس مین سے دس تفریق کئے چالیس باقی رہے اوسکو تنصیف کیا بیس ہوئے بیس کو پانچ پر قسمت کیا چار حاصل ہوئے چار کو چار مین ضرب دینے سے سولہ ہوتے ہین یہی سائل کے سوال کا جواب ہے اسلئے کہ سولہ کو چار پر تقسیم کیا چار حاصل ہوئے ان چار کو پانچ مین ضرب دیا بیس ہوئے بیس کو دوچند کیا چالیس ہوئے دس اور جمع کئے تو پورے پچاس حاصل ہوگئے

وعلیٰ ہذا القیاس اے خرد پرور یہانتک ہمنے عددِ صحیح کا بیان کیا اب کسرونکا بھی مختصر حال تمہین سمجھاتے ہین یاد رکھو کہ کسی چیز یا عددِ صحیح کے کئی برابر حصون مین سے اگر ایک یا کئی حصے لیے جائین تو اوسکو کسر کہین گے اُسمین دو رقمین لکھی جاتی ہین اونکے لکھنے کا یہہ طریق ہے کہ جتنے حصے اوس شے کے ہون اونکو صورتِ کسر مین نسب نما اور مخرج کہتے ہین اور جتنے حصے اونمین سے لین اونکو شمار کنندہ اور کسر کے نام سے نامزد کرتے ہین ان دونون رقمون مین سے ایک چھوٹی لکیر کے نیچے نسب نما کو لکھتے ہین اور اوسکے اوپر شمار کنندہ کو تحریر کرتے ہین مثلاً $\frac{3}{4}$ ایک کسر ہے اس سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ عددِ صحیح چار حصون مین برابر تقسیم کیا گیا ہے اور اون چار حصون مین سے تین حصے لیے گئے ہین اس قسم کی کسرونکو کسورِ عام کہتے ہین اور جن کسرونکا نسب نما دس یا کوئی حاصلِ ضرب دس کا دس مین ہو وہ کسورِ اعشاریہ کہلاتے ہین اب سنو کہ کسورِ عام چھہ قسمون پر منقسم ہے کسرِ واجب کسرِ غیر واجب کسرِ مفرد کسرِ مضاف کسرِ مرکب کسرِ ملتف اول کسرِ واجب وہ کسر ہے جسکا شمار کنندہ نسب نما سے کم ہو مثلاً $\frac{3}{5}$ $\frac{3}{4}$ $\frac{5}{8}$ وغیرہ دوم کسرِ غیر واجب وہ ہے جسمین شمار کنندہ نسب نما کے برابر ہو یا اوس سے زیادہ مثلاً $\frac{4}{4}$ $\frac{9}{7}$ $\frac{11}{1}$ وغیرہ سوم کسرِ مفرد وہ ہے جسمین صرف ایک شمار کنندہ اور ایک نسب نما ہو خواہ وہ کسرِ واجب ہو یا کسرِ غیر واجب مثلاً $\frac{5}{5}$ $\frac{7}{8}$ وغیرہ چہارم کسرِ مضاف وہ ہے جسمین کسر کی کسر مثلاً $\frac{1}{4}$ کا $\frac{1}{4}$ یعنی چوتہائی کی چوتہائی اور $\frac{5}{7}$ کا $\frac{1}{2}$ کا $\frac{3}{4}$ یعنی ایک چیز کے پانچ ساتوین حصے کے نصف کی چوتہائی کی تین چوتہائی وغیرہ پنجم کسرِ مرکب وہ ہے جسمین عددِ صحیح اور کسر بھی ہو مثلاً $7\frac{3}{4}$ اور $2\frac{3}{5}$ وغیرہ ششم کسرِ ملتف وہ ہے جسمین شمار کنندہ یا نسب نما دونون کسر ہو مثلاً $\frac{\frac{3}{4}}{4}$ جسمے ایک چیز کا چوتہا حصہ مراد نہین ہے بلکہ ایک چیز کے $\frac{3}{4}$ کی چوتہائی سے مراد ہے اسیطرح $\frac{2}{\frac{8}{5}}$ اور $\frac{\frac{2}{5}}{5}$ اور $\frac{\frac{3}{4}}{\frac{5}{8}}$ وغیرہ اور تحویل کسور اوسکو کہتے ہین جسمین ایک نام یا ایک صورت کی کسر کو دوسرے نام یا دوسری صورت کی کسر مین لاتے ہین اسکا کام جمع اور تفریق اور ضرب اور تقسیم کسور مین پڑتا ہے غرضکہ فرزانۂ روزگار نے شہزادۂ خرد پرور کو کسورِ عام کے سب قواعد بخوبی سمجھا دیے پھر فرمایا کہ کسورِ اعشاریہ وہ کسرین ہین جو دسوین حصونکی طرف منسوب ہین اسلیے کہ ان کسرونکا نسب نما دس یا سو یا ہزار وغیرہ ہوتا ہے پس جس کسر کا نسب نما دس ہوگا اوسکا شمار کنندہ دسوین حصون سے منسوب ہوگا اور جسکا نسب نما سو ہوگا اوسکا شمار کنندہ دسوون کا دسوان ہوگا اور جسکا نسب نما ہزار ہوگا اوسکا شمار کنندہ دسوون کے دسوون کا دسوان ہوگا وعلیٰ ہذا القیاس اور بعضے محاسبین انکو کسورِ عشرالی بھی کہتے ہین کیونکہ انکے نسب نما عشرات یعنی دہائیان ہوتی ہین غرضکہ کسرِ اعشاری ایک خاص قسم کی کسر ہوتی ہے جسکا نسب نما ہمیشہ دس یا دس کا دہ چند یعنی سو یا سو کا دہ چند یعنی ہزار یا ہزار کا دہ چند یعنی دس ہزار ہوتا ہے وعلیٰ ہذا القیاس لیکن یہہ نسب نما لکھا نہین جاتا فقط شمار کنندہ ہی لکھدیا کرتے ہین اور شمار کنندہ کے بائین طرف

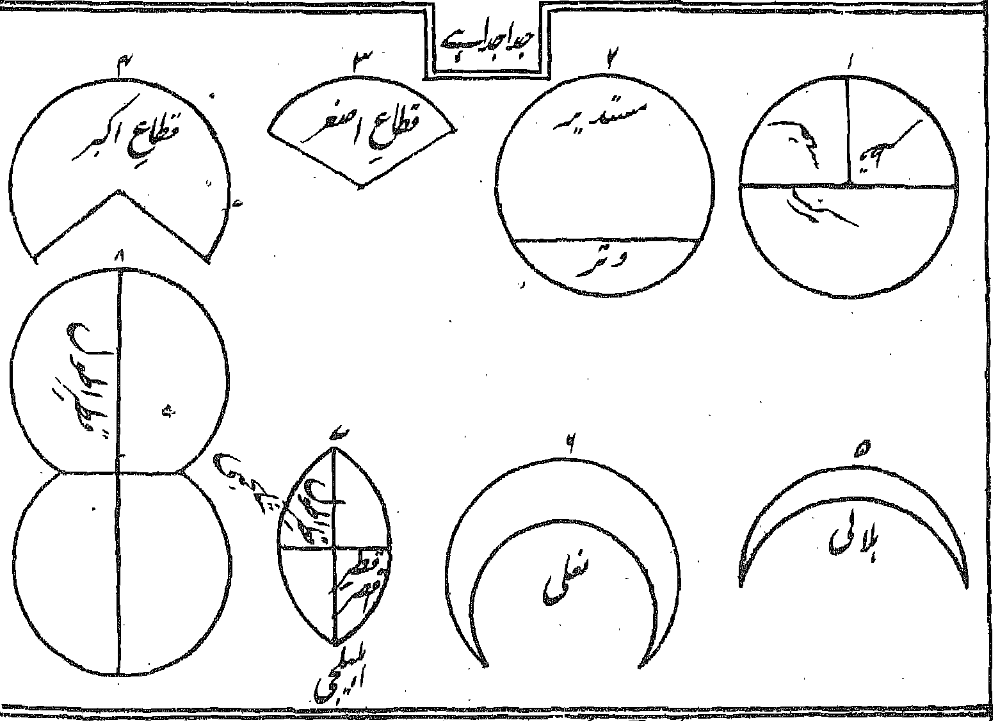
ایک ہمزہ لکھدیتے ہین اسلیئے کہ اگر کسور اعشاری مین شمار کنندہ کے اعداد معلوم ہون تو نسب نما بھی معلوم ہوسکتا ہے مثلاً شمار کنندہ مین اگر ایک ہی مرتبہ اکائی کا ہو جیسا کہ ۳ تو اوسکے نسب نما مین ایک کے اپنی طرف ایک صفر ہوگا جیسا کہ ۱۰ اور شمار کنندہ مین دو مرتبے ہون تو نسب نما مین دو صفر ہونگے مثلاً ۱۴ شمار کنندہ تو ۱۰۰ نسب نما ہوگا اور اگر شمار کنندہ مین تین مرتبے ہون تو نسب نما مین بھی تین صفر ہونگے مثلاً اگر ۱۱۲ شمار کنندہ ہو تو ۱۰۰۰ نسب نما ہوگا وعلیٰ ہذا القیاس اسلیئے نسب نما کے لکھنے کی کچھ ضرورت نہین صرف شمار کنندہ لکھدیا کرتے ہین اور شمار کنندہ کے اعداد سے بائین طرف ایک ہمزہ لکھدیتے ہین اور جو کوئی عدد صحیح ہو تو اوسکو ہمزہ کے بائین طرف لکھتے ہین مثلاً ۲ء سے مراد ہے کہ دو دسوین حصے اور ۱۲ء سے مراد ہے بارہ سووین حصے اور ۱۱۲ء سے مراد ہے ایکسو بارہ ہزارون حصے وعلیٰ ہذا القیاس اس بیان سے ثابت ہوا کہ کسور اعشاریہ کا نسب نما معلوم ہو تو شمار کنندہ خود بخود معلوم ہوجاتا ہے مثلاً اگر کسر اعشاری کا نسب نما ۱۰۰۰۰۰ ہو تو معلوم کرلینگے کہ اسکا شمار کنندہ پانچ مرتبے کا کوئی عدد ہوگا اسلیئے کہ نسب نما مین جسقدر صفر ہونگے شمار کنندہ مین بھی اوسیقدر مرتبے ہونگے پس اگر چار سووین حصے کسور اعشاریہ مین لکھنے ہون تو اسطور پر لکھینگے ۰۴ء کیونکہ سووین حصے کے لکھنے مین نسب نما ۱۰۰ لکھا جاتا ہے اسواسطے شمار کنندہ کے حسب قاعدہ دو مرتبے چاہئین پس دو مرتبے برابر کرنیکے واسطے چار کے بائین طرف ایک صفر دیکر ہمزہ بنانا چاہیئے کیونکہ اگر چار کے داہنی طرف صفر لکھین تو چالیس سووین حصے ہوجائین گے اور اگر تین ہزارون حصے لکھنے منظور ہون تو اسطور پر ۰۰۳ء لکھے جائینگے اور پانچ دسہزارون لکھنے ہون تو اسطرح سے ۰۰۰۵ء لکھین گے وعلیٰ ہذا القیاس اور اگر کسر اعشاری کے ساتھہ صحیح اعداد بھی ہون تو اونکو ہمزہ کے بائین طرف لکھو مثلاً ۳۱ عدد صحیح اور ۲۶ اعداد کسر کو اسطرح لکھینگے ۳۱ء۲۶ الغرض شہزادہ روشن رائے نے کسور اعشاری کے تمام قاعدے یعنی جمع اور تفریق اور ضرب اور تقسیم اور کسور عام کی تحویل کسور اعشاریہ کیطرف اور کسور اعشاریہ متوالی خالص اور کسور اعشاریہ متوالی مخلوطہ وغیرہ کا احوال بخوبی ذہنشین کرلیا اور مقسوم علیہ اعظم کا طریقہ بھی معلوم ہوگیا کہ اعداد مفروضہ مین سے جو چھوٹا عدد ہو اوس سے بڑے عدد کو تقسیم کرو اور بڑے عدد مین سے جو باقی بچتا ہے اوس سے چھوٹے عدد کو جو پہلے مقسوم علیہ تھا تقسیم کرو اور جو باقی بچے اوس سے پہلے باقی کو قسمت کرو اسیطرح ہر ایک پچھلے باقی پر پہلے باقی کو جو مقسوم علیہ ہو تقسیم کرتے چلے جاؤ اور جو باقی عدد پر پہلی باقی پوری تقسیم ہوسکے تو یہہ اخیر مقسوم علیہ مقسوم علیہ اعظم ہوگا الحاصل جبکہ فرزانہ روزگار علم حساب کی تعلیم سے فرصت حاصل کرچکا تو فرمایا کہ اے خرد پرور مہندسون نے سہولت و اختصار کیواسطے جمع و تفریق اور ضرب و تقسیم وغیرہ کے لیئے علامات مقرر کی ہین اونکے استعمال سے بڑا فایدہ یہہ ہے کہ جو مطلب چند سطور مین

بیان ہوتا ہے وہی مدعا بوسیلہ علامات ایک سطر مین ادا ہو سکتا ہے اسواسطے ضرور ہے کہ ان علامات کو خوب یاد کرکے اور استعمال مین لاؤ (۱) + یہہ علامت جمع کی ہے جن عددونپر لکھتے ہین وہ باہم جمع کئے جاتے ہین مثلاً ۴ + ۵ + ۲ برابر ہین ۱۱ کے (۲) — یہہ علامت تفریق کی ہے جب دو عددونپر لکھتے ہین تو یہہ مراد ہوتی ہے کہ داہنی طرف کے عدد مین سے بائین طرف کے عدد کو نقصان کرو مثلاً ۹ — ۴ کا حاصل ۵ ہوگا اور (۳) × یہہ علامت ضرب کی ہے جب دو یا زیادہ عددونپر آتی ہے تو یہہ مراد ہوتی ہے کہ باہم ضرب کرلو مثلاً ۴ × ۸ کا حاصل ۳۲ ہے اور ۲ × ۳ × ۴ کا حاصل ۲۴ ہے (۴) ÷ یہہ علامت تقسیم کی ہے جب دو عددونپر آتی ہے تو اول کو دوسرے عدد پر قسمت کرتی ہے مثلاً ۸ ÷ ۲ سے یہہ مراد ہے کہ آٹھہ کو دو پر قسمت کرو اور ایک خط عرضی کے اوپر اور نیچے دو عدد اسطور پر لکھین $\frac{۸}{۲}$ تو اسکے بھی یہی معنی ہین کہ اوپر کا عدد مقسوم اور نیچے کا مقسوم علیہ ہے (۵) = یہہ علامت مساوات کی ہے جن عددونپر آتی ہے وہ عدد مساوی سمجھے جاتے ہین مثلاً ۲ × ۴ = ۸ یعنی دو ضرب دئے ہوے چار ہین برابر ہین آٹھہ کے (۶) : :: : یہہ علامت تناسب کی ہے جن عددونپر آتی ہے وہ عدد متناسب ہوتے ہین یعنی اول کو دوسرے سے وہ نسبت ہے جو تیسرے کو چوتھے سے مثلاً ۴ : ۲ :: ۸ : ۴ سے لکھتے ہین (۷) √ یا ✓ یہہ علامت جذر کی ہے جس عدد کے اوپر یہہ علامت ہوتی ہے اوسکا جذر نکالا جاتا ہے مثلاً √۱۶ برابر ہے ۴ کے کیونکہ ۴ × ۴ = ۱۶ (۸) ∛ یہہ علامت جذر الکعب کی ہے جس عدد کے اوپر ہوتی ہے اوسکا وہ عدد نکالا جاتا ہے جسکو تین بار باہم ضرب کرنے سے وہ عدد پیدا ہو جاے مثلاً ∛۲۷ برابر ہے ۳ کے یعنی تین کو تین مین ضرب دیا تو ہوے نو کو تین مین ضرب دیا ستائیس ہوے کیونکہ ۳ × ۳ × ۳ = ۲۷ (۹) > اس علامت کو بڑا ہی پڑھتے ہین مثلاً ۳ > ۲ یعنی ۳ بڑا ہے ۲ سے (۱۰) < اس علامت کو چھوٹا ہی پڑھتے ہین مثلاً ۲ < ۳ یعنی ۲ چھوٹا ہے ۳ سے (۱۱) —— اور ( ) اور ⊏ ⊐ اور { } انکو خطوط وحدانی کہتے ہین یہہ خطوط خط فوقی کے قائم مقام ہی سمجھے جاتے ہین الغرض جبکہ علامات حساب سے فرصت پائی تو مساحت کیطرف متوجہ ہوے اور شہزادہ خرد پرور کو قواعد و ضوابط علم مساحت سے آگاہ کرنیکا وقت آیا دانا ہوشیار یعنی فرزانہ روزگار نے ارشاد فرمایا کہ پیمایش کی دو صورتین ہین یونانیونکا علحدہ طور ہے اور فرنگستانیونکا جداگانہ طریق یونان والونکا یہہ قاعدہ ہے کہ خط اور سطح اور جسم سے بحث کرتے ہین خط ایک درازیکا نام ہے وہ دو قسم ہے مستقیم اور غیر مستقیم مستقیم مفروضہ دو نقطون مین سب سے چھوٹا خط ہوتا ہے اور جہان کہین صرف خط کا لفظ مذکور ہو وہان اسی خط مستقیم سے مراد ہے اور اہل حساب کی اصطلاح مین خط مستقیم کے دس نام مشہور ہین ضلع ساق مسقط الحجر عمود قاعدہ جانب قطر وتر سہم ارتفاع اینمین سے ہر اسم ایک موقع کے لئے مخصوص ہے اور جو دو خط ایسے ہون کہ اونکو

جہانتک لیجاؤ اور وہ آپسمین نملین تو متوازی کہتے ہین اور غیر مستقیم دو قسم ہے پرگاری اور غیر پرگاری مگر غیر پرگاری سے کچھہ بحث نہین ہے اور سطح دو قسم ہے مستوی اور غیر مستوی سطح مستوی وہ ہے کہ اوسپر جسقدر خط مستقیم کہینچین وہ سب ہر مقام پر اوسکے برابر ملے رہین کہین نشیب و فراز واقع نہو اور غیر مستوی اسکے برخلاف ہے یادر کہو کہ سب شکلین سطح پر قائم کیجاتی ہین اور جسم کی یہہ صفت ہے کہ وہ طول اور عرض اور عمق رکہتا ہو اوسکی بہی مختلف شکلین ہوتی ہین اول ہم اون شکلونکا بیان کرتے ہین جو سطح قائم کیجاتی ہین اونکی صورتین بہی تمہین دکہلاتے ہین اور ہر شکل پر شمار کا ہندسہ دیکر نام لکہتے جاتے ہین کہ تم خاطر خواہ اونکو سمجھہ لو اگر سطح پر ایک خط پرگاری محیط ہو اوس سطح کو دائرہ اور اوس خط محیط کو مستدیر اور اوس نقطے کو جو دائرہ کے وسط حقیقی مین ہوتا ہے مرکز اور جو خط مستقیم کہ محیط سے مرکز تک جاتے ہین اونکو نصف قطر اور جو خط مستقیم کہ دائرہ کو دو ٹکڑے کرتا ہے اوسکو وتر اور جو وتر کہ مرکز پر سے گذرتا ہے اوسکو قطر اور جو خط کہ نصف وتر سے نصف قوس تک آتا ہے اوس کو سہم کہتے ہین اور جو شکل دائرہ کی ایک قوس اور دو نصف قطر سے محیط ہو پس اگر وہ قوس نصف دائرہ سے کم ہے تو اوسکو قطاع اصغر اور زیادہ ہے تو قطاع اکبر کہینگے اور جو شکل دو قوس دائرہ سے اسطرح محیط ہو کہ دونون کی پشت ایک جانب رہے اگر نصف دائرہ سے زیادہ نہین تو ہلالی اور زیادہ ہین تو نعلی کہینگے اور جو دو قوسین اسطرح محیط ہون کہ دونونکی پشت ایکطرف نہو پس جو وہ دونون نصف دائرہ سے کم ہین تو اونکو اہلیلجی اور دونون زیادہ ہین تو شلجمی کہینگے ان دونون شکلونمین دو دو قطر ہوتے ہین اطول اور اقصر چنانچہ یہہ آٹھون شکلین گردش پرگار سے متعلق ہین اور ہر ایک کا نام جدا جدا ہے

شکل اول

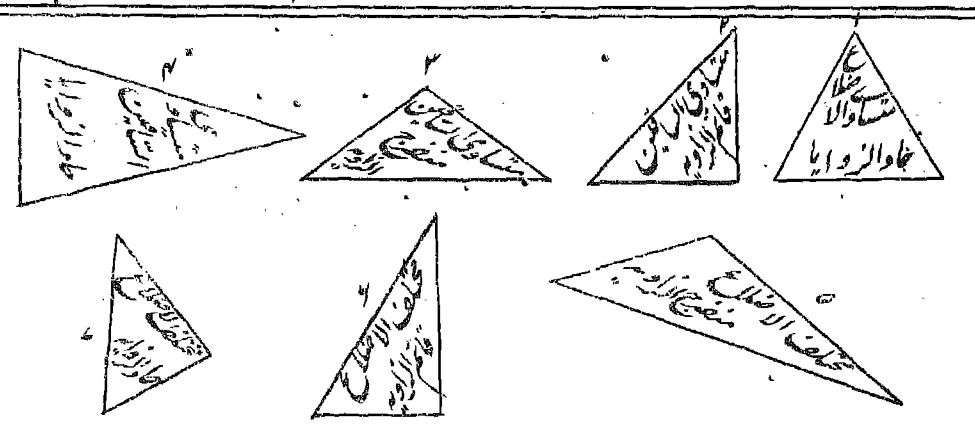
اشکال پرکاری



اور جو سطح پر تین خط باہم محیط ہون اونکو مثلث کہتے ہین اور مثلث کے تینون خطوط مین سے ہر خط کا نام ضلع ہے اور

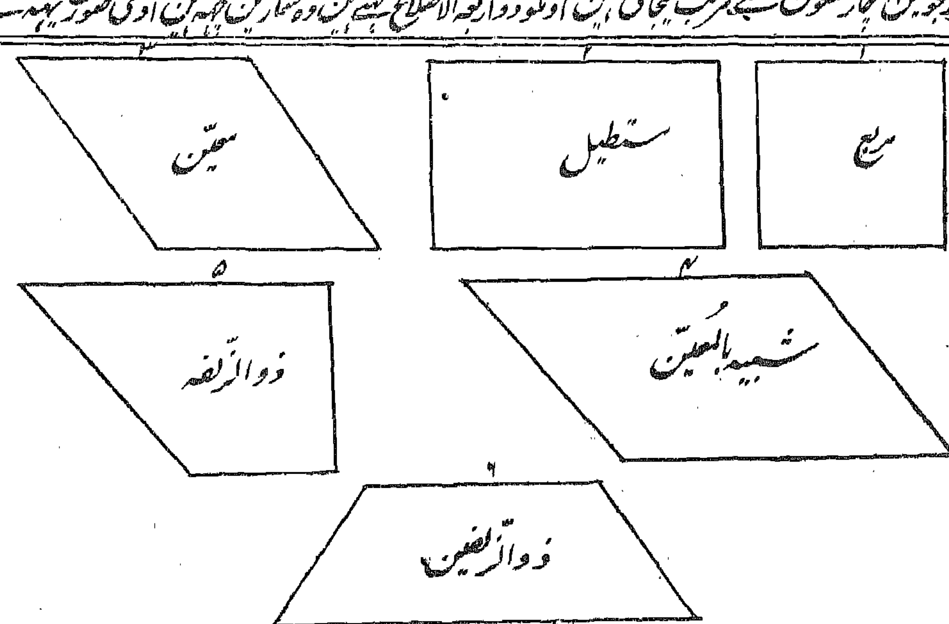
ہر ضلع کو بہ نسبت دوسرے ضلعون کے قاعدہ اور دوسرے ضلعون کو بہ نسبت قاعدے کے ساقین کہتے ہین اور کچھ خاص مثلث ہی کے خطوط کو اضلاع نہین کہتے بلکہ جو شکل خطوط مستقیمہ سے محیط ہوگی اوسکے خطوط محیط کو اضلاع کہینگے اور مثلث باعتبار اضلاع کے تین قسم ہے اول متساوی الاضلاع جسکے تینون ضلع برابر ہون دوم متساوی الساقین جسکے دو ضلع برابر ہون اور تیسرا کم یا زیادہ سوم مختلف الاضلاع جسکے تینون ضلع باہم برابر نہون اور مثلث باعتبار زاویہ بھی تین قسم ہے اول قائم الزاویہ جسکے تینون زاویون مین سے ایک زاویہ قائمہ ہو اور باقی حادہ ہون دوم منفرج الزاویہ جسکا ایک زاویہ کشادہ ہو اور دو زاویہ حادہ ہون سوم حاد الزوایا جسکے تینون زاویے حادہ یعنی تنگ ہون اے خرد پرور جبکہ ایک خط مستقیم کسی دوسرے خط مستقیم پر واقع ہو تو جس مقام پر وہ خط ملتا ہے وہان دو گوشے پیدا ہوتے ہین اونکو زاویہ کہتے ہین پس اگر دونون زاویے برابر ہین تو دونونکو قائمہ کہینگے اور اون دونون خطون کو ایک دوسرے پر عمود چنانچہ  اور جو دونون زاویے کم و بیش ہون تو جو فراخ ہے اوس کو منفرجہ اور جو تنگ ہے اوسکو حادہ کہینگے چنانچہ  اور مثلث کی یہہ شکلین ہین

اشکال مثلث



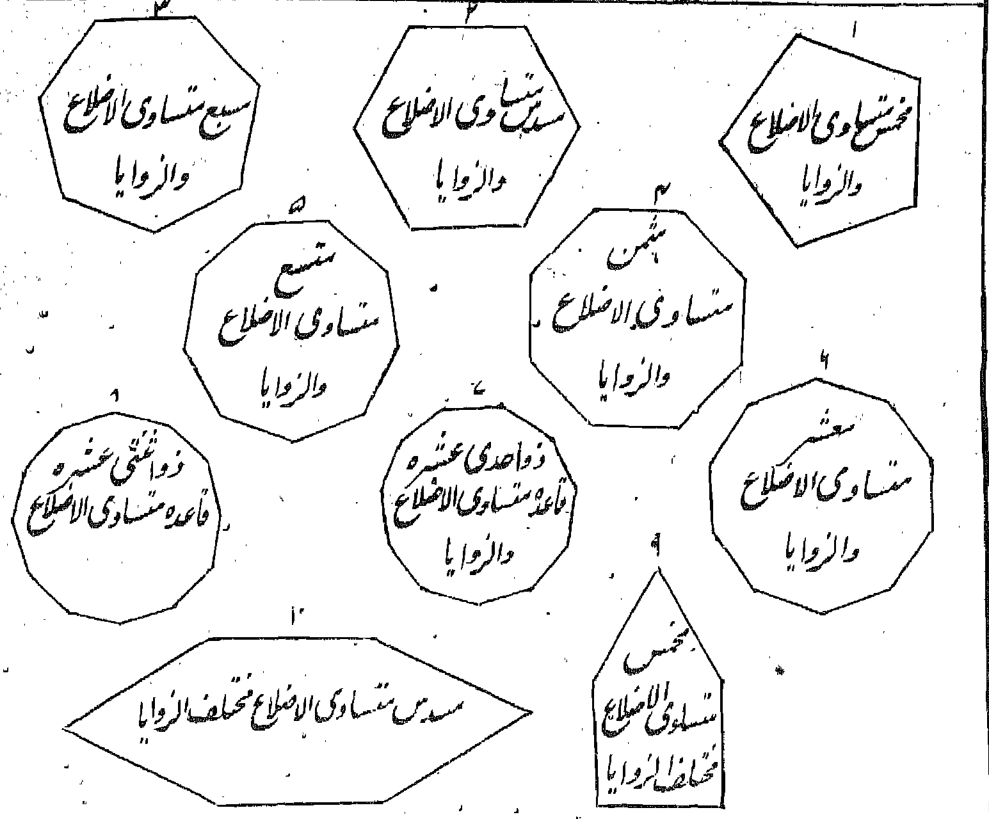
اور جو شکلین چار ضلعون سے مرتب کیجاتی ہین اونکو ذوات الاربعۃ الاضلاع کہتے ہین وہ شمار مین چھ ہین اونکی صورت یہہ ہے

اشکال مربع



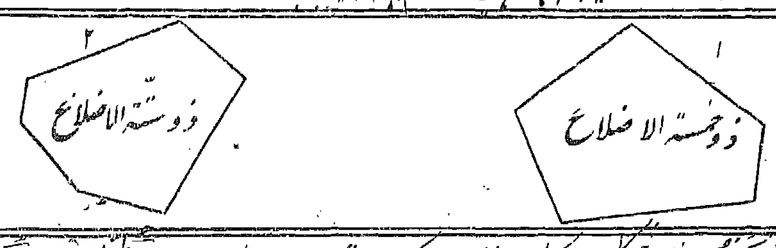
اور جو شکلین زیادہ چار ضلعون سے بنتی ہین اونکو کثیر الاضلاع کہتے ہین چنانچہ وہ شکلین یہہ ہین

اشکال کثیر الاضلاع



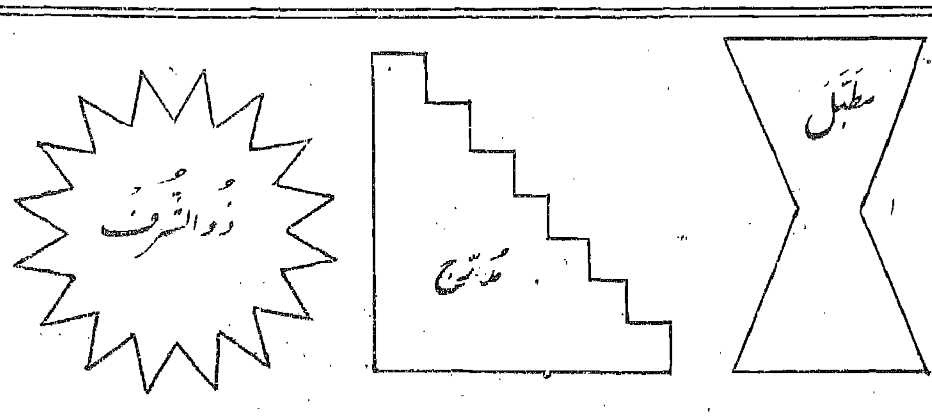
اگر ان شکلون کے اضلاع و زوایا برابر نہون تو ہر ایک شکل کا نام یہی بدلجائیگا چنانچہ مخمس کو ذو خمسة الاضلاع اور مسدس کو ذو ستة الاضلاع کہینگے علی ہذا القیاس

اشکال مختلف الاضلاع



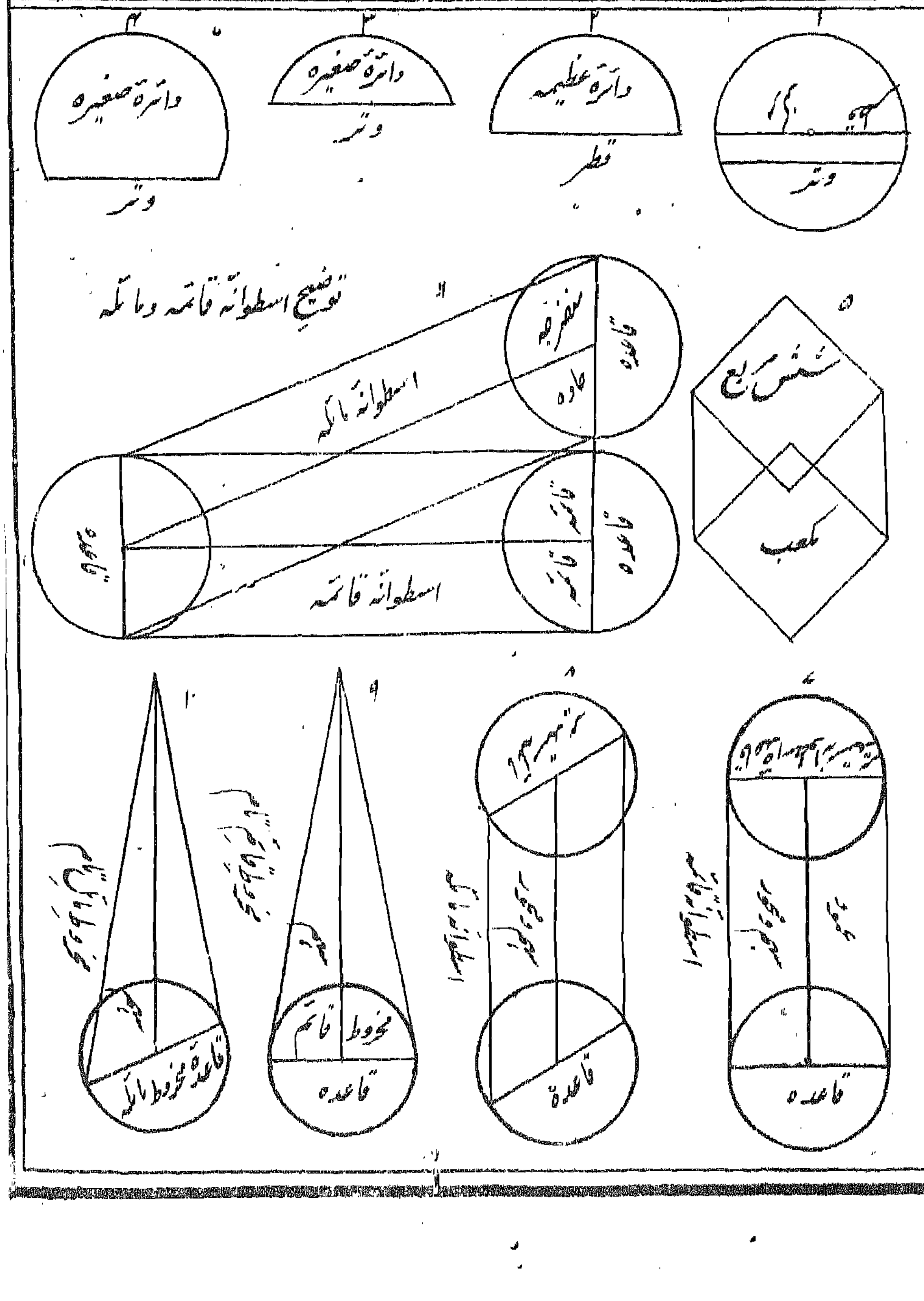
اور بعض کثیر الاضلاع شکلین ایک اسم خاص کے ساتھہ موسوم ہین جیسے مطبل اور مدرج اور ذو الشرف اوران مین سے ہر شکل مین کئی کئی شکلین مشتمل ہین چنانچہ اونکی صورت یہہ ہے

متساوی الزوایا

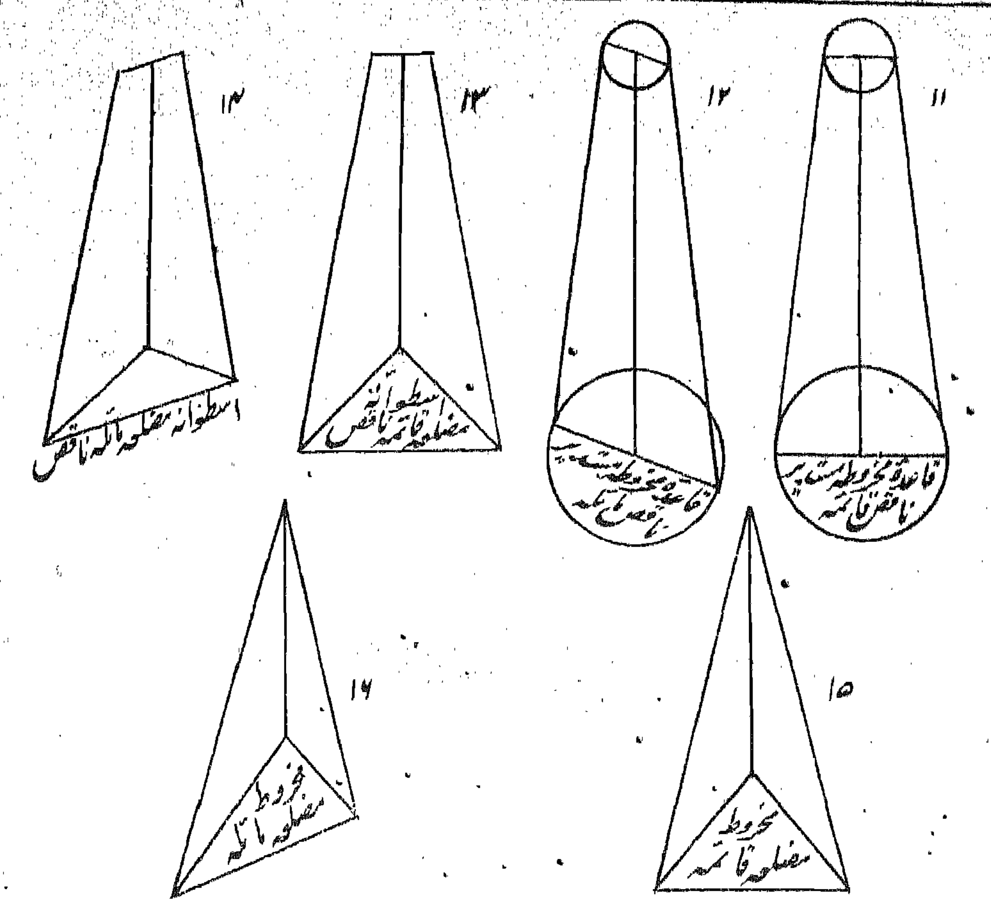


اب جسم کی کیفیت سنو جسم خواہ منجمد ہو یا رقیق اوسکو کہتے ہین کہ جسمین یہہ چہہ صفتین موجود ہون اول ابعاد ثلثہ یعنی طول اور عرض اور عمق تینون چیزین پائی جائین دیکہو پہاڑ اور دانہ خشخاش کے تصور مین بڑا اختلاف ہے مگر ہر ایک تہوڑا یا بہت عرض وطول اور عمق تینون چیزین رکہتا ہے اسیطرح سب جسمونکو تصور کرو طول عرض لمبائی اور چوڑائی کا نام ہے عمق گہرائی کو کہتے ہین اور حقیقت مین عمق اور بلندی ایک ہی شئے ہے لیکن بلحاظ موقع کے مختلف ہے یعنی اگر کسی شئے کو نیچے سے اوپر کو دیکہو تو اوسکو بلندی اور اوپر سے نیچے کو خیال کرو تو عمق کہینگے دوم شکل یعنی ہر جسم لمبائی اور چوڑائی اور موٹائی رکہتا ہے اس سبب سے تہوڑی یا بہت جگہ ضرور گہیرے گا اسکا نام شکل ہے اور سطح مین صرف طول وعرض ہوتا ہے عمق نہین ہوتا سوم امتناع مداخل یعنی جسم کی خاصیت ہے کہ جسکے ہونیسے ایک جگہ یا ایک ہی وقت مین دو چیزین نہین رہ سکتین بلکہ ایک شئے دوسری شئی کو ضرور دفع کرکے اپنی جگہ بنائیگی اور جو شئی متخلخل ہوگی اوسمین دوسری چیز کے داخل ہونیسے جسامت زیادہ ہو جائیگی اگر زیادہ ہوگی تو مسامات کے سبب سے وہ جسم دب جائیگا اسصورت مین حجم بدستور رہتا ہے یا کم ہو جاتا ہے چہارم عدم تحرک یا مزاحمت یعنی جسم ساکن بغیر حرکت دینے کے خود بخود متحرک نہین ہو سکتا اور اسکے برعکس جسم متحرک بدون ٹہیرانیکے آپ ہی آپ ٹہیر سکتا ہے اور جس متحرک شئی کو کوئی نہین روکتا اوسکو ہوا روکتی ہے پنجم قبول قسمت یعنی ہر جسم کے لاانتہا حصے ہوسکتے ہین چنانچہ کسی جسم کو اگر ذرا ذرا سے حصون پر تقسیم کرین پہر بہی اوسکا ہر حصہ بذریعہ آلات تقسیم کے ذریعے سے قسمت پذیر ہو سکتا ہے ششم کشش اور وہ دو قسم ہے اول کشش اتصال دوم کشش ثقل کشش اتصال وہ ہے جسکے باعث جسم کے اجزا ایک دوسرے کو جذب کرتے ہین اور باہم نزدیک آجاتے ہین چنانچہ جسم جن اجزاؤن سے مجتمع ہے اونمین کا ہر جزو کشش کی طاقت رکہتا ہے ایک دوسرے کو علحدہ نہین ہونے دیتا اگر یہہ قوت نہوتی تو کشش ثقل کے سبب سے جسم ٹکڑے ٹکڑے اور ذرے ذرے ہوکر ہموار زمین ہو جاتی نہ کسیطرح کی عمارت بن سکتی نہ کسی قسم کا برتن وغیرہ اور نہ کوئی اوزار درست ہو سکتا بلکہ انسان وحیوان کا جسم بہی صحیح وسالم نہ رہ سکتا اور یاد رکہو کہ کشش اتصال سب جسمون مین برابر نہین کسی مین کم کسی مین زیادہ ہے اور اجسام کی نرمی وسختی کا بہی یہی سبب ہے کہ جس شئے مین کشش اتصالی زیادہ ہے وہ سخت ہوگی اور جسمین کم ہے وہ نرم اور کشش ثقل سے کشش اجسام مراد ہے جیسے ایک جسم دوسرے جسم کو کہینچتا ہے جیسے زمین اور پہاڑ وغیرہ یعنی جسطرح کشش اتصال کی خاصیت ہے ہر جسم کے اجزا آپسمین کشش کرتے ہین اسیطرح سے کشش ثقل کی خاصیت ہے ہر جسم کے اجزا آپسمین کشش کرتے ہین مثلاً آفتاب زمین کو کہینچتا ہے اور زمین آفتاب کو اور اگر کوئی شئے اوپر کو پہینکو تو بباعث کشش زمین کے نیچے کو گر پڑتی ہے اور اجسام کا وزن بہی کشش زمین کے باعث سے ہے اسلئے کہ جب کسی جسم کو اوٹہاؤ تو وہ کشش ثقل کی قوت سے زمین کی جانب حرکت کرنا چاہتا ہے

اسی سبب سے ہاتھہ پر بوجھہ پڑتا ہے اور وہی جسم کا وزن ہے اور جسم ہلکے بھاری اسلیے ہوتے ہین کہ جسقدر جسم بڑا ہوتا
اوسیقدر زمین زیادہ طاقت کرتی ہے اسے خوب یاد رکھو اجسام پرگاری کی چند مختلف صورتین ہین چنانچہ ہر طرف سے
مطابق دایرہ پرگاری کے جو گول جسم ہوگا اوسکو کرہ اور نصف کرہ کہتے ہین کہ دایرہ عظیمہ اور نصف سے کم یا زیادہ ہو تو
دایرہ صغیرہ اور کرے کے بیچ مین جو نقطہ ہوتا ہے اوسکو مرکز کرہ کہتے ہین اور جو کوئی جسم چھہ مربع متساوی سے
بنایا جاتا ہے اوسکو مکعب کہتے ہین اور جو شکل ستون کی صورت ہو جسکے دونون کنارے دو برابر کے دایرہ سطح پر تمام ہون
اوسکو اسطوانہ کہتے ہین اور جو شکل ایک طرف سے دایرہ پر تمام ہو اور دوسری جانب ایک نقطے پر گاجر کی صورت تو اوسکو
مخروط مستدیر کہینگے اور جو اسطوانہ یا مخروط مین مثلث یا مربع وغیرہ کی طرح ضلع مساوی کے پائے جائین تو اونکو اسطوانہ مضلعہ
یا مخروط مضلعہ کہتے ہین اور ہمین ہر ایک شکل قایمہ اور مایلہ ہوگی چنانچہ اون سبکو کی صورتین ان نقشون سے بخوبی ظاہر ہو سکتی ہین



اشکال اجسام پرگاری

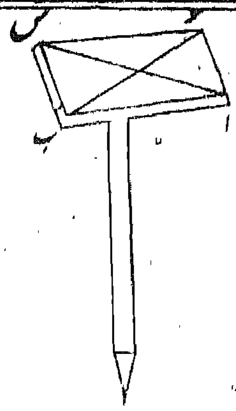


جبکہ شہزادہ والا قدر ان شکلوں سے بخوبی واقف و آگاہ ہو گیا تو معلم علوم نے ہر شکل کا قاعدہ مساحت پیمائش اور رقبہ وغیرہ کا عمدہ طور و طریق یاد دلوا دیا اور سمجھا دیا کہ آٹھ جو کا ایک اونگل اور تین اونگل کی ایک گرہ اور آٹھ گرہ کا ایک ہاتھ اور دو ہاتھ کا ایک گز اور تین ہندوستانی گز کا ایک گٹھہ اور بیس گٹھے کی ایک ہندوستانی جریب ہوتی ہے اور یاد رکھو کہ اگر حاملہ عورت پانی کا گھڑا سر پر اور لڑکا گود میں لیے ہوتے چلے تو اوسکے ساٹھ تین قدم زمین پر رکھنے سے ایک گٹھہ حاصل ہوتا ہے اور بیس گٹھے کی ایک جریب اور جریب کو جریب میں ضرب دینے سے بیگھہ اور جریب کو گٹھوں میں ضرب دینے سے بسوہ اور گٹھوں کو گٹھوں میں ضرب دینے سے بسوانسی حاصل ہوتی ہے اور بسوانسی کا بیسواں حصہ کچوانسی اور کچوانسی کا بیسواں حصہ انسوانسی کہلاتا ہے مگر پیمائش میں اکثر بسوانسی تک لکھتے ہیں کچوانسی اور انسوانسی کچھ نہیں لکھتے اور یاد رکھو کہ ہندوستانی پیمائش کا گز انگریزی گز سے تین انچھ بڑا ہوتا ہے انگریزی پیمائش کا حساب اس قاعدہ سے ہے کہ تین جو کا ایک انچھ بارہ انچھ کا ایک فٹ تین فٹ کا ایک گز ساڑھے پانچ گز کا ایک پول چالیس پول کا ایک فرلانگ آٹھ فرلانگ کا ایک میل ہوتا ہے اور ا اور ب کے درمیان جو خط ہے اتنی ہی ایک انچھ کی لمبائی ہوتی ہے ا ——— ب اونگل کی ناپ آٹھ جو پیٹے سے پیٹا ملا کر اور انچھ کی ناپ تین جو کھڑے نوک سے نوک ملا کر رکھتے ہیں اور انگریزی جریب

آلات پیمایش کا بیان

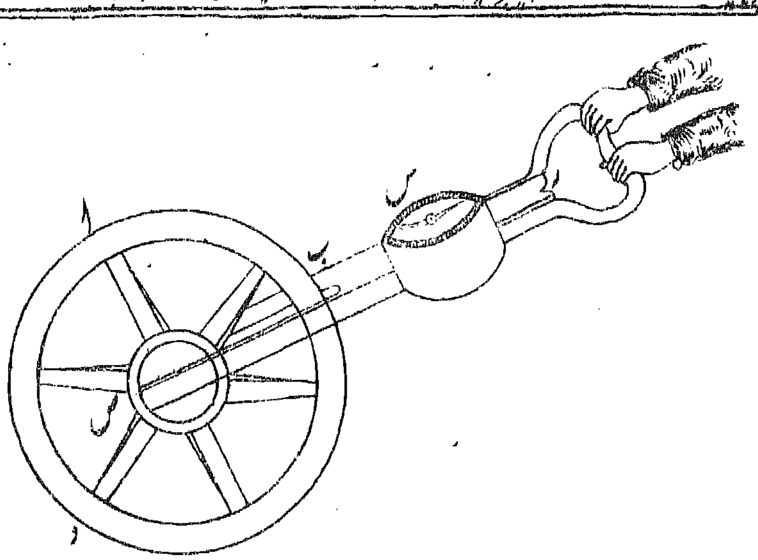
سو فیٹ کی عمدہ ہوتی ہے اسمین ایک ایک فٹ کی سو کڑیان ہوتی ہین اور خط جریب مین عمود قائم کرنیکے لیے
کراس اسٹاف ایک قسم کا انگریزی آلہ ہے اسصورت پر کہ ایک لکڑی کی گول لاٹھی پر جو قریب چار فیٹ کے
لمبی اور سیدھی ہوتی ہے اور اوسکے نیچے کے سرے پر لوہا جڑا ہوتا ہے ایک تختہ مربع نصب کیا جاتا ہے اور اوسپر دو لکیرین کندہ ہوتی ہین جیسے اس شکل سے ظاہر ہے

کراس اسٹاف کی شکل



یہہ دونون قطر مربع اب س د ہین باہم ایک دوسرے پر عمود ہین وعلیٰ ہذا القیاس پیرامبولیٹر
یعنی کوس پیمہ جسکے وسیلے سے بغیر جریب کے بعد مسافت دریافت ہوجاتا ہے چنانچہ اوسکی شکل یہہ ہے

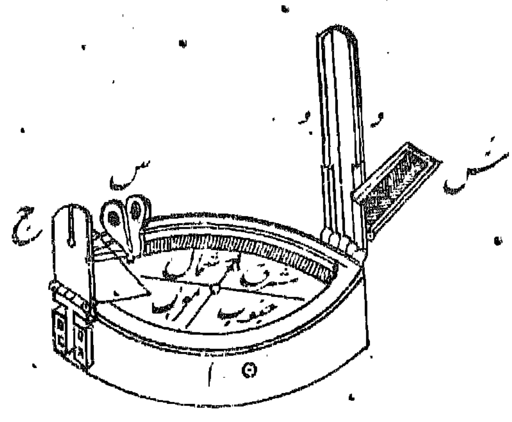
پیرامبولیٹر کی شکل



اب د ایک لکڑی کا پہیہ ہے اسکا محیط آٹھہ فیٹ اور تین انچہ کے برابر ہے س میل کی لاٹھیان جو اندر سے
پولی ہوتی ہین اوس پہیے کے مرکز پر جڑی ہوتی ہین س پر میل کی ایک ڈبیہ گھڑی کیصورت لگی ہوتی ہے اوسمین
تین دائرے منقسم ہین بڑا دائرہ ۲۲۰ حصون مین اور اوس سے چھوٹا ۴۰ حصون مین اور اوس سے چھوٹا ۸۰ حصون مین
اسواسطے کہ ۲۲۰ گز کا ایک فرلانگ ہوتا ہے اور ایک فرلانگ مین ۴۰ پول اور آٹھہ فرلانگ کا ایک میل ہوتا ہے
جسوقت یہہ پہیہ ۸۰ میل گردش کریگا اوسوقت ۸۰ فرلانگ پر سوئی ایک مرتبہ دورہ تمام کرتی ہے اور اسمین
دو سوئیان ہین ایک بڑی اور دوسری چھوٹی غرضکہ آلات کے ذریعے سے انگریزی پیمایش بہ آسانی ہوا کرتی ہے

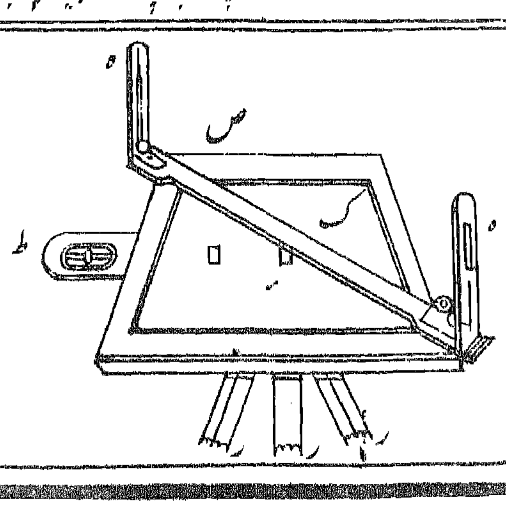
اور آلات پیمائش بکثرت ہین مگر اونمین سے سرمیٹک یعنے کمپاس اور پلین ٹیبل یعنی تختہ مسطح زیادہ تر مستعمل ہے کمپاس ایک
چہوٹی ڈبیہ کی صورت ہوتا ہے اوسمین ایک قطب نما لگا رہتا ہے اور اوسکے نیچے ایک کاغذ پر ایک دائرہ ۳۶۰ درجون پر منقسم ہوتا ہے
اور درجون کی گنتی نقطہ شمال سے شروع ہوتی ہے یعنی شمال سے مشرق تک ۹۰ درجے اور مشرق سے جنوب تک ۹۰ درجے اور جنوب سے مغرب تک ۹۰ درجے اور مغرب سے شمال تک
۹۰ درجے ہوتے ہین اس حساب سے نقطہ مشرق پر ۹۰ اور نقطہ جنوب پر ۱۸۰ اور نقطہ غرب پر ۲۷۰ اور نقطہ شمال پر ۳۶۰ درجے ہونگے شکل اوسکی یہہ ہے

کمپاس کی شکل

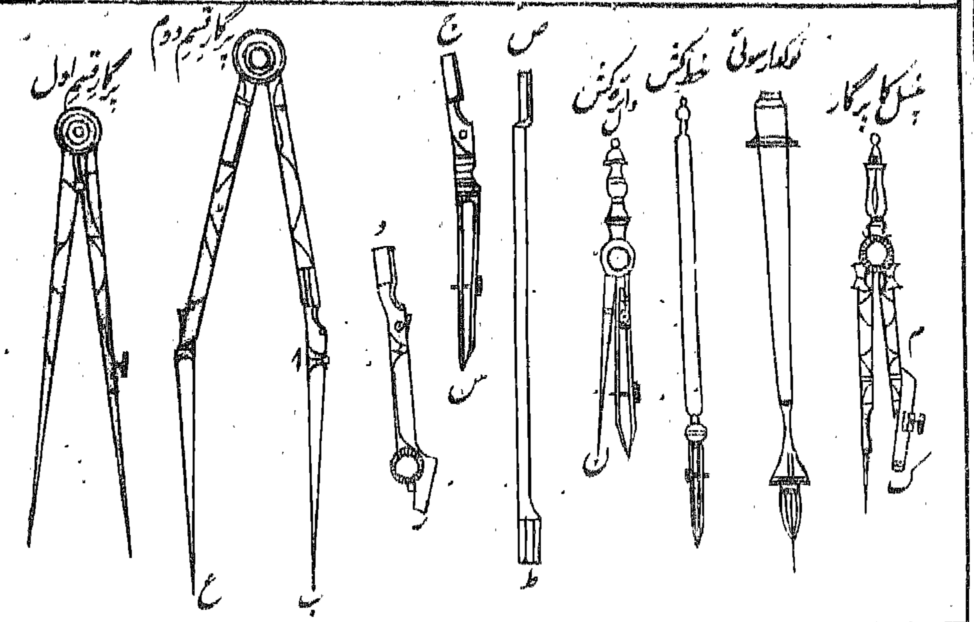


دو ٹکڑے دونون کنارون پر کہڑے ہین اور انکے بیچمین ایک باریک تار یا گہوڑے کی دم کا بال لگا ہوا ہے اور ش ایک مستطیل آئینہ ہے یہہ دونون
ٹکڑے دو مع شیشہ ش اس ڈبیہ مین بذریعہ قبضون کے ایسے جڑے ہین کہ پیمائش کے وقت کہڑے کیے جاتے ہین اور
کمپاس کے ساتہہ بند ہوجاتے ہین اسکے مقابل دوسری طرف ایک ٹکڑا ج لگا ہے اسکے سوراخ مین آنکہہ لگاکر دیکہتے ہین تو مقابل کا تار اور کاغذ کے
درجے دونون ایک ساتہہ نظر آتے ہین اور ش ایک قلعی کیا ہوا شیشہ ہے اور س کئی شیشے رنگین ہین کوئی سیاہ رنگ کا کوئی سبز رنگ
اور دوسرے رنگ کا مگر انکا کام اوس وقت پڑتا ہے کہ جب آفتاب آنکہہ کے مقابل ہو اور شعاع آفتاب کی تیزی کم ہوجاتی پیمائش کے وقت کمپاس کو تپائی پر رکہتے ہین
اور ا کی جگہ ایک پیچ لگا ہے اور اسکے سبب سے قطب نما کی حرکت کو جلد ساکن کر دیتے ہین اور پلین ٹیبل ایک
طرح کا آلہ ہے جس کے وسیلے سے پیمائش کے وقت نقشہ بہی بنتا جاتا ہے یہہ ایک لکڑی کا تختہ قریب ایک فٹ ڈیڑہ
لمبا اور ایک فٹ چوڑا ہوتا ہے اوسکو نقشہ اوتارنے کے لیے تپائی پر چڑہاتے ہین چنانچہ اوسکی شکل یہہ ہے

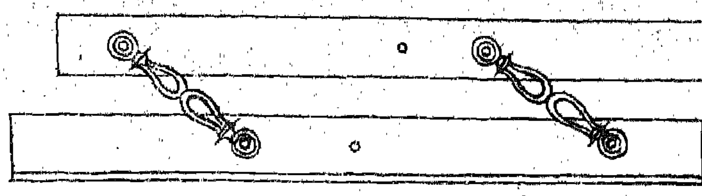
پلین ٹیبل کی شکل



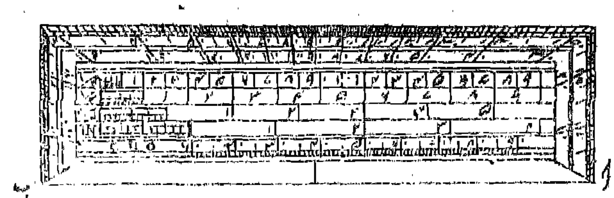
ص تختہ سطح ہے اور ک ایک دوسرا لکڑی کا ٹکڑا اسپر رکھا ہے اسکے دونون طرف ہ ہ لکڑی یا پیتل کے دو کہڑے ٹکڑے لگے ہین انمین کہڑے دو سوراخ ہین اونمین تار یا بال لگے ہوے ہین ایک اسکے سر پر ط ایک ڈبیہ در بیہ نما ہے ر ر راس تختے کی تپائی ہے اور اسکے اوپر جو ص ایک لگا ٹکڑا ہے وہ بیچ مین اسطرح جڑا ہوا ہے کہ چارونطرف گہوم سکتا ہے غرضکہ اسیطرح تہیوڈولیٹ اور ورنیر اور لیول وغیرہ بہت قسم کے آلات پیمائش انگریزی مین کام دیتے ہین اور کاغذ پر نقشہ بنانیکیواسطے بہی بہت آلات مفید مروج ہین چنانچہ اونمین سے اکثر کی یہہ صورتین ہوتی ہین

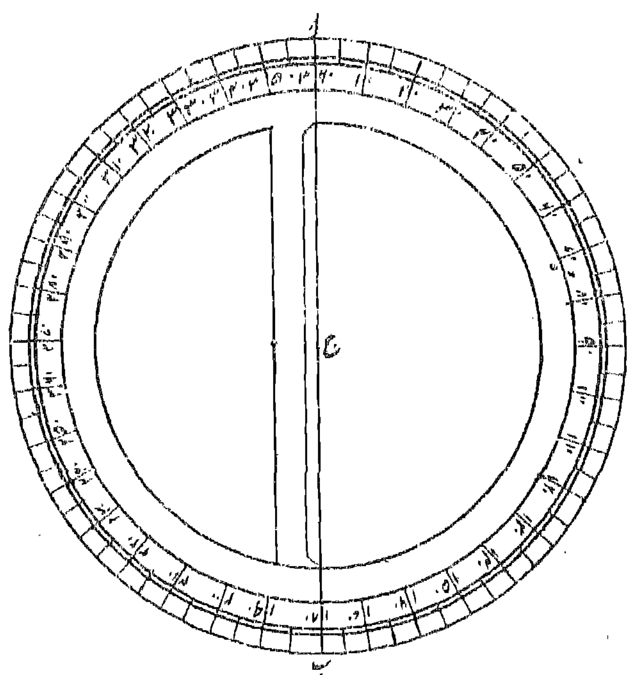


پرکار شکل اول واسطے پیمائش فاصلے کے اسکیل یا پیمانہ وغیرہ پرسے کام مین آتی ہے اور پرکار دوم واسطے ناپنے دوریون کے اور کہینچنے بڑی قوسون کے جو چہوٹے دائرہ کش سے نہین کہینچ سکتین کارآمد ہے اور جسوقت دائرہ یا دائرہ کی قوس پنسل یا سیاہی کی قلم سے کہینچتے ہین اوسوقت پرزہ ا ب کو نکال کر پرزہ د ر کو وہان لگا دیتے ہین اور پرکار کی نوک ع کو دائرے کے مرکز پر جما کر دائرہ کہینچ لیتے ہین مگر جسوقت دائرہ سیاہی سے کہینچنا ہوتا ہے تو بجاے د ر کے پرزہ ج س لگایا جاتا ہے اور یاد رکہو کہ پرزہ د ر یا ج س سے سیاہی کا یا پنسل کا خط جب پیدا ہوگا کہ د ر کے سرے پر پنسل کا ٹکڑا لگایا جائیگا اور ج س کے سرے پر سیاہی بہری جائیگی جسوقت بہت بڑا دائرہ کہینچنا ہوتا ہے تو پرزہ ص ط کو پرکار مین لگا کر اوسکے سرے پر د ر یا ج س لگایا جائیگا چہوٹے دائرون کے واسطے دائرہ کش ل ن کام مین آتا ہے اور خط کش سے خط کہینچے جاتے ہین اور ایک چہوٹا دائرہ کش پنسل کا ہے علیحدہ ہوتا ہے اوسکے پرزہ م ک مین جو مثال ہے پنسل کا نوکدار ٹکڑا لگایا جاتا ہے انکے سوا کچہہ اور بہی آلات ہین چنانچہ ایکطرحکا آلہ پیرلل رول ہوتا ہے جسکے وسیلے سے خطوط متوازی جسقدر چاہو کہینچے جاتے ہین یہہ آلہ دو مستطیل شکل کے پرزون سے بنایا جاتا ہے اور یہہ پرزے یا آبنوس کی لکڑی کے ہوتے ہین یا ہاتہی دانت کے اور باہم پیتل کے پرزون سے جوڑ دیئے جاتے ہین چنانچہ شکل اوسکی یہہ ہے



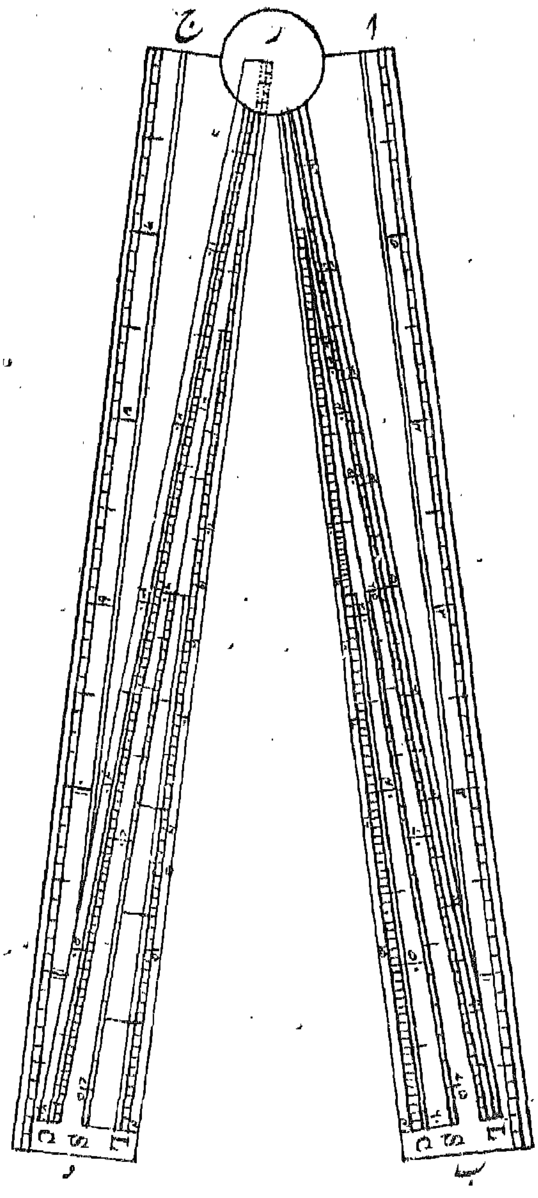
اور پروٹریکٹر ایک قسم کا آلہ ہے جسکے وسیلے سے کسی خط پر کسی نقطہ مفروضہ سے کوئی زاویہ جسکا شمار درجے اور دقیقوں پر منحصر ہے بنا سکتے ہیں یہہ آلہ دو قسم کا ہے ایک مستطیل دوسرا مدور مستطیل اکثر ہاتھی دانت کا اور گول پیتل کا ہوتا ہے مدور پروٹریکٹر پر درجونکا شمار ۱۰ ۲۰ ۳۰ وغیرہ ۳۶۰ تک مقرر کیا جاتا ہے اور مستطیل پروٹریکٹر پر اکثر ایک طرف شمار ۱۰ سے ۱۸۰ تک اور دوسری جانب انچوں اور انچہ کے حصوں میں تقسیم ہوتی ہے دیکھو





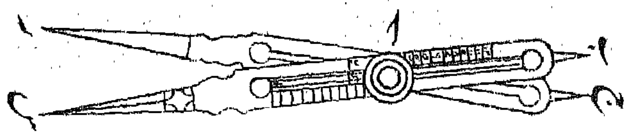
انکے سوا ایک آلہ اور ہوتا ہے جسے سکیل کہتے ہیں وہ اکثر ایک فٹ لمبا ہوتا ہے اور چھ چھ انچہ کے دو ٹکڑے پر دونو ٹکڑے ملے ہوتے ہیں یہہ دونوں ٹکڑے ایک پیتل کے پرزے کے وسیلے سے ایک سرے پر جڑے ہوتے

ہوتے ہین اسطرحسے کہ دونون اوس جوڑ پر پھر سکتے ہین نقشہ کشی کے لیئے یہہ آلہ بہت کام آتا ہے اور اسکے وسیلے سے سب چیزین نقشے کے اندر بن سکتی ہین اسپر چار شکلین ہوتی ہین چنانچہ اسکی صورت یہہ ہے

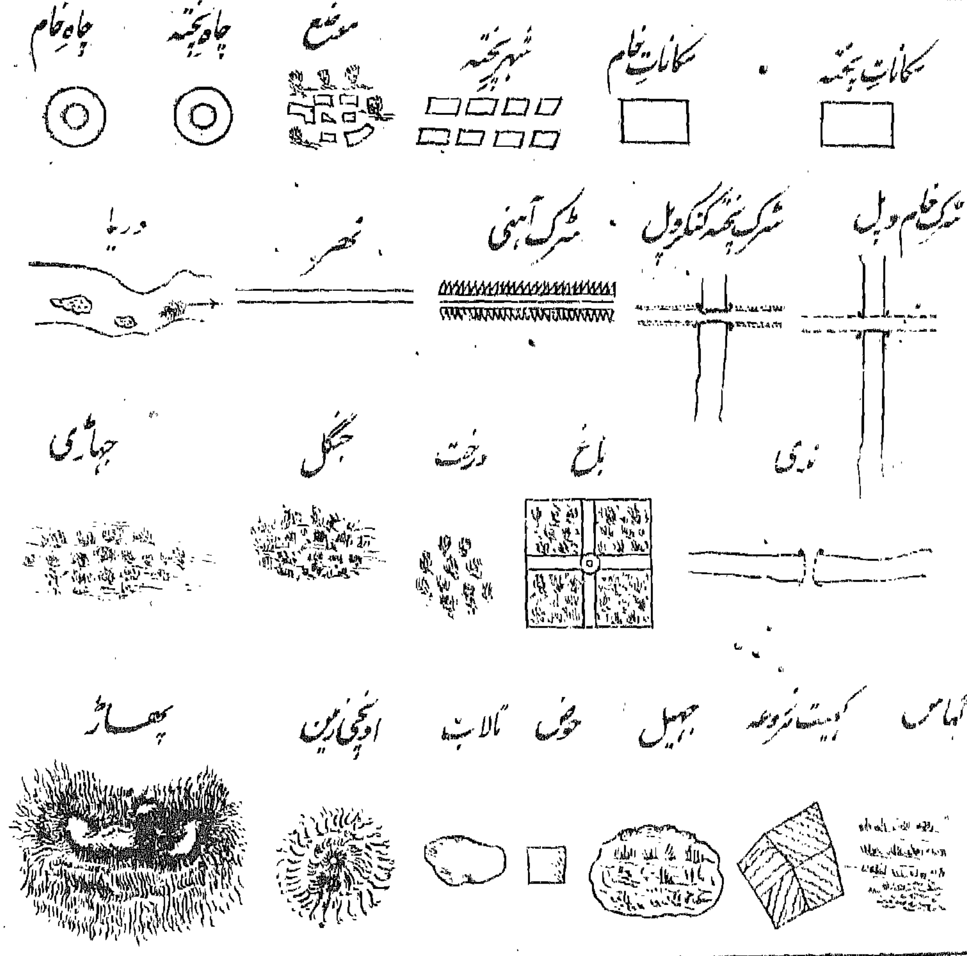


اب اور ج د دو ہاتھی دانت کے پرزے ہین اور ر پیتل کا وہ پرزہ ہے جسمین ا ب اور ج د ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہین اور علاوہ ازین پروپورشنیل کمپاس ایک قسم کی پرگار ہوتی ہے جسکے وسیلے سے خطوط اور دائرون اور سطح اور جسم کو برابر حصون مین بانٹتے ہین یہہ دو پرزے ب س اور ج ر ایک پیچ اکے وسیلے سے ملے ہوئے ہین اس پیچ کے ساتھہ ایک ٹکڑا پیتل کا مہ لگا ہوتا ہے جسوقت پیچ کو

اور نیچے پلاٹے میں وہ بھی ایسے ہی تمام ہوتا ہے گا کی دونوں ٹانگیں ب س اور ج پہ جدہ جدہ منقسم ہوتی ہیں ان جو نمبر ۱۔۲۔۳۔۴ وغیرہ لکھے ہوئے ہیں



اور یاد رکھو کہ نقشوں میں باغ اور تالاب اور جنگل اور پہاڑ اور شہر اور مکانات اور سڑک اور دریا وغیرہ کا رنگ شناخت کے واسطے جدا جدا مقرر ہے چنانچہ دیکھو



الحاصل اصطلاح جبر و مقابلہ اور علم ہندسہ اور اشکال ریاضی وغیرہ میں شہزادہ روشن دل نے بخوبی کمال حاصل کیا اور میعاد مقررہ بھی منقضی ہو گئی کہ حسب فرمان فیض نشان خسرو والا شان وہی وزیر شہیر حاضر ہوا اور پیغام بادشاہی ادا کر کے دونوں کو بصد عزت و جاہ اپنے ہمراہ محفل امتحان میں لیگیا

امتحانِ پنجم

مؤلف

خدا کے واسطے تشریف جلد لا ساقی | کہ اب تو وقت تغافل نہیں رہا ساقی
ترے لیے ہمہ تن چشم انتظار ہوں میں | کہ میری بزم میں خالی ہے تیری جا ساقی

جب عالم خرد پرورِ عالی ہمم اور فرزانہ روزگارِ فرخندہ شیم مع شعور سخن رس رونق افروزِ بزم اقدس ہوتے عقلِ مجسم بکمال تکریم و تعظیم پیش آیا اور زبانِ گوہر فشاں سے ارشاد فرمایا کہ اے لختِ جگر آج تک تمنے کیا پڑھا ہے بتاؤ شہزادہ ہوشمند نے عرض کی کہ قبلہ و کعبہ اس بندہ بے توقیر نے حساب اور مساحت اور جبر و مقابلہ اور ریاضی وغیرہ میں بریاضتِ شاقہ مداخلت بہم پہنچائی ہے اگر حضور کی مرضی مبارک میں آئے تو کوئی سوال استفسار فرماتے بعونہٖ تعالیٰ خاکسار اوسکا جواب خدمت عالی میں مفصل گذارش کریگا بادشاہ نے فرمایا کہ جبر و مقابلہ کی کچھ تعریف بیان کرو خرد پرور نے عرض کی کہ بندہ پرور **جبر و مقابلہ** وہ شئے ہے کہ جسکے وسیلے سے سوالاتِ مجہول کا استخراج بآسانی ہو سکتا ہے جبر محاسبوں کی اصطلاح میں زیادہ کرنیکا نام ہے اور **مقابلہ** کم کرنیکو کہتے ہیں عدد مجہول کا نام شئے فرض کیا جاتا ہے اور شئے کو شئے میں ضرب دینے سے مال اور مال کو شئے میں ضرب دینے سے کعب اور کعب کو شئے میں ضرب دینے سے مال مال اور مال مال کو شئے میں ضرب دینے سے مال کعب اور مال کعب کو شئے میں کعب کعب اور پھر مال مال الکعب اور مال کعب الکعب اور کعب کعب الکعب وغیرہ الیٰ غیر النہایہ حاصل ہوتا ہے یہہ سب مراتب اسفل سے اعلیٰ کو جاتے ہیں اسواسطے انکا نام سلسلۂ **معارج و صعود** ہے اور برخلاف اسکے اجزا کا نام بھی جدا جدا ہے وہ ایسی کسریں ہیں کہ یہہ سلسلہ صعود انکا مخرج قرار دیا گیا ہے چنانچہ اونکا نام جزء الشی اور جزء المال اور جزء الکعب اور جزء مال المال اور جزء مال الکعب اور جزء کعب الکعب اور جزء مال مال الکعب اور جزء مال کعب الکعب اور جزء کعب کعب الکعب ہے چونکہ یہہ سب مراتب اعلیٰ سے اسفل کو رجوع کرتے ہیں اسواسطے انکو **سلسلۂ اجزا و نزول** کہتے ہیں اور جبر و مقابلہ میں جبکہ استثنا واقع ہوتا ہے تو مستثنیٰ کو ناقص اور مستثنیٰ منہ کو زائد خطاب دیتے ہیں **استثنا** کی دو صورتیں ہیں اول یہہ کہ اوس شئے مجہول کو ناقص کریں جیسے (دس شئے سے نہیں) دوم یہہ کہ شئے مجہول میں سے عدد معلوم کو ناقص کریں جیسے (شئے ہے مگر دس نہیں) پس اگر زائد کو زائد میں یا ناقص کو ناقص میں ضرب دیں تو ہمیشہ زائد حاصل ہوگا اور زائد کو ناقص میں یا ناقص کو زائد میں ضرب دیں تو ہمیشہ ناقص حاصل ہوگا اور ہر عمل ہمیشہ معادلہ یعنی مساوات پر تمام ہوتا ہے اور جبر و مقابلہ میں خصوصاً یہی امر غور طلب ہے کہ کس طریق سے مساوات نکالی جاتی ہے اسکا کوئی قانون کلی نہیں مگر ہر مسئلہ میں جداگانہ قاعدہ ہے

محاسب کو حلِ سوالات کی مشق سے ملکہ حاصل ہو جاتا ہے کہ اپنی عقل سے سوالِ ماٰل مین تصرف کر کے معادلہ تک
پہنچ جاوے جبر و مقابلہ کے طریق پر عدد مجہولات کو استخراج کرنا ذہنِ ثاقب اور فکرِ بالغ اور فہمِ درست اور نظرِ تیز پر
منحصر ہے حکماے متقدمین نے اسمین بہت کچھہ غور کر کے چھہ مسئلے نکالے ہین وہ عدد اور اموال اور اشیا پر
مبنی ہین اور اون مین تین مسئلہ مفردات کہلاتے ہین اور تین مقترنات مگر بعضے حکماے متاخرین
چنانچہ عمر خیام و شرف الدین مسعود وغیرہ نے اور بھی چند مسائل کا زائد استخراج کئے ہین جسکا بیان بہت طول و
طویل ہے عقلِ مجسم نے فرمایا خیر اب ہم دو چار سوال کرتے ہیں اونکا جواب دوگے تو سمجھین گے کہ تم کچھہ علمِ حساب سمجھتے ہو
شہزادہ نے عرض کی بہت مبارک بادشاہ نے زبانِ حقایق بیان سے ارشاد کیا کہ اے خرد پرور **سوال** اتفاقاً
ایک لشکرِ عظیم کسی دریاے زخار کے کنارہ پر وارد ہوا عبور کا ارادہ تھا مگر جہاز اور ملاح کچھہ نظر نہ آیا آخرکار بسبب ضرورت
چند مقاماتِ مختلف سے پانچ کشتیان جمع کر کے سب اونمین سوار ہوگئے اس اثنا مین بباعث نہایت گرانباری کے
ایک کشتی غرقِ آب ہونے لگی او سوقت اسمین سے اکثر آدمی اوترے اور اون چارون کشتیون مین پہلے جسقدر سوار تھے اوتنے ہی
اور بھی جا بیٹھے اب اونمین وہ چند ہوگئے استنے مین ناگاہ دوسری کشتی ڈوبنے لگی اوسمین سے بھی ان چارون کشتیون کے
سوارون کے برابر اوتر کر ہر ایک مین جا بیٹھے اسیطرح تیسری اور چوتھی اور پانچوین کشتی کے سوارون نے بھی یہی صورت واقع ہوئی
جبکہ پانچون کشتیان دوسرے کنارہ پر جا پہونچین اور شمار کیا تو سب کشتیون مین آدمی برابر نکلے بتاؤ کہ اول ہر کشتی مین کسقدر سوار
ہوئے تھے اور پھر کیا تغیر و تبدل ظہور مین آیا ۔ خرد پرور نے اسکا جواب یہ عرض کیا کہ پیر و مرشد برحق و قبلہ و کعبہ مطلق اسکے لئے ایک
بہت عمدہ قاعدہ سیکھا ہے کہ یہ ہے یعنی جسقدر کشتیان ہون اونکے شمار پر ایک فرضی عدد اور زیادہ کر کے کشتی اول کے سوار تصور
فرمائیے پھر اونکو مضاعف کر کے ایک کم کیجئے یہ دوسری کشتی کے سوار ہین انکو پھر دو چند کر کے ایک کم کرنے سے تیسری کشتی کے
سوار دریافت ہوتے ہین اسیطرح ہر کشتی کے سوارونکو دوگنا کر کے اونمین سے ایک ایک کم کرتے جائین اس سے سوارونکی تعداد
معلوم ہو جائیگی اس طریقے سے واضح و لائح ہوا کہ ارشادِ حضور کے بموجب پانچ کشتیون مین سے اول کشتی مین چھہ سوار اور
دوسری مین گیارہ اور تیسری مین اکیس اور چوتھی مین اکتالیس اور پانچوین مین اکاسی آدمی ہین
یہہ سب ایک سو ساٹھہ ہوتے اور آخر مین ہر کشتی پر چھتیس چھتیس برابر ہوگئے اس عمل کی یہہ صورت ہے

وقتِ سواری	۶	۱۱	۲۱	۴۱	۸۱
مرتبہ اول	۱۲	۲۲	۴۲	۸۲	۲
مرتبہ دوم	۲۴	۴۴	۸۴	۴	۴
مرتبہ سوم	۴۸	۸۸	۸	۸	۸
مرتبہ چہارم	۹۶	۱۶	۱۶	۱۶	۱۶
مرتبہ پنجم	۳۲	۳۲	۳۲	۳۲	۳۲

سوال

جواب

پھر شہریارِ عرش وقار نے فرمایا کہ اے خرد پرور **سوال** بھلا ایک قلعہ میں چار برج ہیں حسبِ اتفاق کسی غنیم نے اوس پر لشکر کشی کی سوال
سردارِ قلعہ نے جب سعیٔ گریز نپایا ہر ایک کو سیم و زر عطا فرمایا اور سبکی تشفی و اطمینان کرکے جنگ و جدال پر مستعد کیا غنیم نے جس
برج پر جتنے آدمی پائے اوسیطرف حملہ کیا حاکم نے مدد کے واسطے جسقدر فوج کہ اوس برج پر موجود تھی ہر برج پر سے اوسیقدر وہان
بھیجی اور وہ لوگ اپنی مقابلہ سے چوگنے ہو گئے اس سبب سے دشمن کو بھگا دیا چونکہ دوسرے برج پر فوج کم رہ گئی تھی اسواسطے دشمن نے
اوسیطرف رخ کیا سردارِ قلعہ نے پھر تینوں برجوں سے اوس برج کی مدد کو اوتنی ہی سپاہ روانہ کی جتنی وہان موجود تھی غرضکہ
تیسرے اور چوتھے برج پر بھی اسیصورت سے معاونت کی اور قلعہ سلامت بچا لیا اوسکے بعد جبکہ مالک نے شمار کیا تو ہر ایک برج پر
برابر فوج پائی اب بیان کرو کہ قلعہ میں کتنے آدمیوں کی جماعت تھی ✦ خرد پرور نے گذارش کی **جواب** اسکا قاعدہ کم ترین کی جواب
رائے ناقص میں یہہ آتا ہے کہ جو فرمانِ عالی کے موافق برجونکی تعداد چار ہے اسواسطے چار کو چار میں چار بار ضرب کرینگے حاصل ضرب
مردمِ قلعہ ہونگے یعنی اول مرتبہ ۴ کو ۴ مین ضرب دیا ۱۶ ہوے دوسری مرتبہ ۱۶ کو ۴ مین ضرب دیا ۶۴ ہوے تیسری مرتبہ ۶۴ کو
۴ مین ضرب دیا ۲۵۶ ہوے چوتھی مرتبہ ۲۵۶ کو ۴ مین ضرب دیا ۱۰۲۴ ہوے گویا یہہ تعداد کل فوج قلعہ کی ہے اور بصورتِ
مساوی ہر برج پر ۲۵۶ ہوے ہیں اب اگر حضور کو مدنظر ہے کہ اول ہر برج پر کسقدر آدمی تھے اسکے دریافت کرنیکو یہہ قاعدہ
جاری کرنا پڑا کہ دوسو چھپن پر اوسکی ایک چوتھائی یعنی ۶۴ زیادہ کئے تو ۳۲۰ ہوے پھر دوبارہ اسکی چوتھائی یعنی ۸۰ اسپر زیادہ کئے
تو ۴۰۰ ہوے پھر بار سوم اسکی چوتھائی یعنی ۱۰۰ اسپر زیادہ کئے تو ۵۰۰ ہوے چوتھی بار جو اسکی چوتھائی ۱۲۵ حاصل ہوئی یہی تعداد
مردمِ برج اول کی ہے اب اسکے پہلے جو ۱۰۰ چوتھائی تھی وہ اس ایک سو پچیس پر زیادہ کرنیسے ۲۲۵ ہوے یہہ تعداد مردم
برج دوم کی ہے پھر اسکے پہلے جو ۸۰ چوتھائی تھی اسپر زیادہ کرنیسے ۳۰۵ ہوے ہیں یہہ تعداد مردمِ برج سوم کی ہے پھر
اسکے پہلے جو ۶۴ چوتھائی تھی اوسکو اسپر افزون کرنیسے ۳۶۹ ہوے یہہ تعداد مردمِ برج چہارم کی ہے اسصورت میں اگر برج
کم یا زیادہ ہوں تو وہان بھی یہہ قاعدہ جاری ہو سکتا ہے اور خاکسار اسقدر جو تقریر گذارش کی اوسکی توضیح اسطرح سے ہے کہ اسکا
تعداد کل ایکہزار چوبیس اور ہر برج پر بصورتِ مساوی دوسو چھپن آدمی تھے اس عمل کی یہہ صورت ہوگی ✦

۴ ۳۶۹ ۱۲۵	۳ ۳۰۵ ۱۲۵	۲ ۲۲۵ ۱۲۵	۱ ۱۲۵ ۳۷۵	قسمت اول
۲۴۴ ۱۰۰	۱۸۰ ۱۰۰	۱۰۰ ۲۰۰	۵۰۰ ۱۰۰	قسمت دوم
۱۴۴ ۸۰	۸۰ ۲۴۰	۴۰۰ ۸۰	۴۰۰ ۸۰	قسمت سوم
۶۴ ۱۹۲	۳۲۰ ۶۴	۳۲۰ ۶۴	۳۲۰ ۶۴	قسمت چہارم
۲۵۶	۲۵۶	۲۵۶	۲۵۶	مساوی ہر برج

سوال

پھر شاہنشاہ فلک بارگاہ نے فرمایا کہ اے خرد پرور **سوال** ایک شخص نے بتقاضائے قضا انتقال کیا مگر وقت مرگ کچھ اولاد اور دینار چھوڑ گیا اولاد نے وہ ترکہ اسطرح لوٹ لیا کہ اونمین سے ایک لڑکا ایک دینار لیکر چلدیا اور دوسرا دو تیسرا تین چوتھا چار وعلیٰ ہذا القیاس ہر ایک دوسرے سے ایک زیادہ لیگیا جب حاکم عادل کو خبر ہوئی اوسنے سب سے وہ دینار واپس لیکر از روے انصاف اونکو برابر برابر تقسیم کردیے اسصورت مین ہر ایک کو سات سات دینار مساوی پہونچے تم بتاؤ کہ اولاد کتنی تھی اور دینار کسقدر تھے ✦ خرد پرور نے

جواب

جوابدیا **جواب** اگرچہ یہہ سوال جبر و مقابلہ اور خطائین کے ذریعے سے بہی حل ہوسکتا ہے مگر غلام ایک سہل طریقہ عرض کرتا ہے وہ یہہ ہے کہ خارج قسمت کو ہمیشہ تضعیف کرکے ایک کم کردینے سے جو باقی رہتا ہے وہ اولاد کی تعداد ہے اور مقسوم علیہ کو خارج قسمت مین ضرب دینے سے جو مقسوم حاصل ہوتا ہے وہ دینار کا عدد ہے چنانچہ اس سوال مین سات سات دینار تقسیم ہوے ہین اسواسطے سات کو دوچند کیا چودہ ہوے اونمین سے ایک کم کیا تیرہ باقی رہے یہہ ۱۳ اولاد کی تعداد ہے اس کو ۷ مین ضرب دینے سے دینار کی مقدار معلوم ہوتی ہے یعنی اکانوے حاصل ہوتے ہین یہی ۹۱ دینار تہے جو ۱۳ لڑکون کو برابر برابر پہونچے

سوال

پھر خداوند تخت ہمایون بخت نے فرمایا کہ اے خرد پرور **سوال** ایک شخص کے پاس اسقدر اشرفیان موجود ہین کہ وہ ایک آدمی کو یا دو کو یا تین کو یا چار کو غرض کہ دس آدمیون کو اسطرح برابر برابر بانٹ دے تو باہم سب مساوی تقسیم ہوجائین اور کسر بین واقع نہو بیان کرو کہ یہہ تمام اشرفیان شمار مین کسقدر ہونگی ✦ خرد پرور نے کہا

جواب

جواب یہہ اشرفیان دو ہزار پانسو بیس ہین اسواسطے کہ یہی کسور نہہ گانہ کا مخرج ہے اور عربی مین انکو **مخرج کسور تسعہ** کہتے ہین عقل مجسم یہہ تقریر دلپذیر سنکر نہایت محظوظ ہوا اور فرزانہ روزگار کی جانب مخاطب ہوکر فرمایا کہ آپ کی توجہ اور عنایت سے خرد پرور نے کمال کیا ہے ورنہ *مصرعہ* تا ابد این گیاہ ضعیف این گمان نبود ✦ فرزانہ روزگار نے کہا کہ یہہ سب کچھ آپ کی بلند اقبالی اور تقدیر عالی کی فرخندہ فالی کا ثمرہ ہے حضرت آفریدگار جسپر نہایت مہربان ہوتا ہے اوسکو فرزند سعادتمند اور دلبند نیک بخت بلند عنایت فرماتا ہے اگرچہ اسصورت چند مدت خرد پرور بجانب تحصیل علوم ہمت مصروف رکہے گا تو البتہ کچھہ ہو رہیگا شہزادہ دانشور آداب بجالایا پھر اہل انجمن کیطرف روے سخن کیا اور کہا کہ صاحبو اگر کسی کو کوئی سوال مرکوز خاطر ہو تو دریغ نکرے اسلئے کہ مین حاضر ہون اس اثنا مین ایک محاسب نے سوال کیا کہ اے

سوال محاسب کا بیان

شہزادہ بلند اقبال ابھی جو آپنے فرمایا تہا کہ کسور تسعہ کا مخرج ۲۵۲۰ ہے یہہ کس طریقے سے دریافت ہوسکتا ہے خرد پرور نے کہا کہ اہل عرب نے یہہ قاعدہ ایجاد کیا ہے کہ جس کسر کے نام مین حرف عین ہے اونکو باہم ضرب کرنیسے یہہ اعداد حاصل ہوتے ہین اور وہ ربع اور سبع اور تسع اور عشر یعنی چہارم اور ہفتم اور نہم اور دہم ہین اول ۴ نے ۷ کو مین ضرب دیا ۲۸ ہوے پھر انکو ۹ مین ضرب کیا ۲۵۲ ہوے پھر انکو ۱۰ مین ضرب دیا ۲۵۲۰ ہوے اور یہی اعداد معین و درکار ہے مگر ایک قاعدہ بہت عمدہ ہے جسسے مخرج کسور تسعہ ایک خوبی کے ساتھہ دریافت ہوسکتا ہے یعنی ایک ہفتے کے دنون کو ایک برس کے مہینون مین ضرب دیکر ایک ہفتے مین ضرب دینے سے مخرج کسور تسعہ معلوم ہوجاتا ہے

چنانچہ مہینے کے ۳۰ دن کو ۱۲ مہینوں میں ضرب دیا ۳۶۰ ہوئے انکو ہفتے کے ۷ دنوں میں ضرب دینے سے
۲۵۲۰ ہوئے ہیں وہو المطلوب ✿ اسنے میں ایک اور فضیلت پناہ فرمانے لگے کہ اے لخت جگر شہریار و اے نور نظر
جہاندار بھلا آپنے جو ارشاد کیا کہ ایک مہینے کے تیس دن ہوتے ہیں یہہ کونسا مہینہ ہے مہینے تو ہمیشہ برس میں تیس سے
دن یا کم زیادہ ہوتے ہیں شہزادہ خود پرور نے جواب دیا آپ کو یہہ تو معلوم ہوگا کہ مہینے دو طرح پر شمار کئے جاتے ہیں ایک قمری
دوسرا شمسی پس قمری مہینے کے دن فی الحقیقت ساڑھے انتیس اور کسری زائد ہوتے ہیں جب دو مہینے کے
دن جمع کئے جاتے ہیں تو کچھہ کسر زیادہ اونسٹھہ روز شمار میں آتے ہیں اسواسطے کسر کو قابل اعتبار نہیں جانتے لہذا ایک
مہینے کو تیس دن کا اور دوسرے کو انتیس دن کا قرار دیتے ہیں اور کسر کے حساب سے ہر برس میں گیارہ دن زیادہ کرکے تیسرے
برس ایک مہینا بڑھا کر بندی میں اوسکو لوند کہتے ہیں وعلی ہذالقیاس جس قوم کے حساب میں دن یا مہینا زیادہ
ہوتا ہے وہ اوسکو ایک مہینے میں درج کر لیتے ہیں اسیطرح ایک شمسی مہینے میں حرکت آفتاب کے اختلاف سے کبھی تیس
دن کا مہینا ہوتا ہے کبھی کم کبھی زیادہ لیکن اہل فارس کے منجمین متاخرین نے ہر ماہ شمسی کو تیس تیس دن کا قرار دیا ہے اس نظر سے
کہ اوراق تقویم میں جو منجموں کا سالانہ حساب مندرج ہوتا ہے کہیں اختلاف واقع نہو جائے پس بحساب مذکور سال قمری
تین سو چوّن روز اور ایکدن کے چھٹے حصے کا ہوتا ہے اور سال شمسی فی الحقیقت اہل فارس کے نزدیک تین سو پینسٹھہ دن اور
ایکدن کے ساتویں حصے کا ہوتا ہے لیکن منجمین متاخرین نے بباعث وجہہ مذکور تین سو ساٹھہ دن کا برس قرار دیا ہے اور پانچ روز
جو زیادہ ہوتے ہیں انکو آخر سال میں اضافہ کرکے خمسہ مسترقہ کے نام سے نامزد کرتے ہیں اور کسر کے واسطے
چوتھے برس ایکدن زیادہ کرکے اوسکو کبیسہ کہتے ہیں اس سبب سے تمکو خوب یاد رکھنا ضرور ہے کہ یہہ قاعدہ مطابق مذہب
اور اصطلاح متاخرین اہل فارس کے قرار دیا گیا ہے جبکہ شہزادہ دانش پناہ یہہ معلومات جدیدہ بیان کر چکا ایک شخص نے اور
یہہ سوال کیا کہ کوئی مرد چاہتا ہے کہ کچھہ پھول تین درگاہوں میں چڑھانیکو لیگیا جس درگاہ میں داخل ہوتا اوسکے پھول
دو چند ہو جاتے اوسنے تینوں درگاہوں میں برابر چڑھائے اور کوئی پھول آخر میں باقی نرہا خرد پرور نے کہا کہ اس قسم کے
سوال کو سیّالہ کہتے ہیں اسواسطے کہ اسکا جواب خاص ایک عدد پر موقوف نہیں ہے چنانچہ ہم کہتے ہیں کہ اوس
شخص کے پاس سات پھول تھے پہلی درگاہ میں آیا تھا دو چند یعنی چودہ ہوگئے اسنے آٹھہ پھول اوس درگاہ پر
چڑھائے چھہ باقی رہے جب دوسری درگاہ میں گیا بارہ ہوگئے آٹھہ چڑھائے چار بچے پھر تیسری درگاہ میں گیا چار
آٹھہ ہوگئے وہاں سب چڑھا دیئے کچھہ باقی نرہا اب سنو کہ اوسکے پاس چودہ پھول تھے پہلی درگاہ میں اٹھائیس ہوئے
سولہ چڑھائے بارہ بچے دوسری درگاہ میں چوبیس ہوئے سولہ چڑھائے آٹھہ بچے تیسری درگاہ میں پھر آٹھہ کے سولہ ہوئے
سب کے سب چڑھا دیئے کچھہ باقی نرہا پھر غور کرو کہ ۲۸ پھول تھے پہلی درگاہ میں ۵۶ ہوئے ۳۲ چڑھائے ۲۴ باقی
رہے دوسری درگاہ میں ۴۸ ہوئے ۳۲ چڑھائے ۱۶ بچے تیسری درگاہ میں ۳۲ ہوئے سب چڑھا دیئے کچھہ باقی نرہا

ماہ و سال قمری و شمسی کا بیان

غرضکہ اس عمل پر جبتک تضعیف کا قاعدہ جاری کروگے بیشک ہر مرتبہ سوال کا جواب حاصل ہوگا اور اسکا قاعدہ
اصلی عمل عکس کے ذریعے سے حسب دلخواہ حاصل ہوتا ہے اتنے مین ایک شخص موسوم بہ صنّاع ہنرمند کہ ریاضی اور
جبر تفصیل مین بیعدیل تہا کہنے لگا کہ اے خردپرور دانشور سوالاتِ حساب تمنے بخوبی حل کیتے اور ہر ایک جواب ایسا
معقول دیا کہ سب چہوٹے بڑے سمجہہ گئے اب یہہ فرمایئے کہ علم ہندسہ مین کس چیز سے بحث کیجاتی ہے شہزادہ خردپرور نے
کہا کہ اے صنّاعِ ہنرمند علومِ ریاضی مین سے علمِ ہندسہ ایک عمدہ علم ہے اسکے عالم کو مہندس کہتے ہین ارشمیدس
مہندس اول ہے بعد اوسکے ایسوسیوس اور اوسکے پیچہے اقلیدس مگر یہہ علم اقلیدس سے اسواسطے منسوب ہوا کہ اوسنے
اسکے قواعد کی تکمیل کرکے ایک کتاب مسمّٰے بہ تحریرِ اقلیدس تصنیف کی یہہ کتاب اصل مین تیرہ مقالون پر مبنی تہی
پہر دو مقالے اور بہی داخلِ ضمیمہ کیے گئے ہر مقالے مین اشکالِ متعددہ ہین کہ جنکا مجموعہ نسخہ حجاج کے مطابق ۴۶۶
چارسو چہیاسٹہہ اور بحسب نسخہ ثابت ۴۷۶ چارسو چہہتر شکلین ہین اور ان دونون نسخون کی ترتیب اشکال مین بہی
اختلاف ہے اور ہر شکلِ ماقبل اپنی شکلِ مابعد سے ربط رکہتی ہے اس علم کی اصطلاح مین سے اول حدود ہے اور حدود
ہر مقالے کے جداگانہ اور مختلف التعداد ہین انہین نقطہ اور خط اور زاویون سے بحث کیجاتی ہے نقطہ کو جزو لایتجزّٰی قرار
دیتے ہین اور خط کو ایک طول بلا عرض فرض کرتے ہین اور خط کی انتہا دو نقطون پر ہوتی ہے اور کچہہ نقطہ اور خط
اہی سے عبارت نہین کہ اوسکی صورت مرتسم ہو بلکہ خط اور نقطہ ہر جسم مین کہ جو طول اور عرض اور عمق رکہتا ہوگا یا جس چیز مین
انمین کی ایک چیز بہی پائی جائیگی ضرور موجود ہے دوم اس علم کی اصطلاح مین سے اصول موضوعہ ہے وہ تین ہین
اول یہہ کہ ہمکو اختیار ہے کہ ایک نقطے سے دوسرے نقطے تک خطِ مستقیم کہینچین دوم خطِ مستقیم کو اوسکی سیدہہ مین دور تک
بڑہا سکتے ہین سوم کسی نقطے کو مرکز فرض کرکے جاہین جتنی دوری پر اوس سے دائرہ کہینچ سکتے ہین سوم اس علم کی اصطلاح مین سے
علومِ متعارفہ یہہ باتین ظاہر ہین جنکو سب لوگ جانتے ہین اور نکے ثابت کرنے مین دلیل کی حاجت نہین یہہ شمار مین
بارہ ہین اول جتنی چیزین ایک چیز کے برابر ہون وہ آپس مین سب برابر ہونگی دوم کتنی چیزین جو برابر ہین اونمین برابر چیزین
جوڑنے سے کل بہی برابر ہونگی سوم برابر چیزون سے جو برابر چیزین گہٹائی جائین تو باقی بہی برابر ہونگی چہارم جو چیزین برابر
نہون اونمین اگر برابر چیزین جوڑین تو کل بہی برابر نہونگی پنجم جو چیزین برابر نہین ہین اونمین سے برابر چیزین گہٹانے سے باقی چیزین بہی
برابر نہونگی ششم جتنی چیزین کسی ایک چیز سے دوچند ہونگی وہ سب آپس مین بہی برابر ہونگی ہفتم کتنی چیزین جو ایک چیز
مین سے نصف کے برابر ہون وہ آپس مین بہی برابر ہونگی ہشتم جو مقادیر آپس مین منطبق ہون یعنی برابر جگہ گہیرتے ہون تو وہ
برابر ہونگے نہم کوئی چیز کل اپنے جزو سے بڑی ہوتی ہے دہم دو مستقیم خطون سے جگہہ نہین گہر سکتی ہے یازدہم سب زاویئے قائمے
باہم برابر ہوتے ہین دوازدہم اگر دو خطون پر ایک خط گرنے سے اندرونی زاویے ایکطرف اوسی خط کے چہوٹے ہون دو قائمے
زاویون سے تو یہہ دونون خط بڑہانے سے اوسطرف ملجائینگے جسطرف کے زاویے دو قائمون سے چہوٹے ہین پس یہہ بارہ علوم متعارفہ

امور بدیہی ہین اسواسطے دلائل و براہین کی احتیاج نہین اور اصولِ موضوعہ کا ماننا اس علم کی ضروریات سے ہے
اسلیئے کہ انکو سب شخصون نے بالاتفاق مسائلِ ہندسیہ کے ثبوت کے لئے صحیح اور درست اور امرِ اختیاری فرض کر لیا ہے
اگرچہ اونکا ثبوت چندان اوسطرح نہین ہے ہرچند دراصل بدیہی ہین اصولِ موضوعہ ہین مگر بعضے مہندسون نے کچھہ اور اصول بھی
اونمین شامل کئے ہین چنانچہ ایک یہہ کہ نقطہ اور خط اور سطح اور خطِ مستقیم اور سطحِ مستوی اور دائرہ سب قبیلِ بدیہیات سے
ہے جو ہین کوئی آدمی اونکی بحث و اعتراض نہین کر سکتا دوسرے یہہ کہ جس خط اور جس سطح پر چاہین نقطہ فرض کر لین
تیسرے جس سطح پر چاہین خط فرض کر لین چوتھے نقطہ نقطے پر اور خطِ مستقیم خطِ مستقیم پر اور سطحِ مستوی سطحِ مستوی
منطبق ہو جاتے ہین پانچوین دو خطون مین نقطہ اور دو سطحون مین خط مشترک ہوتا ہے یہہ پانچون اصولِ موضوعہ ہین
اسیطرح چند علوم متعارفہ بھی اوسی طرز پر زیادہ شمار کئے جاتے ہین چنانچہ ایک یہہ ہے کہ جن چیزونکی مساوات کا حال پیشتر سے
معلوم ہو پس جس قدر وہ برابر برابر زیادہ یا کم کیجائین اور بعد کم یا زیادہ ہونیکے دریافت ہو کہ وہ سب برابر ہین
تو یقین کرنا چاہیئے کہ وہ سب پیشتر ہی سے برابر ہین باقی علیٰ ہذا القیاس غرضکہ انکے وسیلے سے شکلین ثابت کیجاتی ہین
اور انکے حکم سے اختلاف وغیرہ دور ہوتا ہے صناعِ ہنرمند نے کہا کہ آپنے بہت درست فرمایا علمِ ہندسہ کا اصل الاصول
یہی ہے مگر اب مین چاہتا ہون کہ جرِ ثقیل کا کچھہ حال بیان فرمایئے شہزادہ خرد پرور نے ارشاد کیا کہ علمِ جرِ ثقیل اس سے
جرِ ثقیل کا بیان
عبارت ہے کہ بارِ گران وزن کو تھوڑے سے زور و قوت مین ایک جگہ سے دوسری جگہ سرکا دین یا پستی سے بلندی پر
لیجائین یا اشیاے عظیم المقدار کو سہل طریق سے دبا کر افسردہ اور تنگ کرین یا بڑے بڑے پتھر دان اور دوسری سخت و
درشت چیزون کو آسان طریقون سے شگافتہ کرین چنانچہ حکمانے اس کام کو کہ قوتِ انسانی سے خارج ہے آسانی
سرانجام دینے کے لئے چند آلات مقرر کئے ہین جنکے ذریعے سے یہہ کارہاے دشوار سہل ترین وجوہ سرانجام
پاتے ہین صناعِ ہنرمند بولے یہہ بات قابلِ غور ہے کہ ایک گھوڑے یا حیوان کو اوسوقت کام کرتے ہوئے کہتے ہین
جبکہ وہ بوجھہ لیکے چلتا ہے یا جبکہ وہ کسی قسم کی کل کو حرکت دیتا ہے اور ایک دخانی کل کو اوسوقت کام کرتے ہوئے
کہتے ہین جبکہ وہ پانی اوٹھاتی ہے یا گاڑی کو آہنی سڑک پر لیجاتی ہے یا کسی اور طرح کی محنت جو حیوانون سے ہوتی ہے
لیکن جبکہ وہ ذہن سے کام کرتا ہے تو وہ بشریت کا کام کرتا ہے اور جبکہ وہ صرف اپنے بدن ہی سے کام کرتا ہے
تو وہ کام کرتا ہے جو کہ جرِ ثقیل سے تعلق رکھتا ہے یا وہ کام کرتا ہے جو کہ بجولی ایک دخانی کل یا اور کسی قسم کی محنت سے
ہو سکتا ہے اور علمِ جرِ ثقیل مین انہی کام سے مراد ہے جو انسان بدن سے کرتا ہے اور جب کوئی کام متعلق جرِ ثقیل کے ہوتا ہے
تو ایک قوت یا مزاحمت اوس فاصلے پر پڑتی ہے جسمین وہ زور مزاحمت ہوتی ہے مثلاً جب آرہ سے کسی لکڑی کو
چیرتے تو اوس آرہ مین ایک زور لگایا جائیگا جسکے سبب سے آرہ حرکت کریگا اور اوس لکڑی مین ایک مزاحمت پیدا ہوگی
اب اگر کوئی زور آرہ پر لگایا جائے اور وہ نہ سرکے یا برخلاف اسکے آرہ بغیر کسی زور کے حرکت کرے تو صاف ظاہر ہے

کہ ان دونون صورتون مین کچہہ کام نہوگا اور جبکہ ایک آدمی ایک وزن سیڑہی پر لیجاتا ہے تو ہم کہتے ہین کہ وہ کچہہ کام کرتا ہے اور جبکہ وہ اوسپر صرف بوجہہ لئے کہڑا ہے تو اب وہ کچہہ کام نہین کرتا ہے اسی لیے کام کرنے کیواسطے کچہہ زورہی نہین چاہئے بلکہ وہ زور کسی فاصلہ مین کچہہ مسافت بہی طے کرے اور جو ہم یہہ بات دریافت کرنی چاہین کہ دو مزدورون نے یا دو کلون نے ایک سے دوسرے کی بہ نسبت کسقدر کام کیا ہے تو ہم کہینگے کہ اگر دو آدمی ایک ہی بوجہہ کو ایک ہی بلندی پر لیجائین تو کام اونکا مساوی ہوگا اور اگر ایک اونمین سے نصف وزن چوگنی بلندی پر لیجائیگا تو اوسکا کام دوسرے سے دوگنا اب سنو کہ لمبائی ناپنے کیواسطے لمبائی کا پیمانہ اور سطح ناپنے کیواسطے سطح کا پیمانہ اور وزن ناپنے کیواسطے وزن کا پیمانہ جسطرح مقرر ہے اسیطرح کام ناپنے کیواسطے کام کا پیمانہ بہی قرار دیا گیا ہے پیمانہ کام کا وہ محنت ہے جو واسطے اوٹہانے ایک پونڈ کے جسکو عربی مین رطل یعنی آدہ سیر کہتے ہین ایک فیٹ مین درکار ہے مثلاً ایک آدمی ایک پونڈ وزن ہاتہہ مین لیکر ایک فیٹ اوٹہائے تو وہ ایک پیمانہ کام کا کرتا ہے وعلیٰ ہذا القیاس اب اگر چار پونڈ وزن ہاتہہ مین لیکر پانچ فیٹ اوٹہاتے تو وہ بیس پیمانے کام کے کرتا ہے اسواسطے چار پونڈ کے وزن مین اوس بلندی تک پانچ پیمانونکا چوگنا کام یعنی بیس پیمانے کام کریگا اس سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وزن مذکور کو پونڈون مین لاکر اور اوس فاصلے کو فیٹ بناکر ان پونڈون اور فیٹون کو باہم ضرب کرلین تو اوس کام کے پیمانونکی تعداد حاصل ہوتی ہے اور اس امر سے واضح ہوگیا کہ ایک پیمانہ کام کا جب ہوتا ہے کہ ایک پونڈ زور ایک فیٹ کے فاصلے مین صرف ہو خواہ وہ فاصلہ کسی سمت کو ہو اور جبکہ ہمکو ایک بڑا فاصلہ ناپنا ہوگا تو ہم ایک بڑا پیمانہ بہ نسبت فیٹ یا گز کے لیتے ہین اسیطرح جبکہ کوئی کام بہت بڑا ہوتا ہے تو اوسکے ناپنے کیواسطے بہی ایک بڑا پیمانہ مقرر کرنا پڑیگا صناع سرسنگ نے کہا کہ جو جانور کل وغیرہ مین کام دیتے ہین اونکی زور و طاقت کا بہی کچہہ احوال بیان فرمائیے خسروپرور نے کہا کہ زمانۂ سابق مین تخمینہ کیا گیا ہے کہ ایک گہوڑا ۳۳ ہزار پیمانے کام کے ایک منٹ مین کرسکتا ہے اسواسطے اتنے کام کو گہوڑے کی ایک طاقت کہتے ہین اس سے تعبیر کرنا کام کا ایک گہوڑے کے معین وقت کی طاقت مین آسان ہے مگر یہہ گہوڑے کی طاقت اب حال کی آزمایش سے معلوم ہوا کہ بہت زیادہ تہی اور تجربے سے دریافت ہوتا ہے کہ ایک منٹ مین ۲۲ ہزار پونڈ تقریباً اوسط کام ایک متوسط قوت گہوڑے کا ہے اور یہہ بہی یاد رکہنا بہت ضرور ہے کہ جانورون کی طاقت زور لگانیکی ترکیب کے بموجب اور رفتار پر بہی جس سے وہ کام کرتے ہین تبدیل ہوتی ہے اور ایک خچر $\frac{2}{3}$ اور گدہا $\frac{1}{5}$ گہوڑے کا کام کرتے ہین صناع ہنرمند نے کہا کہ بہلا یہہ تو فرمائیے کہ جو کوئی آدمی کسی فاصلے مین گہوڑے کے برابر یا اوس سے زیادہ زور کرنا چاہے تو ممکن ہے یا غیر ممکن شہزادہ خسروپرور نے ارشاد کیا کہ انسان اپنی عقل کے زور سے سب کچہہ کرسکتا ہے اگر جانورونکا کام اونکے ہاتہون سے نہ نکلے تو کچہہ اور ترکیب عمل مین لاتے ہین چنانچہ ہر وقت مین ہر کام کی ضرورت کیلئے

عقل کے ذریعے سے ایک آلہ مقرر کیا گیا ہے کہ تھوڑی سی حرکت کے وسیلے سے
بہت بڑا کام ہو سکتا ہے جیسے محور اور بیرم اور بکرہ اور لولب اور اسفین اور چرخ اور پیچ وغیرہ
جو اس کام مین کثرت سے مستعمل ہوتے ہین اور اب تک اس کے دانایانِ فن موجود ہین جس وقت
جیسا کام پڑتا ہے اوسی کے مطابق ایک آلہ تجویز کر کے مطلبِ دل نکال لیتے ہین کبھی اونکی جولانی
ذہن رسا کے روبرو کوئی کام بند نہین رہتا کسی دانائے علمِ جرثقیل کا قول ہے کہ اگر مجھے
اسقدر سہارا میسر ہوتا کہ میرے اوزار ودن کے کیل پرزے وہان رہ سکتے اور مجھے بھی قدم
رکھنے کی جگہہ ملتی تو مین اس کرۂ زمین کو اوس کے محورِ اصلی پر سے کہین کا کہین سرکا دیتا
اور اوس کی گردش کو ہمیشہ کے لیئے ساکن کر دیتا غرضکہ اس علم کے فوائد
بیشمار ہین اور منافع لا انتہا الغرض جب دم نوبتِ سخن اوس انجمن مین
اس درجہ پر آئی صناعِ ہنرمند نے دستِ ادب باندھ کر گذارش کی
کہ اے خسروِ پرورِ والا گوہر قسم ہے کہ آپ نے اپنی زبانِ گوہرفشان سے
وہ دُرِّ نغز نثار اہلِ بزم کو ایثار فرمائے کہ جو
تمام عمر آویزۂ گوشِ ہوشِ سامعینِ عقیدت گزین
رہین گے حاضرینِ دربار نے یکزبان اور متفق اللفظ
ہوکر اس کلام کی تائید کی اور ہر جانب سے
آوازِ تحسین و آفرین گنبدِ چرخِ برین تک
پہونچی شاہنشاہِ گردون سریر نے
بہ ہزار عزت و توقیر وزرائے ذو کمال
سراپا دانش و تدبیر کو
بعطائے خلعتِ گران قیمت
مع خسرو پرورِ والا منزلت
رخصت فرمایا
دربار
امتحان
برخاست
ہوا

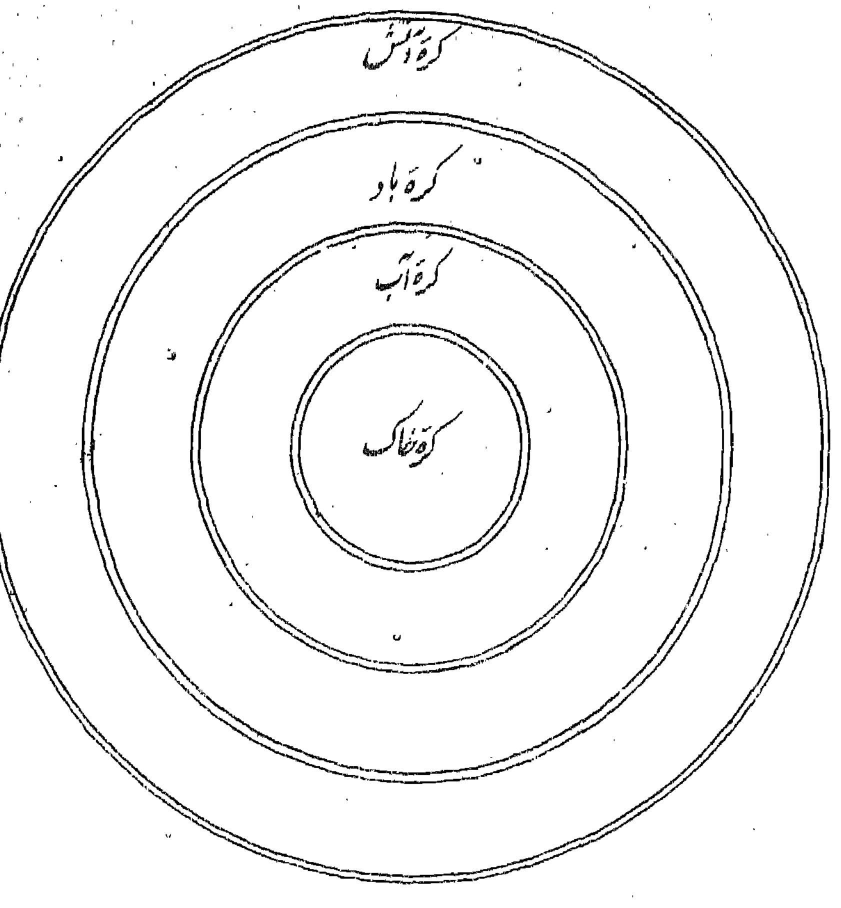
باب ششم موسوم بہ عقلِ پنجم

مؤلف

خاصیتِ معجونِ فلک سیر ہو جس مین ۔ ساقی مجھے وہ جامِ مئی ہوش رُبا دے
ہم خوب تماشائے زمین دیکھ چکے ہین ۔ اب سیر ذرا عالمِ بالا کی دکھا دے

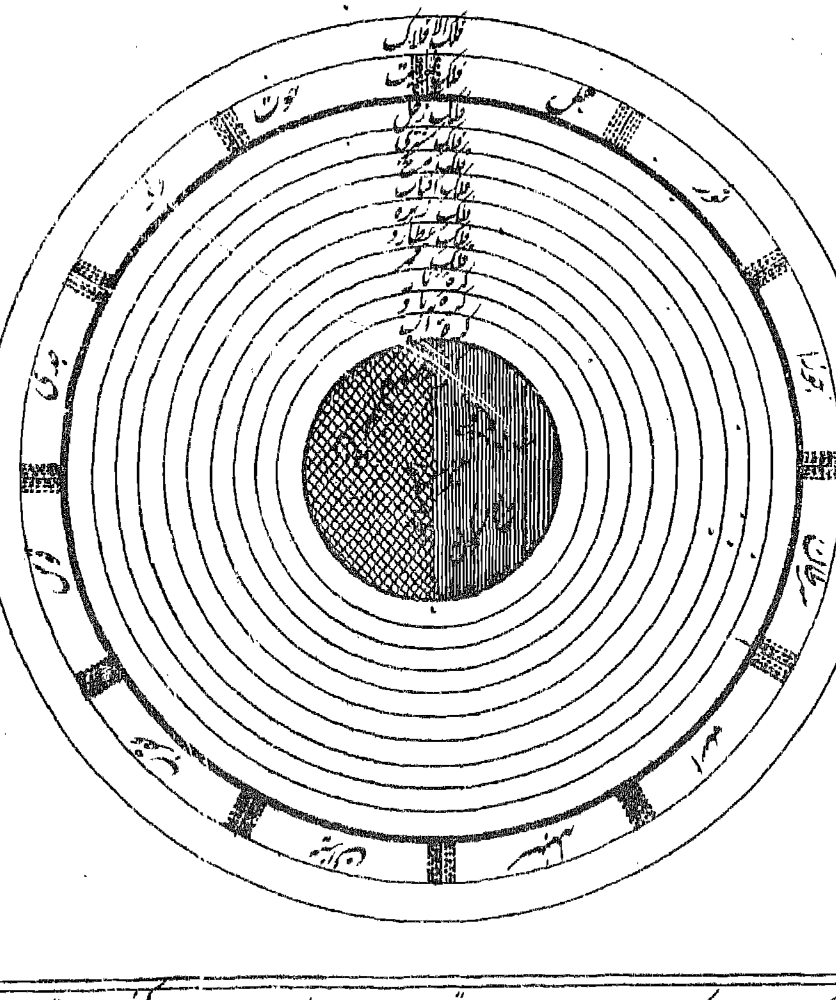
جسوقت اوستادِ عالیوقار اور شاگردِ نامدار زیب افزائے قصرِ زرنگار ہوتے بطرزِ قدیم نگارخانۂ تربیت و تعلیم کا دروازہ کھولا گیا شاطۂ جمالِ جہان آرائے علوم و فنون یعنی فرزانۂ روزگار محرمِ رازِ بوقلمون نے عروسِ مضامین پردہ نشین کے چہرۂ عالم افروز سے نقابِ حجاب اولٹ کر شہزادۂ والا تبار کو حسنِ دل آویز کا محو و بیدار بنایا اور فرمایا کہ اے خرد پرور اب تمہین علمِ طبیعیات و علمِ ہیئت وغیرہ کے اسرار سے مطلع کرتے ہین مخفی نرہے کہ عناصر یعنی آگ اور ہوا اور پانی اور مٹی کی ماہیت سے واقف ہونیکو اور دخان یعنی وہ دہوان جو زمین اور پہاڑون سے نکلتا ہے اور بخار یعنی بہاپ اور باد یعنی ہوا اور سحاب یعنی ابر اور صاعقہ یعنی وہ بجلی جو زمین پر گرتی ہے اور رعد یعنی بادلون کا گرجنا اور کڑکنا اور برق یعنی وہ بجلی جو چمکتی ہے اور مطر یعنی باران اور ثلج یعنی برف اور تگرگ یعنی اولے اور شرم یعنی شبنم اور قوس قزح یعنی دہنک اور خرمنِ ماہ یعنی ہالہ وغیرہ کے معلوم کرنیکو اور زلزلہ یعنی بہونچال کے پیدا ہونیکا سبب اور زمین کے نیچے سے آوازِ مہیب کے نکلنے کی وجہہ اور پانی کے چشمون کے جاری ہونیکا باعث دریافت کرنیکو اور لعل و یاقوت کی آفرینش اور سونے چاندی رانگ سیسہ جست پارہ اور گندہک وغیرہ کی حقیقت جاننے کو اور نباتات و حیوانات کی پیدائش سے مطلع ہونیکو علمِ طبیعیات کہتے ہین جمہورِ حکمائے سلف کا اتفاق ہے کہ طبقاتِ عناصر بھی طبقاتِ افلاک کیطرح نو ہین اوسکی تفصیل اسطرح بیان کی ہے کہ آتش کے دو طبقے ہین اول طبقہ آتشِ خالص یہہ طبقہ سب سے بلند اور فلکِ قمر سے متصل ہے دوم طبقہ دخانیہ یہہ طبقہ اوس بخار غلیظ سے متصل ہے کہ جو زمین سے نکل کر اوس آتش سے ملا جو ہوا سے قریب تر ہے اور باد کے تین طبقے قرار دیتے ہین اول وہ طبقہ ہوائے خالص جو آتش کے طبقہ دوم سے متصل ہے دوم طبقہ ہوائے سرد کہ جسکو کرۂ زمہریر کہتے ہین یہہ طبقہ دوری زمین کے سبب سے نہایت خنک ہے سوم طبقہ ہوائے حرارت آمیز جو زمین سے قریب تر ہے اس لئے کہ شعاعِ آفتاب کے اثر سے زمین گرم رہتی ہے وہ ہوا بھی گرم ہے اور آب کا صرف ایک طبقہ ہے اور خاک کے تین طبقے ہین اول وہ طبقہ کہ آب و ہوا سے ملا ہوا ہے معدنیات کا وجود اسی طبقے مین موجود ہے دوم طبقہ طینیہ کہ جسمین تری پائی جاتی ہے چنانچہ اکثر چاہ اور چشمہ وغیرہ کہودنے مین ظاہر ہوتی ہے سوم طبقہ خاک جو مرکزِ عالم سے نزدیک اور گرداگرد مرکز کے

واقع ہے ان چارون عناصر کا رنگ بقولِ حکما اس طریق پر ہے کہ آتش سیاہ و سرخ
اور ہوا سبز اور پانی سفید اور خاک زرد ہے چنانچہ ان چارون عنصرون کی صورت یہہ ہے



پانی کا رنگ جو سفید آسمانی نظر آتا ہے کہ نہایت صاف ہونیکے سبب سے اوسمین عکس فلک پڑتا ہے ان چارون عنصرمین
آب و خاک دونون ایسے نظر آتے ہین کہ گویا انمین رنگ کی آلائش ہے مگر چونکہ بسیط مین اس نظر سے ہماری
دانست مین رنگین نہین ہوسکتے حکمانے بسیط کی یہہ تعریف کی ہے کہ جسکا جزو اوسکے کل سے مشابہ ہو اوس کا
نام بسیط ہے چنانچہ نار و باد اور آب و خاک پس باد اور آتش مین کچھہ آمیزش رنگ نہین ہے اس سے
کہ انمین رنگ شامل ہوتا تو ستارے نظر نہ آتے اور تمام عناصر بصورت افلاک شکل کروی رکھتے ہین کرہ کی صفت ہم نہین
تعریف اجسام مین سمجھا چکے ہین اسے خرد پرور حکماکے نزدیک عالم عبارت ہے کرۂ افلاک و عناصر کے مجموعے سے اول
فلک الافلاک جسکو فلکِ اطلس اور فلکِ اعظم بھی کہتے ہین اوسپر کوئی ستارہ ثابت و سیارہ
نہین وہ سب آسمانون کے اوپر محیط ہے ایک شبانہ روز مین اپنا دورہ تمام کرتا ہے اور تمام آسمانون کو اپنے

ہمراہ حرکت دیتا ہے اوسکے نیچے فلک ہشتم ہے اوسکو **فلک ثوابت** اور **فلک البروج** بھی کہتے ہین اوسکے نیچے **فلک زحل** ہے جسکو ساتوان آسمان کہتے ہین اوسکے نیچے **فلک مشتری** ہے جسکو چھٹا آسمان کہتے ہین اوسکے نیچے **فلک مریخ** ہے جسکو پانچوان آسمان کہتے ہین اوسکے نیچے **فلک شمس** ہے جس کو چوتھا آسمان کہتے ہین اوسکے نیچے **فلک زہرہ** ہے جسکو تیسرا آسمان کہتے ہین اوسکے نیچے **فلک عطارد** ہے جسکو دوسرا آسمان کہتے ہین اوسکے نیچے **فلک قمر** ہے جسکو پہلا آسمان کہتے ہین ان نو آسمانونکے نیچے طبقات عناصر اربعہ ہین اور حکمات سے روشن ترہے عالم افلاک کو عالم علوی اور عناصر چہارگانہ و مافیہا کو عالم عنصریات اور عالم سفلی اور عالم کون و فساد کہتے ہین اور جو نقطہ کہ ان تیرہ کرہ ہاے مذکور کے درمیان فرض کیا گیا ہے اوسکو مرکز عالم کہتے ہین چنانچہ افلاک اور کرہ ہاے عناصر کی شکل اس نقشہ سے ظاہر ہے



حکما کے نزدیک مقرر ہے کہ جو چیز وزن مین زیادہ ہوتی ہے وہ بسبب طبیعت اور بباعث کشش ذاتی کے مرکز کیطرف زیادہ میل رکھتی ہے کہ وہان قرار پاتی ہے اسواسطے یہہ بات مقرر ہوئی کہ زمین سب عناصر مین بھاری ہے

پس واجب ہوگیا کہ زمین بسبب گرانی و ثقل ذاتی کے مرکز عالم پر قرار پکڑے چنانچہ حکیم بطلمیوس و ارسطاطالیس وغیرہ کا برخلاف حکیم فیثاغورس کے یہی مذہب ہے اور فیثاغورس کا قول ہم علم ہیئت میں بیان کرینگے اے خرد پرور اگرچہ ہم تمہیں جسم کی حقیقت سے مطلع کرچکے ہیں مگر اسقدر اور بھی یاد رکھو کہ حکمانے جسم کو ایک جوہر قرار دیا ہے جو ابعاد ثلثہ سے موصوف ہو یہہ تم بیشتر سے جانتے تھے اب سنو کہ جوہر کے واسطے عرض لازم ہے جس جوہر میں ابعاد ثلثہ موجود ہوں وہ جسم طبعی ہے کوئی جوہر بغیر عرض کے نہیں ہوتا عرض وہ ہے کہ اسے وجود کیواسطے غیر کا محتاج ہو جیسے زردی یا سرخی کہ عرض ہے بے وجود ایسی چیز کے جو زردی یا سرخی کو قبول کرے وجود نہیں پاسکتی اور حکیموں نے مان لیا ہے کہ ہر جسم میں دو امر لازم و ملزوم ہیں اول ہیولیٰ دوم صورت جسمی اسواسطے کہ جو جسم فلکیات اور عنصریات سے نظر آتا ہے اوسکے واسطے ایک شکل اور مقدار معین ہے جو محسوس ہوتی ہے اور شکل و مقدار دونوں عرض ہیں انکے واسطے ایک جوہر ضرور ہے اور جو جوہر ان عرضوں کو قبول کرے اوسکا نام ہیولیٰ رکہا ہے اس سے واضح ہوا کہ تعینات خارجی میں ہیولیٰ صورت کا اور صورت ہیولیٰ کی محتاج ہے اور صورت و ہیولیٰ کا فرق اس مثال سے بخوبی ظاہر ہوگا کہ مثلاً پانی کسی ظرف میں لبریز ہے پس جسم پانی کا اوس ظرف کی صورت سے مشابہ ہوگا اسواسطے کہ ظرف سے اتصال رکھتا ہے اور جسوقت اوسی پانیکو دوسرے ظرف میں ڈالیں تو اوسکی صورت اولیں نابود ہوجاتی ہے اور دوسری صورت نظر آتی ہے مگر اصل میں پانی کا وہی جسم ہے جو ظرف اولیں میں تہا اس مثال سے دریافت ہوا کہ ہر جسم میں ایک جوہر ہے مگر خود جوہر محسوس نہیں ہوتا بلکہ جو کچہہ محسوس ہوتا ہے وہ عرض ہے اور جسم یا بسیط ہوگا یا مرکب بسیط وہ ہے کہ جسکے سب اجزا اوسمیں فرض کئے جائیں اور وہ تمام بالطبع ایک ہوں چنانچہ جسم آب کہ اگر اوسمیں کوئی جزو فرض کرو تو اوسکی بہی طبیعت سرد و تر ہوگی اور اون اجزا میں کسیطرح کا اختلاف نپایا جائیگا جسم مرکب وہ ہے کہ جسکے اجزا ایک طبیعت پر نہوں چنانچہ سکنجبین کہ جو سرکہ اور شہد سے مرکب ہے اور دونوں کی طبیعت باہم برخلاف یعنی سرکہ سرد اور شہد گرم اب یاد رکھو کہ جسم بسیط دو قسم ہے ایک قابل فنا جیسے عناصر دوسرے جو قابل فنا نہو جیسے افلاک کہ حکیموں نے بدلائل ثابت کیا ہے کہ افلاک کو فنا نہیں اور وہ ایک جوہر ہے دوسرے جوہر میں تغیر و تبدل نہیں پاسکتا جسم بسیط افلاک و عناصر کے سوا اور کوئی نہیں ہے افلاک کو بسائط علوی اور عناصر کو بسائط سفلی کہتے ہیں اور یہہ بہی حکما کا امر مقرری ہے کہ ہر جسم مرکب کی ترکیب عناصر سے ہوتی ہے پس بسائط کا وجود یقیناً مرکبات کے وجود سے مقدم ہوگا اور اس دعوی پر کہ ہر مرکب کی اصل عناصر سے ہے دو دلیلیں نہایت قوی موجود ہیں اول طریقۂ ترکیب دوم طریقۂ تحلیل ترکیب کا طریقہ یہہ ہے کہ سوائے حشرات یعنی ذرا ذرا سے کیڑوں کے جنکو کامل الخلقت نہیں کہتے ہر حیوان کامل الخلقت کا جسم منی سے بنتا ہے اور منی خون سے وجود پاتی ہے اور خون غذا

جوہر و عرض کا بیان

ترکیب و تحلیل

پیدا ہوتا ہے اور ہر غذا یا حیوانی ہوگی یا نباتی اور غذائے حیوانی البتہ نباتی پر منتہی ہے اسواسطے کہ ہر حیوان کامل الخلقت کی زندگی غذائے نباتات پر منحصر ہے اور نباتات اختلاط عناصر سے حاصل ہوتے ہین اسوجہ سے کہ پانی جب خاک سے ملتا ہے اور اوسے ہوا پہونچتی ہے اور حرارت آفتاب اپنا اثر کرتی ہے تو نباتات وجود پاتے ہین اب سنو کہ طریقہ تحلیل یہہ ہے کہ جسوقت کسی جسم حیوانی یا نباتی یا معدنی کا ٹکڑا قرع و انبیق مین ڈالکر قرع کو آگ پر رکہین تو اوس سے پانی کی تری علٰحدہ ہوجاتی ہے اور اجزائے ہوائی بخار بنکر اوس سے دور ہوتے ہین اور اجزائے خاکی بشکل خاکستر قرع کی تہہ مین بیٹہہ جاتے ہین یہہ امر اسبات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ جسم دراصل عناصر اربعہ سے مرکب تہا اور حکما کہتے ہین کہ خلا محال ہے اس دعوی پر بہت سی دلیلین لائے ہین چنانچہ ایک یہہ ہے کہ ایک نئے کا ٹکڑا جو درمیان مین سے خالی ہو اوسکو ایکطرف سطح آب سے ملاکر دوسری طرف سونہہ لگاکر چوسین تو پانی نیچے سے اوپر چڑہ کر مونہہ مین آجائیگا باوجودیکہ پانیکی طبیعت اوپر کیطرف میل نہین کرتی اور وہ پانی جو اوپر آجاتا ہے اوسکا یہہ سبب ہے کہ جب ہوا اوپر کہنچتی ہے تو وہ پانیکو بہی کہینچکر اوپر لیجاتی ہے پس معلوم ہوا کہ نئے اندر سے خالی نہین بلکہ ہوا سے بہری ہوئی ہے دوم یہہ کہ جب کسی ایسے ظرف کو کہ جسکا مونہہ چہوٹا ہے اور اوسکے نیچے چہوٹے چہوٹے تنگ سوراخ ہون پانی سے لبریز کرکے اوسکا مونہہ مضبوط بند کردین تو پانی اون سوراخون سے نہ گریگا اور جو اوسکا مونہہ کہولدین تو وہ پانی اون سوراخون سے نکلنے لگے گا اسکا یہی سبب ہے کہ جب ظرف کا سر بند ہوتا ہے تو ہوا اثر نہین کرنے پاتی اور جسوقت کہلجاتا ہے تو ہوا اوسمین گذر کرکے پانیکی جگہہ چہین لیتی ہے اور پانی نیچے کے سوراخون مین سے نکلنا شروع ہوتا ہے یہہ امر بہی خلا کے نہونے پر بڑی دلیل ہے اور استحالہ یہہ ہے کہ عناصر ایک حال سے دوسرے حال پر بدلجاتے ہین جسوقت عنصر کی صورت بدلتی ہے تو صورت اولی کے معدوم ہونیکو فساد اور صورت ثانی کے موجود ہونیکو کون کہتے ہین اسی باعث سے عالم عناصر کا نام کون و فساد ہے کہ یہان طریقہ استحالہ جاری ہے اور ہم پہلے بیان کرچکے ہین کہ عناصر اربعہ کا ہیولی ایک ہے کیونکہ تحقیق معلوم ہوچکا ہے کہ ہر جسم ایک جوہر رکہتا ہے جسسے اوس جسم کی صورت قائم رہتی ہے عناصر اربعہ بہی ایسا ہی ایک جوہر رکہتے ہین کہ جو اون چارون جسمون کو اوٹہا سکے مثلا ایک کاغذ پر قیاس کرو کہ کسی قدر سرخ رنگ موجود ہے اور کسیقدر زرد اور کسیقدر سبز اور کسیقدر سیاہ پس ان چارون مختلف رنگتون کا جسم کسی جوہر پر قائم ہے اور وہ جوہر ہیولی سے مراد ہے پس ہیولی ہمیشہ آثار علوی کی تاثیرات سے ایک صورت چہوڑکر دوسری صورت قبول کرتا ہے چنانچہ صاف نظر آتا ہے کہ چہہ طرحکا تغیر و تبدل عناصر مین لاحق ہے اول یہہ کہ آگ ہوا سے بدلجاتی ہے جیسے ظاہر ہے کہ جسوقت آگ کا شعلہ بلند ہوتا ہے تو اوسمین حرارت کی تاثیر باقی نہین رہتی مثلاً باروت جب مشتعل ہوتی ہے تو ایک ایسا شعلہ نظر آتا ہے کہ جس کی حرارت سے ہر ایک مقابل شئے فی النار ہوجاتی مگر جب وہ شعلہ زیادہ بلند ہوتا ہے تو ہوا سے بدلجاتا ہے یہانتک کہ حرارت کا کچہہ بہی اثر اوسمین نہین پایاجاتا دوم یہہ کہ ہوا آگ بنجاتی ہے جیسے کہ تاروں کی ٹوٹنے سے ظاہر ہے یعنی وہان کی ہوا

تغیر و تبدل عناصر

کسقدر گرم ہوتی ہے کہ جو چیز اوسکے مقابل آتی ہے وہی جلجاتی ہے سوم یہہ کہ پانی ہوا سے بدلجاتا ہے چنانچہ ظاہر ہے
کہ تہوڑا سا پانی کسی ظرف مین جوش دین تو اوسمین سے بخار نکل نکل کر ہوا مین ملجائیگا اور رفتہ رفتہ کچہہ بہی پانی اوس ظرف مین
نرہیگا چہارم یہہ کہ ہوا پانی سے متبدل ہوتی ہے چنانچہ دیکہنے مین آتا ہے کہ کسی پیتل یا تانبے وغیرہ کے ظرف مین
برف یا یخ یا آب سرد لبریز کرکے ہوائے گرم مین رکہین تو اوس ظرف کے سطح ظاہری پر قطرات آب نمودار ہوتے ہین اور جو
وہ ظرف لبریز نہوگا تو اندرونی سطح پر بہی جتنا کہ یخ یا برف سے خالی ہے اور سطح بیرونی پر بہی قطرات آب نمودار ہونگے
اسکا یہہ سبب ہے کہ کمال گرمی کے باعث ہوا مین حرارت پیدا ہونے سے ہوا لطیف ہوجاتی ہے اور جبکہ برف یا یخ یا آب
سرد اوس ظرف کے جوہر کو نہایت سرد کردیتا ہے تو جو ہوا کہ اوس ظرف سے متصل ہوتی ہے وہ بہی سرد ہوجاتی ہے
اور اوسمین سردی کے سبب سے اتنی کثافت پیدا ہوتی ہے کہ وہ غلیظ ہوکر پانی سے بدلجانیکی لیاقت حاصل کرلیتی ہے اور
سوسم سردی یا ہوائے خشک مین یہہ قطرے ظاہر نہین ہوتے اسواسطے کہ برودت کے سبب اوس ظرف کے اطراف بہی ہوا مین
لطافت باقی نہین رہتی کیونکہ قاعدہ ہے کہ جو شے زیادہ تر گرم ہے وہ زیادہ تر لطیف اور لطافت کے باعث استحالہ کے
واسطے بہی زیادہ تر قابل ہوگی چنانچہ اسپر یہہ دلیل ہے کہ جاڑون مین گرم پانی اور ٹہنڈا پانی جداجدا دو ظرفون مین
بہرکر ایک میدان مین جہان ٹہنڈی ہوا آتی ہو رکہدین تو اول گرم پانی جمیگا اوسکے بعد آب سرد کی نوبت آئیگی پنجم یہہ
پانی خاک سے بدلجاتا ہے چنانچہ ملک بدخشان مین ایک پہاڑ کے دامن سے آب صاف نکلتا ہے اور تہوڑی دور تک
زمین پر بہکر پتہر کیطرح سخت بنجاتا ہے اس پتہر کو اوس ملک مین سنگ آبگیر کہتے ہین ششم یہہ کہ خاک پانی سے بدلجاتی ہے
جیسے کہ بعض معدنیات وغیرہ کسی خاص تدبیر سے پانی کیطرح حل ہوجاتے ہین اسکا نام استحالہ ہے اسے خرد بیرو تمام
حکما اس بات پر متفق ہین کہ اجسام سفلی مین اجرام علوی اپنا اثر کرتے رہتے ہین یعنی عالم عنصریات پر سبعہ سیارہ کی تاثیر اجرام علوی
تاثیر ضرور پڑتی ہے انمین سے آفتاب و ماہتاب کو نیرین کہتے ہین ان دونون کا اثر ظاہر و آشکار ہے انکے اختلاف سے
عالم سفلی کا احوال مختلف ہوتا رہتا ہے چنانچہ لیل و نہار کا تغیر اور فصول چہارگانہ کا تبدل آفتاب کی تاثیر سے متعلق ہے
اور ماہتاب کی تاثیر سے تین چیزونمین اختلاف واقع ہوتا ہے اول دریا کے جزر و مد کا اختلاف یعنی جن دنونمین
نور ماہ کو ترقی ہوتی ہے دریا کا پانی بہی زیادہ ہوتا جاتا ہے اسکو مد کہتے ہین اور جبکہ نور ماہ مین نقصان شروع
ہوتا ہے تو پانی بہی کم ہوتا جاتا ہے اسکا نام جزر ہے دوم ایام متزاید النور مین استخوانونکا مغز بڑہ جاتا ہے اور
نور ماہ کے نقصان مین نقصان پاتا ہے سوم جبکہ ماہ زائد النور ہوتا ہے میوجات زیادہ پکتے ہین اور ایام ناقص النور
مین کمتر اس سے ثابت ہوگیا کہ عالم کون و فساد مین کواکب موثر ہین اب معلوم کرنا چاہیے کہ بخار کے پیدا ہونیکا سبب بخارات کا بیان
یہہ ہے کہ اجزائے آبی حرارت آفتاب کی تیزی سے لطیف بنکر اجزائے ہوائی کے ساتہہ بلند ہوجاتے ہین پس
بخارات حقیقت مین پانی کے وہ اجزائے لطیف ہین جو ہوا کے اجزائے صغیرہ مین مختلط ہوکر نہایت باریکی کے سبب

دونون مین سے ایک بہی محسوس نہین ہوتے اور ایسے نظر آتے ہین کہ آب و ہوا سے کوئی علحدہ چیز ہے مگر اصل مین ان دونون عناصر کے چھوٹے چھوٹے اجزا ہین اور دخان کے پیدا ہونیکا یہہ سبب ہے کہ زمین کے اجزائے خشک پر دہوپ کی گرمی اثر کرتی ہے اور حرارتِ آفتاب کے باعث اجزائے زمین کی رطوبت جلکر یبوست غالب ہوتی ہے پہر وہ اجزا حرارت کی تاثیر سے خفیف و سبک ہوکر اجزائے ہوا کے ساتھہ بلند ہوتے ہین اسکا نام دخان ہے، اب سنو کہ اگر کسی جسم مین حرارت کی کیفیت پیدا ہوتی ہے تو اوس جسم کے اجزا کشادہ اور پراگندہ ہوجاتے ہین چنانچہ ظاہر ہے کہ کسی ظرف پر آب کو جو تہوڑا سا خالی ہو آگ پر جوش دینے سے پانی اوبلتا ہے بلکہ اکثر جوش کی حالت مین ظرف سے باہر نکلجاتا ہے پس حرارت کی تاثیر سے اوسکا مادہ بڑہجاتا ہے اسیطرح جسوقت برودت کی کیفیت کسی جسم مین لاحق ہوتی ہے تو اوسکے اجزا سخت اور منجمد ہوکر وہ جسم چھوٹا ہوجاتا ہے چنانچہ یخ کی کیفیت سے واضح ہے غرض جبکہ یہہ دونون باتین معلوم ہوچکین تو اب دریافت کرنا لازم ہے کہ حکمانے ہوا کے پیدا ہونیکی چار صورتین مقرر کی ہین اول یہہ کہ جب کسیطرف کی ہوا تابشِ آفتاب کی علت سے نہایت گرم ہوجاتی ہے تو مقدارِ اصلی سے اوسکا جسم بڑہنا شروع ہوتا ہے اس سبب سے وہ اپنے اطراف و جوانب کی ہوا کو دفع کرکے اوس مقام پر خود پہیلتی جاتی ہے اور ہوا مین حرکت پیدا ہوتی ہے اس ہوا ئے متحرک کو باد کہتے ہین دوم یہہ کہ جب کسی طرف سے ہوا کو برودت بہت سرد کردیتی ہے تو برودت کے سبب سے وہ ہوا منقبض او منعقد ہوجاتی ہے اور اوسکے اجزا باہم بستگی حاصل کرلیتے ہین اس علت سے اوسکا مقدار کم ہوجاتا ہے اور اوسکے متصل کی ہوا مین اسلئے حرکت پیدا ہوتی ہے کہ ہوا ئے منعقد سے جو مقام خالی ہو وہان اپنا دخل کرے چنانچہ ہم کہہ چکے ہین کہ خلا محال ہے اور اسی حرکتِ ہوا کا نام باد ہے جو اجسام کو محسوس ہوتی ہے ان دونون قسمونکی باد کو نرمی و ملائمت کے لحاظ سے نسیم کہتے ہین سوم یہہ کہ ہوا سے علاوہ کوئی اور چیز اوسکو حرکت دے چنانچہ جو بخار اور دخان زمین سے بلند ہوکر ہوا پر جاتے ہین جسوقت وہ کرۂ زمہریر پر پہونچتے ہین تو اگر ہوا ئے زمہریری کی برودت اوس بخار یا دخان کی حرارت کو زائل کرتی ہے تو حرارت باقی رہنے کے سبب اوسمین غلاظت اور ثقالت نمایان ہوتی ہے اور بباعثِ گرانی وہ بلندی سے پستی کیطرف میل کرتا ہے اس سبب سے ہوا مین تموج پیدا ہوتا ہے اور آندہی اپنا ظہور دکہلاتی ہے اور جو برودتِ زمہریری بخار و دخان کی حرارت زائل نہین کرتی تو وہ کرۂ زمہریر سے گذرکر کرۂ آتش تک جا پہونچتا ہے مگر ثقلِ ذاتی کے سبب وہان سے زیادہ نہین چڑہ سکتا آخرکار اسفل کیطرف نزول کرتا ہے اسوجہ سے ہوا مین حرکت پیدا ہوتی ہے اور آندہی آجاتی ہے لیکن یاد رکہو کہ جو ہوا اس علت سے حادث ہوتی ہے وہ ہمیشہ اوپر کیطرف سے چلنا شروع کرتی ہے چہارم یہہ کہ ابخرۂ تر یعنی بہاپ زمین سے بلند ہوتی ہے اور حرارتِ آفتاب اوسکو نہایت لطیف و سبک بنادیتی ہے اور وہ بخارِ تر کرۂ زمہریر کے متصل پہونچتا تو اوسمین برودت اثر کرتی ہے اور حرارت و یبوست کم ہوجاتی ہے پس جو کچھہ کہ اوسمین لطیف ہے وہ ہوا بنجاتا ہے

بیان دخان

ہوا کا بیان

باد

نسیم

آندہی

اور جسقدر کثیف و غلیظ ہے ابر اوسی سے عبارت ہے اور جو یہہ امر مقرر ہو چکا کہ خلا محال ہے اور جس چیز کو خلا
خیال کرتے ہین وہ ہوا سے لبریز ہے پس کسی ایسی چیز کو جنبش دین کہ جو ہوا کو متموج کر سکے تو ہوا مین حرکت پیدا ہونیکے
سبب سے باد محسوس ہوگی چنانچہ پنکہے کی ہوا اسی قبیل سے ہے اور ابر وہ ہے کہ تابش آفتاب کے باعث پانی یا نمناک
زمین سے بخارات ہوا پر بلند ہوتے ہین اگر اونکا وجود قلیل ہے اور ہوا گرم تو ہوا کی گرمی اونکو تحلیل و پریشان کرتی ہے
اسلئے کہ تفریق اور تلطیف اجزا ہمیشہ حرارت کا فعل مقرری ہے اور جو ابخرے بہت ہین اور ہوا مین حرارت کی
تاثیر کم ہے یا مطلق نہین تو البتہ وہ بخار کرۂ زمہریر تک پہونچکر سردی سے ثقیل و کثیف اور مجتمع و متراکم ہوجاتے ہین
ان بخارات کثیفہ کو ابر کہتے ہین اے خرد پرور جبکہ ابر کی حقیقت معلوم ہوگئی تو یہہ بہی سمجہہ لو کہ اگر اوسمین سردی کی
تاثیر اسقدر نہین کہ اوسکو بہت غلیظ کردے تو وہ ابر بغیر برسے ہوئے متفرق اور پراگندہ ہوجاتا ہے اور جو سردی
اوسکو اسقدر گاڑہا کر دیتی ہے کہ اوس سے صفت بخاری دور ہوجاتی ہے تو اس صورت مین ابر کے اجزاے لطیف
پانی کی صورت قطرہ قطرہ ہو کر برس پڑتے ہین اور جو کچہہ کثیف ہوتا ہے وہ ہوا مین پراگندہ و منتشر ہوجاتا ہے اس سے
ثابت ہوا کہ حقیقت مین قطرات باران بعضے ابر کے اجزا ہوتے ہین جو برودت ہوا کے سبب سے کثیف ہو کر زمین پر
ٹپک پڑتے ہین حکمانے مقرر کیا ہے کہ ہر چیز اپنے مرکز پر مائل ہے یعنی خاک مرکز خاک پر اور آب مرکز آب پر
اور ہوا مرکز ہوا پر اور آتش مرکز آتش پر پس جبکہ حرارت جو آتش کا اثر ہے اجزاے آبی مین اثر کرتی ہے تو اوس سے
بخارات اوٹہتے ہین اور بخار مین بہی اجزاے لطیفۂ آبی اور اجزاے آتشی موجود ہین آتش کا خاصہ ہے کہ اپنے
مرکز یعنی کرۂ نار کیطرف میل کرتی ہے اسلئے بخارات ہمیشہ بلندی کیطرف مائل ہوتے ہین اور جب کرۂ زمہریر پر
پہونچتے ہین تو برودت سے حرارت فرو ہوجاتی ہے اور اجزاے آبی حرارت سے جدا ہو کر ناچار مرکز زمین کیطرف
اسلئے میل کرتے ہین کہ مرکز آب اوسی سے ملا ہوا ہے یہی پانی برسنے کا سبب ہے اور جبکہ بخار مین نہایت برودت
اثر کرتی ہے تو سردی کے باعث اجزاے بخار مین کشش و تشنج پیدا ہونیسے وہ جم جاتا ہے اسکو برف کہتے ہین
اور جو ہر طرف سے کشش برابر ہوتی ہے تو اوسکی صورت کروی یعنی مدور بنجاتی ہے اسکو اولا کہتے ہین اور جب
ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ ہواے صاف کو بخار کیطرح برودت کثیف و غلیظ کردیتی ہے اور اوسمین حرارت نہین رہتی
اسواسطے وہ بلندی کیطرف رجوع نہین کرسکتی بلکہ زمین کیطرف مائل ہوتی ہے جزو نکو نم کردیتی ہے اور نباتات کے
ورقون پر قطرون کی صورت نمودار ہوجاتی ہے اسکو شبنم کہتے ہین اے خرد پرور تم جانتے ہو کہ بخار دو قسم ہے
ایک بخار آبی دوم بخار دخانی جبکہ بخارات آبی کرۂ زمہریر پر جا کر سردی سے جم جاتے ہین وہ ابر ہے اور
بخارات دخانی جو مرکز زمہریر سے گذر کر کرۂ نار کیطرف میل کرتے ہین تو حرارت کی طاقت سے ابر کو چاک کر ڈالتے ہین
اوسمین سے آواز ہولناک پیدا ہوتی ہے جسکو رعد کہتے ہین دوم یہہ کہ زمین میں سے ہر وقت سے نئے ابخرے بلند ہوتے رہتے ہین

ابر

باران

برف

اولا

شبنم

رعد

اور جو بخار کہ پہلے چڑہ کر سردی سے جم گیا ہے اوسکے باہم ملنے مین تو آواز عظیم پیدا ہوتی ہے اسکا نام رعد ہے
یعنی دستور ہے کہ جب دو چیزین زور و قوت سے ٹکراتی ہین تو اونمین سے ضرور ایک آواز نکلتی ہے اور جبکہ باہم رگڑ جاتا ہے
مادۂ دخانی زیادہ گرم ہوجاتا ہے تو شعلۂ آتش نمودار ہوتا ہے اسکو برق کہتے ہین چنانچہ ظاہر ہے کہ جب دو چیزین

برق

باہم مزاحم ہونگی تو آواز نکلے گی اور شعلہ پیدا ہوگا جیسے کہ پتھر اور لوہا وغیرہ اور اکثر نیستان مین بھی اسیطرح دو چھونکے
رگڑ کہانے سے ایک شعلہ نکلکر آگ لگجاتی ہے اور جبکہ بخار و دخان کا مادۂ غلیظ اعلی سے اسفل کو نزول کرتا ہے تو آندہی
آیا کرتی ہے اسصورت مین اگر ابر درمیان حائل ہوتا ہے تو وہ بخار اپنی قوت سے اوسکو شگافتہ کرتا ہے پس مادۂ دخانی

صاعقہ

شدت حرکت کے سبب مشتعل ہوجاتا ہے اور اجسام ارضیہ کے قسم کی کوئی چیز مثلاً لوہا یا تانبہ یا پتھر وغیرہ اوس شعلۂ دخانیہ
مین سے نیچے گرتا ہے اوسکو صاعقہ کہتے ہین اور قوس قزح کی یہہ کیفیت ہے کہ جسوقت آفتاب افق مشرق یا مغرب سے

قوس قزح

قریب اور اوسکے مقابل دوسری طرف ابر شفاف و رقیق منجمد ہو اور اس ابر کے پیچہے کوئی سیاہ رنگ چیز چنانچہ ابر سیاہ
یا کوہ وغیرہ ہو تو وہ ابر رقیق و شفاف بصورت آئینہ اون دونوکا عکس قبول کرتا ہے اور شعاع منحرف کے اثر سے

ہالۂ ماہ

اوسمین مختلف رنگ نظر آتا ہے اور ابر رقیق اگر ماہ کے اطراف مجتمع ہو اور پرتو ماہ اوسپر پڑے اور پہر اس ابر شفاف کا
عکس اوس ابر کثیف و ظلمانی کے اجزا پر منعکس ہو کہ جو اس ابر لطیف و نورانی سے متصل ہے تو اسکا عکس دائرۂ
نورانی کیطرح نظر آئیگا ماہ کامل کا ہالہ بہت بڑا اور گول ہوگا اور جبکہ ماہ قریب بکمال ہو یا وسط سما پر ہو تو ہالہ کا دائرہ بھی

زلزلہ کا بیان

درست نظر آتا ہے ورنہ ناقص اور زلزلہ پیدا ہونیکا یہہ باعث ہے کہ جب حرارت آفتاب زمین کے سطح ظاہری پر تاثیر
کرتی ہے تو جسم زمین کے اندر بخار یا دخان دونون پیدا ہوجاتے ہین پس اگر اونکا وجود قلیل ہے تو زمین کی برودت اونکی
حرارت دور کردیتی ہے اور وہ زمین مین منتشر ہوجاتے ہین یہہ بمنزلہ اوس بخار کے ہے جو ہوا مین تحلیل ہوجاتا ہے
اور اگر بخار و دخان کا وجود بہت زیادہ ہے تو برودت زمین سے اونکی حرارت سرد نہین ہوتی بلکہ وہ بخارات نہایت
زور و شور کی حرکت سے زمین کو شق کرکے باہر نکلجاتے ہین یہہ بمنزلہ اون بخارات کے ہین جو ہوا مین ابر کا وجود پیدا
کرتے ہین اور جو اون بخاروں مین اسقدر قوت نہین ہے کہ زمین کو شق کرسکین تو جسوقت وہ باہر نکلنے کیواسطے
زور و طاقت کرتے ہین اور اپنے ضعف کے باعث زمین کے سخت مسامات سے نکل نہین سکتے تو ناچار اونکی بیقراری اور
حرکت اضطرابی کے سبب سے زمین کے اوس قطعہ کو جنبش ہوتی ہے زلزلہ اسی سے عبارت ہے یہہ بخارات بمنزلہ اسکے ہین کہ جیسے
زمین پر بجلی گرتی ہے اور آندہی پیدا ہوتی ہے اور جہان زمین سخت یا کوہستان ہے وہان بخارات اور زمین کے
مسامات بند ہونیکے سے زلزلے کی بہت شدت ہوا کرتی ہے اور زمین شورہ زار اور ریگستان مین اس باعث سے
کہ زمین کے مسامات کہلے ہوئے ہین اور ابخرے بند نہین ہونے پاتے زلزلہ کم واقع ہوتا ہے اور کبھی ایسا اتفاق
ہوجاتا ہے کہ زلزلے کی حالت مین بخارات کی قوت سے زمین پہٹ جاتی ہے اور وہان سے چشمۂ آب پیدا ہوجاتا ہے

زمین سے آواز نکلنا

اور زمین میں سے آواز نکلنے کا یہہ سبب ہے کہ زمین کے اندر بخارِ غلیظ اور دخانِ کثیف بند ہو جاتے ہیں اور باہم ان دونوں کے ٹکر کہانے اور رگڑ جانے سے زمین کے نیچے آواز پیدا ہوتی ہے اور اس قسم کی آوازِ ہیبت ناک اکثر اوقات زلزلہ کے وقت ہوا کرتی ہے اور کبھی ایسا اتفاق پڑتا ہے کہ زمین پہٹکر اوس میں سے صداے ہولناک نکلتی ہے یہہ ہوا بمنزلہ رعد کے ہے

زمین سے ہوا نکلنا

اور زمین میں سے ہوا نکلنے کی یہہ صورت ہے کہ جسوقت موادِ دخانی زمین کے درمیان مقید ہوتا ہے تو نکلنے کے ارادے سے حرکت شروع کرتا ہے اگر اوسکو زمین میں کوئی سوراخ یا راستہ ملجاتا ہے تو وہاں سے دخان باہر نکل آتا ہے اور اوسوقت جوہر ہوا بنجاتا ہے چنانچہ اکثر ولایتِ بدخشان میں یہہ صورت نظر آیا کرتی ہے کبھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ وہ دخان جوہرِ ہوا نہیں بنتا بلکہ ہوا ابر بخار کیطرح معلوم ہوتا ہے

زمین سے آگ نکلنا

اور زمین سے آگ نکلنے کا یہہ سبب ہے کہ جب موادِ دخانی زمین میں بند ہوتا ہے تو اوسمیں ایکطرح کی چکنائی رہتی ہے اور اس چکنائی کے سبب سے اوس دخان میں نہایت درجہ کی حرارت ہوتی ہے اور جبکہ وہ حرکت کرتا ہے تو اپنی تمام وکمال لطافت و قوت سے زمین کو کسی مقام سے شق کرکے باہر نکلتا ہے اور اوس چکنائی کے سبب سے کہ جو اوسمیں موجود ہے جسوقت ہواے خارجی اوسپر اثر کرتی ہے تو مشتعل ہوکر شعلہ کیطرح دکہائی دیتا ہے اور وہ شعلہ زمین پر بہت دور جاکر پریشان ہوجاتا ہے یہہ بمنزلہ برق کے ہے اور اس کیفیت میں اگر دخان لطیف ہوتا ہے تو شعلہ نظر نہیں آتا بلکہ ہوا میں ایک نور بنکر ظہور پاتا ہے

زمین سے پانی نکلنا

اور پانی نکلنے پیدا ہونیکا یہہ سبب ہے کہ جسوقت بخارات زمین میں محتبس ہوکر کسی طرف اندر ہی اندر حرکت کرتے ہیں اگر اوس زمین میں سردی زیادہ ہوتی ہے تو برودت کی تاثیر سے وہ بخارات صفتِ آبی یعنی رطوبت پیدا کر لیتے ہیں اور دوسرے بخاروں کی پیدایش سے مدد حاصل کرکے بقوتِ تمام کسی جگہہ سے زمین کو چاک کر ڈالتے ہیں اور وہاں سے پانی جاری ہوجایا کرتا ہے یہہ ندی وغیرہ کا پانی ہے اے خردپرور یہہ پانی تین شرطوں سے پیدا ہوتا ہے

چشمے پیدا ہونیکا بیان

اول جبکہ بخاراتِ محتبسہ کا وجود زیادہ ہو دوم اسقدر طاقت ور ہوں کہ زمین کو شگافتہ کر ڈالیں سوم اوس بخار کے تمام اجزا ایک دوسرے کے ممد ومعاون ہوں اور اونمیں پانی بنجانیکی استعداد موجود ہو پس اگر انمیں سے تیسری شرط مفقود ہوگی تو جہیل کی پیدایش ہوگی اور یہہ پانی جاری نہیں ہوتا ہے اور جب دوسری شرط مفقود ہوگی تو کوئیں کا پانی پیدا ہوگا الحاصل **فرزانۂ روزگار** نے آفرینشِ کائنات کا احوال تمام وکمال شہزادۂ بلند اقبال کو اس شرح وبسط کے ساتھہ سمجھا دیا کہ کوئی دقیقہ فروگذاشت نہونے پایا پہر فرمایا کہ ہم طبقاتِ عناصر کا حال دریافت کر چکے اب **علمِ ہیئت** کا بھی مختصر

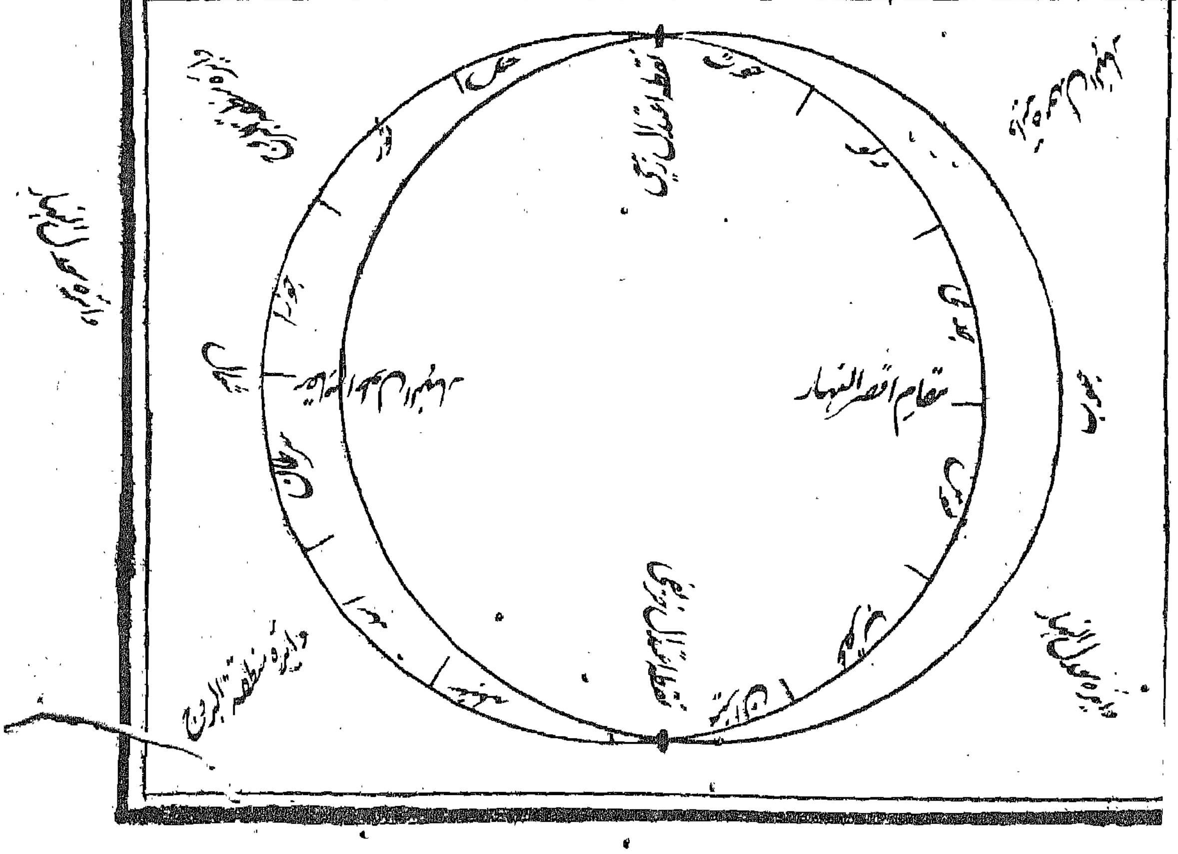
علم ہیئت کا بیان

بیان ضرور ہے تاکہ طبقاتِ افلاک کی حقیقت سے آگاہی حاصل ہوجاے یہہ علم ایک نہایت شریف علم ہے اسکے وسیلے سے کرۂ ارض کا احوال اور ملکوں کا طول وعرض اور ظلمت و نور یعنے روز و شب کی کیفیت اور موسم کا اختلاف اور اجرامِ فلکی اور سبعہ سیارہ کی حقیقت معلوم ہوسکتی ہے اے خردپرور اس زمانہ میں علمِ ہیئت دو نظام پر جاری ہے اول **نظامِ محدودِ بطلیموسی** دوم **نظامِ نامحدودِ فیثاغورسی** پہلے ہم نظامِ محدود بطلیموسی کا

نظام محدود بطلیموسی

بیان مناسب سمجھتے ہیں یہہ وہ ہیئت ہے کہ حکیم بطلیموس نے حکماے متاخرین کی علمِ ہیئت کے بموجب ترتیب کے

اس نظام میں زمین کو مرکز عالم قرار دیا ہے کہ اسکے گرد تمام اجرام سماوی گردش کرتے ہیں اس انتظام کے مطابق تیرہ کرے مقرر کئے گئے ہیں یعنی چار عناصر اور نو افلاک جیسا کہ ہم تمکو یاد دلوا چکے ہیں آسمانوں کی ابتدا فلک الافلاک سے ہے اور فلک قمر پر منتہی ہوے ہیں پھر اوسکے نیچے چاروں کرہ عنصری ہیں مگر کرۂ آب اور کرۂ خاک دونوں ملکر ایک کرہ کا حکم رکھتے ہیں کہ آب نے خاک کا پورا احاطہ نہیں کیا بلکہ ربع زمین کشادہ ہے اور کرۂ افلاک میں سے پہلے آسمان پر **قمر** دوسرے پر **عطارد** تیسرے پر **زہرہ** چوتھے پر **آفتاب** پانچوین پر **مریخ** چھٹے پر **مشتری** ساتوین پر **زحل** ہے ان ساتون آسمانون کو ساتون ستارون سے منسوب کیا ہے اور فلک ہشتم کو فلک ثوابت قرار دیا ہے اس کو فلک البروج بھی کہتے ہیں حکما نے اس آسمان پر ایک دائرہ فرض کیا ہے اور اوسکو بارہ حصون پر تقسیم کر کے ہر حصہ میں ایک برج قرار دیا ہے اس دائرہ کو **منطقۃ البروج** کہتے ہیں یہہ دائرہ معدل النہار کو تقاطع کرتا ہے اور **معدل النہار** مشرق سے مغرب تک آسمان کی تنصیف عمل میں لاتا ہے اس دائرہ کا قطب شمالی محسوس و معروف ہے اور قطب جنوبی نظر نہیں آتا لیکن خط استوا پر یا اوسکے قریب البتہ مشاہدہ ہو سکتا ہے اس معدل النہار کے نیچے عین مقابل زمین پر دوسرا دائرہ اسطرح فرض کیا گیا ہے کہ اگر دائرہ معدل النہار زمین کو برابر دو ٹکڑے کرے تو جس مقام پر زمین قطع ہوگی وہی **خط استوا** ہے جب آفتاب اس دائرہ کے نقطۂ تقاطع پر گذرتا ہے تو لیل و نہار تقریبًا برابر ہو جاتے ہیں اور آفتاب کو اس دائرہ پر ہر برس میں دو مرتبہ سیر کا اتفاق پڑتا ہے ایک بار اول حمل میں اور بار دوم آخر سنبلہ میں اب دیکھو کہ معدل النہار اور منطقۃ البروج کی یہہ شکل ہے



اس دائرہ مین جہان تقاطع کے محل پر دو نقطہ واقع ہین انکو نقطہ اعتدال کہتے ہین آفتاب جس نقطے پر سے گذرنے کے بعد شمالی ہو جاتا ہے اوس کو اعتدال ربیعی کہتے ہین وہ راس حمل ہے اور دوسرا نقطہ جو اوس کے مقابل ہے آفتاب اوس پر سے گذرنے کے بعد جنوبی ہو جاتا ہے اوس کو اعتدال خریفی کہتے ہین وہ راس میزان ہے اور سیر آفتاب ہمیشہ دائرہ منطقة البروج پر واقع ہے



اور فلک نہم تمام آسمانون پر محیط ہے اسکو فلک اطلس بھی کہتے ہین اگرچہ ہر فلک کی جداگانہ حرکت ہے مگر آٹھون آسمان اور ساتون سیارہ وغیرہ فلک نہم کی حرکت وضعی سے وابستہ ہین اور شب و روز کی گردش خاص اسی آسمان سے متعلق ہے مگر سبع سیارہ کی حرکت سالانہ ہر ایک فلک کی حرکت خاص سے علاقہ رکھتی ہے چنانچہ ارسطو اور برجیس وغیرہ اور وہ حکما کہ جو بطلیموس کے زمانہ سے پیشتر ہوئے تھے اون سب کی یہی رائے تھی

نظام فیثاغورثی

بلکہ تمام ممالک فرنگستان میں بھی ۱۵۳۰ء تک یہی نظام بطلیموسی تعلیم کیا جاتا تھا اور یہاں اور بلوچستان اور ترکستان اور روم وغیرہ میں ابتک جاری ہے مگر ہندوستان کے عمدہ مدارس میں اب اسکا سلسلہ منقطع ہونے لگا ہے لیکن تاہم اکثر اقوام ہنود وغیرہ میں یہی عقیدہ پارینہ مستعمل ہے اور نظام نامحدود فیثاغورثی وہ نظام ہے کہ جسکو اوس متقدمے طبقہ حکمائے اشراقیہ نے مملکت ہندوستان یا ایران یا مصر سے حاصل کرکے سنہ عیسوی سے پانسو برس پہلے خطہ یونان میں رواج دیا اور اس طریقہ پر تعلیم شروع کردی یہہ نظام شمسی کمال حیرت افزائے عقل و ہوش ہے، اس نظام نامحدود میں آفتاب مرکز قرار دیکر فرض کیا ہے کہ کرۂ ارض کیطرح صدہا کواکب ظلمانی اوسکے گرد گردش کرتے ہیں اور جتنے سیارے کہ آفتاب کے اطراف گھومتے ہیں وہ تین قسم ہیں اول سیارات اولی کہ جنکو فرنگستان کے اہل ہیئات نے ابتک تلاش کرکے گیارہ سیارے دریافت کئے ہیں ہم اونکی شرح آگے بیان کرینگے دوم اقمار جنکو سیارات ثانوی کہتے ہیں یہہ سیارات اولی کے گرد گردش کرتے ہیں اور اونکے ہمراہ آفتاب کے اطراف بھی پھرتے رہتے ہیں اس قسم کے ستارے ابتک اٹھارہ شمار میں آئے ہیں سوم کواکب دنبالہ دار جسکو اہل فرنگ کامیٹ اور اہل عرب ذوذنب اور عوام اہل ہند جھاڑو تارا کہتے ہیں مدارات بیضی پر نہایت طولانی گردش کرتے ہیں کبھی آفتاب سے اسقدر قریب ہوتے ہیں کہ اہل زمین کو نظر آتے ہیں اور کبھی اسقدر دور چلے جاتے ہیں کہ دوربین سے بھی نہیں دکھائی دیتے ان ستاروں کی تعداد ہنوز صحیح معلوم نہوئی مگر حکمائے فرنگ کا قیاس مقتضی ہے کہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں ہوں تو کچھ عجب نہیں اب اور ایک نکتہ حیرت افزا ملاحظہ کرنے کے قابل ہے کہ یہہ نظام شمسی گویا کہ ایک مملکت ہے اور ایسے بیشمار ممالک ہیں کہ عدد ثوابت کیطرح جنکا حساب غیر ممکن ہے، اور ثوابت میں سے ہر کوکب ثابتہ اس نظام شمسی کیطرح ایک مرکز خاص ہے اون سبکے گرد بھی آفتاب کے مانند تینوں اقسام کے ستارہ سیارہ گردش میں مصروف ہیں اور اہل ہیئات کا ایک عجیب غریب قیاس اس سے بھی زیادہ تعجب خیز و تحیر انگیز ہے یعنی جسطرح کہ تمام سیارات و ثوابت سلسلۂ انتظام آفتاب جہانتاب سے منسلک ہیں اور ہر ایک ثابتہ بجائے خود ایک آفتاب ہے کہ جسکے گرد ایسے بہت سیارے گردش کرتے ہیں اسیطرح یہہ بھی ممکن ہے کہ تمام ثوابت بےحساب کیواسطے کوئی بہت بڑا ستارہ انتظام کے لئے درکار ہے جو سب ستاروں سے اعظم ہو اوسکا لقب ثابتۃ الثوابت یا شمس الشموس زیبا ہے، وہ تنہا تمام سیارہ و ثوابت کا مرکز ہے اور سب ستارے اپنی شان و شوکت کے ساتھہ اوسکے گرد گردش کرتے ہیں الغرض یہہ وہ نظام ہے کہ جسکو حکمت مشائین کے ظاہر ہونے سے پیشتر یونان کے اعظم فلاسفہ اشراقیہ نے اختیار کیا تھا اور فلاطون وارشمیدس نے بھی یہی رائے پسند کی تھی چنانچہ ۱۵۳۰ء سے نظام فیثاغورثی کل ممالک فرنگستان میں ارباب ہیئات نے اختیار کرلیا ہے اور عمدہ عمدہ آلات ہیئات اور دوربین وغیرہ ایجاد کرکے اوسکے وسیلے سے اکثر سیارے اور قمر کہ جنکے نام سے بھی سابق میں اہل ہیئت کو آگاہی حاصل نہ تھی دریافت کئے ہیں اونمیں سے سیارات اولی پانچ ہیں پہلا جاپیٹر سیریس دوسرا پیرس تھا

وسطا چوتہا جو نو پانچوان پانس اور اٹھارستارہ ہین چار مشتری کے ہمراہ اور سات زحل کے ہمراہ اور چھہ جا جیم سیڈس کے ہمراہ اور اے خردمند یاد رکہو کہ علم ہیئات کی اصطلاحون مین سے چند اصطلاحین یہہ ہین

اصطلاحات علم ہیئت

خط استوا ایک دایرۂ فرضی ہے کہ جو زمین کو برابر دو حصون پر منقسم کرتا ہے قطبین دو ستارے ہین ایک قطب شمالی دوم قطب جنوبی اور ایک قطب سے دوسرے قطب تک جو دایرہ فرض کیا گیا اوسکا نام خط محور ہے ان دونون خطوط سے شکل صلیبی بنتی ہے شعر زخط استوا و خط محور ✤ فلک را تا صلیب آید ہویدا ✤ خط استوا کے فرض کرنیسے یہہ غرض ہے کہ زمین کو اوسکے حساب سے برابر دو حصون پر اسلیے منقسم کیا ہے کہ ہر ملک اور مقام کا فاصلہ دریافت کرلین کہ خط استوا سے قطب جنوبی کیطرف ہے یا قطب شمالی کی جانب اور اہل ریاضی نے ہر دایرہ کو تین سو ساٹھہ درجون پر قسمت کیا ہے اور ہر درجے کو ساٹھہ دقیقے پر جیسا کہ ہم جغرافیہ مین بیان کر چکے ہین پس خط استوا سے قطب شمالی خواہ قطب جنوبی نوّے درجے پر ہے اسکو عرض تسعین کہتے ہین خط سرطان اور خط جدی کا حال بہی ہمنے جغرافیہ مین بتادیا اور منطقۃ البروج کا بہی نقشہ دیکہہ چکے ہو یہہ دایرہ ایک مقام پر خط جدی سے ملا ہوا دو مقام سے خط استوا کو منقطع کرتا ہے دایرۂ نصف النہار ایک دایرۂ عظیمہ ہے جسنے دونون قطب شمالی و جنوبی پر سے گذرکے زمین کو دو حصۂ شرقی و غربی پر منقسم کیا ہے اور دایرۂ عظیمہ کا حال ہم علم ہندسہ مین

دوائر فلکی کا بیان

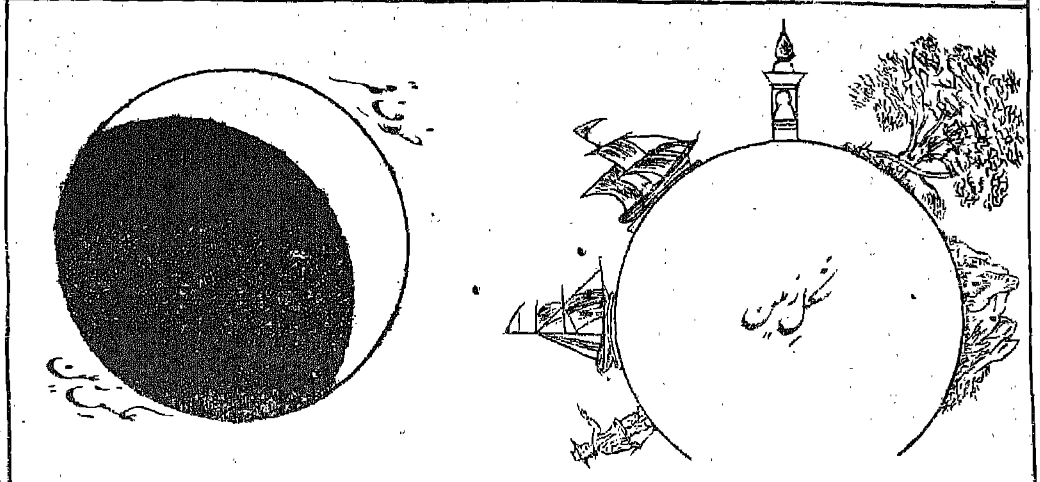
ذکر کر چکے ہین کہ وہ کرہ کی تنصیف کرتا ہے اور جو کرہ کی تنصیف نکرے وہ صغیرہ ہے پس اہل ہیئت نے آسمان پر نو دوائر عظیمہ قرار دیتے ہین اول معدل النہار دوم دایرۂ منطقۃ البروج سوم دایرۂ مارہ بالاقطاب الاربعہ چہارم دایرۃ الافق پنجم دایرۂ نصف النہار ششم دایرۃ الارتفاع ہفتم دایرۂ اول السموات ہشتم دایرۃ المیل نہم دایرۃ العرض اور بعضے علمائے ہیئت نے انکے علاوہ دایرۂ دہم بہی فرض کرکے وسط السماء الرؤیہ اوسکا نام رکہا ہے پہر ان سب دایرونکا مفصل احوال نہایت شرح و بسط کے ساتھہ زیادہ تفصیل و فہم کو گنجایش نکردیا اور فرمایا کہ عرض مکان اوس فاصلہ سے عبارت ہے جو خط استوا سے قطب شمال کیجانب ہو خواہ قطب جنوب کیطرف اور طول مکان اوس فاصلہ سے عبارت ہے جو اول نصف النہار سے خواہ مشرق کی جانب ہو خواہ مغرب کی طرف اور اول نصف النہار اوسے عبارت ہے کہ جس مقام سے طول شرقی و غربی کو حساب کرتے ہین یہہ تمام دوائر اور سب خطوط دراصل فرضی ہین خارج مین انکا کچھہ وجود نہین اے خردمند تمام حکمائے مشائین و اشراقین یعنے نظام محدد و بطلیموسی اور نظام نامحدود فیثاغورسی کے معتقد باہم متفق ہین کہ زمین مدوّر ہے اور کسی چیز پر کسیطرف سے

زمین کا مدور ہونا

قائم نہین اوسکے گول ہونیکی بہت سی دلیلین موجود ہین چنانچہ مسافران خشکی کو اول سر کوہ یا سر درخت یا سر منارہ اور رہ نوردان دریا کو پیشتر جہاز کا مستول نظر آتا ہے اگر زمین گول نہوتی تو ہر چیز اول سے آخر تک برابر دکہلائی دیتی و علی ہذا القیاس جو چیز گول ہوتی ہے اوسکا عکس بہی ہمیشہ گول ہوتا ہے یعنی زمین کا

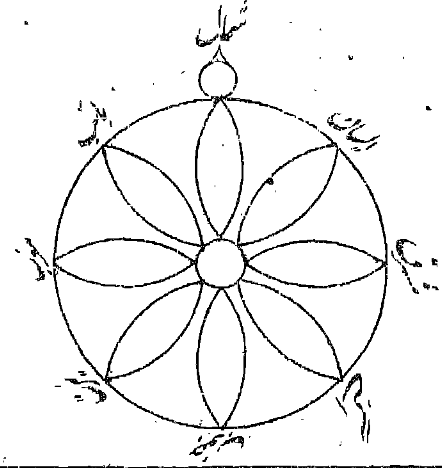
زمین کی گولائی کا ثبوت

عکس چاند پر خسوف کے وقت مدور نظر آتا ہے دیکھو ان دونوں نقشوں سے بخوبی ثابت ہے



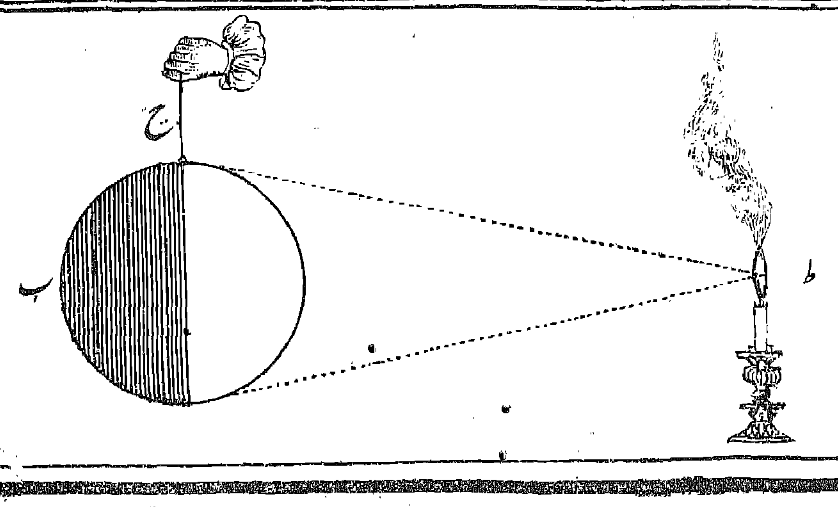
زمین کے زاویے

اور زمین کے آٹھ زاویے شمار کیے جاتے ہین چنانچہ اس دائرہ سے ظاہر ہین



کیفیت روز و شب

اور اہل ہیئت انگلستان کہ فیثاغورث کے مذہب پر کاربند ہین اونکا یہہ عقیدہ ہے کہ آفتاب ساکن اور زمین اپنے محور پر گردش کرتی ہے جسکے سبب زمین کا ہر حصہ تمام دن رات مین ایکبار روشنی و تاریکی قبول کرتا ہے آفتاب ایکوقت مین اپنے مقابل کی نصف زمین کو روشن رکھتا ہے اسلیے زمین کا دوسرا نصف حصہ جو آفتاب سے دور ہے ہمیشہ تاریک ہوگا یہہ تاریکی شب سے مراد ہے اور وہ روشنی روز ہے چنانچہ اس نقشہ سے ظاہر ہے



ب کو ایک گولہ بمنزلہ زمین فرض کرو اور ج ایک ڈوری اوس گولے مین لگی ہے جسکے پھرانے سے وہ گولہ گھومتا ہے
اور ط ایک شمع ہے اوسکو آفتاب سمجھو گولے کا پہلا حصہ جو چراغ کے روبرو روشن ہے وہ پھرنے سے اندھیرے کیطرف ہو جائیگا
اور دوسرا حصہ جو تاریکی مین تھا روشنی مین آجائیگا اسیطور پر گردش کرنے سے کرۂ زمین بھی روشن و تاریک ہوجاتا ہے
اور کہین دن کہین رات کا عالم نظر آتا ہے محیطِ زمین کی مساحت چوبیس ہزار نوسو بارہ ۲۴۹۱۲ میل انگریزی ہے اور زمین کی بہ نسبت
آفتاب تیرہ لاکھ اسی ہزار ۱۳۸۰۰۰۰ مرتبہ بڑا ہے پس عقلِ سلیم ہرگز رخصت نہین دیتی کہ آفتاب باوجود اس بزرگی کے زمین کے
اطراف گردش کرتا ہے زمین مین قوتِ جاذبہ موجود ہے اوسکی یہہ تاثیر ہے کہ ہر مدور چیز اپنے دل کیطرف یعنے اپنے
مرکز کی جانب مائل ہوتی ہے چنانچہ اس قوت کے سبب زمین بھی اون سب چیزون کو جو محیطِ زمین پر واقع ہین مرکز
کیطرف کشش کرتی ہے مثلاً اگر توپ کا گولا آسمان کیطرف پھینکین تو پھر وہ زمین کیجانب رجوع کریگا اس رجعت کا نام
میلِ مرکزی ہے اور اس کشش کا نام قوتِ جذب اسی قوت کی تاثیر سے تمام حیوانات اور جمادات اور نباتات کرۂ زمین پر
ہرطرف قائم رہتے ہین گرنیکا مطلق اندیشہ نہین اسیطرح آفتاب کو بھی قوتِ جاذبۂ طبعی حاصل ہے جسکے سبب وہ زمین کو اپنی
طرف جذب کرتا ہے اے **خردپرور** اب سنو کہ جب دونون مین کشش پیدا ہوتی تو ظاہر ہے کہ دونون آپس مین ایک
ہوجائین یا تو آفتاب زمین پر گر پڑے یا زمین آفتاب سے جا کر ملجائے مگر ان کو اس بات سے ایک امر مانع ہے اوسکا بیان
ہم نہین سمجھولی سمجھاتے ہین یاد رکھو کہ جو جسم کسی دائرہ پر گردش کرتا ہے تو گردش کے زور سے اوسمین یہہ طاقت پیدا ہوتی ہے
کہ وہ دائرہ سے باہر نکل جائے اس طاقت کا نام تارک المرکز ہے اور دائرہ کے مرکز مین جو قوتِ جاذبہ موجود ہے
وہ ہمیشہ اوس جسم کو اپنی طرف کھینچتی ہے اس طاقت کا نام طالب المرکز یہہ دونون قوتین باہم برابر ہوتی ہین اب
معلوم کرنا چاہیے کہ زمین کو دوطرح کی گردش حاصل ہے ایک گردشِ محوری کہ جو ایک شبانہ روز مین تمام ہوجاتی ہے
اور دوسری حرکت وہ ہے کہ ایک برس کے عرصہ مین آفتاب کے گرد دورہ کرتی ہے اسلیے کہ اگر سورج کے آس پاس گھومتی
تو قوتِ تارک المرکز کہ جذبِ آفتاب کی ضد ہے کسطرح پیدا ہوتی اور آفتاب بھی اپنی ذات خاص سے ایک محور پر پچیس ۲۵
دنمین گردش کرتا ہے اوسکو بھی اس حرکت کے سبب سے قوتِ تارک المرکز حاصل ہے پس آفتاب کا مقدار جسقدر بڑا ہے
اوسیقدر اوسکی حرکت کم ہے اور زمین جسقدر مقدار مین کم ہے اوسیقدر حرکت مین تیز ہے اس حالت مین دونون کی
قوتِ تارک المرکز دونونکی طاقتِ طالب المرکز سے مقابل ہوکر باہم کے صدمے سے دونون محفوظ ہین اے خردپرور اہلِ ہیئت
فرنگستان کے قیاس مین زمین ایک ستارۂ ظلمانی ہے اور آفتاب کے گرد اپنے دائرہ پر ایک برس مین دورہ تمام
کرتی ہے اسیطرح اور بھی دس ستارے جداگانہ اپنے دائرون پر مختلف زمانہ مین آفتاب کے اطراف گردش کرتے ہین
چنانچہ اونکے نام یہہ ہین **عطارد زہرہ مریخ سیریس پالس جونو وسٹا مشتری**
زحل جارجیم سائڈس کہ جسکو **یورنس** اور **ہرشل** بھی کہتے ہین ان گیارہ سیارون مین سے

کوکب الارض یعنے زمین تیسرا ستارہ ہے زہرہ اور عطارد کا مدار اسکے درمیان واقع ہے اور دوسرے سیاروںکا دائرہ گردش مدار زمین سے خارج ہے اور اہل ہیئات فرنگستان نے ایسا دریافت کیا ہے کہ سطح سیارۂ زمین معمور اور ذیحیات کا مسکن ہے اسیطرح دوسرے سیاروں میں بھی آبادی ہے اور حیوانات بستے ہیں ہرچند وہاں اس قسم کے حیوانات نہوں جیسے کہ کوکب الارض پر ہیں مگر دوسرے سیاروں کے باشندے بھی اہل زمین کیطرح نور آفتاب سے مستفیض ہوتے رہتے ہیں اور جسطرح زمین کو گردش محوری ہے جسکے باعث روز و شب کی کیفیت پیدا ہوتی ہے اسیطرح دوسرے ستارے بھی گردش مدارات کے علاوہ ایک محوری گردش بھی کرتے ہیں جسکے سبب سے وہاں بھی رات اور دن ظاہر ہوتا ہے چونکہ مشتری اور زحل اور ہرشل آفتاب سے بہت دور ہیں اس سبب سے زمین کی بہ نسبت انہیں نور آفتاب کم پہونچتا ہے اسواسطے ان سیاروں میں کئی کئی چاند موجود ہیں چنانچہ مشتری کے چار چاند اور زحل کے سات چاند اور ہرشل یعنے جارجیم سائیڈس کے چھہ چاند ہیں اور یہہ چاند جو اہل زمین کو نظر آتا ہے اسکا شمار بھی سیاروں میں نہیں بلکہ یہہ زمین کا چاند کہلاتا ہے اور یاد رکھو کہ آفتاب کی قوت جذب کی کمی و بیشی سے جو ستارے کہ آفتاب سے قریب ہیں وہ اپنا دورہ جلد تمام کرلیتے ہیں اور جو دور ہیں اونکا دورہ ایک مدت طویل میں انجام کو پہونچتا ہے اے خردپرور ہر سیارہ کی مقدار کا حال اور ایام گردش کی کیفیت اور فاصلۂ آفتاب کی حقیقت اس نقشہ میں سمجھاتے ہیں دیکھو

	قطر کواکب سیارات	ایام گردش سیارات	فاصلہ سیارات از آفتاب
عطارد	۳۲۲۴ میل	۸۷ روز ۲۳ ساعت	۳۶۸۴۱۴۶۸ میل
زہرہ	۷۶۸۷ میل	۲۲۴ روز ۱۷ ساعت	۶۸۸۹۱۴۶۶ میل
زمین	۷۹۱۲ میل	۳۶۵ روز ۶ ساعت	۹۵۰۱۷۳۲۶ میل
مریخ	۴۱۸۹ میل	۶۸۰ روز ۲۳ ساعت	۱۴۵۰۱۴۱۴۸ میل
سیریس	۱۶۳ میل	۱۶۸۱ روز ۱۲ ساعت	۲۶۳۰۰۰۰۰۰ میل
پالس	۸۰ میل	۱۷۰۳ روز ۱۷ ساعت	۲۶۵۰۰۰۰۰۰ میل
جونو	۱۴۲۵ میل	۱۵۸۰ روز +	۲۵۲۰۰۰۰۰۰ میل
وسٹا	۲۳۳ میل	۱۱۱۰ روز +	۲۲۵۰۰۰۰۰۰ میل
مشتری	۸۹۱۷۰ میل	۴۳۳۲ روز ۱۴ ساعت	۴۹۴۹۹۰۹۷۶ میل
زحل	۷۹۰۴۲ میل	۱۰۷۵۹ روز ۲ ساعت	۹۰۷۹۵۶۱۳۰ میل
ہرشل	۳۵۱۱۲ میل	۳۰۶۳۷ روز ۴ ساعت	۱۸۲۵۷۶۲۶۶۶ میل

اور مہندسان کامل نے علم ہندسہ کے قاعدہ سے دریافت کیا ہے کہ توپ کا گولہ جس زور سے چلتا ہے اگر اسیقدر تیز رفتاری سے دور تک جاے تو ایک گہنٹہ مین چار سو اسی میل انگریزی طے کریگا پس فرض کرو کہ یہہ گولہ اس حساب کے طریق پر آفتاب کے قریب سے روانہ ہو تو مدار عطارد پر آٹھہ برس دو سو چہہتر دنمین اور مدار زہرہ پر سولہ برس ایکسو چہتیس دنمین اور مدار زمین پر بائیس برس دو سو چہبیس دنمین اور مدار مریخ پر چونتیس برس ایکسو پینسٹھہ دنمین اور مدار سیرس پر باسٹھہ برس تین سو سینتیس دنمین اور مدار مشتری پر ایکسو سات برس دو سو سینتیس دنمین اور مدار زحل پر تین سو پندرہ برس دو سو ستاسی دنمین اور مدار خارجیم سائیڈس پر چار سو اکتیس برس دو سو نونون مین پہونچیگا اب رفتار کواکب کی تیزی کا حال سنو کہ عطارد ایک ساعت مین ایک لاکہہ نو ہزار چہہ سو ننانوے میل طے کرتا ہے اور زہرہ ایک ساعت مین اسی ہزار دو سو پچانوے میل اور زمین ایک ساعت مین اڑسٹھہ ہزار دو سو ستر میل اور مریخ ایک ساعت مین پچپن ہزار دو سو ستاسی میل اور سیریس ایک ساعت مین ایک لاکہہ ایکہزار سات سو چالیس میل اور مشتری ایک ساعت مین اونتیس ہزار تراسی میل اور زحل بائیس ہزار ایکسو ایک میل اور جارجیم سائیڈس چودہ ہزار سات سو ستانوے میل مسافت قطع کرتا ہے اے خرد پرور یادرکہو آفتاب جہانتاب کا قطر آٹھہ لاکہہ تراسی ہزار دو سو چہیالیس میل انگریزی ہے اور ماہتاب عالمتاب اور زمین کا قطر دو ہزار ایکسو ستر میل ہے قمر اپنے دائرہ پر زمین کے گرد ایکساعت مین دو ہزار دو سو نوے میل طے کرتا ہے اور مشتری کے گرد چارون قمر مختلف وقتون مین گردش کرتے ہین قمر اول جو مشتری سے بہت قریب ہے ایکدن اور اٹھارہ گہنٹے اور اٹھائیس منٹ مین مشتری کے اطراف دورہ تمام کرتا ہے اور قمر دوم تین دن تیرہ گہنٹے اٹھارہ منٹ مین اور قمر سوم سات دن چار گہنٹے اونسٹھہ منٹ مین اور قمر چہارم سولہ دن اٹھارہ گہنٹے پانچ منٹ مین پس اقمار مشتری کی تیز رفتاری سے معلوم ہوتا ہے کہ مشتری کی قوت جاذبہ دوسرے سیارون کی بہ نسبت بہت زیادہ ہے اور زحل کے گرد سات قمر دورہ کرتے ہین قمر اول جو زحل سے قریب ہے ایکدن اکیس گہنٹے اٹھارہ منٹ مین اپنا دورہ تمام کرتا ہے اور قمر دوم دو دن سترہ گہنٹے چوالیس منٹ مین اور قمر سوم چار دن بارہ گہنٹے پچیس منٹ مین اور قمر چہارم پندرہ دن بائیس گہنٹے سینتالیس منٹ مین اور قمر پنجم اوناسی دن سات گہنٹے ستائیس منٹ مین اور قمر ششم ایکدن سات گہنٹے ترپن منٹ مین اور قمر ہفتم بائیس گہنٹے سینتیس منٹ مین اور علاوہ اسکے ایک حلقہ عریض بہی قرص زحل کے اطراف دریافت ہوا ہے اوسکا حصہ شمالی پندرہ برس تک علی الاتصال نور آفتاب سے روشن رہتا ہے اور اوسکے بعد اسیقدر مدت تک اوسی حلقہ کا حصہ جنوبی درخشندگی رکہتا ہے پس تیس برس مین زحل کا ایکرات دن تمام ہوتا ہے اور یہی مدت مدار زحل پر دورہ زحل کی ہے اور جارجیم سائیڈس کے گرد چہہ قمر دورہ کرتے ہین قمر اول پانچ دن

اکیس گھنٹے پچیس منٹ مین اور قمرِ دوم آٹھہ دن سترہ گھنٹے ایک منٹ مین اور قمرِ سوم دس دن تئیس گھنٹے چار منٹ مین اور قمرِ چہارم تیرہ دن گیارہ گھنٹے پانچ منٹ مین اور قمرِ پنجم اٹھائیس دن ایک گھنٹے اونچاس منٹ مین اور قمرِ ششم ایکسو سات دن سولہ گھنٹے چالیس منٹ مین اور ان چھہ چاندون مین سے حکیم ہرشل نے پہلا اور دوسرا قمر ۱۷۸۷ء مین اور باقی چارون کو ۱۷۹۰ء اور ۱۷۹۲ء مین دریافت کیا اب سنو کہ عطارد اپنے محور پر چودہ دن چوبیس گھنٹے مین اپنا دورہ تمام کرتا ہے اور زہرہ تئیس دن اکیس منٹ مین اور مریخ چوبیس گھنٹے چالیس منٹ مین اور مشتری نو گھنٹے چھپن منٹ مین اور زحل دس گھنٹے سولہ منٹ مین اور آفتاب اپنے محور پر پچیس دن چودہ گھنٹے مین مشرق سے مغرب کیطرف دورہ تمام کرتا ہے اور اہلِ ہیئات نے گردشِ آفتاب کی وجہہ دوربین کے ذریعہ سے اسطرح پر دریافت کی ہے کہ جرمِ آفتاب مین جابجا دہبے سیاہ موجود ہین ہرچند آفتاب چشمۂ نور ہے مگر اس گردشِ محوری کے وسیلے سے ان سیاہ داغون کو سیارون کے روبرو سے اسلئے برطرف کرتا ہے کہ سبکو برابر نور تقسیم ہو اور جرمِ قمر بدور و مصفا ہے آفتاب سے درجہ بدرجہ نور حاصل کرتا ہے اور قمر کا فاصلہ سطحِ زمین سے بارہ ہزار میل ہے اے خرد پرور اگرچہ آفتاب سے چار جہم ساٹدس کا فاصلہ حیرت افزاے عقل و ہوش ہے لیکن یہہ نکتہ حیرت افزا اس سے بھی زیادہ تر تعجب خیز ہے کہ بعضے ودار ستارے چار جہم ساٹدس کے فاصلہ سے ہفت چند فاصلہ پر آفتاب سے دور واقع ہین اونکا شمار ابتک کسیکو نہین معلوم مگر اور سنو کہ ہرچند کواکب دنبالہ دار آفتاب سے نہایت دوری پر واقع ہین لیکن ثوابت کی بہ نسبت بہت نزدیک ہین اور ثوابت کا فاصلہ عقل و قیاس سے خارج ہے دیکھو اگر دو مکانِ عظیم الشان جو تمہین ایک میل کے تفاوت پر ہون اونکو ہم کئی میل کے فاصلہ سے دیکھین تو وہ بہت چھوٹے اور پاس پاس نظر آئین گے اور جسقدر قریب جائینگے بزرگی و عظمت اور بُعد و تفاوت بخوبی نظر آتا جائیگا اب معلوم کرنا چاہیئے کہ جس دائرہ پر آفتاب کے گرد زمین ایک برس مین گردش تمام کرتی ہے اوس دائرہ کا قطر اونیس کروڑ میل سے زیادہ ہے، پس ہر برس مین زمین ایکبار اونیس کروڑ میل ثوابت کیطرف جاتی ہے پھر چھہ مہینے کے بعد ثوابت سے اونیس کروڑ میل دور ہوتی ہے لیکن باوجود اونیس کروڑ میل نزدیک ہوجانیکے بھی اگر اہلِ زمین ثوابت کو دوربین سے دیکھتے ہین تو اوسحالت مین بھی وضع قامت اور مقدارِ ثوابت مین کچھہ تفاوت معلوم نہین ہوتا اس دلیل سے صاف ظاہر ہے کہ بہ نسبت فاصلۂ ثوابت کے دائرہ زمین کا قطر گویا کہ بمنزلہ ایک مرکزِ دائرہ کے تصور کیا جائیگا اور ان ثوابت مین سے جو کہ تمام سطحِ آسمان پر جابجا موجود ہین ایک کا بھی فاصلہ ثابت کرنا ادراکِ انسانی سے بعید ہے مگر اہلِ ہیئاتِ انگلستان نے اسقدر البتہ دریافت کیا ہے کہ ثوابت مین سے ہر ستارہ ایک آفتاب ہے، اور اون سب آفتابونکے گرد بیشمار سیارات اور اقمار اور دنبالہ دار ہین اپنے محور اور مدار پر گردش کرتے رہتے ہین اور ہر ایک ستارہ مین زمین کیطرح انواع و اقسام کے

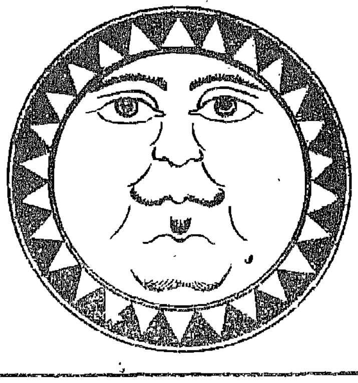
فاصلۂ ثوابت کا بیان

ایک نکتہ کا بیان

ذی حیات معمور و آباد ہین اور ثوابت کی وجہہ تسمیہ یہہ ہے کہ حکماے متقدمین کی راے مین ثوابت کو حرکت نہین بلکہ وہ ہمیشہ ایک ہی مقام پر ثابت ہین اُنمین کواکب سبعہ سیارہ کیطرح تغیر و تبدل واقع نہین ہوتا اور اہلِ زمین کو زمین کی گردشِ محوری کے سبب ثوابت کی گردش نظر آتی ہے جب زمین گردش کرتی ہے تو اہلِ زمین جانتے ہین کہ ثوابت گردش مین مصروف ہین چنانچہ اگر کوئی شخص کشتی مین یا بگھی وغیرہ مین سوار ہوتا ہے تو اوسکو سب چیزین متحرک محسوس ہوتی ہین مگر دراصل وہ سب اپنی جگہ ساکن ہین اور کشتی یا بگھی وغیرہ خود حرکت کرتی ہے اور ہم تمہین سمجھا چکے ہین کہ حکماے متاخرین فرنگستان جو فیثاغورس کے طریق پر چلتے ہین اونکے قیاس مین تمام کواکبِ ثوابت آفتاب ہین اور ہر ایک کا نظامِ شمسی جداگانہ ہے اور ہر ایک اونمین سے بذاتِ خود آفتاب کی طرح نورانی ہے کچہہ ہمارے آفتاب کا نور اونکو فائدہ نہین پہونچا سکتا ثوابت کی کثرت اسقدر ہے کہ مہندسان جہان کی فکر اوسکے شمار سے قاصر ہے پس اگرچہ ثوابت حساب و شمار مین لاانتہا ہین مگر حکماے متقدمین نے ایکہزار بائیس ثوابت کو مختلف اڑتالیس شکلون پر قسمت کیا ہے یعنے ہر شکل مین چند ثوابت موجود ہین اور ان تمام ثابتون کو داخل الشکل کہتے ہین اور ان اڑتالیس شکلون سے علاوہ جو ثوابت ہین اونکو خارج الشکل کے نام سے نامزد کیا ہے ثوابت مین سے جو ستارے دوربین کے ذریعے سے نظر آتے ہین وہ دوربینی ثوابت کہلاتے ہین اور دوسرے ستارے جو بغیر دوربین کے ہمکو اپنی آنکہہ سے دکہائی دیتے ہین وہ چہہ حصون مین منقسم ہین اہلِ ہیئات کی اصطلاح مین ہر حصہ کو قدر کہتے ہین جو ستارے سب سے بڑے اور چمکدار نظر آتے ہین وہ اول درجے کے شمار کیے جاتے ہین اونکو ثوابتِ قدرِ اول کہتے ہین اور جو اوسسے کم چمکتے ہین وہ درجہ دوم مین داخل ہین اونکو ثوابتِ قدرِ دوم کہتے ہین وعلیٰ ہذا القیاس اور نقشہ افلاک مین اونکی شناخت کے واسطے جداگانہ صورتین مقرر ہین دیکھو

قدرِ اول   قدرِ دوم   قدرِ سوم   قدرِ چہارم   قدرِ پنجم   قدرِ ششم

شکلِ آفتاب



اے خرد پرور شکلوں کے مطابق آسمان تین حصوں پر منقسم ہے حصہ اول نصفِ شمالی حصہ دوم منطقۃ البروج حصہ سوم نصفِ جنوبی

مؤلف

پانزدہ پیکرِ نوراست در ایوانِ جنوب	بست و یک پیکرِ نوراست در ایوانِ شمال
نوزدہ شکلِ دگر ہست بہ تحقیقِ فرنگ	دہ و دو آمدہ بر منطقہ با حسن و جمال

اکیس شکلیں نصفِ شمالی میں اور پندرہ نصفِ جنوبی میں اور بارہ منطقۃ البروج پر واقع ہیں پھر ان اڑتالیس شکلوں کا نام اور صورتیں اور ستارے وغیرہ بخوبی سمجھا دے بعد اوسکے فرمایا کہ حکمائے فرنگ نے انیس شکلیں دوربین کے وسیلے سے نئی نکالی ہیں پس اب آسمان پر اس حساب سے اڑسٹھ شکلیں شمار کی جاتی ہیں پھر ان اشکالِ جدیدہ کے بھی نام اور صورتیں اور ستاروں سے حسبِ دلخواہ واقف و آگاہ کردیا اور کسوف و خسوف کا احوال اور ہر شکل کا طول و عرض اور درجے دقیقے اور ہر قسم کے ثوابت و سیار اور کواکبِ دنبالہ دار کی کیفیت اور طول و عرض ممالک و بلاد وغیرہ کے دقائق و غوامض سے بوجہ احسن محرمِ راز فرمادیا اتنے عرصہ میں بطلیموس کی راہ سے آفتاب نے نصف منطقۃ البروج طے کیا اور فیثاغورس کے طریق پر کوکب الارض نے رفتارِ سالانہ سے مدارِ گردش کو دائرہ عظیمہ بنایا یعنے چھہ مہینے کا عرصہ منقضی ہوا اور شعور مجسم پس حاضر ہو کر بدستورِ قدیم دونوں کو محفلِ امتحان میں اپنے ہمراہ لے گیا

امتحانِ ششم

مؤلف

ہر آئینہ ہر سے آئینۂ دل پر سے آئینہ	اگر شکلِ جنوبی ہے وگر شکلِ شمالی ہے
نہیں مخفی کوئی ذرّا سے رازِ اخترِ گردون	کہ میرا ذہن مشائین و اشراقین سے عالی ہے

جبکہ سپہرِ عالم افروز برجِ سلطنتِ لازوال اور وہ آفتابِ جہانتابِ آسمانِ فضل و کمال یعنے وزیرِ الاعظم دانش پناہ اور ماہ اورنگ نشینِ گردون بارگاہ کے دربارِ عرش وقار میں داخل ہوئے خسروِ خورشید حشم سلطان عقلِ مجسم نے نہایت اعزاز و اکرام اور تعظیم تمام سے فرزانہ روزگار کی تعظیم و تکریم کی اور خرد پرور سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے فرزندِ عزیز اس عرصہ میں گنجینۂ علم و ہنر سے سرمایۂ دانش و تمیز کسقدر حاصل کیا اور خزینۂ فضل و کمال سے کہانتک ذخیرہ اندوزِ عقل و شعور ہوئے خرد پرور نے عرض کی کہ خدیو کشورستان کے ظلِ حمایت اور استادِ ہمہ دان کے سایۂ عاطفت میں اس ذرّۂ ناچیز و احقرِ بے تمیز نے عناصر و افلاک کی سیر سے دل سیر کیا ہے اور سلسلۂ نظامِ آفرینش کے کارخانہ کو خیالِ حکیمانہ سے دیکھنا شروع کردیا ہے شاہنشاہِ عالم پناہ نے ارشاد کیا کہ بھلا عناصر کتنے ہیں اور اون سے کیا فائدہ نکلتا ہے شہزادہ خردمند نے گذارش کی کہ یہہ بحث علمِ طبعیات سے متعلق ہے

اور یہہ علم دو قسم پر منقسم ہے ایک یونانی طریق پر کہ جسکو یونانیوں نے حکمت کا درجہ علے قرار دیا، دوسرے فرنگستانی
طرز پر کہ جسکو حکماے فرنگ نے کمسٹری کے لقب سے ملقب کیا ہے عقلِ مجسم نے کہا کہ مفصل بیان کرو حجر وجہے
عرض کی کہ حضورِ عالے ذرا اور متوجہ ہوں بہرحال موالیدِ ثلثہ یعنے حیوانات اور جمادات اور نباتات میں سے ہر چیز چند
عناصر سے مرکب ہوکر بنائی گئی ہے اور جب کبھی دو عنصر ملائے جاتے ہیں تو ایک نئی کیفیت اونسے حاصل ہوتی ہے
جسکا نام مزاج قرار دیا جاتا، اور یہہ ایک نیا مرکب بنے گا جسکو اوس عنصر سے کچھہ مشابہت نہوگی چنانچہ گندہک
اور پارہ ملکر شنجرف بنجاتا ہے یا جست اور تانبا ملکر پیتل ہوجاتا ہے اونمیں بعد مرکب ہوجانے کے اون عناصر میں سے
کسی چیز کا نشان پایا نہیں جاتا اسواسطے کہ اونکے اجزا چھوٹے چھوٹے ہوکر کشش اتصالی کے سبب سے اسقدر باہم مخلوط
ہوجاتے ہیں کہ شناخت میں نہیں آتے مگر جذبِ خاص کیواسطے اوزان کی قید بھی شرط ہے چنانچہ جبتک سولہ حصے
گندہک اور سو حصہ پارہ نہو شنجرف ہرگز نہ بنے گا اور کشش اتصالی کے سبب سے جو قدرتی اجسام بہت سے ذرات
ملکر بنجاتے ہیں تو وہ دو حال سے خالی نہیں ہوتے یعنے اگر اونمیں جذب قوی ہے اونمیں خوب ملجاتے ہیں پس جسم سخت
اور ٹہوس بنے گا جیسے سنگِ مرمر کہ چونے اور کاربونک ایسڈ سے مرکب ہے، اور جو اونمیں قوتِ جاذبہ کم ہے تو اجسام
متخلخل اور نرم بنتے ہیں جیسے روئی وغیرہ ڈاکٹروں نے اگرچہ کمسٹری کا ترجمہ علمِ کیمیاوی کیا ہے مگر اس عقیدت کیش کی
دانست میں علم العناصر یا علمِ تحلیل بہت درست اور بجا ترجمہ ہے اسلئے کہ اس علم کے ذریعہ سے اجزاے مرکبات کو
جدا کرلیتے ہیں اسکا نام تحلیل ہے جسے ڈاکٹر اپنی اصطلاح میں تفریق کیمیاوی کہتے ہیں اسکی بہت سی ترکیبیں ہیں
ازانجملہ ایک یہہ کہ حرارت کے وسیلے سے جدا کرتے ہیں اسلئے کہ حرارت کا یہی خاصہ ہے کہ اجزا کو تحلیل و تفریق
کردے چنانچہ سنگِ مرمر کو جلانے سے کاربونک ایسڈ نکل جاتا ہے صرف چونہ رہجاتا ہے یا نمک پانی میں گھول کر
آتش پر رکھنے سے پانی بخار بنکر اوڑجاتا ہے اور نمک رہجاتا ہے دوسرا طریق یہہ ہے کہ قوتِ جاذبہ کی کمی و بیشی سے
اجزا کو تحلیل کرتے ہیں مثلاً ایک مرکب میں دو چیزیں شامل ہیں تو اونمیں ایک ایسی تیسری چیز ملائینگے کہ جسمیں ان
دونوں سے قوتِ جاذبہ زیادہ ہو جیسے شنجرف سے پارہ نکالنا منظور ہے تو اوسکو لوہے کے ساتھہ آنچ دیتے ہیں
کیونکہ تجربے سے ثابت ہوا ہے کہ لوہے اور گندہک میں پارہ کے بہ نسبت زیادہ حدت ہے پس تمام گندہک
اس سبب سے پارہ کو چھوڑکر لوہے سے ملجاتی ہے یا شورہ کے تیزاب میں کہ جسکو نٹرک ایسڈ کہتے ہیں تانبا
ڈالدیں تو قوتِ جاذبہ کے باعث تانبا تیزاب میں گلکر نیلا پانی ہوجائیگا پھر اوس نیلے پانی میں ایک لوہے کا
ٹکڑا ڈالنے سے تیزاب تانبے کو چھوڑکر لوہے میں ملجائیگا اور تانبا لوہے پر جم جائیگا اسلئے کہ تیزاب کا جذب
تانبے کے بہ نسبت لوہے کیطرف زیادہ ہے چنانچہ اولی فلاسفہ متقدمین اسبات کے قائل ہیں کہ عناصر چار ہیں
اونکے مزاج بھی جداگانہ چنانچہ بعضے گران ہیں اور بعضے سبک پس اجسامِ ثقیلہ پستی کو اور اجسامِ خفیفہ

بیان علم کیمیا

بیان تحلیل

تحلیل کی ترکیب

بیان عناصر

بلندی کو مائل ہیں اجزائے ناری نہایت سبک اور لطیف ہیں اسلئے اعلیٰ کو رجوع کرتے ہیں اجزائے ہوائی اوس سے
کم لطیف و سبک ہیں اسوجہ سے قریب بہ اعلیٰ ہیں علیٰ ہذا القیاس اجزائے ارضی نہایت ثقیل و کثیف ہیں اس باعث
قریب بہ اسفل ہیں غرضکہ ان چاروں عناصر کا ہیولیٰ ایک ہے اتنے میں ایک حکیم فہیم برگزیدۂ انفس و آفاق موسوم
بہ **مظہر الاشراق** سرزمینِ **ظہورستان** کا رہنے والا کہ دربارِ جہاندارِ کیوان اقتدار میں حاضر تھا خسروِ پرور
عالیوقار کیطرف مخاطب ہوکر سرگرم دعا و ثنا ہوا اور عرض کی **مؤلف** بعنایاتِ ایزدِ متعال
اے خسروِ پرور بلند اقبال تا عناصر کو امتزاج رہے معتدل آپکا مزاج رہے نیازمند امیدوار ہے
کہ ہیولے کے معنے بھی زبانِ مبارک سے سنکر فیضیاب ہو شہزادہ شیرین کلام نے کہا کہ ہر شے کے مادّہ و ماہیت
اور ہر چیز کی اصل کو لغت میں ہیولیٰ کہتے ہیں اور حکما کی اصطلاح میں ایک جوہر ہے کہ جسمیں صورتِ جسمی کا ظہور ہوتا ہے
اور متکلمین کے نزدیک حقائقِ اشیا کا نام ہیولیٰ ہے مگر ہماری دانست میں یہہ لفظ ہیئت اور اولیٰ سے مرکب ہے
یعنی صورت و شکلِ اولین اور کثرتِ استعمال کے سبب سے مخفف ہوکر ہیولیٰ رہ گیا ہے اور ہر چیز کی ترکیب کا سامان
جو اوسکے مرکب ہونے سے پیشتر متفرق رہا کرتا ہے وہ فضائے نامتناہی میں اجزائے ذراتِ بے انتہا فرض کئے گئے ہیں
اور فنائے جسمی کے بعد بھی ہر چیز کا ہیولا قائم رہتا ہے یعنے جب کسی چیز کی ترکیب میں خرابی واقع ہوجاتی ہے
تو پھر اوسکے اجزا بشکلِ ذرات منتشر ہوکر اوسی فضائے نامتناہی میں پریشان ہوجاتے ہیں اونکو کبھی فنا
نہیں ہوتی مگر مزاجِ ترکیبی اکثر فنا ہوجایا کرتا ہے تم جانتے ہو کہ ہر چیز کی آفرینش و صورت پذیر ہوتی ہے یا قدرتی
یا مصنوعی قدرتی وہ ہے کہ ذراتِ پریشان خود بخود کشش اتصالی کے وسیلے سے مرکب ہوکر ایک جسم پیدا
کر لیتے ہیں اور مصنوعی وہ ہے کہ انسان یا حیوان اپنی ترکیبِ عقلی سے اجزائے متفرق کو مجتمع کرکے ایکصورت بنا لیتے ہیں
اشیائے مصنوعی ہرگز اشیائے قدرتی کی برابری نہیں کرسکتی ہیں یعنے اشیائے قدرتی بالقویٰ و بالخاصیت
مفیدِ جمہورِ انام اور کارآمدِ خاص و عام ہیں اور اشیائے مصنوعی جو رفعِ ضرورت کیواسطے تیار کیجاتی ہیں اونکا
یہہ سبب ہوتا ہے کہ اوسکے ذریعہ سے کوئی مطلب حصول ہو پس یہہ سبب چار قسم ہے اول علتِ داخل بالقوہ
جیسے تخت کی مناسبت لکڑی سے دوم علتِ داخل بالفعل جیسے تخت کی نسبت صورتِ مربع یا مسدس سے سوم
خارج بالقوہ جیسے تخت کی نسبت اوسکے بنانیوالے سے چہارم خارج بالفعل جیسے تخت کی نسبت جلوس سے
اس نسبت کا نام علتِ غائی ہے یہہ علت بظاہر سب علتوں سے آخر ہوتی ہے اور ذہن و عقل میں سب سے مقدم ہے
میری دانست میں یہہ لفظ دراصل علتِ غایتی تہا یعنے وہ علت کہ جو غایت و منتہائے علتہائے اربعہ ہے
یائے نسبت کے الحاق سے تائے فوقانی حذف ہوگئی غرضکہ ایسے ایسے چند غوامض و دقائق حل کرکے
پھر بسرِ مطلب توجہ فرما ہوا اور سلطانِ آسمان آستان کی خدمتِ اعلیٰ درجت میں عرض کی کہ خداوندا آپکے بر طانہ مشتاق ہیں

ہیولیٰ کا بیان

علل اربعہ کا بیان

قول ہے کہ آتش کا کوئی کرہ نہین بلکہ زمین عبارت ہے مجموع عناصر سہ گانہ یعنے آب و ہوا و خاک سے
اور سمجھاے خود آفتاب ایک چشمہ حرارت ہے اوس سے آگ زمین پر فایز ہوتی ہے کیونکہ اشعۂ شمسیہ کو جو
علمِ تحلیل سے دیکھا تو اجزاے ناری پاے گئے اور آتشی آئینہ کو ملاحظہ فرمایئے کہ جسوقت شعاعِ آفتاب کے مقابل
کیا جاتا ہے تو جو چیز اوسکے محاذی ہوتی ہے وہ فوراً جل اوٹھتی ہے اور چونکہ شعاعِ آفتاب اکثر زمین پر
ٹھیرتی ہے اس سبب سے کرۂ ارض مین بھی اجزاے ناری مختلط ہین غرضکہ خاکسار کے نزدیک دونون کی
راے مین اربعہ عناصر کا وجود متحقق ہے فرق اسیقدر ہے کہ متقدمین چار چیزین علحدہ علحدہ قرار دیتے ہین اور چارونکا
ہیولی واحد جانتے ہین اور متاخرین حکماے فرنگ تین عنصرون پر ایک کرہ کا اطلاق کرکے چوتھے عنصر کو
فائز آفتاب کہتے ہین مگر بنظرِ غور سے دیکھا جاے تو نار کا حدوث خواہ اشعۂ شمسیہ سے ہو جیساکہ متاخرین کہتے ہین
یا ہواے شدید الحرارت سے ہو جیساکہ مذہب اشراقین ہے، یا اشتعالِ حرارتِ کہربائیہ غریزیہ سے ہو جیساکہ ہرمس
اور اوسکے تابعین مانتے ہین یا بسرِ خود عنصر مستقل ہو جیساکہ محققین مشائین کا اعتقاد ہے بہرحال اسکے واسطے
ایک وجود ضرور ہے مگر فلاسفۂ متقدمین نے عناصرِ اربعہ کو فقط خالص اور بسیط نہین قرار دیا بلکہ اسبات پر اونکا
اتفاق ہے کہ ان چارونمین اجزاے یکدیگر باہم مخلوط ہین اور فیثاغورس وغیرہ اسبات کے قائل ہین کہ عناصر کا
وجودِ خالص کسی جا نہین لیکن غلبہ کے سبب سے مشہور ہین یعنی جسمین اجزاے ناری غالب ہین وہ نار ہے اور
جسمین اجزاے ہوائی غالب ہین وہ ہوا ہے، اور جسمین اجزاے مائی غالب ہین وہ ماء ہے اور جسمین اجزاے
ترابی غالب ہین وہ تراب ہے، حکماے فرنگستان کے متاخرین نے تحقیق و تدقیق کو اس درجۂ علیٰ پر پہونچایا کہ
پانی مین سے اٹھانوے حصے اکسیجن اور گیارہ حصہ ہیڈروجن اور ہوا مین سے دو حصہ نیٹروجن اور ایک حصہ اکسیجن
نکالا ہے اور ان اجزاے بسیطہ کو اون مرکبات سے علیحدہ علیحدہ جدا کرلیا ہے پس ان عناصر کا مرکب ہونا
حکماے متقدمین نے بھی قرار دیا ہے اور حکماے فرنگ نے اونکے اجزاے بسیطہ کو بزورِ علم کمسٹری جدا جدا کرلیا
فلاسفۂ متقدمین نے چار عناصر بسبیلِ تجسس مقرر کئے ہین اور حکماے متاخرین فرنگ نے جو نسٹھ عناصر قرار
دیتے ہین وہ بھی بموجب تلاش و جستجو کے ہین کمترین ہیچمدان کی دانست مین ممکن ہے، کہ اس سے بھی زیادہ نکل آئین
اسکے حصر کی دلیل عقلی کسیکے پاس موجود نہین ہے، مگر تاہم اربعہ عناصر کا حصر کسیقدر دلیل سے ثابت ہو سکتا ہے

مظہر الاشراق نے کہا کہ بھلا فرمائیے عناصرِ چارگانہ کا ثبوت کس دلیل سے پایۂ ثبوت کو پہونچتا ہے

خرد پرور نے کہا کہ حضرت ذرا غور فرمایئے کہ تمام دنیا مین چار کیفیتین موجود ہین گرمی سردی
خشکی تری اور کوئی عنصر ایسا نہین کہ جسمین ایک ہی کیفیت ہو بلکہ دو دو کیفیتین پائی جاتی ہین اور ظاہر ہے
اجتماع ان چارون کیفیتونکا ایک شے مین محال ہے کیونکہ گرمی و سردی مین اور خشکی و تری مین

باہم ضد ہے اور اجتماع ضدین ممکن نہین تو ضرور ہوا کہ گرمی و خشکی جمع ہو سکے جیسے آگ مین ہے اور گرمی و تری جمع ہو جیسے ہوا مین ہے اور سردی و تری جمع ہو جیسے پانی مین ہے اور سردی و خشکی جمع ہو جیسے مٹی مین ہے اور سردی و گرمی یا خشکی و تری زنہار جمع نہون گی پس حصر عناصر کا چار چیزون مین ثابت ہوا دوسرے یہہ کہ ہر چند فلاسفۂ متقدمین کا تجربہ اسقدر نہ ہوا تہا جیسا کہ حکمائے حال کا تجربہ ہے مگر اون دانشمندون نے اپنے قیاس سے یہہ بات دریافت کی تہی کہ جب ہم بعضے مرکبات کے اجزا تحلیل کرتے ہین تو یہی عناصر اربعہ حاصل ہوتے ہین اور حکمائے فرنگ نے جو تجربہ بلیغ و وسیع کیا تو اوس سے بہی یہی بات ثابت ہوئی کہ سوائے بعضے معدنیات کے کل موالید ثلثہ مین چار چیزین ضرور پائی جاتی ہین ایک کاربن دوسرا ہیڈروجن تیسرا آکسیجن چوتہا نیٹروجن پس اس تجربہ سے بہی چار عناصر کا ثبوت ہوا کاربن ایک جوہر ارضی کا اصل کیمیائی ہے کوئلے مین اور اکثر ہڈیون مین اور سیاہ سے مین پایا جاتا ہے اور ہیرا خاص کاربن تصور کیا گیا ہے ہیڈروجن ایک جوہر نہایت خفیف اور ہلکا ہے آکسیجن ایک ہوا جہان مین بکثرت ہے اور پانی مین آٹھ حصے یہہ ہوا اور ایک حصہ ہیڈروجن ہے اور پانچ حصے ہوائے محیط ایران مین بہی ایک حصہ یہہ ہوا ہے نیٹروجن سے ہوا مرکب ہے یعنے ہوا مین ایک حصہ آکسیجن اور چار حصے نیٹروجن اور سوائے انکے کلورین برومین آیوڈین فلورین سلفر فاسفورس سلیسیم بورن پٹاسیم سوڈیم کیلسیم بیریم اسٹرانشیم میگنیشیم الیومینیم آیرن وغیرہ ساٹھہ عنصر اور بہی ہین غرضکہ جب چوتہے عنصر کا مفصل بیان کر چکا تو پہر شہزادہ خرد پیروز شاہنشاہ بحر و بر کیطرف پہرا اور علم طبیعیات کی سلسلہ جنبانی کی کہ اے آفاق گیر گردون سریر جسطرح بدلائل و براہین چار عناصر اصل آفرینش ہین اسیطرح چار چیزین اصل مرکبات عنصری اول آثار علوی جیسے کہ ابر و رعد اور برق و صاعقہ وغیرہ دوم معدنیات جیسے الماس و یاقوت اور سیم و زر وغیرہ سوم نباتات یعنے درخت و گل اور برگ و بار وغیرہ چہارم حیوانات یعنے انسان و حیوان اور وحوش و طیور وغیرہ اور ظاہر ہے کہ آمیزش عناصر سے مزاج اور ترکیب ہیولی سے جسم پیدا ہوتا ہے اور چارون عنصرونکا ہیولے ایک ہے اور ایک عنصر دوسرے عنصر سے بدلجاتا ہے اسکو استحالہ کہتے ہین اور عالم عنصریات پر سبعہ سیارہ کا اثر ضرور ہوتا رہتا ہے زمین سے کرۂ آب ملا ہوا ہے اسواسطے ان دونون پر برابر تاثیر پڑتی ہے اور دو طرح کے بخارے اوٹہتے ہین ایک خشک جو زمین خشک پر شعاع آفتاب کے باعث اجزائے غبار سوختہ ہوکر ہوا مین اوڑجاتے ہین دوم تر جو زمین نمناک وغیرہ سے بلند ہوکر ہوا مین شامل ہوجاتے ہین یعنے جسطرح پانیکو آگ پر گرم کرنے سے حباب اوٹہتے ہین اسیطرح سمندر اور زمین اور پہاڑ اور جہیل اور ندی اور نباتات اور حیوانون کے اجسام سے آفتاب کی گرمی کے باعث ابخرے نکلتے رہتے ہین اور یہہ بخار بلند ہوکر سردی کے سبب شبنم اور برف اور اولے اور مینہہ وغیرہ بنجاتا ہے یہہ باتین اختلاف موسم سے متعلق ہین اور آفتاب کی شعاعین کچہہ

عناصر اربعہ کا بیان

آثار علوی کا بیان

ایک ہی مقام پر مقیم نہین رہتین بلکہ متحرک ہونیکے باعث مختلف اثر کرتی ہین جبکہ ہوا زمین کے نزدیک سرد ہوتی ہے تو بخار اونچا نہین اوٹھتا اور سردی کے باعث شبنم وغیرہ بنکر گر پڑتا ہے اور جب زمین کے نزدیک ہوا سرد نہین ہوتی تو بخار اوپر چڑھ کر ابر بن جاتا ہے اور ابر زیادہ سردی پاکر برسنا شروع کرتا ہے اور بادلونکا پانی زیادہ سردی پاکر جم جاتا ہے پس اگر قطرے ہونیسے پہلے جمیگا تو برف بنکر روئی کے گالونکیطرح گریگا اور جو قطرے بنجانیکے بعد جمیگا تو اولے بنکر زمین پر رجوع کریگا ابر پندرہ میل سے بلند نہین ہوتا اور اکثر قریب کوس دو کوس کے بلند رہتا ہے اور بادلونمین اسیطرحکی آگ ہوتی ہے جسکو بجلی کہتے ہین جب دو بادل ملتے ہین تو وہ ایک مین سے دوسرے مین چلی جاتی ہے اوسوقت ایک آواز ہوتی ہے جسکو گرجنا کہتے ہین **مظہر الاشراق** نے کہا کہ اے شہزادہ ارجمند آپ فرماتے ہین کہ بجلی ایک قسم کی آگ ہے جب وہ چمکتی ہے تو فوراً بادل گرجتا ہے بھلا یہہ تو فرمایئے کہ آگ پانی مین کسطرح رہتی ہے اور ہمنے بارہا دیکھا ہے کہ بجلی چمکنے سے بہت دیر کے بعد آواز آتی ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ آواز نہین آتی اور خالی بجلی چمکتی ہے اور کبھی بجلی نہین چمکتی اور خالی بادل گرجتے ہین اسکا باعث کیا ہے شہزادہ **خرد پرور** نے جواب دیا کہ دنیا کی سب چیزون مین کم یا زیادہ گرمی موجود ہے اور جب اسطرحکی دو چیزین جمع ہوتی ہین کہ ایک مین کم گرمی ہو اور دوسری مین زیادہ تو زیادہ گرم چیز سے اسقدر گرمی نکلکر دوسری چیز مین چلی جاتی ہے کہ وہ دونون برابر گرم ہوجاتی ہین اور سردی حقیقت مین کوئی چیز نہین ہے بلکہ جس چیز مین گرمی کم ہوتی ہے اوسے سرد کہتے ہین چنانچہ ظاہرا برف سب سے زیادہ سرد مانا گیا ہے مگر جب آزمایش کی ہے تو اوسمین سے بھی آگ کی چنگاریان نکلی ہین اور جسم انسان مین جسقدر گرمی ہے اگر اسکی بہ نسبت کسی چیز مین کم گرمی ہوگی تو بظاہر محسوس نہین ہوسکتی مگر اس پوشیدہ گرمی کے ظاہر کرنیکی چند تدبیرین ہین چنانچہ دو چیزونکو باہم رگڑنیسے اون کی گرمی ظہور مین آتی ہے جیسے بانس پر بانس رگڑ کھاتا ہے تو اوسکی گرمی آگ بنکر نکلتی ہے جس سے اکثر اوقات نیستان جلکر یک لخت خاکِ سیاہ ہوجاتا ہے یا ایک چیز کو دوسری چیز پر ضرب دینے سے آگ نکلتی ہے جیسے چقماق اور پتھر وغیرہ مین یا ایک چیز کو دوسری چیز مین ملانیسے آگ پیدا ہوتی ہے جیسے معدنیات مین تیزاب وغیرہ کے داخل ہونیسے اور جسوقت گرمی کے باعث پانی کے اجزا منتشر ہوتے ہین تو وہ پانی بخار بنکر اسقدر پھیلتا ہے کہ سیر بھر پانیکی بھاپ اتنی گھیر مین سماتی ہے جتنے گھیر مین ہزار سیر پانی سماتا ہے اور آپ جو فرماتے ہین کہ روشنی پہلے نظر آتی ہے اور آواز پیچھے سنائی دیتی ہے اسکا یہہ سبب ہے کہ قوتِ سامعہ کی بہ نسبت قوتِ باصرہ نہایت تیز ہے چنانچہ آواز کی رفتار بھی روشنی کی رفتار سے کمال درجہ سست و ضعیف ہے روشنی کی حائل کوئی چیز نہین ہوسکتی اور جو چیز نظر کو نہین روکتی جیسے شیشہ اور بلور اور ابرک وغیرہ اوس سے روشنی بھی نہین رک سکتی اور آواز کے لیے ہوا سدِّ راہ ہوتی ہے

بجلی اور بادل گرجنا

گرمی کا ظاہر ہونا

آواز و روشنی کی رفتار

معدنیات کا بیان

آواز کی چال کا بعینہ یہی حال ہے کہ جسطرح تالاب یا دریا مین کوئی پتھر پھینکے تو اوس کے سبب سے لہرین پیدا ہوتی ہین اسیطرح آواز کا صدمہ جب ہوا کو حرکت دیتا ہے تو وہ ہوا سے موج در موج کانون کے پردے پر اپنا اثر پہونچاتی ہے اگر ہوا نہو تو آواز بالکل نہ سنائی دے صرف ہوا کے وسیلے سے آواز کانون تک رسائی پیدا کرتی ہے زمین سے تیس کوس کی بلندی پر ہوا مطلق نہین ہے حکمانے تحقیقاتِ کامل سے دریافت کیا ہے کہ روشنی ایک سکنڈ مین ایک لاکھ بانوے ہزار میل کی مسافت قطع کرتی ہے اور آواز ایک سکنڈ مین ایک میل راہ چلتی ہے اور ہوا سے تیز کی رفتار ایک گھنٹے مین بتیس میل ہے اور آندھی ایک گھنٹے مین سو میل کا فاصلہ طے کرتی ہے اور حجابِ ابر جسطرح پرتو آفتاب و نور ماہتاب کا حائل ہوتا ہے اسیطرح اگر لمعہ برق بھی بطرفِ بالا جلوہ افروز ہوتا ہے تو چادرِ ابر اہلِ نظر کا پردہ بنجاتی ہے اور صرف آوازِ رعد اشنات سے پردہ گوش ہوا کرتی ہے اور یا ابر اسقدر فاصلہ پر بلند ہو جاتا ہے کہ فقط بجلی کی چمک دکھائی دیتی ہے اور گرجنے کی آواز مسموع نہین ہوتی غرضکہ اسیطرح بہت سی دلیلین پیش کرکے پھر عقلِ مجسم کیجانب روئے سخن کیا اور عرض کرنے لگا کہ اس قسم کی چیزین زیادہ عرصہ تک پایدار نہین رہتین چنانچہ یہہ امر بہی بخوبی ظاہر و آشکار ہے اور مو الید ثلثہ جو عناصر سے پیدا ہوتے ہین مدت تک باقی رہتے ہین انمین سے ہر ایک کے انواع و اقسام بے نہایت ہین مثلاً معدنیات کو ملاحظہ فرمائیے کہ انکی ترکیب عنصری درجہ اعتدال سے بعید ہے اسواسطے اونکو نفسِ مدبرہ قبول کرنیکی احتیاج نہین معدنیات کے پیدا ہونیکا یہہ باعث ہے کہ بخارِ تر یا دخانِ خشک زمین مین بند ہوکر مختلف مقدار و ترکیب کے ساتھہ باہم اختلاط پیدا کرتے ہین اشیائے معدنی کی ترکیب دو قسم ہے یا قوی یا ضعیف قسمِ اول جو قوی الترکیب ہے وہ بھی دو قسم پر منقسم ہے یا ہتوڑے کی ضرب قبول کریگا جیسے سونا چاندی لوہا تانبا وغیرہ اور یا ہتوڑے کی ضرب قبول نکریگا اسکی بھی دو صورتین ہین یا نہایت نرمی سے جیسے پارہ یا نہایت سختی سے جیسے یاقوت اور قسمِ دوم جو ضعیف الترکیب ہے یہہ بھی دو قسم ہے ایک وہ کہ رطوبت مین حل ہوجاتا ہے جیسے پھٹکری اور نوشادر وغیرہ دوم وہ کہ تری مین حل نہو جیسے گندہک اور ہرتال وغیرہ اور تمام فلزات یعنے وہ جوہر کانی کہ جو حرارتِ آتش سے پگہل جاتے ہین اونکا اصل الاصول پارہ اور گندہک ہے اور پارہ کی یہہ اصل ہے کہ بخاراتِ آبی سے بخاراتِ دخانی لطیف مختلط ہوتے ہین اور حرارتِ آفتاب کی تاثیر سے حالتِ احتباس مین نضج پاکر سیماب تیار ہوجاتا ہے سیماب مین بخاراتِ دخانی پر بخاراتِ آبی غالب ہین اور اصلِ کبریت بھی بخار و دخانِ لطیف ہے مگر وہ بخارات دخانی ہین جسمین چکنائی غالب ہے اگر اجزاء آبی کے اجزا غالب ہوتے ہین تو بلور اور سیماب اور جواہرات وغیرہ اور اسی قسم کی شفاف و آبدار چیزین حاصل ہوتی ہین اور جو اجزاء دخانی غالب ہوتے ہین تو نمکین اور شور چیزین اور گندہک وغیرہ برآمد ہوتی ہے غرضکہ چاندی اور سونا اور تانبا اور لوہا اور سیسہ

اور رانگ اور جست وغیرہ کی اصل بھی یہی پارہ اور گندھک ہے مظہر الاشراق نے کہا اگر ان سبکی
اصل یہی ہے تو اقسامِ فروعات میں کسلیئے اختلاف واقع ہوا خرد پرور نے کہا کہ اس امر میں ترکیب
قدرتی کو دخلِ کامل ہے یعنے اگر سیماب وکبریت کا جوہر متساوی المقدار ہے اور نضج کامل بھی پایا ہے تو طلائے
خالص وجود میں آئیگا نضج اگرچہ لغت میں میوہ کی پختگی کو اور زخم اور مادہ اور خلط اور ہر چیز کے پکجانیکو کہتے ہیں
مگر اطبا کی اصطلاح میں جو چیز خروج پانیکے لائق ہو اور اسکی بھی دو صورتیں ہیں یا رقیق شئے غلیظ ہو یا غلیظ
چیز رقیق ہو اور میری دانست میں نضج کے اصلی معنی یہہ ہیں کہ کسی چیز کا بغیر آتش کے پکجانا خواہ ادویات کی
تاثیر سے ہو خواہ آفتاب کی حرارت سے خواہ کسی اور ترکیب سے اب سنئے کہ اگر جوہر سیماب غالب ہے تو نقرہ پیدا ہوگا
اور ہر چند رانگ کا مادہ بھی چاندی سے مشابہ ہے مگر جوہر سیماب وکبریت کے امتزاج کے بعد بار دگر نضج کامل
نہیں پایا اور ہوا اوسکے اجزا میں بند ہو گئی اسلیئے چاندی کے درجہ پر نہ پہونچی اور سیسہ بھی مادہ میں رانگ سے
مشابہ ہے مگر یہی فرق ہے کہ جوہر سیماب وکبریت میں ہنوز کدورت باقی تھی کہ باہم امتزاج حاصل کیا ہے
اور لوہے کے مادہ میں سیماب وکبریت کا جوہر مساوی لیکن بے تنقیہ کلی کے امتزاج قبول کیا جسمیں
سیماب کے جوہر پر کبریت کا جوہر غالب ہے غرضکہ اسیطرح تمام معدنیات کی آفرینش کا احوال مفصل بیان کرکے پھر
شاہنشاہِ عالیوقار کیجانب متوجہ ہوکر گذارش کی کہ جواہرات کا بھی مادہ یہی ہے یعنے لعل و یاقوت اور مروارید الماس
اور زبرجد و فیروزہ اور عقیق و بلور وغیرہ اسی سے بنتے ہیں صفائی و درخشانی اور طراوت و لطافت اور رنگ
و وزن کے اختلاف میں اوسیقدر تفاوت ظہور پاتا ہے کہ جسقدر بخارات و دخانات کے امتزاج اور اونکی
کیفیت و کمیت میں مقدار نضج کا اختلاف واقع ہوا ہے اور خلقتِ نباتات کی یہہ کیفیت ہے کہ صانعِ قدرت نے
اوسکو ایک جسمِ بالیدہ بنایا ہے اگرچہ حس و حرکتِ ارادی کی قوت اوسمیں نہیں ہے مگر چونکہ ترکیب معدنیات سے
اسکی ترکیب اعتدال بہت قریب ہے اسلیئے نباتات کو ایسے نفسِ مدبرہ کی احتیاج پڑی کہ جو اوسکا مدبرِ ذاتی ہو
جسکو نفسِ نباتی کہتے ہیں نفسِ نباتی کے واسطے تین قوتیں لازم ہیں اول قوتِ غاذیہ دوم قوتِ نامیہ سوم
قوتِ مولدہ پس کوئی نفسِ ارضی قوتِ غاذیہ سے خالی نہیں یہہ ایک ایسی قوت ہے کہ اجزائے عناصر کو خارج سے
جسمِ نباتی کیطرف کھینچکر جسم کے بدن سے مشابہ کرتی ہے کہ بدلِ ما یتحلل ہو مظہر الاشراق نے کہا کہ بدل ما یتحلل کی
بھی تشریح بیان فرمایئے خرد پرور نے ارشاد کیا کہ حرارتِ غریزی اور حرارتِ غریبی کے سبب سے جسقدر
جسم کم ہوتا ہے دوسرا جسم اوسکا قائم مقام اور بدل بنتا ہے جو جسم کم ہوتا ہے وہ رطوبتیں ہیں کہ ان دونوں
حرارتوں سے تحلیل پاتی ہیں اوسکے عوض میں قوتِ غاذیہ کے وسیلے سے دوسری رطوبتیں شامل ہوکر
جسم نباتی میں جسقدر میں بدلِ ما یتحلل نہیں پہونچتا البتہ جسم کا مزاج بہت جلد فاسد ہوجاتا ہے اور ترکیب جسمی

نباتات کا بیان

قوتِ نفسِ نباتی

فنا اختیار کرتی ہے اسواسطے حکمت اس امر کی مقتضی ہوئی کہ قوتِ غاذیہ وجود پاے تاکہ بقدرِ امکان
جسمِ نباتی کے لیئے بدلِ مایتحلل مہیا کرے حرارتِ غریزی حرارتِ طبعی سے مراد ہے اور حرارتِ غریبی
حرارتِ خارجی سے عبارت ہے جیسے کہ حرارتِ آفتاب جسموں پر تاثیر کرتی ہے پھر سلطانِ فلک نشان سے
مخاطب ہوکر عرض کرنے لگا کہ قوتِ دوم یعنے قوتِ نامیہ وہ قوت ہے کہ قوتِ غاذیہ کے مادہ کو جمع کرکے
اجسام کے عرض وطول وعمق مین بتدریج بڑہاتی ہے سوم قوتِ مولدہ اور وہ جسمِ نباتی مین اس قسم کی ایک
قوت ہے کہ اپنی طرحکی چیز پیدا کرتی چلی جاتی ہے قوتِ غاذیہ کے چار خادم ہین جو اوسکی خدمت کو انجام دیتے
رہتے ہین ایک قوتِ جاذبہ جو غذا کو جذب کرکے جسم کے اجزا مین کہینچتی ہے دوم قوتِ ماسکہ جو جذب کی ہوئی
غذا ایک مدت تک نگاہ رکہتی ہے سوم قوتِ ہاضمہ جو غذا کو ایک صورت سے دوسری صورت مین متغیر کرتی ہے
یہہ صورتِ متغیرہ اوس جسم کی صورت سے مشابہ ہوتی ہے چہارم قوتِ دافعہ جو کہ جسم سے غذا کے فضلہ کو دفع
کرتی ہے ان چارون قوتون کے چار خادم ہین یعنے کیفیاتِ چہارگانہ کہ حرارت اور برودت اور رطوبت اور
یبوست سے عبارت ہے تو چونکہ قوتِ غاذیہ کے آٹہہ خادم ہوے جسوقت حکمتِ الٰہی کو یہہ بات منظور ہوتی ہے
کہ جسم کو فنا کرے تو پہلے قوتِ نامیہ بیکار ہوتی ہے پھر قوتِ مولدہ اوسکے بعد قوتِ غاذیہ بتدریج
ضعیف ہوتی ہے یہانتک کہ آخرکار جسم فنا ہوجاتا ہے نباتات کی فنا یہہ ہے کہ خشک ہوجاتے اور حیوانات کی
فنا یہہ ہے کہ حس وحرکت جسم سے دور ہو اب خلقتِ حیوانات کا حال بہی استماع فرماتے کہ ہر حیوان صفتِ
حیوانی سے مستفیض ہے اور قوتِ حیوانی اوسے متعلق اسکے سبب سے حرکتِ ارادی اور جزئیاتِ جسمانی کا ادراک
حاصل ہے اور اسکی دو قسمین ہین نوعِ اول کو قوتِ مدرکہ کہتے ہین اسکی بہی دو صورتین ہین مدرکۂ ظاہری اور
مدرکۂ باطنی اہلین مدرکۂ ظاہری پانچ ہین اول سامعہ جو آواز کو ادراک کرتی ہے دوم باصرہ جو نظر آنے والی چیزون کو
ادراک کرتی ہے سوم شامہ جو خوشبو اور بدبو کو ادراک کرتی ہے چہارم ذائقہ جو طعام کی کیفیتون کو ادراک
کرتی ہے پنجم لامسہ جو اشیاء محسوسہ کو دریافت کرلیتی ہے اور مدرکۂ باطنی بہی پانچ ہین اول حسِ مشترک
کہ صورِ محسوساتِ ظاہری وہان پہونچتے ہین دوم خیال یہہ حسِ مشترک کا خزانہ ہے اسلیئے کہ صورِ محسوسات کا
نگہبان ہے اور موقع پر حاضر کردیتا ہے سوم وہم کہ جزئیہ محسوسات کے معانی کا مدرک ہے چہارم حافظہ یہہ وہم کا
خزانہ ہے پنجم متخیلہ یہہ صورِ محسوسات کو معانی جزئیہ سے ترکیب دیکر مرتب کرتا ہے اسکو متصرفہ بہی کہتے ہین
اور نوعِ دوم قواے نفسانیہ کی قوتِ محرکہ ہے اسکی بہی دو شکلین ہین اول باعثِ حرکت اسکا نام شوقیہ ہے
قواے نفسانی اور قواے غضبی اسکے خادم ہین دوم فاعلِ حرکت کہ جسکے سبب سے اعضا وغیرہ ہلتے اور پاتے ہین
حضرت آفریدگار نے انسان کو سب حیوانات سے زیادہ شرافت عنایت فرمائی ہے اور تمام مخلوقات سے بزرگی

حیوانات کا بیان

قواے مدرکہ ظاہری

قواے مدرکہ باطنی

قواے محرکۂ نفسانی

بزرگی بخشی ہے مظہر الاشراق نے کہا کہ بنی آدم کس نظر سے اشرفِ مخلوقات قرار پایا اور حیوان و انسان مین
کیا فرق ہے خرد پرور نے جواب دیا کہ نفسِ ناطقہ کے وسیلے سے انسان کلیات کو ادراک کرتا ہے اور
عقل کے ذریعہ سے تصورات و تصدیقات کو معلوم کرلیتا ہے اس باعث تمام حیوانات پر شرف و امتیاز رکہتا ہے
مظہر الاشراق نے پوچہا کہ نفسِ ناطقہ کسکا نام ہے خرد پرور نے کہا کہ حکما کے نزدیک نفسِ ناطقہ ایک جوہر
مجرد ہے جسم و جسمانی ہرگز نہین اور افلاطون کی دانست مین قدیم ہے مگر ارسطاطالیس کی راے مین حادث
اور بدن کے ہمراہ اسکا بہی حدوث ہوتا ہے لیکن مین جانتا ہون کہ خاص جسمِ انسانی حالتِ حیات مین نفسِ ناطقہ کا
مظہر ہے جب تقریر اس مقام تک پہونچی سلطان عقلِ مجسم نے فرمایا کہ اے جانِ پدر تم تو بالکل آبائی علوی کے
ہو رہے اہلِ محفل چاہتے ہین کہ اجرامِ فلکی کا بہی کچہہ حال سنکر محظوظ ہون شہزادہ والا منزلت نے کہا کہ حضور
یہہ بحث علمِ ہیئت سے تعلق رکہتی ہے علمِ ہیئت ایک بہت عمدہ علم ہے جسکے وسیلے سے کرۂ ارض کا احوال
اور ملکونکا طول و عرض اور نور و ظلمت کی کیفیت یعنے شب و روز کا اختلاف اور موسم کا تغیر و تبدل اور کسوف
و خسوف کا حال اور سبعہ سیارہ کی حقیقت اور فلکی اجرام کی شکلین دریافت ہوسکتی ہین پیشتر شہرِ بابل مین اس
علم کی ابتدا ہوئی وہان آسمان ہمیشہ صاف رہتا تہا اسلیے وہانکے باشندے راتونکو زمین پر آرام سے
رہتے اور اپنے گلونکی نگہبانی کرتے اور اکثر آسمان کیطرف دیکہتے دیکہتے کیا دیکہا کہ شام سے صبح تک بعضے
ستارے مشرق سے مغرب کیطرف چلے جاتے ہین اور بعضے جو مغرب کیطرف نظر آتے ہین وہ روز بروز
مشرق کیطرف ہٹتے جاتے ہین اور بعضے ایک ہی جگہ ہمیشہ قائم رہتے ہین مگر وہ لوگ صرف اپنی نگاہ سے
کام لیا کرتے تہے اونکے پاس کسیطرح کی دوربین یا خوردبین موجود نہ تہی غرضکہ اجرامِ علوی کی گردش سے
وہان کے باشندے نہایت متعجب ہوئے اور یہانتک نوبت پہونچی کہ چاند سورج وغیرہ کی پرستش کرنے لگے
پہر جب غیر قوم والونے بابل کو فتح کیا تو اون لوگونکی زبانی یہہ حال اونکو بہی معلوم ہوا اور اونہون نے
اپنی عقلونکے زور سے اسمین کچہہ ترقی حاصل کرکے اس خیال کو تہوڑا سا رواج دینا چاہا چنانچہ مصر و ہندوستان
اور چین وغیرہ تک اسکا چرچا ہوا اور ان ملکونکے باشندونے اس علم کو شریف سمجہہ کر شاملِ مذہب کرلیا
مگر عرب اور یونان والے اس علم کی کہنیات کو علمی طور پر سکہلانے لگے خصوصاً سرزمینِ یونان مین علمِ ہیئت نے
بہت کچہہ ترقی پائی اگرچہ اہلِ اسلام نے پیشتر اس علم کی قدر کم کردی اور مخلوق کی گمراہی کا باعث جانا مگر جبکہ
سنہ ۷۶۲ء سات سو باسٹہ عیسوی مین شہرِ بغداد کی تعمیر ہوئی ہے مشرقی مسلمانون نے اس علم کو از سرِ نو آغاز کیا
اور خلیفہ منصور بانی بغداد اور خلیفہ مامون بن ہارون رشید اور الغ بیگ نبیرۂ شاہ تیمور اور اکبر شاہ نے عمدے
اس علم کے عمدہ عمدہ مسئلے اور اچہے اچہے مقولے جمع کیے پہر سنہ ۱۴۰۰ء چودہ سو عیسوی سے ایشیا مین علم کا

علمِ ہیئت کا بیان

تنزل شروع ہوا چنانچہ صرف نجومی اور جوتشی باقی رہ گئے اسکے بعد یورپ مین ترقی ہونے لگی اور کوپرنکس صاحب نے
بڑی جانفشانی سے سولہوین صدی کے شروع مین یہہ امر دریافت کیا کہ علمِ ہیئات کے قدیم تحقیقات و نظام مین
بہت سی غلطیان ہین کیونکہ اسمین صریح یہہ بیان ہے کہ تمام آسمان زمین کے گرد گردش کرتے ہین زمین ساکن ہے
مگر کوپرنکس صاحب نے بہت صاف طور سے بیان کیا کہ زمین اپنے محور پر روزانہ اور سورج کے گرد سالانہ گردش
کرتی ہے پہر کوپرنکس کے بعد ایک شخص کہ جسکا نام ٹیکو براہی تہا اس علم مین مشہور ہوا اوسنے کوپرنکس کا طریقہ
متروک کر دیا اور اپنا نو ایجاد طور ترتیب دینے لگا کہ آفتاب زمین کے گرد گردش کرتا ہے اور سب سیارے
اوسکے گرد پہرتے ہین پہر وہ وقت آیا کہ اس علم کے تمام شکوک رفع ہو گئے اور صحیح انتظام ہیئت کیواسطے
مقرر ہوا یعنے گیلیلیو صاحب ملکِ اطالیہ مین پیدا ہوئے اور علمِ ہیئات مین نہایت درجہ کی مشق بہم پہنچائی
اوسی زمانہ مین جنس صاحب ساکن ہالینڈ نے بعضے بعضے شیشے کی عینکین اسطرح پر ترتیب دین جسکے باعث
دور کی چیزین نزدیک نظر آنے لگین یہہ خبرِ فرحت اثر جب گیلیلیو صاحب کو معلوم ہوئی کہ ہالینڈ مین اسطرح کی
تاثیر دریافت ہوئی تو بہت کچہہ تجربون کے بعد ایک دوربین تیار کرکے اوسکے وسیلے سے کوپرنکس صاحب کا
انتظام بہت درست پایا حکیم گیلیلیو کا اصل حال یہہ ہے کہ یہہ فیلسوف سنہ ۱۵۶۴ع مین خلوتگاہِ آفرینش سے
انجمنِ وجود مین آیا عہدِ طفلی سے انوارِ علم و حکمت اوسکی پیشانی سے ظاہر تہا اوسنے سنہ ۱۶۰۹ع مین دوربین
اور سنہ ۱۶۱۲ع مین خوردبین نہایت خوبی و لطافت سے ترتیب دیکر اقمارِ مشتری کو سنہ ۱۶۱۴ع مین دیکہا
اور معلوم کیا کہ زمین آفتاب کے گرد گردش کرتی ہے پہر اس تمام تحقیقات اور اقمارِ مشتری اور گردشِ زمین وغیرہ کو تحریر
کرکے چہاپ دیا جسوقت علماے مذہبِ نصارے اس احوال سے مطلع ہوئے تو اس تحقیقات کو خصوصاً زمین کی
حرکت کو مسائلِ مذہب سے برخلاف جانکر مجرم سخت قرار دیا اور دائم الحبس کیا مگر کسی شہزادہ رحم دل کی شفاعت سے
ایک برس کے بعد رہائی پائی اس حکیم کی عمر اٹہتر برس کی ہوئی سنہ ۱۶۴۲ع مین دارِ ناپائدار سے کوچ کیا پہر اسحٰق
نیوٹن صاحب ساکن انگلنڈ نے کششِ مرکزی کو بہت صاف بیان ہے وجہ ثبوت پر پہونچایا جسکے باعث علمِ ہیئت کو
بڑی رونق ہوئی اور اوسوقت سے یورپ مین آجتک اس علم شریف کی ترقی ہوتی چلی جاتی ہے حکیم مظہر الاشراق نے
کہا کہ اے چشم و چراغ دولت و اقبال واے نیر فروزندہ فلکِ بختِ لازوال حکماے فرنگستان کی عقلِ سلیم
اور ذہنِ مستقیم نے ہیئت کے لئے جو انتظامِ صحیح مقرر کیا ہے اوسکی کیا صورت قرار دیگئی شہزادہ خسرو پرور بلند اختر نے
زبانِ فصاحت بیان سے ارشاد کیا کہ آسمان کا وہ انتظام جسمین آفتابِ عالمتاب مرکز ہے اور سب سیارے اسکے
گرد گردش کرتے ہین نظامِ شمسی کہلاتا ہے یہہ نیازمند حضرت کے روبرو تقریر کے پیرایہ وہ تصویر سی کھینچتا ہے
جسکے وسیلے سے چشمِ ظاہر بین پر تمام و کمال حقیقتِ حال بخوبی واضح و آشکار ہوجائے ان باتونکو سمجھنے کیواسطے

یہہ ترکیب کیجئے کہ اول کسی مقام پر دو فٹ کا ایک گولہ رکھکر آفتاب قرار دیجئے اور اوس سے بیاسی فٹ کے
فاصلے پر ایک خردل یعنے رائی کا دانہ رکھکر عطارد سمجھئے پہر آفتاب مفروضہ سے ایکسو بیالیس فٹ کے فاصلے پر مثال نظام شمسی
ایک چہوٹی مٹر رکھکر زہرہ مانیئے بعد اوسکے دو سو پندرہ فٹ پر ایک بڑی مٹر رکھکر زمین تصور کیجئے پھر
تین سو ستائیس فٹ پر ایک انگری کا دانہ رکھکر مریخ جانئے اسکے بعد چار دانے خشخاش کے رکھو انہیں چار سیارے
یعنے وسٹا جونو سیرس پالس شمار کیجئے پہر اوسی آفتاب سے کوس کے آٹھوین حصے پر ایک نارنگی رکھکر اوسے
مشتری معلوم کیجئے بعد ازان ربع کوس کے قریب ایک چہوٹی نارنگی رکھکر اسکو زحل قرار دیجئے پہر آدہ کوس کے قریب
ایک بیر رکھئے اور اوسکو جارجیم سائیڈس ملاحظہ فرمائیے غرضکہ اس تقریر دلپذیر کے بعد عقلِ مجسم کیفیت سیارگان
اظہار کرنے لگا کہ پہلے اس علم کے واقف و کامل محقق یہہ خیال کرتے تھے کہ آفتاب کا تمام جسم روشن ہے مگر
سنہ ۱۸۷۳ع میں ڈاکٹر سکندر ولسن ساکن اسکاٹ لنڈ نے اپنی دوربین سے دیکھا تو آفتاب کے جرم پر ایک سیاہ داغ داغ آفتاب
نظر آیا جو اوسکو امتحان کیا تو دریافت ہوا کہ آفتاب کے جسم نورانی میں ایک اور سیاہ جرم ہے آفتاب زمین سے نو کروڑ پچاس
لاکھہ میل انگریزی یعنے چار کروڑ پچہتر لاکھہ کوس دور ہے آفتاب کا قطر زمین کے قطر سے تیرہ لاکھہ اسی ہزار گونہ بڑا ہے
اور وزن بھی اوسکا تین لاکھہ پچپن ہزار زمین کے وزن سے زیادہ ہے لیکن یہہ بات لحاظ کے قابل ہے کہ سیاروں کا
قطر پیمایش سے اور وزن کشش سے معلوم ہوتا ہے عطارد آفتاب سے بہت قریب ہے اس سبب سے اوسکا حال کم
دریافت ہوا مگر دن اسکا زمین کے دنوں کی نسبت چوبیس گہنٹے چہہ منٹ کا اور برس دو مہینے اٹھائیس دن کا اور قطر عطارد
زمین کے قطر سے پچیسواں حصہ اور وزن بیس میں سے تین کے برابر ہے زہرہ کا دن تیئیس گہنٹے اکیس منٹ اور برس زمین کے
دنوں سے سات مہینے پندرہ دن اور قطر پانچ میں سے چار اور وزن دس میں سے نو ہے زہرہ کی ہوا زمین کی ہوا سے زہرہ
بہت گاڑہی ہے اور دوربین سے اوسکی ہوائیں بادل نظر آتا ہے زہرہ میں بہت پانی اور پہاڑ ہیں اون پہاڑوں کی
بلندی زمین کے پہاڑوں سے زیادہ ہے اور اوسکا سطحہ ناہموار زمین تیسرے درجہ میں ہے اور ہمارے رہنے کی جگہہ
اور آفتاب کے گرد تین سو پینسٹھہ دن چہہ گہنٹے میں گردش کرتی ہے اس مدت کو برس کہتے ہیں قطر زمین کا زمین
آٹھہ ہزار میل کے قریب ہے اور محیط چوبیس ہزار میل اور آفتاب کے گرد ایک گہنٹے میں اٹھاون ہزار میل گہومتی ہے
مریخ کی ہوا اور رات دن زمین کی ہوا اور رات دن سے کچھہ موافق ہے اسپر بھی سمندر اور جزیرے زمین ہی
کیطرح واقع ہیں اور اسکے دونوں محوروں پر دو روشن نقطے ہیں لیکن یہہ معلوم ہوا کہ یہہ روشنی مریخ
برف سے نکلتی ہے وسٹا اور جونو اور سیرس اور پالس یہہ چاروں عجیب و غریب سیارے
ہیں اور انکی نسبت ایسا گمان ہوتا ہے کہ سابق میں یہہ چاروں ایک تھے اب شاید کسی صدمہ سے ٹوٹکر چار سیارے
جدا ہوگئے اور چاروں اپنی اپنی راہ میں گردش کرتے ہیں مگر کبھی کبھی ایک دوسرے کی راہ پر بھی آجاتے ہیں

مشتری

لیکن ہر ایک اپنی اپنی ہوا جداگانہ رکھتا ہے انمین جو بڑا ہے وہ چاند سے کچھہ کم ہے اور جو چھوٹا ہے اوسکا کل سطح صوبہ اودہ سے بڑا نہین ہے مشتری کے برابر زہرہ کے سوا اور کوئی ستارہ نہین چمکتا اور یہہ دوربین سے بہت خوبصورت نظر آتا ہے چار چاند اسکے گرد گردش کرتے ہین اسکے موسم مین کچھہ فرق نہین ہوتا اسکا محور ہمیشہ اپنی راہ پر سیدھا رہتا ہے قطر اسکا زمین کے قطر سے دس گونہ بڑا ہے گو وزن مین زمین سے

زحل

ہلکا ہے بعض اوقات اسکی ہوا مین نطاق یعنے کمربند کیطرح بادل نظر آتے ہین زحل کے سوا کوئی ایسا عجیب ستارہ آفتاب کے گرد نہین گردش کرتا اسکی سطح زمین سے برابر نہین قطر اسکا دس گونہ اور کل جسم اسکا زمین سے ہزار گونہ بڑا ہے اسکے گرد سات چاند گردش کرتے ہین انمین سے ایک چاند مریخ کے برابر ہے اور زحل پر ایک منور حلقہ ہے اور وہ اوسکے ہر طرف گردش کرتا ہے کبھی افق پر اور کبھی سمت الراس پر گھومتا ہے اس حلقہ کے دو حصے ہین جو باہر ہے وہ پانچہزار کوس عرض ہے اور جو اندر ہے وہ آٹھہ ہزار ایکسو کوس اور انکے درمیان وسعت

ہرشل

نوسو کوس کی ہے زحل اول حلقہ کے درمیان نو ہزار پانسو کوس کے فاصلہ پر ہے اور زحل کا وہ سطح جو حلقے کے نیچے ہے اوسکے سایہ سے اٹھارہ برس تاریک ہے یورینس یا ہرشل یا جارجیم سائیڈس زمین سے پچاس کروڑ کوس کے فاصلہ پر ہے اسلئے اسکا حال بہت کم دریافت ہوتا ہے اسکی حرکت ایک گھنٹے مین سات ہزار میل ہے اس حساب سے اوسکی گردش ستاسی برس مین تمام ہوتی ہے لیوریار ایک سیارہ ہرشل سے دور ہے سوائے اوسکے

ثوابت کا بیان

جرم کے اور کچھہ دریافت نہین ہوتا ثوابت وہ ستارے ہین جو نظام شمسی سے باہر ہین اور ہمیشہ باہم ایک ہی مقام پر بےحرکت نظر آتے ہین اور اپنی روشنی سے چمکتے ہین اسلئے معلوم ہوتا ہے کہ شاید یہہ سب بجائے خود آفتاب ہین اور انکے گرد بھی سیارے گھومتے ہین ثوابت درحقیقت بیشمار ہین مظہر الاشراق نے کہا کہ حضور

کہکشان کی تحقیق

اجرام فلکی کا آپنے بیان فرمایا اسکے سوا کچھہ اور بھی ہین یا نہین خرد پرور نے ارشاد کیا کہ اونکا احوال بھی سن لیجے جبکہ آسمان خوب صاف رہتا ہے تو راتون کو جابجا ابر کی سفیدی بہت نظر آتی ہے اوسکا نام کہکشان ہے متقدمین خیال کرتے تھے کہ یہہ سب بیشمار ثوابت ہین لیکن اب دوربین کے ذریعے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض انمین ثوابت ہین اور بعض ہالے ان ہالونکی شکل مین اختلاف ہے کیونکہ بعضے دور تک دراز ہین اور بعضے مدور اور اونکا مرکز ہالے سے زیادہ روشن ہے مگر ولیم ہرشل صاحب سے پہلے کسی اہل ہیئت نے اس

شہاب ثاقب

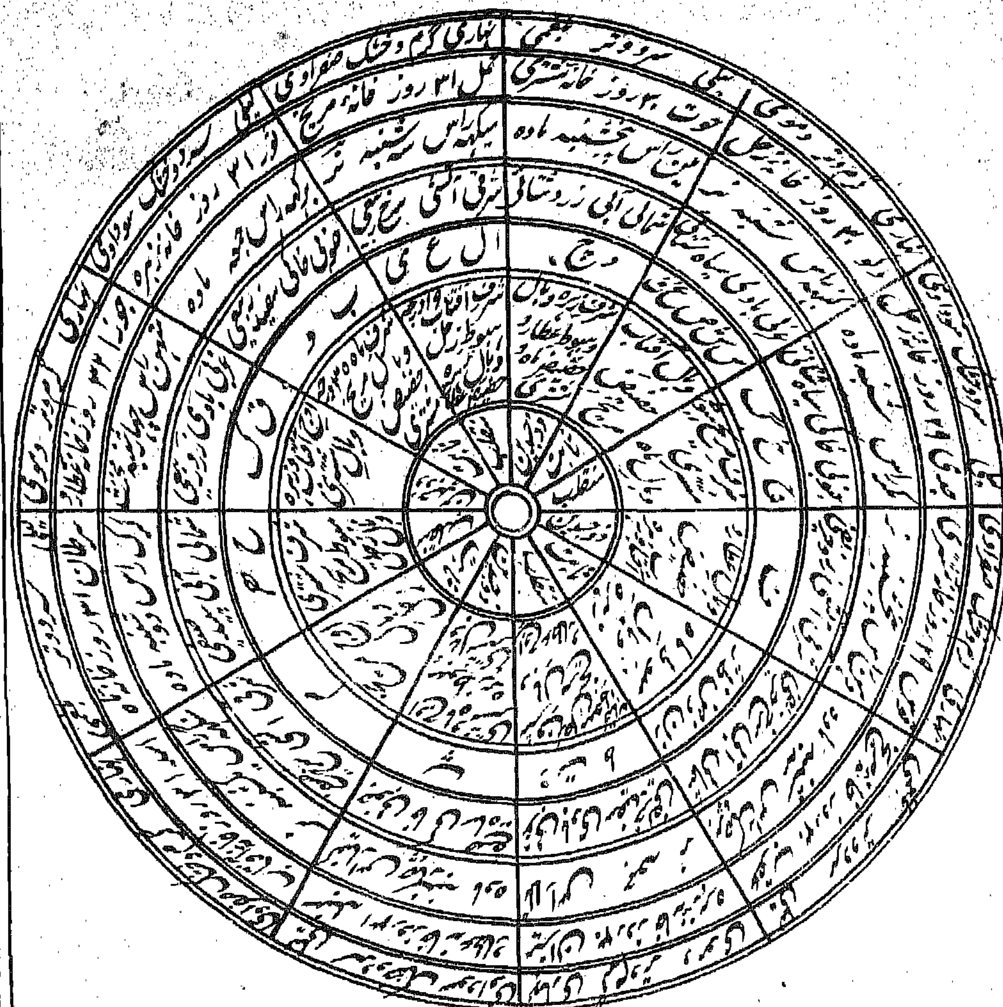
عجیب صورت کا امتحان بخوبی نہین کیا تھا اور ولیم ہرشل نے ایک بڑی دوربین بنا کر دیکھا کہ انمین بعضے اجرام روشن ہین اور بعضے ثوابت پھر یہہ نتیجہ نکالا کہ کہکشان نیا جرم ہے جو ابھی تک تیار نہین ہو چکا ہے شہاب چند شکلون مین نظر آتے ہین کبھی کبھی ستارونکی صورت چنگاریان نکلتی ہوئین اور بعض اوقات اجرام منور جو ساعت بساعت ظاہر ہوتے ہین انکو شہاب ثاقب کہتے ہین اور جب ٹوٹکر زمین پر گرتے ہین تو شہاب سماوی کہلاتے ہین

شہاب ہرسمت سے زمین پر آتے ہین اور بعض مرتبہ جب زمین کی ہوا مین پہونچتے ہین تو پہر یہان سے آبہی
گردش پر چلے جاتے ہین اور وہ اسقدر بلندی سے آتے ہین کہ بعض مرتبہ جب زمین پر گرتے ہین تو نہایت
صدمے سے آٹہہ یا دس ہاتہہ زمین کے اندر گہس جاتے ہین **دنبالہ دار ستارے** اجرام فلکی کے بہت
عجیب و غریب ہین انکی شکلین ہمیشہ ایک طرح پر نہین کبہی مدور کبہی مطول اور انکی منود دم آسمان کے سطح پر دور تک
نظر آتی ہے مگر ہر ایک کا جرم شفاف ہے کیونکہ جو ستارے دنبالہ دار کے حجاب مین آجاتے ہین وہ اوسکے جرم
صاف مین سے نظر آتے ہین اسلئے خیال کرتے ہین کہ یہہ عجیب جرم شاید ایک قسم کا کہکشان ہو دنبالہ دار ستارونکی
مختلف صورتین ہین جو اکثر مختلف الاوقات ظاہر ہوا کرتے ہین اور میری دانست مین نظام شمسی سے متعلق ہین اسی
اثنا مین ایک نجومی کہ اختر شناسی مین اپنا نظیر نرکہتا تہا موسوم بہ **کوکب رخشان** دربار شاہنشاہ فلک نجوم
سپاہ مین حاضر تہا شہزادہ خورشید کلاہ سے استفسار کرنے لگا کہ جسوقت اہل تنجیم کوئی زائچہ بناتے ہین تو افلاک
متحرک اور زمین کو قائم شمار کرکے حکم لگاتے ہین مگر اس حساب مین احکام نجوم کبہی خطا نہین کرتے اور آپ
فرماتے ہین کہ زمین ایک ستارۂ ظلمانی ہے پس فرمائیے کہ جرم زمین کیا شے ہے اور اسکی گردش کو غلط
جاننے سے احکام نجوم مین خلل کیون نہین واقع ہوتا خرد پرور نے کہا کہ زمین کی پیدایش کوئی تحقیق نہین جانتا
کہ کیونکر ہوئی لیکن خیال کرتے ہین کہ شاید زمین کہکشان سے بنی ہے اور یہہ بات اوسکی ترکیب سے ثابت ہے
اسلئے کہ جسقدر سطح زمین کو مرکز کیطرف کہودتے ہین اوسیقدر سنگریزون کے وزن زیادہ پاتے ہین اور سبکے نیچے
بلورین سنگ نکلتے ہین اور قیاساً دریافت ہوتا ہے کہ وہ گرمی سے بنتے ہین زمین ہر برس پہر یکسان نہین رہتی
کبہی سمندر مین نیا جزیرہ پیدا ہوتا ہے اور کبہی خشک زمین پر نیا آتشی پہاڑ ظاہر ہو جاتا ہے اور موسم کے باعث
زمین کی شکل مین فرق ہے مثلاً جب اونچی زمین یا پہاڑ پر پانی پڑتا ہے تو اوسکے ساتہہ پتہر اور ریت اور مٹی
وغیرہ نیچی زمین پر بہہ آتے ہین اور بہونچال سے بہی زمین کہین کہین اونچی نیچی ہوجاتی ہے اور یہہ سب
جانتے ہین کہ سمندر اور دریا کے کنارون پر ہر روز فرق نظر آتا ہے الغرض باوجود اس تغیر و تبدل کے زمین
ہمیشہ آفتاب کے اطراف گردش کرتی ہے اور جس برج مین زمین ہوتی ہے آفتاب ہمیشہ اوس سے ساتوین برج مین
نظر آتا ہے اور بعضے اہل ہیئت کی رائے مین زمین اوسی برج مین ہوتی ہے جسمین زمین کے باشندے آفتاب کو
دیکہتے ہین بہرحال تم جسکو آفتاب کی تاثیر خیال کرتے ہو وہ اصل مین زمین کی تاثیر ہے اسواسطے تمہاری
رائے مین احکام نجوم صحیح معلوم ہوتے ہین مظہر الاشراق نے کہا کہ اہل تنجیم کہتے ہین کہ ہر ستارہ کسی نہ کسی
برج مین ایک مدت مقررہ تک رہا کرتا ہے پس جبکہ نجوم کے قواعد سے آسمانِ اول پر قمر اور دوم پر عطارد
وعلیٰ ہذا القیاس فلکِ ہفتم پر زحل ہے پہر یہہ کسطرح سے ممکن ہے کہ پہلے آسمان سے قمر یا کسی آسمان سے ہر ستارہ

فلکِ ہشتم پر پہونچکر کسی برج مین داخل ہوجاتے ہین خردپرور نے جواب دیا کہ جسوقت نجومی کہتے ہین کہ فلانا سیارہ
فلانے برج مین داخل ہوا یا سوجہ سے تو اس سے یہہ غرض نہین ہوتی کہ وہی سیارہ بذاتِ خاص اوس برج مین
پہونچگیا اور نہ یہہ کہ وہ برج کچھہ اوس سیارہ سے آکر خود ملگیا بلکہ اس سے یہہ مراد ہوتی ہے کہ ایک خطِ مستقیم زمین کے
مرکز سے اوس کوکبِ سیارہ کے مرکز پر گذرتا ہوا فلکِ ہشتم مین جس برج تک پہونچے اور اوس برج کے جس درجہ
اور جس دقیقہ پر نظر آوے تو ازروے حساب دریافت کرتے ہین کہ وہ سیارہ اوس برج مین داخل ہے عقلِ مجسم نے
فرمایا کہ اس خطِ مستقیم سے تاثیر کواکب کسطرح دریافت ہوسکتی ہے خردپرور نے عرض کی کہ نجومیون نے منطقۃ البروج کی
بارہ شکلون کو سبعہ سیارہ سے متعلق کیا ہے چنانچہ زحل کو جدی و دلو سے اور مشتری کو قوس و حوت سے
اور مریخ کو حمل و عقرب سے اور آفتاب کو برجِ اسد سے اور زہرہ کو ثور و میزان سے اور عطارد کو جوزا اور سنبلہ سے اور قمر کو
سرطان سے اور ان سبعہ سیارہ مین سے شمس و قمر کو نیرین کہتے ہین شمس کو نیرِ اعظم اور قمر کو نیرِ اصغر اور زحل و مشتری کو
علویین اور ان دونون کے ساتھہ مریخ کو بھی شامل کرکے علویہ کہتے ہین اور زہرہ و عطارد کو سفلیین اور مشتری
و زہرہ کو سعدین کہتے ہین مشتری کو سعدِ اکبر اور زہرہ کو سعدِ اصغر اور زحل و مریخ کو نحسین کہتے ہین زحل کو نحسِ اکبر
اور مریخ کو نحسِ اصغر اور عطارد کو ممتزج یعنے کواکب نحس کے ساتھہ نحس ہے اور کواکب سعد کے ساتھہ سعد اور نیرین سے علاوہ
یعنے شمس و قمر کے سوا پانچون سیارون کو خمسہ متحیرہ کہتے ہین اور روز و ماہ و سال کا حساب جو آفتاب سے متعلق ہے
اوسکو ماہِ شمسی اور سالِ شمسی اور جو قمر سے متعلق ہے اوسکو ماہِ قمری اور سالِ قمری کہتے ہین برجِ حمل مین آفتاب کی
تحویل سے سالِ شمسی شروع ہوتا ہے آفتاب تیس روز مین ایک برج طے کرتا ہے اسکو ماہِ شمسی کہتے ہین حمل سے
حوت تک بارہ برج طے کرنے سے ایک سال تمام ہوتا ہے شمسی مہینون کے یہہ نام ہین فروردی اردی بہشت خرداد
تیر امرداد شہریور مہر آبان آذر دے بہمن اسفندارمذ شمسی ہر مہینا تیس دنکا ہوتا ہے ماہِ اسفندارمذ کے
آخر مین پانچ دن زیادہ کرکے خمسہ مسترقہ کہتے ہین اسکو تاریخ فارسی اور تاریخ یزدجردی کہتے ہین اور اہلِ عرب کا
مہینا خاص رویتِ ہلال سے شروع ہوتا ہے اور برس کا آغاز ماہِ محرم سے چنانچہ عربی زبان مین قمری مہینون کے
یہہ نام ہین محرم صفر ربیع الاول ربیع الآخر جمادی الاولے جمادی الاخرے رجب شعبان رمضان شوال
ذی القعدہ ذی الحجہ قمری ہر مہینے کے روزِ اول کو غرہ اور روزِ آخر کو سلخ کہتے ہین یہہ مہینا رویتِ ہلال کے
سبب سے کبھی انتیس کا اور کبھی تیس کا ہوتا ہے اسکو تاریخ عربی اور تاریخ ہجری کہتے ہین اور اہلِ ہند کا مہینا
کمالِ ماہ سے شروع ہوتا ہے یعنے جب کہ قمر ہلال سے بدرِ کامل بنجاتا ہے اوس روز اہلِ عرب کی تیرہوین تاریخ
ہوتی ہے اور اہلِ ہند کا برس ماہِ چیت سے شروع ہوتا ہے ہندی مہینون کے یہہ نام ہین چیت بیساکھہ جیٹھہ
اساڑھ ساون بھادون کنوار کاتک اگہن پوس ماگھہ پھاگن اور دونو کے حساب سے ایک مہینا

لوند کا تیسرے برس پڑا کرتا ہے اور اہلِ روم بھی حسابِ شمسی پر عمل کرتے ہیں ہندی کاتک کے مہینے میں انکا برس
شروع ہوتا ہے اور رومی مہینوں کے یہہ نام ہیں تشرینِ اول تشرینِ آخر کانونِ اول کانونِ آخر شباط
آذار نیسان آیار حزیران تموز آب ایلول ان میں چار مہینے یعنے تشرینِ آخر اور نیسان اور حزیران
اور ایلول تیس دن کے اور باقی سات مہینے اکتیس دن کے مگر شباط اٹھائیس دن کا ہے اور چوتھے برس انتیس دن کا
ہوتا ہے اور انگریزی مہینے بھی رومی مہینوں سے بہت مطابق ہیں انکا برس جنوری سے شروع ہوتا ہے
انگریزی مہینوں کے یہہ نام ہیں جنوری فروری مارچ اپریل مئی جون جولائی اگست ستمبر اکتوبر نومبر
دسمبر ان میں سے اپریل اور جون اور ستمبر اور نومبر یہہ چار مہینے تیس دن کے اور جنوری اور مارچ اور مئی اور جولائی
اور اگست اور اکتوبر اور دسمبر یہہ سات مہینے اکتیس دن کے اور فروری اٹھائیس دنکا اور چوتھے برس کبیسہ کے
شمار سے انتیس روز کا ہوتا ہے اس حساب سے ہمیشہ اکیسویں مارچ کو آفتاب برجِ حمل میں داخل ہوتا ہے اسکو تحویل
کہتے ہیں اہلِ نجوم اوس روز ایک زائچہ بناتے ہیں اوسکا نام زائچۂ سال ہے اس زائچہ کی بدولت تمام سال کی سعادت
و نحوست کا حال اور خیر و شر کی کیفیت چہہ سیاروں کی نظرات سے دریافت کرتے ہیں کوکب رخشان نے عرض کی
کہ نظراتِ کواکب کسے کہتے ہیں خسرو پرور نے کہا کہ جب دو ستارے ایک برج اور ایک درجہ اور ایک دقیقہ میں جمع ہوتے ہیں
تو اوس کو قِران اور مقارنہ کہتے ہیں اور جو آفتاب و ماہتاب میں یہی صورت واقع ہو تو اجتماعِ نیرین
کہتے ہیں اور جو آفتاب اور خمسۂ متحیرہ میں ہو تو احتراق اور ماہتاب اور خمسۂ متحیرہ میں ہو تو وہی
قِران یا مقارنہ کہتے ہیں اور جو دو ستاروں میں دو برج کا فاصلہ یعنے سدسِ آسمان کا تفاوت ہو تو
اوسکو نظرِ تسدیس کہتے ہیں اور تین برج کا یعنے ربعِ فلک کا فاصلہ ہو تو تربیع اور چار برج یعنے
ثلثِ فلک کا فاصلہ ہو تو تثلیث اور چہہ برجوں کا یعنے نصف آسمان کا فاصلہ ہو تو مقابلہ کہتے ہیں اور
نیرین کے مقابلہ کا نام استقبال ہے اے کوکب رخشان ان میں سے نظرِ تربیع و مقابلہ نحس ہے مقابلہ
تمام دشمنی اور تربیع نیم دشمنی ہے اور تثلیث و تسدیس کو نیک جانتے ہیں تثلیث تمام دوستی اور
تسدیس نیم دوستی اور نظرِ مقارنہ کی یہہ کیفیت ہے کہ کواکب سعد کے ساتھہ سعد اور
کواکب نحس کے ساتھہ نحس پس تمام سال کی سعادت و نحوست کو نظراتِ کواکب اور شرف و ہبوط
اور وبال سے معلوم کرتے ہیں مظہر الاشراق نے کہا کہ شرف و ہبوط وغیرہ کا بیان بھی مناسب ہے
خسرو پرور نے ارشاد کیا کہ آپ قلم دوات اور کاغذ منگوا لیجیے میں ایک ایک قلم بند کرکے آپکو اور کوکب رخشان کو مختصر طور پر
حالاتِ سبعہ سیارہ اور روزِ منسوب اور حروفِ متعلقہ اور مدتِ قیامِ آفتاب ہر برج میں اور جہات
و امزجہ و الوان اور ہر ستارہ کا شرف و وبال اور خانۂ اصلی اور اوج و حضیض اور ہبوط وغیرہ کی حقیقت

نجومی سمجھا دوں وہاں کیا دیر تھی فوراً قلمدان حاضر ہوگیا شہزادہ نے اوسوقت ایک دائرہ اسصورت پر مرتب کیا



اور ہر خانہ کا احوال نہایت شرح وبسط کے ساتھ بیان فرمایا کہ تمام حاضرین دربار شہریار گردوں اقتدار فرط حیرت سے نقش بدیوار رہ گئے پھر کہا کہ ای کوکب درخشان دیکھو زائچۂ نجوم کی یہہ صورت ہوتی ہے



علم رمل کا بیان

اسکے بارہ خانے بارہ برجون سے متعلق ہین ہمنے ہر خانہ مین شناخت کیواسطے ہندسہ لگا دیا ہے جو ستارہ جس برج مین ہوتا ہے اوسکو اوسی خانہ مین تحریر کرتے ہین غرضکہ اسیطرح منسوباتِ کواکب اور متعلقاتِ بروج وغیرہ مفصل بیان کرکے علمِ رمل کیطرف متوجہ ہوا اور کہا کہ اے کوکب رخشان اس علم کو حضرتِ آدم علیہ السلام نے وضع کیا اور اکثر حضرتِ دانیال کیطرف منسوب کرتے ہین اور یہہ اونکا معجزۂ اعظم شمار کیا جاتا ہے دانیال ایک تختہ پر کچھ ریتا بچھاکر چند نقاط و خطوط کے ذریعے سے خلق اللہ کو خیر و شر کے احوال اور واقعاتِ ماضی و استقبال سے آگاہ کیا کرتے تھے چونکہ اس علم کی ابتدا ریگ سے ہے اور زبانِ عربی مین رمل ریت کو کہتے ہین لہذا اس نام سے موسوم ہوا اور جسطرح کہ عالم ایجاد کی بنیاد چار عناصر ہیے اسیصورت علمِ رمل بھی چار نقطون پر مبنی ہے نقطہ اول کو آتشی اور نقطہ دوم کو بادی اور نقطہ سوم کو آبی اور نقطہ چہارم کو خاکی قرار دیکر چار کو چار مین ضرب دینے سے حاصلِ ضرب سولہ شکلین برآمد ہوتین چنانچہ اونکی صورت یہہ ہے

نام	لحیان	قبض الداخل	قبض الخارج	جماعت	فرح	عقلہ	انکیس	حمرہ
اشکال								
نام	بیاض	نصرۃ الخارج	نصرۃ الداخل	عتبۃ الخارج	نقی الخد	عتبۃ الداخل	اجتماع	طریق
اشکال								

پھر اشکالِ سعد و نحس اور داخل و خارج اور ثابت و منقلب اور نر و مادہ اور حیات و رنگ اور ذائقہ و مزاج اور افعال و خواص اور تاثیر و حروف اور بروج و کواکب سے منسوبات اشکالِ شانزدہ خانہ اور احکام خانہائے شانزدہ گانہ اور قواعدِ استخراج حکمِ رمل اور طریقۂ دریافتِ ضمائر و دفائن و خبایا وغیرہ نہایت خوبی و عمدگی سے ارشاد فرماکر مطلبِ اصلی کیطرف ہنگامہ آرائے تقریر ہوا اور سلطانِ ذیشان سے عرض کرنے لگا کہ حضورِ عالی ہرگز انسانِ ضعیف و نحیف پروردگارِ جہان آفرین کی کنہِ حقیقت کا محرمِ راز نہین ہو سکتا جو کچھ سمجھ مین آگیا وہی دوسرونکو سمجھانے لگا جیسے کیا خوب کہا ہے

مولف

کرتے ہین اہلِ ہیأت و تنجیم
مختلف قول مختلف گفتار
آج تک اشتباہ مین ہین اسیر
اونپہ کھلتے نہین ہین کچھ اسرار
متحرک ہین آسمان کہ زمین
کس کو ان مین سے ہے سکون و قرار

جسوقت خسرو پرور فرخندہ اختر سایۂ اشعارِ انجم نثار زبانِ گوہر بار سے گوشگذارِ حاضرین دربار بیشمار با عزت و وقار کرکے خاموش ہوا ہر سمت سے تحسین و آفرین کی صدائے طرب انگیز اور احسنت و مرحبا کی آوازِ فرحت خیز نے نقارۂ شادمانی کو بلند آوازہ کیا مظہر الاشراق و کوکبِ رخشان نے نسیم عنبر بیز گلبانگ نشاط آمیز ستایش و مدحتِ بے اندازہ سے برگِ گوش کو گوشِ گل کی روش بادِ بہاری سے زیادہ تر و تازہ کیا جہاندار کامگار یعنی عقلِ مجسم نامدار نے بہ اظہارِ عزت و افتخار و اظہارِ نیازمندی و انکسار دانائے ہوشیار یعنی فرزانۂ روزگار کو رخصت فرمایا و دربار برخاست ہوا

ط

باب ہفتم موسوم بہ عقل چہارم

مؤلف

کباب لخت دل کھانا مئی خون جگر پینا ۔ تری فرقت مین اے ساقی غضب ہے اسطرح جینا
طلسم آفرینش کی حقیقت جس سے کھل جاتے ۔ پہونچ لیکر خدا کیواسطے وہ ساغر و مینا
تماشا گاہ عالم جلوۂ صفت نظر پھیرے ۔ ہے دل جام جم سینہ سکندر کا ہوا آئینا
عجائب خانۂ گیتی ہے سیر و دید کے قابل ۔ کہان گوش شنیدن ہین کدھر ہے دیدۂ بینا
نہ جیتے گا کبھی تقریر علم و بحث حکمت مین ۔ مرید حضرت پیر مغان سے بو علی سینا

جسوقت دربار خسرو عالیہ قارسے خرد پرور و فرزانہ روزگار اپنے قصر زر نگار مین داخل ہوکے وہی درس و تدریس کی نوبت آئی اوستاد نے فرمایا کہ اے عزیز میرا تمیز فرد عاقل نشین نہ وقت بازی ہست ۔ وقت ہنر ہست کارسازی اب وہ موقع ہے کہ تمکو عجائبات و غرائبات روے زمین اور طلسمات و نیرنجات کی حقیقت و ماہیت سے آگاہ کرین کہ صنعتگری قدرت سے قدرت صنعت گری حضرت انسان کو کسقدر بہم پہونچی ہے کہ باوجود اس بیقدری و بیمقداری کے خدائی کے دعوے سے باز نرہا مگر سزاوار خدائی خاص وہی صناع حقیقی ہے جسنے سراپا بشر کو اپنی قدرت کاملہ سے خود ایک طلسم قدرت پیدا کیا کہ جسکی ادنی توجہ سے طلسم علے الہو پاتے رہتے ہین یاد رکھو کہ صنعت نیرنجات قواے روحانی اور اجسام عنصری سے مرکب ہے اور طلسمات اجزاے ارضی و سماوی سے بنائے جاتے ہین یعنے بعضی ادویہ اور ساعتون سے کہ انمین ہر ایک کے جداگانہ بے انتہا خواص ہین مرکب ہوکر طلسم وجود پاتا ہے اسکے وسیلے سے خیالات موہوم عجیب و غریب صورت و شکل سے نظر آتے ہین جنکا بیان اگر تم سے بار بار کیا جاوے اور تم سمجھ نہین سکو تو بیکے ساتھ سمجھاتے ہین کہ شاید کوئی دقیقہ فروگذاشت ہو

مؤلف

بہ تماشا رسیدنی دارد ۔ جلوہ صفت ست دیدنی دارد
عالم افسانہ است و باقی ہیچ ۔ حرف ما ہم شنیدنی دارد

ہم اسکو تمہارے ذہن نشین ہونیکے لحاظ سے دو صورت پر بیان کرتے ہین ایک وہ کہ حکماے سلف نے اوسکو اپنے خیالات کی ترقی سے ایجاد کیا دوسرے وہ کہ جسکو ہماری قوت واہمہ پیدا کرکے ہماری قوت باصرہ کو دکھا سکتی ہے بلکہ دوسرون پر بھی اوس کا اثر محسوس ہو سکتا ہے حتی کہ مشاہدہ کر سکتے ہین اب سنو کہ جسکو حکماے متقدمین نے اختراع کیا ہے وہ بھی دو قسم پر منقسم ہے اول یہہ کہ وہ کوئی ایسی چیز بناکر بطریق یادگار چھوڑ گئے کہ دوسرے

اوسکا ہونا ممکن نہیں اس سبب سے کہ متاخرین کی عقل اوسکی کنہہ حقیقت تک رسائی پیدا کرنے میں قاصر ہے دوم یہہ کہ
اب تک اوس طریق ترکیب اور طرز ترتیب سے افادہ و افاضہ مقصود ہو قسم اول یعنی یادگار حاضرین تا حال سیاحان جہانگرد
بکثرت معاینہ ہوتی رہتی ہیں حکایت چنانچہ ایکروز سکندر رومی نے دربار آراستہ کرکے سب حکیموں سے استفسار
فرمایا کہ تم لوگ میرے زمانہ میں مغتنمات سے ہو بلکہ میرے بعد بھی صفحہ روزگار پر ہمیشہ یادگار رہوگے مگر یہہ بتاؤ کہ تمسے
پیشتر بھی ایسے طلسمات اور نیرنگ خیال ایجاد کیے ہیں کہ جنکی ادراک ماہیت میں تمہاری عقل رسا کو راہ نہو فلاطون نے
کہ جو سب سے علم و فضل میں برگزیدہ و منتخب اور سکندر کے اوستاد کا اوستاد تھا بعد ستایش و نیایش بیشمار گذارش کی کہ
حکمائے ماسبق نے ایسے ہزارہا نیرنگ و افسون ایجاد و اختراع کیے ہیں کہ سواے واضع طلسم کے کوئی اونکی اصل
حقیقت سے اطلاع پذیر نہیں چنانچہ اونمیں سے ایک یہہ ہے کہ کسی زمانہ میں ایکبار بخارات ارضی سے زمین شق ہوکے
ایک غار تیرہ و تار پیدا ہو گیا اور اوسمیں سے ایک طلسم نمودار ہوا اوسکی کیفیت یہہ تھی کہ رانگ اور تانبے سے ایک گہوڑا
تیار کیا گیا تھا اوسکے پہلو میں بشکل تابدان ایک رخنہ اوس رخنے میں سے خورشید کیطرح تابندہ و درخشندہ کوئی شے
جلوہ گر نظر آتی تھی قضارا اوس دشت وحشت اثر میں ایک شبان کا گذر ہوا وہ غار اوسے نظر آیا دیکہا کہ ایک طلسم
درخشاں اوسمیں سے آشکارا و نمایاں ہے جبکہ اسنے پہلوے اسپ کے روزن میں نگاہ کی کیا دیکہتا ہے کہ ایک شخص دیرینہ
سال اوسکے اندر سرگرم خواب ہے اور اوسکے ہاتہہ میں ایک نہایت باآب و تاب انگشتری موجود ہے اس چرواہے نے اپنا
ہاتہہ بڑہا کر حضرت کے ہاتہہ سے ملایا اور مصافحہ کرکے نہایت عیاری سے وہ انگوٹھی اپنے ہاتہہ میں پہن لی
پہر بہت کچہہ ٹٹولا مگر سوا اوسکے کچہہ نپایا غرض وہاں سے خوش و خرم واپس آیا شام ہوگئی تہی سو رہا صبح کو اپنے
مالک کے پاس اس امید پر حاضر ہوا کہ انگوٹھی کی قیمت دریافت کرے جسوقت مالک نے گلہ بان کو دیکہا اپنے جانوروں کا
حال دریافت کرنے لگا شبان جواب معقول دیتا تہا مگر وقت گفتگو کبہی اوسکی نظر سے پوشیدہ ہوجاتا گاہے ظاہر جبکہ
مالک نے یہہ حال مشاہدہ کیا نہایت تعجب سے کہا کہ اے شبان یہہ کیا حرکت ہے کہ کبہی میری نظر سے غائب ہوجاتا ہے
اور کبہی پہر ظاہر ہوتا ہے آج ایسا کونسا منتر سیکہا ہے کہ مجہہ جیسکا امتحان کرنے آیا ہے چرواہے کو نہایت حیرت ہوئی
اور عقل سے دریافت کیا کہ شاید یہہ اس انگشتری کی تاثیر ہے اسواسطے کہ اوسوقت وہ انگوٹھی سے بازی کر رہا تہا
اور اپنی انگشت میں اوسکو اسطرح حرکت دیتا کہ کبہی نگینہ اوسکا کف دست کیطرف گردش کے باعث نہاں ہوجاتا اور
کبہی گہومکر پشت دست کیجانب جلوہ افروز ہوتا سمجہہ گیا کہ یہی سبب ہے میرے حجاب نگین حسب نگین کیواسطے حجاب کہرے
اور ظہور باعث ظہور الحاصل جبدم شبان اس بازی سے آگاہ ہوا فی الفور مالک کے نظر و سے پوشیدہ ہوکر دشت
و کوہسار کی راہ لی جب چاہتا کہ مجہے کوئی نہ دیکہہ سکے نگین انگشتری کو پنہاں کر لیتا اور جسوقت ظاہر ہونا
منظور ہوتا تو موافق ترکیب معلومہ کے اوسکو بیرونی گردش دیتا اسطرح ایک مدت دراز تک ظاہر پنہاں

شہر میں اپنا کام دل بخوبی حاصل کرتا رہا ایک روز جمین خیال آگیا کہ اب ہمین کوئی صورت پیغمبری کی تجویز کرنی چاہیے
یہہ سوچکر ایک شمشیر برہنہ ہاتھہ مین لیے ہوے بادشاہ وقت کے قصر عالی مین داخل ہوکر چھپ رہا جبکہ ارکان دولت سے
انجمن سلطنت خالی ہوئی ناگاہ یہہ شخص ایک عجیب و غریب شکل و شمائل سے بادشاہ پر ظاہر ہوگیا بادشاہ نہایت
خایف و ہراسان بحالت سراسیمہ و پریشان آداب بجالایا اور لوازم خدمتگذاری ادا کیے اور کمال ادب سے دست بستہ
عرض کی کہ آپ کون صاحب ہین اور غریبخانہ مین کس تقریب سے قدم رنجہ فرمایا شبان نے کہا کہ مین پیغمبر ہون میری
اطاعت قبول کر اور جو تجھے میری نبوت مین شک ہو تو مین یہہ معجزہ رکھتا ہون کہ زنہار کسیکی نظر مجھے نہ دیکھہ سکے
بادشاہ نے اوسیدم فرمانبرداری قبول کی اور تمام شہر کے باشندے بلکہ اوس ملک کے سب خورد و کلان اوسپر ایمان لائے
یہانتک کہ انجام کار وہی اوس ملک کا بادشاہ ہوگیا اے سکندر اس نگین کو ذرا عقل باریک مین سے خیال کر کہ اوس انگشتری نے
کسطرح ایک گلہ بان کو منصب نبوت اور درجہ سلطنت پر پہونچا دیا ہر چند سکندر نے اسمین بہت کچھہ فکر و تامل اور غور
و اندیشہ کیا مگر ناخن تدبیر سے یہہ عقدہ حل نہو سکا سکندر نہایت متعجب ہوا اور کمال تعریف کی القصہ اس قسم کے
طلسمات بکثرت ہین چنانچہ نواح ہرات مین ایک کوہ ہے اور قلہ کوہ پر ایک چاہ اوس کوئین مین سے ہمیشہ ایک ہوا تند
نکلا کرتی ہے وہ ہوا اسقدر تیز ہوتی ہے کہ اگر کوئی بڑا بھاری پتھر اوسمین ڈالین تو فوراً قوت ہوا اوسکو خشک پتے
کیطرح اوپر کو اوچھال دیتی ہے اس سبب سے کوئی اوس کوئین کے قریب نہین جاسکتا اور اب تک اوسکی حقیقت سے
کسیکو اطلاع نہین کہ یہہ کیا اسرار ہین اسیطرح مصر اور اسوان کے درمیان ایک [illegible] اوس مین سے کبھی ایک شے مینارہ بلند کے
مانند باہر نمودار ہوتی ہے اور اوسکے اندر سے ایک آواز ایسی آتی ہے کہ گویا نوبت و نقارہ اور شہنائی وغیرہ طرح
طرح کے بوقلمون باجے بج رہے ہین اونکی آواز اسقدر بلند ہوتی ہے کہ سب سنتے رہتے ہین مگر کوئی نہین جانتا کہ اسمین
کیا حکمت ہے اور اسیطرح کوہ دماوند مین ایک غار ہے اوس غار مین ایک سنگ وسیع اور اوس سنگ وسیع مین
ایک شگاف ہے جبکہ اوس غار مین داخل ہوکر اوس شگاف مین نظر کرتے ہین تو ایک سوار آہنی دکھائی دیتا ہے
اور وہ اسپ آہنی استادہ ہے جب سوار کو ہاتھہ لگانا چاہتے ہین تو فوراً غائب ہوجاتا ہے جب ہاتھہ ہٹا لیتے ہین
تو پھر اوسی جگہہ بدستور نظر آتا ہے اور جو اوسکے چھونے مین زیادہ کوشش و مبالغہ کرتے ہین تو شگاف سنگ مین سے شرارے
نکلنے شروع ہوتے ہین اور جبتک کہ اوسمین بہت سا سرکہ انگوری نہین ڈالتے وہ آگ ہرگز موقوف نہین ہوتی معلوم نہین
کہ یہہ طلسم کسنے بنایا اور کسلیے بنایا اسیطرح مدینۃ النحاس مین ایک قلعہ مستحکم بنا ہوا ہے اوسکا دروازہ کسیطرف اصلا نہین
اور نکوئی ایسی راہ کہ جسمین سے انسان داخل ہوسکے اور نہ کوئی ایسا روزن کہ جسمین سے کوئی جھانکے غرضکہ اوس قلعہ مین سے
ہمیشہ شور و غل کی آواز آیا کرتی ہے خلفاے امیہ مین سے ایک خلیفہ نے چاہا کہ اسکی حقیقت دریافت کرے جبکہ وہ اوس
قلعہ کے متصل پہونچا تو اندر سے لوگونکا شور و غوغا اسقدر سنا کہ جیسے ہزارہا آدمی غل مچا رہے ہین خلیفہ نے ہر چند کوشش

بلیغ کی مگر سب صورت اوسمین جانا ممکن نہوا آخرکار ایک مرد ہوشیار کو اوس قلعہ کی دیوار پر چڑہایا جب اوسنے قلعہ کے
اندر نظر کی تو ایک قہقہہ مارکر اوسمین جا پڑا یہہ حال دیکھکر خلیفہ کو نہایت استعجاب ہوا اور دوسرے شخص کو اوسکی دیوار
پر چڑہایا اوسکا بہی یہی حال ہوا جب تو دیوار قلعہ پر چڑہنے سے سبنے انکار کیا اور کوئی بشر قلعہ کی خبر لانے پر
مستعد نہوا اِس خلیفہ نے یہہ تدبیر کی کہ ایک شخصکو بہت سا مال و متاع دیا اور نہایت بخشش و اکرام کا امیدوار کیا
پہر ایک بہت بڑی سیڑہی اوس دیوار پر نصب کی اور اوس شخص کی کمر مین ایک رسّی لمبی اور مضبوط باندہ کر نردبان پر
چڑہایا اور کہدیا کہ اس قلعہ مین جو کیفیت ہو اوسکو مفصل دیکہہ لینا پہر ہم تجہہ سے پوچہہ لینگے اور جب دیکہہ چکیگا
تو ہم تجہکو اسطرف کہینچ لینگے وہ شخص اس امر کو منظور کرکے سیڑہی پر سے قلعہ کی دیوار تک پہونچا جب حصار کے اندر نگاہ کی تو
بے اختیار ایک قہقہہ لگاکر اوسطرف چلا لوگون نے بقوت تمام اوس رسّی کو کہینچنا شروع کیا اوسیوقت وہ شخص دو ٹکڑے
ہوکر ایک نصف تو اوس قلعہ مین گر پڑا اور دوسرا نصف جو بستہ رسن تہا اسطرف کہینچا ہوا چلا آیا یہہ احوال غرابت
اشتمال معاینہ کرکے خلیفہ کو حیرت کمال انگیز حاصل ہوئی اور حقیقت اوس طلسم کی مطلق وا انکشاف نہوسکی کہ اس مین
کیا راز مخفی ہے الحاصل زمانہ سلف کے یادگار ایسے طلسمات بیشمار باقی ہین اے خردمند ایکبار ایسا اتفاق ہوا کہ خود مین عالم
سیاحت و جہانگردی اور زمانہ سیر و سفر مین ایک مرتبہ سفر دریا پیش آیا چند شخص باہم ایک جہاز پر سوار ہوے قضا کار
وہ جہاز صدمہ طوفانی سے تباہی مین آگیا اور طلاطم امواج نے اوسکو پاش پاش کر دیا سب مال و اسباب اور زن
و مرد غرق آب ہوگئے چونکہ ہماری زندگی باقی تہی ہم دو شخص ایک تختہ جہاز پر بیٹہے رہ گئے تہے تختہ بہتے بہتے
چوتہے روز ایک ایسے مقام پر پہونچا کہ ہمکو وہان ایک نہایت عالیشان عمارت نظر آئی جسکے اطراف و جوانب
پانی ہی پانی تہا اور صناع بے بدل نے اوسکو بزور طلسم سطح آب پر تعمیر کیا تہا چونکہ مین کثرت سفر سے تجربہ کار
ہوگیا تہا اور صنعت طلسمات سے بہی آگاہ اسلئے بعد حقیقت حال دریافت کرنیکے اوسمین داخل ہونا مناسب سمجہا
اور اوسکی اصل صنعت کو غور کرنے لگا مگر دوسرا شخص کہ اپنی زندگی سے بالکل دست بردار ہوچکا تہا اوسنے یہان سے
نکلنا غنیمت جانا اور بیساختہ جست کرکے قصر طلسمی کے زینہ اول پر جا پڑا اور پہر سنبہلکر اوپر چڑہنے کا قصد کیا مگر
مین دیکہہ رہا تہا کہ وہ عمارت مین سات زینے ہین زینہ ہفتم پر اکطرف ایک بندوق اور اوسکا سب لوازمہ متفرق پڑا ہے
دوسری جانب ایک ہیکل انسانی کہ جسکے تمام اعضا جدا جدا ہوکے افتادہ ہے سر کہین پڑا ہے ہاتہہ کہین پاؤن کہین
دہڑ کہین جسوقت اس شخص نے زینہ اول پر قدم رکہا وہ تمام اعضا متحرک ہوگئے اور بندوق نے بہی اپنے مقام سے
جنبش کی جب زینہ دوم پر قدم رکہا سب اعضا سمٹ کر اکٹہا ہوگئے اور پوری تصویر تیار ہوگئی جب زینہ سوم پر
قدم رکہا وہ ہیکل طلسمی اوٹہہ بیٹہا جب زینہ چہارم پر قدم رکہا وہ ایستادہ ہوگیا جب زینہ پنجم پر قدم رکہا اوسنے
بندوق اوٹہاکر بہر لی جب زینہ ششم پر قدم رکہا اوسنے سپاہیانہ دہج سے بندوق سینہ پر دہرکر نشانہ باندہا

جسوقت زینہ ہفتم پر پہونچا فوراً اوسنے بندوق فیر کی اور ایک ہمراہی کے سینے پر گولی ایسی کارگر گی کہ پار نکلگئی
اودہر تو وہ تڑپکر بیساختہ دریا مین گرا اور بیدم ہوکر اوسیدم غرق آب ہوگیا اودہر یہہ ہوا کہ طلسمی بہی او سطح
پاش پاش ہوکر اوسی زینہ پر گر پڑا اور بندوق و اعضا وغیرہ بدستور سابق اپنے اپنے مقامات مختلف پر جا رہے
پس بقول تحصے مثل اگلا گرا پچہلا ہوشیار ہم مین بہت خبردار اور اوس کارخانۂ طلسمی کی ماہیت او صناع کی
اصل صنعت سے بخوبی واقفِ اسرار ہوگیا اور فی الفور عقل کی رسائی سے ایسی تدبیر نکالی کہ واضع طلسم کی محنت کا
نتیجہ بیسے تحصین ناتمام رہ گیا یعنے جب کہ مینے اوسکے زینۂ اول پر قدم رکہا تو اون اجزاے متفرقات کو از سر نو
پہروہی حرکت و اضطراب پیدا ہوا مینے دوسرا زینہ چہوڑکر تیسرے زینے پر قدم رکہا اور پہر چوتہا زینہ چہوڑکر پانچوین
زینے پر پہونچگیا اس ترکیب سے اصولِ قواعدِ اصلی مین فتور واقع ہوگیا پس وہ اعضا مجتمع نہو سکے مگر اونکا اضطراب
درجہ بدرجہ زیادہ ہوتا گیا حاصلِ کلام یہہ ہے کہ مین زینۂ ششم کو چہوڑکر زینۂ ہفتم پر پہونچا مگر اوس ہیئتِ طلسمی مین
بجز شدتِ اضطراب کے کوئی بات باقی نگئی غرض بعنایتِ ایزدی مین اوس عمارتِ عالیشان مین داخل ہوگیا اور
اوسکو انواع و اقسام کی زیب و زینت سے آراستہ پیراستہ پایا آخرکار جب سیر و تماشے فرصت حاصل کی تو جاس
ایک مقام پر پہونچا دیکہا کہ ایک صندوقِ آہنی معلق روے ہوا پر قائم ہے مینے اوسکی وجہہ دریافت کی معلوم ہوا
کہ اوسکے داہنے بائین اور آگے پیچہے اور نیچے اوپر سنگِ مقناطیس نصب ہے اور ہر طرف کی کشش برابر ہے اسواسطے
کسیطرف نہین جاسکتا مینے اوس صندوق کو وہان سے ہٹاکر زمین پر اوتارا اوسمین قفلِ ابجد لگا ہوا تہا مینے
حروفِ مطابق کرکے کہول لیا اوسمین ایک بند لفافہ سر بمہر موجود اور ایک قلمدان عجیب غریب اوسکے برابر رکہا ہوا مینے اوس
لفافہ کو اوٹہاکر مطالعہ کیا اوسپر حروفِ طلسمات سے تحریر تہا کہ ای فرزانۂ روزگار یہہ لفافہ چاک کرو جو اوس کاغذ مین مرقوم ہے
ملاحظہ فرما مجہے کمال تعجب ہوا کہ اس لفافہ پر میرا نام کس نے لکہا اور مجہے موجد طلسم کیا پہچانتا تہا
مگر بہرحال مینے کاغذِ ملفوف نکال کر پڑہا اوس مین یہہ مضمون حیرت مشحون مندرج تہا

برخوردار فرزانۂ روزگار سلامت

مخفی نرہے کہ میری روحِ لطیف کو جسمِ کثیف سے سلسلۂ حیات منقطع

کئے ہوتے آجتک سات ہزار دو سو پندرہ برس کا عرصہ منقضی ہوا اور

فی الحقیقت یہہ ایک بہت بڑا زمانہ ہے اے فرزند عزیز اوّلاً بعد
میرے طوفانِ نوح تمام روئے زمین کو غرقِ آب کریگا مگر اس عمارتِ فلک
رفعت کو بیمِ زوال سے مطلق سروکار نہوگا پھر بعدہ بہتیں طرح طرح کے
انقلابِ حوادثات واقع ہونگے لیکن اس قصرِ نادر العصر کو اصلا اندیشۂ تزلزل
نہیں تا وقتیکہ تیرا گذر بفرحت اثر اس مقام پر ہوا الحمد للہ کہ آج تو بخیر و خوبی
یہاں وارد ہوا مگر میں نہایت افسوس کرتا ہوں کہ اسوقت روح میرے
قالب میں نہیں ورنہ حسبِ دلخواہ رسمِ مہمانداری بجالاتا لیکن اس عالمِ مجبوری میں
بطریقِ ہدیہ اب یہہ قلمدان تجھے پیشکش کرتا ہوں اِس میں ہر چیز ایک نئی صنعت
رکھتی ہے مقراض میں یہہ وصف ہے کہ پانی کو کترتی ہے مثلاً کوئی چادرِ آب
گرتی ہو تو اوسمیں سے ایک ٹکڑا علیحدہ کرکے گلہاے آبی بن سکتے ہیں
اور لطف یہہ کہ اس مقراض کی تاثیر سے فوراً گلہاے آبی یخ بستہ ہوجاتے ہیں
اور وہ برف بلور سے زیادہ پایدار بنجاتا ہے سوا اسکے جس پرند کے پر چاہو

قطع کرو یعنے وہ جانور پرواز کنان کہین جاتا ہو نظر آتا شرط ہے یہان اُس
قینچی کو حرکت ہو وہان اوسکے پر کٹ جاوین غرض یہہ مقراضِ خوش آب ایسی
نایاب ہے کہ در حقیقت عنقا کے پر کترتی ہے قلمتراش مین یہہ کمال ہے کہ جس
چیز کا نام لیکر اشارہ کرو بس بالفرض اگر وہ چیز بارہ ہزار کوس کے فاصلے پر پڑی ہے
تو برابر دو ٹکڑے ہو جائیگی پتہر لو یا لکڑی اور قلم اوسکی تیزی کے روبرو سب برابر ہین
کسیکی کچہہ حقیقت نہین کہ اوسکی آب سے مقابل ہو اور قضا کے گہاٹ اوتر نجات ہے
قلم مین یہہ خوبی ہے کہ اوسکے روبرو جیسا کاغذ چاہو رکہدو جو کچہہ مضمون یا اندیشہ
تمہارے دلمین گذرے یا وہم و خیال مین پیدا ہو اوسکو بے منتِ دست برابر لکہتا
چلا جائیگا اور جسقدر منظور ہو اوسیقدر یہہ قلم آپسے آپ جلی یا خفی ہو سکتا ہے اور
جس قسم کے حروف یا عبارت جس زبان مین چاہو اوسی قسم کے حروف اور عبارت
اوس زبان مین خود بخود رقم کر سکتا ہے سیاہی مین یہہ عمدگی ہے کہ جسکو تم
وہ حرف دکہلانا چاہو گے اوسکو نظر آئینگے اور جسسے پوشیدہ رکہنا منظور ہوگا

اوسکی نگاہ زنہار کام نکریگی چنانچہ سو آدمی موجود ہین اور تمکو مدِنظر ہے کہ صرف
پانچ پاوس آدمیونکو یہہ حروف نظر آئین اور باقی اوسکے معائنہ سے محروم رہین
پس اگر سب کے سب یکبارگی اوس کاغذ پر نظر ڈالین تو بجز مدِنظر مردم کے دوسرے
آدمی اوسکے دیدے سے محروم رہینگے اور جسوقت مصوری پر طبیعت راغب ہو تو یہی
خانہ طلسمی سو قلم کا کام دیگا اور یہی سیاہی طلسمی ہر قسم کی رنگت کی خاصیت پیدا
کریگی قلم دوات سے کہدینے کی دیر ہے کہ ہر شکل کی تصویر اور ہر رنگ کا نقشہ
تیار لو اور اسکے نیچے دو خانے موجود ہین ایک مین کاغذِ طلسمی چند ورق رکھے ہین
اور دوسرے مین ایک کتابِ سادہ مجلد کاغذ کی یہہ توصیف ہے کہ تمہین جس قسم کی ضرورت ہو
خواہ وصلی یا تختہ رنگین یا صفحہ جدولین یا ورقِ زرافشان یا منقوش و نگارین
وغیرہ اوسمین سے ہمیشہ بہم پہونچا رہیگا کتاب کی یہہ تعریف ہے کہ جب تمکو تفریح
طبع کیواسطے کسی نظم و نثر وغیرہ کے مطالعہ کا شوق دامنگیرِ خاطر ہو اس مین
حسبِ دلخواہ ملجائیگا یعنے تمہین اسی ایک جلد مین ہر قسم کی کتاب اور ہر قسم کی عبارت

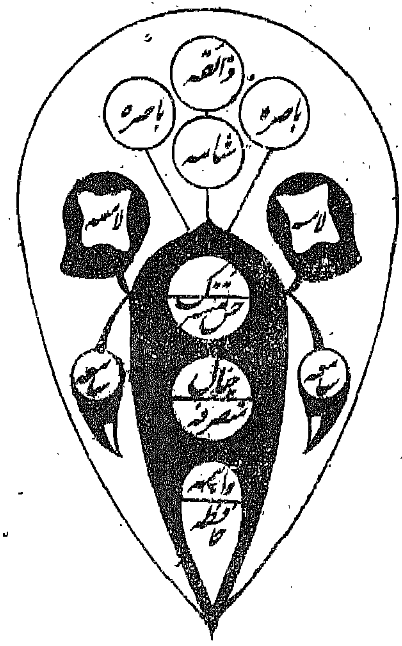
اور ہر قسم کے حروف اور ہر قسم کے مضامین نظر آسکتے ہین اور سب سے عجیب تر
صفتِ جامع یہہ ہے کہ نہ کبھی اس قلم کو بنانیکی احتیاج ہوگی نہ سیاہی اختتام کو
پہونچیگی نہ قینچی پر زنگ آئیگا نہ چاقو کی آبداری مین فرق پڑیگا نہ کاغذ کی تعداد
مین قلت و کمی واقع ہوگی نہ اوراقِ کتاب کہنگی و بوسیدگی قبول کرین گے
اے فرزانہ روزگار مبارک ہو کہ یہہ نعمتِ غیر مترقب تیری قسمت مین تھی اسکو
لے اور اپنے کام مین لا اب زیادہ توقف مناسب نہین یہہ طلسم خاص تیرے ہی
واسطے بنایا گیا تھا اب تو یہان داخل ہوچکا اور اس طلسم کی میعاد بھی پوری
ہوگئی کشتی حاضر ہے سوار ہو جاؤ - فقط - والسّلام باختتام الکلام

اے خرد پرور مین نہایت متعجب و متحیر تھا کہ یہہ حالتِ خواب ہے یا عالمِ بیداری مگر قلمدان ہاتھہ مین لئے ہوئے زینہ سے نیچے اوترا کیا دیکھتا ہون کہ ایک شخص نقاب پوش کشتی لیکر زینہ اول کے قریب حاضر ہے مین سوار ہوکر تھوڑی دور چلا تھا کہ یکایک وہ قصرِ عالی اپنے مرکز سے متحرک ہوکر آفتاب کی قوتِ جاذبہ سے اوپر کیطرف رجوع ہوا اور سطحِ آب سے بلند ہوکر اسقدر اونچا ہونا شروع ہوا کہ میری نظر سے یک لخت غائب ہوگیا اوسکا نام و نشان بھی وہان باقی نرہا مین اپنے وطن مین داخل ہوگیا اور وہ قلمدان بھی اب تک موجود ہے سینے اوس زمانہ دراز کو علمِ تواریخ کے قاعدے سے جب غور کیا تو خاص حضرتِ ابوالبشر آدم علیہ السلام کا زمانہ پایا گیا

فرد

مژگانِ تست بست و کشادِ طلسمِ دہر — اے چشمِ آگہی بچہ غفلت غنودۂ

یہہ سرگذشت بیان کرکے فرزانہ روزگار نے ایک دستک دی تھا ایک شخص قلمدان مذکور لیکر حاضر ہوا اور آون نے لا رکھا
اوستاد نے خود بہرو سے ارشاد کیا کہ یہہ وہی قلمدان ہے آج ہم اپنی طرف سے تمکو پیشکش کرتے ہین شہزادہ خوش قسمت نہایت خوش ہوا
اور کمال شکریہ ادا کیا پہر فرزانہ روزگار نے ارشاد فرمایا کہ اے نور چشم سلطنت واضح ہو کہ دماغ انسانی ایک
عجیب جوہر متخلخل ہے اور اوس مین دس قوائے شدی موجود چنانچہ اوس کی یہہ شکل ہے



تمام حکما اسپر متفق ہین کہ واہمہ خلاق ہے یعنی جو چیز موجود نہو وہ بزور واہمہ پیش نظر پیدا ہو جاتی ہے چنانچہ اکثر
عوام الناس اوسکو کہین آسیب وغیرہ اور کہین جن دیری اور کہین بہوت اور چڑیل اور کہین طلسمات وغیرہ کا اثر جانتے ہین
دنیا ہر چند خالی از اسرار نہین مگر بہوت لا اصل ہی اور تصویر خیالی مین فرق کرنا کو تمیز کامل درکار ہے اور یون تو زمانہ مین ہزارہا
باتین خلاف قیاس اور غیر ممکن الوقوع ہمیشہ ظہور مین آتی رہتی ہین اونمین سے عجائبات آسمانی جیسے ستارہ دنبالہ دار
اور اکثر اشکال مختلفہ اور ستارہ کا ٹوٹنا اور جسم ثقیل کا گرنا چنانچہ حکیم بوعلی سینا کہتا ہے کہ سرزمین جرجان مین آسمان کی
طرح ایک جسم ثقیل باجرہ دانون کے برابر متفرق گرا اور کشش اتصالی کے باعث باہم ملکر ایک جسم ہوگیا کہ جسکا
وزن پچاس من کے قریب تہا ہر چند لوگون نے چاہا کہ اوسکو توڑین یا تراشین مگر اسقدر سخت ہوگیا تہا کہ اوسپر
لوہا وغیرہ مطلق اثر نکرتا اور آسمان سے لوہے اور تانبے کے مانند پتہر کا گرنا چنانچہ ابوالحسن علی بن الاثیر لکہتا ہے
کہ زمین افریقہ مین ایک ابر مع رعد وبرق کے پیدا ہوا اور مین مین پتہر کے آنے گرے اور مقام اسیرم مین
جو اصفہان اور خوزستان کے درمیان واقع ہے ایک ابر مین سے اسقدر نزدیک آیا کہ آدمیون کے سر سے تہوڑا ہی سا
بلند رہگیا تہا اور اوس ابر سے شیر ببر کی آواز نہایت جوش وخروش اور کمال زور وشور سے بلند تہی اور سننے

اسقدر پانی برسا تہا کہ تمام شہر غرق بلکہ تمام مخلوق غارت ہوگئے اور پانی کیساتہہ بڑے بڑے مینڈک اور گز گز بہر کی مچھلیاں برسیں اکثر ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ زمین خشک دریا ہوجاتی ہے اور دریا زمین خشک اور اکثر دریا میں سے اس قسم کے بخارات اوٹھتے ہیں کہ حیوانات یا نباتات میں سے جس چیز کو چہوجاتے ہیں وہ چیز اوسیدم سنگ خارا ہوجاتی ہے اور بخارات زمینی میں اکثر ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ زلزلہ ایک مہینے تک اور کبہی اس سے زیادہ رہا کرتا ہے چنانچہ ابوالقاسم رافعی سے منقول ہے کہ اونکے مکانمین ایک شب زمین کو جنبش ہوئی اور ناگہان گہر کی چہت مین اسقدر شگاف ظاہر ہوا کہ آسمان کے ستارے اوس شگاف مین سے نظر آنے لگے تہوڑی دیر بعد وہ زلزلہ جاتا رہا اور زمین کو سکون و قرار ہوا تو وہ چہت پہر برابر ملگئی اور سرزمین یمن مین ایک آدمی تہا کہ کمر سے نیچے تک بصورت زن اور سر سے کمر تک بصورت مرد اور اوپر کا جسم گویا کہ دو اجسام سے توام تہا دو سر اور سب اعضا سر و چند اور چار ہاتہہ اور دو گردنین اور دو سینے تہے اور ایسا معلوم ہوتا تہا کہ دو آدمی جدا جدا ہین اور زیادہ تر لطف یہہ تہا کہ وہ دونون جسم علیحدہ علیحدہ اپنے اپنے عضو سے کام کرتے تہے چنانچہ ایک اونمین سے اول مرگیا اوسکی لاش کو ناف سے قطع کرکے دفن کردیا اور بعد دوسرا جسم ایک مدت دراز تک زندہ رہا اوسکی یہہ شکل تہی



اسیطرح ولایت بلخ مین ایک عورت کے نصف جسم کا لڑکا تولد ہوا یعنے آدہا سر آدہا دہڑ ایک ہاتھ ایک پیر اور چند مدت زندہ رہا
ایک مرض عجیب ہے کہ انسانکو جنات وغیرہ کے اثر سے ظاہر ہوتا ہے چنانچہ ایک شخص حالت صرع مین زبان ترکی و عربی مین کلام کرتا اور
جب صرع کا دورہ تمام ہو چکتا تو بالکل اون زبانون سے ناواقف محض ہو جاتا اور کبہی اوسی حالت مرض مین عاملین کا احوال بتاتا
اور مریضونکی صحت و بیماری سے خبر دیتا مگر حالت صحت مین اون حالات سے مطلق بیخبر ہوتا مقام رے اور نیشاپور مین زلزلہ
اکثر واقع ہوتا ہے ایکبار میرا گذر وہان اتفاقاً ہو گیا تہا اون دنو مین ایک عجیب تماشا نظر آیا یعنے اوسی روز سے
یہہ کیفیت شروع ہو گئی کہ شکلو بخارات زمین اسطور پر نکلتے تہے کہ یہہ معلوم ہوتا تہا کہ تمام شہر دہوئین سے بہر گیا اونکو
یہہ واضح ہوتا تہا کہ گویا زمین کے نیچے آگ بتدریج جلا رکہی ہے غرضکہ اس عالم کو روز بروز ترقی ہوتی گئی ساتوین دن
دفعتہ کیا دیکہتا ہون کہ زمین ہلتی ہے اوپر کو تڑپتی ہے اور زمین کے نیچے سے ایسی آواز آتی ہے
کہ جیسے برابر برابر بندوقونکی باڑہ چلتی ہے مینے اوسیوقت سب لوگونکو جمع کر کے کہا کہ اب یہان خیریت بنظر
اگر زندگی چاہتے ہو تو میرے ہمراہ چلنے پر مستعد ہو جاؤ اون سب نے اس امر کو قبول کیا غرض مین اون سبکو اپنے ساتہہ
لے نکلا پانچ چہہ کوس پر ایک بہت بڑا پہاڑ تہا وہان اوس دہوئین کا اثر بالکل نہ تہا اور نہ وہ آواز کان تک
پہونچتی تہی مینے کہا کہ تہوڑی دیر اس جگہہ توقف کرو پہر ایک دوربین جو میری جیب مین موجود تہی باہر نکالکر
اوس شہر کیطرف لگائی اوس حالت اضطراب مین نگاہ میری دریا کی طرف جا پڑی دیکہتا کیا ہون کہ دریا کا پانی
پچاس پچاس گز اوچہلتا ہے اور اپنی جگہہ چہوڑ کر دوسری جانب کو بہنے لگا پہر ناگاہ اپنا خاص مقام خالی دیکر چار کوس
پیچہے ہٹ گیا مینے اون لوگونسے کہا کہ دیکہو اب کوئی دم مین آب دریا اس کوہ گردون شکوہ کی پابوسی کو حاضر
ہوتا ہے میرا یہہ کہنا ہی تہا کہ چاروطرف سے سمٹ کر پانی نے ایک جست کی تو طرفۃ العین مین اوس پہاڑ کے اوپر
کمر کمر آگیا اکثر آدمیونکے پاؤن اوکہڑ گئے اور پتا نلگا کہ کدہر گئے مگر فضل ایزد متعال شامل حال تہا کہ جسطرح آیا تہا اوسیطرح
واپس گیا اور وہ دہوان بہی موقوف ہو گیا باقی ماندونکو آرزوے وطن دامنگیر ہوئی مینے کہا کہ اب وہان کیا باقی رہا
جو یہہ ہوس دلمین سمائی ہے مگر اون کا نائرہ اشتیاق اس قدر مشتعل تہا کہ میرے سمجہانے سے فرو نہوتا
ناچار مین نے بہی اون کی خاطر سے کہدیا کہ چلو مین بہی تمہارے ہمراہ چلتا ہون

فرد

ہوشمند یکہ بہ ہنگامہ مستان افتد — مصلحت نیست کہ ہشیار نماید خود را

جب وہان پہونچا تو یہہ تماشا نظر آیا کہ زمین جابجا زلزلہ کے صدمہ سے شق ہو کر بڑے بڑے غار پڑ گئے ہین
اور سب مکانات اونمین غرق ہو گئے ہین اونٹ اور بکریان وغیرہ جسقدر تہین مع مال و اسباب قارون کے پاس
تحت الثری مین پہونچ گئین اونکا نام و نشان تک باقی نرہا یہہ شہر اس صدمہ سے ایسا تباہ ہوا کہ اگر کوئی

بادشاہ اسکو تیار کرنا چاہے تو بیشک سالہاے دراز مین بھی تیار نہو سکیگا مگر باشندگان قدیم نے بہر صورت بود و باش اختیار کرکے جو لاشین عزیز ہموطنون کی دستیاب ہوتین اونکو دفن کیا۔ فرد۔ زندگی اک حباب کی سی ہے یہہ نمایش سراب کی سی ہے ۔ کبھی انسان سے عجائبات ظاہر ہوتے ہین جیسے مریض اونکی دعا سے صحت پاتے ہین اور خشکسالی مین مینہہ برستا ہے اور وبا زائل ہوجاتی ہے اور کبھی خسف اور طوفان اور سنگباری جو حیوانات و نباتات کی ہلاکت کا موجب ہے ہویدا ہوتے ہین اور کبھی نفوس انسانی نفوس اجنہ سے ملکر پیشین گوئی کرتے ہین اور کبھی بعض اشخاص فقط صورت ہی سے سیرت اور حال ماضی و استقبال بیان کر دیتے ہین اور کبھی انسان ایسا طلسم بیمثل ایجاد کرتا ہے کہ دوسرے آدمیونکو نہایت حیرت ہوتی ہے چنانچہ ایک شخص خلیفہ جعفر کی خدمت مین حاضر ہوا اور خلیفہ کی انگوٹھی طلب کرکے دریا مین پہینکدی پہر غلام سے ایک ڈبیہ لیکر ایک ماہی زرین نکالی اور اوسکو بھی دریا مین پہینکدیا تہوڑے عرصہ مین وہ مچہلی اوسی انگوٹھی کو منہہ مین لیتے ہوے نمود ہوئی عامل نے وہ انگشتری جعفر کے حوالہ کی اسیطرح ایک شخص کہلونے فروخت کرتا تہا کسینے اپنے لڑکے کے لئے خرید کیا اور بہت دنون تک وہ تحفہ رکہا رہا ایکروز اوسنے بت پرستی کی ممانعت کا خیال کرکے اوسکو پہینکدیا وہ تصویر دونون پاؤن کے کہڑی ہوگئی تین مرتبہ اوسنے اسیطرح اوٹہا اوٹہا کر پہینکا وہ ہر مرتبہ کہڑی ہوجاتی تہی جب تو زمین کی خاصیت جانکر کہودنا شروع کیا وہان سے خزانہ برآمد ہوا اوس مرد ہوشمند نے معلوم کرلیا کہ یہہ تصویر خاص واسطے دریافت دفاین کے موضوع ہے چنانچہ جب امتحان کیا درست پایا اور ایک قسم عجائبات یہہ ہے کہ انسان کو یک بیک ہیبت ناک شکل نظر آجاے اس کی دو صورتین ہین ایک حالت خواب دوم عالم بیداری پس اگر خواب مین ایسی چیزونکا ظہور ہو تو بیداری مین اوسکا اثر باقی نہین رہتا اور بعضے خواب سچ بھی ہوجاتے ہین اوسوقت البتہ رنج یا فرحت سے دل متاثر ہوتا ہے اور اکثر بیداری مین بھی اوسکے آثار ظاہر ہوتے ہین شکل اول جسکا اثر ظاہر نہو جیسے خواب مین اوڑنا یا ہاتہی اور شیر اور سانپ وغیرہ سے ڈرنا یا دریا مین غرق ہوجانا یا بلندی سے گرنا یا آگ مین جلنا یا لڑائی مین زخمی ہونا یا بیماری سے مرنا یا کسی وحشت پر خطر مین پہونچنا یا کسی بلا سے دوچار ہونا کہ جسکا خوف بیداری مین رفع ہوجاتا ہے یا خواب مین ایک عرصہ دراز کا منقضی ہونا یا سلطنت وگدائی وغیرہ اور جو خواب سچ ہوجاتے ہین اونکی یہہ حقیقت ہے کہ ایک شخص کی بیش قیمت انگوٹھی گم ہوگئی ہرچند تلاش کی سراغ نہ ملا اوسکو نہایت رنج و ملال تہا ایکروز سوتا تہا کہ دروازے کے کہٹکے سے خدمتگارونکی آنکہہ کہل گئی اور پاؤن کی آہٹ معلوم ہوئی دیکہتے ہین کہ اونکا آقا باہر سے آکر اپنے پلنگ پر لیٹ رہا مگر اس شکل سے آیا کہ ننگے سر ننگے پیر ایک چادر اوڑہے ہوے تہا یہہ حال مشاہدہ کرکے ملازمون نے آواز دی کہ میان آپ اسوقت کہان گئے تہے مگر اوسنے جواب نہ دیا غرض جبکہ اون لوگون نے بہت شور و غل مچایا کہ میان تم کیون نہین بولتے اور تمہین ایسی جلدی کیا ہوگیا ابھی تو ہمنے دیکہا کہ تم باہر سے چپکے چپکے آنکر

عجائب عالم خواب

پلنگ پر لیٹ رہے جب تو صاحب خانہ خواب غفلت سے بیدار ہوا اور آنکھین ملکر کہنے لگا کہ عزیز تجھے اسقدر کیون وہم ہوا مجاہی ایک نے عرض کی کہ آپ اسوقت بحال پریشان سر و پا برہنہ کہان تشریف لیگئے تھے اور پھر واپس آنکر خاموش کیون ہوگئے اوسنے جوابدیا کہ مین اوسوقت نہایت غافل سورہا تہا تمنے مجھے جگا دیا ہے اور تو کچھ بات نہین تھی مگر مینے البتہ اسوقت ایک خواب دیکھا ہے یعنی ایک شخص کہتا ہے کہ تیری انگوٹھی شکار مین گر پڑی تھی اور وہ ایک چرواہے کو ملی اور اوسنے فلانے پہاڑ پر جو یہان سے تین میل ہے ایک مندر کے پیچھے زیر دیوار دفن کی ہے اگر اب چلتا ہے تو چل ورنہ صبح کو وہ وہان سے نکالکر دوسرے مقام پر پوشیدہ کریگا پھر ہاتھ آنا دشوار ہے یہہ سنتے ہی مینے کہا بہتر ہے اور اوسیوقت پہاڑ کیطرف روانہ ہوا وہان جاکر بتخانہ کی دیوار کے نیچے جو مین کہودتا ہون تو فی الحقیقت انگوٹھی موجود ہے مینے خوش ہوکر اوسکو پہن لیا اور اپنے مکان کی راہ لی جسوقت گہر مین پہونچا اور چاہتا تہا کہ یہہ انگوٹھی تم لوگونکو بھی دکھاؤن مگر تمنے اوسیوقت مجھکو جگا دیا اور میری آنکھ کہل گئی خدمتگارون نے کہا کہ حضور یہہ بھی عجب طرحکا خواب ہے ابھی تو آپ ہمارے سامنے باہر سے تشریف لائے ہین خیر بھلا یہہ تو فرماتیے کہ وہ کون شخص تہا جسنے انگشتری کا نشان دیا اوسنے کہا کہ مین اوسکو نہین پہچانتا اور کبھی اوس پہاڑ پر بھی میرا گذر نہین ہوا البتہ شکار کیواسطے تو شاید گیا تہا اتنے مین ایک نے کہا کہ حضرت بھلا اپنا ہاتھ بھی آپنے ملاحظہ فرمایا اوسنے جبکہ اونگلیون پر نگاہ کی تو فی الحقیقت وہی انگوٹھی موجود تھی جب صبح ہوئی تو جا بجا اسبات کا چرچا پھیلا اور جسنے سنا اوسکو کمال تعجب ہوا اسیطرح ایک شخص نے خواب مین دیکھا کہ ایک پری کہتی ہے کہ اوٹھ میرے ساتھ چل اوسنے انکار کیا دوبارہ کہا کہ اگر آج میرے ساتھ چلتا ہے تو بہتر ورنہ کل مین زبردستی تجھے اوڑا لیجاؤن گی یہہ سنکر وہ خاموش ہورہا صبح کو سب دوستون اور عزیزون سے یہہ خواب بیانکیا سبنے کہا کہ وہم وخیال ہے کچھ اندیشہ نکر غرض جب دوسرے روز رات کو سویا تو صبح بستر پر نہ تہا مؤلف ؎ پری کے پر لگا کر اوڑ گیا ملک سلیمان مین ؎ ترا دیوانہ اپنے آپ جا پہونچا پرستان مین ؎ اسیطرح ایک شخص نے خواب دیکھا کہ کوئی کہتا ہے تیری موت قریب آگئی اوٹھ کر سب سے رخصت ہو اور مرنیکی تیاری کر یہہ سنتے ہی اوسیوقت اوٹھ بیٹھا اور سب گہر والونکو جمع کرکے احوال خواب ظاہر کیا سبنے کہا کہ ہم ایسے بہت کچھ خواب دیکھتے رہتے ہین اس سے کیا ہوتا ہے تو ہرگز غم نکر اوسنے ہرچند کہا میرا دل گواہی دیتا ہے کہ مین زندہ نرہونگا مگر کسینے کچھ خیال نکیا صبح کو بستر پر مردہ پایا اسیطرح ایک شخص نے خواب دیکھا کہ مین ملک ہند سے سلطنت روم مین پہونچگیا ہون اور قصر بادشاہی کی بخوبی سیر کی صبحکو خواب سے اوٹھکر اوس عمارت کا نقشہ ایک کاغذ پر تیار کیا اتفاقاً ایک عرصہ دراز کے بعد سفر روم پیش آیا اور اس سے پیشتر کبھی اوسطرف جانیکا اتفاق نہوا تہا وہان پہونچکر قصر قیصر کا ملاحظہ کیا اور ہر مقام کو خواب کے مطابق پایا لیکن ایک نیا کمرہ کسی جانب نظر آیا جو خواب مین ندیکھا تہا نہایت تعجب سے دریافت کیا کہ یہہ کمرہ کیسا ہے داروغہ عمارت نے بیانکیا کہ یہہ پہلے نہ تہا فی الحال چند روز ہوے کہ بحکم سلطان سے نیا بنایا گیا ہے غرضکہ اس قسم کے رویا کے

صادقہ اکثر ہوتے ہین اب سنو کہ جو عالمِ بیداری مین خوف طاری ہوجاتا ہے اوسکی چند صورتین ہین **اول بہوت** اسکو وصف کیا ہے کہ ایک شخص ہیبت ناک چوٹی والا ناک مین باتین کرتا ہے **دوم چڑیل** اسکو وصف کیا ہے کہ پاؤن کی ایڑیان سامنے اور پنجے پیچھے کو پھرے ہوے ایک عورت ہے **سوم غولِ بیابانی** اسکو وصف کیا ہے کہ ایک شخص مشعلین روشن کرکے جنگل مین دوڑتا پھرتا ہے اور لوگونکو راستہ بہکا دیتا ہے **چہارم شہابہ** اسکو وصف کیا ہے کہ ایک لشکر مع خیمہ اور فیل واسپ شتر وغیرہ نمودار ہوکر صحرا مین یا کوہسار پر مقیم نظر آتا ہے جسقدر قریب جاؤ دور ہوتا جاتا ہے **پنجم خبیث** اسکو وصف کیا ہے کہ ایک شخصِ مہیب کسی مقام تیرہ وتاریک مین اسطرح نظر آتا ہے کہ موںہہ مین سے انگارے اور نتھنون مین سے چنگاریان اور سانس کے ساتھہ شعلے نکلتے ہین **ششم ڈاین** اسکو وصف کیا ہے کہ ایک عورت چرخ پر سوار نہایت جوش وخروش مین کسی تنہا مقام پر انسان وحیوان وغیرہ کا کلیجہ چٹ کرجاتی ہے **ہفتم شیاطین** اسکو وصف کیا ہے کہ خلقتِ آتشی انسانون کی گمراہی پر مسلط ہے اور طرح طرح کے وسوسے اور خیالاتِ فاسد پیدا کرتے ہین **ہشتم دیو** اسکو وصف کیا ہے کہ ایک عجیب الخلقت بہت بڑا جاندار جسم ہے سر پر دو سینگ اور ہاتھی کے مانند پاؤن اور مختلف صورتین اور پشت پر ایک دُم اور بازون پر دو پر ہوتے ہین **نہم جنات** اسکو وصف کیا ہے کہ پرند انسانون کی صورت ہین مگر شکل بدلنے کا اختیار رکھتے ہین دیو انسانون کو کہاجاتے ہین مگر یہہ نہین کہاتے **دہم پری** یہہ ایک خلقتِ آتشی نہایت حسین وجمیل اور وجیہہ وشکیل ہے عورتون کی صورت پر اور سب کی سب پر پرواز رکہتی ہین انکے بچونکو پریزاد کہتے ہین **یازدہم شہید** اسکو وصف کیا ہے کہ گردن سے قدم تک ایک جسم خون آلود اور سفید پوش ہے اسکا سر یا اسکے ہاتہہ مین لٹکتا ہوتا ہے یا آگے آگے علیحدہ چلتا ہے **دوازدہم بلیات** اسکو وصف کیا ہے کہ ارواحِ خبیثہ ہین اور ہر شکل مین نظر آسکتی ہین اور ہر قالب مین سما سکتی ہین انسان کی دشمن اور درپے ہلاک **سیزدہم ہمزاد** اسکو وصف کیا ہے کہ ہر انسان کے ساتھہ ایک شیطان پیدا ہوتا ہے اور وہ عمل کے سبب سے اکثر تسخیر وفرمانبردار ہوجاتا ہے **چہاردہم موکل** یہہ بطور فرشتگانِ سفلی کے ہین عمل کے تابع رہتے ہین عامل وغیرہ کو اکثر ڈراتے ہین مگر جب عمل تمام ہوجاتا ہے تو اوسکے محکوم بنجاتے ہین **پانزدہم بیر** یہہ بہی شیطان کی قسم مین ہین منتر وغیرہ اور عملیاتِ سفلی کے مطیع رہتے ہین اسمائے الٰہی کے سنتے ہی فرار ہوجاتے ہین اور کلماتِ کفر سے سنتے رہتے ہین **شانزدہم ہیسا سور** اسکو وصف کیا ہے کہ ایک پردار ہیسا قوی الجثہ سؤر کیطرح دو بڑے بڑے دانت رکہتا ہے **ہفدہم موہنی** اسکو وصف کیا ہے کہ سانپکا مادہ اگر بارہ برس پانی نہین پیتی تو ایک خوبصورت عورت بنکر انسانون کو اپنے دامِ فریب مین پہنساتی ہے **ہیجدہم زچا** اسکو وصف کیا ہے کہ جب کوئی عورت بعد وضعِ حمل کے چہٹی یا چلّے کے اندر مرجاتی ہے تو ایک قسم کی چڑیل بنجاتی ہے **نوزدہم ناداں** اسکو وصف کیا ہے کہ بعضے چہوٹے بچے مرجانیکے بعد

ایک ایسی چیز بنجاتے ہین کہ جب وہ کسیکے سر پر سوار ہوتے ہین تو اونکا اوترنا مشکل ہے نہ وہ کسیکی سنتے ہین نہ اونکی کوئی سمجھتا ہے بسبب پلید اسکو وہم کیا ہے کہ جب کوئی شخص حاجت غسل مین ہلاک ہوتا ہے یا خودکشی کرتا ہے تو وہ ایک قسم کا ہولناک وجود اختیار کرلیتا ہے غرضکہ ہمنے جو یہہ بہی چیزین بیان کین اکثر عالم ہستی مین انکے سبب سے انسانکو ہیبت و وحشت اور اندیشہ ہلاکت متصور ہے اگر کسی مکان مین کوئی مردہ رات کو تنہا پڑا رہجائے تو اوسکے قالب مین کوئی نکوئی چیز انمین سے اکثر داخل ہوجایا کرتی ہے **حکایت** ہے ایکبار ایسا اتفاق پڑا کہ چند آدمی گہوڑون پر سوار ہمسفر ہوئے ایک گانو مین شام کو مقام کیا اوسوقت اونمین سے ایک شخص نے کہا کہ یہان سے تین کوس کے فاصلہ پر ایک قصبہ ہے اوسمین ایک میرا دوست رہا کرتا ہے اوس سے بہی ملاقات کرتا چلون جب اوس مقام پر پہونچا تو دیکہا کہ تمام قصبہ جلکر خاک سیاہ ہوگیا ہے جیمین آیا کہ واپس چلدیجئے مگر سوچا کہ دوست کے مکان پر بہی چلنا ضرور ہے جسوقت وہان گیا دیکہتا کیا ہے کہ مکان جل چکا ہے مگر دروازہ اندر سے بند ہے اسنے گمان کیا کہ شاید میرا دوست موجود ہوگا پہر اسکو آواز دی ناگہان اندر سے جواب آیا کہ مین دروازہ کہولتا ہون آپ توقف کیجئے اتنے مین دروازہ کہل گیا اور یہہ کہڑے سے اوسکے مکان مین داخل ہوا اوسوقت نصف شب گذری تہی اسکو ایک عجیب کیفیت نظر آئی یعنے ایک چارپائی پر ایک نعش ورم کے سبب سے نہایت پہولی ہوئی کہ جسکی بدبو سے دماغ پریشان ہوتا تہا پڑی ہوئی ہے اور اوسکی بالین پر ایک چراغ روشن ہے جسکے باعث اوسکا چہرہ مہیب ناک بخوبی دکہائی دیتا تہا اوسکا سر گویا کہ ایک مقبرہ کا گنبد کہین دونون آنکہین مشعل سوزان سے زیادہ روشن ناک اوسکی منقار سیمرغ سے کلان دو دانت ہاتہی کیطرح منہ سے باہر عیان ہوتے تہے ہونٹونکا یہہ عالم کہ دونون باچہین بناگوش سے متصل اور رخسارہ سیاہ روبرو سمرین جسکی متصل کوتاہی گردن کا یہہ عالم کہ سر سینے مین ابہی اوترجائیگا جسم کی یہہ بدبو کہ تمام جہان عنقریب تعفن سے بہرجائیگا غرضکہ سراپا اسی پر قیاس کرلینا چاہئے اوسے دیکہتے ہی کہنے لگا کہ آؤ بیٹہو اوسنے اپنا دل بہت سخت کرکے کہا کہ آپکا مزاج کیسا ہے ناگہان اوس تن بیجان مین سے آواز آئی کہ ہمارا حال کیا پوچہتے ہو تین روز ہوئے کہ اس گانون پر ڈاکہ پڑا کہ سب لوگ بہاگ نکلے اور کچہہ مارے گئے مین بیخبر سوتا تہا کہ ڈاکہ والون نے اس قصبہ مین آگ لگادی مین بہی اسی سبب سے جلبہنکر کباب ہوگیا ہون اسواسطے خاطرداری سے معذور رہا مگر ذرا ٹہیر جائیے کہ رسم مہمانی ادا کرون جب تو یہہ شخص بہت ہی گہبرایا اور کمال تعجب ہوا کہ اسکے بدن کیا بلا سماگئی ہے اور تہر تہر کانپنے لگا پہر اوس نعش نے کہا کہ آپ کچہہ خوف نہ کیجئے اور آج شبکو یہین تشریف رکہئے اوسنے جواب دیا کہ حضرت مین صرف آپکی ملاقات کو حاضر ہوا تہا اب رخصت ہوتا ہون یہہ سنتے ہی اوس پیکر بےروح نے یکبارگی اپنی شکل مہیب کو غضبناک بناکر گول گول اور نیلی نیلی آنکہین باہر نکال بڑے بڑے اور پیلے پیلے دانت کہول اور پانچ سن کا سر ہلاکر خنخنی آواز سے کہا کہ اب کہان جاسکتے ہو اور فوراً چراغ گل ہوگیا جب تو وہ شخص اوٹہکر بہاگا اور جہٹ پٹ دروازہ باہر سے لگادیا پہر نہایت

حکایت

چستی وچالاکی سے سوار ہوگیا اتنے مین وہی نقش دیوار سے اوڑکر باہر آپڑی چارپائی بہی اوسکی پشت سے چسپان تہی اور ایک آواز دی کہ خبردار اب کہان جاتا ہے سوار نے گہوڑے کو کوڑا کیا اور ہوا ہوگیا مگر جب پیچہے پہرکر نگاہ کرتا تو وہ ساتہہ ہی اوڑتی ہوئی چلی آتی تہی غرض تین کوس اسی صورت بہاگتا ہوا چلا پہونچا اور وہ چارپائی بہی اوسکے ساتہہ ہی پہونچی اوسوقت ہم راہیون پر نگاہ پڑی تو کہا خدا کے واسطے مجہے بچاؤ یہہ کہتے ہی گہوڑے سے گرپڑا سب لوگون نے دوڑکر اوسکو اوٹہا لیا تمام رات بیہوش رہا صبحکو جب کچہہ ہوش آیا تو دوستون سے اپنی سرگذشت بیان کی جب اون لوگون نے باہر جاکر دیکہا تو حقیقت مین تہوڑی دور ایک چارپائی میدان مین پڑی ہے اور ایک مردہ بہی سوختہ وبریان اوسپر بیحس وحرکت موجود ہے وہ بلا تو جانگزا اوس قالب سے نکلکر چلی گئی تہی اوسکو دفن کردیا اور وہ لوگ منزل مقصود کو روانہ ہوگئے ابہی تہوڑی دور چلے تہے کہ ناگاہ لب گور سے نہایت زور وشور سے یہہ آواز خدا ساز پیدا ہوئی جسکو سب نے سنا

فرد

پس از مردن بہی آزار وحشت تہا مرے تن مین ۔ کہ اپنے پاؤن سے مین آپ پہونچا اپنے مدفن مین

اے خرد پرور اسطرح کی بہت صورتین پیش آتی ہین مگر ایک عجیب وغریب کیفیت جو میری نظر سے گذری ہے اوسکا بیان بہی لطف سے خالی نہین ہے مین سفر مین تہا اور مجہے تنہا ایک صحرائے لق ودق مین شام ہوگئی دس دس کوس تک چارون طرف آبادی کا نام ونشان نہ تہا اوسوقت مین ایکدرخت کے نیچے فروکش ہوا اور دلمین طرح طرح کے توہمات پیدا ہونے لگے کبہی آسمان کی جانب نظر کرتا اور کبہی مین چارون طرف آنکہہ ڈالتا قاعدہ ہے کہ جب انسان تنہا ہوتا ہے اور طبیعت کو متوجہ کرنیوالی کوئی شی پاس نہین ہوتی تو وہ اپنے مشغلے سے مایوس ہوجاتی ہے اور قوت واہمہ عقل کو مغلوب کرلیتی ہے غرضکہ اوسی حالت مین یکایک نصف شب کو مغرب کی طرف سے ایک روشنی نمودار ہوئی گویا صبح کے آثار نظر آنے لگے مجہے تعجب ہوا کہ آفتاب کو عجب طرح کی رجعت قہقری ہوئی کہ جس طرف سے غروب ہوا تہا اوسیطرف سے پہر طلوع ہوتا ہے اتنے مین جنوب وشمال کی طرف سے بہی وہی کیفیت نمود ہوئی پہر مشرق کی طرف سے بہی ظہور صبح کی علامت نظر آئی اور ناگاہ چارون طرف سے چار آفتاب جلوہ گر ہوئے اور افق سے بلند ہونے لگے مین کمال وفور حیرت سے اوس درخت پر تکیہ کرکے نقش بدیوار ہوگیا کہ آج تک اس طرح کا واقعہ تعجب خیز اور سانحہ حیرت انگیز آنکہون سے دیکہنا تو ایک طرف بلکہ گوش ہوش سے بہی نہ سنا تہا جبکہ پہر بہر مین وہ اپنے افق حسی سے پینتالیس درجہ بلند ہوئے تو اسطرح نظر آنے لگے گویا ایک سپر فولادی پر چار آفتابی پہول نصب ہین اب وہ میری طرف متوجہ ہوئے اور مجہے دیکہا ایسا

محسوس ہوا کہ گویا آسمان پہ سے ٹوٹ کر زمین پر گر پڑے مگر جسوقت وہ زمین سے سوا نیزے کے فاصلے پر آپہونچے تو بدستور قدیم اوس مقام پر قائم ہوگئے مجھسے نہایت قریب تہے اور مین ہرچند اون پر نگاہ جماتا تہا مگر کیا مجال کہ نظر کام کرسکے یکایک اون مین سے چار چہرہ نورانی نہایت ہیبت ناک نمودار ہوئے اور میری طرف مخاطب ہوکر کہنے لگے کہ اے فرزانہ روزگار ہمارا شہریار عالی وقار آپ کی ملاقات فرحت آیات کا اشتیاق مالا یطاق ہے اور یہہ پیغام دیا ہے کہ اگر اجازت ہو تو مین حاضر ہوکر نیاز حاصل کرون اگرچہ اوس وقت میرے حواس بجا نہ تہے مگر مین نے نہایت استقلال کے ساتہہ اون کے سوال کا یہہ جواب دیا کہ میری طرف سے خدمت فیضدرجت مین یہہ رباعی گذارش کرنا

رباعی

گر شاہ تفقد بہ گدائے بکند — ور لطف نظر بہ بے نوائے بکند
از دست گدائے بے نوا ناید ہیچ — جز آنکہ بصدق دل دعائے بکند

میرا یہہ رباعی پڑہنا تہا کہ وہ چارون آفتاب یکبیک نظر سے غائب ہوگئے اور تمام وحشت صحرا مین اس قدر اندہیرا چہا گیا کہ ہاتہہ کو ہاتہہ نہ دکہلائی دیا تہوڑی دیر کے بعد آسمان پر چہوٹے بڑے لاکہون تارے ٹوٹتے ہوئے نظر آئے اور جو تارا ٹوٹتا ہے زمین پر گر پڑتا ہے پہر شعلہ آتشین کیطرح بہڑک کر ہر ستارے مین سے ایک پیکر مہیب باہر نکل آتا ہے چنانچہ تہوڑے ہی عرصہ مین وہ صحرائے وحشت افزا بیشمار اشکال مختلف الاعضا سے بہر گیا اکثر کے ہاتہون مین دس دس مشعلین روشن ہین اور اون مین سے کچہہ سرگرم اہتمام ہوا اسکے ایک فرش مکلف نہایت سفید کہ جسکے روبرو چاند کی چاندنی میلی تہی اس وسعت کے ساتہہ اوس بیابان ویران مین بچہایا گیا کہ جہانتک مرغ نظر پرواز کرتا اوسکے سوا کچہہ اور نظر نہ آتا جب ہر طرح کا اہتمام ہوچکا ناگہان زمین کو ایک سخت زلزلہ آیا اور خط استوا و خط محور کے نقطہ تقاطع پر سے آسمان شق ہوگیا اور ایسی ایک آواز سخت پیدا ہوئی کہ جیسے پچاس ہزار توپین میرے کان کے برابر چل گئین اوسکے صدمے سے ایک خفیفسی بیہوشی مجہپر طاری ہوئی مگر بہت جلد ہوش مین آگیا دیکہتا ہون کہ ایک تخت مرصع جواہر نگار جسکا ہر جواہر ہفت اقلیم کی قیمت سے بہی گران بہا ہے اوسکے چارون پایون پر وہی چارون خورشید انور جلوہ گر ہین اور تخت پر ایک شخص عجیب الہیئت غریب المنظر جلوس فرما ہے اوسکے چہرہ بصیرت افروز سے وہ درخشندگی و فروزندگی ہویدا ہے کہ چارون آفتاب جس کے حضور ایسے نظر آتے ہین جیسے آفتاب کے روبرو چاند بے فروغ ہوتا ہے زمین پر اوترا بادشاہ نے میرا استقبال کیا اور لیجاکر اپنے برابر بٹہالیا پہر فرمایا کہ اے فرزانہ روزگار تو مین پہچانتا ہے کہ ہم کون ہین مینے کہا کہ حضرت سلامت نہ مینے آپکو کبہی دیکہا ہے اور نہ آپکا اسم مبارک

جانتا ہون لیکن اسوقت آپکے اخلاق خسروانہ سے نہایت محظوظ ہوا کہ آپ نے اپنے دیدار پر
انوار سے دیدۂ دیدار طلب کو روشنی بخشی بادشاہ نے تبسم فرمایا اور ارشاد کیا کہ ہمارا نام
سلطان موہوم پیکر ہے اور سلطنت **عالم مثال** ہماری ذات خاص سے وابستہ ہے
اور دار السلطنت **حیرت آباد** اور یہہ چارون ہمارے وزیر ہین ایک **فروغ بوقلمون**
دوسرا **برق تحیر** تیسرا **جلوہ برزخ** چوتہا **نیرنگ خیال** بغیر ہماری اجازت کے اشکال
موہومات کا نظر آنا غیر ممکن اور ہمارے فرمانبردارون کو یہہ دستگاہ حاصل ہے
کہ ہر شخص خواہ عالم بیداری مین ہو یا حالت خواب مین مگر اون کو بخوبی دیکھہ سکتا ہے اور
ہمارے فرمان بردارون کو اختیار ہے کہ ہر صورت سے نگاہ اہل عالم پر ظاہر ہو سکتے ہین
موالید ثلثہ یا اربعہ عناصر مین وہ شئے داخل ہو یا خارج اور ہمارے فرمان بردارون کو
اختیار ہے کہ جس قدر جسم چاہین بڑہا لین اور جسقدر چاہین گہٹا لین یہان تک کہ دونون
صورت مین نگاہ کام نکر سکے اور ہمارے فرمان بردارون کو اختیار ہے کہ ہر شئے کو نظر سے
غائب کر سکتے ہین اور جس چیز کو چاہین دکہلا دین اگرچہ وہ کہین ہو اور ہمارے فرمانبردارونکو
اختیار ہے کہ جس کو چاہین ہلاک کر ڈالین اور جس سے چاہین درگذر کرین غرض اس قسم کے
بہت کچہہ اصول موضوعہ اور علوم متعارفہ بیان کرکے محبت سے فرمایا کہ اگر کچہہ
تماشا دیکہنا منظور ہے تو ہم دکہلائین مین نے کہا کہ عین عنایت وکرم گستری اور
نوازش والطاف پروری ہے **موہوم پیکر** نے فورًا ہزار شخصون کو اپنے سامنے طلب فرماکر
کہاکہ یان فرزانہ روزگار کی تفریح خاطر بدولت کو منظور ہے تم کچہہ سیر دکہلاؤ
وہان حکم کی دیر تہی کہ وہ سب کے سب اپنی شکلین بدل کر بہت خوب صورت بنی آدم بنگئے
ایک آدمی آگے بڑہ کر آداب بجالایا اور دوسرے کو کچہہ اشارہ کیا اوس نے جہپٹ کر
اس کے سینے مین ایک ٹکر ماری اور جسم سے لپٹ کر غائب ہوگیا اب یہہ شخص جو
کہڑا ہوا تہا دو آدمیون کے برابر اکیلا معلوم ہونے لگا پہر تیسرا آیا اوس نے
بہی یہی حرکت کی اور اوس کے بدن مین سما گیا وہ سہ چند نظر آنے لگا حاصل
کلام یہہ ہے کہ اسی طرح وہ ایک کم ہزار آدمی سب اس کے بدن مین پیوست
ہوگئے اور یہہ شخص تن تنہا ہزار آدمیون کے برابر فربہ اور تنومند بن گیا

اوس کی تصویر یہہ ہے



پھر بادشاہ نے کچھہ حکم دیا یہہ اوسیوقت اسقدر بڑہا کہ آسمان سے مل گیا اور پاؤن زمین پر قایم رہے اور پاؤن پر
دو شہپر نمودار ہوئے دہن مین سے کوہ آتشین سے نکلنے لگے نتہنون مین سے ہزارہا زبالہ دار ستارے شہاب ثاقب کیطرح ٹوٹتے نظر آتے
پھر بادشاہ نے ایک اشارہ کیا فوراً وہ گھٹنا شروع ہوگیا یہانتک کہ بالشت بہر کا قد و قامت رہگیا اور ایک بالشت کی
چوٹی سر پر ہوا سے اور بڑی عجیب صورت ہوگئی سلطان موہوم نے مجھے حکم دیا کہ تم اسکی چوٹی کاٹ لو آج سے یہہ
تمہارا غلام ہوا چنانچہ مینے اوسیوقت بلا تامل جیب مین سے چاقو نکالکر کمال چالاکی سے اوس کی چوٹی بیشکین تراش لی



پہر بادشاہ نے فرمایا کہ ایک درخت تہا وہ بہت خوبصورت صنوبر بن گیا پہر کہا کہ پتہر ہوجا اوسیدم وہ ایک چہوٹا سا پتہر ہوگیا مجہسے کہا کہ اسکو تم لیلو مین نے سلام کیا اور وہ پتہر اوٹہاکر اپنی جیب مین رکہہ لیا اور کہا کہ بندہ رخصت ہوتا ہے موہوم پیکر نے دریافت کیا کہ آپ کس مقام کا ارادہ رکہتے ہین مینے کہا کہ فی الحال میرا ارادہ بجانب کوہ نورافشان ہے کہ تمام جہان کی سیر سے دل سیر ہوچکا

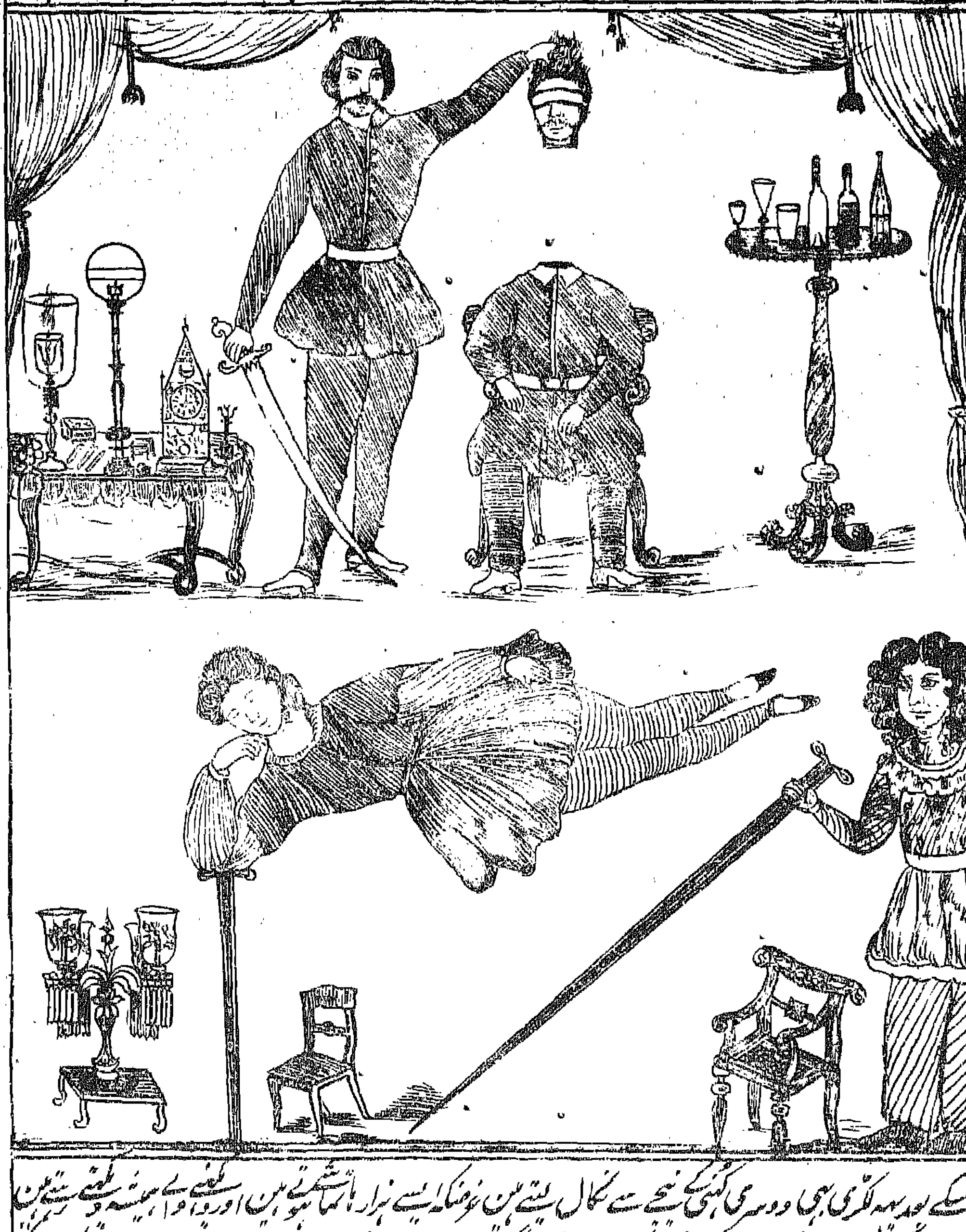
مؤلف

بہت کچہہ کر چکے صحرا نوردی — نہین اب طاقت آوارہ گردی
ہوئی مدِ نظر تنہا نشینی — پسند طبع ہے عزلت گزینی
کسی غول بیابانی سے کہدو — کہ اس کو اپنے مسکن مین جگہ دو
ہوئی ہے انسیت بیگانگی سے — جنون منظور ہے فرزانگی سے
جو غولون سے کوئی پوچہے کدہر ہے — تو کہدین یہہ کہ مفقود الخبر ہے

سلطان موہوم پیکر نے کہا کہ اے فرزانہ روزگار تم آنکہین بند کرکے تصور کرو کہ مین کوہ نورافشان پر پہونچگیا پہر آنکہین کہولدو چنانچہ جسوقت مینے اوسکے قول پر عمل کیا تو فی الحقیقت وہین موجود تہا اور اوس مقام سے یہہ پہاڑ چہہ ہزار بارہ کوس تہا اور اسوقت جو ہمارا قلمدان ایک چشم زدن مین یہان اوٹہالایا وہی ہے جو ہماری جیب مین پڑا ہوا ہمارے ساتہہ چلا آیا تہا اے خردپرور یہہ واقعہ بچشم خود دیدہ مینے بیان کیا اور دوسرے لوگون پر بہی اکثر ایسی وارداتین گذری ہین کہ حیرت سے خالی نہین مگر بیان اوسکا طول و طویل ہے اس نظر سے ہم اصل مطلب کی طرف رجوع کرتے ہین یعنی وہ دوسری قسم کہ جسکا سلسلہ ابتک موجود ہے اوسکی بہت صورتین اور مختلف اقسام ہین چنانچہ کچہہ قاعدے فیلسوفون مین مروج اور کچہہ طریقے بازیگرون مین جاری ہین جہانگیر بادشاہ کے زمانہ مین جو تماشا ہوا تہا توزک جہانگیری مین تمہاری نظر سے گذر چکا ہے اوسکو تو ایک عرصہ دراز منقضی ہوا مگر اس زمانہ مین بہی اکثر ایسے تماشے نظر سے گذرتے ہین کہ خلق اللہ کو تعجب ہوتا ہے چنانچہ ایک آدمی کو کرسی پر بٹہاکر کلوری فارم یعنی داروے بیہوشی سونگہاتے ہین جب وہ بیہوش ہوجاتا ہے تو تلوار سے اوسکا سر علیحدہ کرکے ہاتہہ مین لٹکالیتے ہین کہ تازہ تازہ خون رگون سے جاری ہوتا ہے پہر وہی سر اوسکی گردن بریدہ سے ملاکر زندہ کردیتے ہین اور یہہ تماشا ہجوم عام مین بہی ہوتا ہے اور اسیطرح ایک شخص کو کرسی پر ایستادہ کرکے دو لکڑیان دونون کہنیون کے نیچے ٹیکن کے طور پر لگاکر وہ کرسی پاؤن کے نیچے سے نکال لیتے ہین اور آدمی اوسی طرح بے حس و حرکت کہڑا رہتا ہے پہر دست چپ کی کہنی کے نیچے سے لکڑی نکال لیتے ہین اور وہ صرف ایک لکڑی کے سہارے پر معلق کہڑا رہتا ہے پہر دونون پاؤن اوٹہاکر آہستہ آہستہ

شعبدہ اور بازیگری

اسقدر بلند کرتے ہین کہ جسقدر ٹیکن سے سر بلند ہوتا ہے اور وہ شخص ہوا پر معلق لکڑی کے سہارے رہجاتا ہے



اسکے بعد یہہ لکڑی بھی دوسری کہنی کے نیچے سے نکال لیتے ہین غرضکہ ایسے ہزار ہا تماشے ہوتے ہین اور ہوا کئے ہمیشہ دیکھنے مین
پھر وہ دنیا جو مشہور ہین ہرگز یہہ کم نہونگے ہان جیسے بھی رہینگے افسوس ہم نہونگے اسے خود پرور ہمنے وعدہ کیا تھا کہ طلسمات
بابین ابجد جیرد کا ذکر کرینگے اسواسطے ضرور ہوا کہ ہمکو اوسکی کیفیت سے بھی مطلع کرین یاد رکھو کہ ہمنے جو قاعدہ مختصر الحروف و ایجاد کیا ہے
اوسمین الف عین ہمزہ کیواسطے حرف آ اور تے طوے کیواسطے حرف ت اور ثے سین صاد کیواسطے حرف س اور حے ہے کیواسطے حرف ہ
اور ذال زے ضاد ظوے کیواسطے حرف ز اور سین شین کیواسطے حرف س قرار دیا ہے چنانچہ وہ مختصر الحروف موسوم بہ ابجد جیرد یہہ ہے ابجد
ہوزی کلمن سعفص رشخ ق اور انمین حروف ہندی و فارسی کیواسطے بھی ایک عمدہ اشارہ ہے جسکے سبب یہہ عقدہ حل ہوجاتا ہے
اس ابجد کے ہر حرف مین ایک طلسم عجیب نہان ہے کہ انسان اپنی آنکھین بند کرکے صد ہا چیز کا نام بتا سکتا ہے

وہ قاعدہ یہہ ہے

بیان کرو	کرو بیان	تم بیان کرو	بیان کرو تم	بتادو	بتاؤ	تم بتاؤ
ا	ب	ج	د	ہ	و	ز
بتاؤ تم	دریافت کرو	کرو دریافت	تم دریافت کرو	دریافت کرو تم	غور کرو	
ی	ک	ل	م	ن	س	
کرو غور	ظاہر کرو	کرو ظاہر	کیا چیز ہے	کیا جنس ہے	کیا شے ہے	
ف	ث	خ	ع	ر	ق	

اس سے یہہ مطلب ہے کہ جب ہم آئین سے کوئی لفظ بیان کرین تم سمجھ لو کہ اوس لفظ کے نیچے جو حرف ہے وہی تعلیم کیا ہے مثلاً خرد کا لفظ دریافت کرنا ہے تو پیشتر کہین گے کہ کرو ظاہر تم خ سمجھ لینا پھر کہین گے کہ کیا جنس ہے تم ر سمجھ لینا پھر کہین گے کہ بیان کرو تم تم دال سمجھ لینا اور جب ہم خاموش ہوجائین تو تم اون حرفون کو ترتیب وار جمع کرکے بلاتکلف خرد کہدینا اب سنو کہ جلد اور جلد کہو کا لفظ تبدیل حروف کیواسطے مقرر ہے جیسے کہو کہ دریافت کرو یہہ ک ہے اور جلد دریافت کرو یہہ گ ہوا یا غور کرو یہہ س ہے اور جلد غور کرو یہہ ش ہوا اور کیا جنس ہے یہہ ر ہے اور جلد کہو کیا جنس ہے یہہ ڑ ہوا وعلیٰ ہذالقیاس ہر چیز اصطلاح معلوم کرکے بیان کرنے سے لوگونکو اسقدر استعجاب ہوتا ہے کہ غیب دانی اور کرامت پر محمول کرتے ہین یا جانتے ہین کہ کسی عمل وغیرہ کے زور سے کوئی جن یا موکل انکا تابع ہوگیا اور وہ چپکے سے کان مین پھونکدیا کرتا ہے غرضکہ اصطلاح سیمیٔرم کے قواعد وضوابط اور فنِ سخن کے دقائق ومخفی سے بھی بخوبی واقف آگاہ کردیا اور اسی تعلیم وتعلّم مین چھہ مہینے گذر گئے شعورِ سخن رس حاصل ہوا اور ان دونون کو بہ آئینِ قدیم دربارِ شہریارِ عالی وقار مین لے گیا

امتحانِ ہفتم

مولف

آگاہی نیرنگِ طلسماتِ دو عالم | تقدیر کی خوبی سے ہے جاگیر ہماری
افسون ہے جو گفتار تو جادو ہے تکلم | اعجاز سے کچھ کم نہین تقریر ہماری

جسوقت یہہ دونون نظارگیان تماشا سے آرائیش بزمگاہِ دربارِ شاہی مین تشریف لائے بدستور سلطور انجمن آرائے محفل امتحان ہوئے عقلِ مجسم نے فرمایا کہ اے خرد پرور بیان کرو کہ اس کس علم وفن کا جوہر دکھلانا منظور ہے شہزادہ نامدار نے جواب دیا کہ اے شاہنشاہ ظلّ اللہ یہہ بندہ درگاہِ گیتی پناہ عجائبات وغرائبات ہر شہر ودیار سے خبردار اور طلسمات ونیرنجات حکمائے روزگار کا محرم اسرار ہوچکا ہے سلطان سطلے شان نے ارشاد کیا کہ ہماری دانست مین کارخانہ قدرت کی ہر چیز عجیب وغریب ہے پس کسی خاص شے کیواسطے

عجائبات روی زمین کا بیان

لفظِ عجیب و غریب کا اطلاق غیر ممکن ہے ضرور پرورے عرض کی کہ جنابعالی ہر چند فعل حکیم خالی از حکمت نہین لیکن تمام اشیاءے کائنات ایک حکم رکھتین تو کبھی خاص و عام کا لفظ موضوع ہوتا جو چیز ہر شخص کو ہمیشہ نظر آتی رہی ہے وہ کچھہ عجیب و غریب نہین کہلاتی بلکہ جو کچھہ کبھی نہ دیکھا ہو نہ سنا ہو وہ ایکبارگی نظر آجاتی ہے یا اوس کا ذکر سننے سے نیرنگ کاری صنعت اور ندرت قدرت آئینہ دل پر عکس افگن ہوتی ہے اوسکو عجائبات کے لقب سے ملقب کرتے ہین بادشاہ نے فرمایا کہ ایسی کیا چیزین ہین شہزادے نے گذارش کی کہ اون چیزون کا بیان اگرچہ نہایت طول و طویل ہے مگر یہہ ذرہ بمقدار تھوڑا سا اہلِ دربار کے گوشگذار کرتا ہے **مولف** عجائباتِ روی زمین ہہ اِنَّ ہٰذا عبرۃ للناظرین ہہ صانعِ حقیقی کی صنعتون کا بیان انسانِ ضعیف و نحیف کے دایرۂ حیثیت سے خارج ہے ایسی چشم بینا کہان کہ اوسکی قدرت کو دیکھے اور ایسی عقل رسا کہان کہ اوسکی صنعت کو سمجھے طبقاتِ زمین و آسمان اوسکے حکم سے معلق ہوا پر قائم ہین اوسنے صفحۂ افلاک کو کواکب سے زینت دی اور سطحِ خاک کو کوہسار رونق بخشی وہ مقبولانِ بارگاہ کبریا کہ جو ایک لحظہ مین تمام عالم کا مشاہدہ کرتے ہین اور وہ بادشاہانِ ذی جاہ و علا کہ تا بمقدور اکنافِ عالم کی سیر فرماتے ہین ادراکِ اصلِ صنعتِ باری اور دریافتِ کنہہ ندرت کاری مین حیران و پریشان اور پشیمان و سرگردان ہین پھر کسیکی کیا تاب و طاقت کہ اس راہِ دشوارگذار مین قدم رکھہ سکے مگر جسقدر اوسکی ہدایت و رہبری دستگیری کرتی ہے اوسقدر عقلِ باریک بین اس نعمتِ عظمیٰ و دولتِ کبریٰ سے بہرہ اندوز ہوسکتی ہے چنانچہ اکثر عجائبات بحر و بر بہنگام سیر و سفر اہلِ نظر پر جلوہ گر ہوتے رہتے ہین مثلاً **ولایتِ توران** مین دشت و کوہسار بکثرت ہین اور آبادی بہت کم وہان **قلماق** نام ایک صحرا ہے اوس صحرا مین ایک کنوان ہے اوسمین سے پارہ پیدا ہوتا ہے اوسے **چاہِ سیماب** کہتے ہین وہان کے باشندے اوس کنوئین کے چارون طرف زمین مین گڑہے کہود کر خوبصورت لڑکیون کو زرین ٹوپیان پہناکر چالاک گہوڑون پر سوار کرکے لبِ چاہ ایستادہ کرتے ہین اور وہ دختران صاحب جمال کنوئین مین سر جہکا کر باوازِ بلند کہتی ہین کہ خبردار ہو ہم آن پہونچے ہین یہہ سنتے ہی وہ کنوان اوبلنا شروع ہوتا ہے اور وہ حسین لڑکیان گہوڑے کو کوڑا کرتی ہین سیماب بہی کنوئین سے باہر نکلکر ایک کوس تک اونکا تعاقب کرتا ہے مگر وہ تیز رفتار گہوڑے ہاتہہ نہین آتے غرضکہ جب وہ لڑکیان نظر سے غائب ہوجاتی ہین تو سیماب واپس مراجعت کرکے اوسی کنوئین مین داخل ہوجاتا ہے اوسوقت گڑہون مین جو کچھہ باقی رہتا ہے اوسکو نکالکر دوسرے ملکون مین فروخت کرتے ہین اور اوسی ولایت مین دوسرا کنوان ہے اوسکو **چاہِ نخشب** کہتے ہین نخشب ایک حکیم کا نام تہا اوسنے از روے حکمت ایک چاند تیار کرکے اوس کنوئین مین اوتارا وہ ہر شب جلوہ گر ہوکر بارہ بارہ کوس چارون طرف روشنی پہونچاتا ہے اوسکو **ماہِ نخشب** کے لقب سے ملقب کیا ہے

ولایت توران

ولایت ایران

ولایت ایران وسیع و سیر حاصل ہے اوسمین ایک موضع کا نام دیہہ فرعون ہے وہان ایک قلعہ اوم تہر ہے اوسکو سنگ گرد کہتے ہین اوسمین یہہ تاثیر ہے کہ اگر سو آدمیون سے بہی زیادہ باہم بہ آوازِ بلند شور و غل مچاوین ہرگز ایک دوسرے کی نہین سنتا اور پوشنگ نام ایک گاؤن ہے وہان ایک ایسا کنوان ہے کہ اگر اوسمین ایک تنکا بہی گر پڑے تو وہ فورًا اوسکو باہر نکالدیتا ہے کسی انسان و حیوان کو اوسمین غرق ہونیکا خوف و خطر نہین کہ سب سلامت باہر نکلتے ہین اور ایک پہاڑ ہے اوسپر ہمیشہ برف گرتی ہے اوس برف کے نیچے ایک قسم کے پرند پیدا ہوتے ہین جب وہ برف پانی ہوجاتا ہے تو مرغ سبز رنگ نکلکر اوڑتے ہین اور جاتے ہین پھر وہان نہین آتے دوسرے پہاڑون مین اپنا آشیانہ بناتے ہین

ولایت ہندوستان

ولایت ہندوستان سبز و سیراب اور آباد و زرخیز ہے اوس ملک کے کوہستان مین ایک مقام پر زمین سے ایک شعلۂ آتش ہمیشہ نکلتا رہتا ہے قوم ہنود اوسکو جوالا مکہی کہتے ہین اور اوسکی پرستش کرتے ہین اور حدود دکن کے متصل ایک نہر ہے اوسکو دریاے سنگلین کہتے ہین انسان یا حیوان وغیرہ جو کچھہ اوسمین گر پڑتا ہے فی الفور پتھر کا ہوجاتا ہے اور ایک برف کا پہاڑ ہے وہان فیل مرغ اور شتر مرغ اور بلی کے برابر سفید چوہے سینگون والے اور چکور کے برابر مکھیان پیدا ہوتی ہین اور ایک صحراے عظیم الشان ہے وہان آدم دراز گوش اور آدم بلیا بیشمار سکونت رکھتے ہین اور ایک درخت ہے اوسمین آدمی کی صورت کا پہل آیا کرتا ہے مگر گفتگو نہین کرسکتا اور ملک دکہن مین ایک پہاڑ ہے اوسمین ایک غار تنگ و تاریک اور ہیبتناک ہے اوسکے اندر ایک اژدہا ہے خونخوار مردم آزار کا مسکن ہے شکل اوسکی بیل کی شکل سے مشابہ ہے اوس اژدہے کے مونہہ سے ایک چشمہ آب جاری ہے اور پہاڑ کے نیچے ایک بڑا موضع آباد ہے وہان ایک حوض مین وہ پانی جمع ہوتا ہے برس کے بعد اوسپر کف کے باعث غبار پیدا ہوجاتا ہے اوس موضع کے باشندے ظروف آہنی مین وہ کف اوٹھا لیتے ہین جسکہ اوسپر ہوا اور دہوپ اثر کرتی ہے فی الحال پتھر ہوجاتا ہے اوسکو زہر مہرہ کہتے ہین وہ ہر قسم کے زہر کو دفع کرتا ہے اور ایک چشمہ ہے کہ اگر انسان اوسمین گرے پیر ہے تو جوان ہوجاے اور جوان ہے تو چودہ برس کا لڑکا اور کامروپ ایک مقام ہے وہان ایک بہت بڑا پہاڑ ہے اوسکے نیچے ایک صحراے وسیع سرسبز و شاداب ہے جابجا پانیکے چشمے جاری ہین اور ہر قسم کے میوہ جات پیدا ہوتے ہین اوس جنگل مین ہاتہیونکی پیدایش بکثرت ہے اور پہاڑ پر سیمرغ کا آشیانہ ہے ہر روز وہ سیمرغ پرواز کرکے پہاڑ سے نیچے اوترتا ہے اور ہاتہیون کا شکار کرکے کچھہ کہاتا ہے اور کچھہ بچون کو لیجاتا ہے

ولایت فرنگستان

ولایت فرنگستان ایک ولایت عالی ہے وہان ایک پہاڑ پر چشمہ شیرین رواں ہے اکثر اوقات حضرت عیسی مسیح نے اوسمین غسل فرمایا ہے اسلئے اوس پانیکی یہہ تاثیر ہے کہ جو بیمار اوسمین غسل کرتا ہے وہ ہر قسم کی بیماری سے شفا پاتا ہے اور جو آئینہ بے جوہر ہو وہ اوس پانی مین غوطہ دینے سے جوہر دار ہوجاتا ہے اس چشمہ مین ایک ستارہ دار مچھلی گاے کی شکل بہی پیدا ہوتی ہے

اور ولایتِ زنگ کے ایک صحرائے وسیع مین ایک جانور عجیب الخلقت پیدا ہوتا ہے اوسکی شکل انسان کی اور پاؤن ہاتھی کے اور دُم بکری کی ہوتی ہے اور ایک پہاڑ دریاے شور کے متصل ہے وہان پردار آدمی پیدا ہوتے ہین اور طائرون کیطرح پرواز کرتے ہین اور ایک جانور ہوتا ہے فیل کی شکل اور بیل کے پاؤن اور گھوڑے کی دم اور شیر کی گردن

ولایتِ سراندیپ

ولایتِ سراندیپ جزیرہ کے طور پر آباد ہے وہان صندل اس کثرت سے پیدا ہوتا ہے کہ ہر عمارت اسی لکڑی سے بنائی جاتی ہے اور خطائین بھی صرف ہوتا ہے اس ولایت کے جنگل مین فیلِ سفید پیدا ہوتا ہے اور وہ ہمیشہ بادشاہ کی سواری مین رہتا ہے اور فیلِ سیاہ اسقدر ہین کہ ہر شخص کے دروازہ پر بندھے رہتے ہین اور وہ لکڑیان اوسپر لادکر ہمیشہ بازار مین لایا کرتے ہین اور وہان ایک شہر ہے اوسمین درختِ عالیشان جسکا میوہ بالکل قامتِ فیل کے برابر اور بعینہ ہاتھی کیصورت ہوتا ہے جب وہ پکجاتا ہے تو اوسکی سونڈ مین سے دودہ شکر ملا ہوا جاری ہوتا ہے اوس شہر کے باشندے بہت مزے سے پیتے ہین اور وہان ایک قسم کا پتھر ہوتا ہے اوسکو **جاذبِ موشان** کہتے ہین اوس ولایت مین چوہون کی پیدایش بکثرت ہے اور بلی پیدا نہین ہوتی اسواسطے لوگ یہہ پتھر اپنے مکانو مین رکھتے ہین جو چوہا اسکے قریب آتا ہے وہ اس سے پیوست ہوجاتا ہے پھر ہرگز مخلصی نہین ہوتی

ولایتِ ترکستان

ولایتِ ترکستان کم حاصل ہے اور وہان ایک پہاڑ پر پتھر کی ایک تصویر صورتِ انسان انگشت بدہان موجود ہے جب اوس ولایت مین پانی نہین برستا تو وہان کے باشندے سب چھوٹے بڑے مجتمع ہوکر اپنے سردار کو دست بستہ اوسکے روبرو حاضر کرکے نہایت عجز وانکساری سے التماس کرتے ہین کہ اگر پانی برستا ہے تو بہتر ورنہ ہم سب تیرے قدمون پر اپنا سر فدا کرتے ہین خدا کی قدرت سے وہ تصویرِ سنگین اپنی اونگلی دانتون مین سے باہر نکالتی ہے اوسیدم بارانِ رحمت نازل اور اوسکے مونہہ مین سے بھی پانی جاری ہوجاتا ہے جب تمام زراعت سیراب ہوچکتی ہے اور پانیکی خواہش نہین رہتی تو پھر سب اوس تصویر کے روبرو آن کر عرض کرتے ہین کہ اب زراعت بالکل سیراب ہے پانیکی احتیاج نہین یہہ سنتے ہی وہ تصویر پھر اپنی اونگلی دانتون مین داب لیتی ہے اور پانی برسنا موقوف ہوجاتا ہے

ولایتِ خطا

ولایتِ خطا وسیع وسیر حاصل ہے وہان ایک مقام پر جالینوس حکیم نے ایک منارہ تعمیر کیا ہے اوسپر ہمیشہ رات کے وقت ایک غیبی چراغ روشن ہوتا ہے چارون طرف اسکی روشنی دس دس کوس برابر جاتی ہے اور ایک پہاڑ ہے اوسپر ہر وقت ابرِ معلق موجود رہتا ہے اگر کوئی شخص ڈہول یا نقارہ بجائے یا بآوازِ بلند بات کرے تو برف اس شدت سے گرتی ہے کہ ہر انسان وحیوان اوسکے نیچے ہلاک ہوتا ہے اسواسطے اہلِ قافلہ وہان کوئی آواز بلند نہین کرتے بلکہ خاموش اشارہ کنان گذر جاتے ہین اور ایک جانور پیدا ہوتا ہے شیر کیصورت ہاتھی کے پاؤن بیل کا قد و قامت اور ایک قسم کا کتا پیدا ہوتا ہے اوسکے دو سر دو پاؤن اور ایکدم ہوتی ہے اور دو مونہہ ایک سے کہاتا پیتا ہے

ولایت ختن

دوسرے سے کاٹتا ہے ولایتِ ختن وسیع و سیر حاصل آبادی بہت صحرا کم کوہسار زیادہ لیکن سبز و شاداب وہان فلاطون حکیم نے ایک بہت بڑا منارہ سنگِ بلور سے تیار کیا ہے اوس ولایت کے باشندے تماشے کے واسطے جمع ہوتے ہین جب اوسکے سایہ مین پہونچتے ہین تو عجیب و غریب رنگ جلوہ گر ہوتے ہین کہ کبھی انسان کے وہم و خیال مین بھی نہین گذرتے اور ایک پہاڑ کے نیچے غار ہے جب اوس پر برف گرتی ہے تو لوگ اوس غار مین بھر کر اوسکا سونہہ بند کر دیتے ہین کہ دھوپ اثر نکرے بارہ برس کے بعد وہ برف بلور بنجاتا ہے

ولایت چین

ولایتِ چین وسیع ہے یہان نقاش و مصور عجیب و غریب پیدا ہوتے ہین کہ آواز پر تصویر کھینچتے ہین بادشاہ کا لقب خاقان ہے اوسکا محل چینی کی منقوش اینٹون سے بنایا گیا ہے اگر کوئی وہان بلند آواز نکالے تو اوسمین سے عجیب و غریب رنگا رنگ کی آوازین موجود ہوتی ہین اور وہان ایک کنوان ہے اوسمین بیشمار مچھلیان اور جلمانس ہین ہر روز دھوپ مین باہر نکل کے بچون کی طرح کھیلتے ہین اور اوس ملک مین ایک جزیرہ ہے وہان پانچ مین ایک مرغ کا آشیانہ ہے وہ مرغ اسقدر بڑا ہے کہ اوسکے پرونکا سایہ چار کوس تک پھیلتا ہے

ولایت ماچین

ولایتِ ماچین بہت وسیع ہے اوسکے متصل جزائر دریا ہر گنبد واقع ہین اوسکے اطراف ایک عالیشان پہاڑ ہے اوس پر آسمان سے ہر شب آگ برستی ہے اور ہر روز برف گرتی ہے اور اوس جزیرہ مین ایک درخت ہے بہت بلند گویا آسمان سے باتین کرتا ہے ہمیشہ سر سبز و شاداب رہتا ہے دن بھر اوسکی شاخون سے پانی ٹپکتا ہے جب رات ہوتی ہے تو آتشِ ہیبناک کی طرح دھڑ دھڑ جلتا ہے اور اوسکے جلنے کی روشنی بارہ بارہ کوس تک ہر طرف پہونچتی ہے اور اوسی دریا کے کنارے ایک جزیرہ ہے اوسکو جزیرۃ المغفر کہتے ہین وہان ایک قوم بود و باش رکھتی ہے اونکا سر کتون کے سر سے مطابق اور جسم بدن انسان کے موافق ہے اس قوم مین جواہر و طلا بکثرت ہے اور اونکے مکان سونیکی اینٹون سے بنائے گئے ہین جواہر کے تودے اونکے گھرون مین موجود ہین جب ولایتِ چین مین سلطان سکندر کا گذر ہوا اوس قوم کا حال سنکر بے اختیار جی چاہا کہ اس ملک پر اپنا قبضہ کیجئے غرض لشکر کشی کرکے چھ مہینے تک لڑتا رہا مگر فتح نصیب نہوئی ناچار سب حکیم اور بہادر اور پہلوان لڑائی سے عاجز ہوگئے پھر ایک لاکھ کتون کے قریب یا اس سے بھی زیادہ اون حاکمون کے گروہ مین روانہ کئے جب اوس قوم نے اپنے ہمشکلونکو دیکھا نہایت گھبرائی اور خود بخود بھاگ نکلی اس سبب سے سکندر کو فتح حاصل ہوئی اور وہ دولت بیشمار ہاتھ آئی کہ جسکا اوٹھانا مشکل ہوا اون دنون سکندر ظلمات کا ارادہ رکھتا تھا یہہ بار گران جا بجا چھوڑنا شروع کیا آخر کار چیمون ایک حصار آراستہ کرکے وہ خزانہ رکھدیا اور اوس خزانہ پر تصویروں کا طلسم بنایا ہر تصویر کے ہاتھ مین تیر و کمان ہے جس وقت لوگونکا گروہ خزانہ لوٹنے کا ارادہ کرکے آتا ہے اونکو وہ تصویرین تیرون سے ہلاک کرتی ہین اور وہ سب تیر خود بخود اونکے ہاتھ مین آجاتے ہین چنانچہ آجتک وہ خزانہ

ولایت روس

اوسطرح مہیا ہے ولایت روس وسیع و بسیر حاصل ہے وہان ایک پہاڑ کے دامن مین صحرائے عالی ہے اوسمین ایک قوم کا مسکن ہے اور ایک حیوان عجیب پیدا ہوتا ہے اوسکا قد فیل کے برابر اور ایک سونڈ ہے اور ہاتھہ پاؤن آدمی کے مانند چھہ مہینے تک سوتا ہے اور چھہ مہینے بیدار رہتا ہے اوس ولایت کے باشندے اوسکو مکر و فریب سے قید کرکے شہر مین لاتے ہین اور تعلیم و تربیت کرتے ہین جب کبھی دشمن لشکر کشی کرتا ہے تو اس حیوان کو شراب سے مخمور کرکے دشمن کے مقابل چھوڑ دیتے ہین بنی آدم کو اوسکے مقابلہ کی تاب ہرگز نہین ہوتی اور غنیم کا لشکر ہلاک ہو جاتا ہے اوس ولایت کے حدود آخر پر حکیم فلاطون نے ایک شہر آباد کیا ہے اوسکو طلسم آباد سکندری کے نام سے نامزد کرتے ہین اوس شہر مین تمام عورتین سکونت رکھتی ہین مرد کا نام و نشان بھی نہین ہے جبکہ بہار کا موسم آتا ہے تو وہ عورتین جمع ہوکر شہر کے باہر آتی ہین وہان ایک حوض طلسمی ہے اوسمین طلسم کے آدمی رہا کرتے ہین یہہ عورتین اوسمین داخل ہوتی ہین اور جو مرد جسکو پسند آتا ہے اوسکے ساتھہ عیش و عشرت کرتی ہین اسطرح ایک مدت گذر جاتی ہے اور اون سے اولاد ظہور پاتی ہے بارہ برس کے بعد ایکدن مقرر ہے اوسروز تمام عورتین ایک علیحدہ سیر و تماشے کو جاتی ہین اور سب مرد دوسرے جانب روانہ ہوتے ہین اوسدن وہ عورتین اپنے بچونکو شوہرون کے سپرد کرکے آپ اوس حوض سے باہر نکلتی ہین اور فورًا وہ مرد اور بچے اونکی نظر سے غایب ہو جاتے ہین باہر یہہ صورت پیش آتی ہے کہ گویا ابھی اس شہر سے باہر جانیکا اتفاق ہوا تھا اور ایک ہی ساعت کے بعد حوض مین سے نکلے ہین بلکہ پاؤن کے نشانون تک زمین پر موجود ہوتے ہین غرضکہ وہ سب عورتین وہان سے روتی پیٹتی اپنے گھرونمین آتی ہین اور اطفال و شوہر کی یاد مین سال آیندہ تک نوحہ و ماتم کرتی ہین ایک برس کے بعد اون طلسمی شوہرون سے خواب مین حاملہ ہوتی ہین اور اسطرح ہمیشہ لڑکیان جنتی ہین

ولایت حبش

ولایت حبش مین آدمی سیاہ رنگ زرد چشم کشادہ لب سفید دندان بلند قامت اور قوی ہیکل پیدا ہوتے ہین وہان ایک قوم ہے اوسکے دانت بعینہ دندان خوک سے مشابہ ہین شاہ حبش کے مطبخ مین ہر روز چالیس ہاتھیون کا گوشت پکایا جاتا ہے اور حاضرین دربار خوشی خوشی اوسکو بالکل نوش جان کر لیتے ہین بجز استخوان کے کچھہ باقی نہین رہتا زنگبار مین ایک پہاڑ کے غار سے ایک اژدہا جسکی صورت انسان کی شکل سے مشابہ ہے ہر سال باہر نکلا کرتا ہے اور جب اوسکے ظاہر ہونیکا زمانہ قریب آتا ہے تو وہان کے باشندے اپنے شہرون کے قریب ایک نہر پانی کی اوسکے راستے مین جاری کرتے ہین جب وہ اژدہا نہر پر پہونچکر پانی مین اپنا مونہہ ڈالتا ہے فورًا سارا پانی پی لیتا ہے اور پھر واپس اوسی غار مین داخل ہو جاتا ہے جزیرہ سفینۃ الحدید لب دریاے برکند واقع ہے اوس جزیرہ مین دقیانوس بادشاہ نے ایک باغ بنایا ہے اوس باغ مین حکیمون نے ایک منارہ بلند آراستہ کرکے اوسپر ایک پتھر کی طلسمی تصویر قائم کی ہے

اوس تصویر کے ہاتھہ مین چاندی کی ایک تختی ہے اوس تختی پر تمام آسمان و زمین کی کیفیت درج ہے

ولایتِ روم عالیشان اور وسیع اور سیر حاصل ہے جنگل بیابان کوہستان ریگستان بہت اور آبادی کم (ولایت روم)
ایکسو ستر شہرِ عظیم اس ولایت کے تابع ہین اور بارہ بادشاہ جدا جدا حکومت کرتے ہین مگر سب کے سب سلطان
روم کے باجگذار و محکوم ہین سلطان کو **قیصر روم** کہتے ہین اور امیرون کو بادشاہ کے لقب سے ملقب
کرتے ہین دار السلطنت کا نام **استنبول** اوسکی آبادی ہرطرف بارہ بارہ کوس تک ہے وہان ایک درخت
عالیشان سبز و خرم ہے رات کو اوسکے پتے بصورتِ چراغان روشن نظر آتے ہین اکثر آدمی تماشے کو جمع ہوتے ہین
اگر کوئی اونکو ہاتھہ لگاتا ہے تو شعلۂ آتش سے جلکر آبلے پڑجاتے ہین اور ولایتِ روم اور ملکِ عرب اور نواح کو وہ کے
دشتِ پرخطر مین غولِ بیابانی سکن گزین ہین اور ایک شہر کا نام **تراب الاقدام** ہے اوسکے قریب ایک
پہاڑ پر پرند جانور بعضے آدمیون کی صورت اور بعضے اونٹون اور زرافون کی شکل رکھتے ہین اور ایک چشمہ ہے اوسکے
گرد مرغزار وغیرہ مین شکل اسپ ایک مرغ پیدا ہوتا ہے مستی کے دنون مین اوسکے موہنہ سے موتی جھڑتے ہین اور ایک
پہاڑ ہے اوسپر تمام روے زمین کے حیوانات چرند و پرند کا مسکن ہے اور پیشتر عنقا بھی اسی پہاڑ پر رہتا تھا جب وہ پرواز
کرتا تو اوسکے پرونکا سایہ نو کوس تک پڑتا اور اوسکے خوف سے تمام جانور پوشیدہ ہوجاتے اوسوقت وہ عالم گرسنگی مین
جس شہر کیطرف رخ کرتا ہزارون آدمیون کو چن چنکر نوش کرجاتا ناچار بنی آدم نے نہایت فریاد و زاری سے جنابِ
باری مین دعا کی حضرتِ آفریدگار نے اوسکو کوہِ قاف پر قید کردیا اور ہر روز غیب سے اوسکو غذا پہنچ جاتی ہے اور
اقلیم عرب مین ایک صحراے بزرگ ہے اوسپر غول رہتے ہین اونکی شکل انسانونکی صورت سے مشابہ ہے مگر بہت قد آور
اور درازدریش ہوتے ہین اور تمام بدن پر گول گول بڑے بڑے بال اور اونکی مادہ عورتونکی صورت نہایت قوی ہیکل
بلند قامت برہنہ اندام اور حیوانات کیطرح تمام جسم پر موے دراز ببول کے کانٹون کیطرح سخت اور نوکدار یہہ قوم
غول اوس صحراے ہولناک مین رہزنی کرتی ہے اور ہر قافلہ پر لوٹ مار کرکے جو چیز اشیاے خوردنی غلہ وغیرہ اور
انسان و حیوان ان غولون کے ہاتھہ آتی ہے اوسکو اپنے دوش پر اوٹھاکر لیجاتے ہین اور **ولایتِ عرب** (ولایت عرب)
مین ایک پہاڑ کا نام **کوہِ صفا** ہے اوسپر ایک غارِ تاریک و ہیبناک ہے کبھی کبھی اوس غار مین سے ایک قوم باہر نکلتی ہے
انسانکی صورت اور حیوان کا جسم اور خنزیر کی آنکھین اور ہاتھی کے کان اور سر پر بیل کیطرح دو سینگ اور اونٹ کیطرح
لمبی گردن اور چار پاؤن ہاتھی کیطرح فربہ اور بازؤن پر پرندونکیطرح دو پر ہوتے ہین اس قوم کا نام **دابۃ الارض** ہے
اور وہ اوس غار مین سے نمودار ہونیکے بعد پھر اوسی مین داخل ہوجاتے ہین یہہ قوم اپنے بادشاہ سے اجازت حاصل کرکے
دنیا کو غارت اور تباہ کرنیکے ارادہ پر غار سے باہر نکلتے ہین مگر شعاعِ آفتاب کے اثر سے فی الفور اندھے ہوجاتے ہین
جسوقت اونکے نکلنے کی ساعت آجائیگی اوسوقت آنکھین بدستور بینا و روشن رہین گی **ولایتِ مصر** کو چکا (ولایت مصر)

اور سبز و سیراب سیر حاصل ہے وہان ایک پہاڑ پر عجیب و غریب سانپ پیدا ہوتا ہے انسان کی صورت اور اونٹ کی گردن اگر اتفاقاً انسان اوسکے مقابل ہوجاتا ہے تو اوسکو دیکھتے ہی فوراً ہلاک ہوجاتا ہے اور اوس ولایت مین ایکدرخت بلند ہے رات کو آتش کیطرح روشن نظر آتا ہے بلکہ اوسکی روشنی مین گائے بکریان چرتی ہین مگر جب کوئی آدمی متصل جاتا ہے تو روشنی غائب ہوجاتی ہے آجتک وہ درخت معلوم ہوا کہ کونسا ہے **ولایت رَی** سبز و شاداب اور سیر حاصل ہے وہان جنگل مین ایک حیوان اونٹ کی شکل پیدا ہوتا ہے ہر وقت اوسکے موہنہ مین سے شرار آتش نکلتے رہتے ہین **ولایت شام** ایک عالیشان ولایت ہے وہان ایک صحرائے عظیم ہے اوسکو **بادیہ شام** کہتے ہین اوسمین ایک قوم ہے صحرا نشین تمام بدن سر سے اور سراپا جسم پر بال موجود وہ قوم بلند قامت اور قوی ہیکل اور دراز ریش ہے اونکی غذا ہمیشہ میوے اور صحرائی حیوانات اور پانیکے عوض آب انگور و آب انار وغیرہ مقرر ہے اوس قوم کو **اعرابی** کے لقب سے ملقب کرتے ہین ایکبار کسی اعرابی نے ایک عرب کو گرفتار کرکے اپنے مکان مین لیجاکر مقیم کیا اوس عرب کے پاس نمک اور سنگ چقماق موجود تھا چند روز مین باہم ایکدوستی ہوگئی اور وہ اعرابی اکثر اس عرب کے واسطے ہرن شکار کرلاتا ایکروز عرب نے گوشت مین نمک ملاکر آگ پر بہونا اور اعرابی کی خدمت مین پیش کیا اوسنے جس وقت تھوڑا سا کباب چکھا اوسکی لذت سے نہایت متعجب اور متحیر ہوکر اپنے رئیس کی خدمت مین لیگیا اعرابیونکے سردار کو بھی کباب کی لذت سے تعجب ہوا اور نہایت خوشوقت ہوکر اعرابی سے دریافت کیا کہ سچ بتا یہہ گوشت کہان سے لایا اوسنے مفصل حال بیان کردیا سردار نے مرد عرب کو طلب کرکے بہت عنایت فرمائی اور چونکہ ایک عرصہ گذر چکا تھا اسلئے یہہ اونکی زبان سے بھی کچھہ واقف ہوگیا تھا سردار نے اس سے کہا کہ تو اپنے قبائل کو مع اسباب و لوازمۂ طعام یہان لاکر اقامت اختیار کر اسنے خوف جان سے قبول کرکے اعرابی سے اشارہ کیا کہ کچھہ خرچ مجھے درکار ہے کہ مین اپنا سر انجام کرکے اسباب ضروری خرید لاؤن اوس اعرابی نے اپنے سرگروہ سے عرض کی اوس سرگروہ نے سونیکی دس اینٹین اپنے گھر مین سے لادین اور کہا کہ اگر یہہ عرب اپنے وعدے پر نہ حاضر ہوگا مین تجھے جان سے مارڈالونگا آخرالامر وہ اعرابی دوستی کے بہروسے پر ضامن ہوا اور عرب کو رخصت کیا رخصت کے بعد اوسنے عرب کو پھر طلب کرکے دس مٹھی موتی اور دیے غرضکہ اوس عرب نے اپنے وطن مین یہہ حال ظاہر کیا اور تھوڑے دنون کے بعد بہت کچھہ نمک اور روغن اور غلہ اور شکر وغیرہ اپنے ہمراہ لیکر اوس جنگل مین پہونچا اور منتظر تھا کہ وہی اعرابی نظر آیا اور اسکو ہمراہ لیکر سرگروہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور ہمیشہ اوس تحفہ مین سے تھوڑا تھوڑا اوس سرگروہ کو دیتا اور اپنے رہنے کیواسطے ایک مکان بنالیا اور آپ ہمیشہ اسیطرح خرید اجناس کے لئے آمد و رفت رکھتا اور جب سرگروہ سے رخصت مانگتا

ولایت رَی

ولایت شام

تو وہ رخصت کے بعد گئی سیپیان پھر موتی ہوئی دیا کرتا عرب کو نہایت تعجب ہوتا ایکروز اپنے دوست سے
دریافت کیا کہ جنگل میں اسقدر موتی کہاں سے آتے ہیں اوسنے بیان کیا کہ یہاں ایکدرخت عالیشان ہے اور اوسمین
جو پھل پیدا ہوتا ہے اوسکی سبز رنگت ہوتی ہے اور اندر تمام موتی بھرے ہوئے نکلتے ہیں **ولایت یمن** ایک
بڑا ملک ہے وہان موضعِ **بلقیس** کے قریب ایک باغ ہے اوسکو **باغِ سلیمان** کہتے ہیں اوسمین حضرت سلیمان علیہ السلام نے
سب قسم کے درخت اور سب طرح کے میوے لگائے ہیں اور ایک دیو کو پاسبانی کے واسطے معین فرمایا ہے لوگ
اوس باغ میں سیر کرتے ہیں وہ دیو سوا نقصان کرنیوالے کے کسیکو ضرر نہیں پہونچاتا **ولایتِ بربر** عالیشان ہے
میوہ و گل سے لبریز وہان **جبلِ ہامان** ایک پہاڑ ہے اوسپر ایک عمارتِ عالی تمام خزانہ سے لبالب ہے
اوسکے دروازہ پر ایک شخص دیو زاد کی قسم سے بیٹھا ہے لوگ اوس خزانہ کو دیکھنے کیواسطے جاتے ہیں
اور اوس دیو سے گفتگو کرتے ہیں وہ اگلے بادشاہوں اور پیغمبروں کا احوال اور سرگذشت مفصل بیان کرتا ہے
اگر کوئی شخص خیانت کرکے باہر نکلنا چاہتا ہے تو اوسکو پہچان کر دونون آنکھیں نکال لیتا ہے **ولایتِ سلب**
نہایت وسیع و سیر حاصل ہے وہان ایک صحرائے عالیشان کمال سرسبز و دلکشا ہے اوس سرزمین میں دختران
صاحب جمال حور تمثال خود بخود نباتات کیطرح بیرونِ زمین سے پیدا ہوتی ہیں اور صیاد مکر و حیلے سے اون لڑکیوں کو
دامِ فریب میں گرفتار کرکے شہر و مواضعات میں بقیمتِ گران فروخت کرتے ہیں اور وہ لوگ اونکو خرید کرکے
اپنے مکانون میں تربیت کرنیکے بعد اونکے ساتھ عیش و آرام میں مصروف ہوتے ہیں اور اونسے اولاد ظہور
میں آتی ہے جس گھر میں وہ لڑکیاں سکونت رکھتی ہیں وہان شب کو چراغ کی احتیاج نہین کہ اونکے چہرۂ انور کی
روشنی سے تمام گھر نورانی رہتا ہے **ولایتِ تبت** سرسبز و عالیشان ہے اوس ولایت میں ایک حیوان
پیدا ہوتا ہے اوسکے پروں کی مقدار کچھ معلوم نہیں چنانچہ ہزاروں جانور اوسکے پروں میں خانہ و آشیانہ بناتے اور
ہاتھی اور لومڑیاں اور بھیڑیے اور بہت قسم کے پرند جانور سکونت رکھتے ہیں اور لطف یہہ ہے کہ وہ مرغ بھی
پہاڑ پر آشیانہ بناتا ہے اوسکے آشیانہ کا طول و عرض اور ارتفاع تین تین کوس تک ہوتا ہے اوس مرغ کو
زاچہ کہتے ہیں **ولایتِ اندلس** وسیع و سرسبز و سیراب ہے وہان ایک پہاڑ عجیب غریب ہے اوسکو
جاذبِ آدم کہتے ہیں وہ پتھر ایک فرسنگ سے بھی آدم کو جذب کرلیتا ہے اسواسطے بادشاہ نے اوس
پہاڑ کے مقابل ایک منارۂ عالی تعمیر کیا ہے اوسکا نام **حد و جاذب** ہے اوس ملک میں یہہ دستور ہے
کہ اگر کسی آدمی سے کوئی گناہِ کبیرہ سرزد ہوتا ہے تو اوسکو منارہ کے آگے پہاڑ کی طرف ڈھکیل دیتے ہیں
اور فوراً وہ پہاڑ اوسکو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور اوس ملک میں ایک مرغ کا نام سقا ہے جس بیابان میں
دور دور تک پانی نہیں ہوتا اور مرغانِ غیر جنس کا آشیانہ وہان موجود ہے وہ تشنگی سے قریبِ ہلاکت

ولایتِ یمن

ولایتِ بربر

ولایتِ سلب

ولایتِ تبت

ولایتِ اندلس

ولایت بیت النور

پہونچتے ہین اوسوقت وہ مرغ اپنے موںہہ مین پانی بہرکر وہان لیجاتا ہے اوسکا موںہہ بصورت کشتک ہے
تمام جانور اسکی آمد کے منتظر رہتے ہین جب آمد قریب ہوتی ہے تو سب مرغ اپنی منقارون سے زمین مین ایک
گڑہا تیار کرتے ہین اور جب مرغ سقا نمودار ہوتا ہے تو سب مرغ شاد و رقصان استقبال کرکے لاتے ہین
اور وہ مرغ گڑہا لبریز بہر دیتا ہے یہہ جانور بخاطر جمعی سیراب ہوجاتے ہین اوسکی اجرت یہہ مقرر کی ہے کہ
اپنے گروہ مین سے ایک مرغ خوراک کے لئے نذر کرتے ہین **ولایت بیت النور** وسیع و عالیشان اور
سیراب ہے، وہان کے باشندے رات کیوقت ایک پہاڑ پر خیمہ و خرگاہ برپا کرتے ہین اور غیب سے اوس پہاڑ پر
ایک خیمہ عالیشان نمودار ہوتا ہے اور ایک چراغ آفتاب کیطرح اوسمین روشن نظر آتا ہے اوس چراغ سے
شعلہ ہاے بوقلمون جلوہ گر ہوتے ہین اور ہر شعلہ رنگین شعلہ آتشبازی کیطرح رنگا رنگ دکہائی دیتا ہے اور
اون شعلون سے مرغان خوشرنگ ہوا مین اوڑ جاتے ہین اور وقت پرواز اونکے پرون سے عجب شعلہ آتش بصورت
شعاع آفتاب نمایان ہوتے ہین مردم تماشائی کمال درجہ حیران ہوتے ہین کہ یہہ کیا اسرار ہے اور جسوقت دن
روشن ہوتا ہے وہ خیمہ اور چراغ اور مرغ بالکل نظر سے غایب ہوجاتے ہین اونکا کچہہ اثر باقی نہین رہتا
اور ایک شجر عالیشان ہے اوسکا سایہ تین کوس چارون طرف پہیلتا ہے اوسپر پرند جانورونکا آشیانہ ہے
وہ جانور صورت انسان سے مشابہت رکہتے ہین لیکن پرواز کرتے ہین اور شاخون پر بیٹہہ کر عمدہ عمدہ راگ گاتے ہین
اور انسانونکی طرح باہم حرف و حکایت اور زبان دانی و سرود خوانی مین مشغول ہوتے ہین **ولایت**

ولایت لغوبستان

لغوبستان سبز و سیراب ہے اوسمین ایک شہر عالیشان آباد ہے وہان ایک کنوئین مین بہت بڑا
درخت ہے اوسکی ڈالیان لب چاہ سے بلند اور باہر پہیلی ہوئی ہین اوس درخت مین بکریون کیصورت میوہ پیدا
ہوتا ہے اوس میوہ کی لذت اور خوشبو کباب نمکین سے بعینہ مشابہت رکہتی ہے جب وہ پہل تراش کر
نوش کیا جاتے ہین اوسوقت اوسمین سے گرم کباب کیطرح دہوان نکلتا ہے اور اوس ولایت مین ایک
شہر عالی سبز و سیراب ہے اوسکو **نیل یعبون** کہتے ہین اوسکے گرد و نواح مین تیس منزل تک
آفتاب کی روشنی نہین پہونچتی افلاطون حکیم نے اوس شہر مین ایک منارہ بلند بناکر اوسپر ایک چراغ
بصورت آفتاب روشن کیا ہے اوس چراغ کی روشنی ایک مہینے کی راہ تک اثر کرتی ہے جیسے کہ صبح
صادق کا ظہور ہوتا ہے اور وہان کے باشندے شب تاریک مین روز روشن کے برابر کام کرتے ہین اونکو
آفتاب کی احتیاج نہین چراغ افلاطون ہیچ کفایت کرتا ہے اور اوس ولایت مین ایک پہاڑ ہے
اوسکے نیچے ایک غار تنگ و تاریک ہے اوس مین سے اکثر گرمی کے موسم مین بچہو نکلا کرتے ہین قامت اونکا بیل کے
برابر اور اونکے ڈنک مین سے آگ کے شعلے نمودار ہوتے ہین اور وہ غار سے نکلکر اوس ولایت کے باشندون پر

حملہ کرتے ہین تمام آدمی اونکے جور وظلم سے مع عیال واطفال جلاوطنی اختیار کرتے ہین اور اونکے مکان
خالی پڑے رہجاتے ہین جس غار مین سے کژدم نکلتے ہین اوسکے برابر دوسرا غار ہے اوسمین سے زنبور نیش دار گربہ
کلان کے برابر باہر آنکر اون بچھوؤن کو اپنے ضربِ نیش سے ہلاک کرنا شروع کرتے ہین کژدم اونکے مقابلہ کی تاب
نہین لاتے اور فوراً بھاگ بھاگ کر اوسی غار مین داخل ہوجاتے ہین پھر وہ آوارہ وطن اپنے مسکن اور مواضع
اور مکانون مین آباد ہوتے ہین اور اوس ولایت مین ایک پہاڑ ہے اوسمین ایک غار اور غار مین سے ایک اژدہا
نکلا کرتا ہے اوسکے قد کی درازی بارہ کوس کی ہے وہان کے رہنے والے اوسکے منتظر رہتے ہین جسوقت
وہ باہر نکلتا ہے تیشہ وتبر لیکر اوسکے سر پر جا پہونچتے ہین اور اون کلہاڑی بسولون سے اوسکا گوشت کاٹ
کاٹ کر کہانا شروع کرتے ہین اور وہ اژدہا اسقدر گوشت کٹ جانیکی کچھہ پروا نہین کرتا اور ایک مہینے کے
بعد پھر اوسی غار مین داخل ہوجاتا ہے اوسکی غذا پہاڑ کے بڑے بڑے پتھر ہین اور آدمیون کیطرف مطلق
رخ نہین کرتا اور اوس کوہ کے قریب ایک دریا ہے تلخ ونمکین پانیکا وہ اسکو ایک دم مین پیجاتا ہے
ولایت بقیۃ الارض ایک ولایتِ عالیشان ہے وہان ایک پہاڑ سونے سے پر ہے اور اوس پر
چشمہ ہاے شیرین جاری ہین اوس پہاڑ کے دامن مین ایک صحرا ہے اوسکے گرد آبِ نمکین کا ایک دریا ہے
جو چھر اوسمین گرتی ہے اوسیوقت پتھر کیصورت ہوجاتی ہے وہ پہاڑ تمام سونیکا ہے اوسپر ایک قوم رہتی ہے
اونکا سر بیل اور ہاتھی اور اونٹ وغیرہ کیطرح اور تمام جسم اعضا بنی آدم کی مانند اور جب کوئی انسان اونکے
ہاتھہ آجاتے ہے تو اوسیدم اوسکو ہلاک کرتے ہین مگر اوس چشمہ نمکین کے خوف سے اسطرف عبور نہین کرسکتے اور دریاے
نمکین کے اس جانب جو لوگ سکونت رکھتے ہین اونکا یہہ طریقہ ہے کہ بڑے بڑے گڑہے کہود کر لب آب
جمع ہوتے ہین اور ڈہول نقارے وغیرہ خوب زور سے بجاتے ہین جب اوس قوم کو خبر ہوتی ہے تو سننے کے
واسطے دوسرے کنارہ پر آتے ہین اور کان لگاکر ہمہ تن گوش بنجاتے ہین آخر کار وجد وبیہوشی کا عالم طاری
ہوتا ہے جب یہہ لوگ اونکو بیخبر پاتے ہین تو یہان سے تیر اور گولیان اونپر برساتے ہین جب اونمین سے
کچھہ زخمی ہوتے ہین اور کچھہ مرتے ہین تو یہہ لوگ ڈہول اور نقارے کی آواز موقوف کرتے ہین تہوڑی دیر بعد
جب اونکو ہوش آتا ہے اور اپنی طرف والونمین مقتول ومجروح نظر آتے ہین تو نہایت غصہ کی حالت مین
اوس پہاڑ پر سے سونیکے پتھر اوٹھا اوٹھاکر اس ولایت کے آدمیونکو مارتے ہین یہہ لوگ اون گڑہون مین
پوشیدہ ہوجاتے ہین جب اونکو زیادہ غصہ آتا ہے تو بہت بڑے بڑے پتھر نہایت زور وطاقت سے
انکی طرف پہینکنا شروع کرتے ہین اور جب وہ سمجھتے ہین کہ سب چلے گئے اور نظر نہین آتے اوسوقت
وہ روتے پیٹتے جنگل مین داخل ہوجاتے ہین اس ولایت کے باشندے وہ سونا جمع کرکے نصف خزانہ شاہی مین

ولایت بقیۃ الارض

داخل کرتے ہیں اور نصف باہم تقسیم کر لیتے ہیں اوس کوہ کو **معارجِ طیبہ** اور اوس قوم کو **قومِ بوق**
کہتے ہیں اور اوس میں ایک صحرا ہے اور وسیع ہے وہاں ایک قوم کا مسکن ہے چہرہ اونکا کہربا کی طرح زرد و براق اور
آنکھیں سرخ اور تمام بدن پر لاجوردی بال ہوتے ہیں اوس قوم کی غذا سانپ اور چوہے ہے اور جسوقت اونمیں بچہ
پیدا ہوتا ہے خدا کی قدرت سے اوسیوقت حدِّ بلوغت پر پہونچکر اپنے ماں باپ کے برابر قد و قامت پیدا کرکے
ہمکلام ہوتا ہے اس قوم کی عمر بہت بڑی ہوتی ہے سینکڑوں برس زندہ رہتے ہیں اور جب موت کا وقت
سر پر آتا ہے تو خود بخود تلووں سے آگ لگتی ہے اور سر سے پاؤں تک اپنی آتش میں آپ جل بجھتے ہیں اور
خاکِ سیاہ ہوجاتے ہیں **ولایتِ خاورستان** وسیع و سیر حاصل ہے اوس ولایت میں ایک سونیکا مرغ
پیدا ہوتا ہے وہانکے باشندے بشکل اوسکو گرفتار کرتے ہیں وہ مرغ ہر برس ایک بیضہ دیتا ہے اوس انڈے
میں سے موتی پیدا ہوتے ہیں اون موتیوں میں ایک دُرِّ یتیم نکلتا ہے **ولایتِ ظلمات** وسیع و عالیشان ہے وہاں
یہہ دستور ہے کہ اوس ولایت کے جسقدر باشندے ہیں سبکے مکانوں میں حسبِ لیاقت ایک ایک تہہ خانہ موجود ہے
اور ہر مکان میں جسقدر لوگ سکونت رکھتے ہیں اوسیقدر ڈہول اور نقارے موجود ہیں جسوقت آفتابِ جہانتاب
غروب ہوتا ہے ایک طرفہ شور و غل اور آوازِ مہیب ظاہر ہوتی ہے کہ جسکی ہیبت سے زنِ حاملہ کا حمل گر پڑتا ہے
اور بچوں کا کلیجہ پھٹ جاتا ہے اور مردِ جوان نامرد ہوجاتا ہے اور پیر خواہ مرد ہو یا عورت ہو بہرے ہوجاتے ہیں
اس سبب سے یہہ رسم ہے کہ غروبِ آفتاب کیوقت سب لوگ پیر و جوان اور اطفال وغیرہ مع حیوانات کے
تہخانوں میں داخل ہوکر ڈہول اور نقارہ کمال زور و شور سے بجاتے ہیں اور اس رسم کے سوا سلطان سکندر
ذوالقرنین کا جب اوس ولایت میں گذر ہوا اور اس احوال کی خبر ہوئی تو اوسنے حکیموں سے کہا کہ کوئی ایسی ترکیب
کرنی ضرور ہے کہ یہہ لوگ اس آواز سے محفوظ رہیں حکمانے حکم کے بموجب کوسِ رویین ہر شہر اور موضع میں تعمیر کیا
یہ نقارہ کی آواز چالیس کوس پہونچتی ہے غروبِ آفتاب کیوقت وہ لوگ اس نقارہ کو بجاتے ہیں تو وہ آواز
کسی پر اثر نہیں کرتی اور یہی اوس ولایت کی آبادی کا سبب ہے **کوہِ تصویر** کرمان کے متصل ہے اوس
پہاڑ کی صورت بشکلِ انسان اور ہر پتھر اوسکا انسان کی تصویر ہے اگر اوس پہاڑ میں سے کوئی سنگریزہ یا پتھر توڑ کر علحدہ
کریں تو وہ بھی انسان کی صورت نکلتا ہے اور جو اوسکو باریک پیسکر پانی میں گھولدیں تو اوسکی تہہ میں انسان کی
تصویر بنکر دُرد تہہ نشین ہوجائیگی **کوہِ تبت** ایک پہاڑ ہے جب اوسپر آگ روشن کرتے ہیں تو پانی اوسکے
نیچے نمودار ہوکر آتش کو بجھا دیتا ہے چنانچہ ایکبار حاکمِ تبت امتحان کیواسطے گیا اور حکم دیا کہ لکڑیاں جمع
کرکے گندھک اور نفط روشن کرو جسوقت آگ سلگائی فوراً پانی ظاہر ہوا اور آتش سرد ہوگئی **کوہِ کشمیر** ایک
پہاڑ ہے دو گھڑی دن باقی رہے ہر روز وہاں بادِ نسیم چلتی ہے اور درختوں کے پتوں کو ایک عجیب حرکت پیدا ہوتی ہے

ولایتِ خاورستان

ولایتِ ظلمات

اوسمین سے ایک ملائم آواز خاطر خواہ کانمین آتی ہے اوس آواز مین سے طرح طرح کے راگ سنائی دیتے ہین اور اکثر اوقات
عجیب و غریب نئے نئے اشعار مختلف الاوزان زبانِ کشمیری مین مفہوم ہوتے ہین ہر روز شعراے خوش سیخ کا وہان
ہجوم رہتا ہے **چشمہ داراب** مین ایک قسم کی گہانس پیدا ہوتی ہے جسوقت کوئی غسل کیواسطے اوسمین اوترتا ہے
تو وہ گہانس تمام بدن پر لپٹ جاتی ہے جسقدر زیادہ بیقراری کرتا ہے اوسیقدر زیادہ محکم ہوتی ہے اور جب
ایکدم صبر کرتا ہے تو اوس پانی کی خاصیت سے خود بخود جدا ہوجاتی ہے **چشمہ تار** نواحِ انطاکیہ مین موجود ہے جو چیز
اوسمین ڈالتے ہین دم بہر مین گلجاتی ہے **چشمہ موش** حدودِ مصر کے ایک مرغزار مین چشمہ آب ہے اور اوسکے گرد ایک
قسم کی مٹی ہے جسوقت یہہ مٹی اوس پانی مین ملکر کیچڑ ہوجاتی ہے تو اوسکے چوہے بنجاتے ہین **اور عجائباتِ
انسانی مین عوج ابنِ عوق** کہ جسکو اکثر عوام الناس غلطی سے عوج بن عنق کہتے ہین حضرت آدم کی
بیٹی کا لڑکا تہا اوسکا قد و قامت نہایت طول طویل یعنے اونہتر ہزار نوسو ایک فیٹ اور ہزار تیگلی نوفیٹ دو انچی
اور طوفانِ نوح کہ جو بلند پہاڑون سے اکیس فیٹ گذر گیا تہا اوسکے زانو سے بلند ہوا جب وہ مرگیا تو اوسکی
ساقِ پا ایک عرصہ دراز تک رودِ نیل پر پل کا کام دیتی رہی اور جب **محمد معظم بہادر شاہ** اپنے برادرِ حقیقی
اعظم شاہ کو قتل کرکے تختِ عالمگیر پر جلوہ افروز ہوا پہر شاہزادہ کام بخش کی فکر مین حیدرآباد کیطرف روانہ ہوا
اور وہان جاکر اوسکو بہی مقتول کیا اس اثنا مین خبر پائی کہ بندا سنگہ جانشین گرو گوبند سنگہ لاہور کی جانب
آمادہ شورش و فساد ہے اوسیوقت اودہر کا ارادہ کیا ہر روز شکار کہیلتے ہوئے چلے جاتے تہے ایک دریا کے
کنارے ہر طرف امراے دولت شکار مین مشغول تہے اتنے مین **فتح اللہ خان بہادر** دو ہزار سوارون کے
ہمراہ ایک درۂ کوہ مین داخل ہوے وہان کیا دیکہتے ہین کہ ایک دیو بچہ جسکا ستر گز کا قد و قامت ہے اور تمام
اعضا جسم کے مطابق طویل و عریض ہین اوسکا سر گدہے کے سر سے مشابہ اور جسم بصورت انسان اور ہنوز
دو دو کے دانت مونہہ مین موجود ہین خواب غفلت مین مست و بیہوش ہے فتح اللہ خان نے حکم دیا کہ تو بچا کے
رسونکا پہندا بناکر اسکے گلے مین ڈالدو اور تمام بدن اسکا پیچ در پیچ حلقون مین جکڑلو غرضکہ یکبارگی دونون
ہاتہہ پاؤن اوسکے مضبوط باندہ کر تین سو آدمیون نے اوسکو کمال احتیاط سے گرفتار کرلیا اور وہ خواب سے مطلق
بیدار نہوا جب اوسکو گہسیٹنا شروع کیا تو وہ نیند سے چونکا اور ہرچند ہاتہہ پاؤن مارے مگر کچہہ اثر نہوا آخر کار
اوسکو ہاتہیون پر لاد کر لشکرِ بادشاہی مین حاضر کرکے بادشاہ کے حضور مین پیش کیا معظم شاہ کو از حد تعجب ہوا
اور فرمایا کہ یہہ فال نیک ہے انشاءاللہ تعالے بندا سنگہ بہی اسیطرح اسیر ہوگا اور حکم دیا کہ اسکو زندہ چہوڑدو چنانچہ
رہائی کے بعد چالیس روز تک زندہ رہا پہر قیدِ حیات سے مخلصی حاصل کی اور حیوانات مین ایک عجیب قسم کا
حیوان ہے اوسکو جھنگ کہتے ہین اوسمین نر ایک جانب ایک پاپر رکہتا ہے اور دوسری طرف ایک قلابہ

وعلی ہذا القیاس مادہ ایک جانب ایک حلقہ رکہتی ہے اور دوسری طرف ایک نر جب زمین پر اوترتے ہین تو علیحدہ
ہو کر دانہ کہاتے ہین اور جب پرواز کا ارادہ کرتے ہین تو نر اپنے قلاب کو مادہ کے حلقہ مین ڈالدیتا ہے اور
دونون باہم پرواز کرتے ہین خلاصہ کلام یہہ ہے کہ عجائب ربع مسکون اور غرائب عالم کن فیکون بیشمار و بیحساب
ہین کہ زبان کو مقدور بیان اور قلم کو طاقت رقم نہین اور سب سے زیادہ عجیب و غریب حضرت انسان ہین کہ
ہمیشہ مقابر آبا و اجداد اور عزیز و احباب نظر سے گذرتے ہین مگر بیخودی و غفلت اور غرور و نخوت سے
مطلقاً عبرت حاصل نہین کرتے ہین اور تماشا یہہ ہے کہ مال کو اپنا دوست جانتے ہین اور دنیا مین چھوڑ جاتے ہین
ظلم و ستم کو دشمن سمجھتے ہین اور ساتھہ لیجاتے ہین اگر کسیکا ایک گناہ دیکھہ لیتے ہین ہزار زبان سے اوسکی
شرح کرتے ہین آپ ہزارون گناہ کرکے خبر نہین ہے کہ کچھہ کیا ہے یا نہین بیان تو دیگر ہے مالدارونکو
قارون کا خطاب دیتے ہین اور خود سیم و زر کی طلب مین حرص کی تحت الثری کو چلے جاتے ہین دولتمندونکو
نمرود کے لقب سے ملقب کرتے ہین اور خود ہوائے تکبر مین آسمان خودی پر اوڑتے ہین خدا کو دوست جانکر اوسکا حکم نہین
مانتے شیطانکو دشمن سمجھکر اوسکی فرمانبرداری سے باز نہین آتے دنیا کو بیوفا جانکر ثواب باقی کو زر فانی سے خرید نہین کرتے
قیامت کو برحق مانکر اوسکی بازپرس کا اندیشہ نہین فرماتے حیف اس زندگی پر اور ہزار افسوس اس شرمندگی پر

مؤلف

طلسم دہر کا نظارہ فرما چشم عبرت سے — کہ ویران خانہ دنیا کی ہے تعمیر غفلت سے
عبث اے ہیچ ہیچ و پوچ سے وابستگی کبتک — نہو گا بعد مردن ساتھہ کچھہ بھی عمر و دولت سے

خسرو پرور والا گوہر کی یہہ تقریر دلپذیر سنکر ہر ایک اہل دربار فرط حیرت سے نقش بدیوار رہگیا اور کسیکی
ہمت نہ پڑی کہ شہزادہ بلند اقبال سے کسیطرح کا سوال کرسکے مگر ایک شخص باشندہ فرانس مسٹر گوٹ
نام عرض کرنے لگا کہ عجائبات انسانی مین یہہ بات بھی داخل ہے کہ انسان غائب بینی اور پیشین گوئی کرسکتا ہے
لیکن آپنے اسکا کچھہ بیان نہ فرمایا خسرو پرور نے جواب دیا کہ یہہ بات نہایت سہل طریقے سے انسانکو حاصل
ہوسکتی ہے کیا آپ کو نہین معلوم کہ فرنگستان مین ایک فن ایجاد ہوا ہے جسکو مسمریزم کہتے ہین صاحب
موصوف نے کہا کہ البتہ مینے اوسکا نام سنا ہے مگر آپ اوسکی مفصل حقیقت بیان فرماتے شہزادہ نے کہا
کہ حکمائے فرانس نے تصور کو اس علم کا موضوع قرار دیا ہے کہ وہ بسبب کثرت مشق کے تصدیق کو پہنچ جاتا ہے پندرہ
برس کی عمر سے پینتیس برس کی عمر تک اسکی تحصیل کا نہایت عمدہ زمانہ ہے اسکے واسطے صحت دماغ لازم ہے
بشرطیکہ ترکیب مین کسیطرح کی بے ترتیبی واقع نہو اہل فن کے نزدیک اس منزل مقصود پر پہونچنے کیواسطے
پانچ مرحلے مقرر ہین مرحلہ اول یہہ ہے کہ شب کو سونیکے وقت آنکھین بند کرکے کسی چیز یا ذی روح کا

تصور کرے کہ تمام مکان میں برابر برابر ایک قسم کی رکابیاں یا کٹورے یا لوٹے وغیرہ مع فرش و زمین اور پلنگ پر بلکہ تمام جسم پر بہی رکہے ہیں اور ہر روز تصور میں چیزوں کو بدلتا جاتے جب یہہ تصور بخوبی قائم ہو جاویگی اوسوقت عالم تصور میں ذرا ذرا آنکہہ کہولنی شروع کرے اور رفتہ رفتہ تصور میں آنکہہ کہولنے کو زیادہ کرتا جاتے جب اسقدر کیفیت حسب دلخواہ حاصل ہو تو اسکی تصدیق کی فکر کرے یعنے تصور کیا کہ اسجگہہ ایک لوٹا رکہا ہے اور ایک چہڑی ہاتہہ میں لیکر اوسی خیالی لوٹے پر لگاتے پہلے کچہہ معلوم نہوگا آخر کار اس ضرب سے ایسی آواز آئیگی کہ اوس مکان کے سب لوگ سنکر بہت حیران ہونگے پہر **مرحلہ دوم** کی فکر کرے اور اپنے تصور کا اثر ذی روح پر پہونچاوے اسکی یہہ ترکیب ہے کہ چند پیالہ پانی کے گلی میں جو بودے جب درخت اوگیں تو ایکدرخت پر نظر جماکر یہہ تصور کرے کہ یہہ درخت سب سے بڑا ہے اور میں اپنے تصور سے اسکو بڑہاتا ہوں اسیطرح دو تین بار تصور کرکے اوسکا امتحان کرے دراصل وہ درخت اور درختوں سے بڑا ہو جائیگا اسیطرح کسی درخت پر نظر جماکر چہوٹا کرنا شروع کرے وہ چہوٹا ہو جائیگا مگر مرحلہ اول کی مشق ترک نکرے **مرحلہ سوم** یہہ ہے کہ گلہری یا چوہے یا چہوٹے چہوٹے پرند جانوروں کے بچوں کو سامنے رکہکر کسی چیز سے حرکت دے کہ وہ بہاگیں پہر نظر جماکر تصور کرے کہ یہہ چل نہیں سکتا اور کسیکو حرکت دیکر تصور کرے کہ یہہ بہاگتا ہے جب اسکی تصدیق ہونے لگے تو اس قسم کے چہوٹے جانوروں پر بہی عمل شروع کرے اسیطرح اوس سے بڑے جانور پر نظر جماتے رفتہ رفتہ جب گربہ و سگ کی نوبت گذر جاوے اوسوقت آدمیوں کے بچوں پر اسطور سے عمل کرے کہ کسی چہوٹے لڑکے کو چارپائی پر ایستادہ کرکے کسی چیز کیطرف مخاطب کرکے تصور سے گرائے جب وہ بہی گرنے لگے تو کچہہ فاصلہ سے شروع کرے اور بتدریج دور ہوتا جاوے جب بیس تیس قدم کی نوبت آوے تو اوس سے بڑے لڑکوں پر اور پہر جوان آدمیوں پر مشق بڑہاوے کبہی گراوے اور کبہی اوٹہاوے اور نظر ملاکر تصور کرنیکی ضرورت نہیں صرف اسکا دیکہنا کافی ہے اور ایسی حالت میں کسیکو بیہوش نکرے اور شاید بیہوش ہو جاوے تو اپنے تصور سے پہر ہوش میں لاوے اگر ان تصورات کی تعمیل میں عرصہ گزرے تو گہبرا کر ترک نکرے اور اسمیں مرحلہ اول و دوم کی مشق بہی کرتا رہے **مرحلہ چہارم** یہہ ہے کہ جب مرحلہ سیوم تک بخوبی مشق حاصل ہو اوس حالت میں پہر تنہا بیٹہکر یہہ تصور کرے کہ میں اسوقت فلانے محلہ میں فلانے دوست کے مکان پر گیا ہوں اور وہاں کی کیفیت دیکہہ رہا ہوں لیکن شرط یہہ ہے کہ وہ مکان بخوبی دیکہا ہوا ہو اسیطرح چند مکانات کا جو ایک سے ایک باہم فاصلہ رکہتے ہوں تصور کیا جاوے جب اسکی تصدیق ہونے لگے تو اپنے تصور کو ایک شہر سے دوسرے شہر میں لیجاوے مگر اوس شہر سے یا اوسکی سمت سے صحیح خبر رکہتا ہو اور شہر کے حالات بخوبی مشاہدہ کرے اور اسی مرحلہ میں زمین کے اندر جانیکا تصور اوس

کبھی بند صندوق کے اندر کا تصور اور حجرہ مقفل کے اندر کا تصور اور انسان کے شکم کے اندر کا تصور کیا کرے مگر یاد رکھنا چاہیے
کہ مرحلہ چہارم و پنجم کبھی آنکھ کھولکر نکرے ورنہ اوسکی تکمیل دشوار ہے اور اول و دوم و سوم کی مشق بھی فروگذاشت
نکرین جب ان چارون مرحلون کی مشق مین تکمیل حاصل ہوجاے اوسوقت مرحلہ پنجم کی فکر کرے وہ یہہ ہے
کہ اگر روزِ جمعہ ہو تو تصور کرے کہ مین بروزِ فردا یعنی شنبہ کو فلانے مقام پر گیا ہون مگر اس تصور مین
کسی حالات کا تصور اپنے دل سے قائم کرکے نکرے بلکہ اوس روز کی جو کیفیت نظر آے اوسکو اوسی حالت مین کہنا شروع
کرے جسقدر نظر آتے اوس سے زیادہ کوئی بات نکہے غرض جب کیفیتِ فردا بخوبی نظر آنے لگے تو اسیطرح پسِ فردا کا
تصور کرے اور رفتہ رفتہ اس تصور کو بڑہاتا جاے آخر بڑہتے بڑہتے نوبت پہنچیگی بلکہ سالہا سال کی آیندگی اسکا
نام پیشین گوئی ہے جسوقت شہزادے نے یہانتک مسمریزم کا بیان فرمایا ایک شخص روسیہ کبری کا رہنے والا جسکو
سر جانیس کے لقب سے ملقب کیے تھے حاضرِ دربار تہا کہنے لگا کہ اے بلند اقبال فرخ فال بہلا یہہ تو فرمایئے کہ فریمیسن لوگ
بہی کسی طلسم یا غیب دانی یا پیشین گوئی وغیرہ مین مداخلت رکھتے ہین یا نہین اور اسقدر کس چیز کو پوشیدہ و مخفی کرتے ہین کہ
حالتِ خوف و طمع اور امید و بیم مین بہی زبان پر نہین لاتے خدیو نے کہا آپ جبتک بذاتِ خود فریمیسن نہو نگے زنہار مفصل
احوال معلوم نہین ہوسکیگا اگرچہ فری میسن کہ جسکو عوام فراموشن کہتے ہین مرکب توصیفی ہے اسکے لغوی معنی
آزاد معمار مگر اصطلاح مین بمعنی **مقبول بارگاہِ کبریا** اور اس کارخانہ کا نام زبانِ ہند مین **لاج گھر** ہے
جو اس کارخانہ کے خیرخواہ ہین وہ اسکی کمال تعریف کرتے ہین اور جو اسکے بدخواہ ہین وہ ہمیشہ اسکی تضحیک و تحقیر کے
درپے رہتے ہین کوئی کہتا ہے کہ اسکے برابر حق ایمان کہین نہین کوئی اسکو بالکل حرکتِ شیطانی جانتا ہے
بعضے اسے نیکی کا اثبات کتاب سمجھتے ہین اور بعض اسکو دنیا کی کل برائی قرار دیتے ہین مگر اسمین شک نہین کہ کوئی
نکوئی بات ایسی ضرور ہے کہ جسکے لیے لوگ صرفِ کثیر اور محنتِ شاقہ بکمال خوشی گوارا کرتے ہین ان لوگون کے لباس سے
کارخانے مین عجیب و غریب ہوتے ہین تمام جواہرات اور تمغے انکے گلو مین لٹکتے ہین اور فریمیسن گھر سے جو تمغہ کسیکو
عطا ہوتی ہے وہ نہایت غنیمت اور بڑی نعمت سمجھی جاتی ہے انگریزی لاج گھرون مین ملکی یا مذہبی امور کا کچھہ چرچا
نہین رہتا مگر مشہور ہے قوم عیسائی اس سے بڑے نالان و شاکی ہین اور لطف یہہ ہے کہ صاحبانِ انگریز اور اچھے اچھے عالم
و فاضل اس عقیدۂ خاص کے معتقد بکثرت ہین اور کسی ملت و مذہب پر منحصر نہین ہے سب لوگ اس عقیدے والے نہین داخل
ہو سکتے ہین اپنا بہید کسی سے نہین کہتے اور ایک دوسرے کو بہائی کہتے ہین اور باہم الفت رکھتے ہین لیکن عورت اور غلام اور
مشرک اور غیر اہلِ کتاب اور قوم ہنود اور حرامی کو فریمیسن نہین کرتے جسوقت جلسہ فریمیسن کی گفتگو شروع ہوتی ہے
تو ایک بڑے کمرے مین چند اشیا بطور نمونے کے منبر پر جنکو نظرِ عبرت سے حضرت پروردگار کی قدرتِ کاملہ کا مشاہدہ
کرتے ہین پہلے جلسہ فریمیسن کا ماسٹر ٹوپی اوتار کر کہتا ہے کہ **لاج گھر کہولا گیا بنامِ مقدس سینٹ جان**

پوچھتا ہے کوئی گالی اور قسم اور غیبت وغیرہ بری بات نکرے میر مجلس کا نام گرینڈ ماسٹر
اوسکے دو نائب کا نام جونیر وارڈن اور سینیر وارڈن ہے پہر کتاب مقدس وہانسے کہولیجاتی ہے جس مقام پر یوحنا کا
ذکر ہے اور آغاز گفتگو کا اسطرح ہوتا ہے کہ خیرات نام تہد دو اور باہم حلم و بردباری رکہو پہر سب ملکر اوس نیر کو عزت کی آنکہہ سے
غور کرتے ہیں آپس میں شریک ہوکر اوسکی نسبت گفتگو کرتے ہیں وہ گفتگو ایک معنی رکہتی ہے کچہہ پاگلونکی طرح باتیں نہیں کرتے اور
نہ اوسوقت کوئی جادو یا طلسم وغیرہ عمل میں لاتے ہیں اونپر سحر و افسون کا گمان غلط ہے بلکہ وہ ایک سمت مقرر کرکے خدا کی عبادت بجالاتے ہیں
اور اوس نیر پر کئی چیزیں ہوتی ہیں چنانچہ تین شمعیں روشن کرکے چاند اور سورج اور زمین فرض کرتے ہیں انکے دیکہنے سے خدا کی
عظمت و کبریائی معلوم ہوتی ہے آدمی کی کہوپری اس غرض سے رکہتے ہیں کہ آج جو سرتاجور ہیں کل وہ خاک میں ملے ہوے ہونگے
غرضکہ اسی طرح کچہہ آلات معماری وغیرہ موجود ہوتے ہیں اونسے یہہ مراد ہے کہ محنت و مزدوری میں شرم نکرو اور تین تلواریں رکہی
جاتی ہیں یہہ عقدہ مالا ینحل ہے اسکو وہی حل کرے جو اس جلسہ میں شامل ہوا ہی **مقالیس** جسوقت کوئی شخص فریمیسن
ہونا چاہتا ہے تو اوسکو ایک تاریک کمرے میں آنکہو پر پٹی باندہ کر عرصہ تک خاموش تنہا کہڑے رہنا پڑتا ہے اور سب
فریمیسن اپنا خاص تمغہ اور ساز و سلاح لگاتے درجہ بدرجہ شاہانہ دربار میں کہڑے بیٹھے رہتے ہیں میر مجلس ذرا بلندی پر
[illegible] رہتا ہے وہان [illegible] نہیں ہوتا اونہیں کا پہرہ رہتا ہے وہان [illegible]
رہتے ہیں غرض خوف و رجا اور بیم و امید بطریق امتحان اکثر ہیں اور جس دین کا وہ شخص ہے اوسی دین کے کتاب کی قسم کہاتا ہے
اور نہایت استحکام کے ساتہہ عہد و پیمان کرتا ہے کہ میں یہہ راز کبھی کسی حالت میں فاش نکرونگا اگر مجہے قتل
کریں یا جلادیں اور اوس مقام پر بعض عابد و پارسا فریمیسن لوگوں کے قالب بیجان جنکے زانو و پیشانی پر عبادت کے
نشان ہیں عمدہ صندوقون میں مقفل رکہتے ہیں وہ اس شخص کو دکہلاتے ہیں اور وہ آزمائش انجمن جو اس کا جانا کا
اصل مطلب اور مغز سخن ہے چپکے سے اوسکے کانمیں پہونکدیتے ہیں اوسوقت یہہ شخص فریمیسن ہوجاتا ہے یہہ لوگ
جو ایک دوسرے کو پہچان لیتے ہیں صرف آنکہہ کی پتلی کا اشارہ ہے کچہہ کشف و کرامت نہیں اور جسوقت
کوئی فریمیسن ہونیکا قصد کرتا ہے تو اول اوسکو بیس روپے سے سو دو سو روپے تک داخل کرنا لازم ہے
بعضے دفعہ ایکسال میں ہزار ہزار آدمی فریمیسن ہوا کرتے ہیں اور سبکے سب نہایت محبت و ہمدردی سے
باہم اپنی اوقات بسر کرتے ہیں اس سے زیادہ بیان کرنیمیں اصل حال کہلجاتا ہے اسلئے خاموش ہوتا ہون
یہہ سنتے ہی ہرجانب سے صدائے سبحان اللہ و بحمدہ بلند ہوئی شہریار
عالیوقار نے فرزانۂ روزگار کو مع شہزادۂ والا تبار
بکمال اعزاز و افتخار رخصت فرمایا دربار
برخاست ہوا

بابِ ہشتم موسوم بہ عقلِ سوم

مؤلف

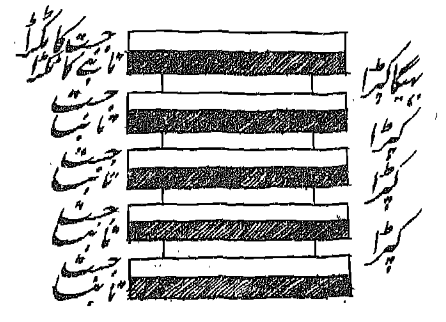
نئے نئے ہیں تصور نئے نئے ہیں خیال | نئے نئے ہیں تکلم نئے نئے مضمون
کہیں ہے لمعۂ برقِ تجلیِ انوار | کہیں ہے جلوۂ مہ نوِ گردون
نقاب دور ہے ہرچند روئے لیلیٰ سے | کہاں سے لائیے مگر کوئی دیدۂ مجنون
مری نگاہ سے کر صنعتوں کا نظارہ | مشاہدہ ہو جو نیرنگِ دہرِ بوقلمون

جسوقت انجمنِ امتحان سے شہزادہ نامدار ہمراہِ معلمِ عالیوقار مسٹ العلوم و دار الفنون میں جلوہ افروز ہوا اوستادِ فرخ نہاد نے ناخنِ زبانِ اسرار بیان سے عقدۂ معجزاتِ عقلی کو اسطرح کشایش دی کہ اے خدیو پرور اب ہم تمہارے مزاجِ حکمت پسند کو اس قابل پاتے ہیں کہ تمہیں ان مہرباتے عجیب و صنعت ہائے غریب کی کیفیت اور اصلِ حقیقت سے واقف آگاہ کریں کہ ذہنِ چالاک کو برقِ جولانی حاصل ہو اور عنقاے طبیعت کو منصبِ بلند پروازی ملے شعر وقت ہست کہ گل برفگند پردہ زرخ باز ۔ زان سان کہ زفانوس چراغے بدرآید ۔ مخفی نرہے کہ زمانہ حال میں فرنگستانی فیلسوفون نے ہزارہا فنونِ بدیع و نادر ایسے ایجاد و اختراع کئے ہیں کہ اونکو بھی عالمِ طلسمات میں محسوب کرنا لازم ہے مگر چونکہ ہم لوگ اکثر اونکے مشاہدات کے عادی ہوگئے اسواسطے کل جدید لذیذ کا لطف مساوات ہوگیا چنانچہ تاربرقی اور دھوئین کی گاڑی اور جہازِ دخانی اور تصویرِ عکسی اور بجلی کا لمپ وغیرہ کہ فی زماننا مروج ہیں انکے احوال سے واقف ہونا ضرور ہے اول ہم **تاربرقی** کی کیفیت مختصر طور پر بیان کرتے ہیں کہ تمہیں سمجھنے میں دقت واقع نہو

تاربرقی کی حقیقت

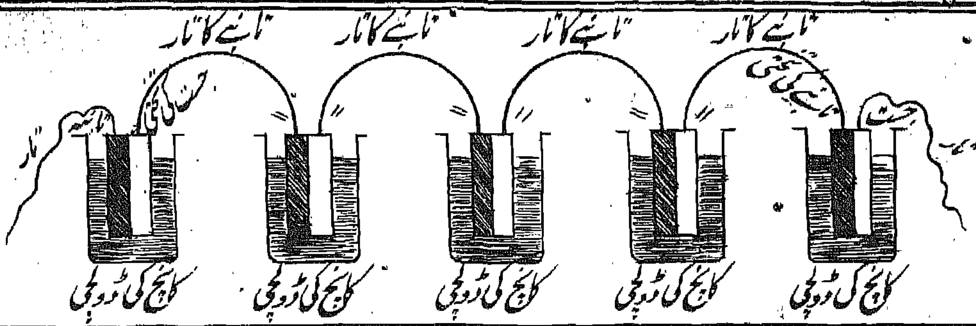
یہہ تارِ آہنی جو کہ سابق میں بانسون اور ٹھونٹون پر لگایا گیا تہا اور فی الحال اسکے واسطے ستون آہنی ہوگئے ہیں اسکا نام زبانِ انگریزی میں **ٹیلی گراف** ہے اور اس سے پہلے ہندوستانیون کی نظر سے اسملک میں کبھی نہیں گذرا تہا مگر اہلِ یورپ نے اسکو مروج کیا اگرچہ عوام الناس اسکو ستونون پر رکہا ہوا دیکھتے ہیں اور یہہ بھی جانتے ہیں کہ اسکے ذریعے سے دور و دراز کی خبر بہت جلد آسکتی ہے مگر حقیقتِ حال سے ایسے ناواقف ہیں کہ جسوقت یہہ ابتدا میں تیار کیا گیا تہا تو بعضے گمان کرتے تہے کہ اس تار پر ایک پتلی کل کے زور سے دوڑیگی اور ایک مقام سے دوسرے مقام پر خبر لیجایا کریگی اور بعضے خیال کرتے تہے کہ تار اندر سے خالی ہے اسمین کوئی چیز سیال جیسے پانی وغیرہ کیطرح سے رقیق ہوگی اوسکے بہنے سے ایک جگہہ کی خبر دوسری جگہہ پہنچ جائیگی اور اکثر لوگونکو اصلِ مطلب میں بہی مدتون شک واقع رہا اور کہتے تہے کہ اسقدر جلد خبر کی آمد و رفت محال ہے یہہ تار سرکار نے کسی ایسے کام کیواسطے لگایا ہے

کہ اوسکا مطلب سوائے اہلکاران سرکاری کے اور کوئی نہیں جانتا اسیطرح ہر ایک اپنی رائے کے موافق جداگانہ بیان کرتا
الغرض یہہ تار برقی ہندوستان میں اول ۱۸۵۴ عیسوی کو بمبئی سے آگرہ تک جاری ہوگیا تھا اور وہ آلات و اسباب
وغیرہ جو مقامات مختلف پر موجود ہین اوسکی ماہیت اصلی سے اہل ہند بہت کم واقف ہین اور جس طریق سے باہم خبر رسانی کا
سلسلہ جاری تھا ہرگز آگاہی نرکھتے تھے جبکہ ۱۸۵۷ میں غدر برپا ہوا تو باغیان ناعاقبت اندیش نے اوسکو جابجا
شکستہ و گسستہ کردیا مگر جبکہ اقبال عدو مال ملکہ معظمہ کوئین وکٹوریا فرمانروائے انگلستان نے
آتش فساد کو آب انتظام سے منطفی کردیا تو بار دیگر اسکی مرمت و درستی کا سرانجام ظہور مین آیا اسے جزو پیوند اگرچہ
ابتک یہہ کسیکو نہیں معلوم کہ مادہ برقی کیا شے اور اوسکی اصل ماہیت کیا ہے لیکن حکیموں نے اسکی بعضی قوتین اور خاصیتین
اور مادہ پیدا کرنیکی راہین دریافت کرکے اوسکو اکثر مطالب مین مستعمل کیا ہے اور اثر کہربائی یعنے بجلی کی قوت دو قسم ہے
اول قدرتی جیسے بادل کی بجلی یا بعضی مچھلیوں مین پائی جاتی ہے **دوم مصنوعی** جو انسان اپنی کاریگری
یعنے صنعت سے نکالتا ہے انسان کا نکالا ہوا بجلی کا مادہ کئی ترکیبوں سے پیدا ہوتا ہے **اول** دلک یعنے رگڑ سے
دوم گرمی سے **سوم** کئی چیزونکو ایک خاص ترکیب کے ساتھہ ملانے سے چنانچہ قسم سوئم سے مین تار کے کارخانہ مین جاری ہے
اور ابتدا اسکی اسطرح پر ہوئی کہ **حکیم گیلوینہ** کو یہہ امر اتفاقیہ دریافت ہوگیا تھا کہ اگر دو مختلف قسم کی دھاتوں کے
ٹکڑونکو باہم ملاکر ایک ہاتھہ سے ایک دھات کو اور دوسرے ہاتھہ سے دوسری دھات کو چہوئیں تو ایکطرح کا ضعیف سا صدمہ
محسوس ہوتا ہے یا اگر اونکو زبان پر رکھیں تو ایک قسم کا مزا جو دونوں دھاتوں کے مزے سے علحدہ ہو پایا جائیگا مثلاً
ایک روپیہ زبان کے نیچے اور اونہاہی بڑا ٹکڑا جست کا زبان کے اوپر رکھکر اونکے سروں کو دونوں ایکطرف سے ملانے سے ایک
قسم کا مزا جو سابق مین دونوں ٹکڑوں کے منہہ مین رکہنے سے پیدا نہین ہوا تھا محسوس ہوجائیگا اسیطرح اگر جلد جلد
اون ٹکڑونکو ملاکر علحدہ کرین تو وہ کیفیت زیادہ تر محسوس ہوتی جائیگی حکیم گیلوینہ نے دریافت کرتے ہی دھاتوں کے
دو دو ٹکڑوں کے بہت سے جوڑے لیے اور بھیگے ہوئے کپڑے کی تہہ دیکر باہم ملاتے تو زیادہ طاقت دیا پایا
یعنے دونوں ٹکڑوں کے سرے کو چہونے سے بہت سا صدمہ محسوس ہوا چنانچہ اونکا نقشہ یہہ ہے



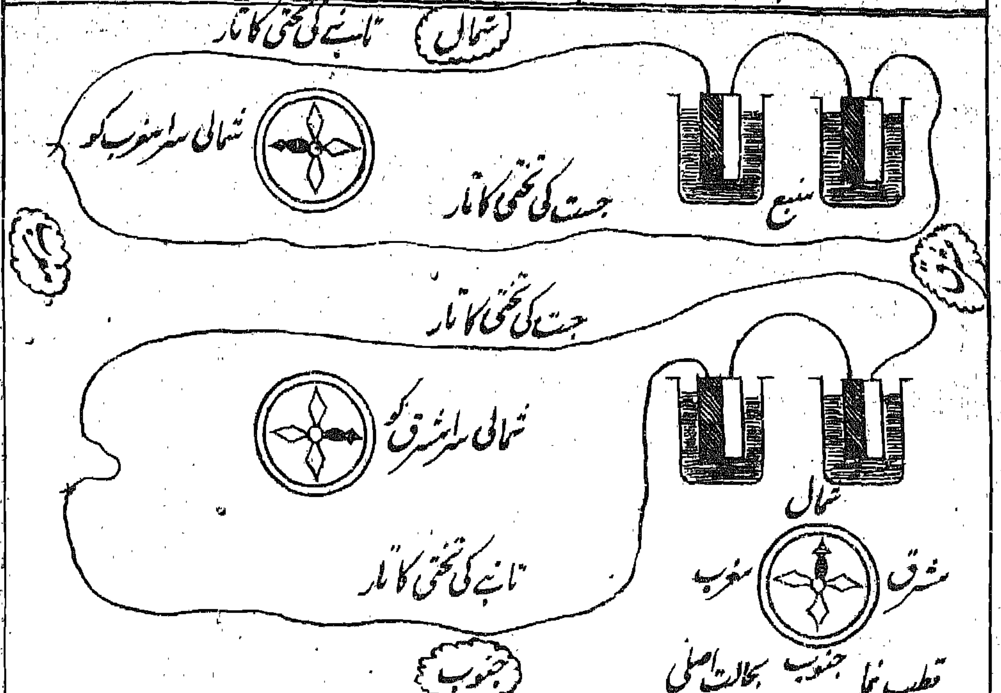
اسمین تانبے اور جست کے دو دو ٹکڑے ہین اور اونمین کپڑا نمک کے پانی سے بھیگا ہوا رکھا ہے اسکے اوپر اور نیچے

تختیونکو چہونیسے خفیف صدمہ حاصل ہوتا ہے اوسکے بعد اسمین یہہ اصلاح ہوئی کہ جست اور تانبے کی تختیون کو جدا جدا گلاسون مین یعنے کانچ کی ڈولچیون مین رکہکر بہیگے کپڑے کے بدلے نمک یا نیلے تہوتہے کا پانی یا گندہک وغیرہ کا تیزاب بہت سا پانی ملا ہوا اوسمین ڈالا گیا اور تانبے یا پیتل کے تار سے ایک ڈولچی کے جوڑے کو دوسری ڈولچی کے جوڑ سے اسطرح ملا دیا کہ ایک کنارہ تار کا ایک ڈولچی کے تانبے کے ٹکڑے مین جہالا اور دونون کنارونکی ڈولچیونمین جو دو تانبے اور جست کی تختیان باقی رہین اونمین جدا جدے تار جہالے جیسے اس نقشے سے ظاہر ہے



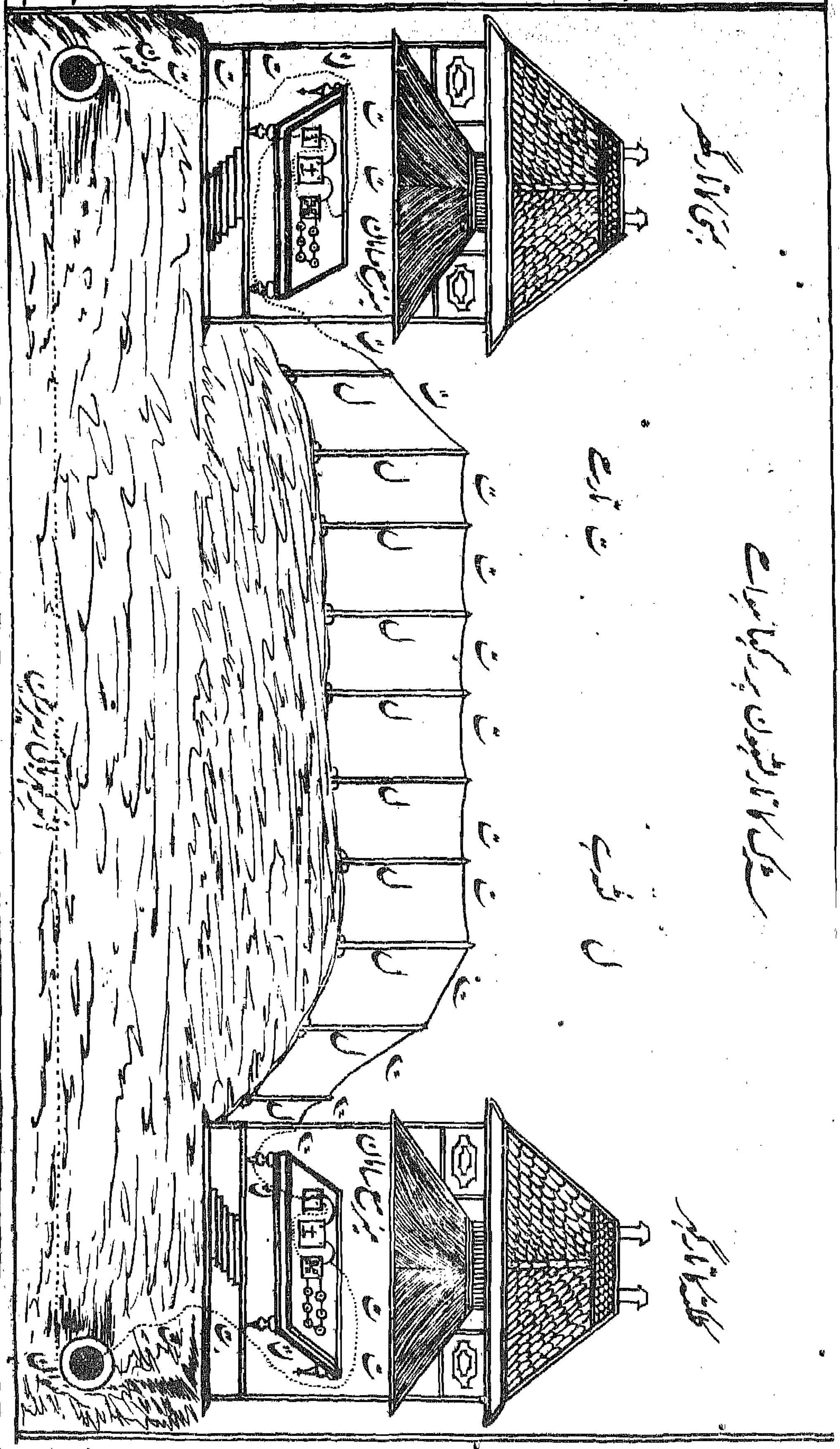
اس ترکیب مین بہت سے فائدون کے علاوہ دو فائدے بہت بڑے حاصل ہوئے ایک تو ڈولچیونکی تعداد زیادہ کرکے بجلی کی قوت بڑہانیکا اختیار رہا اور دوم یہہ کہ کنارونکے تارونکو دراز کرنیسے جہانتک چاہین کہربائی کا اثر لیجا سکتے ہین یعنے سابق مین جو نیچے اوپر فلزات کے ٹکڑونکو چہونیسے تاثیر محسوس ہوتی تہی اب ان تارونکو جو اوپر نیچے کے ٹکڑون سے دونون کنارون پر ملحق ہین چہوئین تو وہی اثر حاصل ہوگا الغرض جبکہ ایسا آلہ قوت کہربائی کا ترقی بخشنے والا حاصل ہوا تو حکمائے کہربائی کے خواص دریافت کرنیکی طرف توجہ کرکے بہت سے مفید خواص دریافت کئے چنانچہ دونون تارونکو جو کنارونپر ہین ملانے یا پاس لانیسے چٹخ یا چنگاری پیدا ہوتی ہے اور بعد ملا دینے کے کچہہ کیفیت معلوم نہین ہوتی مگر دونون تارونکو علیحدہ کرکے پہر ملائین تو پہر ویساہی اثر محسوس ہوگا اور ہزار بار جدا کرکے ملانیسے وہی چٹخ اور چنگاری پیدا ہوگی اور جب ایک تار کو ایک ہاتہہ سے اور دوسرے تار کو دوسرے ہاتہہ سے چہوئین تو اوسوقت بہی یہی اثر محسوس ہوگا کیونکہ وہ اثر ایک تار مین ہوکر انسانکے بدنکی راہ سے دوسرے تار مین پہونچ جاتا ہے اسیطرح ایک تار کو زمین مین گہرا گاڑین اور دوسرے تار کو بہی گہرا کہود کر زمین مین ملائین تو ملانے کیوقت وہی چنگاری اور چٹخ پائی جائیگی اور سبب اسکا یہہ ہے کہ اثر ایک تار مین سے زمین مین جاتا ہے اور زمین کے نیچے نیچے دوسرے تار کے سرے پر ہوکر پہر تختیون تک ڈولچی مین آجاتا ہے اور جسوقت دونون تار باہم بلا واسطہ یا زمین وغیرہ کے وسیلے سے ملے ہوتے ہون اور قوت کہربائی اونمین گردش کر رہی ہو اوسوقت اگر قبلہ نما کی سوئی جو ہمیشہ شمال و جنوب رہتی ہے تار کے نیچے رکہی جائے تو شمال و جنوب نرہیگی بلکہ مشرق و مغرب ہو جائیگی اور اگر جست کی تختی کا تار اوپر رکہا جاوے اور تانبے کی تختی کا تار نیچے ہو تو سوئی کا شمالی سر مشرق کو پہر جائیگا اور جب

تانبے کی تختی کا تار اوپر اور جست کی تختی کا نیچے ہوگا تو وہی شمالی سرا مغرب کو پہر جائیگا چنانچہ اس شکل سے ظاہر ہے

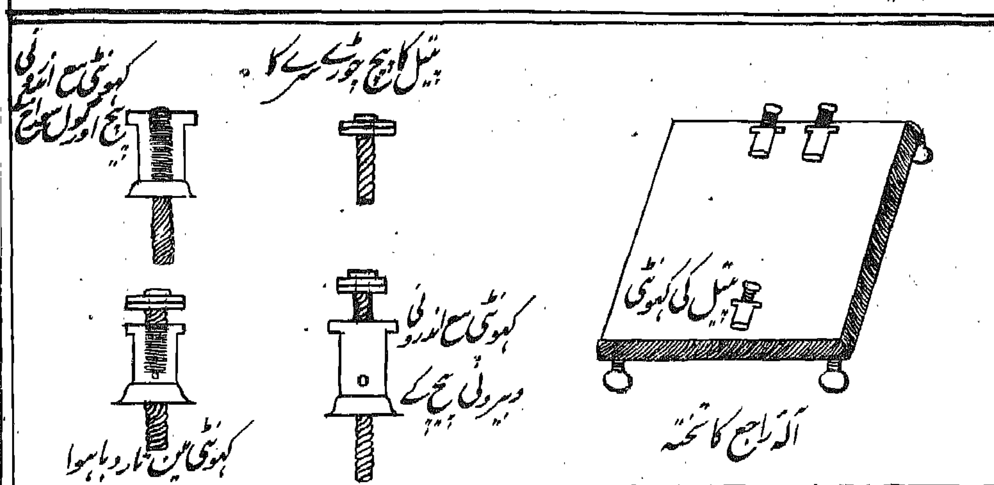


اس بیان سے ظاہر ہوا کہ دونون تارونمین ایکطرحکی کہربائی نہین بلکہ دوطرحکی ہے اور اختلافِ خواص کے سبب سے اوس کہربائی کا نام جو جست کی تختی مین ہوکر اوسکے تارِ ملحقہ کی راہ سے نکلتی ہے **کہربائی موجبہ** رکہا ہے اور اوس کہربائی کا نام جو تانبے کی تختی مین ہوکر اوسکے تارِ ملحقہ کی راہ سے نکلتی ہے **کہربائی سالبہ** رکہا ہے اور ایک عمدہ بات یہہ ہے کہ اگر کسی لوہے کی سلاخ پر تانبے کا تار سوت خواہ ریشم سے لپٹا ہوا لپیٹا جاوے اور اوس تار کے دونون سرونکو دونون تارونکے سرسے جو اخیر کی ڈولچیون کے تانبے اور جست کی تختی مین جیلے ہوے ہین ملاوین تو وہ لوہا جسپر ریشم سے ڈہکا ہوا تار لپٹا ہے قوتِ مقناطیسی پیدا کریگا یعنے اور لوہونکو اپنی طرف جذب کریگا پس اگر وہ لوہا کچا اور نرم ہے تو اوسمین قوتِ مقناطیسی اوسوقت تک رہیگی کہ جبتک وہ اوس سے ملحق ہے اور جو وہ لوہا پکا اور سخت ہے تو ڈولچیونکے تارسے علحدہ کرلینے کے بعد بہی اوسمین قوتِ مقناطیسی قائم رہیگی اس ترکیب سے اسپات اور فولاد کے مصنوعی مقناطیس بن سکتے ہین اور ایک عجیب خواص یہہ ہے کہ مادہ برقی نہایت جلد چلتا ہے اگر کوئی مزاحم نہو تو جتنی دور لیجاو اوتنی دور چلا جائیگا اس خاصہ کے سبب سے بجلی کی قوت ڈاک کے کام کے لیے بہت مفید اور مناسب ہے یعنے ایک مقام سے دوسرے مقام تک تار کے ذریعے سے اوسکا اثر آناً فاناً پلک مارنے سے بہی کم عرصے مین پہونچ جاتا ہے اور اون اشارونکے کہ جو اثر دریافت کرتے اور حروف کے پہچاننے کے مقرر کرتے ہین عبارت اور فقرے بناکر مضمون دریافت کر لیتے ہین اسے خبر دہ پر وہ اصطلاحی حروف ہم تمہین پہر سمجہائینگے مگر پہلے خبر رسانی کا سامان اور اوسکی ترکیب سمجہاتے ہین یاد رکہو کہ تار

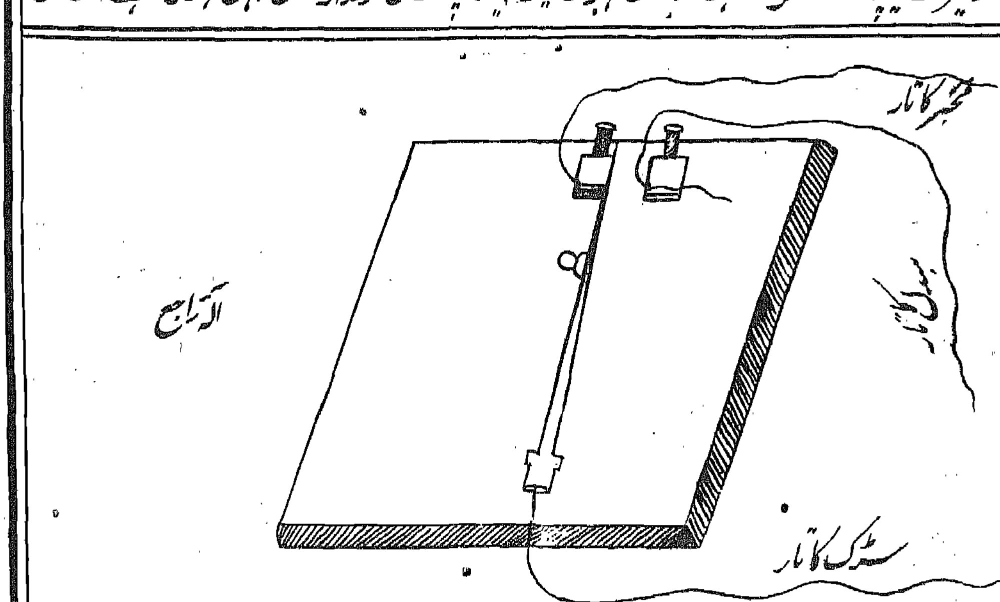
جس وقت پیشتر ملک ہندوستان میں لگا یا گیا تو اس کے ساز و سامان کی یہہ صورت تھی



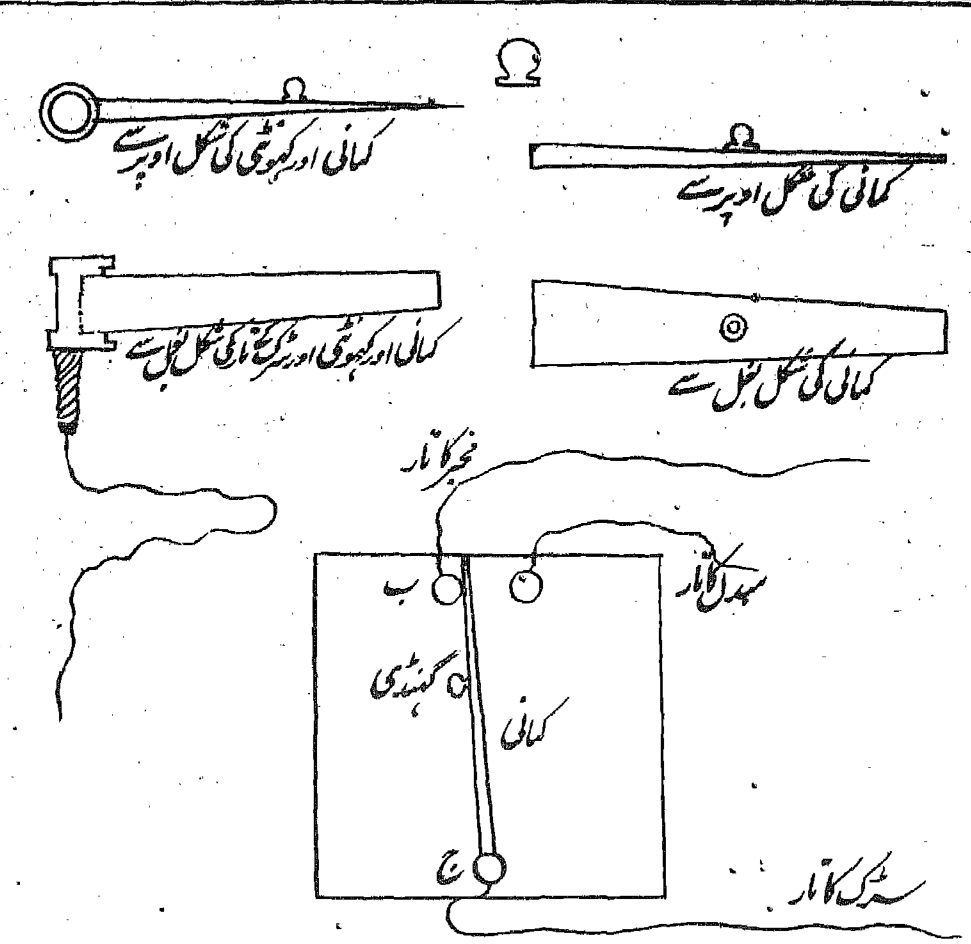
یہہ سب جو تار گہر کے بنگلے مین موجود ہے اسپر چار آلے خبر بہیجنے کے رکہے رہتے ہین اول کا نام مشبع ہے اور دوسرے کا نام مبدل ہے اور تیسرے کا نام مخبر ہے اور چوتہے کا نام راجع ہے جو لوہے کا تار سڑک پر لگا ہے اوسکا ایک سرا ایک تار گہر مین اور دوسرا سرا دوسرے تار گہر مین میز کے اوس آلے سے جسکا نام راجع ہے ملا رہتا ہے اول ہم راجع کا بیان کرتے ہین یہہ آلہ کسی پکی اور خشک لکڑی کا صرف ایک چوکور تختہ چہہ انچہہ مربع اور ایک انچہہ کا دل ہوتا ہے اوسمین تین کہونٹیان پیتل کی جمی ہوتی ہین ان کہونٹیون کے اوپر کی طرف اندرونی پیچ کہدا ہوتا ہے اور پیچ کے انتہا پر وارپار ایک سوراخ گول ایسا ہوتا ہے کہ جو تار اوسمین ڈالکر پیچ کسدین تو وہ کہونٹیون سے خوب وصل ہوجاے اس آلہ مین دو کہونٹیان ایکطرف اور ایک کہونٹی دوسری جانب ہے



راجع کے ایکطرف کی دو کہونٹیون مین دو تارون کے سرے پیچ سے دبے ہوئے ہین اور دوسرا سرا ایک تار کا مخبر سے اور دوسرے تار کا میز کے نیچے ہوکر مبدل سے ملا رہتا ہے اور تیسری کہونٹی مین نیچے کی جانب سڑک کا تار میز کے نیچے سے آکر ملتا ہے اور اس کہونٹی مین ایک سیات کی نوکدار کمانی جہلی ہوتی ہے اس طرح

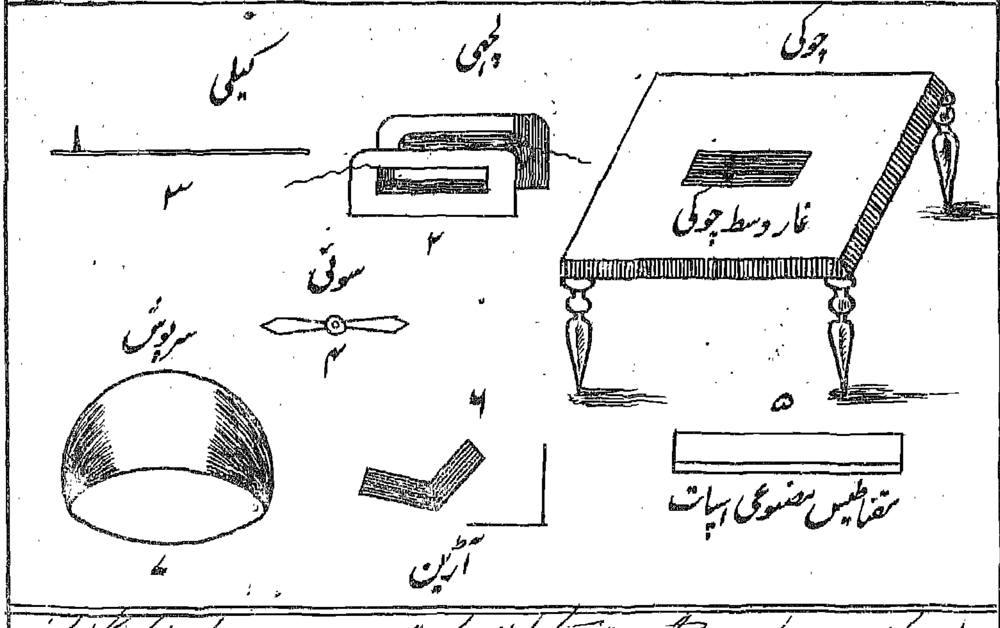


یہہ کمانی پانچ انچہ کے قریب لمبی اور آدہ انچہ کی چوڑی اور اسکے درمیان ایک چھوٹی سی گھنڈی ہاتہی دانت کی اول کی دونون کہونٹیون مین سے اوس کہونٹی کے رخ پر ہوتی ہے جسمین مخبر کا تار آکر دبا ہے حالت اصلی مین یہہ کمانی ہمیشہ اسی کہونٹی سے ملی رہتی ہے اور جب اس کمانیکے ہاتہی دانت کی گھنڈی کو دباتے ہین تو یہہ کمانی دوسری کہونٹی سے جس مین مبدل کا تار آکر لگا ہے لجاتی ہے چنانچہ ان شکلون سے ظاہر ہے



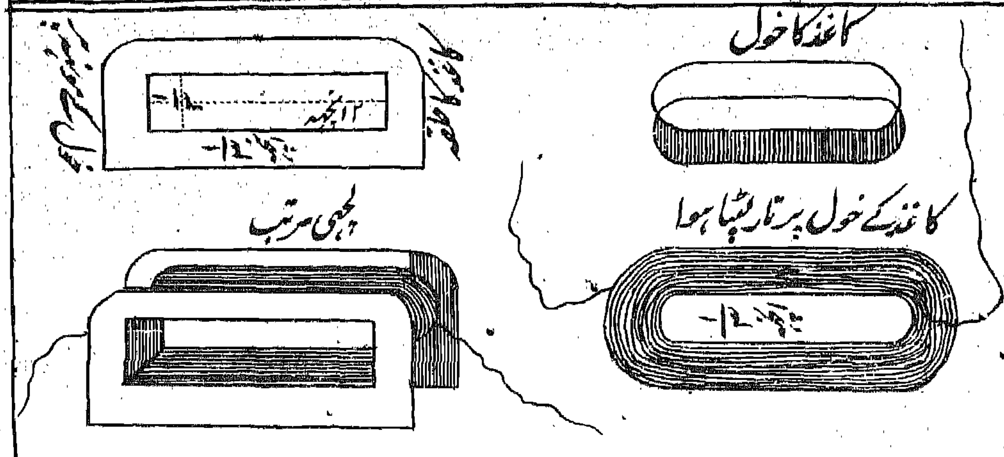
راجع کا فائدہ یہہ ہے کہ خبر کی آمد کے وقت بجلی کا اثر سٹرک کے تار کے وسیلے سے تیسری کہونٹی ج پر پہونچتا ہے اور وہان سے کمانی کے سبب دوسری کہونٹی ب پر پہونچکر تار محق کی معرفت مخبر پر اثر کرکے قطب نما کی سوئی کو داہنے بائین حرکت دیتا ہے لیکن خبر بہیجنے کیوقت ہاتہی دانت کی کہونٹی کو اونگلی سے دبا کر کمانیکو اول کہونٹی اسے ملاتے ہین تو بجلی کا اثر منبع سے مبدل مین ہوکر تار کے ذریعے سے اس کہونٹی تک آتا ہے پہر اسمین سے کمانیکی راہ سے تیسری کہونٹی ج اور سٹرک کے تار پر ہوکر دوسرے شہر کے راجع کے ذریعے سے وہان کے مخبر پر پہونچکر اوسکی سوئی کو حرکت دیتا ہے اسیطرح ہر بار حرف بہیجنے کیوقت کمانی کو ہاتہی دانت کی گھنڈی دبا کر پہلی کہونٹی یعنی اسے ملاتے جاتے ہین اور جب خبر منگانی ہوتی ہے تو کمانی کو چہوڑ دیتے ہین کہ وہ خود بخود

دوسری کہوٹی ب سے ملحق ہوکر تار کا اثر اپنے شہر کے مخبر پر پہونچاتی ہے خرد پرور نے سوال کیا کہ حضرت اس کمانی مین ہاتہی دانت کی گہنڈی نصب کرنیسے کیا فائدہ ہے اور ہم اگر کمانی کو ہاتہہ سے دبا کر ا کہوٹی سے ملا دیا کرین تو کیا قباحت ہے فرزانہ روزگار نے فرمایا کہ اے عزیز اسکا سبب یہہ ہے کہ ہاتہی دانت مین ہوکر مادہ برقی گذر نہین سکتا یعنے وہ غیر قابل النفوذ ہے لہذا وسپر اونگلی لگاکر کمانی کو دبانیسے اثر بجلی کا اشارہ فہم کے ہاتہہ اور بدن مین ہوکر زمین مین نہین اوتر جانے پاتا بلکہ تیسری کہوٹی ج مین سے ہوکر شہر کے تار پر چلا جاتا ہے انسان کا بدن نہایت سریع النفوذ ہے اسواسطے کہربائی اسکے بدن مین ہوکر بہت جلد نفوذ کر جاتی ہے اے خرد پرور اسکی کیفیت سے تم بخوبی مطلع ہوچکے اب ہم آلہ مخبر کا بیان کرتے ہین اس آلہ کے سات پرزے ہین اول چوکی دوم لچھی سوم کیلی چہارم سوئی پنجم مقناطیس ششم آرٹین ہفتم سرپوش چنانچہ ان اشکال سے اونکی کیفیت ظاہر ہے

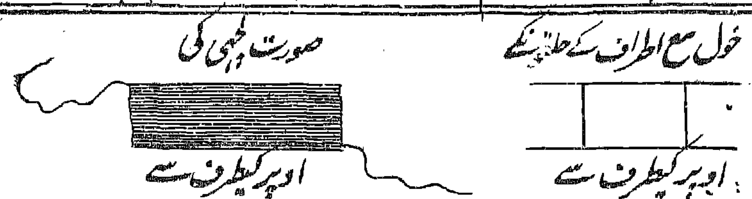


اول چوکی کا حال معلوم کرو یہہ سہاگنی یا اون کی لکڑی کا چوکور تختہ آٹہہ انچہہ مربع اور ایک انچہہ موٹا جسکے نیچے چار پائے لگے ہوتے ہین بنایا جاتا ہے اس تختہ کے بیچ مین ایک لنبا غار ڈہائی انچہہ طول آدہ انچہہ عرض اور تہائی انچہہ عمق کا ہوتا ہے دوم لچھی اسکی یہہ صورت ہے کہ تانبے کے بہت باریک پچاس فیٹ لنبے تار پر کچا ریشم لپیٹتے ہین تاکہ لچھی بنانے مین تار کا ایک ٹکڑا دوسرے سے ملکر مادہ برقی کی گردش مین جو تار مین ہوکر ہوا کرتی ہے خلل نڈالے اس ریشم کے لپٹے ہوئے تار کو سخت کاغذ یا وصلی کے خول پر جسکی لنبائی دو انچہہ اور چوڑائی آدہ انچہہ اور درمیان مین قریب تہائی انچہہ کی ہو لپیٹ کر تار کے دونون سرونکو ایک ایک بالشت کے قریب کہلا رکہتے ہین اور اوس کاغذ یا وصلی کے خول کے دونون کنارونکی طرف اوسی قسم کے سخت کاغذ کے ٹکڑے ملتے بطور آڑ کے لگاتے ہین کہ تار خول سے پہرا اوتر نجائے اور خول کے جوف کی مطابقت کے لئے تہائی انچہہ چوڑا اور دو انچہہ لنبا سوراخ ہوتا ہے اور

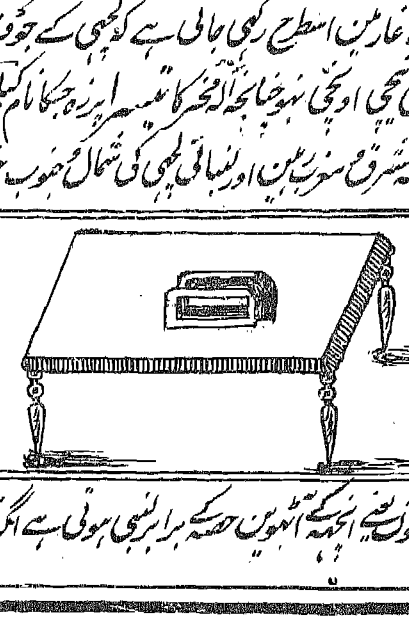
سوراخ کے چاروں طرف کاغذ کی پٹی تہائی انچہ چوڑی چہوڑتے ہیں چنانچہ لچھی اور خول اور حلقون مذکور کی یہہ شکلیں ہیں



خرد پرور نے عرض کی جناب عالی خول پر تار کسطرح سے لپیٹا جاتا ہے اوستاد نے جواب دیا کہ خول کو اسطرح سے ہاتہہ میں رکہنا چاہیے کہ کاغذ کی پٹری کا عرض لپٹنے والیکے سینے کے سامنے رہے اور دونوں کہلے ہوئے سرے یمین و یسار رہیں پہر تار کو بائیں ہاتہہ کیطرف خول کے کنارے پر نیچے سے ملا کر اپنے سینے کے سامنے سے اوپر کیطرف لیجائے اور اسیطرح چکر دیکے بائیں طرف سے داہنی طرف تک ایک کو دوسرے سے ملا کر لپیٹتا جائے جب تک کہ ایک تہہ تار کی چکر پر لپٹ جائے مگر احتیاط رہے کہ لپیٹنے میں تار ترچھے اور نہ پڑے پہر دوسری اور تیسری تہہ کو اسی قاعدے سے لپیٹیں یہانتک کہ سب تار تمام ہوجائے اس کل ہیئت مجموعی کا نام لچھی ہے اس طرح

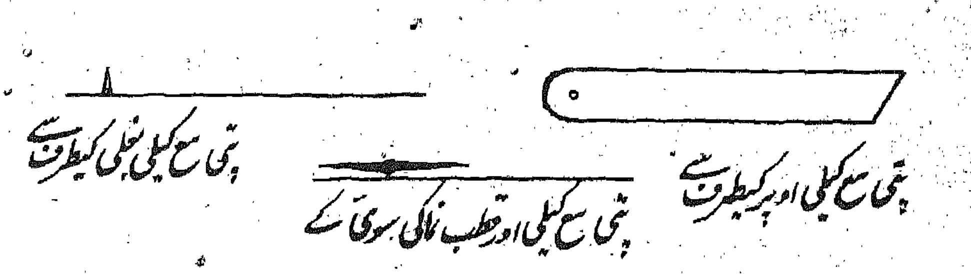


یہہ لچھی نیچے کیطرف سے چوکی کے غار میں اسطرح رکہی جاتی ہے کہ لچھی کے جوف کے بیچ کی سطح چوکی کے تختے کی سطح سے ہموار رہے ذرا بہی نیچی اونچی نہو چنانچہ انچہ کا تیسرا حصہ جسکا نام کیلی ہے اسجگہہ کہا جاتا اور یہہ چوکی اسطرح رکہی جاتی ہے کہ لچھی کے کہلے ہوئے سونہہ مشرق و مغرب میں اور لمبائی لچھی کی شمال و جنوب چنانچہ لچھی مع چوکی یہہ ہے

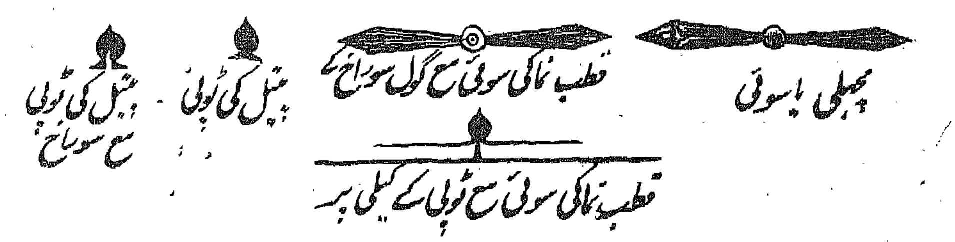


سوم کیلی یہہ اسپات کی بہت چہوٹی نوک ہے انچہ کے آٹہویں حصہ کے برابر لمبی ہوتی ہے اگر اتنا بڑا کسی سوئی کا ٹکڑا نوک کی

طرف سے ہو تو اوسکی بھی بہت خوب کیلی بنیگی اس نوک کو تانبے کی پتلی پٹی پر اوسکے ایک سرے کے قریب کھڑی جہاں دیتے ہیں
یہہ تانبے کی پٹی تین انچہ لمبی آدہ انچہ چوڑی اور کاغذ کے برابر موٹی ہوتی ہے اور اس کیلی پر قطب نما کی مچھلی یا سوئی رکھتے ہیں
پہر تانبے کی پٹی کے اوس سرے کو جدہر کیلی جھلی ہے موڑ کیطرف سے چوکی پر رکھکر اسقدر ڈبی کے اندر سرکا دیتے ہیں
کہ کیلی ٹھیک ڈبی کے وسط میں پہونچ جاتے اور اوسکے نیچے ڈہلکی رہے چنانچہ کیلی اور سوئی کی یہہ شکل ہے



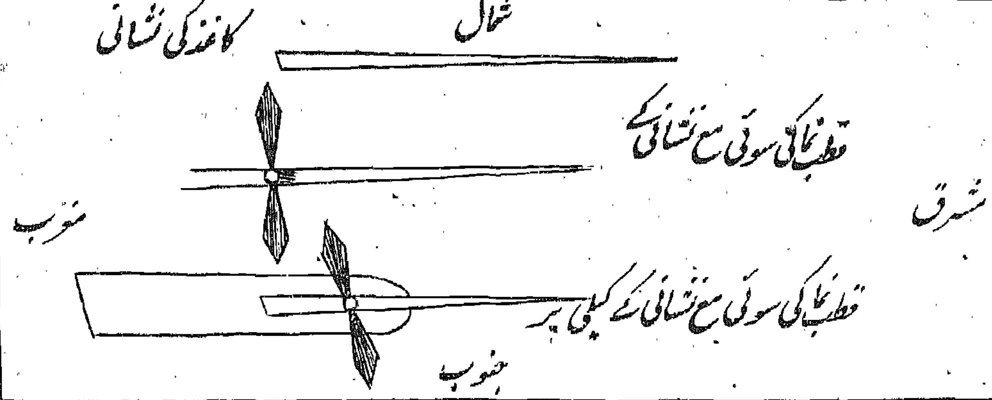
چہارم سوئی پہلے ہم قطب نما بنانیکی ترکیب بیان کرتے ہیں قطب نما کی مچھلی ایک انچہ لمبی اور انچہ کا بارہوان حصہ
چوڑی کاغذ سے پتلی اسپات کے پتی کی ہوتی ہے اور اوسکے وسط میں ایک گول سوراخ کرکے اوسپر پیتل کی ہلکی سی ٹوپی جہاں کہ
ٹوپی میں ایک گول گڑہا جو نیچے سے مچھلی کے گول سوراخ کے برابر چوڑا ہوا اور اوپر کو تنگ ہوتے ہوتے
ایک نقطے پر ختم ہوجاتے بناتے ہیں مگر وار پار سوراخ ہونے نجائے لیکن ایسا صاف اور چکنا کہ کیلی کی نوک پر اوسکو رکھنے سے
ہر طرف بہت آسانی سے گردش کر سکے ذرا بھی نہ رکے برابر تلی رہے جیسے ان شکلوں سے واضح و آشکار ہے



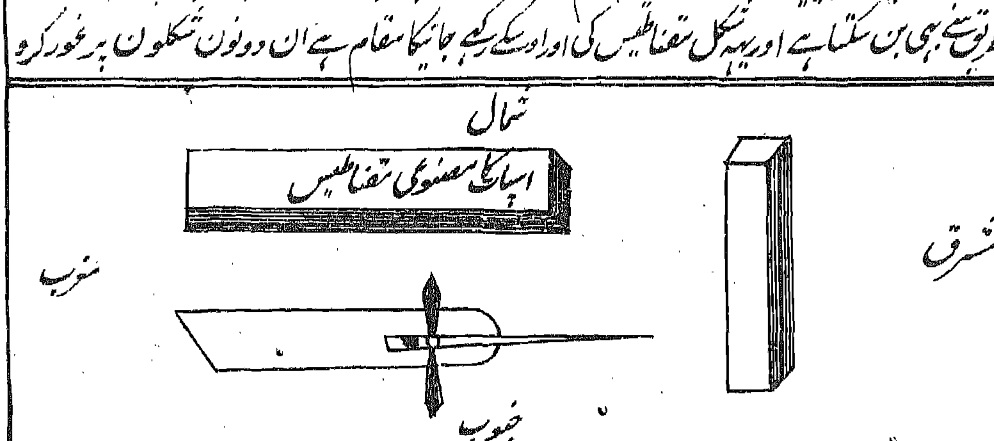
اس سوئی کو اسپات کے مصنوعی مقناطیس پر رگڑیں اس میں بھی مقناطیسی اثر پیدا ہوجاتا ہے اسصورت میں اگر اوسکو
کیلی پر رکھینگے تو سوئی خودبخود گردش کرکے شمال جنوب کو ٹھیر جائیگی پس شمال کیطرف جو سرا ہے اوسپر کچھہ نشان کر دیا جاتا ہے
اور اسطرف یہہ سوئی جھکی رہیگی اسواسطے جنوبی سرے پر بقدر ضرورت لاکھہ لگا دیتے ہیں سوئی اور ڈبی کی یہہ شکلیں ہیں



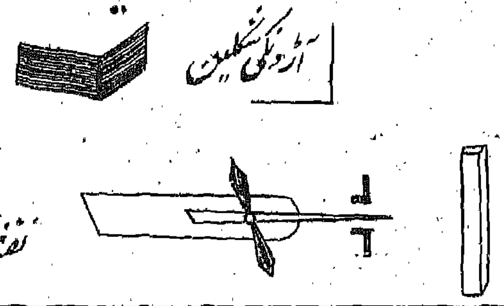
جونکہ بجلی کے کارخانہ مین قطب نما کی سوئی جسکی حرکتین معلوم ہونی ضرور ہین ہمیشہ شمال و جنوب مین ڈبی کے نیچے دھرے رہتے ہے اوسکی حرکتین دیکھنے مین دقتین واقع ہوتی ہین لہذا سوئی کے وسط مین اوسکے نیچے کیطرف سفید کاغذ کی ایک نشانی مشرق و مغرب کہنچی ہے لاکھ سے چپکا دیتے ہین یہہ نشانی دو انچہ لمبی اور ایک سرے پر انچہ کا آٹھوان حصہ چوڑی اور دوسرے سرے پر نوکدار رہیگی کاغذ کی دم ہوتی ہے اسکا موٹا سرا سوئی کے وسط سے نوکدار سرے کی بہ نسبت زیادہ قریب رہتا ہے تاکہ سوئی ایکطرف سے بھاری ہو کر اپنی گردش مین کچھہ فرق پیدا نکرے نشانی کا چوڑا سرا سوئی کے مغرب طرف اور نوک دار سرا مشرق کی جانب رہتا ہے چنانچہ ان شکلون کو دیکھو



پنجم مقناطیس جبکہ نشانی وغیرہ سے سوئی مرتب ہو کر کیلی پر رکھتے ہین اور ڈبی کے اندر سرکائی جاتی ہے تو بسبب اسکے کہ بجلی کا قدرتی مادہ جو ہوا اور بادل وغیرہ مین بھرا ہے اور اکثر اپنی مقدار مین بدلتا رہتا ہے سوئی پر اثر کرکے اسکو ایک حالت مین ساکن نہین رہنے دیتا بلکہ مذبذب رکھتا ہے ایک مصنوعی مقناطیس اسپات کا چوکی پر سوئی کے مشرق کی طرف لکڑی کے موسہ کے قریب لمبا لمبا اسطور رکھتے ہین کہ مقناطیس کا قطب شمالی جنوب کی سمت یعنے سوئی کے جنوبی سرے کی طرف اور مقناطیس کا قطب جنوبی سمت شمال یعنے سوئی کے قطب شمالی کیطرف رہے اس تعلق کی شکل مین سوئی کو جنوباً و شمالاً گویا استقلال کی صورت حاصل ہو جاتی ہے اور یہہ مقناطیس مصنوعی اسپات کا چھہ انچہ لمبا اور آدھہ انچہ چوڑا اور پاؤ انچہ موٹا ہوتا ہے اور مین نے مقناطیسی دینے کی اگرچہ اور بہت سی تدبیرین ہین لیکن جس ترکیب سے ہم قوت مقناطیسی کے چوتھے خواص مین سمجھا چکے ہین اوسی طریق سے بھی بن سکتا ہے اور یہہ شکل مقناطیس کی اور اوسکے رکھے جانیکا مقام ہے ان دونون شکلون پر غور کرو



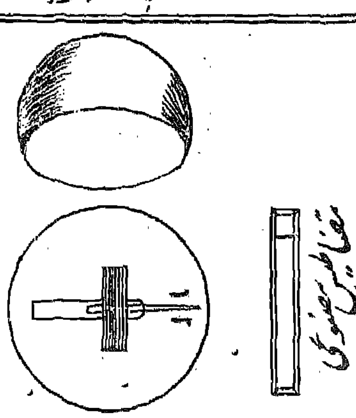
ششم اڑدن اوس بہہ اسواسطے ہین کہ جب وہ دوسرے شہر کے منبع مین بجلی کا اثر بکثرت ہوتا ہے تو سوئی کو بہت تیز اور زور کی حرکت سے
ایک پہنچے ہین یہہ دونون اڑدن سیسے کی ہوتی ہین اور مچھی کے مشرقی و مغربی اور مقناطیس کے درمیان نشانیکے نوکدار سرے کے دونو طرف
رکہے ہین انکو سیسے کی پتلی پتی سے جو آدہ انچہ لمبی اور پاؤ انچہ چوڑی ہوتی ہین بناتے ہین اور اسمین اتنا خم ہوتا ہے کہ جب ایک سرا
پتی کا چوکی پر رکہا جاتا ہے تو دوسرا سرا اٹہا ہوکر زاویہ قائمہ پیدا ہوجاتا ہے چنانچہ ان شکلون سے اوس کی کیفیت ظاہر ہے



نقشہ اڑدن اور مقناطیس کے رکہے جانیکی جگہہ کا

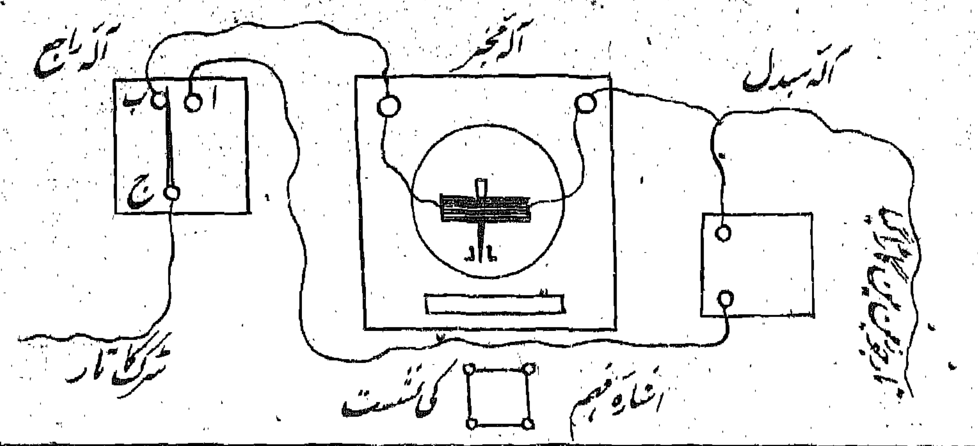
ہفتم سرپوش چونکہ ملک ہندوستان مین اکثر ہوائین تیز چلا کرتی ہین اور سوا اسکے چلنے کے سبب سے بھی کمرون مین ہوا حرکت
کرتی ہے جس کے باعث سے سوئی اور نشانیکو اکثر حرکت رہتی ہے لہذا ایک بڑا سرپوش کانچ کا مچھی اور سوئی اور نشانی اور اڑدن کو ڈہانکنے کے لیے
چوکی پر رکہا جاتا ہے لیکن اسباب کا مصنوعی مقناطیس سرپوش سے باہر رہتا ہے کہ ہوا اوس کو ہلا نہین سکتی اوسکی صورت یہہ ہے

کانچ کا سرپوش

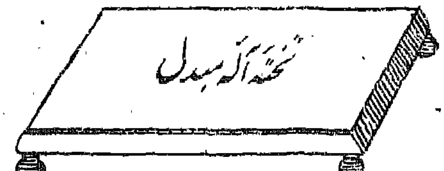


سرپوش مع اسباب کے چوکی پر رکہا ہے

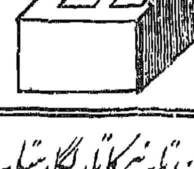
یہہ چوکی جو یہہ آلات مرتب ہے راجح کے داہنی طرف یعنی اوسکے شمال کی سمت میز پر اسطور سے رکہی جاتی ہے کہ مچھی کے دونو سرے مشرق
و مغرب مین ہین پہر مچھی کے جنوبی سرے کے تار کو نیچے اوس سرے سے کہ جسپر تار لپیٹنا شروع کیا تہا راجح کی دوسری کہونٹی کے تار کے
ساتہہ کہ جس کہونٹی سے حاصل مین راجح کی کمانی ہمیشہ ملحق رہتی ہے ملا دیتے ہین اور مچھی کے تار کے دوسرے سرے کو بڑہا کر
خواہ گہڑا گاڑ دیتے ہین خواہ منبع کے ایک انتہا کے تار کے ساتہہ جو زمین مین گہڑا گڑا ہوتا ہے ملا دیتے ہین اس
آلہ کا یہہ فائدہ ہے کہ اوسکے سامنے اشارہ فہم کرسی پر بیٹھا ہوا نشانیکی حرکت کو دیکہکر اوسے حروف و عبارت سمجہ لیتا ہے جسکی کیفیت اشارہ فہم کا بایان ہاتہہ
راجح کی کمانی کی گہنڈی سے لگا رہتا ہے اور داہنا ہاتہہ صندل کے دستے سے جو مچھی کے
داہنے طرف میز پر رکہا جاتا ہے اور اسی طرح خبر کی آمد و رفت جاری ہوتی ہے دیکہو

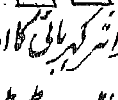


آلہ مبدل کی ترکیب ذرا پیچدار ہے لہٰذا زیادہ تر تفصیل سے بیان کی جاتی ہے اسکو خوب سے سمجھنا چاہیے یہہ آلہ ایک تختی پر کہ اوسکے نیچے چار چھوٹے چھوٹے پائے اسطرح پر ہوتے ہین ایک عمدہ اور پائدار لکڑی کا بنایا جاتا ہے

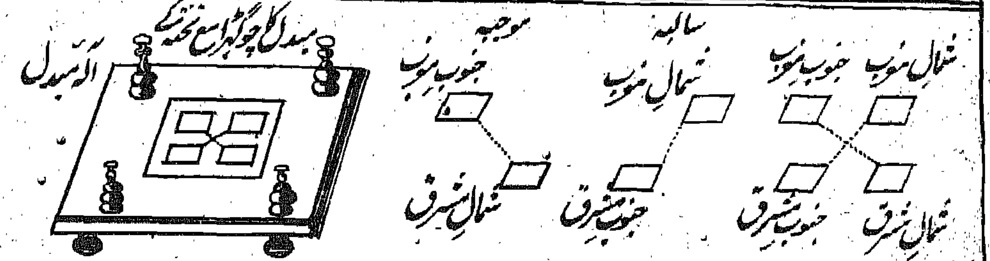


اول اس تختے مین چارون کنارون پر چار کھونٹیان اوسی قسم کی ہوتی ہین جیسے آلہ راج مین تم معلوم کر چکے ہو یعنے اونکے درمیان ایک آڑا سوراخ تار ڈالنے کا اور اوپر ایک کھڑا پیچدار سوراخ مع پیچ تار دبانیکے لئے ہوتا ہے دوم تختے کے بیچون بیچ مین ایک چوگھڑا لکڑی اور چینک کا بنا ہوا چار انچہ مربع اور دو انچہ موٹا لگا یا جاتا ہے اس چوگھڑے کے اوپر کیطرف چار چوکور خانے ایک ایک انچہ مربع آدہ آدہ انچہ گہرے کہود دیے جاتے ہین ان خانون مین باہم ایک انچہ کا فاصلہ اور کنارون سے آدہ انچہ کا رہتا ہے اسطرح

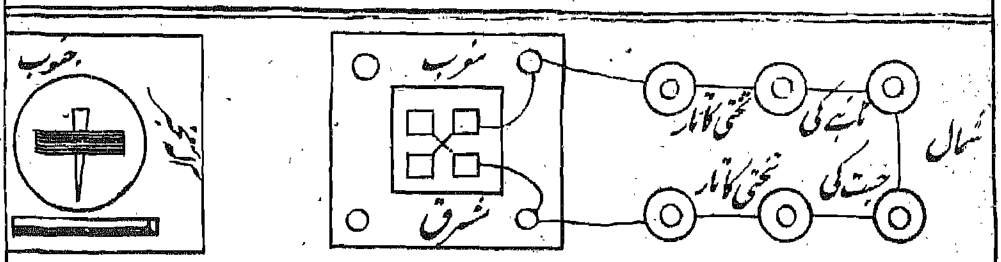


اس چوگھڑے کے مقابل کے کونون کے دو دو خانون مین تانبے کا تار لگا رہتا ہے اس صورت سے  لیکن متقاطع تارونکے لگانے مین ایسی ہوشیاری لازم ہے کہ وہ ایک دوسرے سے مل نجائین ورنہ جو اثر کہربائی کا اونکے ذریعے سے ایک خانے سے دوسرے خانہ مین پہونچایا جائیگا وہ راہ مین مخلوط ہوکر وہین اپنے برابر کے خانہ مین لوٹ پڑیگا اور دوسرے تار کی راہ سے زمین مین پہونچکر اپنا دورہ پورا کر لیگا اور آگے کو ہرگز نچلیگا اس چوگھڑے کے شمالی دو خانون مین دو اور تار ونکے سرے لگے ہوتے ہین اور ان تارونکے دونون سرے اون خانونکے نزدیک کی کہونٹیونکے نیچے کی طرف چھلے رہتے ہین اور ان کہونٹیون سے شمال مغرب کی کہونٹی مین تانبے کی تختی کا تار اور شمال مشرق کی کہونٹی مین جست کی تختی کا تار دبتا ہے

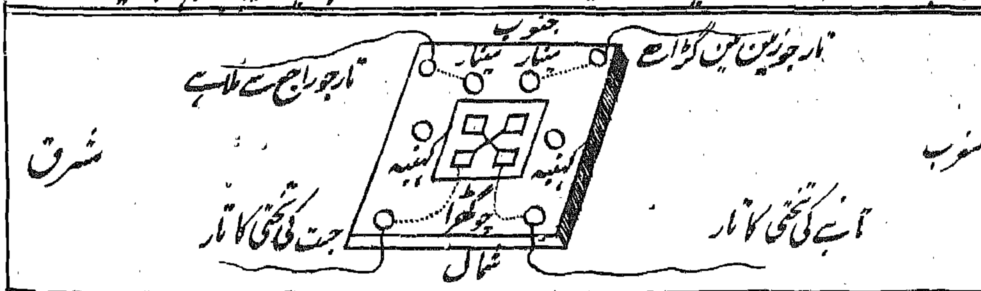
اس سب سے اول خانہ مین کہربائی سالبہ کا اثر اور دوسرے خانہ مین کہربائی موجبہ کا اثر پیدا ہوتا ہے چوکھڑے کے جانب خانونمین صاف پارہ بھر دیا جاتا ہے تاکہ اون تارونکا اثر جنکا ایک ایک سرا کھونٹیونسے جھلا ہوا رہتا ہے اور دوسرا سرا شمالی خانونمین گرایا جاتا ہے اندرونی کنارونکے تارونکی راہ سے مقابل کے خانونمین پہنچ جاوے غرض اس ترکیب سے شمالِ مغرب اور جنوبِ مغربکے خانونمین اثر کہربائی سالبہ کا اور شمالِ شرق و جنوبِ شرقکے خانونمین اثر کہربائی موجبہ کا ہمیشہ موجود رہتا ہے



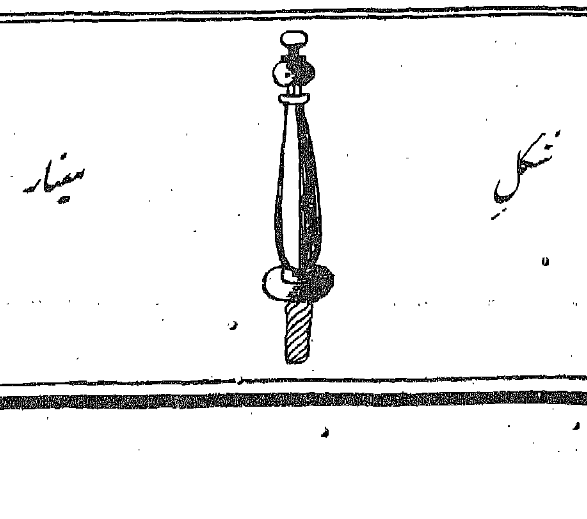
آلہ مبدل ہمیشہ آلہ مخبرہ کے شمال مین اور منبع کے جنوب مین رکھا جاتا ہے صورت اس سب ترکیب کی یہہ ہے



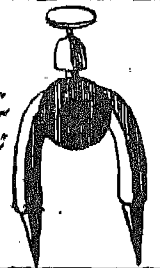
سوا ان چارون پیچ اور چوکھڑے کے آلہ مبدل کے تختے پر دو پیتل کے مینار ساڑھے چار انچہ اونچے چوکھڑے کے جنوب کی سمت جڑے جاتے ہین دونون مینارون اور اونکے متصل کے کنارونکی کھونٹیونکے بیچ تار چلے ہوئے ہین اس شکل سے



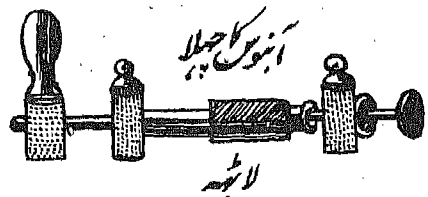
مینار کے اوپر کے سرے پر کھونٹیون کی طرح آڑا گول سوراخ تار کے ڈالنے کے لیے اور کھڑا پیچ کسنے کے لیے ہوتا ہے اس مین سنک کا ایک سرا جسکا بیان ہم آگے کرینگے دابا جاتا ہے چنانچہ مینار کی یہہ شکل ہے



اے فرزند دلبند ذرا متوجہ ہو کر سنو کہ دیکھیے جو گھڑیکے مشرق و مغرب آمنے سامنے ہیں ویسے ہیچون تختے پر جڑے جاتے ہین یہہ بھی
قریب چار انچہ اونچے ہوتے ہین اونکے اوپر سر پر ایک گول چوڑا سوراخ ہوتا ہے اوسکے اندر ایک لاٹہہ پیتل کا یا آبنوس والی جاتی ہے
اسکے شرقی سرے پر کہینچنے کے باہر کیطرف ایک دستہ پہیرنے کے لئے لگا ہوتا ہے اور دوسرے سرے پر ایک پیچ ہوتا ہے جسکے کسدینے سے
لاٹہہ کہینچنے سے سوراخون سے باہر نہ نکل سکے اور ظاہر ہے کہ کہنبون کے چوگہڑے کے عرض کے مطابق لاٹہہ کی لنبائی چار انچہ کی ہوگی
پس دونون سرون سے ایک ایک انچہ چہوڑکے لاٹہہ کے اوپر دو نوکدار کڑیان پہنائی جاتی ہین مشرق کی طرف کی
کڑی پیتل کی سوٹہہ پر ہوتی ہے لیکن مغرب کی طرف کی کڑی آبنوسی یا ہاتھی دانت کے چہلے پر جو لاٹہہ پر اوس
طرف کو چڑہایا جاتا ہے پہنائی جاتی ہے اس چہلے سے یہہ فائدہ ہے کہ دونون کڑیون کے درمیان کوئی
جسم جو نفوذ کہربائی کی قابلیت نہ رکہتا ہو مانع آجاتے تاکہ اثر کہربائی کا جو ایک کڑی مین پیتل کی لاٹہہ
ہو کر دوسری کڑی مین نہ پہونچ جاتے چنانچہ اوس لاٹہہ اور پیتل کی کڑی کی یہہ شکل ہوتی ہے



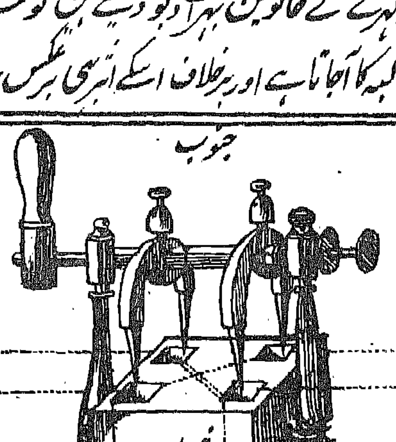
پیتل کی کڑی



آبنوس کا چہلا

لاٹہہ

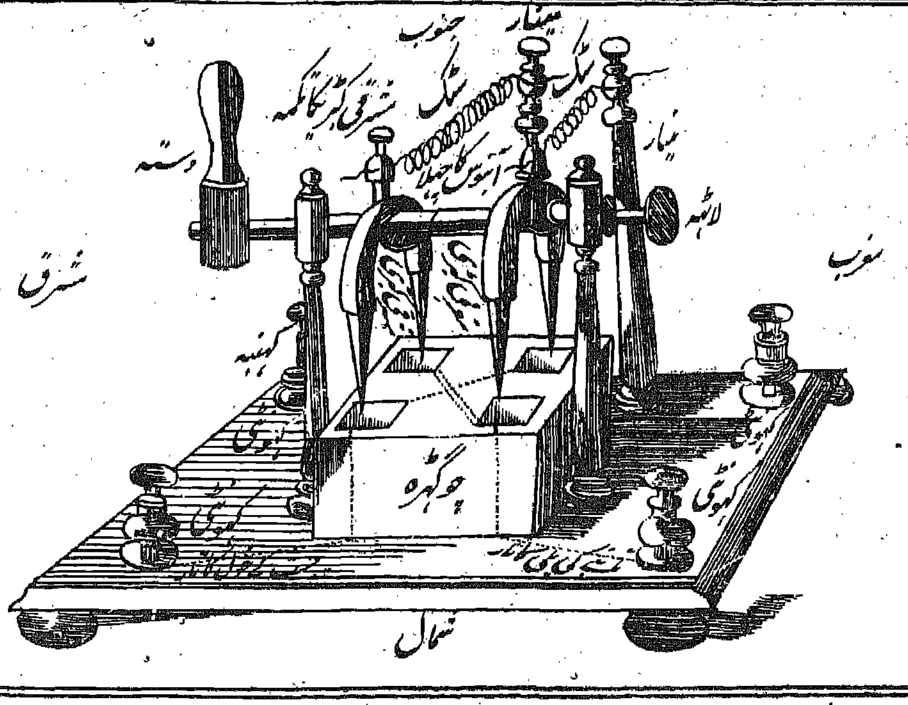
اسکے دونون سرون مین اسپات کے کانٹے یا نوکین ڈیڑہ ڈیڑہ انچہ کے قریب لمبی جڑی ہوتی ہین اور
دونون نوکون کے درمیان دو انچہ کا فاصلہ ہوتا ہے کڑی کے اوپر جو گول سوراخ ہے اوسکی راہ سے
وہ لاٹہہ پہنادی جاتی ہے کڑی کے اوپر کی طرف بہی ایک آڑا گول سوراخ اور ایک کسنے والا پیچ ہوتا ہے
اوسمین ایک سٹک کا سرا دبایا جاتا ہے جب یہہ کڑیان لاٹہہ پر اپنی حالت سکون مین ہوتی ہین تو اونکی نوکین
چوگہڑے کے چارون خانونکے بیچون بیچ مین اوپر آدہ انچہ کے دوری پر لٹکا کرتی ہین لیکن حالت گردش مین جب دستے کو اپنی طرف
ہلاکر گہر دینکے شمالی کانٹونکو پارے مین جو چوگہڑے کے خانون مین بہرا ہے ڈبو دیتے ہین تو مشرقی کڑی مین اثر کہربائی موجبہ کا
اور مغربی کڑی مین اثر کہربائی سالبہ کا آجاتا ہے اور برخلاف اسکے اثر بہی برعکس ہوتا ہے چنانچہ اوس کی یہہ شکل ہے



حالت سکون مین لاٹھہ اسطرح سے ہے کہ کبڑیون کی نوکین پارہ کے خانون سے اوٹھی رہین اور ضرورہے کہ کبڑیون اور میناروںسے اتصال ہوجاے تاکہ کبڑیون کی کہربائی میناروں پر پہنچ جاتے اس فوائد کے حصول کے واسطے دو سلکون کا استعمال ہوتا ہے اون کی ترکیب یہہ ہے کہ قریب پاؤ انچہ کے موٹے گول ول پنسل کا سوتا لچک دار تار پیچہ کے تار کیطرح لپیٹ کر اوسکی ایک مدوّر سلک تین انچہ لمبی اور آدہ انچہ موٹی بناتے ہین چنانچہ اوسکی یہہ شکل ہے

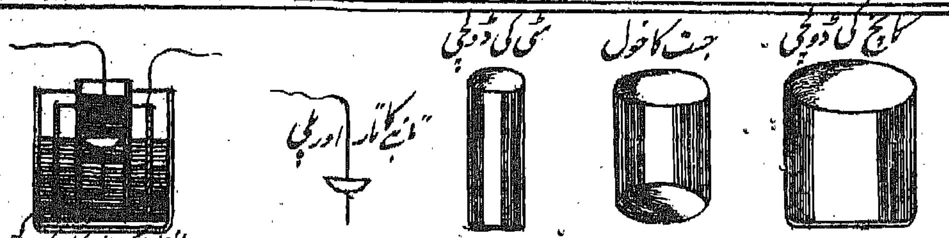


اس سلک کا ایک سرا کبڑی کے اوپر کے سوراخ مین اور دوسرا سرا مینار کے اوپر کے سوراخ مین پیچ سے کسا جاتا ہے آلہ مبدل کی یہہ صورت ہے



آلہ مبدل کا یہہ فائدہ ہے کہ اس کے سبب سے دونون قسمون کے کہربائی مین سے جسکو چاہین ٹرک کے تار پر دوڑا کر دوسرے شہر کے مخبر مین اوسکا اثر پہونچائین اور اس تبدیل کو بہت جلد جلد صرف اونگلی ہلانے کے اشارہ سے کر سکتے ہین یعنے دستے کو اونگلیون سے داہنے طرف ہلائیے تار پر اثر کہربائی سوجبکہ رواں ہوکر دوسرے ڈاک خانہ کے مخبر کی نشانی کو داہنے ہاتہہ کی طرف حرکت دیگا اور جب دستے کو چھوڑدینگے تو سلکو نکی لچک اور زور سے کبڑیون کی نوکین پارہ سے اوٹھی رہین گی اور کوئی اثر اس طرف کا ٹرک کے تار پر نہوگا چہارم منبع اوس آلہ کو کہتے ہین جس سے بجلی کا مادہ پیدا کر کے ٹرک کے تار پر رواں کرتے ہین جیسے والٹا کا عمودی ستون اور دیچوکی باڑہ لیکن اس باڑہ مین ایک بڑی قباحت یہہ ہے کہ اسکا اثر ہمیشہ یکسان نہین رہتا یعنے ابتدا مین اثر بہت زور کا ہوتا ہے اور آخر کو کم ہوتے ہوتے تہوڑے عرصہ مین بالکل زائل ہوجاتا ہے اس سبب سے کہ تیزاب کی تیزی سے

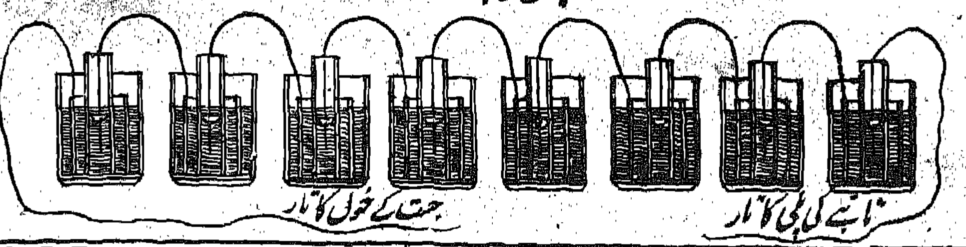
جست گل کر تانبے کی تختی پر بطور قلعی کے جم جاتا ہے اور تانبے کی تختی کو بھی مثل جست کی تختی کے بنا دیتا ہے
اور جو اثر مختلف دھاتوں کے ملانے سے پیدا ہوتا تھا موقوف ہو جاتا ہے اور اس سبب سے بجلی کے کام میں
بڑا نقصان ہوتا ہے اور وہاں ایسی بیٹرہ ضرور ہے کہ جسکی قوت مدت دراز تک قائم رہے اور ہر ایک ڈولچی کا جس میں
جست اور تانبے کی تختیوں کے جوڑے رہتے ہیں رکن نام ہے اور اسطرح کے دو یا زیادہ ارکان کے سلسلے کو بیٹرہ کہتے ہیں
حکیموں نے کئی طرح کی بیٹریں یکساں اور مستقل قوت کی ایجاد کی ہیں اونمیں سے ایک بیٹرہ جو کہ ہر جگہہ کم خرچ میں تیار
ہو سکتی ہے ہم بیان کرتے ہیں اے خرد پرور ایک رکن میں جو مختلف دھاتوں کی تختیاں ملائی جاتی ہیں اونمیں سے
ایک ہمیشہ جست کی ہوتی ہے اور دوسری خواہ تانبے کی خواہ چاندی کی خواہ پلاٹینا کی خواہ کوئلے کی ہوتی ہے
اور اب ہم جس بیٹرہ کا بیان کرتے ہیں اوسکو حکیم دانیال نے ایجاد کیا ہے اس بیٹرہ کے ایک رکن میں پانچ چیزیں اس
تفصیل سے ہوتی ہیں ایک کانچ کی ڈولچی دوسرے جست کا خول تیسرے مٹی کی ڈولچی چوتھے تانبے کا تار اور پلی
پانچویں عرق اور ترکیب ان اجزا کی اسطرح پر ہے کہ کانچ کی ڈولچی کے اندر جست کا خول پائل جو دونوں
سروں سے کھلا ہوتا ہے اور اوس کے ایک سرے پر تانبے کا تار جھلا ہوتا ہے رکھا جاتا ہے اور جست کے
خول کے اندر مٹی کی ڈولچی جس کا ایک مونہہ بند ہوتا ہے اور وہ دو انچہ چوڑی اور چھہ انچہ اونچی
ہوتی ہے رکھی جاتی ہے اور مٹی کی ڈولچی کے اندر تانبے کا تار جس میں ایک پیالی بطور پلی کے
جھلی ہوتی ہے ڈالا جاتا ہے چنانچہ اون کی یہہ شکلیں ہیں ان کو بہ نگاہ غور دیکھو



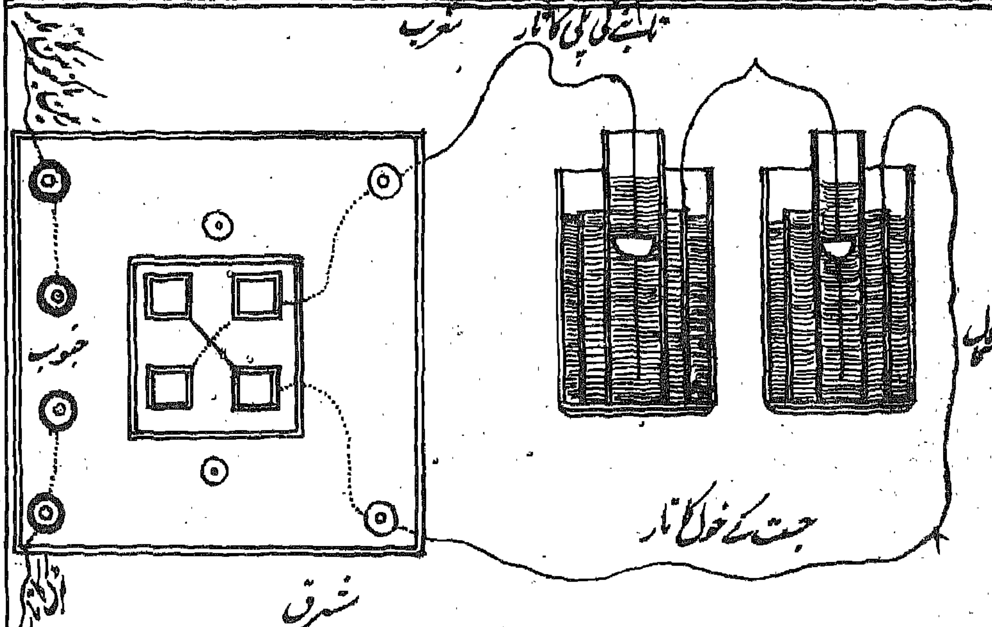
دانیال کی بیٹرہ کا ایک رکن

اس پیالی پر تھوڑی سی نیلے تھوتھے کی قلمیں یا ڈلیاں رکھکر کانچ اور مٹی کی دونوں ڈولچیوں میں
اوپر سے قریب آدہ انچہ کی دوری تک پانی بھر دیتے ہیں اور ایک ڈولچی کے پلی کے تار کو دوسری
ڈولچی کے جست کے خول کے تار سے ملا دیتے ہیں اگر کانچ کی ڈولچی کے پانی میں تھوڑا سا نمک ملا دیں تو
بیٹرہ کا اثر زیادہ تر قوی ہو جاتے گا اور تانبے کی پلی پر اتنی نیلے تھوتھے کی قلمیں رکھنی چاہییں کہ مٹی کی
ڈولچی کا پانی نیلے رنگ کا دکھلائی دینے لگے اور جب کبھی پانیکا رنگ زردی مائل ہونے سے اثر کمزور ہو جاتے
تو تھوڑے سے نیلے تھوتھے کے ٹکڑے اور ڈال دینے چاہییں اور ایک ہفتے کے بعد ڈولچیوں کا
پانی بدل دینا اور تختیوں وغیرہ کو دہو ڈالنا ضرور ہے یہہ بیٹرہ مستقل اور دیرپا ہوتی ہے دانیال کی بیٹرہ کا یہہ تذکرہ ہے

دانیال کی باٹرہ کا نقشہ



یہہ باٹرہ آلۂ مبدل کے داہنے یعنے شمال کے سمت رکھی جاتی ہے اور اس مین سے مطابق ضرورت کے دو دو ڈولچیون سے سو تک ارکان ہوتے ہین اول ڈولچی مین سے جست کے خول کا تار آلۂ مبدل کے اوس کھونٹی مین دبایا جاتا ہے جو مبدل کے شمال و مشرق کے کونے پر ہے اور آخر ڈولچی مین سے تانبے کی پلی کا تار اوس کھونٹی مین دبایا جاتا ہے جو مبدل کے شمال و مغرب کے کونے پر ہے اس ترکیب سے یہہ باٹرہ ہمیشہ کہربائی کے دونون اثر یعنے موجبہ اور سالبہ مبدل کے چارون خانون مین جنمین پارہ بہرا ہے بہر رکہتی ہے اور ان خانون مین گبرونیکے کاٹے ڈوبے کڑی کے تھمے اور مینار اور کہونٹی پر ہوکر حسب مرضی ایک قسم کا اثر تو سڑک کے تار پر سے دوسرے شہر کے ڈاکخانہ کو روانہ ہوجاتا ہے اور دوسرے قسم کا اثر زمین یا تالاب یا ندی یا کنوئین مین جاتا ہے نیچے یہہ شکل مبدل اور باٹرہ کی



اے عزیز و برادر یہان تک ڈاک بجلی کے چارون آلات کا یعنے منبع خواہ باٹرہ اور مبدل اور مخبر اور راجع کا حال اور خبر بہیجے جانے کی ترکیب مع نقشہجات صاف صاف ہم گوش گذار کرچکے اور یہہ بہی سمجہا دیا ہے کہ قوت موجبہ اور قوت سالبہ کے باعث سوئی کو دو طرح کی حرکت ہوتی ہے ایک داہنی طرف اور ایک بائین جانب اب یاد رکہو کہ ان دونون حرکتون سے حروف ابجد کی ترکیب پر یہہ علامتین شناخت حروف کے لئے انگریزی اور فارسی مین قرار دیگئی ہین

اقسام فوٹوگرافی

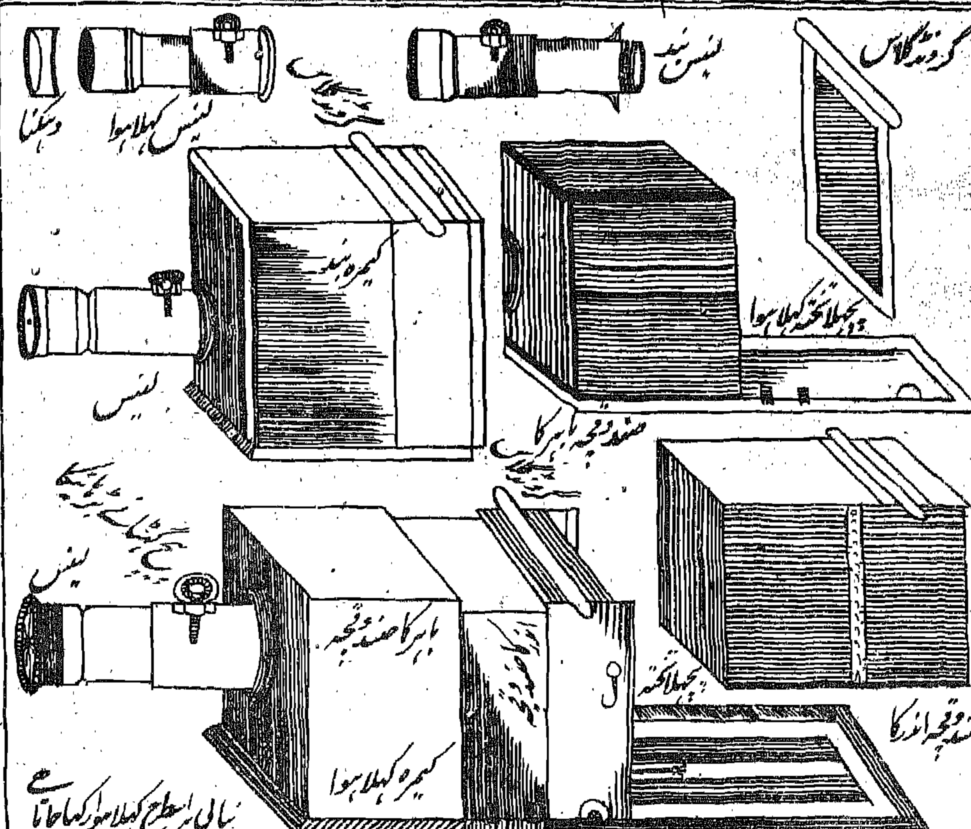
ٹیلی گراف کے حرفوں کی نشانی یہ ہے

نمبر	نشان حروف	حروف انگریزی	حروف فارسی	نمبر	نشان حروف	حروف انگریزی	حروف فارسی
۱	/	A	ا ع	۱۳	\\\	N	ن
۲	//	B	ب	۱۴	\\\\	O	*
۳	///	C	ث ص	۱۵	/\	P	پ
۴	////	D	د ڈ	۱۶	/\\	Q	ق
۵	\/	E	*	۱۷	/\\\	R	ر
۶	\//	F	ف	۱۸	/\\\\	S	س
۷	\///	G	گ غ	۱۹	/\/	T	ت ٹ
۸	\////	H	ح ہ	۲۰	//\\	UV	و
۹	\/\	IJ	ج	۲۱	\/\/	W	*
۱۰	\\//	K	ک	۲۲	\\//	X	خ
۱۱	\	L	ل	۲۳	\\\/	Y	ی
۱۲	\\	M		۲۴	\\\\/	Z	ذ ز ض ظ

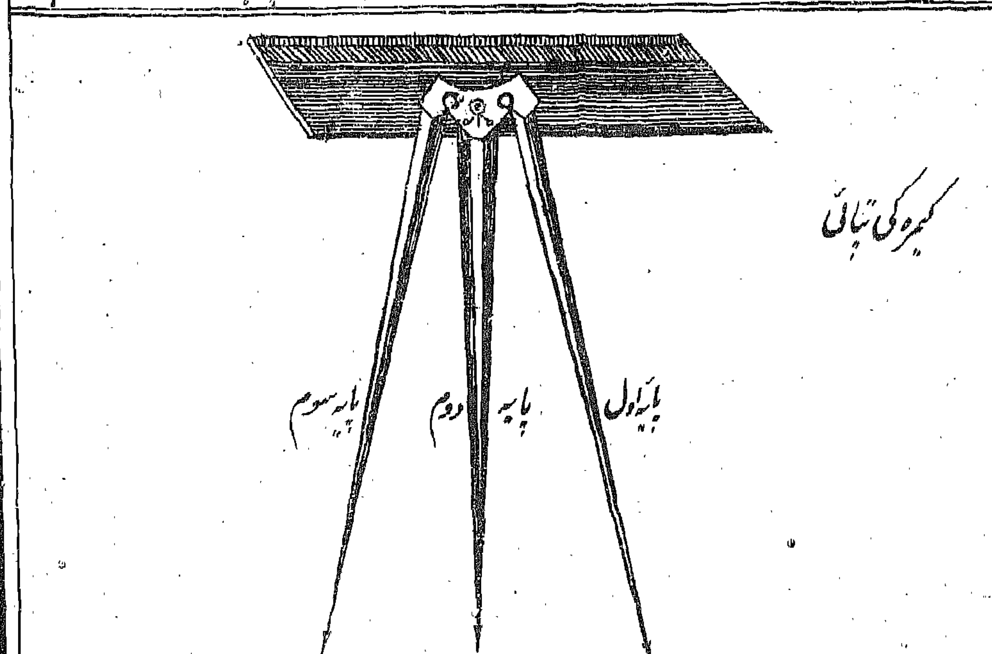
سوا اسکے تین علامتین اور ہین اول ۸۸ یہ علامت فقط انتہاے پیغام کی ہے دوم ۷ علامت ایجاب کی سوم ۸ علامت نفی کی اے خردمند تار برقی کی اصل یہی ہے جیسے بیان کی مگر دانشوران اہل ایجاد ہنوز اس میں بلکہ ہر کام مین ایک نہ ایک نئی بات پیدا کرتے چلے جاتے ہین چنانچہ اب تم کسی مقام پر جو اک بجلی کا کارخانہ دیکھو گے تو بالکل کچھہ اور نظر آئیگا شہزادہ نازک خیال رنگین مقال نے کہا کہ حضرت سلامت ٹیلی گراف کی کیفیت تو مین بخوبی سمجھہ گیا مگر یہ فرماتیے کہ فوٹوگراف کیا شے ہے اسمین بھی علم برق سے کچھہ کام پڑتا ہے یا کسی اور ترکیب سے مطلب حاصل کرتے ہین فرزانہ روزگار نے فرمایا کہ اے عزیز میرا یا تمیز جو تصویر عکس کے ذریعے سے قائم کیجاتی ہے اوسکو فوٹوگراف کہتے ہین اوسکی چند قسمین ہین اول ڈگروٹیپ جو تانبے کی تختی پر چاندی کا ملمع چڑہانیکے بعد تیار کرتے ہین دوم پازیٹو جو آئینہ پر جیٹ وارنش یعنی روغن سیاہ کے ذریعے سے قائم رہجاتی ہے سوم نگیٹو جو آئینہ پر ایک قسم کے کاغذ پر چھاپ لیا کرتے ہین اسمین وہ دوائین استعمال کیجاتی ہین جنکو شعاع آفتاب سے کسی نہ کسی نوع کا ایک خاص تعلق حاصل ہے تصویر عکسی ایک عجیب

تصویر عکسی کا بیان

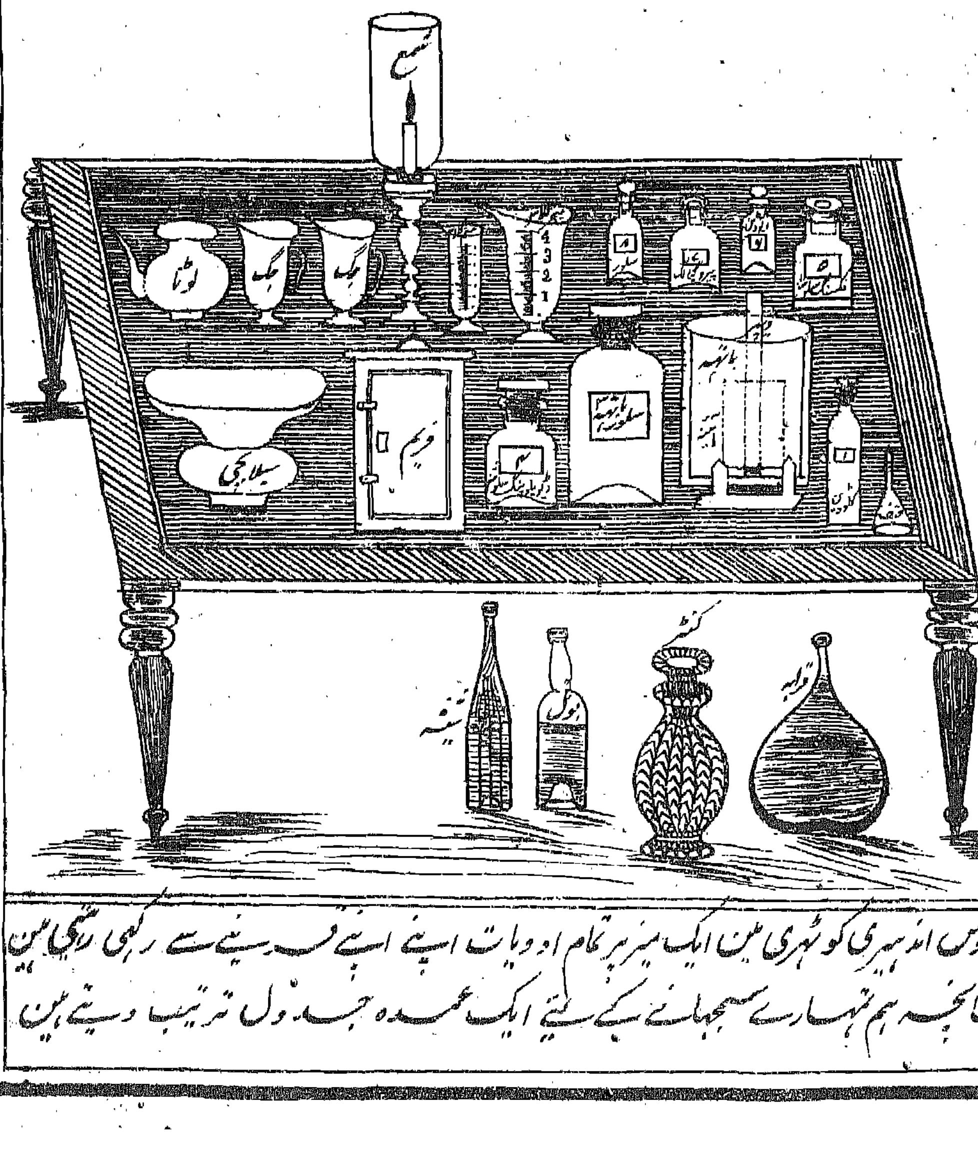
وغیرہ ہیں جنکے وسیلے سے تیار کیجاتی ہے جسکو انگریزی میں کیمرہ خواہ کیمرہ ابسکیورا کہتے ہیں اوسکے مونہہ کا نام لینس ہے اور آخر میں ایک سپید جلا آئینہ لگایا جاتا ہے جسکا نام گرونڈ گلاس ہے یعنی لینس اور گرونڈ گلاس ایک لکڑی کے خوشنما صندوقچہ میں نصب ہوتے ہیں



اس کیمرہ کو ایک عمدہ اور خوبصورت سہ پایہ پر رکھکر جس کی تصویر کا عکس لینا منظور ہوتا ہے اوسکو لینس کے روبرو لاتے ہیں اور ڈھکنا کھول کر اوسکے عکس کو گرونڈ گلاس پر نگاہ کرتے ہیں تپائی کی یہہ صورت ہے



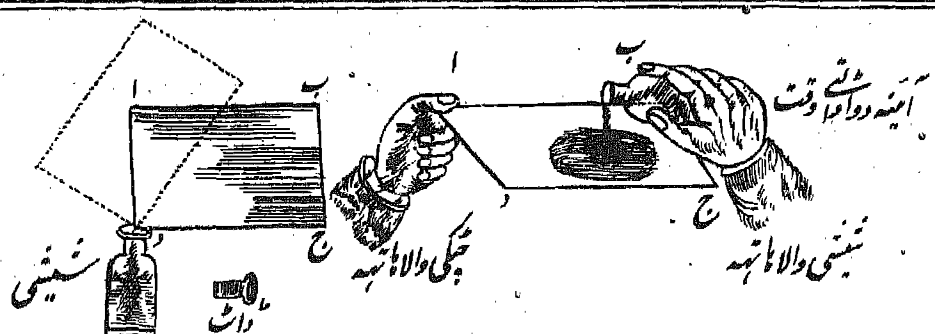
یہہ تپائی اور دوربین باہر میدان میں رکھی جاتی ہے اور باقی سامان ایک تاریک کمرے میں رکھا جاتا ہے جہاں بالکل آفتاب کی شعاع کا اثر نہیں پہونچ سکتا بلکہ شمع کی روشنی سے کام لیا کرتے ہیں اب دیکھو کہ جسوقت آدمی وغیرہ دوربین کے سامنے بیٹھتا ہے تو لینس کے اندر سے اوسکا عکس گذرتا ہوا گرونڈ گلاس پر اسطرح نظر آتا ہے کہ سر نیچے ہوتا ہے اور پاؤں اوپر دکھلائی دیتے ہیں علی ہذا القیاس درخت اور پہاڑ وغیرہ بھی معکوس نظر آتے ہیں مگر اکثر اوقات اول وہ عکس صاف نہیں معلوم ہوتا اسواسطے لینس کے گھٹانے بڑہانیکا جو پیچ ہے اوسکو گردش دینے سے یا کیمرہ کے اندرونی صندوقچہ کو آگے پیچھے ہٹانے سے چہرہ وغیرہ صاف نظر آنے لگتا ہے مگر دستور ہے کہ ایک سیاہ کپڑا کیمرے پر اسطرح سے ڈال دیتے ہیں کہ صرف لینس باہر رہجاتا اور جو شخص گرونڈ گلاس پر عکس دیکھتا ہے اوسکا سر مع تمام کیمرہ کے اوس پارچہ کے اندر پوشیدہ ہوجاتا ہے غرض کہ جسوقت آنکھہ پلک حسب دلخواہ صاف نظر آتی ہے تو اوس مقام پر پیچ قایم کردیتے ہیں اور کیمرہ کو یا تپائی کو کسی طرح کی حرکت نہیں دیتے ہیں بعد اوسکے حجرۂ تاریک میں جا کر آئینہ کو انگریزی ادویات سے درست کرتے ہیں



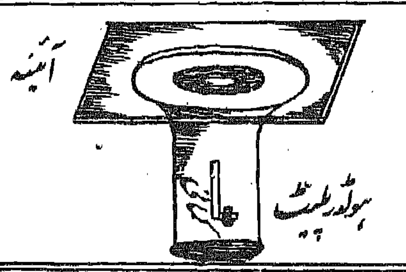
اوس اندھیری کوٹھری میں ایک میز پر تمام ادویات اپنے اپنے قرینے سے رکھی رہتی ہیں چنانچہ ہم تمہارے سمجھانے کے لیئے ایک عمدہ جدول ترتیب دیتے ہیں

نمبر شمار	اسم دوائے مرکب	نام اون مفرد دواؤن کا جو مرکب کیجاتی ہین	ترکیب استعمال ادویہ
۱	پیکلچر	[illegible]	ان سب کو ایک بوتل مین آیندہ دہونیکے واسطے ملا رکہنا چاہیے
۲	ای اوڈائیزڈ کلوڈین	[illegible]	ملا کر خوب ہلانا ڈاٹ لگا کر جائے تاریک مین رکہنا چہہ گہنٹے بعد کام لینا۔
۳	سلور باتھہ	[illegible]	پہلے نٹریٹ سلور مین آٹھہ اونس پانی ملانا جب گھل جاے تو باقی سولہ اونس پانی ڈالنا پہر قیف مین کاغذ لگا کر چہان لینا اندہیرے مین بنانا دوہرا سیاہ غلاف چڑہانا بارہ گہنٹہ رکہنا
۴	ڈیویلوپنگ سلوشن	[illegible]	پروٹو سلفیٹ آف آیرن کو پیسکر گہولنا پہر چہان لینا بعد ازان دونون دوائین ملا کر ڈاٹ بند کرنا
۵	فکسنگ سلوشن	[illegible]	باریک پیسکر گہولنا پہر چہان لینا ڈاٹ بند کرکے رکہنا — تصویر پازیٹو مین جیٹ وارنش ڈالنا
۶	ای ٹہ ڈین سلوشن	[illegible]	پانی مین گہول کر چہان لینا بہت سخت ہو تو چار ڈرام پانی اور ملا دینا۔
۷	پیروگیالک سلوشن	[illegible]	خوب ہلا کر قیف سے چہان لینا اور دوائے ششم کے چند قطرے ملا دینا۔
۸	سلور سلوشن	[illegible]	اندہیرے مین ملانا اور چہان کر غلاف چڑہانا — تصویر نگیٹو مین امبر وارنش ڈالنا
۹	ال بومین	[illegible]	تحچہ سپید سے درہم برہم کرکے نمک سائیدہ ملانا جب کف پیدا ہو چمچہ سے اوٹہاکر وہ کف شیشے مین بہرنا چوبیس گہنٹے کے بعد استعمال مین لانا۔
۱۰	سن شیو باتھہ	[illegible]	مکان تاریک مین بنانا اندہیرے مین رکہنا دوسرا سیاہ پنبہ دار غلاف چڑہانا
۱۱	ٹوننگ باتھہ	[illegible]	پانی مین گہول کر رکہہ دینا۔
۱۲	فکسنگ باتھہ	[illegible]	ہیپو سلفیٹ آف سوڈا کو کچل کر گہولنا اور سکو موقع بموقع کام مین صرف کرنا

اسے ضرور ہو۔ اب ہم ان ادویات کا مرکب کرنا تو معلوم کر چکے مگر تصویر بنانے کا طریقہ ہنوز تم نہیں سمجھے اسواسطے
ہمکو ضرور ہے کہ مختصر طور پر اوسکو بھی بیان کریں اول ٹٹنیٹ پلیٹ یعنے بہت صاف آئینہ کو ہم اول لیتے ہیں ٹرپلی
جو ایک قسم کی عمدہ مٹی ہے ملکر خوب ہوا ڈالنا پھر گھسا لیں لیتے کہ جو ایک قسم کا ولایتی ملائم پتھر ہے یا کسی ریشمی رومال سے
خشک کرنا پھر یہہ سب سامان جس طریق سے ہم فہمایش کر چکے ہیں ایک مکان تاریک میں میز پر رکھکر شمع روشن کرنا
اور جب کسی سیاہی میں اتفاق پڑے اور جا تاریک ہاتھہ نہ آوے تو اس نظر سے کسی قسم کے سنگین کپڑے کو سہارا لگا دیکر چھپر کی طرح کی
صورت ایک ایسی کوٹھری بنا لیتے ہیں کہ جسجگہ منظور ہو اوسی وقت نصب کر سکتے ہیں اور اوسکے اندر میز رکھکر تمام سامان
تصویر عکسی کا چن دیتے ہیں اب سنو کہ اوس صاف آئینہ کو بائیں ہاتھہ کی چٹکی میں اسطرح پکڑیں کہ سطح برابر رہے پھر سیدھے
ہاتھہ سے اوس پر دوا نمبر دوم یعنے ایتھر اور وائیڈ کلوڈین ڈالکر چاروں طرف پھیلاوے پھر اوسی شیشے میں جلد اونڈیل لینا

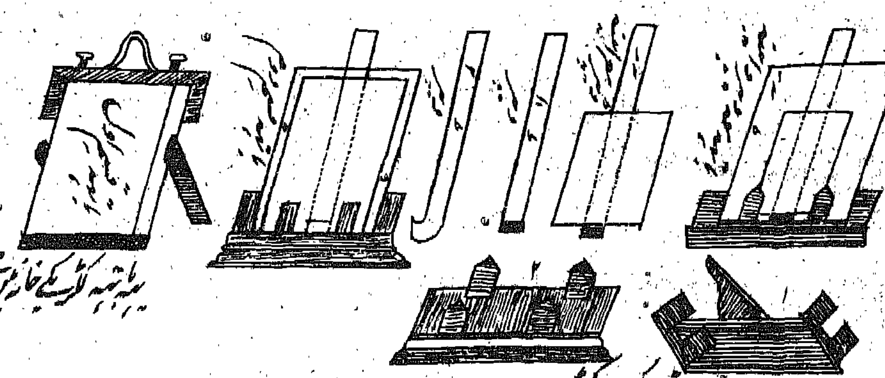


سو اس ترکیب سے لکڑی اور ربڑ کا ایک آلہ آئینہ کی گرفت کیواسطے مقرر ہے دیکھو اسکو ہولڈر پلیٹ کہتے ہیں یہہ آلہ معروف ہے
اسمیں ایک گول نلکی لکڑی کی اندر سے خالی ہوتی ہے اور سر چھتری کی طرح ایکطرف ربڑ لگا ہوتا ہے اور بیچمیں ہوا کھینچنے کی ایک کمانی ہوتی ہے



جب کلوڈین کو شیشی میں پھیر لیتے ہیں تو آئینہ فوراً خشک ہو جاتا ہے پھر اوسکو ڈپر پر رکھکر آہستگی باتھہ میں ڈالتے ہیں
ڈپر ایک آئینہ کی لمبی پٹری قریب دو انچہ کے چوڑی ہوتی ہے اور باتھہ کے موںہہ سے دو انچہ اونچی اسکے
ایک جانب یا تو قدرے نوک اوسکی خمیدہ ہوتی ہے یا گٹا پرچہ جو ایک قسم کا گوند ہے اور حرارت کے وسیلے سے
پگہل جاتا ہے ایک آڑی پٹری آئینہ کی پاؤ انچہ چوڑی اور ڈپر کے عرض برابر لمبی اوسکے ایک سرے پر جما لیتے ہیں اوسکے
سہارے سے آئینہ قایم رہ سکتا ہے پھر باتھہ میں سلوسلوشن نمبر سوم بھر کر یہہ آئینہ ڈپر کے وسیلے سے اوسمیں ڈبو دیتے ہیں
باتھہ آئینہ کا یا چینی کا ایک مستطیل خانہ اندر سے خالی بالکل مستطیل آئینے کے گھر کی صورت ہوتا ہے کبھی اسکو ایک

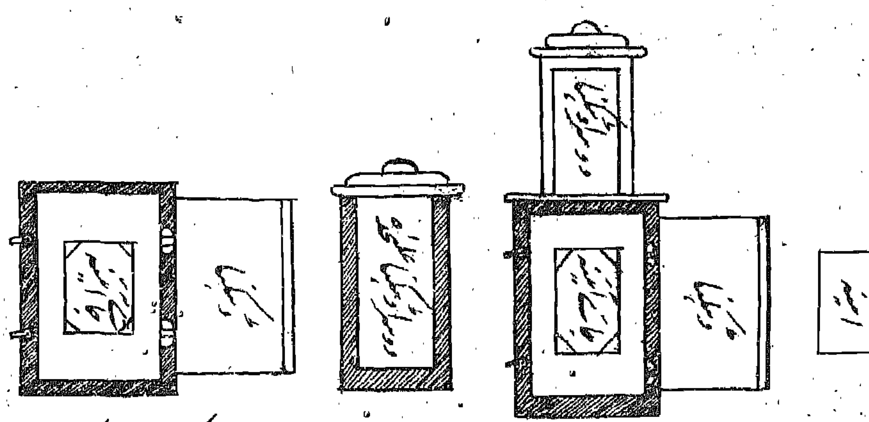
علیحدہ لکڑی کے چوبکٹھے مین قائم کرتے ہین اور کبھی سامان کے ہمراہ اس قسم کا باتہہ ملجاتاہے کہ جسمین غلاف کے طور سے ایک خانہ چوبین لگا رہتاہے اور اوسکے سونہہ پر ایک تختی باتہہ کو ڈہانکنے کے لئے لگائی جاتی ہے اور وہ یاتے ہوتے ہین



یہہ باتہہ کٹہرے کے خانہ مین

باتہہ کے چوبکٹھے

ڈیہر پر آئینہ اسطرح رکھتے ہین کہ جس سطح پر کلوڈین پڑا ہے وہ اوپر رہے اور پشت آئینہ کی ڈیہر سے ملی رہے پہر باتہہ کے سلور سلوشن مین آہستہ سے یکبارگی ڈبو دینا دو منٹ کے بعد ڈیہر کو باہر نکالکر دیکہنا اگر آئینہ پر چکنائی کیطرح جیسا تیل نظر آئین تو پہر ایک منٹ کیواسطے باتہہ مین غوق کردینا غرض جسوقت آئینہ پر یکرنگ غبار کی چادر برابر پہیل جائے اوسوقت اوسکو فریم مین رکہکر باہر نکالین



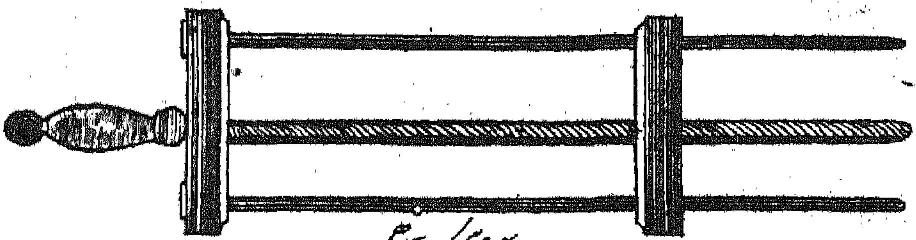
فریم ایک جانب کہلاہوا

فریم دونو طرف کہلاہوا

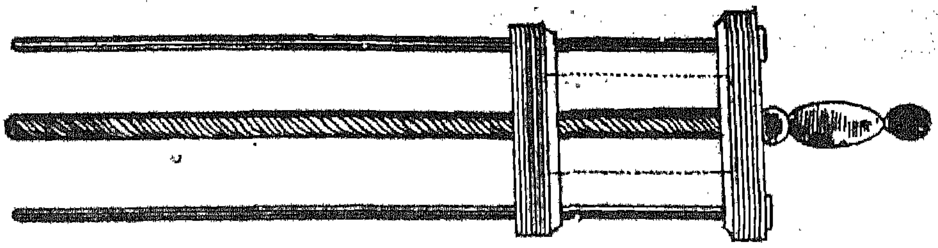
یہہ فریم ایسا ہے کہ اگر اسکے دونون ڈہکنے کہولدو تو وار پار سوراخ کہل جائیگا اور جو ایک ڈہکنا کہولو تو آئینہ اوسطرف سے نظر آئیگا اور دوسری طرف سے پوشیدہ رہیگا مگر یاد رکہو کہ اس فریم کا ڈہکنا جو داہنی طرف اس نقشے مین موجود ہے اوسکو کہولکر یہہ آئینہ جو باتہہ سے نکالا ہے اوسکے اندر اسطرح رکہتے ہین کہ جسطرف کلوڈین پر سلور سلوشن چڑہا ہے اوسکو نیچے رخ پر رکہکر اسکی پشت پر ایک دوسرا کاغذ جسکو فلٹرنگ پیپر یعنی پانی چہاننے کا کاغذ اور بلاٹنگ پیپر یعنی جو خشک کرنیکا کاغذ کہتے ہین رکہنے کے بعد ڈہکنا بند کردیتے ہین چونکہ دوسری طرف فریم کے اندر چارون کنارون پر چار تار ترچہے لگے ہوتے ہین اسواسطے وہ آئینہ اوس جانب نکلنے نہین پاتا غرضکہ اوس فریم پر دوہرا سیاہ کپڑا یا کیماس یعنی چمڑا

ولایتی ڈالکر کیمرہ کے پاس لاتے ہین اور اوسکے سامنے جو شخص موجود ہوتا ہے اوسکا عکس پہر دوربین مین دیکہکر درست کرتے ہین
اسکا نام فوکس ہے انگریزی مین فوکس اوس نقطہ کا نام ہے جہان روشنی مجتمع ہو جبکہ فوکس درست ہو جاتا تو گرونڈ گلاس کو
کیمرہ مین سے نکال کر آہستہ سے وہ فریم جو اوس مقام تاریک مین سے لاتے ہین اسطرح کیمرہ مین رکہین کہ وہ رخ آئینہ کا اندر کی
جانب ہے پہر دوربین کا مونہہ بند کرکے نہایت سہولت سے فریم کا دوسرا ڈہکنا اوپر سے کہینچ کر پہر کیمرہ کا مونہہ یکبارگی
کہولدینا مگر یہہ خیال رہے کہ جب دوبارہ کسی چیز کا فوکس صحیح کرکے فریم رکہنا چاہین تو پہر اوس چیز کو حرکت نہونے پاوے جبتک
کہ تصویر بن چکے اب یہہ وقت خاص تصویر عکسی قائم ہونیکا ہے اسواسطے کہ وہ آئینہ جو کلوڈین ڈالنے کے بعد نمبر سے
نائیٹریٹ آف سلور کے سلوشن سے ترتیب کرکے فریم مین باہر لاتے ہین اب اوسمین عکس قبول کرنیکا اثر موجود ہے اگر اب یہہ آئینہ آفتاب کی
شعاع سے کچہہ بہی مطابق ہو جاتے تو فوراً سیاہ اور خراب ہو جائیگا لہذا کمال احتیاط کام مین لاتے ہین اسے خردبرد ر
خیال کرنا چاہئے کہ وہ عکس جو لینس مین سے گذرتا ہوا گرونڈ گلاس پر معکوس نظر آتا ہے اب گرونڈ گلاس نکالکر یہہ فریم اوسجگہ
رکہا اور فریم کا اوسطرف والا ڈہکنا جو اوپر سے کہینچے ہین کہولنے سے یہہ آئینہ گرونڈ گلاس کا قائم مقام ہوا پس جو اسوقت
کیمرہ کے لینس کا ڈہکنا کہولو تو وہ عکس بجنسہ اس آئینہ پر پڑیگا پہر بہت جلد وہ ڈہکنا لینس کے مونہہ پر لگا دینا صرف دو تین
سکنڈ سے چہہ سات سکنڈ تک عکس لینا ضرور ہے اور یہہ کیفیت لینس کے آئینون پر اور وقت و موسم پر اور روشنی کے اندازہ پر
موقوف ہے دو تین بار امتحان کر لینے سے حال معلوم ہو جاتا ہے یعنے ایکبار کم وقت اور دوسری مرتبہ زیادہ وقت
اور تیسری دفعہ اوسط نکال لینے سے اور تصویر کے عیوب و نقصان پر غور کرنیسے عقل سلیم پر بہت جلد روشن ہو جاتا ہے
الحاصل جب دوربین کا مونہہ بند کر دین تو فریم کا دوسرا ڈہکنا بہی برابر بند کرکے اوس سیاہ کپڑے مین لپیٹ کر اوسی
تاریک مکان مین لائین اور فریم کا پہلا ڈہکنا کہول کر آئینہ کو احتیاط کی باہر نکالین پہر بطریق مذکورہ بائین ہاتہہ سے اوسکا کنارہ
پکڑکے دوا نمبر چہارم یعنے **ڈیولوپنگ سلوشن** کو بطور کلوڈین کے یکبارگی ڈالکر چارون کنارون تک دوڑا دینا
جب تصویر کا نشان نظر آوے آئینہ پر سے دوا کو پہینک کر وہ آئینہ ایک بوتل پانی سے آہستہ آہستہ دہو ڈالنا مگر یہان
احتیاط رہے کہ ہاتہہ اوسکو نہ لگے اور مونہہ بوتل کا بہی آئینہ سے دو تین انچ کے فاصلے سے رہے صرف بہت ہلکی دہار سے
پانی کا تریڑا دیکر صاف کر دیتے ہین اب یہہ تصویر ایسی نظر آتی ہے کہ تمام بال جو سیاہ ہوتے ہین وہ اور رنگین کپڑے وغیرہ
سفید نظر آتے ہین اور جو چیزین سفید ہوتی ہین مثلاً ہاتہہ اور بدن اور چہرہ وغیرہ کا اصلی رنگ سیاہ معلوم ہوتا ہے اب
دوا نمبر پنجم یعنے **فکسنگ سلوشن** ڈالنا اور جلدی سے تمام آئینہ پر پہیلا دینا جب تصویر صاف نظر آوے تو
اسکو بہی ایک بوتل پانی سے دہار دینا اوس دوا سے تصویر کے بال سیاہ اور چہرہ وغیرہ سفید ہو جائیگا اور تصویر
ایسی عمدہ نظر آئیگی کہ جیسے وہی چیز بجنسہ اوس آئینہ مین اپنا قد و قامت سمیٹ کر مسکن پذیر ہو گئی ہے اسکو
سایہ مین خشک کر لین اور حفاظت ضرور ہے اس واسطے کہ ذرا سی رگڑ مین بالکل بگڑ جاتی ہے اوسکی

احتیاط کو ایک پیچ عمدہ ولایتی ہوتا ہے اور ہر جگہ بسہولت بن جاتا ہے چنانچہ اوسکی یہہ صورت ہے



پیچ کہلا ہوا ہے



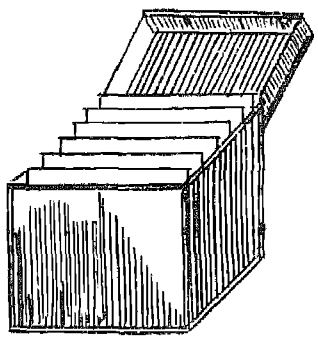
اس پیچ مین آئینہ موجود ہے

کرسی پیچ

ایک لکڑی مین پیتل کی دو ڈنڈیان یعنی ایک فٹ کے فاصلے پر نصب کرتے ہین اور اوسکے بیچمین ایک سوراخ کرکے پیتل کا بجدار چکر لگاتے ہین پہر ایک لکڑیکا دستہ بناکر اوسمین ایک لمبا پیچ ایسا جڑتے ہین جو اوس چکر مین بخوبی جاوے وہان پہنچکے پہر ایک فٹ کا دوسرا ٹکڑا لکڑیکا بناکر اوسمین بہی تین سوراخ اس موقع سے کرتے ہین کہ یہہ تینون پرزے پیتل کے اوسمین اوتر جائین اور پیچ کے سوراخ مین اوسیطرحکا پیچ لگادیتے ہین جسوقت اس دستہ کو جو پیچدار ہے اون دونون لکڑیون مین ڈالکر پہراتے ہین تو وہ ایک عجیب لطف کے ساتہہ گردش کرکے اون دونون لکڑیون کو باہم کہلتا اور بڑہاتا ہے اور ان دونون لکڑیونمین درمیان کیجانب انچہہ کا آٹھوان حصہ کہندا ڈال دیتے ہین کہ آئینہ روشنی کیواسطے آڑ ہوجاے جبکہ اس آلہ مین یہہ تصویر خشک ہوجاتی ہے تو اب اسکی دو صورتین ہوتی ہین اگر آئینہ پر باریک رکہنا منظور ہے تو روغن سیاہ جو خاص اسی تصویر کیواسطے موضوع ہے اور انگریزی مین جیٹ وارنش کہتے ہین اس تصویر کے آئینہ پر اوسطرف ڈالدیتے ہین جدہر تمام ادویات کا استعمال کیا گیا ہے اور اسکو بہت جلد تمام آئینہ پر پہیر کر کلوڈین کیطرح سیتی مین پہیر لیتے ہین یہہ روغن بہی بہت جلد خشک ہوجاتا ہے پہر اس آئینہ کو اولٹکر دوسری طرف سے دیکہتے ہین تو تصویر سیدہی اور بہت عمدہ اور نہایت درست دکہائی دیتی ہے اسکو تصویر رکہنے کے فریم مین بحفاظت بند کردیتے ہین اسے خود بخود تصویر پاٹو کال کہتے ہین اور صاف طریقہ یہی ہے جو ہمنے معلوم کیا اور تصویر رنگی بنانیکا قاعدہ اگرچہ کئی طور پر ہے مگر جو اس ترکیب سے متعلق ہے وہ یہہ ہے کہ جسوقت دوا نمبر پنجم یعنے فکسنگ سلوشن ڈالنے سے فرصت حاصل ہو تو دوا نمبر ششم یعنے ای اوڈین سلوشن نہایت تیزی سے اوس تصویر پر بہت جلد پہیلا کر

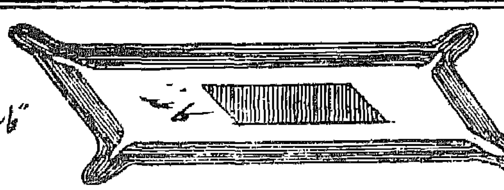
پھینک دینا اور فوراً ایک بوتل پانی سے دہار دینا اب تصویر کی اصلی رنگت پر ایک تاریکی پہیل جائیگی اور اوس مین نیگیٹیو ہونیکی لیاقت پیدا ہو جائیگی پھر دوائے نمبر ہفتم یعنے **پیروگیالک سلوشن** اوسی آئینہ پر ڈالکر تمام آئینہ پر پہیلانا اور پھر ایک میجر گلاس مین اونڈیل کر دوائے نمبر ہشتم یعنے **سلور سلوشن** کے چند قطرے اوسی میجر گلاس کی دوا مین ملاکر پھر اوس آئینہ تصویر پر ڈالنا اور چند بار یہی عمل کرنیسے اوس تصویر عکسی پر ایک قسم کی سیاہی پیدا ہو جائیگی اور جسوقت وہ آئینہ اوٹھاکر شمع کی روشنی سے مقابل کرکے دیکھینگے اوسوقت وہ تصویر عجیب صورت سے نظر آتے گی یعنے ابرو اور آنکھہ کی پتلی اور تمام سر کے بال وغیرہ سفید معلوم ہونگے اور رخسار اور پیشانی اور سفید کپڑے وغیرہ سیاہ دکھلائی دینگے غرض جب تصویر مرضی کے موافق سیاہ اور سفید نظر آنے لگے تو دوائے مذکور پھینک کر دو بوتل پانی سے دہو ڈالنا اور خیال رکھنا چاہئے کہ اگر تصویر کم سیاہ رنگی ہے تو کاغذ پر سیاہ چھپے گی اور بہت سیاہ ہوگی تو کاغذ پر بہت دیر مین چھپے گی چنانچہ اسکا امتحان بھی دو چار بار کے تجربے پر منحصر ہے پس اب یہہ تصویر چھاپنے کے قابل ہوگئی اسکو سایہ مین خوب خشک کرکے روغن سفید کہ جسکو انگریزی مین **انبر وارنش** کہتے ہین اور خاص اسیواسطے موضوع ہے جب وارنش کیطرح ڈالکر جلد اوسی شیشی مین اونڈیل کر دیوین اب یہہ تصویر بھی پائدار ہوگئی اس ایک تصویر سے ہزارون تصویرین چھاپ سکتے ہین اس قسم کی تصویرین ایک قسم کے صندوقچہ مین احتیاط سے رکھی جاتی ہین اور جسوقت کسی تصویر کو چھاپنا منظور ہو تو نکالکر چھاپنے کے بعد پھر اوسی مین رکھدین

یہہ صندوقچہ کہلاتا ہے



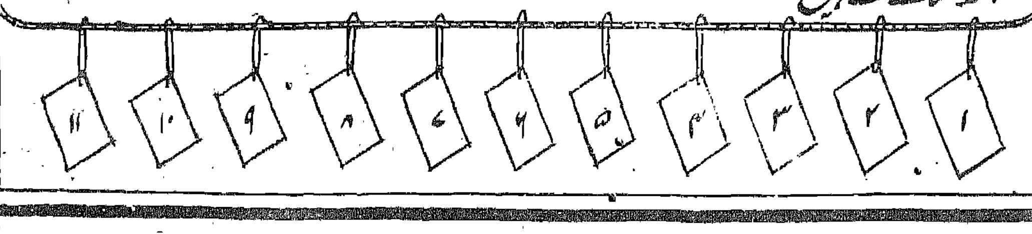
اسمین آئینہ تصویر موجود ہین

اب سنو کہ تصویر نگیٹیو کے چھاپنے کو بہت عمدہ کاغذ درکار ہے اوس کو دوائے نمبر نہم یعنے **البومین** مین جو نمک آمیز بیضہ مرغ کی سفیدی کا زلال ہے ایک وسیع قاب مین نکال کر اس کے اوپر ایک رخ سے برابر بچھا دین پہر نصف منٹ یعنے تیس سکنڈ کے بعد اوٹھاکر لٹکادین

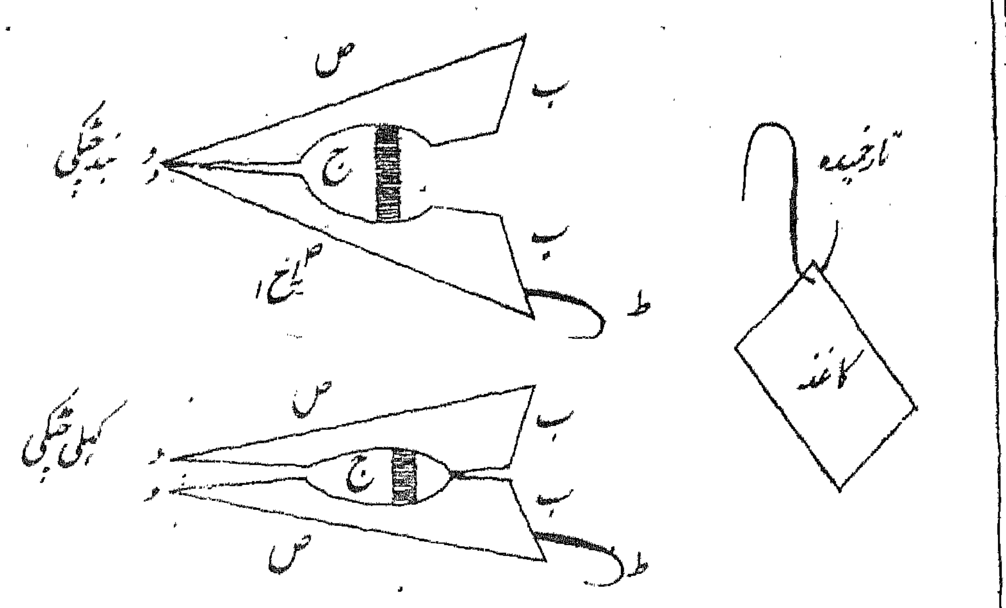


قاب چینی یا بلور کی

کاغذ لٹکائے گئے ہین

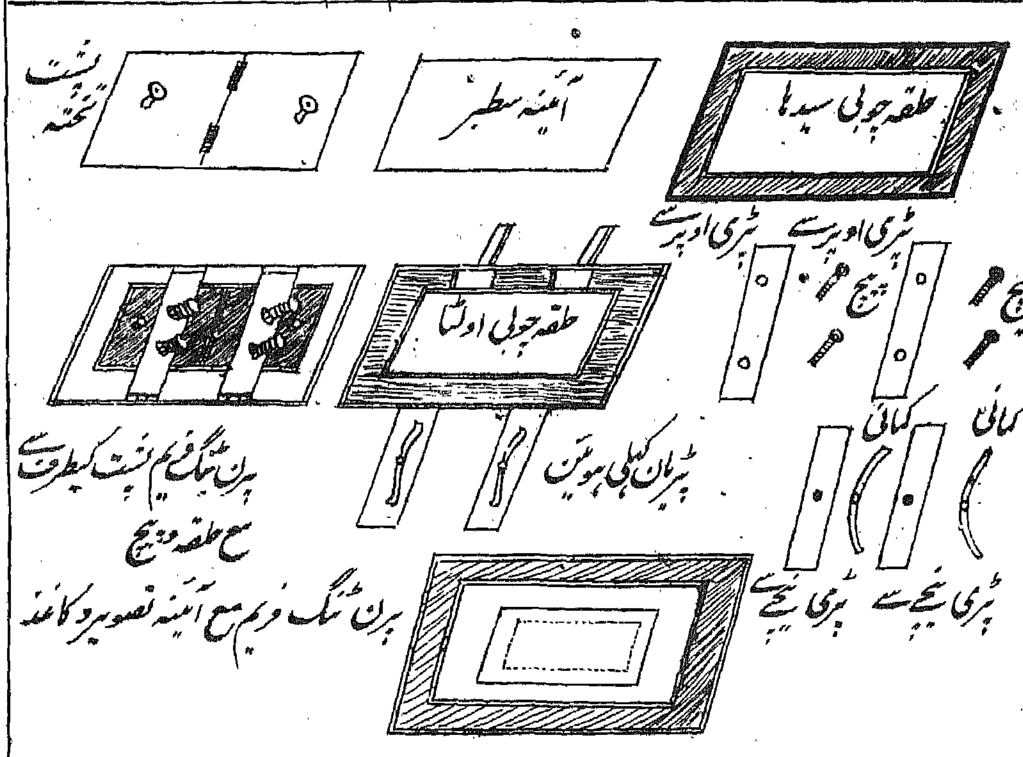


جسوقت یہہ کاغذ خشک ہو جاتین تو انکو اتار لین مگر اندر سے کے کلپ سے یہہ شکل پسٹ جاتے ہین اسواسطے کسی مجلد کتاب مین
دباکر سیدہا کر لینا مناسب ہے اور اس کا ولایتی کاغذ تیار بہی سامان تصویر عکسی کیساتہہ ہم پہونچتا ہے اسکو البومینائزڈ
پیپر کہتے ہین اور اکثر مقامات پر حسب ضرورت سوداگرون کی دوکانون مین بہی ملجاتا ہے اب مکان تاریک مین دوا
نمبر دوم جسے سلور سلیوشن کہتے ہین یا نہہ کو شمع کے روبرو نکالو اور ایک بلور یا چینی کی قاب مین بہر کر کاغذ مذکور کو جسطرف
بیضہ مرغ کی سفیدی لگی ہے اوسطرف سے اس قاب کی روا پر آہستہ آہستہ بچہا دو کاغذ کی پشت پر دوا لگنے سے بچانے
استقدر احتیاط ضرور ہے پہر تین منٹ کے بعد اوٹہا کر بطریق معلوم لٹکا دینا اسکی بہی چند صورتین ہین بعضے کاغذ کا ایک
کنارہ سوئی کی نوک سے اوٹہا کر ڈورے کے پہندے سے لٹکا دیتے ہین جیسے اوپر کے نقشہ مین تم دیکہہ چکے اور بعضے چاندی کے تار کے
بہت سے ٹکڑے کرکے اوسکے دونون کنارہ خم دیتے ہین اور اوسمین ایکطرف کاغذ کی نوک لگا کر دوسری طرف سے کسی چیز مین
لٹکاتے ہین اور ایک قسم کی چٹکی بہی بنائی جاتی ہے اوسکی نوک مین کاغذ کا سرا دبا کر دوسری جانب ایک قلابہ لگاتے ہین اور اوسکے ذریعہ سے لٹکایا جاتا ہے اسطرح پر



ص ص لکڑی کے دو پترے ہین اور ج ایک تار کی کمانی شکل کی صورت ہے اسکے وسیلے سے باہم ملے ہوئے ہین
ط ایک تار خمیدہ ہے جسکے باعث یہہ چٹکی لٹکجاتی ہے ب ب اسکے دونون پچہلے سرے کمانی کے زور سے خود بخود ہمیشہ
کہلے رہتے ہین اور صرف اس سبب سے د د دونون اگلے سرے بند ہوتے ہین جسوقت ب ب دونون سرے ہاتہہ سے دباکر
باہم ملائینگے تو د د دونون سرے کشادہ ہو جائینگے اوسوقت کاغذ کا کنارہ اوسمین لاکر پچہلے سرے کہولنے سے وہ نوک
بند ہو جائیگی اور کاغذ اوسمین پکڑ جائیگا اور یاد رکہو کہ ہمیشہ یہہ کاغذ اندہیرے مین تیار کرکے خشک کرنا اور وہین کسی
کتاب کے ورقون مین دبا کر رکہنا روشنی مین ہرگز نہ لانا کہ سیاہ ہو جائینگے اب یہہ کاغذ اس قابل ہوگیا کہ وہ آئینہ تصویر
عکسی کے وسیلے سے چہپ سکتا ہے چہاپنے کیواسطے ایک آلہ مقرر ہے اوسکو انگریزی مین پرنٹنگ فریم کہتے ہین وہ ایک

چوکہٹا لکڑی کا مستطیل ہوتا ہے اندر سے بالکل خالی مگر ایکطرف آئینہ جڑا ہوتا ہے اور دوسری جانب سے ایک تختہ ڈہکنے کے طور پر
ایسا بنایا جاتا ہے کہ برابر دو ٹکڑے بیچ میں سے نرمادگی کے وسیلے سے جوڑے جاتے ہیں اور جو کٹہے ہیں دو پٹریاں بہی نرمادگی
لگا کر ایسے رکہتے ہیں کہ جب اوس آئینہ پر وہ ڈہکنا برابر رکہکر دونو پٹریاں لگاویں تو کمانیوں کے زور سے یا پیچوں کے سبب سے
دونوں ٹکڑے اوس تختے کے خاطر خواہ دب جائیں چنانچہ پرنٹنگ فریم کی تمام کیفیت اس نقشہ سے ظاہر ہے



اسمین تصویر چہاپنے کا یہہ قاعدہ ہے کہ فریم کو تاریکی میں لیجا کر وہاں کہولتے ہیں اور تصویر کا آئینہ جسطرف کہ اوسکی
پشت ہے اوسطرف سے اسطرح رکہتے ہیں کہ جسطرف تصویر کا مصالحہ لگا ہے اور ابر وارنش پڑا ہے وہ رخ اوپر رہے
پہر وہی کاغذ جو مصالحہ دیا ہوا کتاب میں رکہا ہے اوسکو اس آئینہ تصویر پر اوسطرف سے رکہتے ہیں جس سمت سے
کلسنگ باتہہ میں ڈالا گیا تہا پہر اسکی پشت پر چند ورق فلٹرنگ پیپر یا اور کسی کاغذ کے رکہکر ڈہکنا بند کرکے آہستہ آہستہ
پیچ کستے ہیں پہر روشنی میں لاکر اوسکو دہوپ میں اسطور سے رکہدیتے ہیں کہ پرنٹنگ فریم کا آئینہ آفتاب سے
مقابل رہتا ہے اور شعاع اوسپر اپنا اثر کرکے تصویر کے آئینے پر ہوتی ہوئی ال بومینائزڈ پیپر تک جاتی ہے اور اوسکی
تاثیر سے آئینہ پر جو تصویر بنی ہے اس کاغذ پر بعینہ اوسیطرح عکس قبول کرلیتی ہے بیس منٹ کے بعد پہر اوس فریم کو
سایہ میں لاکر ایک پٹری کہولتے ہیں اور ایک جانب سے ڈہکنا اولٹ کر تصویر کا چہرہ دیکہتے ہیں پس اگر وہ تصویر خوب
گہری رنگت چہپی ہے تو اوسکو نکال کر پہر کتاب میں رکہدیتے ہیں اور اگر کم رنگ چہپی ہے تو پہر فریم کا ڈہکنا برابر کرکے
تہوڑی دیر کیواسطے اور بہی دہوپ دیتے ہیں جبتک کہ سیاہی مائل گہری تصویر چہپ جاتی اسلئے کہ بعد آیندہ دوسرے

اوروہ مین ڈالنے کے باعث اوسکا رنگ کم ہوجاتا ہے غرض جسقدر تصویرین چھاپنی منظور ہین اونکو چھاپ چھاپ کر تاریکی مین رکہدو اوراسکے بعد ایک قاب مین ڈالکر چند بار اون تصویرونکو آب صاف سے کہنگال کر دہو ڈالو جسوقت اس قاب مین پانی ڈالا جائیگا تو تھوڑا کاغذ تصویر پر جو نیٹریٹ آف سلور لگا ہے اوسکی تاثیر سے پانیکی رنگت بالکل دودہ کیطرح سفید ہوجائیگی اوس پانیکو پھینکدو اور دوسرا پانی ڈالکر قاب کو ہلاؤ پہروہ پانی بھی پھینکدو یہانتک کہ دودہ کے رنگکا پانی نکلنا موقوف ہوجاے پہر اوس قاب مین پانی ڈالکر تھوڑا سا نمک جو کہانے مین مستعمل ہے اوس مین شامل کر کے تصویرونکو دہو ڈالو پہر ایک خالی پانی سے صاف کر کے دوا نمبر پارہم یعنے ٹوننگ باتہہ مین ڈالنا اس دوا مذکور کو علحدہ ایک قاب مین نکالکر ان تصویرونکو چندرہ منٹ تک اوسمین رکہو اس عرصہ مین تصویر کی تاریکی دور ہوجائیگی اور جہان سیاہ رنگ یا مائل بہ سیاہی کاغذ تصویر پر تہا وہ ایک خوبصورت اودا رنگ بخوبی حاشیہ کے موافق نظر آنے لگیگا پہر ایک اور قاب لیکر دوا نمبر دوازدہم یعنے فکسنگ باتہہ نکالو اور ان تصویرونکو دوسری قاب مین ڈالکر ایک یا دو پانی سے خوب ہلا ہلاکر دہو لینے بعد نمبر دوازدہم مین رکہو جب اوسمین بھی پندرہ منٹ کے قریب وقت گذرجاے تو اوسمین سے بھی نکالکر ایک قاب مین چندرہ پانی سے خوب صاف کرو تا اوسمین کہ دوا نمبر دوازدہم کا اثر باقی نرہے اور پانی مین بھگو کر رکہدو گھنٹہ گھنٹہ بھر مین پانی بدلتے جاؤ بعد چھہ گھنٹے کے اون کاغذونکو پانی مین سے نکالکر کسی صاف کپڑے پر جدا جدا پہیلا کر خشک کرلینا مگر اوسوقت گرد و غبار کی حفاظت نہایت لازم ہے اب تصویر عکسی تیار ہوچکی اور کسی عمدہ دفتی پر چپکنے کے لائق یا کسی بند فریم مین کسنے کے قابل ہوگئی عبارت مختصر فرزانہ روزگار عالیوقار نے خود پروردہ الاکو بہر اوسیطرح ریل گاڑی اور باٹری گلٹ وغیرہ سے بھی خوب واقف و مطلع فرما دیا اور عرصہ ششماہہ بھی تمام ہوچکا شعور سخن رس حاضر ہوا اور عقل مجسم کا پیغام صبح وشام بوجہ احسن ادا کیا

امتحانِ ہشتم

مولف

اب تک نظر کسی کو نہ آیا جو خواب مین
آنکھون سے آج دیدۂ بیدار دیکھنا

صنعت گری ساحری نہین جادو گری سے کم
ہان سرسری نظر سے نہ زنہار دیکھنا

تار شعاع مہر سے باندہا ہے برق کو
جانے کہین نپاے خبردار دیکھنا

جسوقت شہزادہ والا قدر مسند بخت بلند اپنے اوستاد خجستہ نہاد کے ہمراہ خسرو نامدار کے دربار عرش وقار مین جا پہونچا عقل مجسم نے فرمایا کہ اے لخت جگر واے نور نظر اب تک کس چیز مین دستگاہ تازہ حاصل کی شہزادے نے جواب دیا کہ علم برق اور علم دخان وغیرہ مین قدرے تمیز پیدا کی ہے مگر نظر عمیق اور فکر باریک سے غور کرتا ہون

تو ان چیزونکو ایک سحرِ جبّار اور قدرت کا ناپیدا کنار پاتا ہون بادشاہ نے ارشاد کیا کہ ہم بھی کچھہ اونکا حال سنکر علوم مذکورہ کی کیفیت معلوم کرین شہزادہ ہوشمند نے عرض کی کہ حضورِ اقدس فی الحقیقت اس حقیقت کا جاننا نہایت عجیب اور نہایت حیرت خیز وشگفت انگیز ہوگا کہ کارخانۂ قدرت کی نہایت تیز اور قوی قوتین ہر وقت ہماری آنکھونکے سامنے موجود ہین اگرچہ یہہ تسلیم کرتے ہین کہ وہ قوتین ہمیشہ ہمکو محسوس نہین ہوتین اور اسی باعث سے ان قوتون کو قوائے مخفیہ کہتے ہین مگر کیفیاتِ موجودہ مین تہوڑے سے تغیر وتبدل سے وہ قوتین متحرک ہوجاتی ہین اور اونکی بدولت عجیب عجیب اثرون کو ہم دیکھنے لگتے ہین اور بہت زیادہ تصدیق اسبات کی اون عجائبات کے ظہور پر ہوتی ہے جنکو عجائباتِ قدرتیہ کہتے ہین چنانچہ بہت سی ایسی چیزین ہین کہ اگر اونکو آپسمین ملاکر رگڑ دیئے دبائین اور پھر الگ کرین تو اونمین وہ خاص اثر ظاہر ہوتا ہے جسکو ہم جذب کہتے ہین علاوہ اسکے اور بھی خاصیتین ظہور پاتی ہین جنکی حقیقت ٹھیک ٹھیک ابتک دریافت نہین ہوئی بلکہ یہہ خیال کرتے ہین کہ انواع واقسام کے قدرتی اور مصنوعی اسباب سے بجلی ظاہر ہوتی ہے جیسے کہ مختلف مادون مین آپسکے باہم رگڑنے اور دبانے اور ملانے سے اور جسمانی چیزونکی ترکیبون اور حرارت اور صورت کی تبدیلیون سے چنانچہ کسی چیز کے پگھلانے مین وعلیٰ ہذا القیاس اور حضور پر شاید روشن وآشکار ہوگا کہ سنہ عیسوی سے پورے چھہ سو برس پیشتر تھیلز نام ایک بڑا نامی وگرامی حکیم جو کہ ملیٹس واقع یونان کا باشندہ تھا اوسکو کہربا کی یہہ عجیب خاصیت دریافت ہوئی کہ اگر رگڑنے سے اوس مین حرارت پیدا کیجاتے تو ہلکی ہلکی چیزونکا جذب اوسمین پیدا ہوجاتا ہے غرضکہ اسبات سے وہ نہایت حیران ہوا اور اوسنے یہہ خیال کیا کہ کہربا مین ایک طرحکی روحانیت ہوتی ہے جو کہ جذب وکشش کی صفت کہربا مین رگڑنے کے ذریعہ سے ظاہر ہوتی تھی اسلئے تمام اصطلاحات اس فن کی کہربا کے لفظ سے بنائی گئین اور چونکہ کہربا کو یونانی زبان مین **الکٹرن** اور رومی زبان مین **الکٹرم** اور اوس مخفی علت کو جسے تھیلز کہربا کی روحانیت سمجھا تھا **الکٹرسٹی** کہتے ہین تو اسکے بعد علم برق کی جسقدر ترقی ہوئی اور جن جن چیزونمین اوس طرحکی خاصیت پائی گئی اونکو بھی کہربا کے مانند سمجھہ کہربائی چیزین کہنے لگے اسی طرح جن چیزون مین رگڑنے کے ذریعہ سے جاذبہ قوت نمایان ہوگئی تو نام اونکا معمولی **کہربائی اثر** اور خاص اوس ترکیب کو **کہربائی تحریک** اور جاذبہ قوت کو **کہربائی جذب** اور اون آلات کو جو نمایش قوتِ مذکورہ کی غرض سے بنائے گئے **کہربا نما** اور اون کلونکو جو اوس قوت کی ناپ تول کیلئے بنائی گئین **میزانِ کہربا** کہا گیا جنابعالی خاکسار کی رائے ناقص مین یہہ بات آتی ہے کہ **ٹیلیگراف** کو ہر آدمی **تار برقی** کہتا ہے اور اسیطرح اس قسم کے تمام اثرون کو **بجلی کے اثر** کہنے مین نظر برین مناسب ہے کہ اسکی اصطلاحونکو بجلی کے لفظ سے اصطلاح مشتق کرین کہ جیسے یونانی اور رومی اصطلاحون کے مطابق کہربا کے معنے ہر اصطلاح سے مترشح ہوتے ہین چنانچہ اوس اثر کی تاثیر عام کو **برق** اور اسکی خاص کشش کے اثر کو **اثرِ جذبِ برق** اور اوسکے خاص مدافعت کے اثر کو **اثرِ دفعِ برق** کہنا چاہیے

اصطلاحاتِ کہربائی و برقی

اور جس مخفی علت کو تہیلیز یونانی نے کہربا کی روحانیت سمجھی اور اوسکا نام الکٹریسٹی رکہا ہے نام اوسکا برقی قوت اور نام اون چیزونکا جسمین یہہ خاصیت پائی جاتی ہے اشیاء برقیہ اور نام اونکا جنمین رگڑ سے یہہ قوت ظاہر ہوتی ہے معمولِ برقی قوت اور نام اوس ترکیب کا جسکے ذریعہ سے وہ قوت پیدا ہوتی تحریکِ برقی اور نام اوسکے اثر کا اثرِ جذبِ برق اور نام اوسکے دیکہنے کے آلات کا برق نما اور نام اون کلونکا جسسے اوس کے مقدار کی جانچ تول کیجاتی ہے میزان البرق رکہا ہر چند کہ برق بہت کامون عمدہ طور پر مستعمل ہے مگر غالباً دنیا کے کامون مین سب سے زیادہ حیرت بخش استعمال اس برق کا یہہ ہے کہ جو لوگ ایک دوسرے سے سیکڑون ہزارون کوس کے فاصلہ پر جدے ہوتے ہین وہ ونکو یا رات کو جب کبہی چاہین بات چیت کرسکتے ہین اور بعد مسافت کا نام و نشان مٹا دیتے ہین ایک دوسرے کو صلاح و مشورہ دیسکتا ہے اور عیادت اور تعزیت کی رسم ادا کرسکتا ہے اور ہر بات پر تنبیہ کرسکتا ہے یہانتک کہ گویا وہ دونون آدمی ایک مکان مین بیٹہے ہین اور جب یہہ ساری حالتین پوری ہوجاتی ہین تو ایک آپ کو نہ نہین اور دوسرا آپ کو اوسکے برابر نہین پاتا ہے سچ ہے کہا ہو نہین کوئی بات اس سے زیادہ عجیب و غریب نہین اور باوجود ایسے عمدہ نتیجہ بخشنے کے اسکے پیدا کرنیکے ذریعے نہایت خفیف و آسان ہین چنانچہ وہ اس سبب سے سادہ ہے قاعدہ پر مبنی ہے جو سنہ ۱۸۱۹ء مین دریافت ہوا یعنے پہلے یہہ کہ ایک ایسی مقناطیسی سوئی جو اپنے مرکز پر بلا تکلف گہوم سکے جب کبہی ایسے تار کے پاس لائی جاتی ہے کہ جسمین برقی موج گذرتی رہتی ہے تو وہ سوئی اوس تار کے ساتہ زاویہ قائمہ بنانے پر مائل ہوتی ہے اور اوسکی حرکت خاص ایک قاعدہ کی پابند ہوجاتی ہے اور وہی موج برقی جو تار برقی پر عمل کرتی ہے گہنٹے کو بہی بجاتی ہے جسکی بدولت رات کیوقت آدمی خبردار ہوجاتے ہین اور قوتِ برقی کی دو قسمین ہین ایک مین جذب کرنیکی خاصیت ہے اور دوسری مین دفع کرنیکی خاصیت پہلی کو جاذبہ اور [illegible] اور دوسری کو دافعہ اور منفی کہتے ہین اور برق کے خواص مین سے ایک یہہ بہی ہے کہ اگر وہ ایک جگہ بہت ہو اور دوسری جگہ اوسکے قریب تہوڑی تو پہلی جگہ مین سے اوسکے کچہہ حصے دوسری جگہ مین چلے جاتے ہین تاکہ دونون مقام برابر برابر ہوجائین مثلاً ایک بادل مین زیادہ بجلی ہو اور ایک مین کم تو جسوقت وہ دونون بادل نزدیک ہونگے اوسوقت بہت والے بادل مین سے کم والے بادل مین چلی جاتی ہے اور ایک تیز روشنی اور مہیب آواز ہوتی ہے چنانچہ عوام اوسی روشنی کو بجلی اور آواز کو گرج کہتے ہین اور جبکہ بجلی بادل سے زمین مین یا زمین سے بادل مین داخل کرتی ہے تو [illegible] بہی یہی حال ظہور مین آتا ہے پس طاقتِ کہربائی یعنے قوتِ برقی کا ظہور دو طرح سے ہے ایک قدرتی اور دوسرا مصنوعی قدرتی جیسا بادلون مین اور مصنوعی کئی طرح سے ہوتا ہے مثلاً ایک وہ جو رگڑنے سے ہو اوسکو کہربائی بالدلک کہتے ہین اور جو قوتِ کہربائی کہ چیزونکی ترکیب سے پیدا ہوتی ہے اوسکا نام قوتِ کیمیائی ہے اور یہی قوتِ کیمیائی ڈاک بجلی کے تار مین کام آتی ہے چنانچہ اوسکا یہہ طریق ہے کہ اگر کانچ یا مٹی کے ایک برتن مین تہوڑا سا

پانی یا نیلے تھوتھے کا پانی یا ایک حصہ گندہک تیزاب کا دس حصے پانی مین ملا کر ڈالین اور اوس برتن مین ایک طبق جست کا اور ایک تانبے کا رکھین تو اس ترکیب سے بجلی پیدا ہوتی ہے اور اگر بہت سے جوڑے طبقون کے رکھے جائین تو زیادہ قوت حاصل ہوتی ہے اب اگر چاہین کہ اس قوت کو جو اس ترکیب سے پیدا ہوئی ہے دور تک لیجائین تو اوسکا طریق یہہ ہے کہ لوہے یا تانبے کا یا کسی اور دہات کا تار لگا دین یہہ تار جہانتک جائیگا قوت برقی آسانی سے وہانتک پہونچ جائیگی اور جب ایسے دونون تار ونکے سرونکو ملائین یا پاس لائین تو درمیان مین ایک شعلہ بجلی کا سا دکھائی دیتا ہے اور اوسکے ساتھہ چٹخ کی آواز ہوتی ہے اسطرح اگر ہزار بار تار کو الگ کرکے پھر قریب لائین تو وہی کیفیت پیدا ہوگی اور اگر ایک تار کو ایک ہاتھہ سے اور دوسرے تار کو دوسرے ہاتھہ سے چہوئین تو ایک صدمہ پہونچتا ہے اور اگر کئی آدمی اپنے اپنے ہاتھہ پکڑ کر باہم کہڑے ہوجائین اور اسطرف کا اخیر آدمی ایک تار کو چہوئے اور دوسری طرف کا دوسرے تار کو چہوئے تو اوسیوقت سب آدمیون کو جھٹکا لگیگا اور مادہ برقی کا بہت چلنا ہر خاص و عام پر بخوبی روشن ہے چنانچہ عالم موجودات مین جو قدرتی نمونہ اوسکا نظر آتا ہے اوسکی سرعت کو سبھی جانتے ہین بلکہ جب شتابی کی تشبیہ دینی ہوتی ہے تو بجلی ہی سے نسبت دیتے ہین اوسکے سریع السیر ہونے مین شبہہ نہین لیکن جب وہی شئے ترکیب خاص سے انسان کے استعمال مین آئے تو نہ ظاہر جاننے والونکو اسکا بڑا تعجب ہوگا مگر جب بنظر تحقیق اصل کیطرف دیکھا جائے تو سرجنف فی الواقع یہہ تعجب ہے اور اسپر کیا منحصر ہے جتنی صنعتین خالق کائنات کی ہین اونمین سے کوئی ندرت سے خالی نہین مگر اتنا ہے کہ جو ہمیشہ دیکھنے مین آتی ہین اونپر تعجب نہین آتا اور جو نئی دکھلائی دیتی ہین وہ باعث حیرانی ہوتی ہین علی ہذا القیاس یہہ قوت برقی کہ اپنی تیزی سے بڑی بڑی مسافتون کو طرفۃ العین مین قطع کرلیتی ہے انگلستان کے ایک حکیم نے تجربہ کی روسے دریافت کیا ہے کہ قوت برقی اڑہائی پل مین دو لاکہہ اٹہاسی ہزار میل طے کرجاتی ہے اس سبب سے ایک شہر کی خبر دوسرے شہر مین جلد پہونچ جاتی ہے اور اوسکے پہونچانیکے واسطے لوہے کا تار استعمال مین لایا گیا اور یہہ ضرور نہین کہ تار علی الاتصال لگایا جاوے بلکہ اگر تار ونکے دونون سرونکو زمین کے اندر دفن کردین یا کنوئین مین ڈالدین تو اون دونون سرونکے بیچمین جو زمین ہے وہ بھی بمنزلہ ایک آلہ برقی کے ہوجائیگی اور مادہ برقی ایکطرف کے سرے سے گذرکر اور زمین مین نفوذ کرکے دوسری طرف کے سرے مین سرایت کریگا اور وہی صورتین پیدا ہونگی جو خاکسار بمقدار نے گذارش کین اور جناب عالی تار مخبر برقی کا سلسلہ جب دریاون سے گذرتا ہے تو اوسجگہ کئی طور کی تدبیرین عمل مین آتی ہین اگر ندی کا پاٹ تہوڑا ہے تو دونون کنارون پر لٹہے گاڑکر اونپر تار رکھدیتے ہین اور کشتیونکو باندہ کر اونکے مستولونپر اوس سلسلے کو لیجاتے ہین اور جہان کوئی ایسی ترکیب نہین ہوسکتی وہان تار کو دریا مین ڈبوکر دوسری طرف نکالدیتے ہین اور ڈبونے مین ایسی احتیاط کرتے ہین کہ اوپر کشتیان گذرتی رہین اب اسقدر اور عرض کرنا باقی ہے کہ قوت کہربائی جن چیزون کے ذریعے سے ایک جگہ سے دوسری جگہ مین پہونچائی جاتی ہے اونکو موصل کہتے ہین اور جن چیزون مین بجلی کے پہونچانیکی خاصیت نہین ہے وہ غیر موصل کہلاتی ہین پس آہنی تار کے لگانے مین یہہ بڑی قباحت تہی کہ اگر کوئی

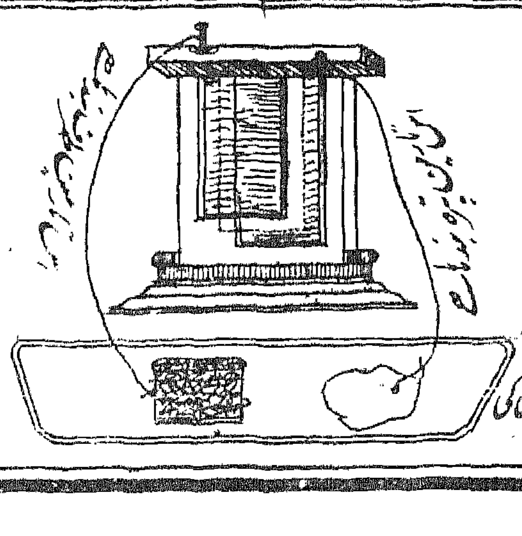
تار برقی کا بیان

نے سے موصل قوت کہربائی اوس سے لیجائے تو اوسکا اثر دوسری طرف رجوع کرجائے اور خبر ونکے پہونچنے مین ہرج واقع ہو چنانچہ
پانی موصل کہربائی ہے جسوقت تار کو دریا کے اندر پہونچاتا ہو تو پانی قوت کہربائی کو کہینچ لیگا اسلیے ہوا کے مرطوب مین پانی جو ہوتا ہے
تو اوسے ہرجگہ نقصان کا احتمال ہے اسواسطے لازم ہوا کہ کوئی غیر موصل شے حفاظت کیواسطے تار پر لگائی جاتی ہے لہذا شیشہ سفالین
جزیرون سنگاپور وغیرہ مین ہر قسم کے ایک درخت کا گوند جسے گٹا پرچہ کہتے ہین اپنی خاصیتونکے سبب بہت بہتر ہے اوسکو
تار پر چڑہا دیتے ہین اور اس گوند کے چڑہانے مین کمال خیال رکھتے ہین کہ کہین سے آہنی تار کہلا نرہے اور کانچ اور لاکہہ اور ریشم
وغیرہ بہی غیر موصل ہین مگر اس کام کیواسطے مفید نہین اور بعضی دہاتین ہین وہ بہت قوی موصل ہین غرضکہ تار برقی حضرت انسان کی صنعتکاری کا
ایک اعلے درجہ کا نمونہ ہے اور علم برق سے بہت کام لیے جاتے ہین چنانچہ ملمع وغیرہ بہت سہل ترکیب سے ہر قسم کے ظروف اور زیور
وغیرہ پر چڑہایا جاتا ہے اسکے مین سیر مین وزن کا ایک بڑا حکیم دانشمند کہ جسکو باشندگان یورپ ہیمبر صاحب کے لقب سے ملقب کرتے ہین
اور وہ بار بار شہر پارس مین کیفیت امتحان کا مشاہدہ کرنیکے لیے حاضر ہوا تھا اور وہ خود میری طرف متوجہ ہوکر گویا ہوا کہ خدا ونے ملمع کرائی
کس ترکیب سے جلوہ ظہور حاصل کرتی ہے خود میرے ہی نے کہا کہ اسکی دو صورتین سہل الاصول ہین اول یہہ کہ ایک صندوقچہ ولایتی
چوبی تیار ہم پہونچا ہے اوسمین چند آلات موجود ہوتے ہین جسکو باٹری گلٹ کی کہتے ہین اوسکی اصل یا ہیئت یہہ ہے کہ ایک لکڑیکے
مستطیل ٹکڑے مین دو جست کی تختیان نصب ہوتی ہین اور اونکے درمیان ایک ورق پلاٹینم کا جو ایک انگریزی قسم کا پائدار
دہات ہے لگا ہوتا ہے اور اوپر کی لکڑی مین دو پیچ بنائے جاتے ہین ان دونون مین تانبے کے دو تار دبائے ہوتے ہین اور اسکے نیچے
ایک خانہ کانچ کا خواہ چینی کا مقرر ہے اوسمین سلفیورک ایسڈ کو اب خالص مین حل کرکے بہر دیتے ہین جست کی تختیان اور پلاٹینم کا
پتر جو ایک لکڑی مین جڑا ہے اوسمین ڈبو دیتے ہین یعنے ایک حصہ گندہک کا تیزاب سترہ حصے پانی مین ملا یا جاتا ہے اور اسکے وسیلے سے بجلی کی طاقت
پیدا ہوتی ہے اور وہ جو دونون تار اوسکے پیچونمین لگائے جاتے ہین اونمین سے اوپر دو تار اہین وہ چیز باندہتے ہین جسپر ملمع چڑہانا منظور
ہوتا ہے اور بائین کی جانب جو تار ہے اوسمین ایک پتر چاندی یا سونے وغیرہ کا باندہتے ہین اور ان دونون چیزونکو ایسے ظرف مین رکہتے ہین
جسمین سونے یا چاندی یا تانبے وغیرہ کا پانی جو تیزاب کے ذریعے سے ترکیب دیا جاتا ہے بہر دیتے ہین چنانچہ مین ایک سرسری
نقشہ بنا کر آپکو بخوبی سمجہا دیتا ہون ملاحظہ فرمائیے یہہ کہکر قلم دوات تو اول ہی سے موجود تہا فورا ایک نقشہ اسطور پر تیار کیا

ملمع کرنیکا بیان

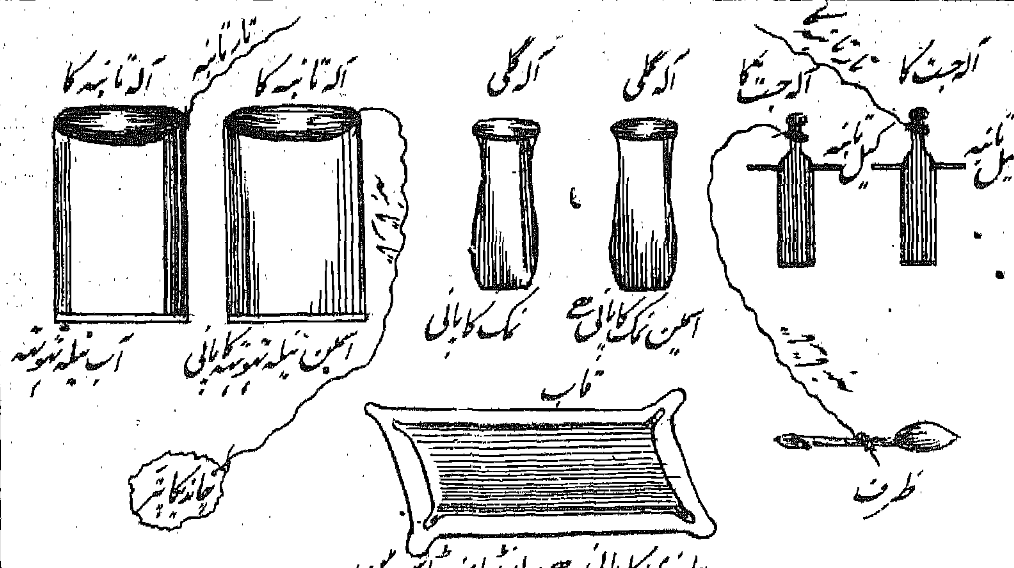
باٹری کا نقشہ

ملمع چڑہانیکے وقت

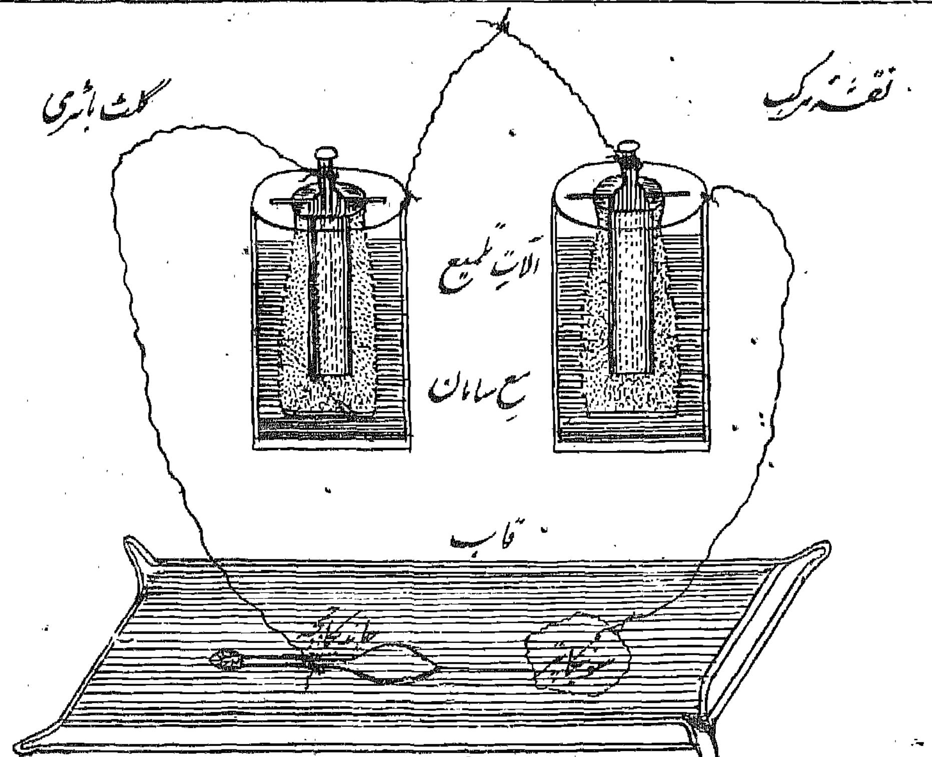


تانبا چاندی سونیکا پانی کی

پہر کہا کہ دوم ہندوستانی طریق پر تمام سامان باسانی تیار ہو سکتا ہے اوسکی یہہ صورت ہے کہ چند آلات مختلف صورتونپر
درست کرکے اوسکو باہم ترکیب دیتے ہین چنانچہ اون آلات کے نقشے بہی مین کہینچکر آپکے روبرو پیش کرتا ہون غور فرمائیے



چاندی کا پانی ہے سائینڈ اف پٹاس مین



اس قاب مین سونیکا پانی

یہہ آلات جو اس نقشہ مفرد مین موجود ہین اونمین اول جست کے دو آلے مگدر کی شکل ہین اندر سے ٹہوس اور اونمین
ایک تانبے کی کیل گردن کے پاس جڑی ہوئی موجود ہے انگوٹھی کے آلے مین رکہدیتے ہین اور مٹی کے آلے اندر سے خالی
ہوتے ہین اسمین نمک کا پانی بہرا ہوتا ہے یعنے چار تولہ نمک کو ایک گلاس پانی مین گہولکر آلہ گلی مین بہرتے ہین اور جست کا

اُس آلہ میں معلق لٹکتا رہتا ہے صرف تانبے کی وہ پیلیں جو آلہ جست کی گردان میں جھلی ہیں اس آلہ گلی کے سونہہ پر کسا
جاتے ہیں پہلیں گلی آلہ کو بسبب مجموعی آلہ سی میں رکہتے ہیں پہر اوس تانبے کے آلہ میں نیلے تہوتہے کا پانی
بہرتے ہیں یعنی پانچ تولہ نیلا تہوتہہ ایک بوتل پانی میں حل کرکے اُسمیں ڈالتے ہیں جب دونوں آلے بستہ ہوچکین
تو ایک تار جست کی سوگری کا دوسری تانبے کی ڈوبچی کے تار میں ملاکر نوکون میں بل دیتے ہیں اور دوسری جست کی
سوگری کے تار میں وہ ظرف وغیرہ یا زیور باندہا جاتا ہے جسپر ملمع چڑہانا منظور ہے علی ہذا القیاس دوسری تانبے کی
ڈوبچی کے تار میں چاندی یا سونے وغیرہ کا ٹکڑا لگاتے ہیں اور ان دونوں چیزونکو یعنے زیور و ظرف وغیرہ اور چاندی
یا سونیکو ایک قاب میں رکہدیتے ہیں پہر جس قسم کا ملمع ہو اوسی قسم کا پانی اوس قاب میں بہرکر ملمع چڑہاتے ہیں پانی
بنانیکی سہل ترکیب یہ ہے کہ ایک قسم کا تیزاب سفید رنگ یا تباشیر کی شکل ہوتا ہے اوسکو انگریزی زبان میں سائنیڈ آف
پٹاسیم کہتے ہیں دو تولہ لیکر ایک بوتل پانی میں گہولیں اور چاندی چڑہانا منظور ہو تو چاندی کا برادہ ایک تولہ اسمین
ڈالیں وہ چہہ گہنٹے کے عرصے میں حل ہوجائیگا اس پانیکو قاب میں نکالکر چاندیکا پتر ایک تار میں اور تانبے یا پیتل کی
رقم دوسرے تار میں باندہ کر دونوں کو جدا جدا اس پانی میں ڈبودیں یعنے احتیاط رکہیں کہ وہ دونوں تار یا دونوں چیزین
باہم مجتمع نہوجائیں بجلی کی تاثیر سے چاندی اوس ٹکڑے میں سے علحدہ ہوکر باریک اور پتلی سطح دوسرے دہاتوں پر
جم جاتی ہے اسیطرح سونا بہی چڑہایا جاتا مگر سونیکا عمدہ پانی میوریٹ آف گولڈ کے وسیلے سے ہوتا ہے اور جو ظروف جست
چاندی سونا وغیرہ چڑہنا دشوار ہے اسواسطے اول اوسپر تانبے کا ملمع چڑہاتے ہیں [illegible] پہر چڑہاتے ہیں اور تانبے کا پانی
اسطرح تیار کیا جاتا ہے کہ ایک بوتل پانی لیکر نصف سیر نیلا تہوتہہ [illegible] گلاس کے [illegible] پانی ڈالیں اور جہان تک
چینی کے برتن میں رکہیں پہر سلفیوریٹ آف پٹاس آدہ پاؤ ملاکر اس پانی میں ملاکر علحدہ رکہا جاتا ہے پہر ان دونوں
قسم کے پانیکو ایک برتن میں بہرلیں اوسوقت کچہہ سرخ رنگ [illegible] جم جاتی اور سلفر [illegible] سائنیڈ آف پٹاس
چہہ تولہ پانی میں حل کرکے دو روز تک رکہہ چہوڑیں پہر [illegible] چڑہانا شروع کریں مگر
جس برتن میں پانی ہو اوسکو گرم رکہیں اور آدہ گہنٹہ بعد تانبہ چڑہنا شروع ہوگا اور سونا اگر چاہیں تو اسی طریق سے بہی چڑہا سکتے
کہ صرف سائنیڈ آف پٹاس کے سلوشن میں ایک طرف سونا باندہ کر دوسری جانب زیور وغیرہ باندہیں مگر سونیکا پانی بہت
عمدہ ہے اوسکو بہی اسطرح بناتے ہیں کہ سونیکا برادہ میوریٹک ایسڈ میں ڈالنے سے فوراً گہل جاتا ہے اوسکو آب
صاف میں گہولکر فلٹر تک پیپر یعنے چہاننے کے کاغذ سے چہان لیتے ہیں چہنا ہوا پانی پہینک دیتے ہیں اور جو ذرہ کہ
اوسکاغذ میں باقی رہجاتی ہے اوسکو نکالکر سائنیڈ آف پٹاس کے سلوشن میں گہول دیتے ہیں غرضکہ جسوقت شہزادہ نامدار
عالیوقار ملمع برقی کی حقیقت مع کل الوجوہ بیان کرچکا تو پہر سلطان مصطفیٰ خان کیطرف متوجہ ہوکر عرض کرنے لگا کہ اگر
تصویر عکسی وغیرہ راتکیوقت بہی روشنی برق کے ذریعہ سے کہنچی جاسکتی ہے اور تاریک مقامات میں اور غار تیرہ و تار میں بہی

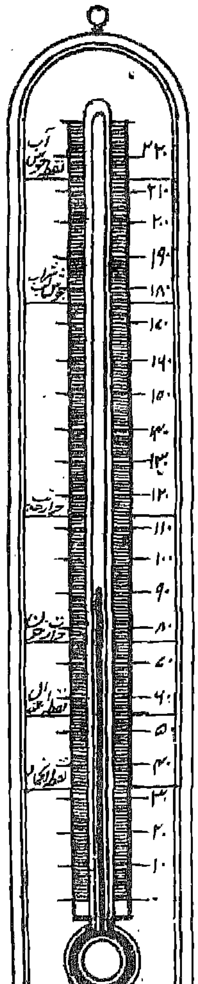
روشنی برقی کے وسیلے سے برتے کی تبسیہ بہتر تیار ہو سکتی ہے اور یہی تار برقی ریل گاڑی سے بھی متعلق ہے یعنے مثلاً ریل گاڑی میں کوئی شخص مجرم یا کوئی دزد عیار کسیکا مال لیکر مفرور ہو گیا اور بعد روانگی ریل کے اطلاع ہوئی تو انسان کا کام نہیں کہ کسی سواری کی تیز رفتاری سے اوسکو جا کر گرفتار کر سکے اور پیادہ پا تو کیا تاب اور کیا مجال ہے لہذا فوراً تار برقی کے ذریعے سے اگلے مقام پر جہاں پہ ریل دم لیتی ہے خبر بھیجدے کہ ایسا معاملہ ہوا ہے چنانچہ وہاں پیشتر تدارک ہو جائیگا پھر ریل گاڑی پہونچیگی اور مطلب حاصل ہوئیں کچھہ اندیشہ باقی نرہیگا سلطان المعظم عقل مجسم نے ارشاد کیا کہ ریل گاڑی کو باوجود اسقدر گرانباری کے کمال تیز رفتاری حاصل ہے نہ اسے کوئی انسان جر ثقیل کے قاعدے پر کھینچتا ہے نکوئی حیوان اپنی زور طاقت کا امتحان کرتا ہے پھر کیا سبب ہے کہ خود بخود نہایت سرعت رفتار سے آناً فاناً طے منازل اور قطع مراحل کرتی چلی جاتی ہے خرد پرور نیک اختر نے عرض کی کہ جناب عالی ہر شخص بخوبی واقف و آگاہ ہے کہ پانی جب کسی ظرف میں آگ پر ایسا گرم ہو کہ جوش میں آئے تو اوس میں سے ایک قسم کا بخار اوٹھتا ہے چنانچہ اگر اسیطرح اوسکو آتش پر جوش دیتے رہیں تو پانی سبکا سب اوس بخار کی حالت میں اوڑ جائیگا اور ظرف مذکور خشک نکل آئیگا اور یہ بھی سب جانتے ہیں کہ اوس ظرف کے مونہہ پر اگر سرپوش رکھا جائے تو وہ بخار اوسسے کچھہ سردی حاصل کرکے پھر اپنی اصلی صورت پر پانی ہو جائیگا اور پھر ظرف مذکور میں ٹپک پڑیگا اور اس بات سے بھی خاطر خواہ آگاہی حاصل ہے کہ جسوقت لکڑی یا کوئی چیز سوختنی آگ میں جلائی جاتی ہے اوسسے دہوان نمود ہوتا ہے لیکن اوس دہوئیں میں اور اس بخار میں جو کہ آب جوشان سے پیدا ہوتا ہے بہت بڑا فرق ہے کیونکہ جو کوئی چیز دہوئیں میں لگائی جائیگی وہ ہرگز تر نہوگی بلکہ کاجل سے ملمع ہو جائیگی پس جو دہوان کہ جلنے سے ہوا اسید میں ظہور پاتا ہے اوسکو ہم اپنی اصطلاح میں دہوان کہتے ہیں اور جو پانیکے جوش سے پیدا ہوتا ہے اوسکا نام دخان رکھتے ہیں علم طبیعیات کی تحقیقات سے جو بہت سی عجیب و غریب اور فائدہ مند چیزیں ایجاد کیگئی ہیں اونمیں سے دخانی کل سب میں افضل ہے اسکے وسیلے سے آدمیوں نے وہ طاقت حاصل کی ہے جو احاطہ گمان سے باہر ہے اور جو کام خیال میں نہیں آتے ان کے ذریعہ سے نہایت آسانی کے ساتھہ ہو جاتے ہیں انگلستانی فنون اور صنعتوں میں دخانی کلوں کی قدر اس مرتبہ پر پہونچی ہے اور روز بروز اسطرح ترقی پاتی جاتی ہے کہ کیا امیر کیا فقیر سب پر واجب ہے کہ کمال شوق دل سے اسکی طرف متوجہ ہوں ولایت میں دخانی کل کے وسیلے سے پانی نکالتے ہیں اور لکڑی کاٹتے ہیں اور لوہے کے بہت اوزار بناتے ہیں اور اصل کل کے وسیلے سے کپڑا بھی طرح طرح کا اس آسانی اور خوبی کے ساتھہ بنا جاتا ہے کہ یہاں آکر اس ارزانی سے بکتا ہے کہ تمام غربا اوسکو پہنکر اپنا جی خوش کرتے ہیں اور آرام پاتے ہیں اور تیل بھی اس کل کے زور سے نکالا جاتا ہے اور زمین بھی اس کے وسیلے سے جوتتے ہیں اور کنوئیں وغیرہ کے کہودنے میں بھی اسکو استعمال میں لاتے ہیں اور کہیتی باڑی باغ وغیرہ

دخانی کل کا بیان

ہیں بہی اس کل سے پانی سینچتے ہیں اور دوسری دہات اس سے کوٹتے ہیں اور لنگر بہی اس کل کی قوت سے بنائے جاتے
دریا و سمندر میں کشتیاں اور جہاز اس سے چلتے ہیں اور وہ آلات لطیف جو دہاگے کاتنے میں مستعمل ہیں اور وہ کلیں
جو اون و بانگون سے کپڑا بُن لیتی ہیں اسی دخانی کل سے اپنی اپنی حرکتیں حاصل کر لیتی ہیں بلکہ فی الحقیقت ہر چیز مصنوعی
کہ جو زینت یا کسی کام کے واسطے بنی ہوئی ہو بیشک اس عجیب و غریب کل کو اوسمین کچہہ نہ کچہہ مداخلت ضرور ہوگی اسکی
مدد سے لوہے کا مادہ زمین سے نکالکر خالص لوہا بناتے ہیں پہر اسکے وسیلے سے وہ لوہا لیکر خواہ ایسا وزنی لنگر جو طوفان
اور موجوں کے صدمے سے بڑے سے بڑے جہاز کو بچاتے خواہ ایسی باریک آبدار سوئی جو لطیف ترین کپڑے کی صنعت
کارچوبی میں کام آسکے بناتے ہیں غرضکہ یہہ کل نہایت بابرکت اور بیخطا ہونیکے باعث قابل توجہ اور لائق التفات ہے
مثلاً اسکی ایک حرکت میں وہ قوت ظاہر ہوتی ہے کہ جسکے ذریعے سے گہیان کانچ کے چکنے چکنے سطح وغیرہ پر
بے کسیکے کہل ملتی ہیں بلکہ اوسکی اور حرکتوں میں بہی وہ قوانین داخل ہیں جو کرہ زمین اور دوسرے کواکب کی گردشوں کو
جو وہ آفتاب کے گرد کرتے ہیں انتظام بخشتے ہیں اور وہ اصلی قوانین جنپر دخانی کل کی حرکتوں کی بنا ہے نہ عدد میں شمار نہ
سمجہنے میں دشوار بلکہ بہت سلیس اور نہایت سریع الفہم ہیں اتنے میں ایک صنعتگر فرنگ کہ جسکو مسٹر ٹرلوی کہتے تہے
دربار گوہربار میں حاضر تہا استفسار کرنے لگا کہ بہلا ارشاد فرمائیے کہ دخان کس واسطے قوی اور جسیم ہو جاتا ہے اور دوسری
چیز کو کس باعث سے حرکت دیسکتا ہے خرد پرور نے کہا کہ اے حکیم کیا تم نہیں جانتے کہ جب حرارت کسی شے میں داخل کیجاتی ہے
تو وہ شے گرم ہوکے ہوتے اپنی جسامت یعنے طول عرض اور عمق میں بڑہ جاتی ہے چنانچہ ایک لوہے کا لمبا ٹکڑا اگر
کسی دوسری چیز کے ایسے سوراخ میں ڈالیں کہ جسمین وہ لوہا با آسانی گذر سکے اوسکو ایکطرف سے آگ میں ڈالکر اسقدر
گرم کرو کہ سرخ ہو جاوے پہر آگ میں سے نکالکر سوراخ مذکور میں ڈالو تو یہہ ظاہر ہوگا کہ وہ لوہا اتنا بڑہ گیا ہے کہ اب اوس
سوراخ میں مطلق نجا سکیگا جبتک کہ سرد ہوکر اپنی حالت اصلی پر آجاوے اور اگر حرارت ضمنی بڑہتی جاویگی اوسیطرح لوہا بہی
بڑہتا جاویگا یہانتک کہ گل جاویگا حکیم نے کہا کہ بیشک یہہ بات درست ہے مگر آپ یہہ فرماتے کہ حرارت کی کمی و بیشی کا
اندازہ کسطور کرسکتے ہیں شہزادے نے کہا کہ یہہ بہت سہل بات ہے یعنے تہرمامیٹر کے وسیلے سے حرارت کے درجے معلوم ہوجاتے
ہیں اور اگر تہرمامیٹر نہو تو ہم نہ بہی سکتے ہیں بادشاہ نے فرمایا کہ تہرمامیٹر کیا چیز ہے خرد پرور نے عرض کی کہ اسکا نام
عربی میں اوسکو میزان الحرارت اور فارسی میں تا بدرجہ نما کہتے ہیں چنانچہ اوسکی کیفیت یہہ ہے کہ شیشے کی
بالشت بہر کی ایک نلی میں جسکا سوراخ بہت باریک ہوتا ہے اوسکے ایکطرف آگ میں گلانیکے باعث کرہ جو فندار کی صورت
اوسکے نیچے پیدا ہو جاتی ہے سیماب خالص اسقدر بہر دیتے ہیں کہ کرہ مذکور لبریز ہو جاتا ہے اور وہ سیماب نلی کی تہائی تک
پہونچے پہر جتنی ہوا اوس نلے میں باقی ہو اوسکو ہوشیاری تمام نکالکر نلے کے دہانے کو مضبوط بند کر دیتے ہیں
پہر کرہ مذکور کو پانی جمی ہوئی برف میں داخل کرتے ہیں اور سیماب اپنی حرارت کچہہ کہو کر سمٹ جاتا ہے اور بلندی

پستی کیطرف تنزل شروع کرتا ہے پس جہان کہ حالتِ نزول مین سیماب کو قیام ہوجاتا ہے اوس مقام پر ایک نشان کرتے ہین اور اوسکا نام نقطۂ انجماد آب ہے اسلیے کہ برودت کے اسدرجہ پر پانی جمکر برف ہوجاتا ہے پھر اوس کرہ کو جوش کہاتے ہوئے پانی مین داخل کرتے ہین اوسوقت سیماب حرارت حاصل کرکے جستا مین بڑہ جاتا ہے اور درجہ بدرجہ اوس نابدچہ نما مین چڑہنا شروع کرتا ہے جب چڑہتے چڑہتے ٹہر گیا تو جسمین نقطۂ وقف ہو دوسرا نشان کرتے ہین اور اسکو نقطۂ جوش آب کہتے ہین اس سببسے کہ اتنی حرارت پر پانی جوش مین آتا ہے بعد اوسکے ایک پیتل کی تختی یا ہاتھی دانت کی تیری یا کسی قسم کی عمدہ لکڑی کا تختہ کہ جو طول مین مذکورسے کچھہ زیادہ ہو لیکر اوسکے سطح مستوی پر ایک نقشہ جو اوس نلی کی لنبائی کے برابر ہو کھینچتے ہین اور اوسکو اسکیل کہتے ہین پھر اوس اسکیل کے سطح کو طولاً تین اسطور پر تقسیم کرتے ہین کہ اجزا اوسکے آپس مین برابر ہون اور فاصلے اون خطوط منقسمکے اسقدر ہون کہ نقطۂ انجماد اور نقطۂ جوش کے درمیان ایکسو اسی خط شمار کیے جائین اور اسکیل کے اجزا کو سیماب کیطرف سے اس طرز پر رکھے جاتے ہین کہ بتیسوان خط نقطۂ انجماد کے برابر ہوجاتا ہے پس خط زیرین سے نقطۂ جوش تک دوسو بارہ خط ہوجاینگے اور ان خطوط کو درجے کہتے ہین اگرچہ ایمین اور بہی چند نقطے ہوتے ہین چنانچہ نقطۂ اعتدال اور نقطۂ حرارتِ خون اور نقطۂ حرارتِ تپ اور نقطۂ جوشِ شراب وغیرہ مگر ان سب سے اوپر درجۂ جوشِ آب ہے لیکن وخالی کل این اسی نقطے سے زیادہ کام پڑتا ہے اسواسطے کہ پانی کے جوش سے بخارات پیدا کیے جاتے ہین اور مقیاس الحرارت کے وسیلے سے جوشِ آب کا اندازہ بخوبی دریافت ہوسکتا ہے خاکسار اوسکا نقشہ بناتا ہے

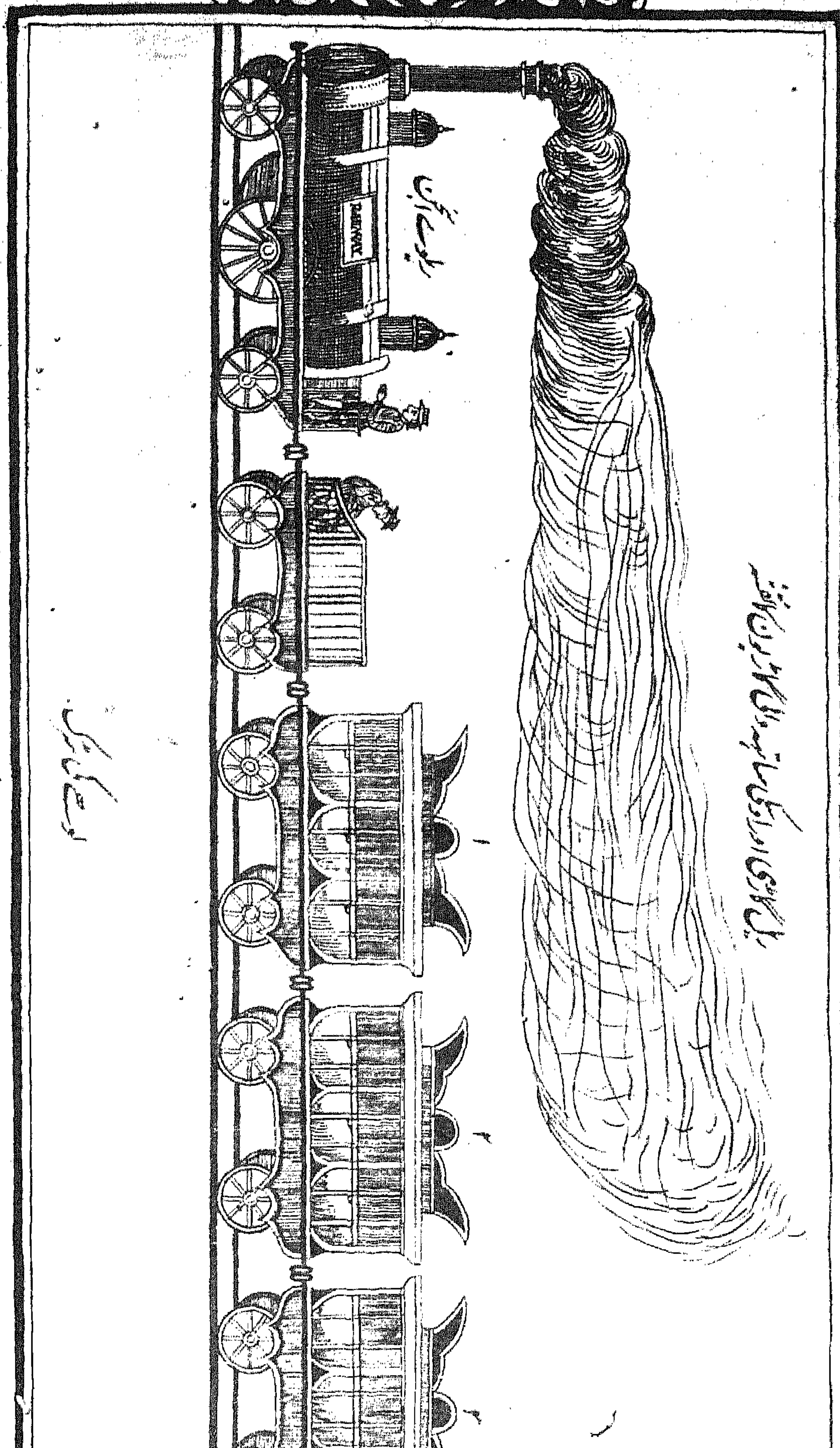
نقشہ تہرما میٹر



مقیاس الحرارت

پھر عرض کرنے لگا کہ حضورِ اقدس مثلاً سیماب اگر زمین بسبب حرارت کے پچاس درجے ہے اور دس درجے حرارت زیادہ ہوتی تو سیما
درجے ہوجائیگا علی ہذا القیاس وجہ انتہا کے حرارتِ آب میں دو سو بارہ درجے پر ٹھہر جائیگا پھر کسیقدر پانیکو جوش دیا جاوے اگر اسکے
زیادہ نہ بڑھیگا لیکن پانی شدتِ حرارت سے اپنی صورتِ اصلی چھوڑ کر اسقدر سہل جائیگا کہ دخان کیصورت پیدا کریگا بلکہ اسصورت میں
اوسکو بھی اپنی جسامتِ اصلی سے اٹھارہ سات سو حصے زیادہ جسیم ہوجائیگا پھر اگر کسی تدبیر سے وہ حالتِ اصلی پر لایا جاوے یعنے اسقدر
ٹھنڈا کیا جاوے کہ اوسکی حرارت دو سو بارہویں درجے سے کم ہو تو فی الفور پھر وہ دخان پانی ہوجاتا ہے اور اپنی دخانی حالت کی
بنسبت کہ جسمیں وہ پھر پانی ہوگیا اٹھارہ سات سو حصہ مقدار میں کم ہوجاتا ہے اور پانی جب دخان ہوجاتا ہے تو وہ ہوا کی طاقت
پیدا کرلیتا ہے از روے تحقیقات یہ امر بخوبی ثابت ہوچکا کہ ایک انچہ مربع یعنے اسقدر لمبے اور چوڑے مکان پر پندرہ پونڈ یعنے
ساڑھے سات سیر ہوا کا بوجھ رہتا ہے اس حساب سے جو چیز جسقدر لمبی چوڑی ہوگی اوسپر اوسیقدر بوجھ ہوگا مثلاً کسی
فربہ اور تنومند آدمی کے جسم کو بھی اسا پیمائش کریں تو دو ہزار انچہ مربع تخمیناً ہوگا اس سبب سے اوسکے تمام جسم پر ہوا کا وزن
تین ہزار پچیس من ہمیشہ رہتا ہے یہ سنتے ہی مشتری پوش صاحب نے کہا کہ جب انسان کے جسم پر اسقدر وزن پڑتا ہے
تو وہ دبکر کیوں نہیں مرجاتا یا اوسکا تمام جسم سر کیطرح پسکر چور چور کیوں نہیں ہوجاتا ٹھہر او وہ بہت جلد بیدار ہوئی حکیم
اسکی مثال بعینہ ایسی ہے جیسے کوئی غواص آبِ عمیق میں غوطہ لگا کر پانی کی تہ میں جا پہنچے اور وہانسے صحیح و سالم باہر نکل کر
پھر اوسپر بھی یعنے اسیطرح ہزاروں آدمی غوطہ زنی کرکے سب کے سب سلامت باہر آتے میں کوئی دبکر ہلاک نہیں ہوتا اب غور کا
مقام ہے کہ اونکے اوپر کسقدر پانیکا وزن سر پر ہوتا ہے مگر وہ مطلق پرواہ نہیں کرتے اور بالکل خبر نہیں ہوتی اسیصورت ہوا کا وزن
بھی کچھ ضرر نہیں پہونچا سکتا بلکہ ہوا سے محیط بالابدان اوسکا وزنِ گرانبار سنبھال لیتی ہے علی ہذا القیاس پانی کا بوجھ بھی پانی
اوٹھا لیتا ہے اور آدمی کو صدمہ نہیں پہونچتا پھر شاہنشاہِ والا بارگاہ کی جانب رخ کیا اور کہنے لگا کہ ہوا ایک گھنٹے میں تیس میل
جاتی ہے مگر آندھی ایک گھنٹے میں سو میل تک جا سکتی ہے یعنے اوسکی تیز روی توپ کے گولے سے بھی زیادہ ہے بس دو سو بارہویں
نقطہ پر دخانکا زور اصطلاح میں ایک ہوا کے زور کے برابر ہے اور جب دخان دو سو پچاس نقطہ تک گرم کیا گیا تو ایک انچہ مربع پر اوسکا
وزن پندرہ سیر کا یعنے دو ہوا کا ہوگا اور دو سو چھترویں نقطہ پر تین ہوا کا زور ہوگا یعنے ساڑھے بائیس سیر اور دو سو ترانوے
نقطے پر چار ہوا کا زور یعنے تیس سیر وزن ہوگا اور تین سو اٹھویں نقطے پر ساڑھے سینتیس سیر وزن یعنے پانچ ہوا کا زور ہوگا
اور چونکہ اول ہی اول ایک حکیم نے دیکھا کہ ایک دیگ میں پانی جوش دیا جاتا ہے اور اوسکے سبب دیگ کا سرپوش خود بخود حرکت کرتا ہے
حکیم کو کمال تعجب ہوا کہ سرپوش کو ایسی حرکت دینے والی کیا شئے ہے غرض دریافت ہوا کہ اس جوش کھانے سے جو پانی سے
جو دخان پیدا ہوتا ہے وہی سرپوش کے متحرک ہونیکا باعث ہے اور اس تجربے سے قیاس کو ملا کر یہ نتیجہ پیدا کیا کہ دخان ایسا
ایسی زبردست شئے ہے کہ کیسی ہی بھاری سے بھاری اور بڑی سے بڑی چیز ہو اور اوسکے مقدار کے موافق دخان کا صدمہ پہونچیگا
تو اوسکو بھی ضرور صدمہ اور حرکت دیگا اور اسکے لئے یہ دلیل قائم کی کہ جسوقت زمین کے اندر پانیکو بسبب حرارتِ آفتاب کے

دو سو بارہ درجہ کی حرارت پہونچتی ہے تو وہ فوراً دخان بنجاتا ہے اور زیادہ حرارت کے سبب سے کبھی ہوا کی طاقت پیدا کرکے زمین ہو خواہ پہاڑ اوسکو شق کر دیتا ہے اور جسقدر اوسکے زور و طاقت کی مقدار زیادہ ہوتی ہے اوسیقدر زلزلہ پیدا کرتا ہے یہہ قیاس کرکے چند آلات ایسے ایجاد کئے کہ جنمین بسبب دخان کے خود بخود بلا واسطہ کسی و محرکات کے ایک قسم کی حرکت پیدا ہوگئی چنانچہ روز بروز اس ایجاد کی ترقی ہونے لگی اور رفتہ رفتہ یہہ بات دریافت ہوگئی کہ اس کل کو کسی گاڑی کے پہیون مین ایسا وصل کرین جنکی حرکت سے وہ پہیے گردش مین آئین تو اغلب ہے کہ بے بیل اور گہوڑے وغیرہ وہ گاڑی خود بخود چلیگی چنانچہ مطابق اس خیال کے عمل کیا اور اوسسے جو نتیجہ حاصل ہوا وہ یہہ ہے کہ گہوڑا گاڑی مین جوتا ہوا جو نہایت جلد چلا تو برابر ایک گہنٹے مین پانچ کوس سے سوا نہ چلیگا بیل کا تو کیا ذکر ہے مگر گہوڑے اور دخانی کل کی رفتار مین سہ چند تفاوت ہے کہ دخانی گاڑی ایک گہنٹہ مین نہایت آہستگی کے ساتہہ پندرہ کوس چلتی ہے اور بروقت ضرورت ایک ہی گہنٹہ مین چالیس پچاس کوس چل سکے مگر ایسی شتابی رفتار خطرناک ہے خشکی مین اسکی رفتار کا یہہ حال ہے اور تری مین بہی آمد و رفت کے واسطے دخانی کل کا استعمال بڑی بہبودی کا باعث ہوا ہے یعنے سب جانتے ہین کہ کشتی اور جہاز جو دریا پر رواں ہوتے ہین وہ بادبان کے وسیلے چلتے ہین یا ملاحون کی سخت محنت سے اور ڈانڈ کے ذریعے سے لیکن ہوا کبہی آہستہ چلتی ہے اور کبہی موقوف بہی ہوجاتی ہے اور کبہی باد مخالف بہی چلنے لگتی ہے اور ملاحون کا حال یہ ہے کہ کبہی سست ہوجاتے ہین اور کبہی بالکل تہک بہی جاتے ہین اس واسطے صاحبان ہنر نے یہہ تجویز کی کہ جہاز کے وسط مین ایک دخانی کل ایستادہ ہو کہ جو ہر وقت اور ہر جا مین جہاز کو رواں رکہے چنانچہ اون دانشمندون نے اس خیال کو انجام دیا اور جہاز مین دخانی کل برپا کرکے دو پہیے ایسے متعلق کئے کہ اوسکے ذریعے خود بخود حسب دلخواہ گردش مین آئین وہ پہیے جہاز کے دونو طرف باہر برابر لگے رہتے ہین اور اونکے دائرے پر بہت سی تختیان لگی ہین جو پانی مین ایک دو ہاتہہ ڈوبکر گہومتی ہین اور گہومتے گہومتے پانیکو مار مار کر اور جہتکو اوٹہا اوٹہا کر برخلاف ہوا کے اور برخلاف پانیکی دہار کے بہی جہاز کو بخوبی چلا سکتی ہین دخانی گاڑی جسکو ریلوے کہتے ہین اوسکے واسطے سڑک آہنی بنائی جاتی ہے یعنے لوہے کی گول سلاخین جنکا قطر ایک انچہ کے قریب ہوتا ہے سڑک کے دونون بازون پر دو طرفہ برابر نصب کیجاتی ہین اور ریلوے کے پہیے کا دائرہ کنارون پر سے اسقدر خالی ہوتا ہے کہ اون لوہے کی سلاخون پر اس کیفیت سے برابر چلسکے کہ وہ حلقہ کسیطرف لغزش نکرنے پاوے اور وہ دخانی گاڑی جو سبکے آگے ہوتی ہے اوسکے پیچہے بہت سی گاڑیان ایک قلابہ کے وسیلے لگائی جاتی ہین اگرچہ اونمین کل نہین ہوتی لیکن پہیے اوسی ترکیب کے ہوتے ہین جیسے کہ اوس کل والی گاڑی مین لگائے گئے اور کبہی یہہ سلسلہ سو گاڑیون سے زیادہ قائم کیا جاتا ہے اور اونمین ہزار ہا من اسباب و اجناس وغیرہ کا وزن اور صدہا آدمیون وغیرہ کا بار ہوتا ہے مگر دخانی کل کے زور سے وہ سب کی سب گاڑیان اوس کل والی گاڑی کے ساتہہ کہنچتی ہوئی چلی جاتی ہین پہر بندہ پرور نے قلم برداشتہ ایک نقشہ ریلوے کا بنا کر ملاحظہ اقدس مین گذرانا


RAILWAY

پہر کہنے لگا کہ جہان جہان ریل گاڑی چلتی ہے اوسکے ساتھہ تار برقی بہی لگایا جاتا ہے تاکہ ایک اسٹیشن سے دوسرے اسٹیشن تک جو کہ پیغام بہیجا ہو فی الفور پہونچ سکے مگر جب ریل گاڑی اسٹیشن سے چل چکتی ہے تو دوسرے اسٹیشن پر پہونچنے تک کوئی پیغام اوس تک نہیں پہونچ سکتا اسلیے ضرور ہوا کہ کوئی ایسی تدبیر نکالی جائے جس سے نہایت ضروری پیغام رستے مین بہی لگایا جائے اور جن پیغاموں کا رستے مین بہیجنا ضرور ہوتا ہے وہ صرف تین پیغام ہین ایک یہہ کہ ریل گاڑی کو کہدین کہ وہ ٹہیر جائے آگے نہ بڑہے یا اوسکو یہہ کہا جائے کہ آہستہ آہستہ ہوشیاری سے آئے یا یہہ کہا جائے کہ بیخوف وخطر دوڑتی چلی جائے ان تینوں پیغاموں کے لیے تین رنگ مقرر کئے ہین سرخ رنگ اسلیے ہے کہ ریل گاڑی ٹہیر جائے آگے نہ بڑہے اور سبز رنگ اسلیے ہے کہ آہستہ آہستہ ہوشیاری سے چلی آئے اور سفید رنگ اسلیے ہے کہ بیخطرہ دوڑتی ہوئی چلی جائے ان تینوں نشانوں کے دکہانے کو دو تدبیرین نکلتی ہین ایک تدبیر رات کے لیے ہے اور وہ یہہ ہے کہ ہر ایک اسٹیشن اور چوکی پر چپراسیوں کو لالٹینین دیگئی ہین اور ہر ایک اسٹیشن کے پاس ایک بڑا اونچا ستون گاڑ کر لالٹین لگا دی ہے چپراسیوں کے پاس جو لالٹین ہین اونمین تین رنگ کے شیشے لگے ہوئے ہین اور اوسکا مہرا ایسا ہے جس رنگ کا شیشہ چاہین سامنے ہو جاتا ہے پس اگر گاڑی کو روکنا ہوتا ہے تو چپراسی لالٹین کا سرا اور ہاتہہ کی کل پہرا کر لال شیشہ سامنے کر دیتا ہے اور اگر جلد دوڑانا منظور ہوتا ہے تو سفید شیشہ سامنے رہنے دیتا ہے اور جو آہستہ لانے دینا ہوتا ہے تو سبز آئینہ دکہایا جاتا ہے دوسری تدبیر دن کے لیے ہے اور وہ یہہ ہے کہ ہر ایک چپراسی کو تین جہنڈیان دیگئی ہین اگر گاڑی کو روکنا ہوتا ہے تو چپراسی لال جہنڈی سر سے اونچی اوٹہا کر دکہاتا ہے اور اگر آہستہ آہستہ ہوشیاری سے بلانا ہوتا ہے تو سبز جہنڈی دکہاتا ہے اور اگر بیدہڑک دوڑانے دینا ہے تو سفید جہنڈی دکہاتا یا جہنڈی کو لپیٹ کر اور بغل سے لگا کر سیدہا سامنے کہڑا ہو جاتا ہے اور ہر ایک اسٹیشن پر جو بڑا اونچا ستون کہڑا ہوتا ہے اوس پر ایک لالٹین جلتی ہے اوسکے سرے پر دو ہاتہہ یا ایک ہاتہہ لگا ہوتا ہے اور وہ ہاتہہ کل دبانے سے گر بہی پڑتے ہین اور کہڑے بہی ہو جاتے ہین اون ہاتہوں کے ایکطرف سفید رنگ اور ایکطرف سرخ رنگ ہوتا ہے پس اگر یہہ منظور ہے کہ گاڑی کسیطرف سے نہ آئے تو دونوں ہاتہہ کہلے رہنے دیتے ہین اور جو یہہ منظور ہے کہ اسطرف سے تو جائے مگر دوسری طرف سے نہ آئے تو ایک ہاتہہ کہلا رہتا ہے اور جو منظور ہے کہ آہستہ آہستہ اور ہوشیاری سے آئے تو ایک ہاتہہ جو ستون کے بائین طرف ہوتا ہے اوسکو جہکا ہوا یعنے آدہا اوٹہا ہوا اور آدہا گرا ہوا رکہتے ہین اور اگر یہہ منظور ہوتا ہے کہ بیدہڑک دوڑتی آئے تو دونوں ہاتہہ گرے ہوئے رہتے ہین اور علاوہ اسکے اور اور تدبیرین ہین جیسے اگر جہنڈی نہو تو کیونکر پیغام پہونچایا جائے اوسکے نشان اسطرح پر ہین کہ اگر گاڑی کو بالکل روکنا منظور ہو تو چپراسی دونوں ہاتہہ اوٹہا کر کہڑا ہو جائے اور اگر ہوشیاری سے آہستہ بلانا منظور ہو تو ایک ہاتہہ اوٹہائے اور اگر بیدہڑک دوڑا کر بلانا ہو تو ایک ہاتہہ لٹکا اور ایک ہاتہہ سیدہا کر دے پس یہہ وہ نشان ہین جنکو لوگ ہمیشہ ریل پر آتے جاتے دیکہتے ہین

اور اب انگلستان مین ایک ایسی ترکیب ایجاد ہوئی ہے کہ ہر ایک گاڑی مین سے جو مسافر چاہے محافظ یا انجن والون کو آگاہ کر سکتا ہے اور فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ کسی گاڑی کے مسافر کو کچھہ ضرورت ہے اور اوس گاڑی کو بھی پہچان لیتا ہے اس صورت مین اگر کوئی گاڑی سلسلے سے علٰحدہ ہو جاے تو اوسیدم محافظ اور ہانکنے والے کو خبر ہو جاتی ہے غرضکہ سب گاڑیون کو یہہ دخانی کل اس جلدی کے ساتھہ کھینچ لیجاتی ہے کہ دنون کی راہ گھنٹون مین طے ہوتی ہے اسی وسیلے سے دور دور کے مسافر تھوڑے وقت مین قطع مسافت کر کے ایک جگہہ سے دوسری جگہہ جا سکتے ہین اگر ملک کے ایک جانب قحط ہوتا ہے اور دوسری طرف ارزانی تو اس کی بدولت دونون جگہہ کے رہنے والون کو فائدہ پہونچتا ہے

مؤلف

اللہ اللہ کس قدر ہے بار کش — ہے یہہ گاڑی یا کہ خشکی کا جہاز
خوب بخوبی استطاعت غیر کے — قطع کرتی ہے رہ دور و دراز
اس مین سو سو طرح کا آرام ہے — یہہ سواری ہے نہایت دلنواز
تیز رفتاری بذات خاص سے — ہیئت اعتبار سے ہے بے نیاز
نے اوڑی نا شبہ جذب دل اسے — آخر عشق کام آگیا سوز و گداز

جب کہ شہزادہ بلند اقبال ہمایون فال نے بابت نقشہ پر دلپسند ہر کو اس قدر اوجِ ارتفاع پر بلند پایہ کیا اور چند نقشہ ہاے متعلقہ علم برق و علم دخان بھی اپنے دستِ مبارک سے بنائے تھے نگاہ امتحان کا وقتِ معمولی قریب اختتام آ پہونچا حاضرینِ درگاہِ عالم پناہ نے بےشمار گوہر ثنا بصد ہزار ستایش آبدار نثار کئے سلطان عقلِ مجسم بھی فرزانۂ روزگار کی توجہہ بے نہایت اور سعی و محنت کا ممنون و مشکور ہوا اور خلعتِ فاخرہ عنایت کر کے رخصت فرمایا دربار برخاست ہوا

باب نہم موسوم بہ عقلِ دوم

مؤلف

کون خوشخط گرمِ مشقِ ناز ہے جسکے لیے | خوشنویسی کو عطارد کا قلمدان چاہیے
وصلیٔ افلاک پر ہو مہرہ خورشید و ماہ | انجمِ زرین سے افشانِ زر افشان چاہیے
شوقِ قلم کے واسطے لازم ہے نوکِ زلفِ حور | بہرِ کاغذ صفحۂ رخسارِ غلمان چاہیے

جس وقت انجمنِ امتحان فرائضِ روزگار اور شہزادہ نامدار زینت بخش قصرِ تعلیم ہوئے اوستاد نے خرد پرور فرمایا کہ عزیز من سررشتۂ تعلیمِ علوم میں دو چیزیں داخل ہیں کہ جسکو محاورۂ عوام میں نوشت و خواند کہتے ہیں یعنے پڑہنا لکھنا انہیں یاد رکھو کہ پڑہنا پڑہنے سے آتا ہے اور لکھنا لکھنے سے اے خرد پرور جو آواز دہانِ انسان سے پیدا ہوتی ہے اوسکی مختلف صورتوں کا نام حروف ہے چونکہ ایک حرف کی آواز دوسرے حرف کی آواز میں فرق ہے لہذا ہر حرف کیواسطے ہر قوم نے ایک خاص شکل مقرر کی ہے اور اوسکو صورت لکھتے ہیں اوسکا نام خط ہوتا ہے اور اون خطوں کی بھی جداگانہ صورتیں ہیں چنانچہ خطِ ہندی وخطِ سریانی وخطِ یونانی وخطِ انگریزی وخطِ عبری وخطِ معقلی وخطِ کوفی وخطِ کشمیری وخطِ حبشی وخطِ ریحانی و تعلیق و نسخ و محقق و رقاع و توقیع و ثلث وغیرہ اور نستعلیق اور سفینہ اور شکستہ اردو و فارسی میں اور نسخ و تعلیق عربی میں اکثر موقع بموقع مروج و مستعمل ہیں اور انگریزی میں دو طرح کے حروف مکتوبی اور دو طرح کے کتابی اور ہندی میں حروفِ ناگری وغیرہ کارآمد ہیں اور ان اقسام میں طرح طرح کی ایجاداتِ جدید اور مصنفین اور اصطلاحیں پیدا کرکے بہت کچھ صورتیں وضع کرلی ہیں ہر زبان کے حرف جدا ہیں اور ہر حرف کے قاعدے علیحدہ مگر سب کا اصل اصول یہہ ہے کہ ہر حرف میں چار باتیں ضرور ہوتی ہیں **اول** قامتِ حرف یعنے حرف کا عرض و طول **دوم** قلمِ حرف یعنی حرف کا کونسا عضو کس نوک اور کتنے قط سے کہانتک ہو **سوم** پیمودِ حرف یعنے حرف کی پیمایش اور ایک حرف سے دوسرے حرف کا فاصلہ کسقدر رہنا ہے **چہارم** کرسیٔ حرف یعنے کونسا حرف کس حرف کے مقابل ہو غرضکہ جو شخص ان قسموں سے آگاہ ہوجاتا ہے اوسکو اہلِ خط خطاط اور فارسی والے خوشنویس اور باشندگانِ یورپ فیر رائیٹر کہتے ہیں اور خوشنویسی کے واسطے سامانِ عمدہ و نفیس ضرور ہے

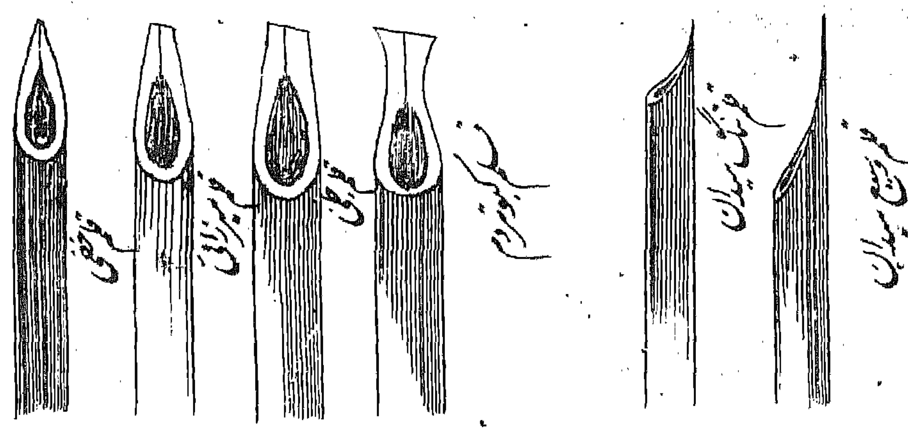
مؤلف

خوشنویسی کا شوق ہو جس کو | خط کتابت سے ذوق ہو جس کو
نکات باتیں سمجھ نہوں جب تک | خوشنویسی محال ہے بے شک

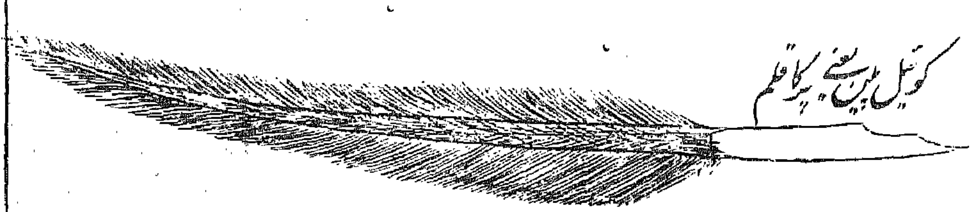
پہلے لازم ہے کہ ہو کاغذ صاف — مثل رخسار مہوشان شفاف
دوسرے چاہیے مداد سیاہ — مثل زلف نگار غیرت ماہ
تیسرے چاقو ہو خوش آب و تیز — نگہ شوخ کی صفت خونریز
چوتھے ہو کلک واسطی یک لخت — دل عاشق کی طرح نرم و سخت
پانچویں ہو تفضل استاد — مہربان مادر و پدر سے زیاد
چھٹے ازبس ہو مائل و راغب — شوق و تحریر پر دل کاتب
ساتویں فضل ایزد متعال — رہے لیل و نہار شامل حال
جب کہ سامان یہ سب مہیا ہو — کیوں نہ پھر خوشنویس یکتا ہو

اے خرد پرور زمانہ سابق میں کاغذ نہ تھا اسواسطے پوست آہو پر اور درختوں کی چھال پر یا تاڑ وغیرہ کے بڑے بڑے پتوں پر لکھا کرتے تھے چنانچہ تا حال کہیں کہیں یہی طریقہ مروج ہے اور جب کاغذ ایجاد ہوا تو لکھنے والوں کو بہت آسایش میسر ہوئی کاغذ وہی عمدہ ہے کہ جو خوبی اور ہمواری اور سفیدی اور صفائی اور دیرپائی میں بے نظیر ہو اگرچہ کاغذ کشمیری اور خطائی اور سمرقندی اور دولت آبادی وغیرہ نہایت صاف اور عمدہ ہوتا ہے مگر ملک انگلستان میں اقسام اقسام کے کاغذ باریک مسطر صاف اور پرکار بنتے ہیں بلکہ دور دور تک بہ سبیل تجارت بالطریق تحائف پہونچتے ہیں اور خوشنویسوں نے کاغذ کی پائداری کیواسطے یہ ترکیب نکالی ہے کہ دو چار کاغذ کو تہ بہ تہ نشاستہ کے وسیلے سے جوڑ کر وصلی بناتے ہیں اور اسکو دو چار آثار دریا میں خشک کرکے مہرہ کرتے ہیں وہ بھی خوشنویسی کے لئے نہایت کارآمد ہے اور اقسام کاغذ رنگین میں رنگ حنائی کمال خوشنما ہوتا ہے اسکی ترکیب یہ ہے کہ برگ حنا خیم کو قند آب گرم میں دو پہر تک بھگو رکھیں پھر صاف کر کے کاغذ کو اسمیں رنگ دیں علی ہذا القیاس جس قسم کا رنگ منظور ہو کاغذ کو کسی رنگ میں خالی اور کسی میں پھٹکری ملا کے تر کر کے غوطہ دیتے ہیں اور کبھی پہر دو پہر تک رکھتے ہیں کہ خاطر خواہ رنگین ہو جاوے اور قلم اکثر ملکوں میں اور ہندوستان میں خصوصاً پنجاب میں بہ محال وانیال پور اور پٹنہ میں کنارہ دریا شور پر بہتر ہوتا ہے اور ولایت بصرہ میں قلم واسطی نہایت پختگی اور لطافت اور خوش نگاری کے ساتھ میسر آتا ہے کہ اوس سے بہتر کہیں نہیں ہوتا واسط ایک مقام عراق عرب میں درمیان بغداد اور بصرہ کے واقع ہے وہاں کے قلم کو باین نسبت کہ قلم واسطی کہتے ہیں اور قلم چند صورتوں پر بنایا جاتا ہے اول جلی یعنے بہت موٹے قط کا دوم مسترالی یعنے اوسط درجہ کا جو بہت موٹا ہو نہ بہت باریک سوم خفی یعنے جسکا قط باریک ہو ہر ایک کی تراش مختلف طور پر ہے کوئی گہرا بنایا جاتا ہے اور کوئی کم گہرا اور ایک قسم قلم کی کبوتر دم کہلاتی ہے وہ بیچ میں پتلا اور نوک پر زیادہ عریض رہتا ہے

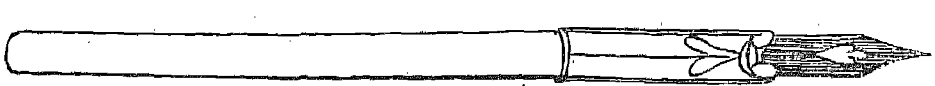
اور تراش مین اسبات کا زیادہ لحاظ رکہنا لازم ہے کہ ریشہ قلم کج نہو کیونکہ شگاف کی راستی مین فرق نہ پڑے
اور یہہ اختیار ہے کہ میدان قلم وسیع رہے یا تنگ مگر وسیع میدان مین روشنائی کی گنجایش زیادہ ہوتی ہے
اور اکثر قلم جلی مین زیادہ روشنائی آنے کیواسطے بعضے پشت قلم کو نوک کے قریب سے قدرے تراش دیتے ہین اس سبب سے
قلم کی لوچ اور لچک مین اسطرحکی خوبی آجاتی ہے اور لازم ہے کہ قلم کی نرمی و سختی درجہ اعتدال پر ہو اور قلم کو رگ و
ریشہ سے خوب صاف کرین کہ حروف کی صفائی مین خلل واقع نہو اور قلم کی نوکمین ایک شگاف لگاتے ہین جسکے سبب سے قلم دو حصون پر
منقسم ہوجاتی ہے حصہ راست کو انسی اور حصہ چپ کو وحشی کہتے ہین اگرچہ انسی بہ نسبت وحشی قدرے نرم ہو تو بہتر ہے چنانچہ تراش قلم کی یہہ صورتین ہین



ہندی کا قط سمت راست نہایت محرف ہوتا ہے اور قط عربی کا اوسسے کم محرف اور قط فارسی کا قدرے محرف مائل بمساوی
رہتا ہے اور قط انگریزی قلم کا برعکس ان قطون کے بجانب چپ محرف ہوتا ہے اور تراش بہی قلم انگریزی بطرز دیگر ہے
یعنے طریق مذکور پر تراش کر نشتر درست کرکے پہر دوبارہ کچھہ اوپر سے تراش کر نصف میان قلم پر چہوڑ دیتے ہین



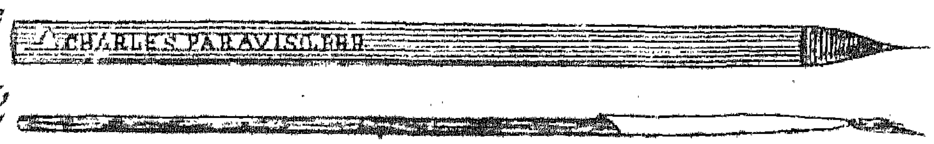
کوئیل پن یعنے پر کا قلم



اسٹیل پن یعنے لوہے کا قلم

تحریر انگریزی کیواسطے پر کا قلم نہایت عمدہ ہوتا ہے اور یہہ پر بہی ایک ولایتی جانور کے ہوتے ہین بلکہ
ہندوستانی پرند کے پر ایسے نفیس اور نایاب نہین ہوتے کہ جو اوسکے مقابل ٹہر سکتے جائین اور صناعان فرنگ نے

ایک چاقو بھی خاص اس قسم کا ایجاد کیا ہے جسکے سانچہ میں پر کا قلم خودبخود بنکر درست ہوجاتا ہے اوسکو وہ لوگ اپنی زبان میں پین کٹ کہتے ہیں سوا اسکے لوہے کی قلمیں بھی تحریر انگریزی میں مستعمل ہیں اور پین کے نام سے موسوم ہیں اور ایک قسم کا قلم ہوتا ہے کہ اوسمیں سیاہی کی احتیاج نہیں پڑتی اوسکا نام انگریزی میں پین سل ہے اوسکو مدور تراش کر مثل قلم کے نوکدار بناتے ہیں اور یہہ ہر قسم کے رنگین بھی بہم پہونچتے ہیں سیاہ بکثرت مگر سرخ و سبز یا نیلے اور سرخ اکثر ہوتے ہیں لیکن تحریر سیدھی میں اسکے نوک پلک حروف کی بخوبی پیدا نہیں ہوتی بلکہ فن مصوری میں یہہ قلم جزو اعظم سمجھا جاتا ہے اور تصویریں رنگ بہرنیکا قلم ایک عجیب غریب صنعت کا ہوتا ہے یعنے اوسکو گلہری کی دُم سے بناتے ہیں اسطرح کہ گلہری کی دم کو پانی میں بھگو کر سب بال برابر کر لیتے ہیں اور جسقدر بال گندگی رفع ہوجاتی ہے اوسوقت مقراض سے اونکو کتر کے مصوروں کے قاعدے پر باریک نوک خوبصورت اور نازک نکالکر ایک مقدار اوسمیں کو ریشم خام سے باندھ لیتے ہیں اور کبوتر کے پر کا مہرہ جو اندر سے خالی ہوتا ہے اوسکو جڑ سے قطع کرکے نوکمیں ایک باریک سوراخ کرتے ہیں اور وہ بالونکی نوکدار لٹ جو ریشم سے بندھی ہے اوسکو اوپر کیطرف سے اوسمیں ڈالکر پرکی نوک میں سے بالوں کی نوک حسب ضرورت باہر نکال لیتے ہیں اور ایک لکڑی خوبصورت چھیلکر گرفت کیواسطے لگا دیتے ہیں اس قلم کو مصوروں کی اصطلاح میں موقلم کہتے ہیں چنانچہ اونکی یہہ صورت ہے



پنسل

موقلم

غرضکہ ہر کام کیواسطے ایک قلم بطرز جدید بکار آمد ہے اور سیاہی کہ جسکو روشنائی اور مداد اور مرکب کہتے ہیں اوسکا جزو اعظم کاجل اور گوند ہے مگر خوشنویسوں نے روانی اور پائداری اور شوخی رنگ وغیرہ کیواسطے بہت سی تدبیریں ایجاد کی ہیں چنانچہ یاقوت مستعصمی خوشنویس نے نہایت رنگین و براق اور روان سیاہی کیواسطے جو دوائیں مرکب کی تہیں وہ سب قسم کی سیاہیوں سے مفید و عمدہ ہیں اوسکی ترکیب یہہ ہے کہ کاجل چکنائی صاف کیا ہوا دس مثقال ببول کا گوند چار مثقال سونا مکھی سوختہ پانچ مثقال زنگار عمدہ ڈلی تین مثقال نمک ہندی اور ایلوا دو دو مثقال ان سبکو سوا گوند اور سونا مکھی کے ایک کہرل میں ڈالیں اور سو درم پانی میں دس درم گوند کے حساب سے گہولدیں اور وہ پانی ڈال ڈال کر پانچروز یا کم سے کم دو پہر خوب کوٹیں اور حل کریں پھر سونا مکھی سوختہ کو باریک پیسکر اوسمیں ڈالیں اور پھر پانچ روز تک یا دو پہر تک اور کہرل کریں یہہ سیاہی ایسی روان ہوتی ہے کہ بلا مبالغہ ایک قلم میں بیس سطریں تحریر ہو سکتی ہیں اور کاجل لینے کی عمدہ ترکیب یہہ ہے کہ نئے کورے سکورے میں السی کا تیل یا تلی کا تیل ڈالکر کسی عمدہ کپڑے کا فتیلہ مثل چراغ روشن کریں فتیلہ جسقدر موٹی ہوگا کاجل زیادہ

ترکیب سیاہی یاقوت

ہے گا اور ایک مٹی کا کونڈا اوسپر معکوس اسطرح رکھین کہ ہوا تمام بند نہو ورنہ چراغ گل ہو جائیگا یعنے مین اطلس
چراغ کے گرد رکھکر اوسپر طرف گلی اوندھا رکھین جب جانین کہ کاجل جمع ہوگیا ہے ظرف کو آہستہ اوٹھاکر مرغ کے پرسے
جمع کرکے گرد و غبار سے محفوظ رکھین اور اسطرح بقدر حاجت جمع کرلین اور کاجل لینے وقت اگر فتیلہ کے درمیان
پر طاؤس لپیٹ کر جلائین تو سیاہی طاؤسی اور براق ایسی بنے گی کہ جسمین سبزی کی موجین نمودار ہون گی
اور کاجل مین اگر مٹی یا ریت وغیرہ شامل ہوجاتے تو تھوڑا سا پانی ایک پیالے مین بھر کر کاجل اوسپر ڈالین گرد و غبار
تہ نشین ہو جائیگا اور کاجل اوپر رہجائیگا آہستگی سے اوٹھالین اور چربی نکالنے کا یعنے کاجل کی چکنائی صاف
کرنیکا یہہ دستور ہے کہ کاجل کو کاغذ کے ایک لفافہ مین بھر کر خمیر مین رکھین اور اوسکو گرم تنور پر ایک اینٹ کے
وسیلے سے حرارت دین یا گرم بہوبل مین دبادین جب خمیر بریان ہوجاتے تو باہر نکال لین احتیاط شرط ہے کہ جل نجائے
اگر مکرر یہہ عمل ہو تو زیادہ بہتر ہوگا اسواسطے کہ تھوڑی چکنائی بھی مفسد مداد ہے الحاصل یہہ ترکیب سب مین بہتر ہے
اور یون تو ہر خوشنویس ایک نیا نسخہ اختراع کرلیتا ہے مگر متاخرین مین خوشنویس دہلی محمد امیر پنجہ کش نے بھی
سیاہی کی ایک تحفہ ترکیب ایجاد کی ہے بلکہ وہ ہمیشہ اوسی سیاہی سے مشق کرتے تھے چنانچہ اوسکا یہہ انداز ہے
کہ کتھہ سرخ آبدار جو کہ کیا نہو ایک وزن اور صمغ عمدہ نصف وزن اور ایلوا ربع وزن جدا جدا کوٹ کر شب کو آب صاف
مین بھگو رکھین صبح کو کسی ظرف مسی یا برنجی مین چھلنے پر چڑھا کر اول کتھہ کا پانی گرم کرین جسوقت جوش کھانے لگے
تو اوسمین بتدریج صمغ کا پانی اور تھوڑا تھوڑا ایلوے کا پانی ڈالتے جائین جب یہہ دونون مل جائین تو کفچہ سے حرکت دیتے رہین
جسدم قوام تحریر کے قابل ہوجاتے تو اوتار کر پارچہ سنگلین مین چھان لین فی الحقیقت یہہ سیاہی بہت عمدہ اور خوش آب ہے
جسوقت کسی حرف مین بھر دیتے ہین تو خشک ہونیکے بعد بھی اسقدر براقی و آبداری باقی رہتی ہے کہ گویا ابھی تر ہے اور
نقطون مین تو بعینہ جیسے نگینے تراش کر جڑ دیے خوشنویس مذکور کے اکثر قطعات بلکہ کل تعلیمین اور وصلیان اسی سیاہی کی
نظر آئی ہین حاصل کلام یہہ ہے کہ مشق کے واسطے جداگانہ طور طریقے مقرر ہین اور مشق عربی و فارسی مین حروف تحریری کی تعداد اسواسطے کم کی گئی ہے
کہ اکثر حروف صرف تبدیل نقاط سے نام بدل لیتے ہین اور خوشنویسون نے حروف مقطعات کی دو دو سطرین
اسطرح مقرر کی ہین کہ سطر اول الف سے فے تک اور سطر دوم قاف سے یے تک اور دونون تیرہ تیرہ حرف ہین دیکھو

سطر اول

ا ——— ف

سطر دوم

ق ——— ی

حروفِ نستعلیق کی شکلیں

ا ب ت ث ج ح خ د ذ ر ز س ش ص ض ط ظ ع غ ف
ق ک گ ل م ن و ہ ھ لا ء ی ے

ا ب ج د ر ز س ش ص ط ع ف
ق ک گ ل م ن و ہ ھ لا ء ی ے

جو حرف جس قلم سے لکھتے ہیں اوسی قلم کے نقطوں سے اوس حرف کا اندازہ کیا جاتا ہے اسواسطے اول یاد رکھنا چاہئے کہ نقطے کی پانچ صورتیں ہیں

نقطۂ چہار گوشہ منحرف — نقطۂ مربع مساوی — نقطۂ مائل بجلو — نقطۂ خمیدہ بہ نو — نقطۂ مدور

اور خوشنویسوں نے نستعلیق کے دوائر سات قسم پر نکال کر سات نام علیحدہ مقرر کئے ہیں بیضاوی ترنجی آفتابی تلجمی معشوقی مصنوعی گنج یعنے پیوند مگر بیضاوی اور آفتابی طرز ہیں زیادہ مروج و مستعمل ہیں

ح دایرہ بیضاوی — ح دایرہ آفتابی — س دایرہ بیضاوی — س دایرہ آفتابی

حروف نستعلیق کے سمجھانے کے واسطے ہم یہاں اونکی شکلیں اور قاعدے اسطرح سے دلنشین کرتے ہیں کہ تم اونکو دیکھتے ہی بخوبی سمجھ لوگے اور قواعد و ضوابط سے خاطر خواہ واقف و آگاہ ہوجاؤ گے یاد رکھو کہ تحریر میں ب اور پ اور ت اور ث اور ن اور ی اور ے جس وقت ابتدا یا اوسط میں کسی حرف سے ملا کے لکھے جاتے ہیں تو سب کی ایک صورت ہوتی ہے علیٰ ہذا القیاس ج اور چ

اور ح اور خ وغیرہ کو نقطوں سے شناخت ہے اور حروفِ ہندی کیواسطے اوس حرف کے نیچے تین نقطے یا
اوپر ایک طوے یا ایک آٹھ کا خط بنا دیتے ہیں اور نیچے اوپر چار نقطے لگا دیتے ہیں اور خوشنویسوں کا دستور ہے
کہ شین کے نیچے بھی اکثر تین نقطے خالی لگا دیا کرتے ہیں کہ زینت اور خوبصورتی ہو غرض مرقع ہوا خود پرور حروف کے قاعدے یہہ ہیں

اا ب ت ث ج ح ض د ذ ر ڑ ز ن ✶ بلسم

ذ س ک ط ظ لح ح ج ہ و و ہ

ق ح کم اسا لہ لام ن ط ی

د ہ لا ے ع ع ا ب ف ک

ب ن ب ب ج ج ج خ شن سد ش

ے ص ص ط ط ط ع ع ع ع

ف ق ف ک ل ل ک ء م ہ م ہ ہ ہ ہ ہ ہ م

ان کی مشق کا یہہ طریقہ ہے کہ پہلے حروفِ مقطعات کی اون دو ستواری سطروں کی مشق کرتے ہیں
پھر اونہیں ایک ایک حرف سلسلہ وار ملا کر لکھتے ہیں اسطور میں ۱۲ بارہ شقیں مقرر کی ہیں چنانچہ وہ یہہ ہیں

اول	اب	دوم	بابت	سوم	جاجت
چہارم	ساست	پنجم	صاصت	ششم	طاطت
ہفتم	عاعت	ہشتم	فافت	نہم	کاکت
دہم	مامت	یازدہم	ہاہت	دوازدہم	ھھاھت

جبکہ یہہ صاف ہوجاوین تو بعد اوسکے مرکبات کی مشق کے لئے ابجد لاوے جسمین کہ یہی دائرے ہین ہم
ایک ایک کرکے سب کی مشق کرو یعنی ہر مشق کا ایک ایک حرف صاف کرنیکے بعد کرسی درست کرنیکے لئے یہہ ترتیب اختیار کرنا چاہئے

ا با جا سا صا طا عا فا کا ما ہا ھھا

علی ہذالقیاس بے جیم وغیرہ بھی برابر برابر لکھنا اور ابجد متواری یہہ ہے

ابجد ہوز حطی کلمن سعفص قرشت ثخذ ضظغ
فتبارک اللہ احسن الخالقین والحمد للہ رب العالمین

جب یہہ حرف بھی درست ہوجاتے ہین تو کوئی شعر یا فقرہ یا قطعہ وغیرہ سیکھتے ہین
اوس کی یہہ صورت ہے کہ اگر ایک مصرعہ یا دو مصرعہ ہین تو سیدھے لکھین گے

مشق شعر

آمدی وہ آتشم بر جان زدی
رفتی و بر آتشم دامان زدی

اور قطعہ یا رباعی کے طور پر ہوں تو چار سطروں میں یا زیادہ میں بحرف تحریر لکھینگے

قطعہ
[illegible]

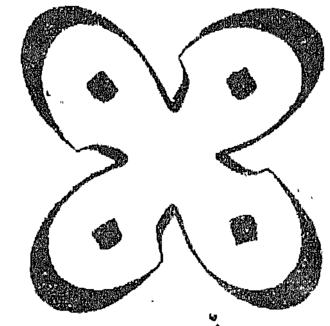
اور نستعلیق میں چند باتوں کا لحاظ خوشنویس کو ہمیشہ رکھنا لازم بلکہ الزم ہے

اول دائرے برابر ہیں جیسے
دل ای گل تجھی دمی کی بی دل معن میں

دوم دو دو کششین جیسے
اب اے ستے مے خوابے خوب بے

سوم دوائر معکوس جیسے
گل رخ سی آج گل رخ ہی باغ

اور کبھی حروف مفردات کی مشق ایک نہایت خوبصورتی سے کرتے ہیں



ای خردپرور یاد رکھو کہ خط نسخ اور تعلیق سے نستعلیق ظہور میں آیا جیسا بیان ہم ابھی کر چکے ہیں اور ربیع و رقاع سے خط تعلیق موضوع ہوا اور خط ثلث سے ثلث اور نسخ و محقق کی شان ملا کر خط طغرا بنایا گیا اور خط شفیعہ جسکو شفیعہ بھی کہتے ہیں محمد شفیع خوشنویس کا ایجاد ہے اسکو شکستہ اور نستعلیق سے آمیز کرکے وضع کیا اور بعضوں کی دانست میں خط ریحان سے نکالا

چنانچہ شفیعہ کی شان یہ ہے

داغ بر دل دارم اے دلبر بسان لالہ زار
چار داغ از لالہ باغ ہست و از من صد ہزار

داغ بر دل دارم اے دلبر بسانِ لالہ زار | چار داغ از لالہ باغ ہست و از من صد ہزار

اور خط شکستہ کہ جسکو خط دیوانی بھی کہتے ہیں اوس کی طرز یہ ہے

خط شکستہ

امارت و ایالت مرتبت حشمت و شوکت منزلت تہامت و عوالی درجت مکنت و بسالت رتبت سلامت

امارت و ایالت مرتبت حشمت و شوکت منزلت تہامت و عوالی درجت مکنت و بسالت رتبت سلا

شکستہ قسم دوم

دولتخواہ خاص عقیدت اختصاص اخلاص نشان عبودیت عنوان خیر اندیش بے ریا ہوا خواہ بلا اشتباہ

دولتخواہِ خاص عقیدت اختصاص اخلاص نشان عبودیت عنوان خیر اندیش بے ریا ہوا خواہ بلا اشتباہ

شکستہ قسم سوم

حضرت شاہنشاہ فلک بارگاہ گیتی پناہ قدر قدرت قضا توان خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ

حضرتِ شاہنشاہِ فلک بارگاہ گیتی پناہ قدر قدرت قضا توان خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ

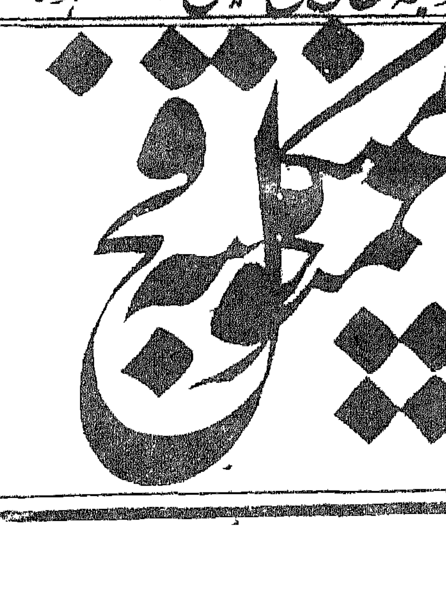
شکستہ قسم چہارم خطِ شفیعہ آمیز

ای نفس اگر طاعت خدا میطلبی [illegible] روزی [illegible] و محمود [illegible]
ای نفس بجہ [illegible] راضی باش [illegible] خدای [illegible] کن
ای نفس بجہ خدای تعالی [illegible] بارا [illegible] مالک [illegible] رو
ای نفس اگر قصہ [illegible] جانب [illegible] مکن

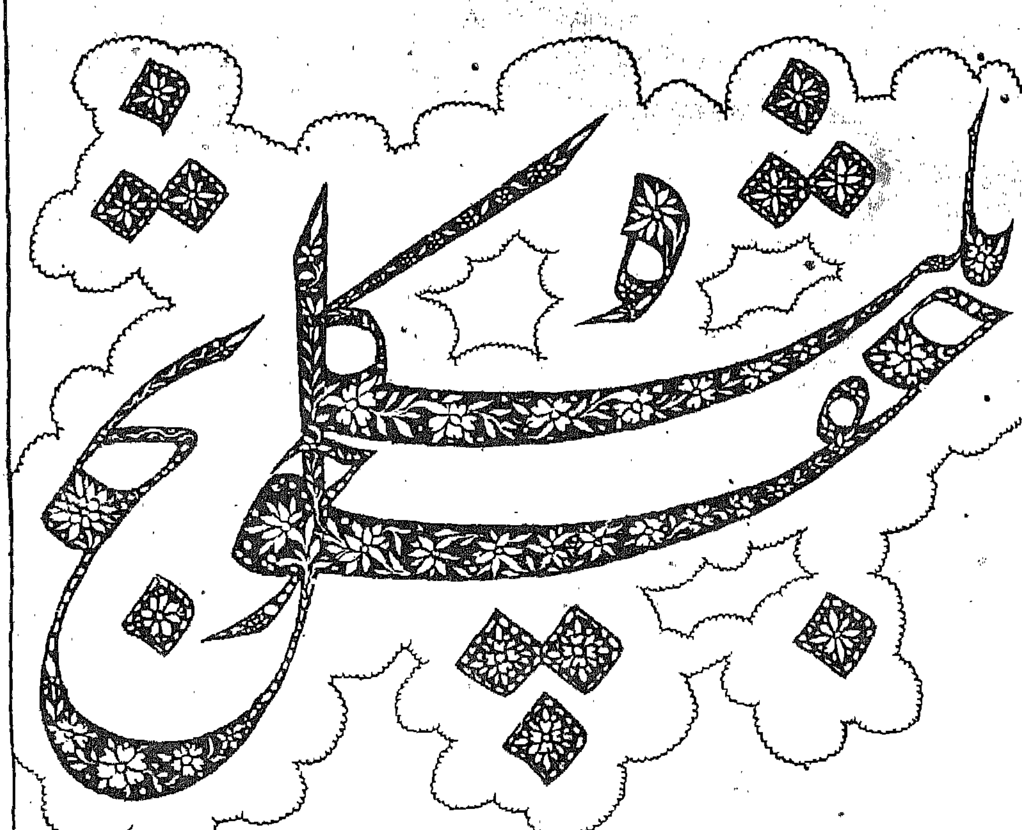
خطِ طغرا اوسے کہتے ہیں کہ کسی عبارت یا نام وغیرہ سے کوئی گل بوٹہ یا محراب وغیرہ یا کسی جانور کی شکل بنائی جائے مگر یہ طریق نستعلیق میں بہت کم مروج ہے اور عربی میں اکثر مستعمل ہے فارسی میں خوشنویس مشہور محمد اسیر نجیب کشمیری نے یہ طریقہ جاری کیا چنانچہ ایک طغرا یا حق اور یا فتاح کو بوجہ حسن ترکیب یکجا سطور پر بنایا ہے



اور اسی خوشنویس کا دوسرا طغرا جو الیہ من کل فج عمیق کا مشہور و معروف ہے



اے خرد پرور خطِ تعلیق میں میں نے ایک عجیب و غریب طغرا ایجاد کیا ہے اور اس میں بیشمار اوزان اشعارِ آبدار اور فقراتِ نثرِ نثری شمار میں صاحبِ فہم اور ارباب سلیم پر جلوہ گر ہوتے ہیں تائیدِ ایزدی سے اس طغرائے غرا کو یہہ شرفِ اعجاز حاصل ہے کہ ہر شخص کی فکرِ رسا بقدرِ ہمت خود اس گنجینہ گرانبہا سے ذخیرہ اندوزِ فیضِ سرمدی ہو سکتی ہے یعنے اگر کوئی ناظم و ناثر بحرِ فکر میں غواصی فرمائے تو بیشک اس دریائے ناپیدا کنار سے کوئی نکوئی گوہرِ مراد ضرور ہاتھہ آئے



نقشِ عشقِ حسنِ گل بلبل نہ داغِ رنج خواہ

ہم اسوقت پچیس شعر بر سبیلِ تمثیل ہر قسم کے بیان کرتے ہیں دیکھو

مثنوی دعائیہ

خرد پرور اے بلبلِ باغِ عقل — سرو تازہ خندان گلِ باغِ عقل
بعونِ عنایاتِ پروردگار — نباشد ترا رنج در روزگار
سزد بارگاہِ تو عرشِ برین — ترا دادہ حق رتبہ برترین
ز خلقِ تو گلِ خلق آباد باد — دلِ خیر خواہِ تو بس شاد باد
عدویت شود زار و خوار و زبون — سرِ حاسدانت بود غرقِ خون

رباعی حمد

یا خالق خلق یا غفور و غفار — در عشق تو گل خنده زنان و بلبل زار
حیرت زده در ثنای تو جن و بشر — عقل و خرد و زبان و دل شد بیکار

شعر حمد

چو عقیل گل خندد در راه او باخت — خدا خود جلوهٔ خود را عیان ساخت

نعت

نور خدا است در گل کائنات — جلوهٔ رب احد و نور ذات
شد لب عرش بلبل عروج — پای رسانیده بفرق بروج

شعر

آن جلوهٔ خدا چو عیان شد بعرش — روشن ز نور او شده از عرش تا بفرش

متفرقات

حسن چو گل عشق چو بلبل بباغ — شد بفراق تو دل از رنج داغ
دل ز رنج عشق چون بلبل بود — باغ جهان خندان به شکل گل بود
شد چراغ گل گل از باد خزان — بلبل از رنج جدائی داد جان
نقاش ازل به شکل رعنا — پرداخت ترا به نقش زیبا
بنقش جلوهٔ حسن گل باغ — دل بلبل ز رنج عشق شد داغ

قطعه اردو

پری شیدا جفا و جور تا چند — اور اس جور و جفا کا ذکر تا چند
خدا را بس خیال جور کردو — جفا کاری بفکر و غور تا چند

دیگر

رنج پر رنج داغ بر سر داغ — سوز دل گاه گاه درد جگر
سوزش و درد کا بیان دشوار — سوز دل واه آه درد جگر

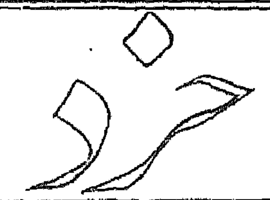
غزل

این بندهٔ دل داده چون عاشق جانان شد — از حسرت شده بربادی رو جانب ویران شد
با ناز و جفا کاری در عشوه و عیاری — از ابر نقاب رخ چون برق درخشان شد

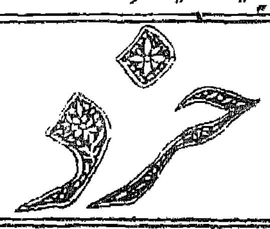
دل جوشِ جنون دارد سودا افزون دارد دریا و سیح و کاکل جعدان پریشان شد
شد گوشش بفر یادش خوش دادِ سخن داوش در گوشِ گلِ رعنا بلبل چو غزلخوان شد

از دردِ جگر گریان وز سوزشِ دل بریان
عقل خرد و دانش بیکار چو نادان شد

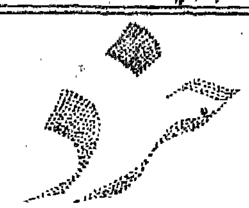
اسیطرح اور بہت کچھ موجود ہے گر دراصل وہ ایک مصرع ہمارا بنایا ہوا ہے کہ جسکو ہمنے بشکلِ طغرا لکھدیا ہے اب سلیقہ کہ خطِ گلزار جسقدر بہتر ہوتا ہے مگر اصل اوسکی صرف یہی سمجھو کہ قلمِ خفی سے حروفِ جلی کی شکل پر حلقہ تحریر کرتے ہین چنانچہ لفظِ خرد اسطرح پر



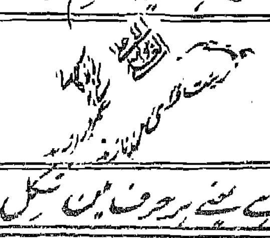
اور اسکے جوف مین پہول پتے اور بیل بوٹے وغیرہ لوازم گلدارسے بناتے ہین خوشنویسی کا مشتاق ہے تو قلم سے بنا سکتا ہے ورنہ مین سمجھتا ہون کہ سہل سے عمدہ بن سکتے ہین اور اگر وہ ہر حروف بنانے مشکل پڑین تو اول کاغذ پر قلم جلی سے لکھکر چربہ اوتارین چربہ بہی کہ جسکو خاکہ بہی کہتے ہین اوسکا بیان فنِ تصویر مین کرینگے غرضکہ اس خط کی خوبی یہی ہے کہ گل و برگ بہت ہون



اور اسی قسم مین سے خطِ غبار ہے اوسمین بجائے حروف اوسی شکل پر باریک نقطے لگا دیتے ہین اور کوئی حرف نہین لکھتے گر پڑے جاتے ہین اسطرح



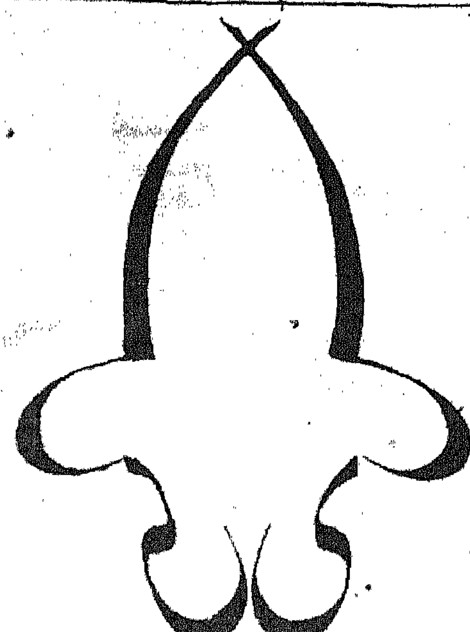
اور اسی قسم مین سے خطِ بہار ہے یعنے قلمِ خفی سے عبارت لکھکر حرفِ جلی دکہاتے ہین



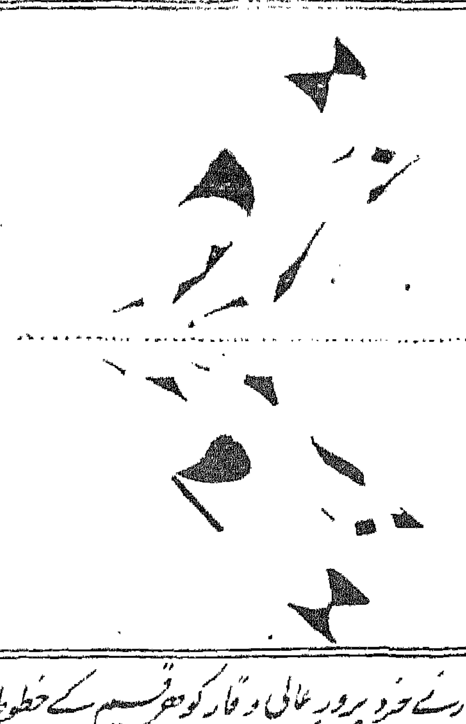
اور اسی قسم مین سے خطِ ماہی ہے یعنے ہر حرف مین شکلِ ماہی موجود ہوتی ہے جیسے یہ ہے



اور ایک قسم خط نستعلیق کی توأم ہے اور اسکی دو صورتین ہین قسم اول یہہ ہے کہ ہر حرف کا جواب اوسکے برابر موجود ہو جس طرح یہہ ہے



قسم دوم یہہ ہے کہ ہر حرف کو چند ٹکڑون پر منقسم کرکے ہر حصہ کو برابر ماپ کر کے بعد ہر حصے ایک ورق پر اور کچھ دوسرے ورق پر لکھے اور روشنی کے رخ پر دونوکو برابر لاکر دیکھنے سے پورا حرف ہوتے نظر آتے ہین اور جدا جدا دیکھنے سے کوئی حرف شناخت مین نہین آتا اور زیادہ خوبی کے لئے ہر حصے کے گرد بیل بوٹے بناکر اوس کی رہی سہی صورت بھی موہوم کردیتے ہین



الغرض اسطرح مدت زمانہ روزگار نے خود پرورش عالی وقار کو ہر قسم کے خطوط اور اونکے کنہ حقیقت سے آگاہ کردیا پھر ارشاد کیا کہ خط عربی کی خوشنویسی زمانہ حال مین یاقوت رقم اور عصمت اللہ خوشنویس وغیرہ کے نشان پر مروج ہے چنانچہ اون حروف کی صورتین اور قاعدے یہہ ہین

بیان حروف

ا ب ج د ر س ش ص ض ط ظ ع ف

ق ک ل م ن و ہ ھ لا ء ی ے

با بت بج بد بر بس بص بط بع بف بق بک بل بم بن بو بہ بی

ا ب ج د ر س ص ط ع ف

ق ک ل م ن و لا ہ ھ

ھ لا

ک ل م ع ی س ے

ی ے ط ح ج

یہ عبارت عربی اکثر اعراب کے ساتھ لکھی جاتی ہے اور کبھی بغیر اعراب
اور اعراب کی یہ صورتیں قرار دی گئی ہیں ان کو بھی یاد رکھو

زبر	زیر	پیش	دو زبر	دو زیر	دو پیش	تشدید	جزم	مد

اور آخر نقرہ پر بھی چند علامتیں مقرر ہیں اور ان کو وقف کہتے ہیں

خطِ عربی

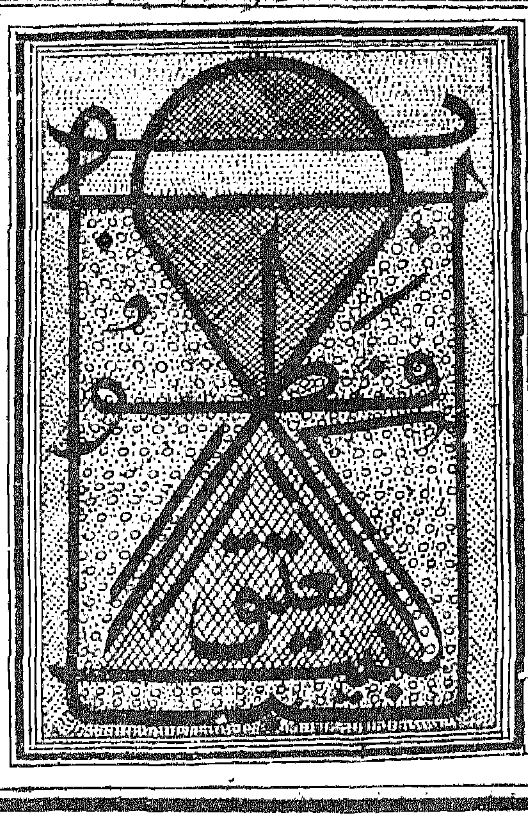
وَتَعوِیذُ الطِّفلِ اَعُوذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ مِن
شَرِّ کُلِّ شَیطَانٍ وَّ ھَامَّۃٍ وَمِن کُلِّ عَینٍ لَامَّۃٍ

اور خطِ عربی میں قسم دوم خطِ ثلث ہے یہ خط قلم کی تہائی سے لکھتے ہیں
اور اسکے حروف عربی میں بالکل ایسے جیسے فارسی میں نستعلیق۔ اور شکستہ کی طرح ہے

راہی است راہِ عشق کہ ہیچش کنارہ نیست
آنجا جز اینکہ جان بسپارند چارہ نیست

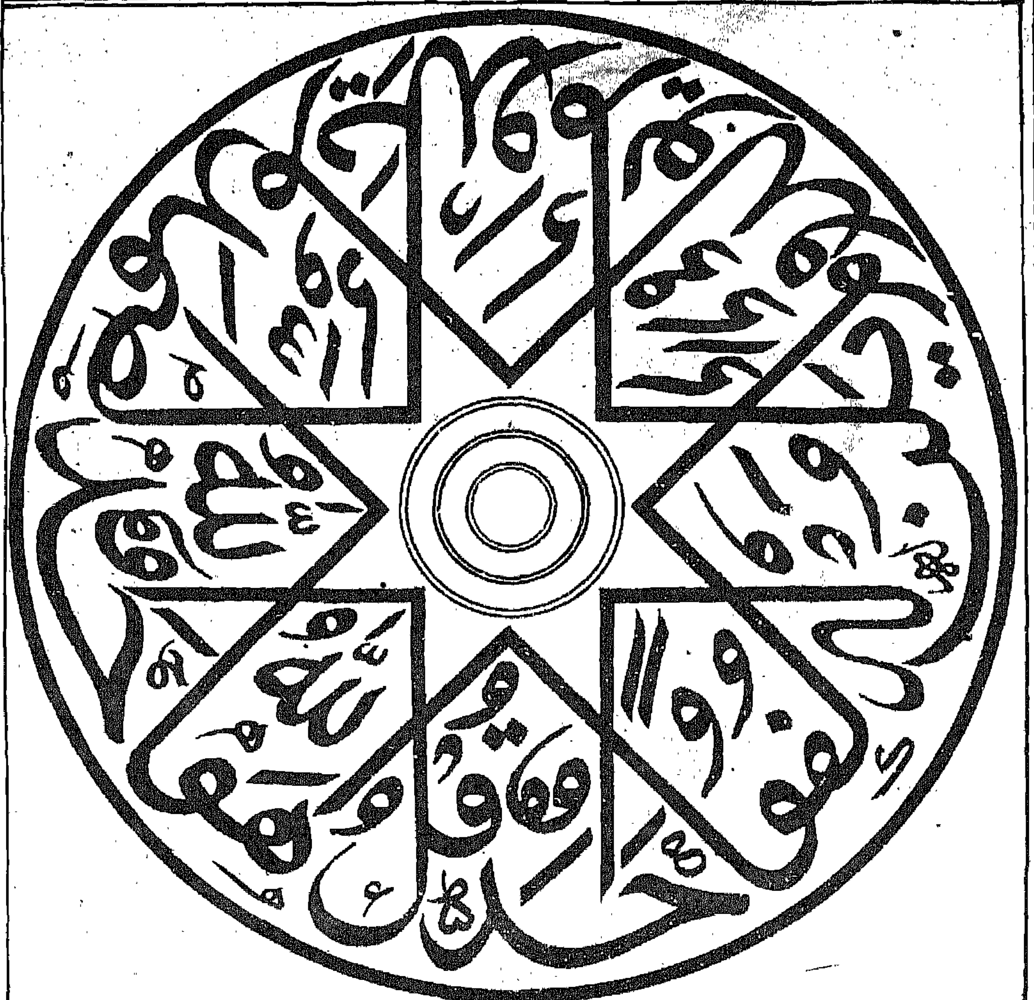
خطِ طغرا سے لفظ کا انداز دلپذیر یہ ہے

طغراے مصرعِ اول



مصرعِ دوم

حروف عربی میں خطِ طغرا نہایت درجہ عالی پر پہونچ گیا ہے چنانچہ الف کو جس قدر چاہو بڑھا کر لکھو اور شین کو جس قدر چاہو سیدھا یا خمیدہ بنادو



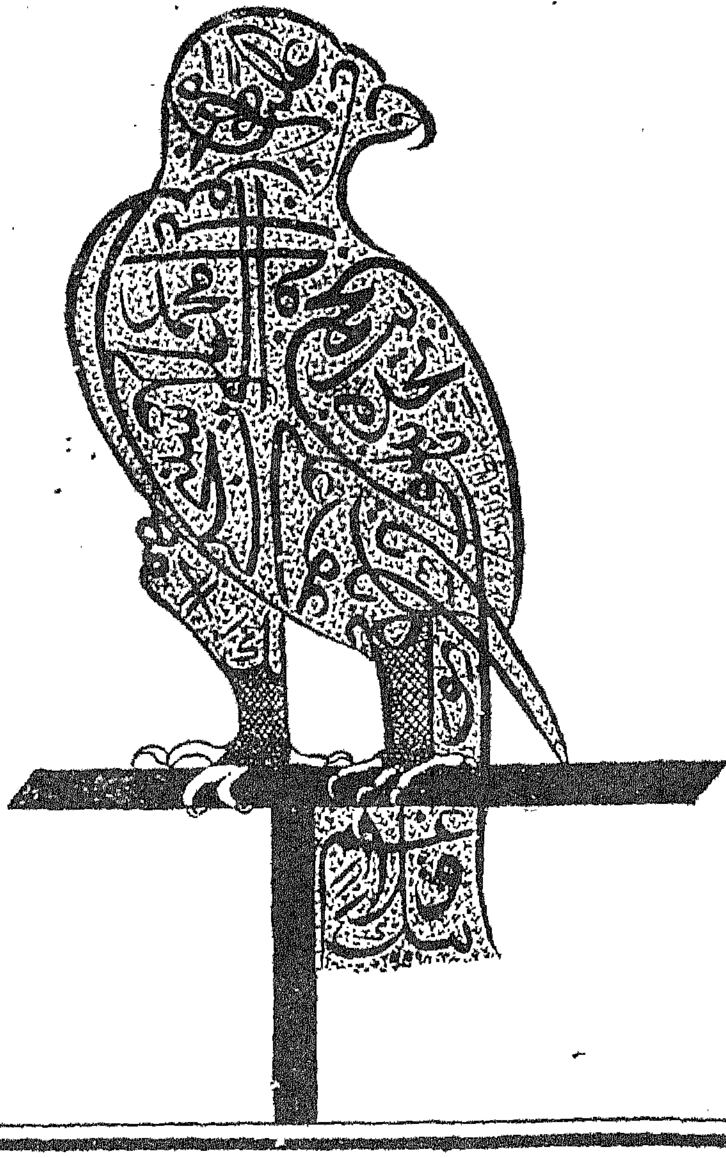
اور الف کو دائرہ کی صورت گردش دیکر طغرا بنانا منظور ہو تو اسطرح بناتے ہیں

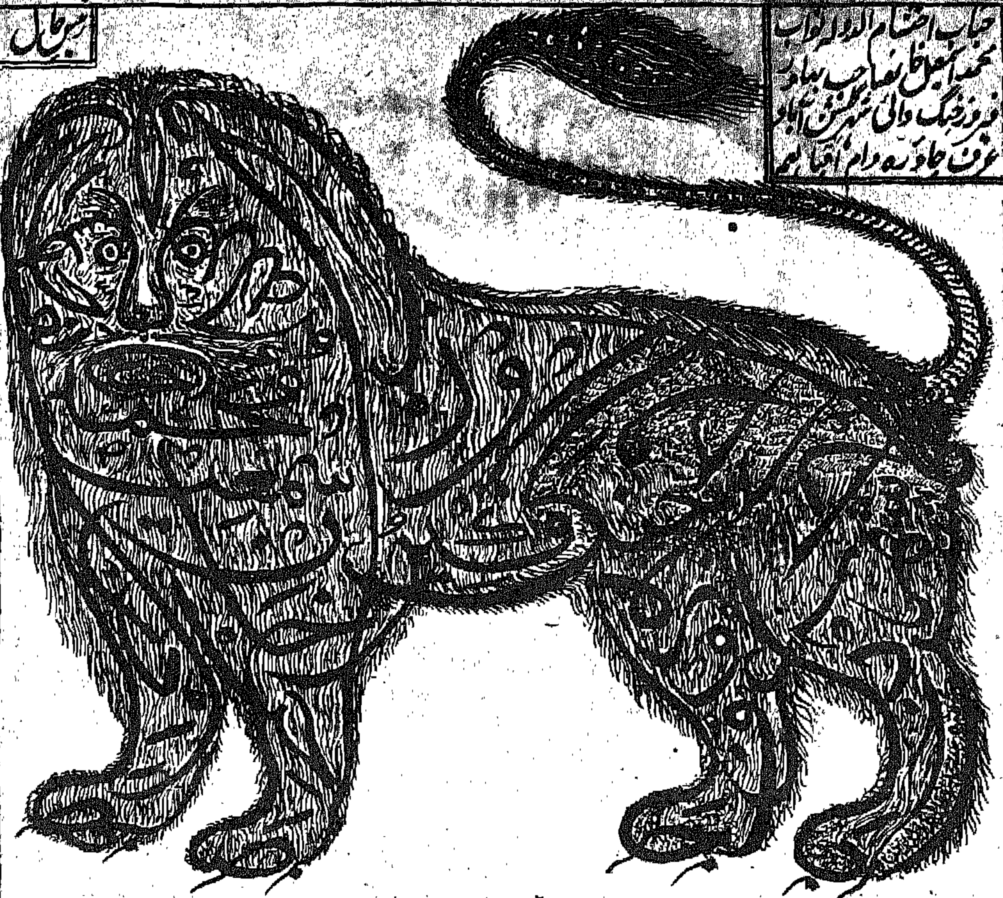


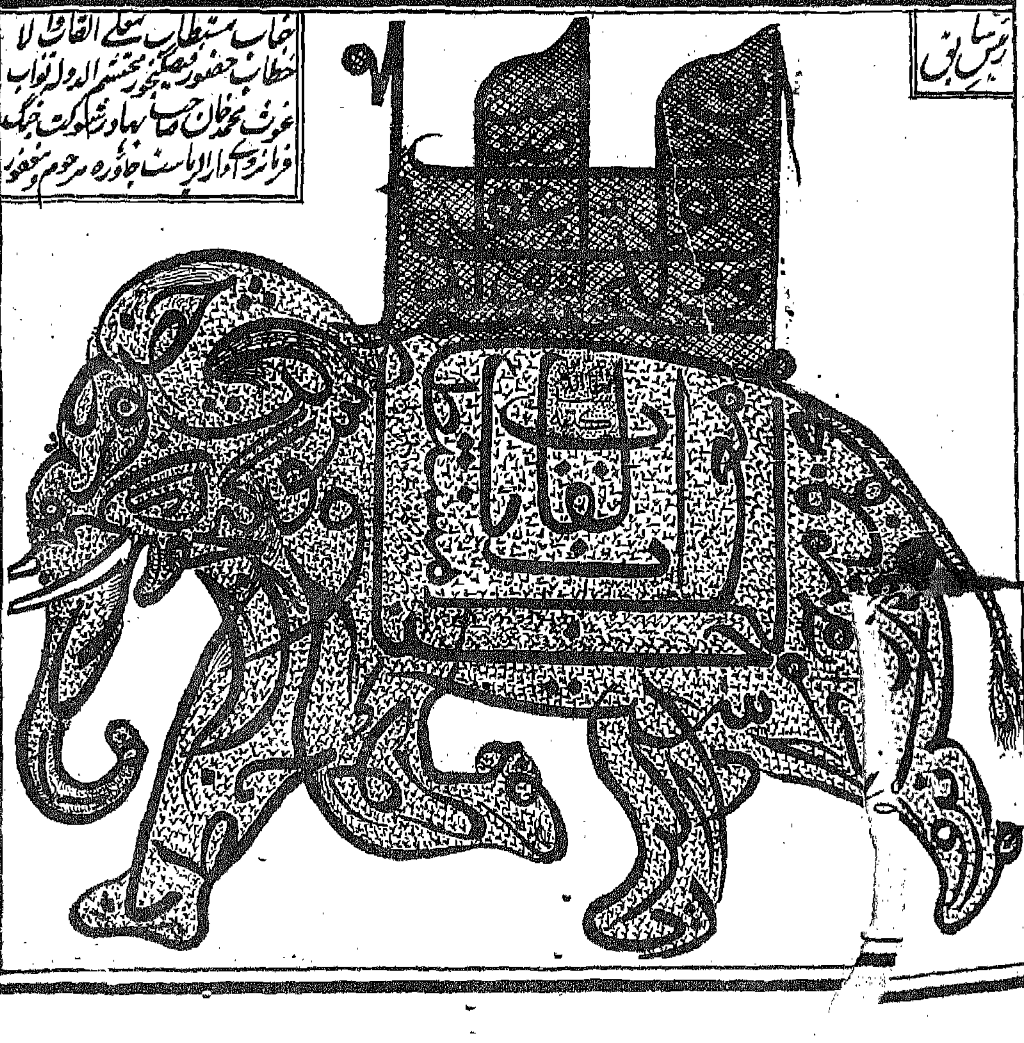
اور محراب دار طغرا الف یا لام وغیرہ میں بھریہ ڈال کر مصوّر بناتے ہیں



اور کبھی طغرا کے حرفوں سے جانوروں کی یا انسانوں کی صورت ظاہر کرتے ہیں

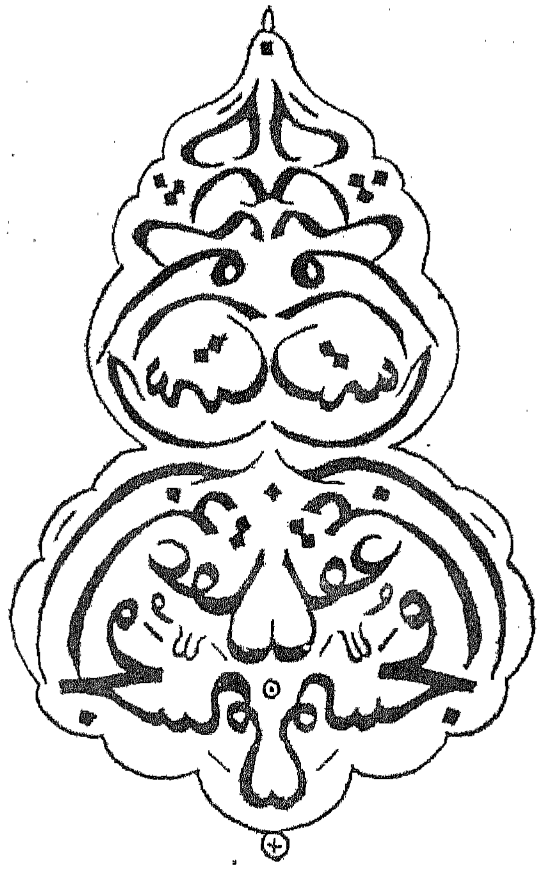



رقم جلی
جناب احتشام الدولہ نواب
محمد اسمعیل خانصاحب بہادر
فیروز جنگ والی شہر جاؤرہ
عرف جاؤرہ دام اقبالہم


رقم سابق
جناب مستطاب معلے القاب لا
خطاب حضور فیض گنجور محتشم الدولہ نواب
غوث محمد خان صاحب بہادر شوکت جنگ
فرمانروائے امارات ریاست جاؤرہ مرحوم و مغفور



اور کبھی کوئی پھول بوٹے وغیرہ کی قسم سے طغرا بہ ہیئت مجموعی نظر آتا ہے



بیان حروف انگریزی

الحاصل جبکہ زمانۂ روزگار سے حروفِ عربی کے بیان سے فرصت پائی تو ارشاد کیا کہ اے خرد پرور حروفِ انگریزی چار قسم ہیں اون میں سے دو قسم کے حروف خط و کتابت میں مروج ہیں اور دو قسم کے حروف خاص کتابی ہیں کہ جو کتب مطبوعہ و تقویمات وغیرہ میں مستعمل ہیں اور ہر قسم بھی دو نوع ہے ایک نوع کے حروف چھوٹے ہیں اور دوسری نوع کے بڑے اور یاد رکھو کہ الفاظ کی ابتدا میں بڑا حرف اور اوسط و آخر میں چھوٹے حرف استعمال کئے جاتے ہیں اور حروف انگریزی بخلاف عربی و فارسی کے بائیں طرف سے لکھتے ہیں وہ حرف جو خط کتابت میں مروج ہیں وہ یہ ہیں

قسمِ اول کے بڑے حروف

A B C D E F G

H I J K L M

N O P Q R S

T U V W X Y Z.

قسمِ اول کے چھوٹے حروف

a b c d e f g h i j k l m

n o p q r s t u v w x y z.

قسم دوم کے بڑے حروف

A B C D E F G
H I J K L M N O
P Q R S T U V
W X Y Z

قسم دوم کے چھوٹے حروف

a b c d e f g h i j k
l m n o p q r s
t u v w x y z

حروف انگریزی کی چاروں مختلف صورتیں یہی ہیں جو ہمنے تمہیں بتائیں مگر ترتیب عبارت کے لیے
انہیں سے چہ بات حرف علحدہ کرکے بطور اعراب بجائے اعراب مقرر کئے ہیں انگریزی میں اونکا نام واول ہے اور وہ یہہ ہیں

حرف علت

& a e i o u v W

اور سوا ان کے جتنے حرف ہیں اون کو انگریزی میں کان سننٹ کہتے ہیں یعنے

حرف صحیح

B C D F G H J K L M N P Q R S T V W X Z

اور ان کی تحریر میں طرح طرح کے ایجاد کئے گئے ہیں جیسے ملکہ معظمہ کوئین وکٹوریا کا
اسم مبارک حروف انگریزی میں اس طور پر لکھا جاتا ہے

Queen Victoria.

مگر ان حرفون کو کبھی لنبے اور پتلے کبھی چوڑے اور کوتاہ لکھتے ہین چنانچہ

VICTORIA.

VICTORIA

VICTORIA

اور حروف انگریزی کبھی خطِ گلزار مین بھی لکھے جاتے ہین اور وہ چند قسم پر ہے

VICTORIA.

VICTORIA.

اور کبھی خوبصورتی کے واسطے حروف پیالون اور گلاسون مین رکھتے ہین

QUEEN VICTORIA

غرض کہ اسی صورت پر طرح طرح کی صنعت و ندرت کام مین لاتے ہین اور اردو و فارسی وغیرہ کے ہندسے تو علم حساب مین تم دیکھ چکے ہو مگر انگریزی ہندسے یہ ہین

1 2 3 4 5 6 7 8 9 10 11 12

بیان حروف ہندی

اسی طور پر حروف انگریزی کے قاعدے پر حروفِ ہندی بھی بائین جانب سے تحریر پاتے ہین اور ان مین بجائے اعراب کے کچھ اشارات اور علامات مقرر ہین جن کے وسیلے سے عبارت نگارش کر سکتے ہین اور اکثر اوقات ہندی مین چند حروف باہم مرکب تحریر کئے جاتے ہین چنانچہ حروفِ ہندی کی یہ صورت ہے دیکھو

الف بائی ناگری

श्री

अ आ इ ई उ ऊ ऋ ॠ ऌ ॡ ए ऐ ओ

اَ آ اِ اِی اُ اُو رِ رِی لِرِ لِرِی اے اَے او

औ अं अः

اَو اَں اَہ

क ख ग घ ङ च छ ज झ ञ ट

کَ کھہ گہ گھہ ناں چ چھہ ج جھہ یاں ٹ

ठ ड ढ ण त थ द ध न प फ

ٹھہ ڈ ڈھہ ڑاں ت تھہ د دھہ ن پ پھہ

ब भ म य र ल व श ष स ह

ب بھہ م یَم ی ر ل و ش کھہ س ہ

ळ क्ष ज्ञ

ل کش گیں

اور ترتیب عبارت کے ان میں اعراب کی یہہ شکلیں مقرر کی گئیں ہیں

ा ि ी ु ू ृ ॄ ॢ ॣ े ै ो ौ

१ २ ३ ४ ५ ६ ७ ८ ९ १०

ہندسے ناگری

اور ہندی میں اکثر حروف باہم مرکب لکھے جاتے ہیں اون کو بہی یاد رکھو

क्क क्त क्न क्म क्ल घ्न घ्य ख्य च्छ च्छ्व ज्ज ज्म ज्व ज्झ

ککّ کتّ کنّ کمّ کلّ گہن گہیہ کہیہ چچہہ چچہو جج جم جو جہجہہ

ट्ट ट्ठ ड्ड त्त त्य त्न त्र त्त्व थ्य थ्र द्द द्ध द्य द्ग द्व द्भ द्म

ٹٹ ٹھٹھہ ڈڈ تت تی تن تری تتو تہتہہ تہر دو دو دگ ددی دودہ دن دبہہ دم

ध्ध ध्व ध्म न्न न्य न्प प्त प्न प्प प्ल प्व प्त्व प्स ब्ब ब्ज भ्र

دھدھ دہو دہم نن نی نپ پت پن پپ پل پو پتو پس بب بج بہرہ

भ्र म्म म्भ रु रू य्र ष्ट ष्ठ्य स्त स्न स्त्व स्न ह्व ह्न ह्म

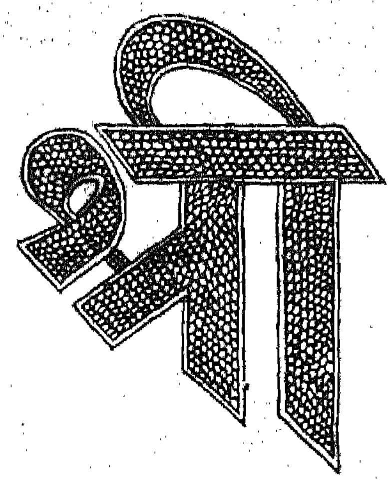
بہرر مم مبہہ رُ رکو ور شٹ شٹھیہ سٹ سن سنو ٹن وہ نہ ہرر ہم

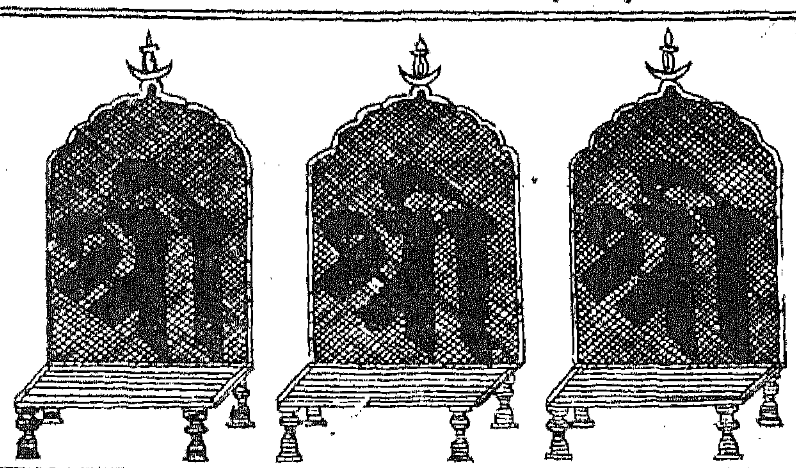
श्ल श्म ग्व ज्ञ ञ्च ङ्क ङ्ख ग्ण ह्र स्थ स्त्य म्ह ष्य

شل شم گکہہ نج نچ نکہ گن گڈاں ورر تستھہ ستیہ مہہ ویہ

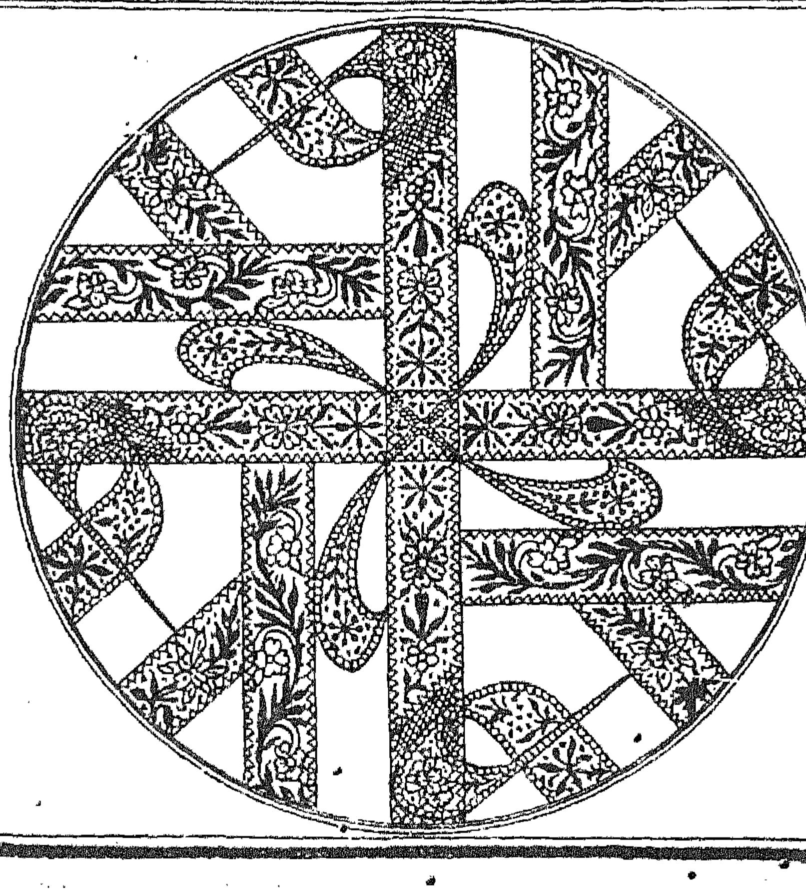
اور حروف ہندی میں بہی خوشنویسی کے واسطے طرح طرح کی خوبصورتی پیدا کی ہے یعنے لہریہ دار حروف اور پہولباڑی اور تخت نشین وغیرہ چنانچہ ہم ان حرفوں میں سری کا لفظ لکہہ کر تمہیں بتاتے ہیں







اور ہمنے ہندی مین ایک طغرہ انکالا ہے اوس مین چار श्री پڑھی جاتی ہین



اصل یہہ ہے کہ ہر قسم کے حروف میں ہر طرح کی صنعت و دستکاری ظاہر ہو سکتی ہے چنانچہ بعضے خوشنویس انواع و اقسام کی روشنائی رنگین کام میں لاتے ہیں بعضے نقش طراز جدول سیمین و طلائی اور گلکاری لاجوردی و مینائی وغیرہ سے صفحۂ تحریر کو رونق دیتے ہیں بعضے کاتب حروف کی شکل سفید اور کاغذ کی زمین سیاہ بناتے ہیں بعض تیز دست حرفوں کو بہت خوبصورت جالی کی طرز پر مقراض یا ناخن گیر سے تراشتے ہیں بعضے دستکار ہر قسم کے حروف اور گل بوٹہ وغیرہ کاغذ سادہ پر نوک ناخن سے ابھارتے ہیں بعضے سنگتراش سنگ سفید کی لوح پر سنگ سیاہ کے حروف نہایت پرچین کاری سے سطح قائم کرکے پائداری و یادگاری کیواسطے تعمیرات نامی و گرامی پر نصب کرتے ہیں علاوہ اسکے ہر شخص بالغ نظر صاحب علم و ہنر اپنے ذہن و ذکا اور فکر رسا کے ذریعہ سے تازہ بتازہ اور نو بنو ترکیبیں ایجاد کر سکتا ہے

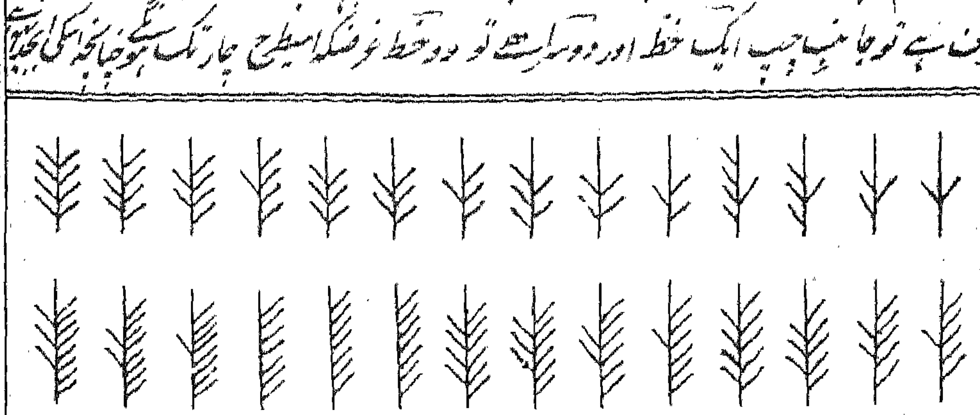
الغرض ہر قسم کے انداز تحریر اور ہر حرف کے قواعد و ضوابط سے حروف پرور کو بخوبی آگاہ فرما دیا اور شہزادہ نامدار نے بھی بفضل الٰہی اسمے مہارت وافی اور دستگاہ کافی پیدا کرلی پھر حروف اصطلاحی اور خطوط مرموزہ کی نوبت آئی فرزانہ روزگار نے فرمایا کہ اے لخت جگر مخفی نرہے کہ دانشمندان حقیقت آگاہ نے واسطے اخفائے بعض مطالب کے جنکا اعلان مناسب نجانا اکثر خطوط ایسے ایجاد کئے ہیں کہ عوام الناس جنسے ناواقف محض ہیں چنانچہ اونمیں سے اول وہ خط ہے جو ابجد آدم سے وضع کیا گیا اور جسکا وعدہ پہلے فن تحریر میں کیا تھا اے حروف پرور یاد رکھو کہ ابجد آدم یہہ ہے **أبتث جحخد ذرزس شصضط ظعغف قکلم نوہی** اس ابجد سے خط اشارہ ایجاد ہوا اسکا طریق یہہ ہے کہ یہہ سات کلمے چار حرفی ہیں اور ہر کلمہ کا حرف اول مفتوح اور دوسرا مکسور اور تیسرا مضموم اور چوتھا ساکن ہے پس بعوض ان کلمات کے ایک سے سات تک ہندسے تحریر کرکے جس حرف کی ضرورت ہوتی ہے اوسکا اعراب اوسی مرتبہ کے ہندسہ پر لگا دیتے ہیں مثلاً أبتث کیواسطے ایکا ہندسہ اسلئے لکھا کہ یہہ پہلا کلمہ ہے (اَ) اب اگر الف کی ضرورت ہے تو اوس ہندسے پر زبر بنا دو اور بے کیواسطے زیر اور تے کیواسطے پیش اور ثے کیواسطے جزم وعلیٰ ہذا القیاس جحخد کیواسطے (٢) کا ہندسہ لکھو جیم کے لئے زبر حے کے لئے زیر خے کے لئے پیش دال کے لئے جزم الحاصل اسی طور پر سات تک ہندسے کفایت کرتے ہیں اور حروف فارسی یا ہندی کیواسطے بہ اصطلاح جدید اوس ہندسے کے جانب چپ ایک نقطہ دیتے ہیں جیسے پے اور ٹے کیواسطے (اِ.) (اُ.) اسواسطے کہ بے اور تے کی یہہ صورت ہے (اِ) (اُ) چنانچہ ان حرفوں میں حروف پرور اسطرح لکھا جائیگا (۲ ۳ ۱ ۱. ۳ ۲ ۳)

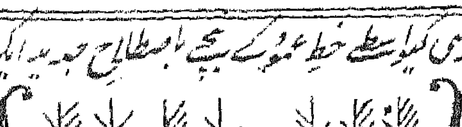
خط اشارہ

دوم خط طلسم اور یہہ حروف طلسمات و عملیات وغیرہ میں کار آمد ہیں اسکا قاعدہ یہہ ہے کہ ایک عدد سے نو تک تمام خط و کتابت کو اکتفا کرتے ہیں چنانچہ پہلے ایک خط

خط طلسم

یعنی کھینچکر اوپر اعدادِ آحاد خط سے جدا اور عشرات ملے ہوئے اور مآت خط کے نیچے تک اور ہزار کیواسطے
انتہائے ہندسہ پر خط کے نیچے جانبِ راست قدرے کج لکھتے ہین چنانچہ اَبجد یہہ ہے
(۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱) ان حرفون مین
ہزار کا ایک حرف ہے جو نیچے کبھی باُل لکھا گیا اور خود پرویز اسطرح لکھتے ہین (۲ ۶ ۲ ۴ ۲ ۶)
اور باصطلاحِ جدید حروفِ ہندی وفارسی کے نیچے اوپر ایک نقطہ دیتے ہین جیسے بے اور ٹے (بۂ)
(ثہ) سوم خطِ کنایہ اسکی صورت یہہ ہے کہ ہر حرف کے حصہ اول کے آخر مین ایک خط بصورت الف بنا کر
مگر رے زے وغیرہ کیواسطے ایک خط سیدہی طرف خمیدہ لکھتے ہین کہ انکی صورتامین دوسرے حرفون سے
مشابہت پیدا نہوا اور نقطونکے واسطے انکی تعداد کے مطابق نیچے اور ہر خط پر ترکیب صورت بناتے ہین چنانچہ وہ حروف یہہ ہین
آ آ آ آ آ آ حِ حِ حَ حَ حَ دَ دِ دَ رِ رِ رِ سَ سَ صَ صَ طَ طَ عَ عَ
عَ فَ کَ کَ لَ مَ مَ نَ ہَ یَ یِ ان حرفون مین خود پرویز اسطرح تحریر کرینگے (حم سے ۲۷ ۲۲ ۲۲
چہارم خطِ سعود اسکا یہہ طریق ہے کہ ہر حرف کیواسطے اول ایک کھڑا خط بطور عمود کے قائم کرتے ہین
اور اوس خط کے داہنی طرف کلماتِ ابجد کے شمار پر خطوط منحرف کھینچ کر لاتے ہین اور بائین طرف تعداد حروف کے
موافق اوسیطرح کے منحرف خطوط کھینچتے ہین اور یاد رکھو کہ ابجد کے آٹھہ کلمے ہین ابجد ہوز حطی
کلمن سعفص قرشت ثخذ ضظغ انمین چار کلمے چار حرفی ہین پہلا چوتہا پانچوان چھٹا اور
چار کلمے سہ حرفی ہین دوسرا تیسرا ساتوان آٹھوان پس ظاہر ہے کہ داہنی طرف آٹھہ خط اور بائین طرف
چار خط سے زیادہ نہونگے یعنے اگر کلمہ اول ہے تو سمتِ راست ایک خط اور کلمہ دوم ہے تو دو خط
اور کلمہ سوم ہے تو تین خط وعلیٰ ہذا القیاس آٹھہ تک نوبت پہونچے گی بعدہ جو اوس کلمہ کا پہلا
حرف ہے تو جانبِ چپ ایک خط اور دوسرا ہے تو دو خط نوشکہ اسیطرح چار تک ہونگے چنانچہ اسکی ابجد یہہ ہے



حروفِ ہندی وفارسی کیواسطے خطِ سعود کے نیچے باصطلاحِ جدید ایک نقطہ ضرور ہے چنانچہ خسرو پرویز
اسطرح لکھتے ہین  پنجم دائرہ نظیرۃ ابجدی

اسمین دو سطرین مقابل لکہی جاتی ہین سطر اول کو اساس اور سطر دوم کو نظیرہ کہتے ہین ہر خانے کے دو دو مقابل حرف باہم تحریر ہوتے ہین

ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن
س	ع	ف	ص	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ

قاعدۂ اساس و نظیرہ

اور ان حرفونکا مبادلہ اسطرح کیا جاتا ہے کہ اوپر کا حرف اپنے نیچے کے حرف سے اور نیچے کا حرف اپنے اوپر کے حرف سے بدل کر تحریر مین آتا ہے اور اسی قاعدہ پر منقوط کو اور غیر منقوط کو بہی لکہکر اپنا مطلب اصطلاح مین بخوبی ادا کر لیتے ہین اسکے جزو بزرگانکے سوا بہی بہت سے خط ایجاد کئے ہین چنانچہ او نمین سے ایک خط رقیمۃ الاعداد ہے یعنی ہر حرف مین ایک مد کہینچکر اوسکے آخر مین رقوم عشرات کیطرح ایک حلقہ دیدیتے ہین اور بجائے نقاط و مرکز کے جسقدر ہون اون کے شمار کا ہندسہ اوپر یا نیچے بنا دیتے ہین چنانچہ وہ حروف یہہ ہین

خط رقیمۃ الاعداد

اہ بہ تہ ثہ جہ چہ حہ خہ دہ ذہ رہ
زہ سہ شہ صہ ضہ طہ ظہ عہ غہ فہ قہ
کہ گہ لہ مہ نہ وہ ہہ یہ

اور جب ان حرفونمین عبارت لکہتے ہین تو رقوم آحاد کیصورت حلقہ آخر نہین لگاتے مگر جب لفظ پورا ہوجاتا ہے تو حلقہ دینا ضرور ہے چنانچہ جزو بزرگ اسطرح لکہین گے {حرف ب روسہ} جبکہ شہزادہ والا خرد حروف اصطلاحی مین بہی یگانہ وطاق ہوگیا تو وزرائے روزگار نے فرمایا کہ ایک اور قاعدہ ہے جسکو علم جفر کی اصطلاح مین بسط کہتے ہین وہ اس سے عبارت ہے کہ ایک حرف سے دوسرا حرف پیدا کرین قسم اول بسط ترفع اوسکی تین قسمین ہین اول بسط ترفع عددی یعنے ارتفاع مراتب حروف مطلوبہ درجہ آحاد سے درجہ عشرات مین اور درجہ عشرات سے درجہ مآت مین مثلاً لفظ واحد کے چار حرف مراتب آحاد مین ہین جبکہ اسکو ترفع عددی کیا تو و ا ح د کے عوض یہہ حروف حاصل ہوے س ی ف م یعنے واو کے عدد چہہ ہین درجہ عشرات مین ساٹہہ ہوے اوسکا حرف سین ہے الف کا ایک تہا دہائی مین دس ہوے اسکا حرف ی ہے اسیطرح ح سے ف اور دال سے میم غرضکہ یہہ بسط ترفع عددی ہے اور یاد رکہو کہ یہہ حرف صورت اعداد مین ہمدیگر موافق ہین الفع بکر حلقش دمت ہفت وسخ زعذ طصظ دوم بسط ترفع حرفی یعنے کسی حرف ابجد کو اوسکے حرف ما بعد سے بدلنا جیسے لفظ واحد مین واو کو زے سے اور الف کو بے سے اور حے کو طوے سے اور دال کو ہے سے پس بجائے و ا ح د کے یہہ حرف حاصل ہوے ز ب ط ہ سوم بسط ترفع طبعی اور وہ عبارت ہے ارتفاع حروف سے بحسب طبیعت کے چنانچہ حروف خاکی کو حروف آبی سے اور حروف آبی کو حروف بادی سے اور حروف بادی کو حروف آتشی سے اور چونکہ عنصر آتشی سے کوئی عنصر بلند نہین ہے لہذا حروف آتشی کو

بسط ترفع عددی

بسط ترفع حرفی

بسط ترفع طبعی

اوسی طرح قائم رکہتے ہین اور طبیعت حروف کی کیفیت اس طریق پر ہے

حروفِ آتشی	ا	ہ	ط	م	ف	ش	ذ	✠
حروفِ بادی	ب	و	ی	ن	ص	ت	ض	✠
حروفِ آبی	ج	ز	ک	س	ق	ث	ظ	✠
حروفِ خاکی	د	ح	ل	ع	ر	خ	غ	✠

اقسام بسط تزیج طبعی

چنانچہ بسطِ تزیج طبعی کے قاعدے سے لفظِ واحد کو تبدیل کرینگے تو بجاے واحد کے یہ لفظ حاصل ہونگے ہ آ ز ج اب حروفِ ابجد اول جو ہمنے تم سے اقرار کیا تہا کہ ابجدِ نجوم کا بیان فن تحریر مین ہوگا لہذا مناسب ہے کہ اوسکے بیان سے درگذر نکرین اگرچہ علم نجوم مین بہی تم بخوبی معلوم کرچکے ہو مگر بسبیل تمثیل ہم پہر ذکر کرتے ہین کہ نجومیون نے چارون اقسام مین سے ایک ایک حرف لیکر جمع کر لیا ہے اور اٹہائیس حروف کے سات کلمے قرار دئے ہین اسلئے کہ سات چوک اٹہائیس ہوتے ہین چنانچہ ابجدِ نجوم یہ ہے اَبجَد ہَوَزَخ طَلَکَل مَنَیغ فَعَقَر سَشَتَخ ذَضَظَغ ان مین حرفِ اول مضموم اور دوم مکسور اور سوم مفتوح اور چہارم ساکن ہے قسیم دوم بسطِ عددی ملفوظی یعنے ہر حرف کو ملفوظ کرین اور اوسکے عدد حاصل کرکے دوسرے حرف بنالین مثلاً حروفِ لفظِ واحد کو جب ملفوظی کرو تو یہ صورت ہوگی واو الف حا دال واو کے عددِ ملفوظی تیرہ ہین اوسکے حروف ج ی اور الف کے عدد ایکسو گیارہ ہین اوسکے حروف آ ی ق اور حا کے عدد نو ہین اوسکا حرف ط اور دال کے عدد پینتیس ہین اوسکے حروف ہ ل ہین پس لفظِ واحد کے جو حروف قاعدہ بسطِ عددی ملفوظی سے حاصل ہوتے وہ یہ ہین ج ی ا ی ق ط ہ ل اور قسیم سوم بسطِ تضاعف یعنے ہر حرف کے اعداد کو دوچند کرکے اوسکے دوسرے حروف حاصل کرلیتے ہین قسیم چہارم بسطِ تقوی اور اسکی بہی تین قسمین اول ضرب باطن کی باطن مین دوم ضرب ظاہر کی باطن مین سوم ضرب ظاہر کی ظاہر مین پس باطن کو باطن مین ضرب دینے کا یہ طریقہ ہے کہ ہر حرف کے عدد کو فی نفسہ ضرب دیکر حاصل ضرب سے حرف بنالین جیسے لفظِ واحد مین واو کے چہہ عدد ہین اسکو چہہ مین ضرب دیا چھتیس ہوے اسکے حرف و ل اور الف کا ایک عدد ہے اسکو ایک مین ضرب دیا ایک رہا اسکا حرف پہر وہی آ حاصل ہوا ح کے آٹہہ ہین آٹہہ مین ضرب دیا چونسٹہہ ہوے اسکے حرف د س اور د کے چار ہین اسکو چار مین ضرب دیا سولہ ہوے اسکے حروف و ی ہین غرضکہ انکا مجموعہ ول ا دس وی ہوا اور ظاہر کو باطن مین ضرب دینے کا یہہ انداز ہے کہ اعدادِ حروف کو مراتبِ حروف مین ضرب دین جیسے عقل کا لفظ لو عین قاعدہ ابجد اور اسکے حساب سے سولہوین مرتبہ پر واقع ہے اور عدد

بسط عددی ملفوظی

بسط تضاعف

بسط تقوی

اسکے ستر ہین سولہ کو ستر مین ضرب دیا گیارہ سو بیس ہوئے اسکے یہہ حروف ہین ک ق غ اور ق اور س ابجد کے حساب سے اونیسوین مرتبہ پر ط غ ہے اسکے سو عدد ہین سو کو اونیس مین ضرب دیا تو اونیس سو ہوئے ۱۹۰۰ اسکے حروف ظ غ اور ل حساب ابجد سے بارہوین مرتبہ پر ہے اسکے عدد تیس ہین تیس کو بارہ مین ضرب دیا تین سو ساٹہہ ہوئے ۳۶۰ اسکے حروف س شش ہین انکا مجموعہ ک ق غ ظ غ س شش ہوا اور ظاہر کو ظاہر مین ضرب دینے سے یہہ مراد ہے کہ جو حرف ابجد کی ترکیب سے جس درجہ پر واقع ہو اوسی مین ضرب دیکر حروف حاصل کرین چنانچہ سعید کی لفظ مین ترتیب ابجد کے موافق س پندرہوین درجہ پر واقع ہے اسکو پندرہ مین ضرب دیا دو سو پچیس ہوئے اسکے حروف ہ ک ر اور ع سولہوین درجہ مین ہے اسکو سولہ مین ضرب دیا دو سو چھپن ۲۵۶ حاصل ہوئے اسکے حروف و ن ر اور ی دسوین درجہ پر ہے اسکو دس مین ضرب دیا سو ہوئے حرف ق ہے اور د چوتھے درجہ مین واقع ہے اسکو چار مین ضرب دیا سولہ ہوئے اسکے حروف و ی پس ان حرفونکا مجموعہ یہہ ہے ہ ک ر و ن ر ق و ی قسم پنجم بسط زبر و بینات اور وہ اسے عبارت ہے کہ بسط ملفوظی کو دو حصہ پر منقسم کرین جیسے سعد کو بسط ملفوظی کیا تو یہہ حروف حاصل ہوئے س ی ن ع ی ن د ا ل ان مین حروف اول کو زبر کہتے ہین اور حروف آخر کو بینات مثلاً سین مین تین حرف ہین پہلے س یہہ زبر ہے پہر ی اور ن یہہ بینات ہین اسیطرح ع زبر اور ی ن بینات اور د زبر اور ا ل بینات ہین قسم ششم بسط تنصیف اسکا یہہ قاعدہ ہے کہ ہر حرف کے اعداد کو جہانتک کہ کسر نہ پڑے نصف کرکے اون عدد ون سے حروف حاصل کرین جیسے بسط قلم مین ق کے سو عدد ہین اسکا نصف پچاس ہے اوسے ن حاصل ہوا اسکا نصف پچیس ہے اسے ہ ک حاصل ہوا چونکہ پچیس کی تنصیف ممکن نہی کہ کسر واقع ہوتی ہے اسواسطے زیادہ عمل تنصیف جائز نہ رکہا اور ل کے عدد تیس ہین نصف پندرہ اسے حرف ہ ی حاصل ہوئے زیادہ تنصیف ناممکن اور م کے چالیس ہین نصف بیس ہوئے کہ حاصل ہے بیس کی تنصیف مین دس باقی رہے اسکا حرف ی ہے اسکا ادہا پانچ ہے اسے حرف ہ حاصل ہوا اسے زیادہ تنصیف بسبب کسر کے جائز نہین پس تمام حروف جو قلم کی لفظ سے حاصل ہوئے وہ یہہ ہین ن ہ ک ہ ی ک ی ہ الغرض اسیطرح سے علم جفر کے طریق پر بسط حروف کے تین سو ساٹہہ قاعدے حسب دلخواہ سمجہا دیئے پہر فرمایا کہ اے حرو پرور اسوقت ہمکو ایک نہایت عمدہ بات یاد آئی ہے کہ ہر کشور و اقلیم اور ہر دیار و امصار مین اوسکا مروج ہونا ہزارہا فوائد عام پر مشتمل ہے یعنے جسم انسانی مین جو جو اعضائے خداداد ہین اگر اون مین کسیطرح کا نقصان یا کوتاہی واقع ہو تو اوسکے پورے ظاہر کرنیکے واسطے ایک فن ایجاد کیا گیا ہے خصوصاً وہ قاعدہ کہ گونگے اور بے زبان جسکے وسیلے اپنے خیالات ظاہر کرسکین نہایت کارآمد نظر آتا ہے اور اسوقت اوسکے بیان کا بہی نہایت عمدہ موقع ہے اسلئے ہم تمہین تعلیم کرتے ہین

بسط زبر و بینات

بسط تنصیف

تعلیم گونگون و بے زبانان

P دستِ چپ کے انگوٹھے اور سبابہ کو نصف دائرہ کی صورت قائم کرکے دستِ راست کی سبابہ کے سامنے مدور سر خط کے مقابل جماؤ



Q دستِ چپ کی انگلیوں اور انگوٹھے سے پورا دائرہ بناؤ اور دستِ راست کے سبابہ کو قلابہ کی صورت بنا کر اس دائرہ میں اٹکا دو



R دستِ راست کی انگلی کو نصف خم دیکر دستِ چپ کی ہتھیلی پر رکھیں



S دونوں ہاتھوں کی خنصر کو خم دیکر باہم قلابہ کی صورت ملا دو



T دستِ راست کی سبابہ کو سیدہا کرکے دستِ چپ کے پہلو کے زیرین سے ملا دو



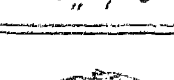
U دستِ چپ کے سرِ خنصر کو دستِ راست کے سبابہ سے اونچا کر ملا دو



V دستِ راست کی سبابہ اور وسطیٰ کو دستِ چپ کی کفِ دست پر بہیئت کشادہ قائم کریں



W دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو بسطح برابر ملا دو کہ ایک ہاتھ کی انگلیوں کا سرا دوسرے ہاتھ کی گھائیوں سے ملا رہے ۔



X اس حرف کیواسطے دونوں ہاتھ کی سبابہ کو صلیبی شکل پر قائم کرو



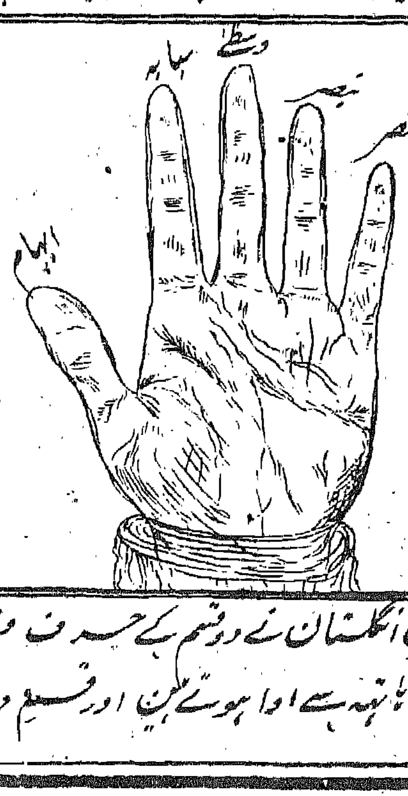
Y دستِ چپ کی سبابہ اور ابہام کو سیدہا کشادہ قائم کرے اور اسکی کہائی مین دستِ راست کی سبابہ شامل کرین



Z ایک ہاتھ سو منہہ کیطرف بلند کرے اور اسکی کہنی دوسرے ہاتھ کی کفِ دست پر رکہو



اور شمار تعین اعداد کے واسطے یہہ طریقہ ہیکہ ایک انگلی اوٹھانیسے ایک کا عدد سمجہا جاتا ہے اور دو انگلیوں سے دو علیٰ ہذالقیاس پانچ انگلیان پانچ کیواسطے اور دونوں ہاتھوں کی انگلیان اوٹھانیسے دس شمار کیے جاتے ہیں



اسی صورت پر باشندگانِ انگلستان نے دو قسم کے حروف وضع کیے ہیں اونمیں سے قسمِ اول کے حروف ایک ہاتھ سے ادا ہوتے ہیں اور قسمِ دوم دونوں ہاتھ سے



اور یاد رکھو کہ خوشنویسی کا کمال فنِ مصوری و نقاشی پر منحصر ہے اور نقاشی و مصوری سے یہہ مراد ہے کہ شکل و شبیہ کی نقل اور انواع حیوانات و نباتات اور عمارات دنیوی کی صورتیں کھینچتے ہیں جسکو یہہ صنعت مقبول ہوتی ہے اوسکو حضرت ملوک سلاطین اور فرمانروایان والا شکوہ عزیز رکھتے ہیں اسواسطے کہ قلعہ و عمارات اور باغ و بوستان اور انسان و حیوانات کی صورت حاصل کرنیکے لیے بادشاہان عالیوقار کو اس فن گرامی کے اہل کمال کی قدر ہوتی ہے اور مصوروں اور نقاشوں کو نازکی دست اور روشنی چشم اور تیزی ہوش و حواس اور صفائی ذہن اور جودت عقل جملہ ضروریات سے ہے اسواسطے کہ اونکے قلم بدائع نگار سے صور عجیبہ اور اشکال عجیبہ اس خوبی کے ساتھہ برآمد ہوں کہ اصل و نقل میں اصلا فرق باقی نہ رہے فن صورتگری کا کمال یہی ہے کہ جو شکل جیسی ہو خامۂ جادو رقم سے ویسی ہی صفحہ حریر پر تحریر کریں اور یہہ امر نہایت باریک و دقیق ہے اسلئے کہ تمام بنی نوع انسان میں سے ہر زن و مرد صحیح البدن کے سب اعضائے جسمانی سر سے پاؤں تک تعداد میں برابر ہیں چنانچہ سر اور چشم اور ابرو اور گوش اور رخسار اور زنخ اور گردن اور سینہ اور ہاتھہ اور انگلیاں اور کمر اور پاؤں اور ناخن وغیرہ ہر فرد بشر صحیح البدن کے عدد میں یکسان ہیں اور باوجود اسکے قضیہ کا قدرت آفریدگار اس بات کی مقتضی ہے کہ ہر چہرے کے انداز اور صورت کی وضع ایک دوسرے سے مختلف ہے پس مصوری کی اوستادی یہی ہے کہ اوسکے قلم سے یہہ فرق ظاہر و آشکار ہو اور شبیہ کشی اسکا نام ہے کہ نقل مطابق اصل

فنِ مصوری کا بیان

پائی جائے اور جو کوئی صحیح البدن ہو یعنے کوئی خلل اور نقصان اوسکے کسی عضو میں نہے تو نقل میں بہی
اوسیطرح نمودار ہو اور یہہ امر بکمال نقل نہیں ہوتا کہ نقاش کا ہاتہہ قادر ہو اور درستی قدرت مشق کثیر پر
موقوف ہے اوستادوں نے مشق کا یہہ قاعدہ مقرر کیا ہے کہ اول اشکال حیوانات و نباتات و عمارات وغیرہ
اوستادان کامل کے قلم صنعت رقم کی بنی ہوئی بکثرت بہم پہونچائیں پہر چربہ کشی سے مشق آغاز کریں
اور چربہ کشی کا یہہ طریق ہے کہ پہلے ہرن کی باریک جہلی جو ورق سازوں کی دوکانوں میں ہاتہہ آتی ہے اوسکے
وسیلے سے کسی تصویر پر اسطرح جمائیں کہ وہ تصویر اوس جہلی میں سے بعینہ نظر آتی رہے پہر اوس صورت پر
اگر تمام وکمال ہے تو سر سے پاؤں تک اور نصف ہے تو سر سے کمر تک اور جو فقط چہرہ ہے تو سر سے گردن تک
سوزن باریک سے اوسکے سوراخ کریں یعنے ہر عضو پر گرداگرد سوئی کی نوک سے نشان دیں مگر ضرور ہے
کہ وہ سوراخ ہموار و یکساں اور باہم برابر ہوں پہر شاخ تمر ہندی یعنے املی کی لکڑی جلا کر کوئلا بنائیں
اور اوس کوئلے کو خوب باریک پیسکر کپڑے میں چہان لیں اور اوس میں سے تہوڑا سا ایک باریک کپڑے
میں ذرا ڈہیلا باندہیں پہر اوس تصویر کے نیچے کہ جسمیں سوئی سے سوراخ کئے ہیں ایک کاغذ سادہ بچہا کر دبا
رکہیں اور اوپر وہ پوٹلی جسمیں کوئلے پسے ہوئے بندہے ہیں اعضائے تصویر کے مقامات پر آہستہ
آہستہ رگڑیں کہ سوراخہائے سوزن کی روزن سے غبار سودہ کاغذ سادہ میں نفوذ کرے اور تصویر کی نقل بعینہ
کاغذ سادہ پر مرتسم ہو پہر وہ نقل احتیاط سے اوٹہا کر اور سیسہ قلم سرب یعنے پنسل سے خطوط کہینچیں کہ صورت قائم و نمودار ہو
اسکو مصوروں کی اصطلاح میں چربہ اور خاکہ کہتے ہیں پہر قلم اور رنگ سے خط و خال اور تمام دقائق تصویر کو اصل کے
مطابق آراستہ کریں اسی طریق پر چند سال کی مشق سے ہاتہہ اور قلم قابو اور اختیار میں ہوجاتا ہے جبکہ مشق کی
نوبت اس مقام تک پہونچے تو پہر ہر قسم کی تصویر کو روبرو رکہکر ایک کاغذ سادہ پر اوسکی دیکہا دیکہی نقل کیا کریں
جب اسطرح بہی مہارت کامل حاصل ہو تو جس چیز کی تصویر اوتارنی منظور ہے اوسکو دیکہہ دیکہکر پنسل سے شبیہ
بنائیں اور جو اتفاقا کوئی خط بیجا اور بےموقع بنجاتے تو اوسکو ربڑ سے اوٹہالیں اور یہہ ربڑ پنسل کے خطوط کاغذ پر سے
محو کر سکتی ہے ایک مشہور و معروف چیز ہے جب اسطرح سے تصویر درست ہوجائے تو اسکو مصوروں کی اصطلاح میں
گردہ اور سیاہ قلم کہتے ہیں پہر مطابق رنگ اصلی کے جابجا رنگ سے رنگ ملاکر موقع بموقع مو قلم سے بہریں اور آسے
خرد بیرد کبہی ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ کسی عمدہ و نایاب تصویر کا چربہ کہینچنا منظور ہے اور اوسکی خوبی و عمدگی اسبات کی
مانع ہے کہ سوزن سے اوسمیں سوراخ کیا جائے تو کاغذ باریک اوسپر رکہکر پنسل سے نشان دے لیا کرتے ہیں اور
جو تصویر کاغذ میں صاف نظر نہیں آسکتی تو اوسکی دو صورتیں ہیں یا تو کاغذ کو روغن زرد میں تر بتر کرکے
تصویر پر رکہتے ہیں اور اس سبب سے نیچے کی تصویر اوپر نظر آتی ہے مگر روغن اسقدر کم لگاتے ہیں کہ جسکا اثر

تصویر پر پانی اور کاغذ پر مطلق نہ پہونچے اور اوپر رنگ وغیرہ پہرنے میں بھی خرابی واقع ہوتی ہے اس ملاحظہ سے دوبارہ کاغذ سادہ پر اوسکا خاکہ بنانا ضرور ہے مگر یہہ ترکیب اوس وقت کیجاتی ہے کہ تصویر اصلی ہاتھ آوے کسی نقل یا اصل پر ہو تو اوس تصویر کو ایک بے داغ آئینہ پر رکہکر دوسرا کاغذ سادہ اوپر رکہتے ہیں اور آئینہ اسطرح رکہا جاتا ہے کہ اوسکی پشت پر جب تیزی سے روشنی پڑے جسکے سبب سے وہ تصویر اوس کاغذ پر بجنسہ نمودار ہو جاتی ہے اور جیسا ان دونوں ترکیبوں سے تصویر بنائی ہو تو پہلے اوسکا رنگ بہر کر درست کر لیتے ہیں غرضکہ کثرت مزاولت اور مشق کے باعث فن تصویر کے دقائق و کنایات خود بخود صفحہ خاطر پر جلوہ گر ہونے جاتے ہیں اور جب مشق کا اعلے درجہ حاصل ہوتا ہے تو جسکی شکل و صورت چاہتے ہیں بجنسہ اوسیطرح صفحہ جریدہ پر تحریر کر سکتے ہیں

چنانچہ عہد شاپور اردشیر میں ایک بہت بڑا مصور گذرا ہے اوسکو مانی نقاش کے لقب سے ملقب کرتے ہیں اوسکی تصنیف سے علم مصوری میں ایک کتاب ہے موسوم بہ ارژنگ و چین تصویر میں اوسکو یہہ کمال تہا کہ چند چہوٹے بڑے دائرے اپنے ہاتہہ سے ایسے بناتا تہا کہ جسکا قطر تخمیناً پانچ چہہ گز کا ہوتا اور جب اوسپر پرکار رکہتے تو بال برابر فرق نہ نکلتا اسیطرح خطوط دراز و کوتاہ کہینچتا اور وہ بہی سب کے سب سطر و جدول سے راست اور برابر ہوتے اور ایک سفید صفحہ پر تمام کرہ زمین کی صورت بہیئت مجموعی اسطرح بناتا کہ ہر اقلیم کے بلاد و مکانات اور جبال و بحار ربع مسکون میں اور دریاؤ جزائر وغیرہ باقی کے تین حصوں میں بہ شرح و بسط مختلف و ہویدا ہوتے تہے اور اوسکو اپنی کمال نقاشی پر اسقدر ناز تہا کہ پیغمبری کا دعوی کرکے مصوری و نقاشی کو اپنا معجزہ قرار دیتا اسیطرح شاہ اسمٰعیل صفوی کے عہد میں بہزاد نام ایک بہت نامور مصور تہا اور متاخرین میں بہی اکثر مصور و نقاش نامی و گرامی گذرے ہیں غرضکہ مصوری بہی ایک عجیب و غریب شئے ہے جسکے بغیر خوشنویسی ناتمام رہجاتی ہے چنانچہ خواجہ عبد الصمد نامی ایک دانہ خشخاش پر تمام سورہ اخلاص لکہتے تہے کہ ہر شخص بخوبی پڑہ لیتا

اور ایکبار دو مصوروں کی باہم ملاقات ہوئی ایک نے کہا مجہہ میں یہہ کمال ہے کہ میری تصویر پر جانور فریب کہاتے ہیں دوسرے نے بیان کیا کہ میری تصویر پر انسان کو دہوکا ہوتا ہے غرضکہ آزمائش کی نوبت آئی اور یہہ بات قرار پائی کہ اپنے اپنے مکان پر صنعت آزمائی کیجاوے اور ایک روز کی مہلت مقرر ہوئی مصور اول نے ایک خوشہ گندم یعنے گیہوں کی بالی تیار کی اور مصور ثانی کو اپنے مکان پر لیجا کر دکہلا دیا کہ جو پرند جانور اوس طرف سے گذرا بے ساختہ اوسپر ٹوٹ پڑا اور منقار سے دانہ اوٹہانیکا ارادہ کیا مگر آخر کار نادم ہو کر اوڑ گیا اس کے بعد مصور ثانی اپنے ہمراہ مصور اول کو لے گیا اور ایک مقام پر پردہ پڑا ہوا دکہلا کر کہنے لگا کہ اس پردے کے پیچہے میرے ہاتہہ کی تصویر ہے مصور اول پردہ اوٹہانے کے لئے ہاتہہ بڑہاتا اور چاہتا کہ پردہ اوٹہاکر تصویر ملاحظہ کرے مگر پردہ نہ اولٹ سکا اور بغور نگاہ کی تو معلوم ہوا کہ دیوار پر صرف پردہ کی تصویر بنی ہوئی ہے نہایت شرمندہ ہو کر وہاں سے چلا گیا

اسی طرح پر ہم تمہیں بتلاوینگے اور ہیولائے وغیرہ کے بنانیکی ترکیب سکہاتے ہیں پہر نباتات و عمارات اور حیوانات وغیرہ کی نقشہ کے بعد انسانی تصویر کا قاعدہ اور چہرہ کی پیمایش اور مختلف الاعضا جسم کے قاعدے تعلیم کرینگے

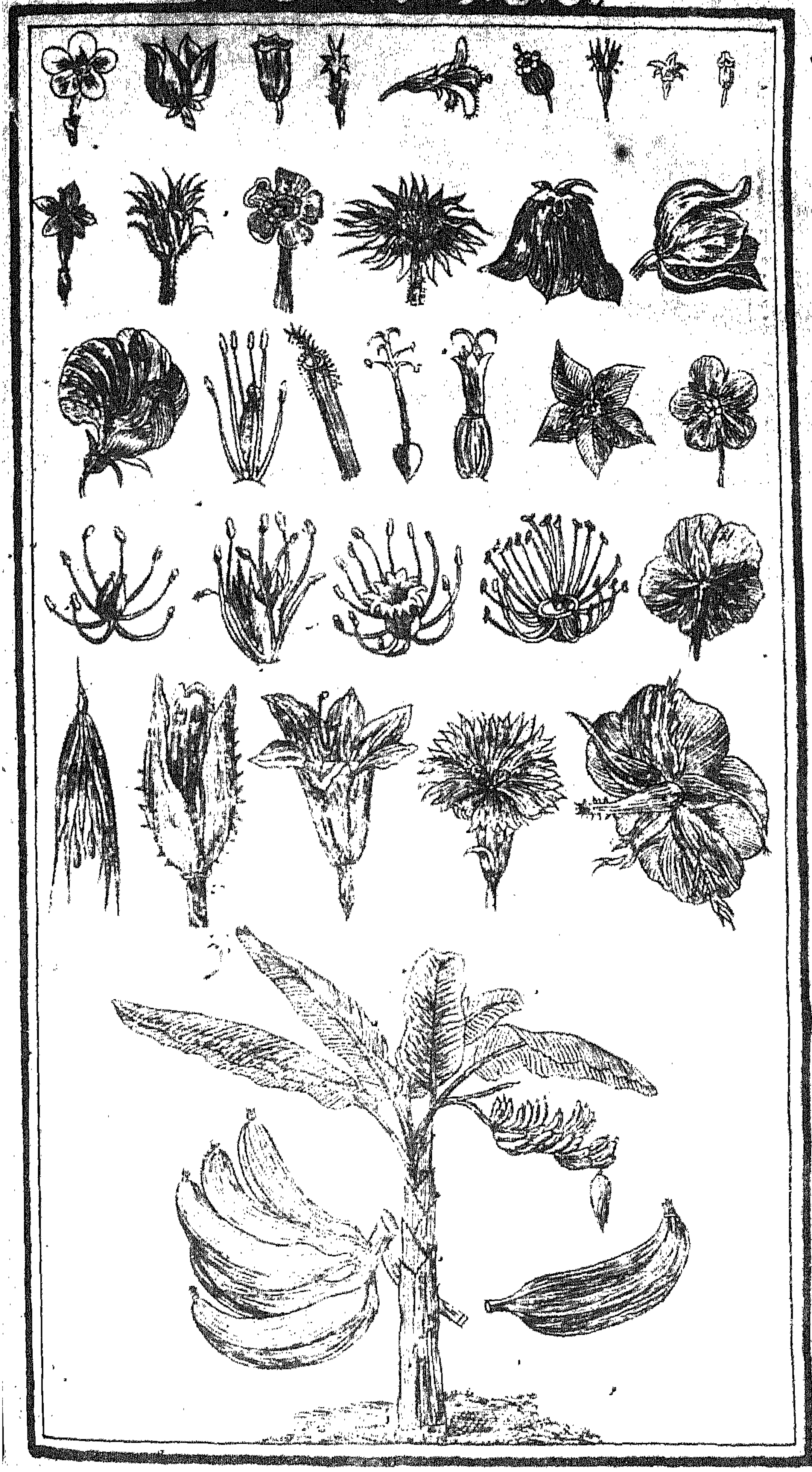
مانی نقاش کا بیان

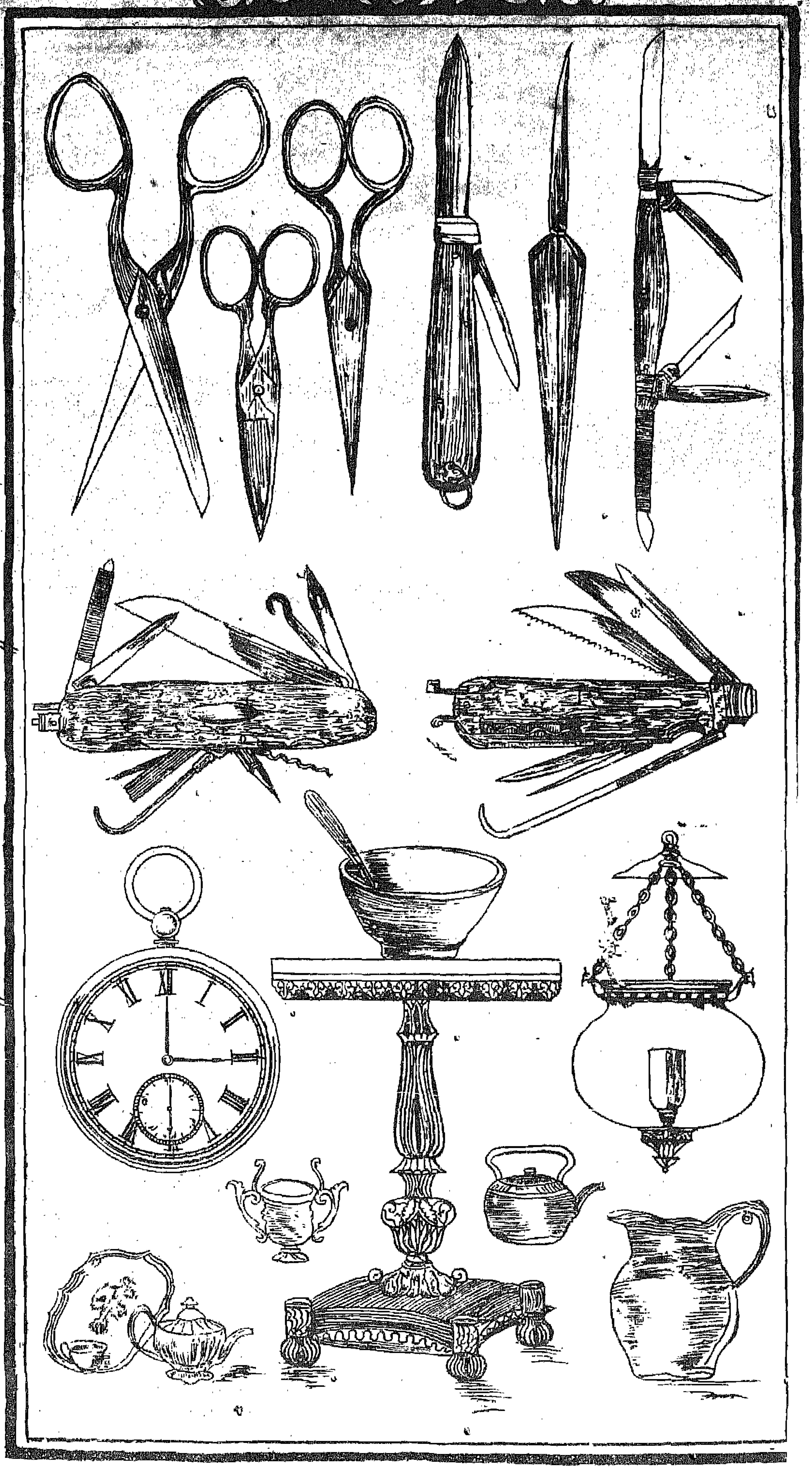
دو مصوروں کا امتحان

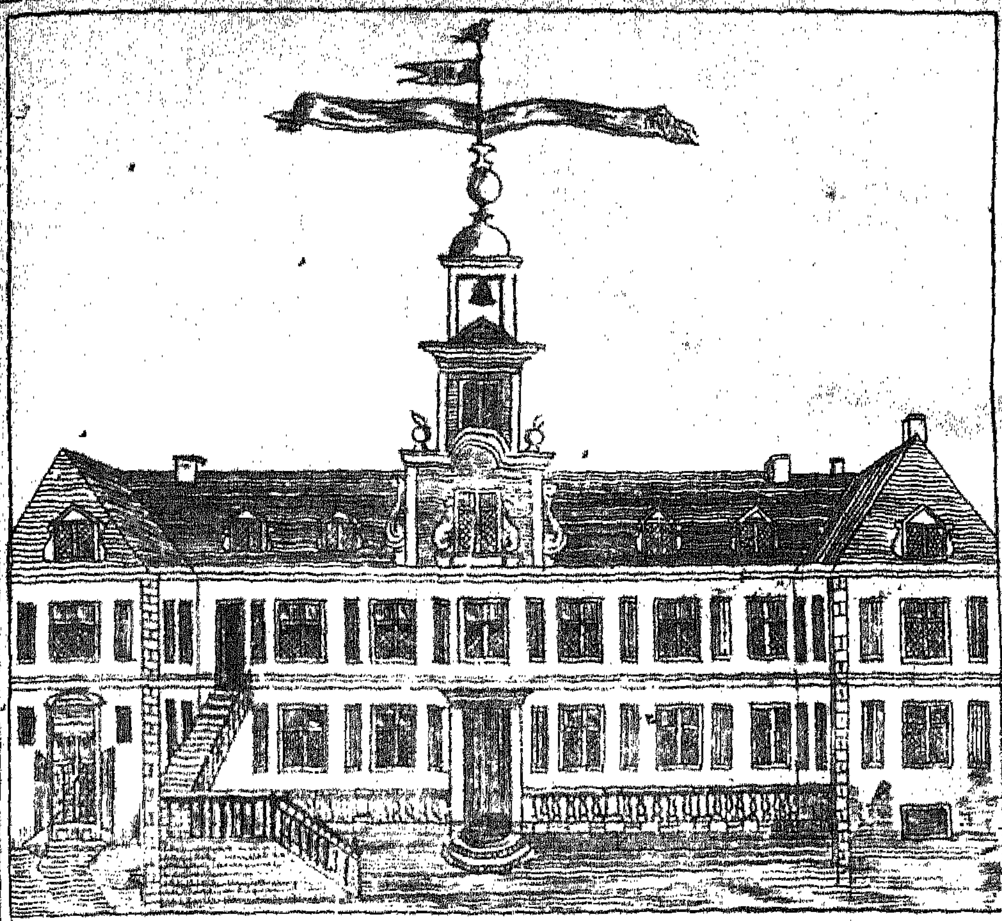
صورت کشی کی ترتیب کا بیان

بیل بوٹے وغیرہ

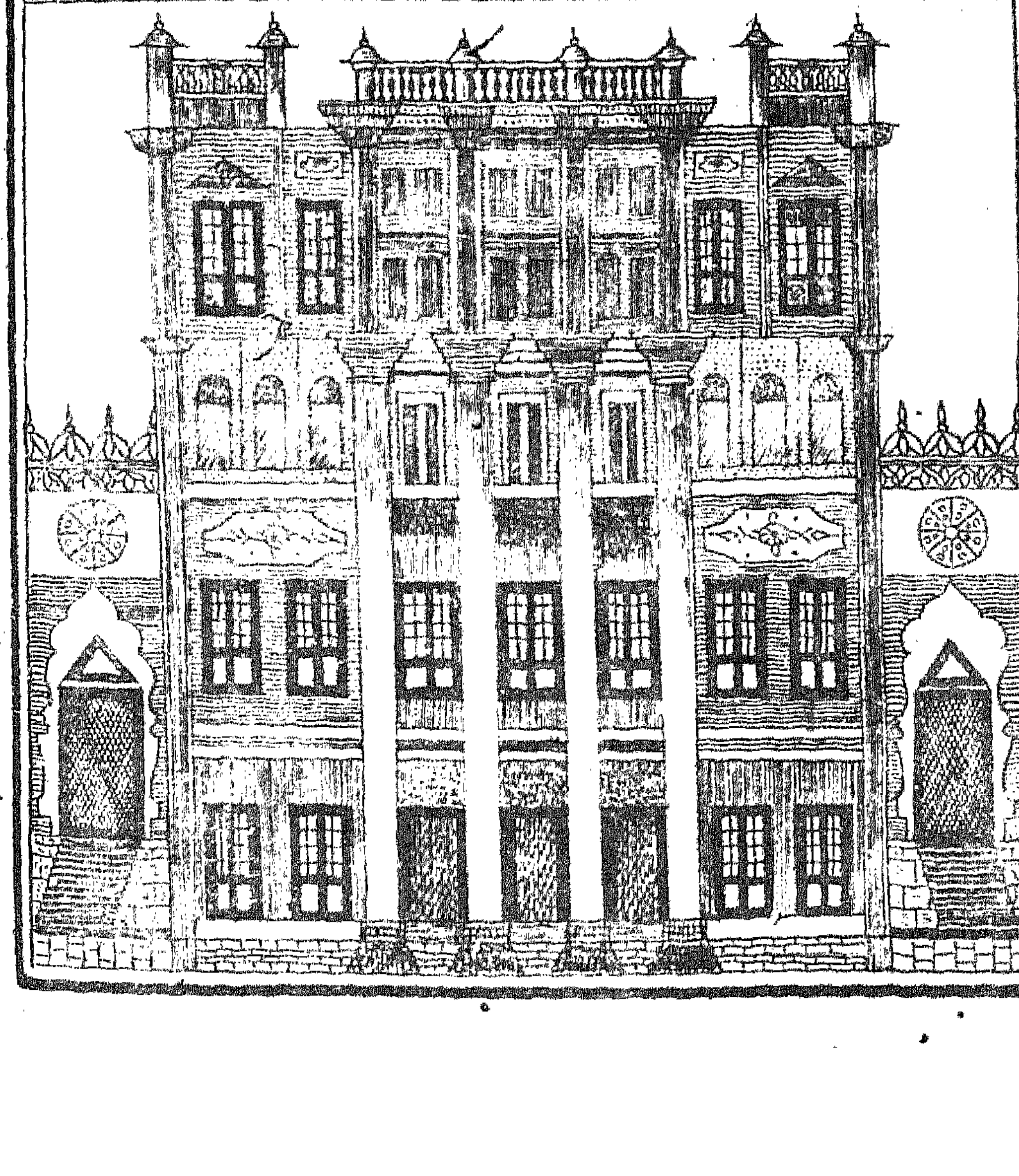



درخت کیلا

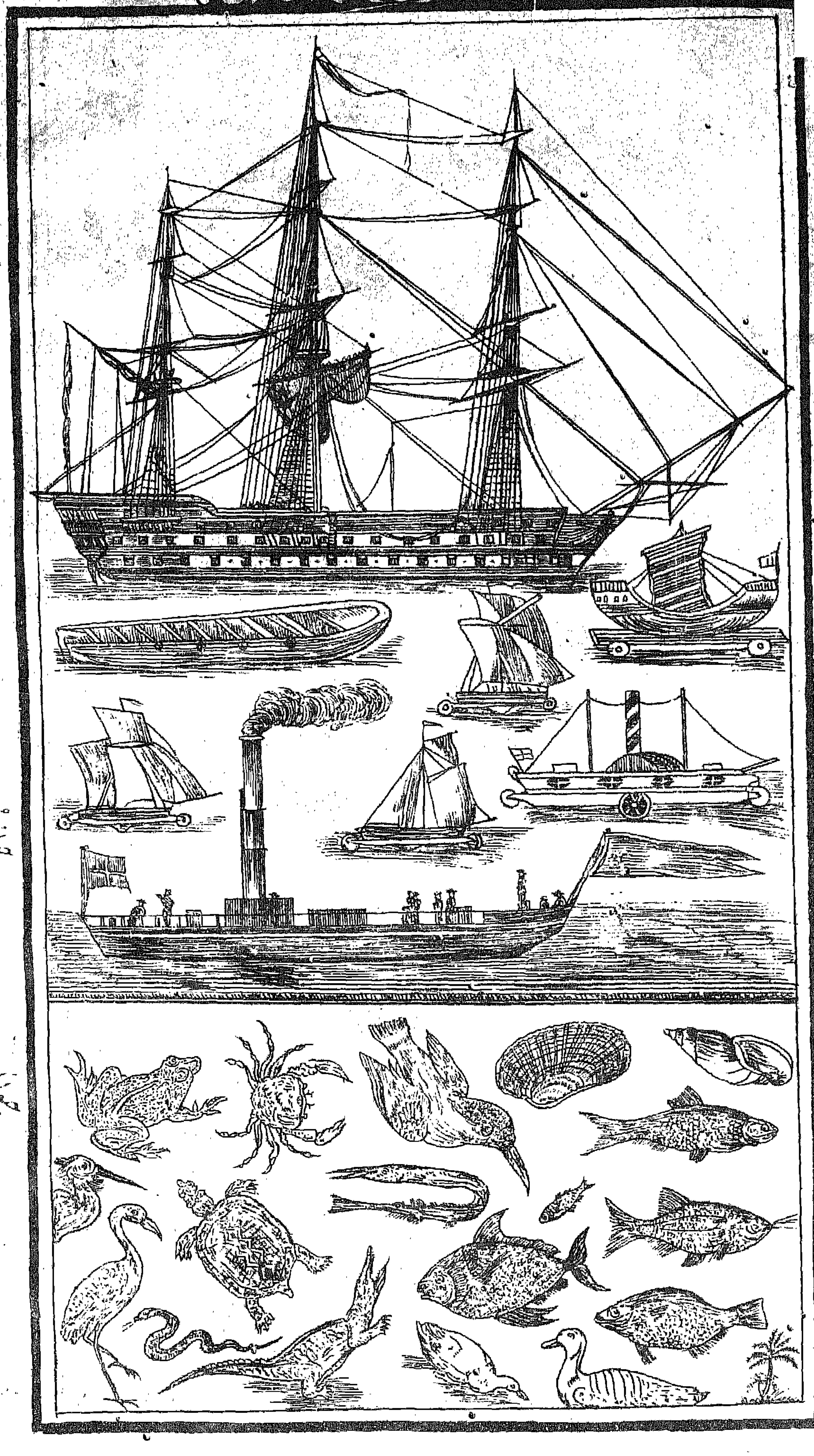




عمارت انگریزی

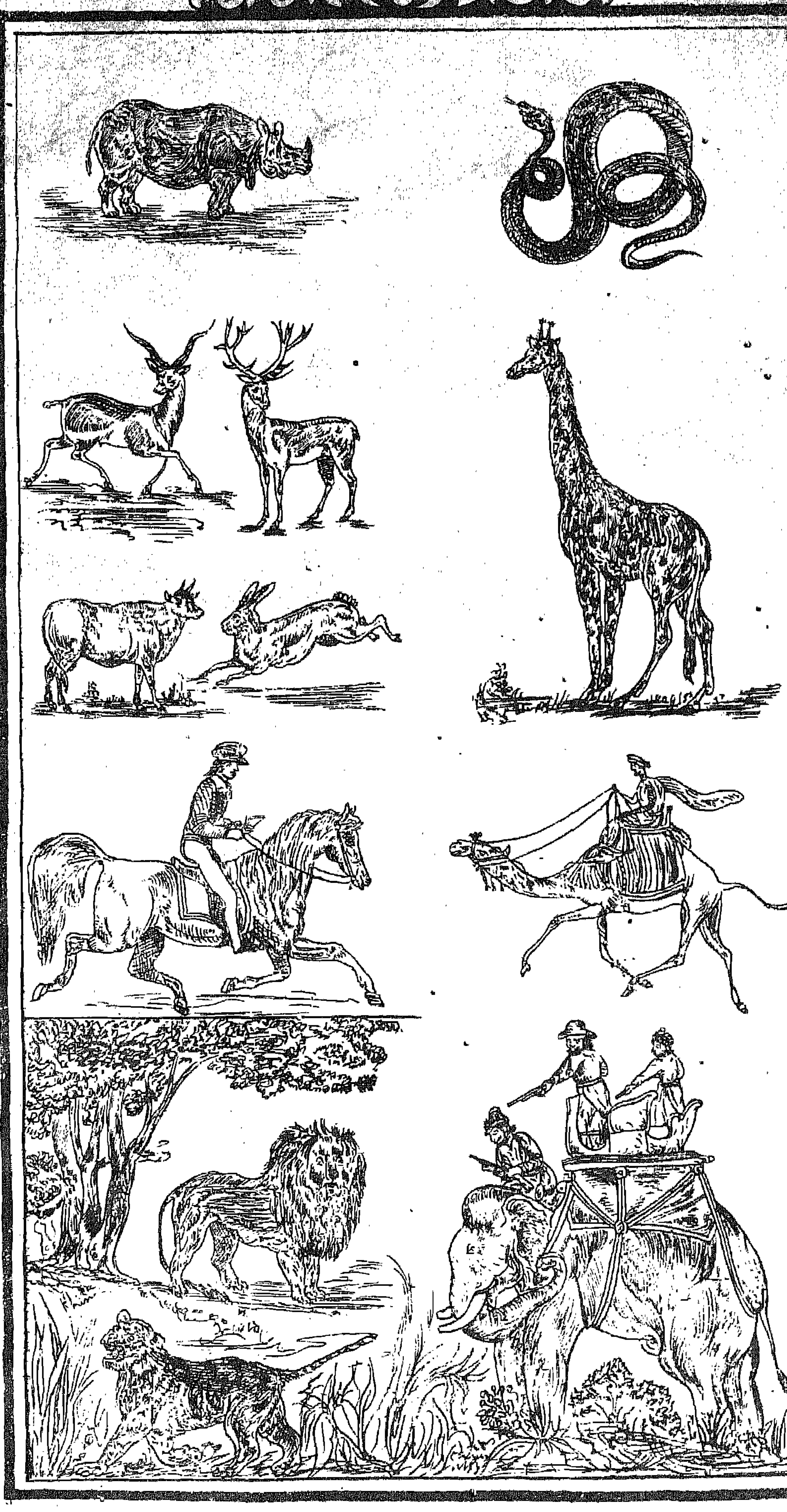


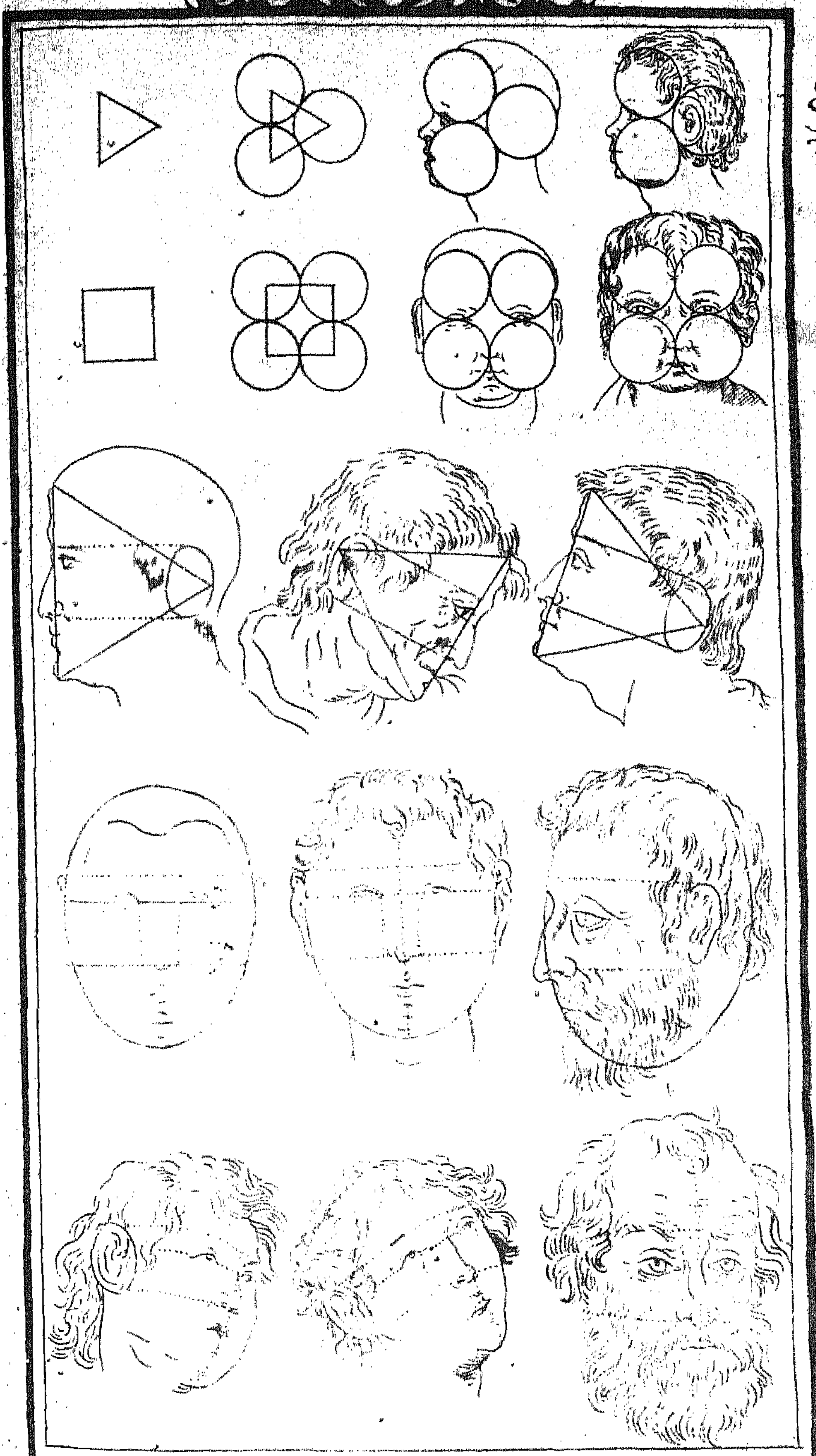
عمارت هندوستانی

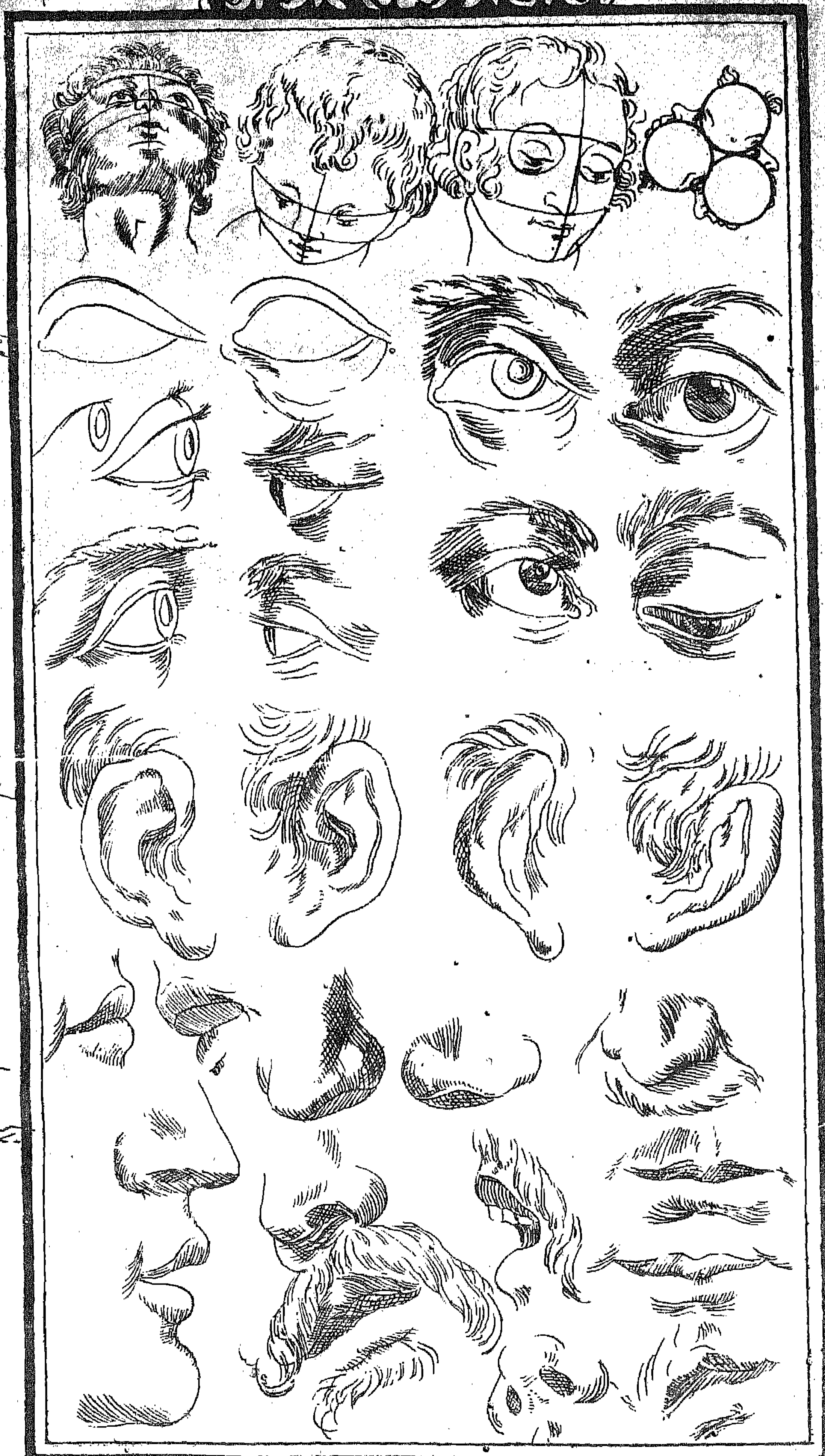

حیوانات بحریه



پرنده جانورلرینك شكلی







چہرۂ انسان

آنکھوں کا نقشہ

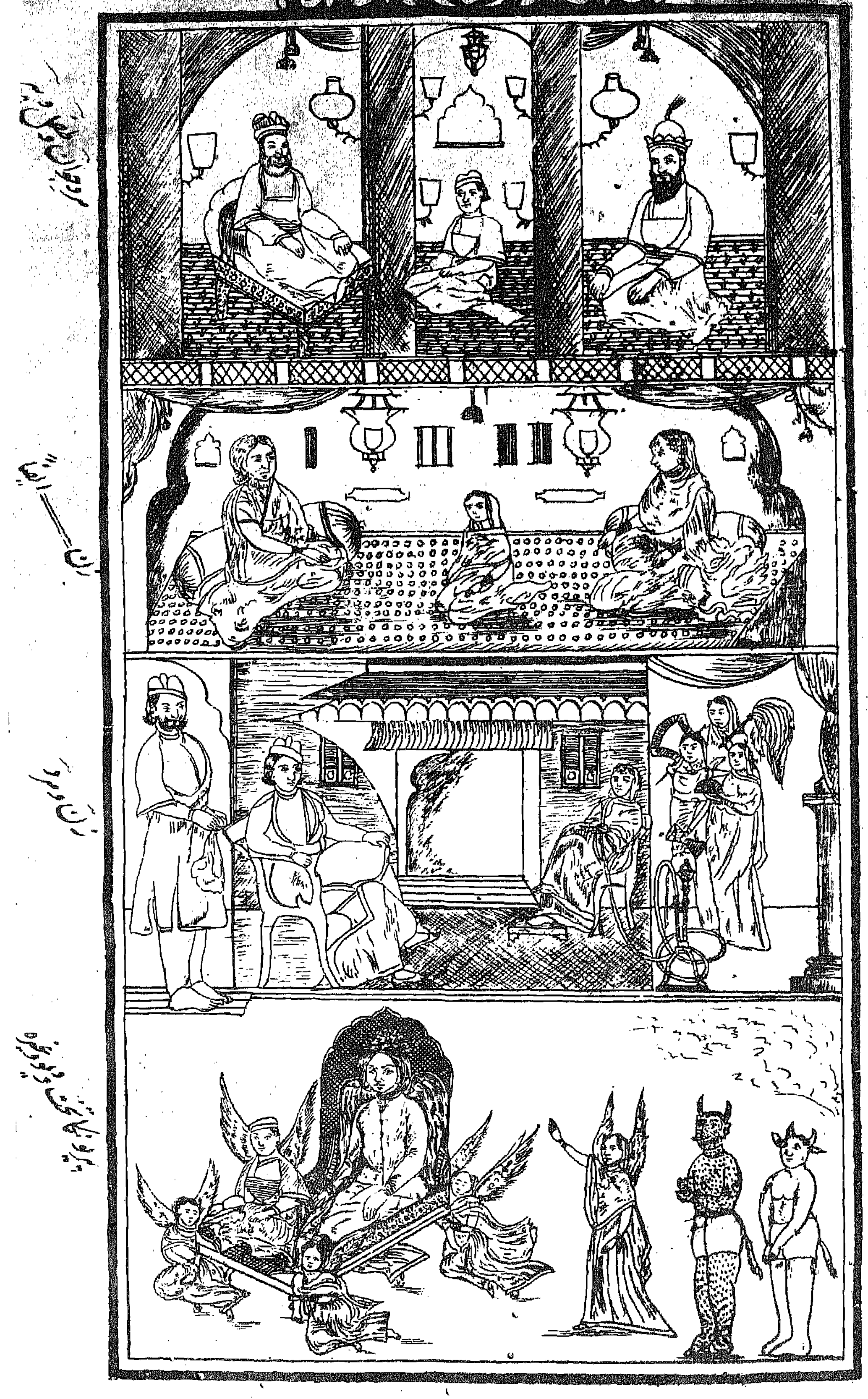
کانوں کا نقشہ

ناک اور مونہہ کا نقشہ

ہاتھوں کا نقشہ

پاؤں کا نقشہ




زنان ـــ ایضاً
زن و مرد



اے خرد پرور یہہ بات ظاہر ہے کہ جو بات جس شخص کے دل میں ہوتی ہے وہ چہرہ پر بھی ظاہر ہو جاتی ہے چنانچہ کسی شخص کے دل میں کچھہ فکر یا غم یا مفکری یا خوشی یا تعجب یا حیرت یا شرمی یا خوف یا خندہ یا گریہ یا غصہ یا یاس یا امید یا غربت یا جذبۂ شوق یا عشق یا رحمدلی یا نفرت یا رغبت یا بیماری و تکلیف وغیرہ کا اثر پیدا ہو تو اوسکے چہرے پر بھی ضرور اوسکے آثار جلوہ گر ہوتے ہیں اگرچہ صناع ازل نے ہر چیز کو بکمال حسن خوبی آراستہ و پیراستہ کیا ہے مگر جو جمال و کمال انسانکی صورت و شکل میں آشکار ہے کسی چیز میں نظر نہیں آتا غرضکہ صانع کامل کی حکمت و قدرت اور صنعت و ندرت کا ظہور حضرت انسانکی ذات جمیل الصفات میں باحسن الوجوہ پایا جاتا ہے اور جو مصور کہ سر انسان کی تصویر ہو بہو کھینچ لیتا ہے وہی کامل فن اور ذی شعور ہے خوبصورتی اور حسن و شباہت کا دار و مدار اسی سر پر ہے اور اس سے آگے انسانکا تصور کام بھی نہیں کر سکتا ہر چند اپنے ذہن کو دوڑا کر فرشتہ اور پریکا خیال بھی باندہے لیکن انتہا اسکی یہیں تک ہے صورت انسانی سے بڑہ کر آدمی اپنے تصور کے تصور میں بھی نہیں لا سکتا اگر دیو جن بہوت یا پلید کی کوئی تصویر کسی صورت سے بگاڑ کر اور مہیب بنا کر دکھلاوے تو وہ بھی اسیسے مناسبت رکھتی ہوئی ہوگی آدمی کی صورت وہ شے ہے جو ہمیشہ ہمارے سامنے رہتی ہے ہمیشہ ہم اوسپر تامل کی نظر رکھتے ہیں اور ہمیشہ وہ ہماری راحت و خوشی کا سبب ہوتی ہے حافظہ بھی اوسکو سب چیزوں سے زیادہ نگاہ رکھتا ہے اور یاد رکھو کہ مختلف الاعضا صورتوں کے بنانے کا سہل طریق یہہ ہے کہ تین چار آدمیوں کو باہم مجتمع کر کے جدا جدا ہر شخص سے ایک ایک عضو بنانیکی فرمایش کریں مثلاً اول ایک آدمی سے کہیں کہ تم ایک چیز کا سر بناؤ جو تمہارے خیال میں آئے اور دوسرا شخص کوئی دھڑ بنائے یعنی سینہ و شکم وغیرہ اور تیسرا آدمی ہاتھہ جیسے چاہے ویسے تیار کرے چوتھا شخص اپنی مرضی کے موافق پاؤں کی تصویر بناوے جبکہ یہہ اعضا بنکر تیار ہو جائیں تو سب کو ترتیب وار جمع کرکے ایک نرالی مختلف الاعضا صورت قایم کریں

پھر فرزانہ روزگار نے اسی طریق پر سایہ و پرداز اور رنگ بھرنیکا انداز بھی تعلیم فرما دیا اور ارشاد کیا کہ رنگ کے صندوقچے ولایت انگلستان سے بنے بنائے عمدہ و نایاب اور نفیس و بیش قیمت بہم پہونچتے ہیں اسواسطے اکثر مصور بذات خاص رنگ بنانیکا درد سر گوارا نہیں کرتے اور وہ صندوقچہ خرید لیا کرتے ہیں اوسکو انگریزی میں کلر بکس کہتے ہیں اس بکس میں ہر قسم کا رنگ موجود ہوتا ہے اور جبکہ خود بناتے ہیں تو رنگ سرخ کیواسطے شنجرف اور سیندور اور قرمز وغیرہ اور رنگ زرد کیواسطے ہرتال یا پیوڑی وغیرہ اور رنگ سفید کیواسطے سفیدہ کاشغری اور رنگ کبود کیواسطے نیل اور لاجورد وغیرہ اور رنگ سیاہ کیواسطے کاجل وغیرہ کار آمد ہے اور دو قسم کے رنگ باہم ملانیسے تیسرا رنگ حاصل ہوتا ہے چنانچہ سفید و سیاہ سے بہورا اور سفید و سرخ سے گلابی اور سفید و کبود سے آسمانی اور سرخ و زرد سے سنہرا اور سرخ و سیاہ سے اودا اور سرخ و کبود سے سوسنی اور کبود و زرد سے سبز وغیرہ بناتے ہیں اور اکثر اختلاف اوزان سے بھی اختلاف الوان پیدا ہوتا ہے چنانچہ اگر شنجرف سفیدہ میں چھٹا حصہ ہو تو پیازی اور جو تہائی ہو تو

گلابی اور نصف ہو تو گل انار میں شوخ گلاب ہوگا اسیطرح زردی میں نیل چوتھا حصہ ہو تو سبز اور آٹھواں حصہ ہو تو دھانی اور چوتھا حصہ ہو تو کاہی ہوگا علیٰ ہذا القیاس غور اور تجربہ شرط ہے **قصہ کوتاہ** فرزانہ روزگار نے خود بہروز عالیوقار کو رموز نکات رسم الخط و الاطرازی اور دقایق و غوامض کتابت و انشا پردازی سے جسقدر کہ ممکن تھا اوس سے بھی زیادہ واقف و آگاہ کردیا اور شہزادہ خرد و دانش پرور فن مصوری میں بھی طاق اور نہایت مشاق ہوگیا اس اثنا میں روز امتحان جلوہ افروز ہوا اور وزیر اعظم روشن نفس بیٹے شعور بخش حسب الحکم قدر توام سلطان عقل مجسم تشریف لایا اور دونوں کو اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ خسرو عالم پناہ میں جا پہونچا

امتحان نہم

مؤلف

مرحبا کلک گہر سلک عطارد کردار — ترے ہر نقش قدم پر ہے فدا نقش و نگار
خفتہ خواب عدم گرچہ کوئی مضمون ہو — اوسے بیساختہ کردے تری ٹھوکر بیدار
ترے ہر نقطہ پہ سو گوہر انجم قربان — کہکشان سلسلہ سطر مسلسل پہ نثار

جسدم شہزادہ نامدار و فرزانہ روزگار رونق افزائے دربار شہریار ہوئے خرد بہروز ادائے آداب بجالایا اور چند قطعات خوشنویسی کہ خاص اپنے دست مبارک سے تحریر کئے تھے کحل الجواہر چشم ناظرین اولو الابصار فرمائے خط نستعلیق کی ہر سطر یکسان نستعلیقی رنگ عقد لآلی آبدار و غیرت سلک گوہر شاہوار خط محقق بہ تحقیق تمام حقیقت کشائے دقایق خطاطی صحایف مصحف روزگار خط توقیع سے اداے توقیع و قیع جہان مطاع عالم مطیع نمودار خط طغرا سے شان طغرائے غرائے کشورکشائی و فرمانروائی کی شان عظمت نشان آشکار خط رقاع رنگ سریع تصاویر بہزاد و مانی خط نسخ ناسخ خطوط پیشینیان نظیر و لاثانی خط ثلث کہ جسکی کرسی نشینی کے روبرو مشابہات افلاک ثبات نشین میں لکو ملائنہ عسالہ کیطرح کہ مین پیالے شراب کے صبحدم نوش کرتے ہین ترجیح سمجھتا تھا اور دماغ کو کہ شکل مثلث ہے رائحہ مثلث خوشبوئے کہ مشک و صندل و کافور سے مرکب ہوتا ہے معطر کرتا تھا خط غبار کا نظارہ نسیم نظر ناظرین و نظر اہل نظر کا دافع کدورت دل مصفی غبار خاطر خط ریحان نکہت بخش خط ریحانی روئے نورانی گلرخان زمان خط گلزار سراپا بہار منفعل ساز نقش و نگار بہارستان جہان خط ماہی قلاب شوق دیدۂ ماہی دل کو اپنی طرف کہینچتا تھا خط شکستہ حلقہ شکست طرہ پر خم مین شکستہ دلوں کے طایر شکستہ نگاہ کو اولجہاتا تھا خط شفیعہ شفاف چشم بصیرت بیداردلان شیفتہ و دلدادہ خط توأم سے دیدہ بینش توأم ہمیشہ توام رہے مستعد و آمادہ خط نستعلیق سے تعلق خاطر تسلیم باریک بین متعلق خطوط اصطلاحی اپنی اپنی طرز و روش پر حسن بینائی

مجموعہ خوشنما تہا یک طرف حروفِ ہندی وناگری پر شیرینی ولطافت کا عجب عالم اور حسن ونزاکت کا طرفہ جوبن تہا حروفِ انگریزی نہایت خوبصورت ودلکش گویا صناعِ قدرت نے تو ایکے سانچے میں ڈہال دیے کشش ودوائر خوشنویسِ ازلی نے کششِ کہکشان ودوائر مہر سے زیادہ سنبہال دیے غرضکہ ہر حرف سے رونقِ خوشخطی ہویدا خصوصاً خطِ شکستہ اور نسخ سادہ لوح شوق پیرِ مجامین ستارہ تہا اور قدرتِ جسمے ان صفحوں کو ایک نظر دیکہا ہے اس رشتہ لاویر دارانہ غیرت خیرت سے سرنگوں ہوا

فرد

ای تازہ رسم از لبِ لعلِ کسیت کہ باد | صد جان گرامیِ ما فدای رسم او

خاصہ میں دربار نے شہزادۂ عالی وقار کی نہایت تعریف وتوصیف کی شہزادہ نے کہا

فرد

جمالِ ہمنشین در من اثر کرد | وگرنہ من ہمان خاکم کہ ہستم

سلطانِ عقلِ مجسم کمال محظوظ ہوا اور قدرشناسِ روزگار کی ستایش میں کلیدِ زبان سے قفلِ خزینۂ فصاحت کہولا پہر خرد پرور کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اہلِ انجمن تقریرِ دلپذیر کے بہی مشتاق ہیں اتنے میں میر دبیرِ دفترِ خسروی نے کہ جس کا نام جوہر شناس تیز ہوش تہا عرض کی فرد عمرِ تو ہزار سال بادا * اقبالِ تو بر کمال بادا * فدوی جان نثار استفسار کرتا ہے کہ فنِ تحریر کس واسطے موضوع ہوا اور اسکے ایجاد سے موجدین کی غرض کیا ہے خرد پرور نے ارشاد کیا کہ اے دبیر اعظم صنعتِ کتابت اشرفِ صناعات ہے اور بہترین اختراعات چنانچہ کسی عرب کا قول ہے کہ الخط نصف العلم اور اسیطرح علیکم بحسن الخط فانہ مفاتیح الرزق اور اسیطرح علّموا اولادکم الکتابۃ فان الکتابۃ ہمّ الملوک والسلاطین علیکم اور کسی شاعر نے کہا ہے

شعر

چو حسنِ خط اندر سرِ انگشتِ تست | کلیدِ درِ رزق در مشتِ تست

اور اسیطرح

خطِ خوش ہر کہ دارد دلپذیر است | چو روح اندر تنِ برنا و پیر است
اگر منعم بود آسایشِ اوست | وگر درویش او را دستگیر است

غرضکہ اس قسم کے بہت کلام ہیں چونکہ کلام کو ثبات نہ تہا مگر اوسیقدر کہ حافظہ میں رہے اور اس صورت میں خوفِ نسیان طاری تہا لہذا جنابِ باری نے صنعتِ کتابت عطا فرمائی تا کلام سہو نہو جاے اور حاضر کلامِ غائب کو سمجہے اور متاخرین علومِ متقدمین کو دریافت کریں جسوقت کہ مقدساتِ معنوی یعنے مضامینِ علوی بارگاہِ علمِ ایزدی سے بسبب ایک نسبتِ خاص کے جو نفسِ ناطقہ کو جنابِ سخن آفرین سے

حاصل ہے اوس جوہرِ لطیف پر جلوہ گر ہوتے ہیں تو اوسدم سلطانِ دل اوسکو شہرستانِ خیال میں بہیجدیتا ہے
اور یہ مقامِ عجیب غریب درمیان مجرد و مادی کے ایک برزخ ہے جہان تجردی تعلق اور اطلاق مقید سے اکتساب
کرتے ہیں پہر وہان سے کبہی بام زبان پر چڑہ کر دریچۂ گوش میں پہونچتے ہیں اور منزل بمنزل ابطہ تعلق چہوڑتے
ہوئے خلوتکدۂ دل میں داخل ہوجاتے ہیں اور اوس مقام سے پہر صدر سراے تقدس کیطرف رجوع کرتے ہیں
اور کبہی فرمانروایِ دل اوس مسافرِ آسمانی سیر کو بغرضِ مسافرت شہرِ بنان کے سیدہا ہاتہوں کی صحرا وسیع کے لقدست
میدان کیطرف روانہ کردیتا ہے پہر وہان سے سیاہی و قلم کے بحر و بر کا عبور کرکے صفحت آباد جسمین مقام کرتا ہے
اور پہر وہان سے رختِ سفر باندہ کر شاہراہِ باصرہ سے دار الملکِ حقیقت میں طبلِ رحیل کو بلند آوازہ کرتا ہے فی الحقیقت
خطوط او ستاد ان کارپرداز کہ حسن بستانِ جلوہ گاہِ ظہور کی نظر میں اور مقید کا محلِ انکشاف ہے اور دیدۂ بینائے
حقیقت شناس کی آنکہوں میں حقیقتِ مطلق کا جامِ گیتی نما ہے بیشک ایک نوشتۂ روحانی ہے نقش نگار دانۂ
دستِ تقدیر اور الحق ایک ہندسۂ آسمانی ہے پرکارِ قلم قدرت سے جلوہ نمائے جمالِ ولیدہ ایک ظلمت ہے ہزاروں
نور سے لبریز بلکہ ایک نور ہے وانع بزاظلمتِ سوادِ جسم اقلیمِ آگاہی کا ایک نقش و نگار ہے بلکہ شہرستانِ معانی کا
ایک سوادِ اعظم ایک ابرِ سیاہ کہ جسسے باران روشنی برستا ہے بلکہ ایک شبِ تاریک کہ لمعاتِ برق ہوش افزا
اوس سے آشکار خط اگر نہو تو آج ہرگز زندہ نہ رہتا اور دلونکو اگلے زمانہ والونکا تحفہ نہ پہونچتا ہر چند اونہوں نے
حروف کو ایک کاجل کا پتلا سمجہتے ہیں مگر معنی دان عقیلہ چراغِ معرفت جانتے ہیں ایک طلسم حیرت ہے
کہ باوجود افتادگی کے روانی رکہتا ہے اور باوجود خموشی کے گویائی اور باوجود پابستگی کے بلند پروازی

بیت

اگر قیدِ کتابت بود گو باشد | شگفتہ معنی رنگین و لفظ جان پرور

کاتب وہ ہے کہ علمِ ادب خوب جانتا ہو اور فنونِ علومِ متنوعہ سے عارف ہو اور پہر کے اشعار کا مطالعہ
فرماتے اور بہترین ابیات کہ تحریر میں جنکا زیادہ اتفاق پڑے اوسکو خوب حفظ ہوں اور ہر فرقہ کے احوال
واخبار سے واقف اور ہر گروہ کے مراتبِ طبقات کا عارف ہو اور ہر شخص کے مناسب حال تعریف کرسکے
اور اختصار کا محل اور طولِ کلام کا موقع حسب دلخواہ سمجہتا ہو کہ ناحق حسبِ حال اور آئین کی تشبیہ ہو کہ فصیح بلیغ
ہونے اور اختصار و بلاغت کا شیوہ محل میں نکلا اور پیشاوں اور دوستوں مقارن و الفاظ مختصر مناسبہ و محاطبہ نہ دیے

رباعی

با یار بگو از غم پنهان باید گفت | با چه پنهان ... سخن باید گفت
تا منفصل و متصل نکند چندین مو | چون با تو کنی سخن ... باید گفت

جوہر شناس نے کہا کہ مرحبا اے خوبرو پرور والا گوہر آپ کی تقریر بے نظیر تحریر کی تصویر ہے اور فصاحت کلام بلاغت نظام بدرجہ نہایت دلپذیر مگر میں امیدوار ہوں کہ خط و کتابت کے قواعد و ضوابط اور کاتب و مکاتبت کے شرائط وغیرہ سے بھی کچھ حالِ غرابت اشتمال بیان فرمائیں کہ حاضرینِ انجمنِ امتحان مستفید و مستفیض ہو کر لطفِ کافی و حظِ وافی اٹھائیں

شہزادۂ دانش پناہ نے ارشاد کیا کہ اے وزیرِ عطارد نظیر منشیانِ نامہ نگار و کاتبانِ واقف کار کو چند باتوں کی رعایت ضرور ہے حتی المقدور لغاتِ ثقیل و مشکل اور عباراتِ غیر محاورہ اور تکرارِ الفاظ اور کلماتِ غیر فصیح اور دشنام و سخت گوئی وغیرہ اور جو لفظ کہ سوم و دوم میں مشترک ہوں اون سے احتراز واجب سمجھیں اور حروف تمام و کمال صحیح و درست لکھا کریں اور جس طرز و انداز پر خط شروع ہو آخر تک اوسکی رعایت ملحوظِ خاطر رہے اور ایک لفظ کو دو ٹکڑے کر کے لکھنا مناسب نہیں کہ آدھا لفظ ایک سطر کی آخر میں اور آدھا لفظ دوسرے سطر کے شروع میں خلافِ قاعدہ املا کے ہے اور یاد رکھنا چاہیے کہ خط کو مکتوب اور خط لکھنے والے کو کاتب اور جسکے نام پر خط لکھا جائے اوسکو مکتوب الیہ اور جسکی طرف سے خط روانہ ہو اوسکو مکتوب منہ کہتے ہیں کاتب کو ضرور ہے کہ اول مکتوب الیہ کا مرتبہ سوچ لے کہ بڑا ہے یا چھوٹا یا برابر اور مرتبہ کچھ عمر پر موقوف نہیں بلکہ کبھی مال پر کبھی کمال پر اور کبھی سن و سال پر خیال کیا جاتا ہے چنانچہ کوئی امیر عمر میں چھوٹا ہو اور کوئی غریب مفلس بڑا ہو تو وہ شخص امیر کو لڑکا سمجھ کر برخوردار یا امیر اوسکو بڑا جانکر قبلہ و کعبہ کبھی نہ لکھے گا پس معلوم ہوا کہ فضل و کمال کا خیال کرنا اغیار میں اور سن و سال کا دیکھنا رشتہ داروں میں لازم ہے یعنے اگر کوئی شخص علم و فضل کی راہ سے رتبہ میں بڑا یا برابر ہو ہر چند کہ عمر میں چھوٹا ہو مگر القاب اوسکے رتبہ کے موافق تحریر کرنا مناسب ہے علے ہذا القیاس اوستاد اور پیر اور عالم و فاضل وغیرہ اور برادر خورد یا فرزند یا ہمشیرزادہ یا برادر زادہ رتبہ میں بڑا ہو چنانچہ باپ جاہل اور بیٹا فاضل یا بڑا بھائی فقیر اور چھوٹا بھائی امیر ہو تو وہاں رتبہ کا لحاظ کیا جائے گا فقط عمر دیکھی جائیگی یعنے باپ بیٹے کو ہر حال میں فاضل ہو خواہ جاہل ہمیشہ برخوردار اور بڑا بھائی چھوٹے بھائی کو عزیز از جان لکھے گا جب یہ امر دریافت ہوا تو اب سمجھنا چاہیے کہ خطوط نویسی دو قاعدوں پر مشتمل ہے ایک طریقہ عوام الناس کا اور دوسرا کاتبانِ خاص کا پس اول ہم سہل الاصول طریقہ کہ جو مروجہ عام ہے بیان کرتے ہیں

اے جوہر شناس روشن قیاس قسمِ اول میں مکتوب الیہ کی صفت پانچ قسم پر منقسم ہے **اول قرابت** جیسے بھائی صاحب چچا صاحب یا خالہ صاحبہ ہمشیرہ صاحبہ وغیرہ **دوم خطاب** جیسے نواب صاحب راجہ صاحب یا بیگم صاحبہ رانی صاحبہ وغیرہ **سوم صفات** جیسے منشی صاحب اور مولوی صاحب یا آپو صاحبہ وغیرہ **چہارم عہدہ** جیسے قاضی صاحب اور چودہری صاحب یا چودہراین صاحبہ **پنجم ذات** جیسے شیخ صاحب میر صاحب مرزا صاحب خانصاحب لالہ صاحب یا بی بی صاحبہ وغیرہ اور ان صفتوں کے پہلے اکثر جناب اور حضرت وغیرہ کا لفظ بھی زیادہ کرتے ہیں اور اسکو مقدمۃ القاب کہتے ہیں اگرچہ مراتب مکتوب الیہ کے بہت اقسام ہیں ازانجملہ

ہمسر کا درجہ تین قسم سے خالی نہیں اول ہمسر مطلق کہ سب طرح اپنے برابر ہو پس اگر مرد ہے تو صاحب مشفق مہربان
کرمفرمای مخلصان اور عورت ہے تو صاحبہ مشفقہ وغیرہ دوم وہ ہمسر کہ رتبہ میں کچھہ بڑا ہو تو اسکو صاحب عالیشان قدردان
معدن فیض و احسان اور عورت کیواسطے صاحبہ مشفقہ مکرمہ وغیرہ سوم وہ ہمسر کہ رتبہ میں کچھہ کم ہے تو صاحب مہربان
دوستان اور عورت کو صاحبہ عصمت مآب لکہیں گے علیٰ ہذا القیاس بڑے کا بھی یہی حال ہے مثلاً اگر رتبہ میں کچھہ
بڑا ہے جیسے کہ برادر کلان یا ہمشیر کلان تو مرد کو صاحب قبلہ و کعبہ امیدگاہ فدویان اور عورت کو صاحبہ مکرمہ کہتران
وغیرہ اور جو اوس سے بھی زیادہ ہے جیسے کہ باپ اور پیر اور والدہ اور پیرانی تو مرد کو قبلۂ کونین و کعبۂ دارین و مرشد
برحق اور عورت کو صاحبہ مکرمہ معظمہ محترمہ وغیرہ اور جو بہت بڑا ہے جیسے کہ بادشاہ اور بادشاہ بیگم تو مرد کو قبلۂ عالم
و عالمیان اور عورت کو جناب عالیہ خاتون مخدرات زمان و زمانیان وغیرہ لکہتے ہیں اسی طرح پر اگر کچھہ چھوٹا ہے
جیسے چھوٹا بھائی اور بیٹا یا چھوٹی بہن اور بیٹی تو مرد کو برادر عزیز از جان اور برخوردار نور الابصار اور عورت کو
ہمشیرہ عزیزہ اور نور چشمی و قرۃ العینی وغیرہ اور جو اوس سے بھی کم ہے جیسے رفیق و ملازم تو مرد کو عزیز القدر شرافت
پناہ اور عورت کو عصمت پناہ عفت دستگاہ وغیرہ اور جو بہت چھوٹا ہے جیسے غلام یا خدمتگار تو مرد کو معتمد دولت
اور فدوی خاص اور عورت کو فدویہ خاص وغیرہ اور کبھی شخص کم رتبہ کا صرف نام لکھکر مطلب شروع کر دیتے ہیں اور
ایسی تحریر جب ہوتی ہے کہ امرا اپنے ملازم کو بخطِ خاص سے رقعہ لکھتے ہیں اسکو القاب کہتے ہیں اور بعد
القاب کے ایک جملہ دعا کے طور پر لکھا جاتا ہے جیسے ہمسر کیواسطے زاد لطفہ دام عنایتہ و سلمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ اور بزرگ
کیواسطے دام برکاتہ و ظلہ العالی و خلد اللہ ظلہ وغیرہ اور چھوٹونکے واسطے طال عمرہ اور بجانیت باشند وغیرہ
مگر سلامت ایسا لفظ موضوع ہوا ہے کہ ہر درجہ پر اطلاق رکہتا ہے جیسے غریب پرور سلامت اور جناب قبلہ گاہی
سلامت اور صاحب مشفق مہربان سلامت اور عزیز القدر نور چشم راحت جان سلامت وغیرہ مگر اونکے
ملازم کیواسطے فارسی میں امیدوار بودہ بداند اور اردو میں مستعد الخدمت کو معلوم ہو لکہتے ہیں اسکو ادعیہ
کہتے ہیں پس مقدمۂ القاب اور القاب اور ادعیہ ملکر ایک القاب کہلاتا ہے اور اسکے بعد ہے تحیت
اور اشتیاقیہ اور ملاقاتیہ اور صفت ملاقاتیہ اور اظہار مدعا ان سب کو ملا کر آداب کہتے ہیں مثلاً ہمسر کو
سلام و نیاز اور بڑے کو بندگی و کورنش و تسلیم اور چھوٹے کو دعا و درازی عمر وغیرہ لکہتے ہیں یہ تحیت ہے
اور ہمسر کو شوق و اشتیاق اور بزرگ کو تمنا و آرزو اور خرد کو خواہش جو لکہتے ہیں منشیونکی اصطلاح میں صرف
اسکو اشتیاقیہ کہتے ہیں اور لفظ اشتیاقیہ کے بعد ہمسر کے واسطے ملاقات و مواصلت اور وصال و معانقۂ جسمانی اور
بزرگ کیواسطے ملازمت اور حضوری خدمت اور قدمبوسی اور چھوٹے کے لئے دیدار و دید بوسی جو لکہتے ہیں اوسکو ملاقاتیہ
کہتے ہیں اور ملاقاتکی صفت میں جو فقرہ لکھا جاتا ہے جیسے ملاقات بہجت آیات اور ملازمت کیمیا خاصیت اور دیدار

فرحت آثار وغیرہ اوسکا نام صفتِ ملاقاتیہ ہے اور بعضے انشاپرداز اسکے ذیل مین ایک صفتِ بیانیہ کے بعد چند کلمات مبالغہ زیادہ کرتے ہین جیسے کہ فارسی مین زیادہ از حدِ بیان است اور اردو مین بے حد و نہایت ہے مگر یہ بھی اوسکے ضمن مین سمجھنا چاہیے اور جو تحریر مطلب کی خبر دیتے ہین جیسے ہمسر کو فارسی مین مکشوفِ خاطرِ محبت مظاہر باد میگرداند اور بڑے کو معروض میدارد اور بعرضِ عالی میرساند اور چھوٹے کو بمطالعہ نماید یا نگارش میرود لکھا جاتا ہے اور اردو مین ہمسر کو لکھتا ہون اور بڑے کو فدوی عرض کرتا ہے اور چھوٹے کو واضح ہو وغیرہ اسکو اظہاریہ کہتے ہین غرضکہ تحیت سے اظہاریہ تک سب آداب ہے اور ادنے شخص کو خواہ مرد ہو خواہ عورت آداب نہین لکھا جاتا اور اسطرح عورت کو اشتیاقیہ اور ملاقاتیہ لکھنا مناسب نہین مگر درجہ اعلے کے واسطے فدوی بھی تک اور اگر مکتوب الیہ کا خط آیا ہے تو ہمسر اسکے خط کو الطافنامہ اور محبت نامہ اور نامۂ نامی وغیرہ اور بڑے کا خط ہے تو نوازشنامہ اور مفاخرت نامہ اور فرمانِ واجب الاذعان اور منشورِ کرامت نشور وغیرہ اور چھوٹے کا خط ہے تو مکتوبِ مرغوب اور خطِ فرحت نمط اور رقعی مرسلہ وغیرہ نگارش کرتے ہین اور جو مکتوب نے اپنا خط ارسال کیا ہے تو اوسکا بھی یہی قاعدہ ہے کہ ہر ایک درجہ کے مطابق اوسکو منسوب کرین چنانچہ ہمسر ہمسر کو لکھا ہے تو اوسکے مقابلہ مین اپنے خط کو رقیمۂ الوداد اور رقیمۂ نیاز اور اشتیاقنامہ وغیرہ اور بڑے کے مقابلہ مین اپنے خط کو عرضی اور عرضداشت وغیرہ اور چھوٹے کے مقابلہ مین اپنے خط کو قطعہ خط لکھتے ہین لیکن بہت ادنی کے مقابلہ مین اپنی تحریر کو شقہ اور پروانہ لکھنا چاہیے یہ سب اسماء خطوط کہلاتے ہین اور جو اپنے نام کسی کا خط پہونچے تو اوسکی رسید لکھنے کا یہہ طریقہ ہے کہ اگر ہمسر کا خط پہونچا ہے تو فارسی مین وصولش فرحت نمود اور رنگِ وصول ریخت وغیرہ اور اردو مین محبت نامہ کے پہونچنے سے نہایت سرور حاصل ہوا وغیرہ اور بڑے کیواسطے ورود فرمود اور شرفِ صدور بخشید اور بنزولِ اجلال فرمود وغیرہ اور چھوٹے کیواسطے رسید اور بمطالعہ گذشت رقم کرتے ہین اسکا نام رسیدِ خط ہے بعضے شخص کلماتِ تحریہ وسروریہ ان الفاظ کے ساتھہ ملاکر اسطرح لکھتے ہین کہ وصول نمودہ جمعیتِ ظاہر و باطن افزود اور پرتو ورود افگندہ باعثِ مفاخرت گردید اور رسیدہ مسرور گردانید وغیرہ چنانچہ اردو مین اسکی یہہ طرز ہوگی کہ ہمسر کے واسطے محبت نامہ کے پہونچنے سے نہایت سرور حاصل ہوا اور بڑے کے سطے فرمانِ عالی کے ورود فرمانے سے عزت و سربلندی حاصل ہوئی اور چھوٹے کو تمہارا خط پہونچا جس سے نہایت خوشی ہوئی اور ادنی کو عرضی فرستادہ ملاحظہ سے گذری وغیرہ اور فارسی مین اپنے خط کے پہونچنے کو ہمسر کے مقابلہ مین بملاحظہ در آمدہ باشد. اور بوصول گردیدہ باشد اور بڑے کے مقابلہ مین بملاحظۂ اقدس درآمدہ باشد. اور از نظرِ فیض منظر پایانِ حضورِ لامع النور

ورگذشتہ باشد اور چھوٹے کو بمطالعہ درآمدہ باشد یا رسیدہ باشد وغیرہ اور اردو میں ہمسر کو ملاحظہ میں آیا ہوگا
اور بڑے کو نظر سے گذرا ہوگا اور چھوٹے کو پہونچا ہوگا وغیرہ اسی وجہ سے گیارہ باتیں جو
بیان کی ہیں یعنے مقدمہ القاب اور القاب اور ادعیہ اور آداب اور تحیت اور اشتیاقیہ اور ملاقاتیہ اور صفت
ملاقاتیہ اور اظہاریہ اور اسماے خطوط اور رسید خط انمیں مکتوب الیہ کے تین مرتبے ہیں اور ہر مرتبہ کے تین تین درجے
جداگانہ بخوبی معلوم ہو چکے ہیں اب آگے جو مقامات ہم اظہار کرینگے انمیں تفریق مراتب تکلف سے خالی نہیں
لہذا ہم بطریق اختصار بیان کرتے ہیں پہر فرمایا کہ اب انمیں گیارہ چیزیں اور باقی ہیں اول اور اکیہ یعنے
خطوں کے مطلب سمجھنے کی عبارت جو لکھتے ہیں مثلاً فارسی میں ہمسر کو اسطرح لکھا جاتا ہے مضمون عطوفت
مشحون پیرایہ انصرام یافت اور بڑے کو ارشاد فیض بنیاد مطلع فرمود اور چھوٹے کو بر حقیقت مندرجہ اطلاع
دست داد یا مدعاے مسرودہ معلوم شد اور اردو میں یہہ مطلب اسطرح لکھا جاتا ہے حقیقت مندرجہ کو بخوبی سمجھا او
ارشاد فیض بنیاد سے فرازاہی آگاہ ہوا یا آگاہی حاصل ہوئی اور حال دریافت ہوا یا حقیقت مرقومہ واضح ہوئی
دوم کاتب یعنے فارسی میں خط لکھنے والا اپنی بہ نسبت ہمسر کے مقابلہ میں این مخلص اور این نیازمند وغیرہ
اور بڑے کے مقابلہ میں این فدوی این خادم این نمک پروردہ این کمترین وغیرہ اور چھوٹے کے مقابلہ میں
من اور ما اور اینجانب اور ما بدولت وغیرہ لکھینگے اور اردو میں ہمسر کے مقابلہ میں نیازمند مخلص و بندہ ودود آر
اور بزرگ کے مقابلہ میں فدوی و کمترین و غلام اور چھوٹے کے مقابلہ میں ہم اور یہ اہی الخیر اور راقم اور دعاگو وغیرہ
تحریر کرینگے سوم نام مکتوب الیہ پس خط لکھنے والا اگر ہمسر ہے تو فارسی میں اکرم مشفق المخدوم المکرم
المشفق المہربان اور بڑے کو قبلہ حضرت الجناب خداوند نعمت اور حضور اور بندگانعالی اور ملازمان والا
اور بندگان حضور اور چھوٹے کو نور چشم برادران برخوردار لخت جگر آن نور دیدہ آن سعادتمند ارجمندی
خاص وغیرہ اور اردو میں ہمسر ہو تو آپ اور بڑا ہو تو جناب اور حضور اور چھوٹا ہو تو تم لکھنا چاہیے چہارم
صفت شخص غیر یعنے اگر خط میں دوسرے شخص کا ذکر منظور ہے تو اوسکے رتبہ کے موافق اوسکا القاب مع نام
لکھتے ہیں اور اگر نام اوس شخص کا مکرر لانیکی ضرورت ہو تو صاحب موصوف یا جناب ممدوح یا عزیز نامبردہ کفایت
کرتا ہے اور اکثر کاتب بہ تشخصہ مکرم الیہ اور معظم الیہ اور معزی الیہ اور مشفق الیہ اور مشارالیہ رقم فرماتے ہیں
پنجم اپنے آنیکا حال اوسکو اسطرح لکھتے ہیں کہ ہمسر کے مقابلہ میں بندہ حاضر ہوا تہا اور بڑے کے مقابلہ میں
کمترین مشرف خدمت ہوا تہا اور کمترین ملازمت کو اور غلام قدمبوسی کو حاضر ہوا تہا اور چھوٹے کے مقابلہ میں
ہم تمہارے ہیاں گئے تہے یا میں تمہارے پاس آیا تہا یا حضور پایہ دولت رونق افروز ہوئے تہے ششم مکتوب الیہ کے
آنے جانیکا حال پس اگر ہمسر ہو تو اوسکے آنیکو آپنے کرم فرمایا تہا اور تشریف لائے تہے اور بڑے مرتبہ

فرمایا تھا اور جانیکو آپ جب تشریف لیگئے ہیں اور بڑے کو جناب یا حضور رونق افروز ہوتے تھے یا جب سے
اوس طرف تشریف فرما ہوے اور چھوٹے کو یہاں آئے تھے یا حاضر ہوتے تھے اور جب سے اوس طرف سدہارے ہو
یا اودہر گئے ہو یا اوس طرف روانہ ہوئے ہو **ہشتم کوئی چیز ارسال کرنی** پس اگر ہمسر کو بھیجی ہے تو لکھنا
چاہیے کہ آپکے پاس بھیجی ہے یا روانہ کی اور بڑے کو لکھیں کہ خدمت عالی یا حضور والا میں ارسال کی اور چھوٹے کو لکھیں
کہ تمہارے پاس یا تمکو بھیجی ہے **نہم کوئی چیز طلب کرنی** اگر ہمسر سے طلب منظور ہے تو لطف فرماتے اور
بڑے سے طلب کریں تو مرحمت فرمائی اور چھوٹے سے طلب کیجاتے تو روانہ کرو اور بھیجو وغیرہ **دہم مطلب**
اسمیں قید ممکن نہیں یعنے ہر شخص جداگانہ مطلب تحریر کرتا ہے پس کاتب کو یہہ بات ملحوظ خاطر رکھنی ضرور ہے
کہ رواج مکتوب الیہ میں کسیطرحکا قصور واقع نہو دہم خاتمہ اور اوسکا طریق یہہ ہے کہ مطلب تمام ہونیکے بعد ہمسر کو
لکھے کہ زیادہ کیا تصدیع دوں اور زیادہ کیا تکلیف دیجاتے اور کیا گذارش کرے اور فارسی میں یعنے اسکے
بعد فقرہ دعائیہ اور بھی بڑہاتے ہیں چنانچہ ایام جمعیت وشادمانی بکام باد اور عمر ودولت روزافزون
ودرترقی وتزاید باد وغیرہ اور اردو میں جو دعائیہ فقرہ منظور ہو تو اسطرح تحریر کریں خوشی وشادمانی ہمیشہ نصیب رہے
اور عمر ودولت روز بروز زیادہ ہو اور اسصورت بڑوں کیواسطے زیادہ حد ادب اور زیادہ کیا عرض کرے اور
واجب جانکر عرض کی اور سایہ انکا ہمارے سر پر ہمیشہ رہے اور آفتاب دولت واقبال تابان رہے اور چھوٹے کو
زیادہ کیا لکہا جاتے تاکید جانو اور تھوڑے لکھے کو بہت سمجھو اور لکھنے کے موافق عمل میں لاؤ **یازدہم لفافہ**
یعنے جس کاغذ میں خط لپیٹا جاتا ہے اوسکو لفافہ کہتے ہیں وہ ایک طرف سے بالکل صاف اور دوسری طرف سے
بند ہوتا ہے اوسکو لاکہہ اور چپڑی اور ذیفرا اور گوند اور لیٹی وغیرہ سے وصل کرتے ہیں جدہر صاف ہوتا ہے
اوس طرف پہلی سطر کے شروع میں لفظ انشاء اللہ تعالی یا بعونہ تعالی یا بفضلہ وکرمہ وغیرہ لکہکر اوسکے برابر دوسری
سطر میں پتا اور نشان اور ملک اور مقام وغیرہ کا جہاں خط بھیجنا منظور ہے اور محلہ کا اور مکتوب الیہ کا نام مع
القاب لکہا جاتا ہے اور اوسکے نیچے ایک کنارہ کے متصل سطر منحرف میں خط پہونچنے کیواسطے دعا کے طور پر
جو لفظ علے قدر مراتب مقرر ہیں تحریر کئے جاتے ہیں چنانچہ ہمسر کے واسطے بمطالعہ ساطعہ یا بمطالعہ سامی یا بمطالعہ
یا بسامع عزت یا بگرامی خدمت صاحب شفیق مکرم مظہر لطف وکرم فلانے زاد عنایتکم موصول باد اور بڑے
کیواسطے بنظر فیض اثر یا بشرف خدمت یا بالجائے عزت یا بحضور فیض گنجور جناب مستطاب قبلہ وکعبہ دوجہان امیدگاہ
فدویان فلانے دام ظلہم معزز باد اور چھوٹے کیواسطے بمسرت مطالعہ یا بمطالعہ مباہجہ برادر عزیز از جان قوت
بازوے ناتوان فلانے طال عمرہ درآید پس دعا القاب کے اول مکتوب الیہ کا نام ضرور ہے اور القاب سے
پیشتر مکتوب الیہ کے شہر ومحلہ کا نام لفافہ پر تحریر کرنا لازم ہے اور کاتب کو مناسب ہے کہ اپنے نام سے پہلے

اپنے خط کا نام حسب لیاقت درج کرے چنانچہ رقیمہ الوداد یا عریضہ نیاز یا تحریرہ یا التماسہ وغیرہ اور اس مقام پر اپنا
نام لکھے اور اسکے بعد ایک نقطۂ دعائیہ اپنے تئیں رقم کیا جاتا ہے جیسے غفرلہ یا عفی عنہ وغیرہ اور اسکے نیچے اوس
شہر کا نام لکھتے ہیں کہ جس مقام سے خط روانہ کیا جاتا ہے اور پھر تاریخ اور مہینا اور سنہ اور روز وغیرہ
مگر شقہ یا پروانہ یا اوس کے نام کا جو خط ہوگا اوسکے لفافہ پر مطالعہ اور فقرہ دعائیہ جو خط ہوتے ہیں تب ہی لکھتے ہیں
نہیں لکھا جاتا صرف پتہ اور القاب اور نام لکھدیتے ہیں یہہ گیارہ باتیں جو بیان تمام ہوچکیں بس یہ باتیں ضروری
تحریر میں کاتب کو خیالِ مراتب کیواسطے کافی ہیں اب ایک بات اور کہنی باقی ہے یعنے اہلِ اسلام کا دستور ہے
کہ جب کسی پیغمبر کا نام لکھتے ہیں تو اوسکے بعد علیہ السلام اور اپنے پیغمبر کے نام نامی کے ساتھہ صلے اللہ علیہ وسلم
اور اونکے اصحاب کیواسطے ایک ہو تو رضی اللہ عنہ اور دو ہوں تو رضی اللہ عنہما اور تین یا زیادہ ہوں تو رضی اللہ عنہم
اور اولیاء اللہ کے نام کے ساتھہ رحمۃ اللہ علیہ یا قدس اللہ سرہ وغیرہ اور کوئی شخص انتقال کر گیا ہو تو مرد کو
مرحوم و مغفور اور عورت کو مرحومہ و مغفورہ اور بادشاہ کے تئیں حضرت خلد مکان اور جنت آرامگاہ یا بعد وفات کے
جو لقب اونکے واسطے مقرر ہوا ہو جیسے عرش آشیانی وغیرہ اور ہندو مر گیا ہو تو معزز کے واسطے بیکنٹھ باشی
اور عوام کے لیے سرگباشی یا آنجہانی لکھنے کا دستور ہے مگر بعضے بسبب اختصار کے صرف اشارہ کر دیتے ہیں جیسے
صلعم اور رضہ اور سلام اور رحمہ اور رضہ وغیرہ اور تحریر خطوط کی طرز مروجہ میں عوام کا یہہ دستور ہے کہ بہت بڑا اور چوڑا
ایک کاغذ مستطیل یعنے لمبا لیکر پیشانی پر ایک الف کھینچیں یا سات سو چھیاسی کا ہندسہ یعنے بسم اللہ
(۷۸۶) بسم اللہ الرحمن الرحیم کے اعداد ہیں اور پیشانی چھوڑکر ایکطرف سے سیدہی سطریں متوازی لکھیں اور
کنارہ پر دست راست کے جانب ترچھی سطریں نگارش کریں اور بزرگ کے خط کی صورت یا تو ایسی ہوتی ہے
یعنے دونوں طرف کے حاشیہ توڑکر پیشانی چھوڑکر پہلی سطر کے تئیں القاب اور اوسکے بعد سب سطریں سیدہی
متوازی لکھتے ہیں یا ترچھی لکھی جاتی ہے یعنے اول سیدہا ایک خط کھینچکر اوسکے اوپر القاب اور نیچے سیدہی
سیدہی سطریں لکھتے ہیں اسے دہرے چہرا ایک طریقہ تحریر ہے طرز مکاتبت کے دوسرا یہی ہے چنانچہ اوسکو دستاویز
کہتے ہیں یعنے جب بات کو دو یا چند شخصوں میں جو کچہہ معاملہ قرار پاکر کوئی کاغذ لکھا جاتا ہے تو اوسکو وثیقہ
اور دستاویز کہتے ہیں اور اس زمانہ میں اسکا رواج بکثرت ہے چنانچہ جو دستاویزات عوام الناس
میں بالفعل مروج ہیں اونکی تفصیل یہہ ہے تمسک اقرار نامہ مچلکا بیعنامہ رہن نامہ ہبہ نامہ نکاح نامہ محضر نامہ
مختار نامہ وکالت نامہ سرخط پٹہ قبولیت ضمانت عاریت نامہ امانت نامہ تملیک نامہ رسید فیصل الوصول
فارغخطی راضی نامہ صلحنامہ فیصلنامہ وصیت نامہ تقسیم نامہ وغیرہ جو کہ یہہ بیس قسم کے کاغذ معروف و مشہور ہیں
لہذا ہم اسکا سرسری بیان کرتے ہیں چنانچہ تمسک اوس دستاویز کو کہتے ہیں کہ کوئی کسی سے کچہہ روپیہ

قرض لیکر دستاویز لکھدے قرض دینے والیکو دائن اور قرضخواہ اور قرض لینے والیکو مدیون اور قرضدار اور قرض کو دین اور وام کہتے ہین اور قرض دینے والا جو مانگے تو اوسکو تقاضا اور لینے والا جو دے تو اوسکو ادا اور صبح و شام کا وعدہ کرے تو اوسکو لیت و لعل اور حیلہ حوالہ اور ٹالے بالے کہتے ہین **اقرار نامہ** اوس دستاویز کو کہتے ہین کہ کوئی کسی بات کا قول و اقرار کرکے اوسکا کاغذ لکھدے اور نقشہ اوسکا نقشہ تمسک کے طور پر **مچلکا** اور اقرار نامہ دونون طرز تحریر مین یکسان ہین مگر یہہ فرق ہے کہ اقرار نامہ کبھی آپس مین بھی لکھا جاتا ہے اور مچلکا صرف حاکم کے حضور مین لکھتے ہین **بیعنامہ** اوس دستاویز کو کہتے ہین کہ کسی چیز کی فروخت کا اقرار بیچنے والیکیطرف سے خریدار کے نام لکھا جاتا ہے بیچنے والے کو بائع اور لینے والیکو مشتری اور بکی ہوئی چیز کو شے مبیعہ اور قیمت کو ثمن کہتے ہین اور جو حاکم کسیکی جایداد کی فروخت کا حکم دیتا ہے اوسکو نیلام اور جو وہ جایداد لیتا ہے اوسکو خریدار نیلام اور نیلام دار اور اوس بیع کی سند کو قبالہ نیلامی کہتے ہین بیعنامہ یا قبالہ نیلامی مین سکا تمام حلیہ اور کیفیت اور زمین یکسر اور حدود اربعہ وغیرہ تفصیل وار تحریر کرتے ہین بیعنامہ مالک مکان کیطرف سے گواہون کے روبرو لکھا جاتا ہے اور قبالہ نیلامی حاکم کیطرف سے اور اس دستاویز پر عامل نیلام اور حاکم محکمہ کے دستخط اور عدالت کی مہر لازم ہے **رہن نامہ** اوس دستاویز کو کہتے ہین کہ جسمین کسی چیز کے گرو کرنیکا حال بالعوض کسقدر روپیہ کے لکھا ہو اور اسکی کئی صورتین ہین مگر دستاویز مین رضامندی طرفین کی شرطین ہوتی ہین اور جو زر رہن ادا کرکے اپنی چیز چھوڑا لیتے ہین اوسکو فک رہن اور انفکاک رہن کہتے ہین **ہبہ نامہ** اوس دستاویز کو کہتے ہین کہ جسمین کسیکی طرف سے کسیکے نام کسی چیز کے بخشدینے کا حال لکھا جائے ہبہ کرنے والیکو واہب اور جسکے نام ہبہ کیا ہو اوسکو موہوب لہ کہتے ہین ہبہ کی دو صورتین ہین ایک یہہ کہ مفت کوئی شے کسیکو بخشدے اوسکو صرف ہبہ کہتے ہین اور جو واہب نے موہوب لہ سے ایک قبضہ شمشیر یا پچاس روپیہ نقد وغیرہ یعنے کوئی چیز لیکر ایک باغ یا ایک گاؤن یا ایک مکان وغیرہ ہبہ کردیا تو اوسکو ہبہ بالعوض کہینگے مگر اس دستاویز کی تحریر مین کچھہ فرق نہین صرف ہبہ اور ہبہ بالعوض کا تفاوت ہے رہن نامہ اور ہبہ نامہ دونون بیعنامہ کی طرز پر لکھے جاتے ہین **نکاح نامہ** جس کاغذ مین صورت نکاح اور تعین مہر کا حال لکھا جائے اوسکو نکاح نامہ یا کابین نامہ یا مہر نامہ کہتے ہین دولہہ کو ناکح اور دولہن کو منکوحہ لکھتے ہین اور اس کاغذ مین حمد و نعت کے کچھہ نکاح کی خوبی اور ناکح و منکوحہ اور وکیل اور دو گواہون کا نام اور اقرار نکاح اور تعداد مہر اور اگر کوئی شرط قرار پائی ہو تو وہ شرط اور قاضی شرع کی مہر و دستخط اور حضار محفل کی گواہیان ہوتی ہین **محضر نامہ** کسی احوال کو ثابت کرنیکے واسطے جو کاغذ لکھکر واقف کارون کی مہر اور گواہیان لکھالیتے ہین اوسکو محضر نامہ اور صورت حال کہتے ہین **مختار نامہ** وہ ہے کہ کسی کام کیواسطے مختار کرکے مختاری کی سند اوسکو لکھدین اور جسطرحکا اختیار منظور ہو اوس کاغذ مین ثبت کرین **وکالت نامہ** وہ ہے کہ کوئی شخص کسی محکمہ مین حاکم کی

جانب سے مختارکی عہدہ پر مقرر ہوا ہو اونکے نام وکالت کی سند لکھی جاوے یا وکیل کا مختارنامہ جو عدالت سے مقرر ہے وہ یا بتراضی
یا بوعدہ کرکے راضی کرتے ہیں اور جو شخص اپنی طرف سے وکیل مقرر کرتا ہے اوسکو موکل کہتے ہیں خط
اور سے کہتے ہیں کہ جو کوئی کسیکا مکان کرایہ پر لیکر اوسکو دستاویز لکھدے یا اوسی قسم کے لوگون کو نوکر رکھکر
اونکی نوکری کا کاغذ لکھے پٹہ سرکار جو زمیندار کو گانون کی بابت یا زمیندار رعیت کو اراضی کی بابت یا سرکار
یا زمیندار کسی گانون یا کسیقدر زمین کا محصول مقرر کرکے کسیکو اجارہ دیکر دستاویز لکھدے تو اوسکو پٹہ کہتے ہیں
اور دوسرے قسم کے معاملہ کو اجارہ اور ٹھیکہ اور اوس اجارہ دینے والیکو مجر اور لینے والیکو مستاجر اور ٹھیکہ دار
کہتے ہیں قبولیت رعیت یا مستاجر وغیرہ جو قبول و اقرار کی دستاویز کسی زمیندار کو یا ٹھیکہ دار کو اور
زمیندار سرکار کو لکھدے اوسکو قبولیت کہتے ہیں ضمانت کسیکی طرف سے کسی بات یا کسی چیز کیواسطے اپنی
ذمہ داری لکھدے تو اوسکو ضمانت اور لکھنے والیکو ضامن کہتے ہیں اور اسکے چند اقسام ہیں یعنے کسیقدر زرعینہ کا
ذمہ دار ہوکر دستاویز لکھے تو مالضامنی ہے اور اس شرط سے کہ جسقدر یہ شخص تصرف کریگا ہم اوسکو ادا
کرینگے تو اسکو تصرف ضمانی کہتے ہیں اور یہ تحصیلین ہوتی ہے یا عدالت میں کسیکے خرچہ وغیرہ کی ذمہ داری
لیجاتی ہے اور جو کسیکے حاضر کردینے کا ذمہ کیا ہے تو حاضر ضامنی اور کسی کام کی ذمہ داری کی ہے تو فعل ضامنی
عاریت نامہ یعنے کسی سے کوئی چیز ایکزمان معین کیواسطے مانگ لیجاوے اور اوسکی دستاویز لکھی ہو تو اوسکو
عاریت نامہ کہتے ہیں امانت نامہ وہ ہے کہ اگر کسیکی کوئی چیز اپنے پاس رکھکر دستاویز لکھدے تو اوس کو
امانت نامہ کہتے ہیں اور ان دونوں کا مقصود ہے تملیک نامہ جو ملکیت میں ہے کوئی چیز کسیکو دیکر مالک
کردیتے ہیں اونکی دستاویز جو لکھی جاوے اوسکو کہتے ہیں رسید کبھی روپیہ خواہ کوئی چیز کسی سے لیکر جو دستاویز
لکھدی جاوے اوسکو کہتے ہیں اور یہ دستاویز کبھی رقعہ کے طور پر بھی لکھی جاتی ہے قبض الوصول بھی رسید کے
طور ہے مگر جو تنخواہ یا کوئی روپیہ معین مثل ششماہی یا سالانہ وغیرہ کے وصول کا اقرار کیا جاتا ہے اکثر اوسکو قبض الوصول
کہتے ہیں فارغخطی کسی سے لین دین کے حساب کا تصفیہ اور روپیہ سب ادا ہو یا بیباق ہوکے لکھوائی جاتی ہے یا اپنے
نوکر سے حساب سمجھکر دستاویز لکھدیجاتی ہے صفائی نامہ بھی اوسکو کہتے ہیں راضی نامہ مدعی کسی پر نالش کرے اور پھر کسیطرح
راضی ہوکر جو دستاویز لکھدے اوسکو کہتے ہیں لیکن جو نالش سے دست بردار ہوکر خود باز آوے تو اوسکو بازنامہ
کہتے ہیں صلحنامہ راضی نامہ کے مانند ہے لیکن دونوں میں اتنا فرق ہے کہ راضی نامہ میں کبھی مدعی آپسے راضی ہوگیا
کبھی مدعا علیہ کے راضی کرنیسے رضامند ہو جاتا ہے اور صلحنامہ جبتک دونوں طرف سے صلح نہو نہیں ہوسکتا فیصل نامہ
ہر چند کہ حاکم جس مقدمہ کو فیصل کرے وہ بھی فیصلنامہ ہے مگر پنچ لوگ جو تصفیہ کیکے فیصل کرتے ہیں اوسکو فیصلنامہ
ثالثی کہتے ہیں کبھی اوسکا مضمون صحیح حقیقت حال مقدمہ کے طول کا ہوتا ہے اور کبھی فقط مطلب ہی

لکہنے کا دستور ہے اور کبہی مقدمہ طرفین کی رضامندی سے کسی خاص عدالت کے ثالثون کو سپرد ہوتا ہے اور کبہی فریقین بلا ذریعہ عدالت کے اپنا قضیہ تصفیہ کیواسطے ثالثون کو سپرد کرتے ہین تو اوسکے فیصلنامہ مین کسی حاکم کے حضور مین فیصلہ ہونیکا ذکر نہین ہوتا **وصیت نامہ** اگر کوئی شخص اپنی زندگی مین اپنے وارث یا کسی دوسرے شخص کو اسطرح حکم دے کہ میرے بعد یہہ کام اس طور پر کیجیو یا اس مال کو اس طریق پر دیجیو اوسکو وصیت کہتے ہین اور جو اس مضمون کا کاغذ لکہا جاے تو اوسکو وصیت نامہ کہتے ہین **تقسیم نامہ** اگر دو یا کئی شخص شریک شرکت کا مال آپس مین یا قاضی و حاکم کے حکم سے بانٹ لین اور اوسکا کاغذ لکہا جاتے تو اوسکو تقسیم نامہ اور قسمت نامہ کہتے ہین الغرض جبکہ شہزادہ نامدار دستاویزات کی تمام صورتین بیان کر چکا تو فرمایا کہ اے جوہر شناس تحریر دستاویزات سے یہہ مراد ہے کہ لکہنے والا اپنے اقرار سے پہر نجاے اور لکہوانے والا برخلاف اوسکے کچہہ نجاے اور اگر ایسا ہو تو حاکم کے سامنے کسیکا فریب پیش نجاے اور کسیکی حق تلفی نہونے پاوے پہر جو اوسمین یہہ بہی ممکن تہا کہ کوئی ضد اور عداوت سے کسیکے نام سے دستاویز اپنے گہر مین بنالے اور جہوٹے گواہ بہی بہم پہونچالے تو اوسکے واسطے **تحقیقات** اور **اسٹامپ** اور **رجسٹری** اور **مختاری** اور **گواہی** اور **تصدیق** وغیرہ اور **نالش** اور **تصفیہ** کے قاعدے کہ جسکو **قانون** کہتے ہین مقرر کئے گئے اور نالش کیواسطے **عدالت دیوانی** تجویز ہوئی اور چونکہ ریاست بے سیاست ممکن نہین اسواسطے چوری اور ڈاکہ اور رہزنی اور مارپیٹ اور ہر طرحکے دنگا اور ہنگامہ اور فساد کیواسطے اور مجرم کے سزا دینے کو **عدالت فوجداری** مقرر ہوئی کہ رعیت پر رعب قائم رہے اور زبردست کسی زیردست کو ستانے نہ پاوے اور اگر کوئی کسیکو مار ڈالے تو اوسکے عوض قاتل کو پہانسی دیتے ہین یا دائم الحبس کرتے ہین نالش کرنے والیکو **مدعی** اور جسپر نالش ہو اوسکو **مدعا علیہ** اور جو مدعی اور مدعا علیہ دونون کا ایک ساتہہ مذکور ہو تو اونکو **فریقین** اور **طرفین** اور **صاحبین** اور جس چیز کا دعوے ہو اوسکو **شئے مدعا بہا** یا **شئے متنازعہ** کہتے ہین اور جو کاغذات اور دستاویزات طرفین کیطرف سے عدالت مین داخل ہون اوسکو **مقدمہ** اور اونکے تمام مطالب کو **روئداد** کہتے ہین چنانچہ یہہ طریقہ جو مجملاً ہمنے اسوقت تقریر سرسری مین بیان کیا عوام الناس کی تحریر کا دستور ہے اور قسم دوم جو کاتبانِ خاص سے متعلق ہے اوسکا اصل الاصول بہی اگرچہ وہی مضامین اور وہی مطالب ہین مگر طرز بیان اور حسنِ لطافت جداگانہ ہے اور انشا پردازی و عبارت آرائی اور فصاحت و بلاغت اور سلاست و متانت اور رعایت و براعت کا مخزن اور سب قواعد و روابط اور قوانین و ضوابط وغیرہ کا معدن ہے جوہر شناس تیز ہوش نے عرض کی کہ اے دانشور ہوشمند واے خرد پرور بخت بلند آجتک کسی اعلم الفضلا اور افضل العلماے ترکیبِ مراسلات کا خلاصہ اس خوبی سے نہین لکہا ہے آپکی تقریر بے نظیر کہ جسکا ہر سخن تاجِ کلام اور ہر کلام

یہ سخن ہے گویا ایک عجائب خانہ علوم اور نمائشگاہ فنون ہے یہہ نیاز کیش خیر اندیش بلکہ کل حاضرین محفل
بہشت شمائل بہرہ یاب ہوئے پھر ذوق نے ارشاد کیا پیر وہ لطف ہست انکہ باین ہمی نمانی بر لب بازکن
بہ پرسش یکتائی ظہور فرمایا کہ متقدمین محاورہ دان اور محققین اہل زبان کے نزدیک مکتوب دو قسم ہے خطابی
یا جوابی خطابی کی بنا بارہ ارکان پر ہے اول افتتاح دوم صفات مکتوب الیہ سوم القاب مکتوب الیہ
چہارم ادعیہ نسبت مکتوب الیہ پنجم ذکر کاتب ششم عرض تحیات ہفتم اظہار اخلاص ہشتم شرح شوق نہم
ذکر زمان کتابت دہم ذکر مکان کاتب یازدہم اختتام دوازدہم عنوان و ارکان اور جوابی کیواسطے
سات رکن مقرر ہین اول افتتاح دوم مقدمہ یا لوازمے مقتضی اور وصف اور تتمہ سوم تعریف مکتوب
چہارم تعظیم مکتوب پنجم نتیجہ ششم مقابلہ ہفتم شکریہ پس مناسب ہے کہ اول ہم بیان مکاتیب خطابی سے
فرصت حاصل کریں اول افتتاح یہہ دو قسم ہے نوع اول کسی اسمائے الٰہی سے آغاز کتابت کرنا اور اسمین
براعت استہلال کی رعایت لازم ہے یعنے کاتب ایسا اسم تلاش کرے کہ مضمون مکتوب سے مناسب ہو
مثلا جو مکتوب فتح پر مشتمل ہو اوسمین ہو الفتاح اور عیادت مین ہو الشافی اور طلب عفو مین ہو العفو علی الخطایا
یا مکتوب الیہ کا نام ملحوظ خاطر ہو جیسے عبد العزیز کیواسطے ہو العزیز اور محمد محسن کیواسطے ہو المحسن اور معز الدین کے
واسطے ہو المعز یا مکتوب الیہ کی صفات و مراتب کا لحاظ مد نظر ہو جیسے بادشاہ کیواسطے ہو الملک اور امیر کے
واسطے ہو الامیر اور حاکم کیواسطے ہو الحاکم اور بہ نسبت علما و حفاظ و حکما کے ہو العلیم اور ہو الحفیظ اور ہو الحکیم
اور اس قسم کا تصرف منشی کے ذہن سے تعلق رکہتا ہے مگر افتتاحات کے نوع دوم کا میدان وسیع ہے اور
ہر گروہ نے اپنے مقتضائے طبیعت کے موافق جداگانہ طریقہ اختیار کر لیا ہے اور اوسکے بیان سے پہلے یہہ
بات بہی ظاہر کرنی ضرور ہے کہ مکتوب الیہ رتبہ کاتب سے بڑا یا چہوٹا یا برابر ہوگا مکاتیب قسم اول کو مرفوعات
کہتے ہین اور وہ طبقات ثلثہ پر منقسم ہین اول طبقہ عالی دوم طبقہ اشرف سوم طبقہ اوسط اول
طبقہ کے لوگ ارباب حکم ہوتے ہین جیسے سلاطین و امرا و وزرا وغیرہ اور یہہ طبقہ آٹھہ قسم پر منقسم ہے
قسم اول ملوک و سلاطین قسم دوم اولاد ملوک قسم سوم خواتین و بیگمات قسم چہارم امرا و ارکان دولت
قسم پنجم صدور و مقربان شاہی قسم ششم اعاظم وزرا و اعیان ملک قسم ہفتم دیوان و مختار کار قسم ہشتم
اہل قلم و تمام ملازمین ملوکیہ وغیرہ اور دوسرے طبقے کے لوگ اشرف الناس ہین جیسے سادات و قضات
و علمائے اہل اسلام و مشائخ و فضلا وغیرہ اور یہہ بہی آٹھہ قسم پر منقسم ہین قسم اول نقبائے عظام
و سادات ذوی الاحترام قسم دوم ائمہ اہل اسلام قسم سوم قضاۃ محکمہ شریعت قسم چہارم مشائخ
دین و ملت قسم پنجم ارباب علوم شرعیہ قسم ششم اہل مناصب شرعیہ قسم ہفتم ارباب علوم حکمیہ قسم ہشتم

ممتاز عوام اور متوسط طبقے کے لوگ اعیانِ ولایت مثل روسائے قبائل و معارفِ شہر و تجار و دہاقین وغیرہ اور یہ چار قسم پر منقسم ہیں **قسم اول** اصول و اعیان **قسم دوم** معارف و مشاہیر **قسم سوم** متوسطین **قسم چہارم** عوام الناس وغیرہ اور خطوطِ قسم دوم کو صرف **اسلات** کہتے ہیں اور قسم سوم کے لوگ اخوانیات کہلاتے ہیں اور **رقعات** سے خصوصیت رکھتے ہیں چنانچہ تذکرہ طبقات کے بعد ہم اخوانیات کا بیان کرینگے اول ہم **طبقہ اعلے** کے مکاتیب کا بیان کرتے ہیں اسے و پیرایش پذیر جس فقرہ سے مکتوب شروع کیا جاتا ہے اوسکو منشیوں کی اصطلاح میں **افتتاح** کہتے ہیں چنانچہ افتتاح کی بہت صورتیں ہیں کہ ہم اکثر اونکے موقع پر انکو بیان کرینگے **اول افتتاح مشہور** یعنے کوئی دعائیہ یا منصب مکتوب الیہ کے مناسب تحریر کرکے کوئی بیت اس قسم کی کہ زیورِ نسبت سے آراستہ ہو نگارش کریں کہ عبارت کو رونقِ دوبالا حاصل ہو جاتے ہے

نظم

افسرِ شعر را بزینتِ نظم | بے شک آرایشِ دگر باشد
نثر چون زر بود زرِ بے عیار | نظم در حسن چون گہر باشد
گو ہمہ و زر جدا جدا خوب است | چون شود جمع خوبتر باشد

طبقہ اعلے کیواسطے جو القاب مقرر ہے اوسکی طرز خاص ہم بیان کرتے ہیں اور ہماری دانست میں صرف ایک ایک مثال ہر قسم کی کافی ہے اسواسطے کہ اوسکی روشِ تحریر کاتب کے ذہنِ سلیم سے نہایت متعلق ہے اور وہ اگر مہارت رکھتا ہے تو بہت جلد اس ترکیب پر اوسکا حاوی ہو سکنا ممکن ہے **قسم اول طبقہ اعلے** ملوک و سلاطین کیواسطے **مؤلف** تو آفتابِ ملک ہے اور سایہ آلہ ✤ تیرے عروجِ قدر سے پست اوجِ ماہ ✤ آفتابِ عالمتابِ کشورکشائی اور ماہِ جہان افروز فرمانروائی حضرتِ شاہنشاہِ ظل اللہ کا شارقِ دولت و اقبال سے شارق و مطالع اور مطالعِ عظمت و اجلال سے طالع و لامع رہے **قسم دوم طبقہ اعلے** اولادِ ملوک کیواسطے **مؤلف** ہے قبلہ ملوکِ جہان آستان ترا ✤ فخرِ سپہر ہے بختِ جوان ترا ✤ رایاتِ دولتِ جہانبانی شہزادہ عالم و عالمیان اطراف و اکنافِ جہان میں منصوب اور آیاتِ شوکت و گیتی ستانی اوراقِ جرائدِ روزگار و صحائفِ لیل و نہار پر مرقوم و مکتوب رہے **قسم سوم طبقہ اعلے** خاتون و بیگمات کیواسطے **مؤلف** ہے غبارِ راہ ترا سرمۂ چشمِ حیا ✤ ذات میں ہے تری عفت جیسے انجم میں ضیا ✤ عاطفہ چتر عرش سا اور ظلِ مہد سپہر آسا کا رونقِ مسندِ عصمت زینتِ سریرِ عظمت حضرتِ شاہنشاہ بیگم کا ماوائے ملجائے بزرگانِ عالم اور پشت و پناہِ اکابر اولاد آدم فیضِ الٰہی و فضلِ پادشاہی سے مکرم و محترم رہے **قسم چہارم طبقہ اعلے** امرا و ارکانِ دولت کیواسطے **مؤلف** تیری نسیمِ خلق سے تازہ جانِ خلق ✤ ہے نوک خامہ تری بشارت رسانِ خلق

بتوجہِ سعادتِ آسمانی اور وجودِ باسعادتِ جاودانی درگاہِ فلک جاہ اور آستانۂ رفعت نشانہ حضور افاوت
لمحہ بہ لمحہ مدام رہے اور عتبۂ والا و بارگاہِ معلّٰے قبلۂ حاجاتِ اہلِ مشارق و مغارب اور کعبۂ مرادات اباعد و اقارب
علی الدوام رہے قسمِ پنجم طبقۂ اعلےٰ صدور و مقرّبانِ ملوک کیواسطے مؤلف ہے تو باعثِ چشمِ جہان
خاکِ پا تری ہو مردم کیطرح دیدۂ مردم میں جا تری ہو جلوۂ آیاتِ مجد و کرامت اور لمعۂ رایاتِ صدارت
و نباہت بسیطِ فضائے کامگاری اور وسطِ میدانِ بزرگواری میں افقِ بختیاری اور مطلعِ نامداری سے
پائندہ و تابندہ رہے قسمِ ششم طبقۂ اعلیٰ وزرائے اعظم و ارکانِ سلطنت کیواسطے مؤلف ہو چشمِ
دولت ہے ترے جلوۂ رخ سے روشن ہو صحنِ گلشن ہے ترے ابرِ کرم سے گلشن ہو انتظامِ دین و دولت
اور انصرامِ ملک و ملت وزیرِ اعظم دستور المعظم کی رائے عالم آرائے عقدہ کشا سے متعلق و وابستہ مخلّد و مستدام رہے
اور درگاہِ آصف پناہ سعادت دستگاہ ہمیشہ ملاذِ بزرگانِ عالیمقام اور معاذِ اکابرانِ ذوی الاحترام کی مرجع
کلیاتِ امورِ انام و معظماتِ مہامِ خواص و عوام رہے قسمِ ہفتم طبقۂ اعلےٰ دیوان و مختار کار کیواسطے
مؤلف ملک کو ہے کلک کی تیغ بشارت کارساز خلق کو ہے عدل کی تیرے بشارت دلنوازی و عنان
اختیارِ اصلاحِ کار اہلِ عالم اور زمامِ درستی امورِ جمہورِ بنی آدم قبضۂ اقتدار مختار کار عالیہ وقار میں مربوط و مضبوط
اور سایۂ جلیلِ رعایت و ظلِ ظلیلِ حمایت مفارقِ جہان و جہانیان و رؤسِ زمان و زمانیان پر بصورتِ
کارسازی و صفتِ دلنوازی منبسط و مبسوط رہے قسمِ ہشتم طبقۂ اعلےٰ اہلِ قلم و تمام ملازمین کیواسطے
مؤلف درفشان خامۂ زرین ہے ترے صفحۂ مہر ہو رقمِ کلک تری رونقِ اوراقِ سپہر ہو اوراقِ دفترخانۂ
عزت و اقبال اور صفحاتِ روزنامۂ امانی و آمال دبیرِ گیسو و دانائے ضمیر کا قلمِ مشکیں رقم اور خامۂ عنبرین شمامہ سے
مرقوم اور صحائفِ ایام و لیالی مثلِ جرائدِ فضائل و معالی رسومِ کفالت و رقومِ کفایت سے مسطور و مرسوم رہے
اور اہلِ قلم کے ماسوا ملازمینِ عموم کیواسطے ایک طرز سادہ ہے کہ جسکو ضمیمۂ قسمِ ہشتم تصور کرنا چاہیے
مؤلف زوالِ جہان کے لئے ہے باعثِ تمکین ہو ہے ذات تری زینتِ درگاہِ سلاطین ہو نہالِ اقبال
و تعظیم اور دوحۂ جلال و تکریم تقاطرِ امطارِ افضالِ پروردگار و لطفِ شہریار سے نامی اور حسبِ دوام و عیش
مدام سے بفیضِ نصرتِ الٰہی ہمیشہ حصولِ عشرت و شادکامی رہے یہانتک ہم طبقۂ اعلےٰ کی
کیفیت و کمیت اشرح و بسط بیان کر چکے اب طبقۂ اشرف کا حال گوش گذار حاضرین
دربار کرتے ہیں یہ طبقہ منسوب ہے اشرفِ انسانات سے جیسے کہ سادات و قضات و علما و مشائخ و فضلا وغیرہ
اور منقسم ہے آٹھ قسم پر چنانچہ قسمِ اول طبقۂ اشرف نقبائے عظام و ساداتِ کرام مؤلف ہو سخ
روشن ترا گوہر خورشید سے برجِ سیادت کا ہو دلِ دانا و خورشید ہے برجِ سعادت کا ہو مسندِ عالی شرافت

ونقابت اور سریر شریف سیادت ونجابت آپکی ذات اشرف اعلےٰ سے مزین ومحلی اور آئینۂ ضمیر اکابر ایام
واعاظم ایام صیقل الطاف واعطاف نقاوۃ دودمان عبد مناف سے منور ومجلی رہے قسم دوم طبقۂ
اشرف ائمہ اسلام مؤلف آوازہ آپکا سبب استشہاد دین ہے وابستہ ذات پاک سے گل گلشن بار دین ہے
صدر شریعت پروری وسند فضیلت گستری ومدارس افاضل ومحافل فضائل آپکی ذات علی صفات اور وجود
بابرکات سے مزین ومزین اور حقائق اصحاب علوم ودقائق ارباب فہوم حضرت کی تلقین افادت وتعلیم
افاضت سے منقح وموضح اور انکشاف رموز دقائق واستفتاح ابواب حقائق کیواسطے آپکی درگاہ عالم پناہ
مین رجوع مقتدایان امم وپیشوایان عالم مقرر ومعین ہے قسم سوم طبقۂ اشرف قضاۃ محکمۂ شریعت مؤلف
تو بادشاہ شرع کا قائم مقام ہے ہادی ورہنمائے گروہ انام ہے ظل اعلےٰ جایگاہ وسایۂ والا پایگاہ عالی
جناب شریعت پناہ اسلام بارگاہ کا مفارق اہل ایمان پر مبسوط اور حصول برکات عدل ونصفت آپکے احکام
عدالت انجام کی کفایت سے منوط ومربوط رہے قسم چہارم طبقۂ اشرف مشایخ دین وملت مؤلف
ضمیر صاف تراز دان عالم غیب ہے زبان پاک کلید حقائق لاریب ہے باطن منور مقدس کے انوار اسرار
فیض اقدس سے قلوب طالبان مناہج طریقت آئینۂ مشاہدات طوالع غیبی اور صدور سالکان مسالک
حقیقت منجلی ملاحظات لوامع لاریبی رہے قسم پنجم طبقۂ اشرف ارباب علوم شرعیہ اول مفسر
مؤلف ہین آپ رمز شناس کلام رب قدیر ہے ذہن آپکا مفتاح مخزن تفسیر ہے مسند حقائق تفسیرات کی
حسن تقریر سے آراستہ اور مجلس عالی فیوضات کلام الٰہی سے پیراستہ رہے دوم محدث مؤلف روایت
آپکے اسناد سے بلیغ وفصیح ہے ثبوت صحت کامل سے ہر حدیث صحیح ہے درگاہ فلک خرگاہ آپکی کہ حریم راویان
احادیث واخبار اور حرم ناقلان اسناد وآثار ہے ماوا وملجائے قبلۂ فاضلان جہان وکعبۂ عالمان زمان رہے
سوم فقیہ مؤلف رہبر خلق ورہنمائے انام ہے صاحب فقہ قدوۂ اسلام ہے مجلس علم وتقویٰ اور محفل درس
وفتویٰ حضرت مسائل پناہی کی مورد الطاف الٰہی رہے قسم ششم طبقۂ اشرف اہل منصب شرعیہ مثل خطیب
وواعظ وناصح ومحتسب وحافظ وقاری وائمہ مساجد اور انکے واسطے بھی افتتاح مختلف ہین مگر ہم جواہی
طبقۂ پنجم مین اوسکی طرز تحریر بیان کر چکے لہذا ایک دو مثالین کفایت کرتی ہین چنانچہ محتسب وغیرہ کیواسطے
مؤلف ہو تم اے گل باغ دین متین ہے بہار گلستان شرع مبین ہے زبان قضا جریان اور حکم محکم قدر توام
حضرت عالی ہمم کا رافع اعلام احکام اوامر ونواہی اور دافع رسوم مذموم ملاعب وملاہی رہے اور حافظ
وقاری وامام مساجد وغیرہ کیواسطے مؤلف لحن داودی عیان ہے آپکی آواز سے طرز وانداز
تلاوت کم نہین اعجاز سے برکت قراءت کلام رب انام کہ آپکی ذات مبارک سے ظاہر وآشکار ہے بر خاص وعام

اور اہلِ ایام سے ہمراہ و سالِ شاملِ حال رہے قسمِ ہفتم طبقۂ اشرف ارباب علوم حکمیہ مثل حکما
و اطبا و منجمین و شعرا و خطاط و نقاش و اہلِ موسیقی وغیرہ چنانچہ حکیم و طبیب کیواسطے مولف آپکے نطق سے
اعجازِ مسیحا پیدا ہو آشکارا ہے اشارات سے قانونِ شفا ہو برکتِ انفاسِ مبارک اور میں اقدام شرکت [illegible]
مخزنِ علم و حکمت کی کہ اسبابِ صحت و سلامت اور علاماتِ عافیت و کرامت کیواسطے ستۂ ضروریہ کا کیں
مقسم ہے نجاتِ نفوس و ماندگانِ بیمارستانِ حیرت کے لئے تا قیامِ قیامت مبسوط و مستدام رہے
اور منجم کیواسطے مولف آپکی تقویم سے روشن رخِ خورشید و ماہ و مشتری و زہرہ و دولت [illegible]
آثارِ سعودِ فلکی اور انوارِ اتصالاتِ اجرامِ علوی کا شرف سعادت حضرتِ ایوان منزلت تک و قرون و فات
و ایامِ خجستہ انجام رہے اور شاعر کیواسطے مولف [illegible] کلام نظم سے تیرے تابدار ہو جلوۂ گوہرِ تحسین
طبع سے تیری آبدار ہو طبع گوہر فشان اور زمین لطائف نشان آپکا مخزنِ اسرار [illegible] و مطلع [illegible]
پذیر مطلعِ انوارِ [illegible] سے خطاط و نقاش کیواسطے مولف [illegible] نقش و نگار [illegible]
ہوں خجل بہزاد و مانی منفعل آغا و میر و صحائفِ صدورِ مستعدان اور جرائدِ قلوبِ مستفیدان آپکے [illegible]
اور خامۂ گوہر نثار سے مزین و مجلے اور مرصع و محلے رہے اہلِ موسیقی کیواسطے مولف [illegible]
راحت گستر ہو آپکے زمزمۂ روح فزا جان پرور ہو [illegible]
آہنگِ الحان طرب انگیز سے شاد و مسرور رہے [illegible] بالقیاس قسمِ ہشتم طبقۂ اشرف [illegible]
و حاجی و زاہد و صالح و حجرہ نشین و اہلِ فقر وغیرہ چنانچہ حاجی کیواسطے مولف [illegible]
حریم کعبۂ وصلت سے قبلہ و مقام حریم احترامِ سامی و حریم [illegible] کی برکت سے
مقام تعظیم و تکریم طائفان روضۂ رضا و تسلیم رہے [illegible] مولف [illegible]
دمِ شمشیر آپکا ہو [illegible] فتح و ظفر پیرا آپکا ہو آیاتِ فتح [illegible]
جدال و قتال پر مرقوم رہے زاہد و صالح کیواسطے مولف [illegible] آپکا
ہر قول صدق و راستی سے معمور ہو برکتِ قیام و قعود اور [illegible] رکوع و سجود آپکے [illegible]
شاملِ حال اور چشمۂ زہد و عبادت و تقوی و ریاضت سیراب [illegible] اور حجرہ نشین
و فقرا کیواسطے مولف شاہ صاحب آپ دین و دنیا دونوں کے بادشاہ [illegible] بادشاہ
آپکے ایام عبادت و ریاضت انجام کی برکت ہمیشہ رفیق [illegible]
طبقات ایام رہے [illegible] طبقۂ اشرف کا حال [illegible] سے [illegible]
آگاہ کرنے میں اس طبقہ کے لوگ اعیان ولایت [illegible] قبائل و مشاہیر و تجار

ودہاتیں وغیرہ اور یہہ طبقہ چار قسم پر منقسم ہے قسم اول طبقۂ اوسط بزرگان شریف القوم تعریف
ذات شریف مجمع فضل و کمال ہے ٭ عہد مبارک آپکا فرخندہ فال ہے ٭ مراتب رفعت و مناصب عزت کو
پیوستہ تا ترقی و ازدیاد روز افزون اور تائیدات الٰہی و توفیقات نامتناہی و تحاف سعادت سمات سے دمبدم
مقرون رہے قسم دوم طبقۂ اوسط معارف و مشاہیر تعریف میں آسمان شرافت کے آپ مہر منیر ٭ ہیں
زمین پہ کوئی آپکا عدیل و نظیر ٭ آفتاب کمال بیزوال مشرق اقبال سے طالع اور ماہ جمال و جلال افق مجد و معالی سے
ساطع و لامع رہے قسم سوم طبقۂ اوسط متوسطین عوام تعریف شرف اولاد آدم آپ ہیں ٭ انتخاب
اہل عالم آپ ہیں ٭ اسباب شادمانی و آثار کامرانی جناب عالی میں ہمیشہ موجود اور امداد و عنایات ربانی و حمایت
حضرت سبحانی تا سرمدی ممدود رہے قسم چہارم طبقۂ اوسط عوام الناس تعریف مشفق من سررشتہ کارسازی کی
ہوگیا ہے ختم بندہ نوازی ٭ ابواب شادمانی رو بروئے مبارک پر کشادہ اور اسباب کامرانی وجود شریف کے لئے
آمادہ رہے یہانتک افتتاح مشہور کا بیان تمام ہوچکا اب ہم **افتتاح مقبول** کا ذکر کرتے ہیں مخفی نرہے
کہ ایک قسم افتتاح کی **افتتاح مقبول** ہے اور وہ اس طریق پر مبنی ہے کہ مکتوب الیہ کی نہایت تعریف و
توصیف کو اوصاف و القاب کے اختصار کا وسیلہ قرار دیں اور یہہ چند قسم پر منقسم ہے چنانچہ **اول** کاتب مکتوب الیہ کی
تعریف اس طرز پر کرے کہ عقول و افہام اوسکی ذات و صفات کی توصیف میں متعذر ہیں اور اس امر کو ذریعہ
اختصار قرار دیکر نعت و صفات سے درپئے نہو اور جلد اپنا مطلب شروع کردے **دوم** اوسکے اشتہار مدحت کو
وسیلہ ترک توصیف مقرر کرے اسطرح پر کہ جناب مکتوب الیہ اسقدر شہرۂ آفاق ہے کہ تعریف کی احتیاج مطلق نہیں
رکھتا بلکہ بذات خود اہل عالم کی تعریف سے بے پروا ہے اسواسطے کہ سب اوسکے رتبت رفعت اور منصب عزت سے
واقف ہیں اور یہہ نہایت درجہ تعظیم و تکریم کا ہے **سوم** اوسکی کثرت صفات کمالیہ کو سبب اختصار ٹھیرا کر یہہ
امر ظاہر کرے کہ جو شے حد حساب سے باہر اور جو چیز حیز شمار سے افزون ہے وہ کسطرح معرض بیان میں آسکتی ہے
چہارم اوصاف مکتوب الیہ کا عرض کرنا اپنی لیاقت سے زیادہ جانے اور عجز و قصور کا اعتراف کرکے القاب
و اوصاف سے تعرض نکرے الغرض جو یہہ تمام اقسام مانع تحریر اوصاف ہیں پس ربط کلام کے لئے کوئی لفظ رتبہ
مکتوب الیہ کے مناسب جیسے حضرت خلافت پناہی یا عالیجناب نقابت انتسابی یا جناب افاضت شعاری یا معلی
جناب ارشاد مآلی یا حضرت مخدومی و امیدگاہی وغیرہ سے مخاطب کریں باقی رائے کاتب پر منحصر ہے اور سوابق کو
کہ جن کلمات سے مکتوب شروع کیا جاتا ہے بغیر **لواحق** کے کہ جنپر اختتام کلام ہوتا ہے چارہ نہیں اور سوابق پر
اگر کوئی بیت رعایت افتتاح کے موافق مقدم لائیں تو موجب مزید حسن کلام ہے اور ہر لواحق کے آخر میں بھی
ایک بیت مناسب حال لائی زیبا ہے اور کاتب کو اختیار ہے کہ جس موقع پر جو بیت پسند آئے کام میں لائے

نوعِ اول افتتاحِ مقبول ٭ سوالف دیکھوں میں کیا کہ ہزار انتفاع با ایں قدر ٭ قلم جو لکھ سکے اوس سے
ہزار چنداں ہے ٭ سوابق رفعت جنابِ اعلیٰ اور عظمت عتبۂ علیا اسقدر ہے کہ زبانِ نطق شیریں بیاں اوسکو
اوسکے بیانِ تتمۂ تعریف کی اصلا قوت گفتار نہیں ہے اور پائے عقل فلک پیما کو اوس کی راہ تحقیق نکتہ توصیف کی
مطلق طاقت رفتار نہیں ہے لواحق پس بہ تقریر حقیر ایسی فکر قاصر اور لسان کثیر التقصیر کسطرح نگارش
کرسکتا ہے اور جستجوے عقل نارسا و گفتگوے نطق گم کردہ مدعا سے کیونکر گذارش کرسکتا ہے لاجرم فہم
قاصر و وہم عاجز سے کام نہ لیا اور از روے نیاز و انکسار طریقہ سکوت اختیار کیا لسانی عاجز فالصمت اولیٰ
بیت چگونہ سر ز گوئم کہ دست عظمت تو ٭ نفوسِ ناطقہ را عقد بر زبان افگند ٭ نوعِ دوم افتتاح
مقبول ٭ سوالف کیا کروں تعریف تو خود شہرۂ آفاق ہے ٭ حاجت صیقل نہیں آئینہ خورشید کو ٭
سوابق صداے صیت دولت و کامگاری اور شہرۂ آوازۂ حشمت و بختیاری گرد نواحِ بلاد و امصار و اطراف
و اکنافِ روزگار میں گوشگذار اہل جہاں ہے اور لمعاتِ صفات ذات فائض البرکات کا بر اہل بصیرت و دیدۂ عین الیقین
نگراں ہے لواحق پس بہر صورت راہ اختصار سے انحراف کرنا شرط ادب سے دور ہے اور اندازۂ ادب سے قدم باہر رکھنا
سراسر قصور ہے بیت جمال وصف تو از شرح عقل مستغنی ست ٭ چہ حاجت ست کہ خورشید را بیارایند ٭
نوعِ سوم افتتاح مقبول ٭ سوالف تمام اہل جہاں ہوں اگر عقیل و فہیم ٭ تری صفت میں
رہیں معترفِ عجز و قصور ٭ سوابق اعتلاے مراتب اقتدار اور ارتفاع مدارج اختیار اسقدر نہیں ہے کہ سفیرِ اندیشہ
اوسکے حاشیۂ بساط والا تک جا سکے اور بر فلک اوسکے عہدۂ تحریر سے کسیطرح باہر آسکے ٭ بیت ٭
شرح اوصاف تو گفتن نیست مقدور کسے ٭ کان معانی برتر است از ہرچہ آید در بیاں ٭ نوعِ چہارم افتتاح
مقبول ٭ سوالف خوبیاں سو ہزار زباں سے نہو بیاں ٭ کسطرح خامۂ دو زباں اوسکو لکھ سکے ٭
تقریر مناقب عالیہ اور توصیف مراتب زاکیہ ملازمان اقدس و اعلیٰ اس تمنی بے بضاعت کے لائق
حال اور بیچارہ قلیل الاستطاعت کے واجب مقال نہیں ہے بیت خامہ شکستیم و لب بستیم از تعریف دوست ٭
کان نہ در تقریر گنجد نہ در تحریر با ٭ قسم سوم افتتاح اسہل اور طریقہ اوسکا یہ ہے کہ اول کوئی دعا جو
اہل مناصب کے مناسب نظر آئے مکتوب الیہ کیواسطے تجویز کرے پھر اوسکا لقب تحریر کریں اور ذکر لقب کے
بعد ملاحظہ کرنا چاہیے کہ اگر مکتوب الیہ کا درجہ نہایت رفیع ہے پس مطلقاً نام لکھنا روا نہیں اور اگر بہت
دل چاہے تو مخدوما اور معظما اور اعتضادا وغیرہ لکھیں مگر باقی کیواسطے نام نگارش کرسکتے ہیں اور
ادعیہ افتتاح اسہل کے محاورہ میں دعاء عربی مستعمل ہے پس بہتر یہ ہے کہ اگر نثر ہو تو عربی ہو اور دعائے نظم
خواہ عربی ہو یا فارسی یا اردو مگر جو دعا نثر میں ہو لازم ہے کہ زیور فصاحت و زینت بلاغت سے آراستہ

وہ اسنہ اور الفاظ کریہہ و غریبہ سے پاک و صاف ہو اور اگر صنعتِ اشتقاق کی رعایت کریں تو خوبی سے خالی
نہوگی یا دعا میں مضمونِ خط کا اشارہ پایا جائے یہہ طریقہ بھی بہت مستحسن ہے یا دعا کو مکتوب الیہ کے نام سے یا لقب سے
مربوط کریں کہ یہہ بھی نوع پسندیدہ ہے یا نام اور لقب دونوں ذکر کئے جائیں کہ یہہ طرز بھی بہتر ہے اور کبھی
دعا بطورِ مناجات واقع ہوتی ہے جیسے ؎ اَللّٰهُمَّ خَلِّدْ عَلَى الْأَنَامِ ظِلَالَ خِلَافَتِهٖ ؎ اگرچہ افتتاحِ اہل کا بیان
بہت شرح و بسط کے ساتھہ ہوسکتا ہے مگر ہم اوسکو صرف اسی بات پر ختم کرتے ہیں کہ کاتب فصاحت و بلاغت
اور اشتقاق و رعایت کی جانب نہایت توجہہ مصروف کرکے علٰے قدرِ مراتب طریقِ احسن و طرزِ مستحسن اختیار کرے
لہذا ہم طبقاتِ ثلثہ میں سے ہر طبقے کی قسمِ اول پر اکتفا کرتے ہیں چنانچہ طبقۂ اعلےٰ کی قسمِ اول سلاطین ہیں اونکے
واسطے **دعای نثر عربی** زَيَّنَ اللّٰهُ سَرِيرَ الْخِلَافَةِ الزَّاهِرَةِ بِمَيَامِنِ ذَاتِهٖ وَنَوَّرَ عُيُونَ السَّلْطَنَةِ الْبَاهِرَةِ بِلَوَامِعِ
أَنْوَارِ صِفَاتِهٖ **نظم عربی** لَا زِلْتَ فِي الْمُلْكِ فَخْرًا لِلسَّلَاطِينِ ؎ وَمَلْجَأً لِأُولِي قَدْرٍ وَعِزٍّ وَتَمْكِينٍ ؎ **نظم فارسی**
شہا اساسِ ملک تو استوار باد ؎ عمر تو ہمچو دورِ فلک بیشمار باد ؎ **نظم اردو** اے شہنشاہِ جہان گردون ترا
چاکر رہے ؎ لشکرِ انجم سے افزون تیرا لشکر رہے ؎ **طبقۂ اشرف** کے لئے بھی یہی طریقہ ملحوظِ خاطر رکھنا
چاہئے چنانچہ قسمِ اول نقبائے عظام و ساداتِ کرام ہیں اونکے واسطے **دعای نثر عربی** خَلَّدَ اللّٰهُ ظِلَالَ
جَلَالِهٖ عَلٰى مَفَارِقِ الْعِبَادِ وَأَفَاضَ مَيَامِنَ فَضْلِهٖ وَكَمَالِهٖ عَلٰى سُكَّانِ الْبِلَادِ ؎ **نظم عربی** لَا زِلْتَ فِي فَضْلِكَ لِلْبَرَايَا
مَنَائِلٌ ؎ وَنَوَالُ مَجْدِكَ لِلْعَطَايَا كَافِلٌ ؎ **نظم فارسی** آستانت ملجاءِ اربابِ عز و جاہ باد ؎ در ہمہ وقتے رعایت
و حمایت الٰہ باد ؎ **نظم اردو** اساسِ دینِ متین تجھسے استوار رہے ؎ بنائے شرعِ متین تجھسے پایدار رہے ؎
طبقۂ اوسط کی قسمِ اول اصول یعنی شریف القوم کیواسطے یہہ طریقہ ہے **دعای نثر عربی** أَتَمَّ اللّٰهُ
نِعَمَهٗ عَلَيْهِ سَوَابِغَهٗ وَأَكْمَلَ بِالسَّعَادَاتِ مَرَاتِبَهٗ **نظم عربی** زَادَهُ اللّٰهُ رِفْعَةً وَجَلَالًا ؎ كُلَّ يَوْمٍ وَحِشْمَةً وَكَمَالًا ؎
نظم فارسی خدائے ہر دو جہان ناصر و معین تو باد ؎ دعائے زندہ دلان سال و مہ قرین تو باد ؎ **نظم اردو**
جاہ و اقبال ترا ہردم جاوید رہے ؎ رائے روشن صفتِ لمعۂ خورشید رہے ؎ اے دبیرِ خبیر و اے منشیِ بےنظیر
طبقات کا بیان سنا تونے اب اخوانیات کی کیفیت بھی سن یعنی **اخوانیات** کیواسطے جو **افتتاح**
مقرر ہیں وہ بھی چند اقسام پر منقسم ہیں چنانچہ پانچ صورتیں ہم اسوقت بیان کرتے ہیں **اول** تقدیمِ تحیات
و تسلیمات **دوم** حوالۂ حالات **سوم** قربِ معنوی **چہارم** دوامِ ذکر **پنجم** تمہیدِ محبت قبلِ ملاقات پس واضح ہو
کہ قسمِ **اول** تحیاتِ مکاتیب دو نوع پر منقسم ہے ایک وہ کہ ذکرِ کاتب کے بعد مذکور ہو جیسے بندۂ مخلص
سلامِ شوق عرض کرتا ہے اور یہہ ایک رکنِ مکتوب ہے اس نوع میں مراتبِ اہلِ طبقات کا لحاظ لازم ہے
دوم یہہ کہ جب معلوم ہوگیا کہ اخوانیات میں کاتب و مکتوب الیہ مرتبہ مساوی ہوتا ہے پس ہر طائفہ اپنے

برابر والون کو اس افتتاح سے مکتوب تحریر کرسکتے ہین اور طرز اوسکی یہہ ہے کہ کوئی بیت مشتمل سلام و تحیت آغاز مکتوب پر نقل کرین اوسکے بعد تسلیمات و تحیات کا محل ہے پہر مکتوب الیہ کی صفت جسطرح مناسب جانین تحریر کرکے سخن کو ابلاغ پر تمام کرین اور تحیت و سلام کے ابیات بہی دو صورت پر قسمت پذیر ہین ایک صورت یہہ کہ اوسی بیت مین مکتوب الیہ کا حوالہ موجود ہو جیسے بیت سلامی چو باد صبا مشکبار ٭ بر آن آفتاب سپہر وقار ٭ اسصورت کو ابتدا کہتے ہین دوسری صورت یہہ کہ مکتوب الیہ کا بیان اوس بیت مین نہو جیسے بیت سلامے چون کف موسیٰ منور ٭ سلامے چون دم عیسے معطر ٭ اور اس صورت مین بیت کو عبارت ساتہہ کسی لفظ کے ذریعہ سے باہم ربط دیتے ہین جیسے ہمراہ تحیات و دعا وغیرہ کے ارسال کرتا ہے اور اس صورت کا نام اقتران ہے اور ممکن ہے کہ نوع اول کا شعر تنہا کفایت کرتا ہے اور کبہی شمال یا نسیم یا صبا وغیرہ کو مخاطب کرکے ارسال تحیات اوسکے حوالے کرتے ہین اور اس صورت مین بہی تحیات بسبیل ابتدا تحریر کرتے ہین اور اسکا قاعدہ عربی و فارسی و اردو وغیرہ مین یکسان ہے چنانچہ عربی یا ایہا النسیم اذا اتیت بابہ بلغ تحیتی و سلامی جنابہ فارسی نسیم صبح سلامم بدان جناب رسان ٭ نیاز ذرہ مسکین بآفتاب رسان ٭ اردو اے صبا گر ہو کبہی تیرا گذر سوئے وطن ٭ عرض کیجو خدمت احباب مین میرا سلام ٭ کاتب کو مناسب ہے کہ ہر فقرہ کے اول جو بیت لائق مکتوب الیہ نظر آئے اوسکو موقع خاص پر تحریر کرے افتتاح بطریق ابتدا ہر مؤلف کبہی اے باد صبح جائے جو تو جانب گل ٭ کیجیو عرض بصد شوق سلام بلبل ٭ تحیات و وخالص تسلیمات کہ جسکی شعاع لمعہ برکت و رونق عارض حور کے فروغ نور کے مانند تابان ہو اور وہ نفیس تحیات کہ جسکا قطرۂ زلال انفعال روضۂ خلد برین مین جوئے سلسبیل کیطرح روان ہو ابلاغ اوس یار غمگسار کی خدمت مین بلبل و بہار ارسال کرتا ہے شعر فارسی صبا آندم کہ سوئے او میان خوم بر بندی ٭ سلامے عرض فرما تا نمائے آرزو مندی ٭ اور افتتاح بطریق اقتران اسطرح جیسے مؤلف ٭ باد بہار ساتہ عنبر سلام ہو ٭ مشک تار ساتہ عطر سلام ہو ٭ تحیات ہمراہ اون تحیات دلکشا کے عنبر نسیم کے کہ جسکا دامن صفوت غبار کدورت و ریا سے مبرا و معرا ہو اور ساتہہ اون خدمات جانفزائے عنبر شمیم کے جسکی جیب لطافت جواہر زواہر صدق و صفا سے مزین و محلی ہو ابلاغ آستان عالیشان پر بعرض وایصال اور ابلاغ و ارسال کرتا ہے مؤلف ٭ اے صبا گر کوچۂ جانان مین ہو تیرا گذار ٭ عرض کر میرا سلام شوق با صد انتظار قسم دوم افتتاح حوالہ حالات اس افتتاح کی بنا اس امر پر ہے کہ کاتب اپنی صورت اخلاص اور صفت اختصاص مکتوب الیہ کے آئینہ ضمیر پر جلوہ گر کرے اور اوس طرز سے ظاہر ہو کہ کاتب کی صدق نیت مکتوب الیہ کی خاطر پر مخفی نہین ہے بسبب شرح خلوص و عقیدت کیطرف عدم توجہی کرکے سخن مختصر کرے اور عرض احوال کی جانب مشغول ہو یہہ قسم لطافت سے

خالی نہیں اسواسطے کہ مکتوب الیہ کی روشنی ضمیر و صفائی خاطر کی تعریف و توصیف شامل ہے اس صورت میں کسی بیت سے
افتتاح مناسب ہے پھر مقدمۂ تفویض لکھیں اور بیانِ حال کے بعد تتمۂ سخن ادا کریں اور اس افتتاح کو
کسی مصرع یا بیت پر ختم کرتے ہیں چنانچہ اوسکی کیفیت اس مثال سے ظاہر ہوجائیگی ابتداء کلام ؎ مؤلف
جامِ جہان نما ہے ضمیر منیر دوست ؏ اظہارِ عرضِ حال کی حاجت نہیں مجھے ؏ مقدمۂ تفویض چونکہ آپکی
لوحِ ضمیرِ انور اور آئینۂ خاطرِ ضیا گستر پر کہ مظہرِ فیوضِ لایزالی اور مطلعِ انوارِ جمالی و جلالی اور مصباحِ مشکوٰۃِ حکمت و فراست
اور مفتاحِ ابوابِ فطانت و کیاست ہے بہانہ صورتِ حال اس دعاگوی رضاجو کی اظہر من الشمس اور کیفیتِ ارادت
و مراد اور حقیقتِ عقیدت و اتحاد ابین من الامس ہوگی تتمہ بہرحال اس مقال کی قیل و قال اعلامِ معلومات
اور ایضاحِ واضحات تصور کرتا ہے مؤلف ؎ مرا احوالِ دل کب بارِ منت محتاجِ گفتن ہے ؏ کہ از خود شمع پر حالِ دلِ
پروانہ روشن ہے ؏ قسمِ سوم افتتاحِ قربِ معنوی یہ افتتاح اسبات پر مبنی ہے کہ بُعدِ مکانی اور
دوریِ جسمانی کسیطرح قربِ جانی اور اتصالِ روحانی کی مانع نہیں اگرچہ بصورتِ ظاہر شرفِ دیدار سے محروم و
مہجور ہے لیکن بحسبِ معنی وصالِ دوام شاد و مسرور ہے پس مکتوب الیہ کو حاضر تصور کرکے مخاطب قرار دیں اور بعد
بیانِ شوق کے عرضِ حال کیطرف متوجہ ہوں اس افتتاح کیواسطے ابتدا اور مقدمہ اور بیانِ قرب
اور تتمہ اور اختصار ضرور ہے چنانچہ اس مثال سے ظاہر و آشکار ہے شعرِ ابتدائیہ ؎ مؤلف جاتا نہیں ہے دل سے
دم بھر خیال تیرا ؏ آنکھوں کے روبرو ہے نقشِ جمال تیرا ؏ مقدمۃ القرب ہرچند عرصۂ مدید اور زمانۂ بعید منقضی ہوا
کہ دوری ضروری حجابِ دیدۂ شوق ہے اور تمنائے ملازمتِ فیض درجت ہر درجہ بلند سے فوق ہے مگر اس
قانون کے موافق اور اس قاعدے کے مطابق کہ مصرعہ ؏ روح کو روح سے تعلق ہے ؏ بہانہ جان و دل خدمت
عسنہ میں واصل ہے اور بہ نسبتِ چشم شرفِ مشاہدہ حاصل ہے ؎ مؤلف اگرچہ غائب ہے نظر سے مری اے چشمِ حسن
ہے دلِ غمزدہ و دیدۂ بیدار میں تو ؏ تتمہ لہذا شکایتِ مفارقت مناسب نہیں جانتا اور زبانِ حال سے یہ مضمون
ادا کرتا ہوں ؎ مؤلف کیا ہوا حضرت سے غائب ہے اگر جسمِ کثیف ؏ ہے دردولت پہ حاضر جانِ روحِ لطیف ؏
قسمِ چہارم افتتاحِ دوامِ ذکر اس افتتاح سے کثرتِ محبت نمودار ہے اور ذکر الحبیب طبیب القلب کا
مضمونِ اخلاص مشحون اظہار ہے اول کسی شعر سے ابتدا کرتے ہیں پھر بعد مقدمہ کے دوامِ ذکر کا بیان کرکے
کسی بیت پر اختتامِ کلام ظہور پاتا ہے ابتدا ؎ مؤلف نہیں اک لحظہ خالی تجھسے بیرون و درون میرا ؏
کہ ہر دم یاد ہے تیری زبان پر نام ہے تیرا ؏ مقدمہ حضرتِ حکیم الخبیر و جنابِ سمیع البصیر کہ علم اوسکا قدیم ہے اسبات کا
دانا و علیم ہے بیانِ دوامِ ذکر لیل و نہار صفحۂ دہان و زبان اور صحیفۂ دل و جان نقوشِ توصیفِ مکارم
و فضائل اور رسومِ تعریفِ حسن و شمائل سے آراستہ و پیراستہ کرکے ہمیشہ دعاگوئی و رضاجوئی میں رطب اللسان

و عذب البیان پر ختم ہوئے ختم کلام ۔ مؤلف ہے روز و شب خیال تراہر زبان مجھے ۔ بے سال وشہ عارمی
ورد زبان مجھے ۔ قسم پنجم افتتاح اظہار محبت قبل ملاقات یہ افتتاح نہایت خوب و مرغوب ہے بعجب
کہ حضرت حق سبحانہ کو منظور ہوتا ہے کہ دو مخصوصین باہم بنائے دوستی قائم ہو تو اونکے دلوں میں قصد محبت پیدا
کرتا ہے کہ ملاقات صوری سے پہلے بذریعہ استماع احوال و اخبار اشتیاق معنوی جلوہ گر ہوتا ہے اور یہ دوستی
گویا تعارف ازلی او شناسائی میثاق کا نتیجہ ہے اسواسطے کہ جب دو انسانوں میں بروز ازل محبت مقرر ہو چکی
پس بہر صورت یہ امر ضروری ہے کہ اوسکا پرتو روشن جلوہ افگن ہو اور مواصلت جسمانی سے پہلے اوسکے آثار دعلامات
ظہور میں آئیں از انجملہ اگر بسبب موانعات چند در چند ملاقات جانبین متعذر ہو تو ارسال مکاتبات و ابلاغ مخاطبات
قاعدہ محبت و بنیاد الفت مضبوط و مستحکم کرتے ہیں کہ آبیاری قلم کی برکت سے ریاض مہر و محبت کو بہار تازہ
اور طراوت بے اندازہ حاصل ہو اس افتتاح کی بنا یا تعارف روز میثاق پر ہے یا استماع فضائل حسن اخلاق پر
اور اوسمیں چار باتوں کا لحاظ لازم ہے ابتدا اور بیان حال اور منظوم اور انتہا چنانچہ اونکی مثال
اسطریق پر قیاس کرنی چاہیے ابتدا ۔ مؤلف توصیف سنکے عاشق حسن و جمال ہوں ۔ تعریف سنکے
بیخود و محو خیال ہوں ۔ اگرچہ دیدہ رمد رسیدہ مخلص خالص العقیدت شرف لقائے دلکشا و جمال جہاں آرائے
مشرف نہیں ہے مگر مدت مدید و عرصہ بعید سے نوائے صدائے علم و شہامت اور ندائے صلائے فضل و کرامت وہان
باشندگان عرصہ غبرا اور زبان ساکنان قبہ خضرائے زیور گوش ہوش عبودیت کوش ہو چکی اس سبب سے
دل مشتاق سراپا اشتیاق کو تمنائے دیدار فائز الانوار اندازہ تحریر و تقریر سے صد چند افزون اور دیدہ دیدار
طلب آرزوئے مشاہدہ جمال باکمال سے ہر دم و ہر ساعت مقرون ہے منظوم ۔ مؤلف سننے ۔ دیدار سے
پہلے جو سنا وصف حبیب ۔ چشم پر گوش کو ترجیح نہ کیونکر ہو نصیب انتہا حضرت باری سے امیدواری ہے
کہ بفیض تائید آسمانی ملاقات جسمانی عنقریب میسر ہو اور وقت عنقریب ہے کہ نیر دیدار صبح مسعود سے
جلوہ گر ہو افق غیب سے خورشید مراد ۔ مخفی نرہے کہ منشیان فصاحت نشان و کاتبان بلاغت عنوان نے
مکاتبات و مراسلات میں اوصاف مکتوب الیہ کی وسعت آباد سے عنان توسن قلم کو معطوف کرکے میدان ایجاز
و اختصار میں مصروف کیا ہے اور فی الحقیقت یہ صورت قواعد ادب سے نہایت اقرب اور بدرجہ کمال اولیٰ
و انسب ہے بس ہم اس مقام پر کلمہ چند تعریف و توصیف مکتوب الیہ میں کہ جسکے قبول سے طبع سلیم انکار نکرے
بیان کرتے ہیں منشی کاتب کو لازم ہے کہ صفات مکتوب الیہ میں سے جو مناسب حال نظر آئے اس طرز پر احسن
اور بجانب علو مائل اور بصورت لفظی و معنوی سے مزاد و مبرا ہو اشیار وزراء مثلاً رتبہ سیادت کے ہمراہ
شرف علم شامل ہو خواہ کوئی اور دو سے مرتبہ دو یا زیادہ باہم مجتمع ہوں اس صورت میں ہر جانب کا لحاظ

اور ہر طرف کی رعایت مرکوز خاطر رہے اور ہر مرتبہ کے بعد اگر کوئی بیت شمول ہو تو البتہ قاعدہ تعظیم و مناط
تکریم اوس سے تاکید و تمہید حاصل کریگا چنانچہ **سلاطین کیواسطے** یہہ طریقہ ہے حضرت جم جاہی خلافت
پناہی صاحبقرانی سلیمان مکانی دارائے جمشید فر فریدون خورشید منظر جہاندار سپہر اقتدار خلاصۂ سلاطین روزگار
شاہنشاہ مالک رقاب شہریار کیوان جناب قطب فلک بختیاری مرکز دایرۂ جہانداری آفتاب تابان فلک
جہانبانی ماہ درخشان سپہر گیتی ستانی قوت باصرۂ شہریاری غرۂ ناصیۂ کامگاری خجستہ طالع و ہمایون بخت
فروزندۂ تاج و برازندۂ تخت سکندر جاہ سلطنت پناہ کیخسرو سپاہ خلافت دستگاہ جہانگیر عالم آرائے عدو بند
کشور کشائے فرد شہریار شہریاران آفتاب ملک و دین خسرو لشکر شکن شاہنشہ روئے زمین ہے اولاد
ملوک کیواسطے شہزادۂ جمشید سریر سلیمان جاہ آصف تدبیر مہر سپہر سلطنت و جہانبانی زیور سریر
مملکت و گیتی ستانی سلطان ابن السلطان مظہر انوار بذل و احسان خلاصۂ اولاد خواقین زبدۂ ابنائے
ملوک و سلاطین گوہر تاج شہریاری اختر برج کامگاری قدر قدرت قضا صولت کیوان رفعت مشتری
سیرت بہرام سطوت خورشید شوکت ناہید بہجت عطارد فطنت قمر طلعت سہیل میمنت سمولف ذی شکوہ
ذی حشم ذی رتبہ و ذی اقتدار ہو کام بخش و کامیاب و کامران و کامگار ہو **بیگمات کیواسطے** ملکۂ
عصمت شعار مالکۂ عفت دثار فروغ باصرۂ دین و ملت چراغ افروز شبستان ملک و دولت زبدۂ عصر
و دہر نقاوۂ ملکات عالم خلاصۂ قدسیات آدم تخت نشین حجلۂ عفت و کرامت زیور بخش حجرۂ عصمت و شہامت
سہیل یمن نامداری ناہید فلک کامگاری فرد حضرت بلقیس ثانی عصمت دنیا و دین ہو زہرۂ چرخ شرافت
مریم عفت قرین ہو **امرائے عظام کیواسطے** اعظم الامرا امیر العظما مقبول دولت سلطانی منظور
حضرت خاقانی والا قدر عالیشان مسند نشین شاہ نشان بانی کشورستانی جہانبانی ممہد قواعد ملک ستانی مظہر
انوار نامداری مصدر آثار کامگاری فرد خجستہ طالع و فرخ رخ و ہمایون فال ہو سپہر مہر شرف آفتاب اوج کمال
وزرا کے واسطے وزیر آصف نشان آصف سلیمان مکان عالی رتبہ عالم آرائے کارفرمائے ممالک
ناظم مہام ملک و ملت مدبر امور دین و دولت فرد حضرت دستور اعظم صاحب جمشید فر ہو اختراع وزارت
خواجہ والا گہر ہو علیٰ ہذا القیاس ہر گروہ کیواسطے صفت شایان تحریر کرنی زیبندہ و شایاں ہے اور معلوم کرنا چاہئے
کہ تتمیم لوازم و تکمیل مراسم عزت کیواسطے تحریر القاب نہایت مناسب ہے اور اس باب میں ہر گروہ کا قاعدہ جداگانہ ہے
مگر فصحائے عرب و عجم کی اصطلاح میں لقب ایک لفظ ہے مضاف طرف ملک یا ملت یا دولت یا شریعت
یا اسلام یا دنیا یا دین وغیرہ کے جیسے عمدۃ الملک اور امین الملت اور عضد الدولہ اور صدر الشریعہ اور
فخر الاسلام اور ہمام الدین اور امام الدنیا وغیرہ اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک لفظ کو چند کلمات سے ملا دیں

ہے جیسے علاء الملتہ والدولتہ والدنیا والدین اور کبہی لفظ مذکور ایک جماعت کیطرف مضاف ہوتا ہے جیسے
شمس الائمہ اور عین القضاۃ اور سلطان العلما اور شیخ المشایخ اور ملک الشعرا وغیرہ اور تعریف کنیت کے
ساتہہ بہی کمالِ تعظیم و توقیر کا موجب ہے اور کنیت سلاطین کیواسطے بہی لکہتے ہین جیسے ابو الغازی اور
ابو المظفر اور ابو الفتح وغیرہ اور سادات و مشایخ و علما کیواسطے بہی ہے جیسے ابو المعالی اور ابو المحامد اور
ابو المفاخر اور فی الحال بلغاے عجم بغیر ملوک و سلاطین کے کسیکے واسطے کنیت نہین لکہتے اور وہ بہی ایک
بادشاہ کیطرف سے دوسرے بادشاہون کو تحریر کرتے ہین اور آداب کتابت یہہ ہے کہ آبا و اولاد باہم مکتوبون
مین صفات و القاب نہین لکہتے ہین اور موالی و عبید مین بہی بہی رعایت ملحوظ رکہی جاتی ہے بلکہ اولاد
و عبید اپنے موالی و آبا کی خدمت مین عرضداشت لکہتے ہین اور آبا و موالی اپنے فرزندون اور بندون کو رقعے
تحریر کرتے ہین اور اسکے بعد یہہ امر بہی دریافت کرنا چاہئے کہ مکاتیب مین دعا وقوع ہے دعای معین
اور دعای غیر معین تین جا محل پر ہوتی ہے افتتاحِ مکاتیب اور اختتام مکاتیب اور بعد نام مکتوب الیہ
اور بعد استدعاے دوام ایام دولتِ مکتوب الیہ یا اوسکی درخواست ملاقات کے بعد اور غیر معین کتابت
احوال کی اثنا مین تحریر کیجاتی ہے اور وہ یا بعد ذکر لازم التعظیم یا بعد مذکور واجب التحقیر کے واقع ہوتی ہے
اور دعوات افتتاحیہ دو قسم ہے مشہور اور اہمل چنانچہ ہم دونونکا بیان پیشتر کر چکے ہین اور جو دعا
اسم مکتوب الیہ کے بعد ہو اوسمین یہہ شرط ہے کہ صدر مکتوب مین دعا تحریر نکرین ورنہ دعا اثناے دعامین
واقع ہوگی جسکو دعا در دعا کہتے ہین جیسے فارسی مین آفتاب دولتِ حضرت مدظلہ العالی از مطلع اقبال تابان
باد اور قدمانے یہہ طریقہ نامستحسن شمار کیا ہے اسواسطے کہ دعاے اول کے تمام ہونیسے پہلے دعاے ثانی
اوسکے انقطاع کا وہم پیدا کرتی ہے غرض خلاصہ یہہ ہے کہ دعا ہمیشہ کاتب کی خواہش دلی پر اور مکتوب الیہ
مضمون بہتری پر مشتمل ہوتی ہے اسے دیر کیہہ واضح و لائح ہو کہ فقرات افتتاحیہ کے بعد ذکر کاتب کا
محل ہے پس طبقات مین وہ تواضع و عجز و انکسار اور اخوانیات مین متضمن محبت و اخلاص
بیشمار چونکہ اہل طبقہ اعلے آٹہہ قسم پر منقسم ہین لہذا کاتب پر واجب ہے کہ اپنا وصف ہر قسم کے مناسب
تحریر کرے اور مکتوب الیہ جسقدر مرتبے مین زیادہ ہو اوسی درجہ اپنا رتبہ کم کرنا لازم ہے چنانچہ طبقہ اعلے کی
نسبت ذکر کاتب اس مثال سے ظاہر ہوگا کہ ملوک کیواسطے بندہ کمترین بندگان فلان کہ حلقہ بندگی
در گوش و غاشیہ ہوا داری بر دوش ہے اور اولاد ملوک کیواسطے بندہ جان نثار فلان کہ سر بندگی
زمین پر اور داغِ عبودیت جبین پر رکہتا ہے بیگمات کیواسطے کہترین مجاوران درگاہ جہان پناہ
و کمترین ملازمان بارگاہِ گردون اشتباہ امرا کیواسطے نادم کیند و چاکر دیرینہ صدور کیواسطے

خادم کمترین فلان کہ قوانین حق گذاری و قواعد جان سپاری مین نہایت ثابت قدم ہے وزرا کیواسطے چاکر قدیم کہ صحیفۂ ہواداری و دیباچۂ فرمانبرداری کو ہمیشہ نقوش خدمت و ملازمت سے منقوش رکھتا ہے ارباب قلم کیواسطے دو تنخواہ دیرینہ کہ دعاے اجابت مقرون ترقی مدارج روز افزون ورد زبان و وظیفہ جان رکھتا ہے تمام ملازمین کیواسطے مخلص بے اشتباہ کہ ہردم دعا دو تنخواہی جسکا وظیفہ ہے یہ سب علیٰ ہذا القیاس طبقۂ اشرف کے لئے دعاگو عقیدت نیازمند یا مخلص ترین ہواداران وغیرہ اور طبقۂ اوسط کیواسطے محب صادق الاخلاص یا معتقد کامل الاختصاص یا مخلص آرزومند وغیرہ نگارش کرنا لازم ہے **قسم دوم ذکر کاتب بہ اخوانیات** یہہ صورت مشتمل بر محبت و مخالصت دو قسم پر مبنی ہے **اول** کاتب اپنی صفت کو اتحاد و اعتقاد کے ساتھہ شمول کرے جیسا کہ **طبقات** مین ابھی گذر چکا ہے **دوم** ذکر کاتب کے بعد کوئی بیت وصف اخلاص و محبت مین کہ جس سے اظہار حال متصور ہو لکھنی ضرور ہے چنانچہ نظم و نثر دونون کی یہہ مثال ہے نثر مخلص معتقد کہ خزینۂ سینہ کو جواہر زواہر ثناگستری سے مشحون رکھتا ہے اور صفحات اوراق ایام و لیالی کو ارقام ادعیۂ مزید اسباب اقبال و معالی سے معمور

نظم مؤلف

وہ کہ جسکے صفحۂ جان پر ازل کے روز سے | لکھہ چکا نقش محبت کلک نقاش قضا
وہ کہ جو حاضر و غائب ہے برابر سمجھے | وہ کہ جو ظاہر و باطن سے ہے ثناگر تیرا
وہ ترا احسان نثار و فدوی خاص | جو رکھتا ہے جبین پر داغ اخلاص

اور کاتب کا نام چار محل پر تحریر کیا جاتا ہے **اول** جس سطر مین اپنا ذکر کرے جیسے بندۂ کمترین یا کمترین بندگان اور اس مقام پر نام تنہا داخل کرے یہہ صورت طبقۂ اعلیٰ کیواسطے انسب و اولیٰ ہے **دوم** سطر آخر کے ذیل مین اور یہان تنہا نام نہ لکھے بلکہ کوئی صفت مشتمل بر تواضع اوسکے ساتھہ لکھنی ضرور ہے عبد الاقل یا داعی مخلص یا محب مخلص وغیرہ یہہ نوع رسائل طبقۂ اشرف کیواسطے مناسب ہے **سوم** مکتوب کے حاشیہ پر دست راست کیجانب اور اس محل پر بھی تنہا نام شایان نہین بلکہ کوئی صفت محبت و یاری اور شوق و ہواداری کی اوسکے ساتھہ شامل کرے جیسے کہ محب مشتاق یا مخلص ہواخواہ وغیرہ یہہ قسم اخوانیات کیواسطے مخصوص ہے اور سلاطین بھی اپنے اسطرح لکھتے ہین **چہارم** مکتوب کی پشت پر اور یہہ نہایت ادب کی رعایت ہے یہہ نام کنارۂ کاغذ سے جسقدر کاتب کے جانب قریب ہوگا تواضع کے طریق پر زیادہ دلیل ہے اور اس مقام پر بھی نام کے ہمراہ کوئی وصف مناسب حال کاتب نگارش کرنا لازم ہے اور نامہ نگاران عرب نام کو سطور مکتوب مین داخل کرکے تحریر کرتے ہین چنانچہ محب المشتاق فلان یہدی بالخیر کذا و کذا **ادا تحیت** ذکر کاتب کے بعد مقام تحیت ہے اور یہہ صورت طبقات مین ہوسکتی ہے اور اخوانیات سے جن مکتوب مین کہ تحیت کے ساتھہ افتتاح نہ کی ہو اور مخفی نہین ہے

که درجاتِ تحیات مین خدمت وعبودیت سے سلام وتحیت تک نہایت تفاوت ہے اور طبقاتِ مذکورہ مین سے
ہر طبقہ کیواسطے تحیات اوسکے حسبِ مراتب چاہیے **اول تحیاتِ طبقۂ اعلیٰ** چنانچہ بندگی وخدمت وعبودیت
واظہارِ غلامی وغیرہ **ملوک** وشِ زمین عبودیت اور جانبۂ بساطِ قدوبیت کو لب اوسکے بوسہ ودیگر لوازمِ خدمت
بجالاتا ہے اور شرائط جبین سائی وآستان بوسی اوراوسکے مراسمِ اطاعت پیش ہو بجاتا ہے **اولادِ ملوک** خاکِ
عتبۂ عالیہ کو سرمۂ چشم فرمانبرداری اور گلگونۂ رخسارِ خدمتگذاری کرکے گوہرِ نیازمندی سلکِ عرض مین منسلک کرتا ہے
معظمات مراسمِ خدمات بندگانہ ولوازمِ عبودیاتِ چاکرانہ کہ سرِ دفترِ اوراد ووظائف کار ہے پس نہادِ آستانۂ حریم ومحرم
تعظیم پر تبلیغ کرتا ہے **امرائے کرام** سرِ جان نثاری خطِ خدمتگاری پر رکھتا ہے اور نقوشِ بندگی سے صفحاتِ
اوقات کو مزین کرکے قواعدِ عجز وانکسار کو رواج دیتا ہے اور یہی طریقہ ہے واسطے صدور ووزرا ودیوان وملازمین
وغیرہ کے **اور طبقۂ اشرف کیواسطے** یہہ طرز ہے کہ دعا وثنا شامل ہوتی ہے جیسے دعوات معطر نسیم
وتحیاتِ عنبر شمیم یا وہ ہدیۂ دعوات کہ جسکی نسیم عنبر شمیم خوشبوی اخلاص سے معنبر ہو اور وہ تحفۂ ثنا کہ جسکی ہوا
دلکشا نکہتِ اختصاص سے معطر ہو لازمانِ آستانِ رفعت نشان کیخدمت مین ابلاغ کرتا ہے **اور طبقۂ اوسط**
کیواسطے وہ سلام کہ خلوصِ عقیدت پر مشتمل اور وہ تحیت کہ جو محبت پر منطوی اور نورِ اشتیاق کیطرح سرمۂ
روشنائی اور مردمِ چشم کیصورت چشمِ مردم کی بینائی ہو نقشِ ارسال سے منقوش کرتا ہے اور اسمین آپ ملنے اور یہی
بعضے طبقاتِ مکتوب الیہ سے تحیات کا منصب ملاحظہ کرکے رعایتِ استعمال کے طریق پر اوسکے موافق الفاظ
لائے جاتے ہین تو بہر حال مزید حسنِ لطافت کا سبب ہے مثلاً **قاضی کیواسطے** وہ تحیت کہ کاتبانِ دار القضائے
ازل نے جسکے مضمون کو صدق وعدہ آمودت و ولائے سے مسجل کیا ہو اور وکیلانِ محکمۂ قدر نے روزنامۂ لم یزل مین
گواہی محبت ووفا سے مدلل کیا ہو مجلسِ اعلیٰ پر نثار کرتا ہے اور **اطبا کیواسطے** وہ نسیمِ دعوات کہ جسکی خوشبو
انفاسِ مسیح کے مانند دافعِ علل وعوارض اور شفای اسقام وامراض ہو علی ہذا القیاس مفسر اور محدث اور فقیہ
اور خطیب اور واعظ اور محتسب اور قاری اور حافظ اور صوفی اور ادیب اور حکیم اور منجم اور شاعر اور خوشنویس
اور حاجی وغیرہ کیواسطے بھی سمجھنا چاہیے **تحیت مناسب اخوانیات** جو دعائے نسیم وثنا شمیم جاتی ہو بجائے
اور جیسا کہ غنچۂ صدق وصفا کو چمن دل وجان مین انفاس نسیم سحری کے ہمراہ خدمت مبارک مین ارسال کرتا ہے

بیان عرض اخلاص رسائلِ بلغا ومکاتیبِ فضلا مین اداے تحیت کے بعد عرض اخلاص کا محل ہے اسکی
دو قسمین ہین **قسم اول** مناسب طبقات **قسم دوم** مناسب اخوانیات **مناسب طبقات** دو وجوہ پر
منقسم ہے **عرض اخلاص** اور ختم کلام چنانچہ ملوک کیواسطے عرض اخلاص بعد اداے مراسم عرض حضرت
بدیع السموات والارض نے بالحق والاشراق حضرت فیاض علی الاطلاق سے خلوص نیت اور صفاے طویت سے

بیان عرض اخلاص

دوامِ عہودِ سلطنت و جہانبانی اور دوامِ حدودِ خلافت و سلطان نشانی کا مستدعی رہتا ہے تمام الکلام
دفتر اس مراد کا بفیضِ فضلِ رب العباد ہمیشہ طرازِ فاستجبنا لہ سے مطرز اور اعزازِ ادعونی استجب لکم سے معزز رہے
و علیٰ ہذا القیاس اولادِ سلاطین ہنگامِ سحرگاہ حضرت الٰہ سے چاہتا ہے کہ ہمیشہ ربع مسکون زیرِ فرمانِ
ہمایون اور آئینہ سلطنت زنگارِ زوال سے محفوظ و مصئون رہے مصرعہ تمام الکلام اس دعا کیواسطے
روح الامین آمین کہے ملکات حضرت مجیب الدعوات و واہب العطیات سے کہ بخشنے والا سعادتِ
جاودانی کا اور بر لانیوالا حاجاتِ دو جہانی کا ہے مزید جاہ و حشمت اور دوامِ عصمت و عظمت حضرت کی درخواست
کرتا ہے واللہ سمیع مجیب و ہو سمیع و مجیب امراء و حکام دعائے تقدیس و ثنائے اقدس کا کہ کافۂ انام پر
عینِ فرض اور فرضِ عین ہے لیل و نہار ورد رکھتا ہے اور ترقی دولت بندگانِ حضرت امارت پناہی کی
دعائے نیم شبی و سحرگاہی مین عنایتِ بے نہایتِ الٰہی سے چاہتا ہے مصرعہ تمام الکلام امید وار ہون
کہ دعا مستجاب ہو اور صدور و ارکانِ دولت اور وزرا و اعیانِ حضرت اور اہلِ دیوان و اربابِ قلم
اور تمام ملازمین والا ہمم کیواسطے علیٰ قدرِ مراتب یہی طریقہ بہتر ہے عرضِ اخلاص طبقۂ اشرف کے
واسطے یعنے نقبا و سادات اور ائمہ ثقات اور قضاۃ والا و مشایخ کبری اور اربابِ علوم وغیرہ اور
اصحابِ مناصبِ شرعیہ اور حکما و فضلا وغیرہم کیواسطے بھی یہی قاعدہ ہے اور طبقۂ اشرف بھی اسی ذیل
مین شامل ہین ہر ایک مرتبہ کا لحاظ ملحوظِ خاطر رہے عرضِ اخلاص لائق اخوانیات حضرت مسبب الاسباب
و مفتح الابواب جل جلالہ و عم نوالہ سے ہمیشہ بتضرع و زاری و عجز و انکساری آپکے دوامِ ایامِ کامگاری و انتظامِ
اسبابِ نامداری کی طلبگاری ہے اور ترقی دولتِ ہمایون و تزایدِ اقبالِ روزافزون کی امیدواری ہے
شعر تمام الکلام یہہ وہ دعا ہے جو عرشِ برین کا قصد کرے نہ فلک سے فیضِ قبول آئے بہرِ استقبال
شوقیات عرضِ اخلاص کے بعد اس کا محل ہے اور اکابرِ فنِ کتابت اسپر متفق ہین کہ ذکرِ شوق مکاتیبِ
ملوک مین مناسب نہین اور مکاتیبِ معظماتِ حجراتِ سلطنت اور مخدراتِ حرمت و حشمت مین بھی نہین چاہیے
مگر باقی رسائلِ طبقات مین موقع پاتا ہے اور اخوانیات مین نہایت مناسب ہے اور بیانِ شوق شرح
طلب ہے اسواسطے کہ بعضے مکاتیب مین حسبِ مقتضائے مقام ذکرِ شوق اور بعضے مین ذکرِ فراق لازم ہے
اور یہہ امر ضروری ہے کہ ذکرِ شوق مین تمنائے مواصلت کا اظہار اور ذکرِ فراق مین صدمۂ جدائی کا بیان
ہوتا ہے چنانچہ بیانِ شوق برائے اخوانیات آرزومندی مشاہدۂ طلعتِ دلکشا و اشتیاقِ دیدارِ
جمالِ جہان آرا اوس درجہ سے گذر چکا ہے کہ وہمِ دور اندیش جسکی سرحد تک گذر سکے اور ناظمِ عبارات
اوسکو سلکِ بیان مین منسلک کر سکے مولف اے دوست ہے طویل بہت داستانِ شوق ممکن نہین

بزبانِ قلم سے بیانِ شوق ٭ فقراتِ فراقیہ وابیات بجدائے لا یزال آتشِ اشتیاق کا اسقدر
اشتعال ہے کہ سوائے زلالِ وصال کے منطفی ہونا محال ہے اور تقریرِ حکایتِ اشتیاق و تحریرِ شکایتِ
فراق اوس سے ہزار درجہ زیادہ ہے کہ سمندِ فہم تیز تگ اور قاصدِ وہم و گمان گو بہ امدادِ زادِ تصور و راحلۂ تفکر
اوسکے بیان کا بیابان طے کر سکے ٭ مولف ٭ ترے فراق میں اک دل ہے اور ہزاروں درد ٭ تری
جدائی میں اک سینہ ہو ہزاروں داغ ٭ قطعہ مولف ٭ قسم اوسکی کہ جسکی قدرت سے ٭ سخت و دشوار
سہل و آسان ہے ٭ کہ مجھے تیرے ہجر وقت میں ٭ زندگانی و مرگ یکسان ہے ٭ دعا ملاقات دو قسم ہے
ایک بعد فقراتِ شوقیہ کے اور ایک بعد کلماتِ فراقیہ کے اور اوسکا قاعدہ بھی موافق فقراتِ شوقیہ و فراقیہ کے
جداگانہ ہے چنانچہ قسم اول بعد فقراتِ شوقیہ حضرت واہب المواہب عزشانہ و عظم سلطانہ
ملاقاتِ اشرف کی دولتِ غیر مترقب کہ بعنوانِ جرایدِ سعادات اور دیباچۂ دفاترِ مرادات ہے بکشن غیب
و مخزن لاریب سے بوجہ احسن روزی فرمائے قسم دوم بعد فقراتِ فراقیہ حضرت جامع المتفرقین اپنے
احسانِ قدیم و فضلِ عمیم سے ایامِ غم انجام دوری و ہنگامِ نحوست و جامِ مہجوری کو ساعاتِ مسرت آیاتِ
وصال اور اوقاتِ بہجت سماتِ اتصال سے مبدل فرمائے بیانِ تاریخ کتابت متقدمین نے تعیینِ زمان
کتابت میں بہت مبالغہ کیا ہے اور متاخرین نے اوسکو نسیاً منسیاً جانا مگر اصل حال یہ ہے کہ ذکرِ تاریخ کتابت
متضمن فوائدِ بے نہایت ہے کسواسطے کہ اکثر ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ ایک حال ایک تاریخ معین میں کسی
وقت تحریر ہوتا ہے اور اوسکے برخلاف دوسرے وقت کوئی اور چیز لکہی جاتی ہے پس اگر تاریخ معین نہو تو دو
مکتوب کا مضمون جسکو ایک شخص نے اوقاتِ مختلف میں لکہا ہو مخالف نظر آتا ہے اور اسوجہ سے کہ ہر ایک
بمقتضائے وقت لکہا گیا ذہنِ انسان نارسا رہجاتا ہے اور دوسری یہ بات ہے کہ اگر کوئی شخص مکتوب
لکہے اور وہ کسی ہیچ راہ یا بغفلتِ قاصد وغیرہ کے سبب سے مکتوب الیہ کے پاس ایک مدت کے بعد پہونچے
اور مکتوب الیہ اوسکے جواب کا منتظر ہو تو اسصورت میں خواہمخواہ کاتب سے ملول ہوتا ہے لہذا تاریخ ثبت
ہونیکے باعث عذرِ کاتب واضح ہے مثلاً بتاریخ ۱۲ محرم الحرام فاضت برکاتہ علی الانام یہ صحیفۂ ضراعت
رقیم الطاعت سے مرقوم ہوتا ہے یا بتاریخ یوم عید الفطر لا زال تاریخ العطا اس صحیفہ کے وسیلے سے سلسلۂ ارا
دتمندی کو تحریک و ثبات علی ہذا القیاس ہر شہر کیواسطے بہی ایک فقرہ صفاتیہ یا دعائیہ تحریر کیا جا تو بہت
مناسب ہے ذکرِ مکانِ کتابت اور یہ بہی بے فائدہ نہیں ہے اسلئے کہ مکتوب الیہ حال کاتب سے زیادہ تر
وقوف حاصل کرلیتا ہے اور علاوہ اسکے نہایت کہ وہان کاتب کے ہونیسے مکتوب الیہ کو کسطرح کا فائدہ عائد ہو
بہرحال اس امر کی اطلاع موجبِ سرورِ خاطر ہے اور رسائلِ افاضل میں ایسا نظر سے گذرا ہے کہ ذکرِ زمان و مکان

بیان تاریخ کتابت

بیان مکان کتابت

مثال ذیل رقم پاتا ہے چنانچہ یہہ صحیفہ فلانے وقت فلانے موضع سے تحریر ہوا جو کہ ذکر زمان سے تاریخ و مدت
مراد ہے اور ہم ابھی اوسکا طریقہ بیان کر چکے بعد اسکے ذکر مکان کے قاعدے پر اکتفا کرتے ہیں جیسے یہہ مکتوب
محبت اسلوب شہر شاہجہان آباد لطافت بنیاد سے آستانۂ عالی کیطرف متوجہ ہوتا ہے اور ہر ہوشمند
مخفی نہیں ہے کہ تاریخ زمان اور ذکر مکان کے بعد جو حال اور دعائے خاص تحریر کرتے ہیں اختتام پر اوسکے مثال کی احتیاج
نہیں اسلئے کہ درحقیقت وہی مضمون تحریر مکتوب کا سبب ہوتا ہے مگر صرف یہی بات یاد رکھنی کافی ہے کہ
مضمون دلکو اون الفاظ میں کاتب ادا کرے کہ جو مکتوب الیہ کے حسب مدارج ہوں اور تفاوت مراتب کا خیال
ہر لفظ سے واضح و آشکار ہوتا رہے اور تعین مراتب میں اول سے آخر تک کسی مقام پر فرق واقع نہو الغرض جبکہ
احوال تمام ہوتا ہے محل اختتام ہے اور اختتام مشتمل ہے مقدمہ و دعا پر اور دعا نثر میں ادا کیجاتی ہے اور نیز ابیات
کہ منظوم ہو مقدمہ کی بنا عذر و معذرت پر مبنی ہے اور یہہ عذر و معذرت دعا کیواسطے ایک تمہید
مناسب ہے جیسے زیادہ مجال جرأت نہیں کہ تصدیع دائرہ ادب سے خارج اور اختتام کلام دعائے دوام دولت و حشمت
انسب و اولی جانتا ہے مصرعہ دعا پر مناسب ہے ختم کلام ٭ اور مقدمات منظومہ تین قسم ہیں اول
طرح اختصار اور دعا باہم ہو اور مکتوب کو اوسی بیت پر ختم کریں دوم بعد اختصار کے دعا کیطرف انتقال کیا جائے
اور دعا شریک نہو اسصورت میں دعائے منثور مناسب ہے سوم ذکر اختصار پر اکتفا کرے دعا کا ذکر نکرینگے مگر لازم ہے
کہ اسکے بعد بھی دعائے منثور ہو **نوع اول** وقت دعا رسید سخن مختصر کنیم ٭ عالم بکام باد و سعادت مدام باد ٭
نوع دوم تا نگذرے طبع والا پر ملال ٭ اب دعا پر خوب ہے ختم مقال ٭ **نوع سوم** چون رسد گفتہ بحد جرأت
مختصر سازم سخن ٭ بیش ازین تصدیع دادن شیوۂ خدام نیست ٭ دعوات طبقۂ اعلی اعظم سلاطین ٭
رایات ظفر نگار نصرت شعار فتح صور تک منصور اور آیات جہانبانی صحائف ادوار و اوراق روزگار پر ہنگام نشور تک
منشور رہے مولف ٭ نور بخش مہر انور ہو ترا بخت بلند ٭ بوسہ گاہ چرخ اخضر ہو ترا نعل سمند ٭ وزرا و ارباب
وزارت و سایۂ جلالت صدمۂ زوال و آفت انتقال سے محفوظ رہے مولف ٭ بسیط خاک مزین ہو جاہ و اقبال سے تمہارے
کہ تو خلاصہ ترکیب چار ارکان ہے ٭ وعلی ہذا القیاس دعائے اختتام طبقۂ اشرف علما و فضلا
لوح محفوظ خاطر اشرف کہ آئینۂ اسرار غیبی و عکس پذیر انوار لاریبی ہے منبع فیض سبحانی اور مجمع فضل ربانی رہے
مولف ٭ حفظ رحمان ترا نگہبان ہو ٭ تو نگہبان دین رحمان ہے ٭ زہاد و صلحا اوقات طیبات
و ساعات بابرکات انتظام امور جمہور انام میں مصروف رہے مولف ٭ نکہت فیض و لطف سے تیرے ٭
جان روحانیان معطر ہو ٭ طبقۂ اوسط کیواسطے صفحۂ قبول و اقبال نقوش جاہ و جلال سے ہمیشہ
آراستہ اور صحیفۂ عشرت و شادمانی رقوم دولت و کامرانی سے پیراستہ رہے مولف ٭ سبیل راہ تری ہو عنایت حق

محل اختتام

ازلی بہترین حال ہے تو بلطف لم یزلی بدعوام ارقامات شریف بجمیع خوبی گذران باد مسئولؔ دعاگو بہر وجہ
دو اور تیرا یہ ہمیشہ رہے بخت یاور تیرا یہ **اخوانیات کیواسطے** سعادت ابدی اور کرامت سرمدی قرین ایام
ہمایون اور رفیق اقبال روز افزون ہے یہ مسئول ہمیشہ مہر شرف تیرا بے زوال رہے یہ دعا گوشہ نشینان
رفیق حال رہے اور **عنوان مکاتیب** یعنے **سرنامہ خطوط** کیواسطے طریق قدما مشروع ہے بعضے تعریف
و توصیف مکتوب الیہ بلکہ لقب و اسم کو بھی بر وجہ تعظیم لکھتے ہیں اور بعضے صرف لقب پر اکتفا کرتے ہیں اور یہ طرز
ادب سے بہت قریب ہے اور بعضے نام و لقب سے متعرض نہیں ہوتے بلکہ صرف کوئی لفظ مشعر عجز و انکسار و عبودیت
و افتقار **طبقات** میں اور متضمن بر محبت و اخلاص و مودت و اختصاص **اخوانیات میں** نگارش کرتے اور
یہ طریقہ مشہور ہے اور اس وقت میں نام یا لقب مکتوب الیہ کا ایک کنارہ پر دعا کیطرح بجاے عنوان قسم
کرتے ہیں اور اکثر ایسا دیکھا ہے کہ اخوانیات میں کوئی بیت یا نثر کہ جسسے اظہار خصوصیت ہو لکھتے ہیں چنانچہ
ہم یہیں دونوں کی مثال دیتے ہیں باقی بھی اسی پر قیاس کرلینا چاہیے فارسی میں یہ مشہور ہے کہ شرف
از مطالعہ خداوندی باید بالخیر و الحسنی یا بنظر رحمت آراستہ باد بالعز و الکرامۃ یا ملازمان حضرت عالی توقیت زینت
سرو حشم گردانند یا خدام عتبہ سپہر احتشام بموقف عرض رسانند اور اردو میں ملازمان حضرت عالی زینت کیوقت
شرف التفات سے مشرف کریں اور نظم کی مثال جیسے فارسی میں شعر، وصف دوست حاجت عنوان نامہ نیست
مکتوب مال حسن ا دوست مضمون بیت۔ شعر، کاش کہ خود نامہ خود بودمے۔ تا بکاف دریش رخ سودمے۔
اور اردو میں یہ دو مثالیں کافی ہیں مسئول نے خط شوق جاکے وہان جو ہو ہو یہ سمجھا ہوں
تجھکو کسیکی جناب میں نہ مسئول امی ناصبین خاک پر لے بجھود ہے ۔۔ ہو تجھے اگر خدمت عالی میں کسیکی
جبکہ شہزادہ خرد پرور اس مقام تک تقریر بیان کرچکا تو ارشاد کیا کہ جسسے اسقدر **مکتوب خطابی** کا بیان کیا
اور اب **مکتوب جوابی** کا بھی تھوڑا سا تذکرہ کرتے ہیں اسے بہر خیر ہے منشی ایراں جملہ تحریرات
متفحص انشاء و مراسلات اور افکار سینہ منحصران قواعد ابداع مکاتبات پر مخفی نہیں ہے کہ تمام ارکان **مخاطبات**
سواے افتتاحات کے مکاتیب جوابی سے بطرز جداگانہ ہیں اور خاص **جوابات** کیواسطے سات رکن
مقرر ہیں **اول افتتاح دوم** مقدمہ با توابع یعنے **مفتتح** اور **وصف** اور **تتمہ سوم** تعریف مکتوب **چہارم**
تعظیم مکتوب **پنجم** تجدید **ششم** مقابلہ **ہفتم** سلک پس **اول افتتاح** اور وہ دو قسم ہے **اصلی** اور **رسمی**
اصلی وہ ہے کہ دیباچہ کتابت حضرت مبدع الانام کے نام فرخندہ انجام سے مزین و محلی ہو اور اگر وہ بطریق
براعت استہلال کہ جسکا بیان خطابیات میں مذکور ہوا تحریر کیا جاے تو بہتر ہے اور جوابیات میں جیسا کہ
معلوم ہوا چنانچہ ہو الذی انزل الکتاب وغیرہ اور رسمی وہ ہے کہ اول کوئی بیت یا قطعہ مشتمل ذکر ورود خط

عنوان مکاتیب

مکتوب جوابی

کہ جسکا جواب لکھنا منظور ہے نگارش ہو خواہ قطعات مین خواہ ابیات مین اور اس موقع پر مراتب طبقہ اعلیٰ چار ہیں اور طبقہ اشرف چھہ ہیں اور طبقہ اوسط دو پر منقسم ہوا ہم ہر طبقہ کیواسطے علی الاجمال ایک دو شعر بطریق تمثیل بیان کرتے ہین اور یہہ اشعار اگر مکاتیب اردو مین بھی بزبان فارسی تحریر ہون تو بہت مناسب ہے اسواسطے کہ ہمیشہ اساتذہ متقدمین نثر فارسی مین نظم عربی لکھتے ہین **سلاطین و خواقین کیواسطے** اے صبا منشورِ شاہِ کامران آوردۂ ٭ مژدہ از حضرت شاہِ زمان آوردۂ ٭ **امرا و صدورِ معظمین کیواسطے** عنایت نامہ آورد قاصد از جنابِ او ٭ دلم آسودہ گشت و تازہ شد جان از خطابِ او ٭ **وزرا و اہلِ دواوین کیواسطے** نفحۂ مہر و وفا از گلشنِ دولت وزید ٭ یعنی از نزدیکِ آصف نامۂ نامی رسید ٭ دیگر ہمایون کتابے چو دُرِّ خوشاب ٭ رسید از جنابِ وزارت مآب ٭ **تمام ملازمین کیواسطے** آخر اے بادِ صبا در کلبۂ احزانِ ما ٭ اینچنین منشورِ دولت از کجا آوردۂ ٭ اور درجۂ **اشرف کیواسطے نقبا و سادات و ائمہ و قضات** ہمایون نامہ آمد کہ ازوے تازہ شد دلہا ٭ مہِ رخشندہ طالع گشت و روشن شد شبستانہا ٭ **مشائخ و زہاد کیواسطے** آمد پیام آنکہ پیامش مبارک است ٭ جانم فدا کہ نامۂ نامش مبارک است ٭ **اربابِ مناصبِ شرعیہ کیواسطے** زان فاضلِ زمانہ خطابے بمن رسید ٭ گوئے دلم بآرزوے خویشتن رسید ٭ **حکما و فضلا کیواسطے** زہے سعادتِ من کز توام رسید سلام ٭ ہزار بار علیک السلام والاکرام ٭ اور درجۂ اوسط کیواسطے **اعیان و مشاہیر** مکتوبِ جانفزاے تو نزدیکِ من رسید ٭ آخر دلم بآرزوے خویشتن رسید ٭ **عوام الناس کیواسطے** پیکِ مبارک است نسیمِ سحرگہی ٭ مشتاق را رسید بہ از یار آگہی اور اخوانیات کیواسطے اشعارِ دوستانہ کی تحریر مناسب ہے خواہ ابیات ہون خواہ قطعات چنانچہ ہم چند شعر ان دونون صورتون پر بیان کرتے ہین

ابیات براے اخوانیات

اے صبا این خطِ مشک افشان ز چین آوردۂ — یا نشانِ خامۂ آن نازنین آوردۂ

آورد صبا از طرفِ یار پیامے — الحمد للہ کہ رسیدیم بکامے

بحمد اللہ کہ آن یارِ گرامی — مرا از نامۂ خود ساخت نامی

ہزار جانِ گرامی فداے نامۂ دوست — کہ نورِ دیدۂ دل در رقومِ نامۂ اوست

بادِ نوروز از شمیمِ گلِ رعنا آورد — یعنی از دوست پیامے بسوے ما آورد

اے صبا لطف نمودی و صفا آوردی — کہ ز جانان خبرِ مہر و وفا آوردی

قطعات براے اخوانیات

فرخندہ قاصدے کہ رسید از دیارِ یار — با نامۂ رقم زدہ زان کلکِ مشکبار

نگارشے ز ذوقِ مقدم او دل کنم فدا | نگارشے برائے نامہ او جان کنم نثار
انچہ نامہ ایست کہ از کشورِ یار آورند | درین چہ نافہ ایست کہ از چین و تتار آورند
بیدلِ غمزدہ را مژدہ وصلے داوند | بلبلِ دل شدہ را بوئے بہار آورند

قسم دوم مقدمہ اور وہ عبارت ہے ان الفاظ سے کہ جو تعظیم مکاتیب وارد ہو ہر شکل مین اونکا مرتبہ طبقات اور اخوانیات مین متفاوت ہے اور اوسکی بنا تین اصل پر ہوتی ہے اول مفتتح دوم وصف سوم تتمہ مفتتح وہ ہے کہ تعریفِ مکتوب کے ہمراہ مکتوب الیہ کی بہی تعریف مناسبِ حال ہو اور وصف دو نوع ہے جزئی اور کلی وصفِ جزئی چند کلمات مین محتوی بر تعریفِ اجمالی اور اگرچہ سخن اوسکے بغیر کمال ہے مگر کتابت کو اوسنے زینت حاصل ہے وصفِ کلی کو منشیونکی اصطلاح مین تعریف کہتے ہین اور تتمہ چند کلمات ہین در وصفِ مکتوب کے بیان مین کہ جس پر مفتتح تمام ہوتا ہے پس ہم دونون کی مثال علحدہ علحدہ بیان کرتے ہین اول طبقات کہ چار نوع پر منقسم ہے سلاطین کیواسطے مفتتح مباہاتِ ہمایون فال اور عنقائے نامِ قبولِ اقبال یعنے طغرائے غرّائے ملک آسائی اور توقیع وقیع کشورکشائی نے وصف مشرقِ درگاہِ عالم پناہِ سروری اور مطلعِ التفات ذرہ پروری سے صورتِ آفتابِ جہانگیر و کلِ بادِ صبحِ جلوہ پرداز تتمہ بالِ عنایت و بازوئے رعایت سے بیرکرم پرواز فرق ہوا خواہ بلا اشتباہ پر ازرہ دولت و حشمت سایہ انداز ہوا امرا و صدورِ مقتدرین کیواسطے مفتتح منشورِ دولتِ ابدی اور طغرائے سعادتِ سرمدی یعنے خطابِ عالیجناب نے وصف کہ عنوانِ رواتبِ رافت سے مشحون اور مضمونِ رعایتِ عاطفت سے مقرون تہا تتمہ مصرعِ تیج شرف سے بصورتِ صفت جلوہ گر ہوا وزرا و دیوان کیواسطے مفتتح عالیشانِ جلیل الشان لازم الاذعانِ جنابِ وزارت و صدارت مآبیت وصف شمولِ انواعِ مسرت و کامرانی سے مجلے اور حصولِ اقسامِ مراداتِ دوجہانی سے مصلے تتمہ دیوان خانۂ الطافِ ازلی و اعطافِ لم یزلی سے نزولِ اقبال و رکاکترین کیواسطے موجبِ ازدیادِ جاہ و جلال ہوا تتمامہ ملازمین کیواسطے مفتتح ملاطفہ تسکین طراز اور مخاطبہ تسلین نواز یعنے کتابِ والی اور خطابِ عالی نے وصف کہ آثارِ اعانت و عنایت سے آراستہ اور مفاخرِ حمایت و رعایت سے پیراستہ تہا تتمہ تشریف ورود ارزانی فرمایا اور طبقہ اشرف کہ چہار قسم پر منقسم ہے اونمین سے سادات و نقبا کیواسطے مفتتح مقتضیاتِ ریاضِ نجیبی اور چہرہ گلدستۂ گلشنِ رسولِ الہی یعنے مکاتیبِ شریف و مخاطبۂ لطیف نے وصف کہ نیر اکبر کیطرح تابان اور شعاعِ ثواقب کیطرح درخشان تہا تتمہ زاویۂ قلوب واعیان دولتخواہ کو حجرہ نیرِ اعظم کیطرح روشنی کی دولت بخشی ائمۂ اسلام و قضاۃ کیواسطے مفتتح نفحتِ ریاضِ دین پروری اور نکہتِ گلزارِ شریعت گستری

یعنے مخاطبہ نامی اور نامہ گرامی نے وصف کہ جان بخشی مین اعجاز مسیحائی کا دم بھرتا ہوا اور نسیم صبح کیطرح غنچۂ دل
شگفتہ کرنیوالا تھا تتمہ مخلصون کے روضۂ امید کو بہار مراد سے طراوت و نضارت بخشی مشایخ عظام ہے مقتضح
فتوحات عالم اقدس اور فیضانِ عرصۂ مقدس کہ بشارت کلام ہدایت انجام سے اشارت ہے وصف مشتمل
معانی ھذا کتابنا ینطق علیکم بالحق تتمہ افق غیب اور تحقِ لاریب بوجہِ احسن وحسن مستحسن چہرہ کشا وجلوہ نما ہوا
اہل منصبِ شرعیہ ہے مقتضح نسیم الطاف الٰہی اور شمیم اعطاف نامتناہی یعنے خطاب مستطاب وصف
روائح ریاحین سے زیادہ معطر اور فوائح بساتین سے زیادہ معنبر تتمہ وقت مسعود اور زمان محمود مین تازگی
بخش گلشن قلوب وچمن صدور ہوا ارباب حکمت کیواسطے ہے مقتضح برکات انفاس حکمت شعار
اور نتیجات اقلام الہام آثار یعنے مخاطبہ شریف نے وصف کہ خاصیت اکسیر اعظم بلکہ برکت اعجاز عیسی مریم
رکھتا تھا تتمہ ورود اجلال سے جان تازہ بخشی اہل فضیلت کیواسطے صحیفۂ لطایف معانی وسفینۂ
جواہر زواہر روحانی یعنے کتاب بیمثال وخطاب بےمثال نے وصف کہ آرایش علم وافضال سے پیراستہ
اور پیرایۂ فضل وکمال سے آراستہ تھا تتمہ سعادت نزول سے مسرت تازہ اور ورود بہجت بیاندازہ
بخشی طبقۂ اوسط کہ وہ مشکل بمشکل ہے اصول واعیان کیواسطے ہے مقتضح معاوضۂ عزیز وکریم
وملاطفۂ لازم الاعزاز والتکریم نے وصف کہ مشیر انواع کامرانی اور مخبر اسباب شادمانی تھا تتمہ ازدیاد خلوص
وخصوص کا سبب ہوا اوساط الناس ہے مقتضح ملاطفۂ مرغوب ومفاوضۂ مطلوب وصف دلکشا مانند
ہوائے بوستان اور طرب افزا مثل وصال دوستان تتمہ خوب ترین اوقات اور بہترین ساعات مین وصول ہوا
اخوانیات کیواسطے بھی یہہ طرز ہے مقتضح کلام مبارک پیام اور پیام سعادت انجام کرامت وجامے
وصف کہ گلدستۂ قدسی کی طرح دلآویز اور غالیۂ مجلس انس کے مانند طرب انگیز تھا تتمہ مخلصان قدیم پر
شرف نزول اقبال فرمایا اور پایۂ افتخار کنگرۂ افتخار پر پہونچایا اور فارسی مین یہہ طریقہ سلیس ہے چنانچہ مقتضح مفاوضۂ
عنایت سمات ومخاطبۂ رعایت صفات وصف چون طلعت مشتری فرخندہ وچون چہرۂ ناہید درخشندہ
تتمہ شعشعۂ پرتو حسن التفات انداخت ہ چشم احباب رامنور ساخت ہ وعلی ہذا القیاس قسم سوم تعریف
مکتوب اوسکا محل تتمہ کے بعد انسب ہے اور یہی وصف بجائے وصف جزئی بھی تحریر ہوسکتا ہے اور ظاہر ہے
کہ مکتوب کی تعریف درحقیقت کاتب کی تعریف ہے پس جسقدر اوسمین مبالغہ ہوسکے اثر تعظیم زیادہ ظاہر ہو اور
تعریف یا خط مکتوب سے منسوب ہوگی مثلاً جودت حروف اور لطافت ترکیب وصورت یا سلاست الفاظ وعبارت
فصاحت وبلاغت وغیرہ کا وصف اور یا کاتب سے نسبت رکھیگی مگر بہتر یہی ہے کہ کل تعریف تحریر ہو اور
خط وبلاغت کی تعریف ملوک وامرا وحکام کے مکاتیب مین شایان حال نہین ہے اسواسطے کہ وہ تعریف اونکے

منشی و کاتب کیطرف رجوع کرتی ہے نہ کہ اونکی جانب پس جیسا کہ ہم وصف جزئی مین مثال دیچکے اوسیقدر کافی ہے اور صدور وامرا کے مکتوب مین کہ خود بذات خاص جنکی کتابت زبانی ہوجاتی ہے اور مکاتیب سائر ملازمین کیواسطے زیادہ تعریف کی ضرورت نہین اور جواب طبقہ اشرف مین تمام تعریف لائق مناسب ہے اور اوسط حکم سائر رکھتا ہے مگر جواب اخوانیات کی زینت تعریف سے ہے اور اسلئے ہم تعریف مکاتیب کی مثال دو صورتون پر بیان کرتے ہین **اول تعریف مکاتیب طبقہ اعلیٰ واشرف** نثرا و نظما **تعریف نثر کی مثال** سواد اوسکی کحل الجواہر دیدہ خردہ بین اور مداد اوسکی قرۃ العین باصرہ حور العین اوسکے سطایع الفاظ سے آثار فصاحت کامل طالع اور اوسکے مقاطع کلمات سے انوار بلاغت شامل لامع اوسکے دامن خط سیاہ سے ہزار شب قدر نمودار اور اوسکے گریبان معانی دلفریب سے ہزار روز عید آشکار **تعریف نظم کی مثال**
دران عبارت شیرین زخط شور انگیز ٭ بیان نسخی سحر است و صنعت اعجاز ٭ **تعریف مکاتیب اخوانیات نثر** سواد دیدہ بیاض ملاطفہ سامی مین حیران ہے اور بیاض ورقہ سواد مخاطبہ نامی پر نگران اوسکا نقطہ مداد سخنوری کا ایک خال زیبا اور اوسکا ہر حرف صفحہ سخنوری کا ایک نقش دل آرا **نظم کی مثال** در رنگ
سواد خط او دیدم ٭ روز نور روز و شب قدر یکجا دیدم ٭ **قطعہ** نامہ دیدم کہ نظم و نثر آن انواع اوقیمت در یتیم و لولوی شہوار داشت ٭ ہم سواد او مثال طرہ جانان نمود ٭ ہم بیاض او نشان عارض دلدار داشت

قسم چہارم تعظیم مکتوب مین وہ اعاظم طبقہ اعلیٰ واشرف سے مخصوص ہے اور اخوانیات مین بھی کبھی کبھی لکھتے **اسکا محل تعریف** کے بعد ہے اور کبھی بجائے تعریف کلی کے بھی لکھتے ہین مگر اس شرط پر کہ پہر دوسری تعریف سے متعرض نہون چنانچہ **اعاظم طبقہ اعلیٰ کیواسطے** لوازم خدمت و مراسم عبودیت ادا کرکے اوس والا نامہ عالیشان و طغرائے فیض نشان کو دست اعزاز و اجلال سے فرق مباہات و مفاخرت پر رکھا **شعر**
خط شریف ترا دو دیدہ جا کردم ٭ ہزار گونہ دعا گفتم و ثنا کردم ٭ **اعاظم طبقہ اشرف کیواسطے** اس فتوحات غیبی و فیوضات لاریبی کے نزول و ورود کا قدم اجلال سے استقبال کرکے افتخار دینی و دنیوی کا سبب سمجھا **شعر** خطاب بسط بت بوسہ دادیم ٭ گہے بر دل گہے بر دیدہ بنہادیم ٭ **اخوانیات کیواسطے** سواد نامہ ہمایون کو کحل الجواہر کیطرح نور بخش باصرہ جان پایا اور اوسکی بیاض کو ید بیضا ماہتاب کے مانند سرمایہ روشنی روح و روان پایا پہر **شعر** بوسیدم و بر مردمک دیدہ نہادم ٭ تعویذ دل سوختہ کردم ٭

قسم پنجم تحیہ کے بیان مین اور وہ عبارت سے ذکر دوام حضوری و شوق ملاقات سے کہ جو ورود اور مطالعہ کا سبب متحمل ہوتا ہے اور یہ مکتوب مین بعد تعریف و تعظیم جدا گانہ ہے اور اوسکی خصوصیت اشراف طبقہ اعلیٰ واشرف کے لئے ظاہر ہے اور اخوانیات مین بھی لائق و شایان ہے اور تحیہ نظم و نثر دونون مین ادا ہوسکتا ہے

چنانچہ طبقۂ اعلیٰ کی مثال یہہ ہے ملوک و سلاطین و بیگمات اون خطاب عالی کا فروغ انوار معنی
کلام الملوک ملوک الکلام کے اسرار ارباب بصیرت پر آشکار کرتا تھا طبقۂ اشرف کیواسطے اون توجہات کا
ظہور اوج صبح کامگاری کا طلوع نور معتقدان قدیمی اور ارادتمندان صمیمی کیواسطے سبب تہیۂ اسباب سرفرازی اور مورد
نتیجۂ مقدمات سعادت و کارسازی ہوا چرخ سعادتیکہ بھی چشم از خزانۂ غیب ۔ بہمان زبان کہ خطاب شرف رسید
اخوانیات کیواسطے خدا علیم ہے کہ دماغ عقل اون روائح افضال کے نفائح سے معطر ہوا اور دیدۂ روح
اون جوامع قبول و اقبال سے منور ہوا چرخ ذخائر لطف توان نامہ نامی کہ نوشت ۔ مہر ساید بمشام دل تا بو نشست

قطعہ

ثنای انشاء چہ تا ابیت انیکہ از راہ شرف باشد ۔ زلال فضل را منبع نہال لطف را گلشن
ز فیض گشت بخزائن نطقش یافت جان راحت ۔ ز لطفش گشت دل تازہ ز خطش دیدہ شد روشن

تقسیم مقابلہ اور بعد تقسیم کے دو شکل ہے اول یہہ کہ مقابل اون تحفوں کے جو مطالعۂ مکتوب سے حاصل
ہوئے ہیں یا مقابل اون عطوفت و مرحمت کے مضمون مکتوب جسپر مشتمل ہو وہ تین لکھے خدمت و عبودیت کے ہمراہ اسلام
و تحیت کے علیٰ قدر مراتب لکھے جاتے ہیں دوم یہہ کہ طریقہ معذرت اختیار ارسال ہدایات و تحیات سے متعرض ہوں
اور یہہ صورت اور ہے ترتیب ہے چنانچہ ہم ہر ایک کی مثال جداگانہ بیان کرتے ہیں مقابلۂ نوع اول مناسب طبقات
و اخوانیات طبقۂ اعلیٰ کیواسطے مراحم خسروانہ اور عواطف بادشاہانہ کے مقابل میں وظائف اطاعت اور لوازم
ضراعت موقف عرض میں سود حسن رکھتا ہے طبقۂ اشرف کیواسطے ہر حرف کے برابر میں ہزار جواہر ادعیہ
خدمت و دعا اور ہر کلمہ کے مقابل میں ہزار دُر ریز مدحت و ثنا بے ریب و ریا بصدق و صفا پیشکش کرتا ہے
اخوانیات کیواسطے آپکے لطف و کرم کے مقابل میں صورت اخلاص و دولتخواہی جسکی صورت ہر کہ نقش ازل کے
خامۂ تقدیر سے لوح خاطر پر تسطیر کی تھی جلوہ گاہ ظہور میں آئی مقابلۂ نوع دوم اعتذار میں طبقۂ اعلیٰ کیواسطے
اون عواطف سلطانی اور مراحم خسروانی کا عذر و معذرت کہ اس نمک پروردۂ قدیمی اور بندۂ صمیمی کو جسے سرفراز
فرمایا تھا حیز تقریر سے خارج اور سرحد تحریر سے متجاوز ہے شیوۂ مولف ہوا و ممالک عالی سایہ مستغرق احتم ہر ۔ اوسے
یہہ کمترین بندگان ظل ہما سمجھا ۔ طبقۂ اشرف کیواسطے عذر اون نامہ شریف کا کہ فی الحقیقت تمنا اس
فقیر ضعیف کا ہے کس قلم سے رقم اور کس زبان سے بیان ہو سکے خود مولف گرچہ اس لائق نہ تھا فدوی مگر آپ فوق الکرم
شامل حال بیہان ہے آپکا خلق اتم ۔ اخوانیات کیواسطے مخلص نوازی و فقیر پروری اور ہوا خواہان قدیم پر
الطاف گستری اون یگانۂ آفاق کے کرم و اخلاق سے بعید و غریب اور بدیع و عجیب نہیں ہے منت مولف
لطف تجہ سے تیغی خورشید ہو مشکسے ۔ کچھہ نئی باتیں نہیں ہیں بلکہ ہے رسم قدیم ۔ قسم مقسم تشکر میں اور وہ

اور وہ عبارت ہے ذکرِ شکرگزاری و سپاسداری مکتوب الیہ سے سعادتِ احوالِ کاتب اور ازدیادِ مناصب نعمت مراتب اور صحت و سلامت اور عافیت و کرامت وغیرہ پر کہ مکتوب سے جو مضمون مفہوم ہوا ہو طبقۂ اعلیٰ کیواسطے جو کہ توقیع وقیع اور منشورِ رفیع کے مضمون کرامت مشحون سے صورتِ انتظامِ مہام اور نفاذِ اوامر و احکام بے آئینہ ادراک میں ارتسام پاتا ہے مراسمِ سپاسگزاری پیش پہونچاتا ہے اور شکرِ جنابِ الٰہی بجالاتا ہے الحمد للہ حمدًا دائمًا ابدًا والشکر علیٰ کل حال طبقۂ اشرف کیواسطے جو کہ صحیفۂ عالیشان معانی نشان کے مضامینِ صداقت قرین سے علوِ اعلامِ نعمت اور ترقیِ جاہ و حشمت کا حال دریافت ہوا مخلصِ دعاگو صدقِ نیت سے سجدۂ شکر ادا کرتا ہے اخوانیات کیواسطے جو کہ مکتوبِ مرقوم سے معلوم ہوا کہ اسبابِ دولت و اقبال اور سامانِ حشمت و جلال موجود ہے اور اخترِ بخت بادرِ فرخندہ و مسعود ہے ریاضِ مسرت کو شحاتِ حمدِ ربانی اور شکرِ سبحانی سے تازہ و سیراب اور سرسبز و شاداب کرتا ہے اے دبیرِ فطرتِ مخفی نہ رہے کہ جوابِ مکتوب میں اظہارِ عجز بھی کاتب کی تعریفِ کامل ہے اور لازم ہے کہ بیانِ عجز مکتوب جواب کے اول لکھا جائے اور عاجز اختصار کرکے جلد ترشیحِ احوال میں مشغول ہوں اور بہ تصدیقِ منشی کے ذہن سے علاوہ رہتا ہے چنانچہ اوسکی مثال یہ ہے شعر قطرۂ سرگردان سے جوابِ دریائے گوہر فشاں علمی بے ادبی ہے اور ذرۂ بے سروپا سے خطابِ خورشیدِ عالم آرا کا محض بوالعجبی ہے نظم مؤلف کسی سے جی کا ہرگز تم جواب ہو نہ کوئی جواب لکھے بھی تو باصواب ہو نہ جبکہ تقریرِ دلپذیر شہزادہ ذیجاہ عالم پناہ کی اس مقام تک پہونچی فرزانہ روزگار نے ارشاد کیا کہ اے خسروِ پرور کہاں تک کلام کو طول دوگے اور کبتک سلسلۂ سخن کی رسی دراز کروگے بس بس اب حاضرینِ مجلس کی سمعِ آشتی کا خیال کرو اور دیکھو کسقدر وقت منقضی ہوچکا ہے خسروِ پرور نے سکوت اختیار کیا اور تمام حاضرینِ دربار کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ اے زمرۂ علما و اے مجمعِ فضلا و اے گروہِ ادبا و اے جمہورِ حکما سید الکلام تمام ایک عجیب عالم محویت میں مثلِ امواجِ بحرِ زخار و طلاطمِ دریا ناپیدا کنار جوش زن تہا کہ خدا ایسے کسد رصہ پر پہونچا اور تمہاری اوقاتِ عزیز میں خلل انداز ہوتا مگر الحمد للہ کہ میں بہت جلد خبردار ہوگیا اور تمہارا وقت بھی زیادہ ضائع ہونے نہ پایا سب نے عرض کی کہ اے شاہِ سبحان والے غیرتِ حسان ہم اوسوقت کو اپنی عمرِ گرامی کا نتیجہ تصور کرتے ہیں اور اوقاتِ عزیز کا خلاصہ جانتے ہیں کہ جو وقت آپ کے فیضِ ہمکلامی سے خرسند و آشنا ہوں اور آپ کے استماعِ تقریر سے بہرہ اندوز ہوتے ہیں بمؤلف تحریر کی تصویر سے تقریرِ تمہاری ہوا اب جو بیتی گرچہ نہیں با ہمہ تن چشم ہو بادشاہِ عرش بارگاہ نے فرزانۂ روزگار کو بہزار تحسین و آفرین خلعتِ گرانبہا سے مشرف کیا اور دربار برخاست

۱۲۹۰ھ

باب دہم سو سوم بہ عقلِ اول

مؤلف

عالم ستی میں ہیں مدہوش رند بادہ نوش	فصلِ زور و شور ہے اور موسم جوش و خروش
ساقیا کیوں دم چراتا ہے ذرا میدان میں آ	جھپنے کی بات کیا ہے او نگارِ سیف دوش

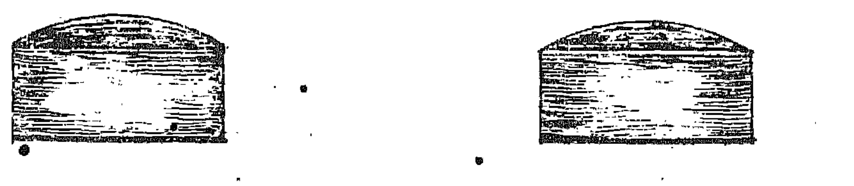
جسوقت شہزادہ خرد پرور ہمایون فرآئین امتحان کے درسگاہِ معلے نشان میں رونق افزا ہوا طریقہ مشہور کے موافق فرزانہ روزگار عالیمقدار کے روبرو بامید حصول تعلیم جلوہ فرما ہوا اوستادِ فرخ نہاد نے زبان ہدایت بیان سے ارشاد کیا کہ اے سعید کونین وا ے وحید دارین آپنے علوم اعلے اور فنون اشرف میں ضروری کارروائی کے لائق دستگاہ لیاقت پیدا کرلی ہے اور عنایت بے نہایت حضرت رب العزت سے کسی مقام پر نبید نہ ہوگے یہہ تمام باتیں تعلیم روحانی سے متعلق تہیں اب تعلیم جسمانی سے بہی بہرہ اندوزی نشان نصرت و فیروزی ہے یاد رکہو کہ قوت و توانائی ایک بڑی نعمت الٰہی ہے جو انسان قوی و زورمند ہوتا ہے اوسکی ذات سے کارہائے سخت انجام پاتے ہیں اور مہمات عظیم انصرام قبول کرتے ہیں اور جو کوئی ضعیف و ناتوان ہوگا اوس سے ہرگز محنت و مشقت اور زور و قوت کے کام نہو سکینگے اسلیئے کہ مرد ناتوان کو بار سر بہی وبال دوش ہوتا ہے پس بار مہمات کا کسطرح متحمل ہو سکے گا اور کارہائے زور و قوت کو کس صورت سے سرانجام دیگا الغرض سواری اسپ تیز رفتار اور سگالش گہرودار اور اعدائے دولت بیزوال سے معرکہ جدال و قتال اور تمام کاروبار دنیا اور معاملات عقبی زور و توانائی کے محتاج و حاجتمند ہیں علمائے دین اور حکمائے حکمت آئین نے کسب قوت کے لیئے ورزش و ریاضت کیطرف اشارت فرمائی ہے اے خرد پرور مرد عاقل کو لازم ہے کہ سرانجام امورات دنیا اور انصرام مہمات عقبی کیواسطے کسب قوت پر توجہہ مصروف رکہے اور مرد قوی کو مناسب ہے کہ زور و توانائی کے غرور سے عاجزوں اور ناتوانوں کا پیچہ نہ مروڑے اور زور و ظلم سے زیردستوں کو آزار نہ دے زیردستونکو رنج پہونچانا اور ضعیفونکو آزار دینا شجاعونکا کام نہیں بلکہ نامردوں کا شیوہ ہے اور شیرونکا طریقہ نہیں بلکہ رذیلوں کا پیشہ ہے وحوش و طیور سے بہی کسی ذی روح کی ایذا رسانی کہ جسے آزار کا اندیشہ نہو مردی و مردانگی سے بعید ہے بلکہ دشمن کیطرف سے بہی جبتک کچہہ ضرر نہ پہونچے نہ ستائیں اور جبتک کہ نقصان کو مال سے دفع کر سکیں جان کو خطر میں نہ ڈالیں اور بے آبروئی کے مقام پر کہ جہاں بے گناہ عزت جاتی ہو اگر جان کا دریغ نکریں تو جائز ہے کہ اہل عزت و حرمت ہرگز بے آبروئی و بیحرمتی کی زندگی نہیں گوارا کرتے چنانچہ یہہ مثل مشہور ہے مثل جان کی خیر مال اور عزت کی خیر جان اور بزرگونکا قول ہے قول ایکدن شیر ہوکر جیے

بیان ورزش و ریاضت

اور سودن بہیر ہو کر جیسے شجاع وہ ہے کہ سختی ومصیبت اور غم والم کے وقت خودکشی کرے اور بیہودہ
وارستہ اپنی جان عزیز کو معرض ہلاکت میں نہ ڈالے کہ اس صورت کا نام حرام موت ہے کہ جسکے باعث بعد
مرگ بھی انسان عذاب آخرت میں گرفتار ہوتا ہے مرد شجاع انسان وہ ہے کہ تکلیف ومصیبت کی حالت میں
ثابت ومستقل رہے اور بار شدائد والآلام کا متحمل ہو حکماے دانشمند کا قول ہے کہ ورزش سے رگ پٹھے جیسے چاہیے
درست ہوتے ہیں اور محنت وریاضت کے باعث فضول بدن تحلیل ہوتا ہے اور [illegible] جلد جلد بدن سے [illegible]
اور پارسائی کہ جسمیں ہمہ وجوہ رضاے الٰہی ہے زورمندوں کے لئے نہایت لازم ہے اسواسطے کہ شائقان زور
وورزش ہرگز فسق وفجور کیطرف میل والتفات نہیں کرتے کہ اعمال قبیحہ عمل ورزش کو باطل اور قوت حال کو ضعیف
وکاہل کر دیتے ہیں **موسم ورزش** جاڑوں کا موسم ورزش کیواسطے بہتر ہے کہ حرارت موسم کے نہ ہونے سے
عمل ورزش بوجہ احسن ادا ہو سکتا ہے جو لوگ ورزش کے شوقین ہیں وہ گرمیوں میں [illegible]
کر تعلیل ضرور عمل میں لاتے ہیں **اہل ورزش کی غذا** دودہ اور گھی اور [illegible] اور [illegible] باہیں
بہگو کر ورزش کیقوت بقدر حاجت اونکو صبح میں کہانا اور چبانا بہتر ہے اور [illegible] جیسے بادام اور
اور اخروٹ اور کشمش وغیرہ سمن بدن اور مقوی اعصاب ہے اور [illegible] گندم اور گوشت حلوان بقدر
اشتہا کہانا اور تیزی سے احتیاط ضرور ہے **اکہاڑا** اہل ورزش کیواسطے ایک جگہ مقرر کرکے اوسکا نام
اکہاڑا قرار دیتے ہیں اوسکا یہ طریق ہے کہ [illegible] زمین کو [illegible] کر کے [illegible]
کہ زمین سے بالشت بہر احاطہ بلند ہوجاے پہر خاک چرب لطیف اور پاکیزہ [illegible] میں [illegible] تمام
زمین [illegible] میں اسقدر بچھاتے ہیں کہ ایک بالشت سے کچھ زیادہ ہوجاے اسکے بعد دودہ اور تیل [illegible]
میں ملاکر [illegible] اور [illegible] رہتا ہے کہ وہ خاک ان چیزوں سے [illegible] ہوجاے پہر اوس میں [illegible]
وورزش کرتے ہیں اور ورزش کے وقت [illegible] اور بدن پر [illegible]
اوس مٹی کی یہ تاثیر ہے کہ جسم کو نرم اور تر وتازہ کرتی ہے ورنہ خاک بالخاصیت خشک ہے کہ اس خاک
پر ورزش کرنے [illegible] زائل ہو جاتی ہے اور [illegible] میں گرنے [illegible] اور لوٹنے سے نقصان نہیں پہنچتا
بلکہ نفع حاصل ہوتا ہے اور ورزش کی بہت قسمیں ہیں چنانچہ ڈنڈ [illegible] مختلف صورتیں [illegible]
ہاتھ [illegible] بلند اور پاؤں ہاتھوں سے زمین پست میں رکہکر ڈنڈ کرتے ہیں [illegible] قسم کے ڈنڈ سے اعضاے سفل
میں زیادہ قوت حاصل ہوتی ہے اور اعضاے اعلیٰ میں کمتر لیکن یہ مقبول [illegible] ڈنڈ کیواسطے جو مضمون
اور طبیبوں اور کامل پہلوانوں نے پسند کی ہے [illegible] تمام اعضا اور [illegible] سینہ اور [illegible]
زور پہنچتا ہے وہ یہی ہے کہ ہمارے ملک میں [illegible] ڈنڈ کا قاعدہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو

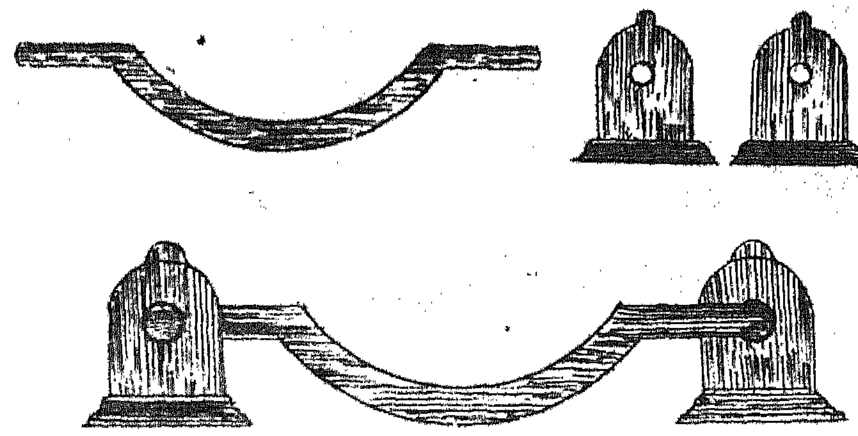
ایک دوسرے کے مقابل تین بالشت کشادہ اور دونوں پیروں کو ہاتھوں کی نسبت تھوڑا نزدیک اڑہائی بالشت کے فاصلے پر رکھیں ہاتھوں اور پیروں کے درمیان پانچ بالشت کا فاصلہ رکھکر ڈنڈ شروع کریں اور احتیاط شرط ہے کہ دست وپا اور دہن وگردن اور سر وغیرہ کو ڈنڈ کرنیکے وقت کج نکریں اپنی وضع اصلی پر رکھیں کہ یہہ امر اس فن کے آداب میں داخل ہے اور جب ڈنڈ کریں تو سر وسینہ کو آگے زیادہ نہ کھینچیں اور مونہہ بند رکھیں اور سانس کو دیر دیر میں آہستگی وآسانی کے ساتھہ سوراخ بینی سے باہر نکالیں اور ابتدا میں زیادہ تر حبس نفس نکریں کہ اوس سے امراض پیدا ہوتے ہیں اور بہتر ہے کہ ڈنڈ کرتے وقت کہانیکی کوئی لطیف چیز کہ مقوی وسمین بدن ہو مونہہ میں بہر رکھیں اسلئے کہ اگر خالی دہن ورزش کریں تو حلق کی خشکی لاحق ہوتی ہے اور آنکھوں میں حلقہ پڑجاتے ہیں الحاصل اس ترکیب سے روز اول پانچ ڈنڈ کریں اور پھر بقدر طاقت ہر روز زیادہ بڑہاتے جائیں یہانتک کہ بتدریج سو دو سو پانسو ہزار دو ہزار کی نوبت پہونچے اور عملی قاعدہ اسکا یہہ ہے کہ ایک دفعہ جسقدر ہوسکیں اوسقدر ڈنڈ کریں اوسکے بعد ایستادہ ہوکر دم لیں اور بازو اور کہنی اور کلائی کو مالش دیں اور ٹہلتے جائیں کہ دم درست ہو اور بدن کی گرمی کم پڑے بعد ازاں پھر مشغول ہوں اور اکثر یہہ جسقدر ڈنڈ کرسکیں کرتے جائیں اور لیٹیں اونکا شمار مناسب ہے پھر بدستور اول کھڑے ہوکر دم راست کریں اور آرام لیں ڈنڈ کا فایدہ یہہ ہے کہ تمام اعضا اور رگ وپے اور استخوان ومفاصل کو طاقت وقوت حاصل ہوتی ہے اسکے سوا ڈنڈ کی مختلف صورتیں اور بھی ہیں چنانچہ شیر ڈنڈ اور چکر ڈنڈ اور **ہنومان ڈنڈ** وغیرہ اور ایک قسم ڈنڈ کی کہ جسکو **ناگ ڈنڈ** کہتے ہیں سب میں زیادہ مشکل ہے اسکا یہہ طریق ہے کہ چارپائی پر کچھہ وزن اپنے جسم سے زیادہ رکھکر دونوں پاؤں اوسکی رسی میں پہنساکر تمام بدنکو ڈنڈ کے طریق پر بڑہا دیتے ہیں اور ہاتھہ کا سہارا کسی چیز پر نہیں دیتے فقط جسطرح سانپ لہراتا ہے اسیطرح صرف پنجوں کے بل تمام بدن کو معلق لہراکر سمیٹ لیتے ہیں اور یہہ نہایت سخت ڈنڈ ہے جبتک بدن کمال مشق اور لوچ حاصل نہیں کرلیتا اوسوقت تک ناممکن ہے اور بعضے لوگ سینے پر زیادہ زور دینے کیواسطے ایک نالی کہود لیتے ہیں اور اسکے دونوں کناروں پر ہاتھہ رکھکر ڈنڈ پیلتے ہیں اور سینہ کو اسقدر کہینچکر نیچے جہکاتے ہیں کہ نالی کے اندر زمین دوز ہوجاتا ہے اور بعضے آدمی تہی پر ہاتھہ جماکر ڈنڈ کیا کرتے ہیں یہہ تہیاں ایک وزن دار لکڑی کی بنائی جاتی ہیں چنانچہ اون کی شکل یہہ ہے

ناگ ڈنڈ کا طریق



تفریح

اور بل ڈنڈ اس کثرت کیواسطے ایک عمدہ آلہ ہے جسکے دونون جانب لکڑی کے تختے ہوتے ہین اور بیچ مین ایک لکڑی ایسی لگائی جاتی ہے کہ دونون طرف بالشت بھر سیدھی رہے اور بیچ مین خمدار ہوتا ہے بغیر ہاتھ رکھتے ہین اور سینہ و سیا بیچ مین ہوتا ہے

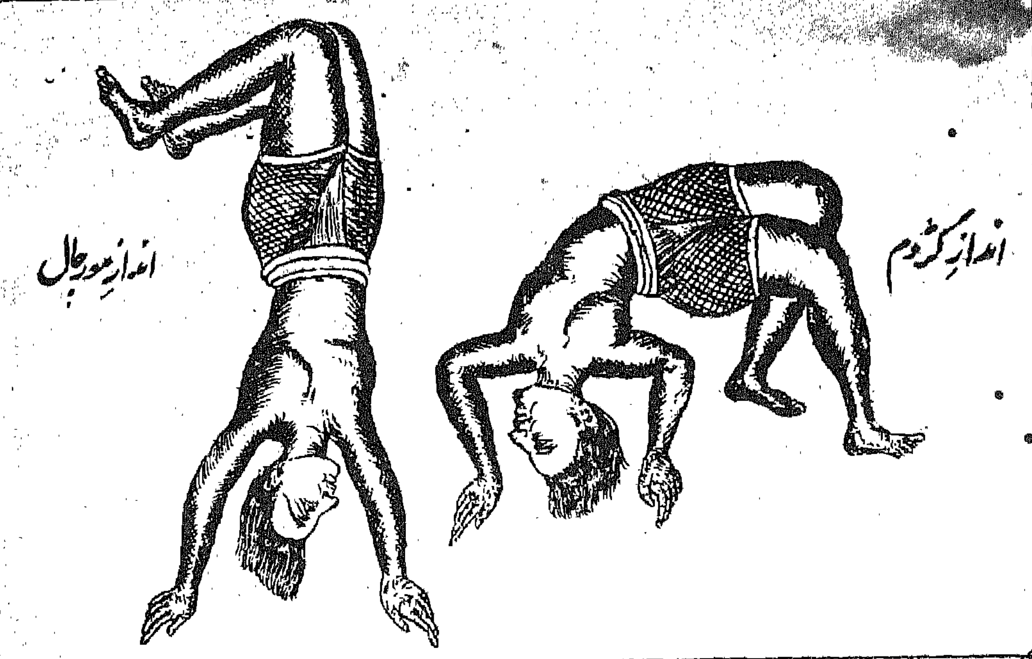


بیٹھک کا بیان

بیٹھک اسکے پنڈلیان اور رانین پر قوت ہوتی ہین اس ورزش کا فائدہ کرنیکا پہونچتا ہے بیٹھک کا قاعدہ یہہ ہے کہ دونون پاؤن زمین پر برابر قائم کرکے سر کی طرح سیدھے ایستادہ ہوکر کمال راستی سے کہ گردن اور سر اور پشت خم نہوا بتہ چلنے کے قریب زمین کے نزدیک بیٹھنے کا ارادہ کرکے پھر کھڑے ہوجائین اور دونون پاؤن ایکدفعہ اپنی جگہہ سے پیچھے ہٹائین پھر دونون پاؤن یکبارگی اول جگہہ پر لیجاکر نصف چلنے کے قریب نیچے ہوکر پہر سیدھا اوٹھ جائین اور اسیطرح پر پیہم متواتر سو دو سو بلکہ ہزار دو ہزار بیٹھک لگائین اگرچہ اسکے اور بھی چند مختلف طریقے ہین لیکن سب مین یہی طرز بہتر و پسندیدہ ہے

سورچال کا بیان

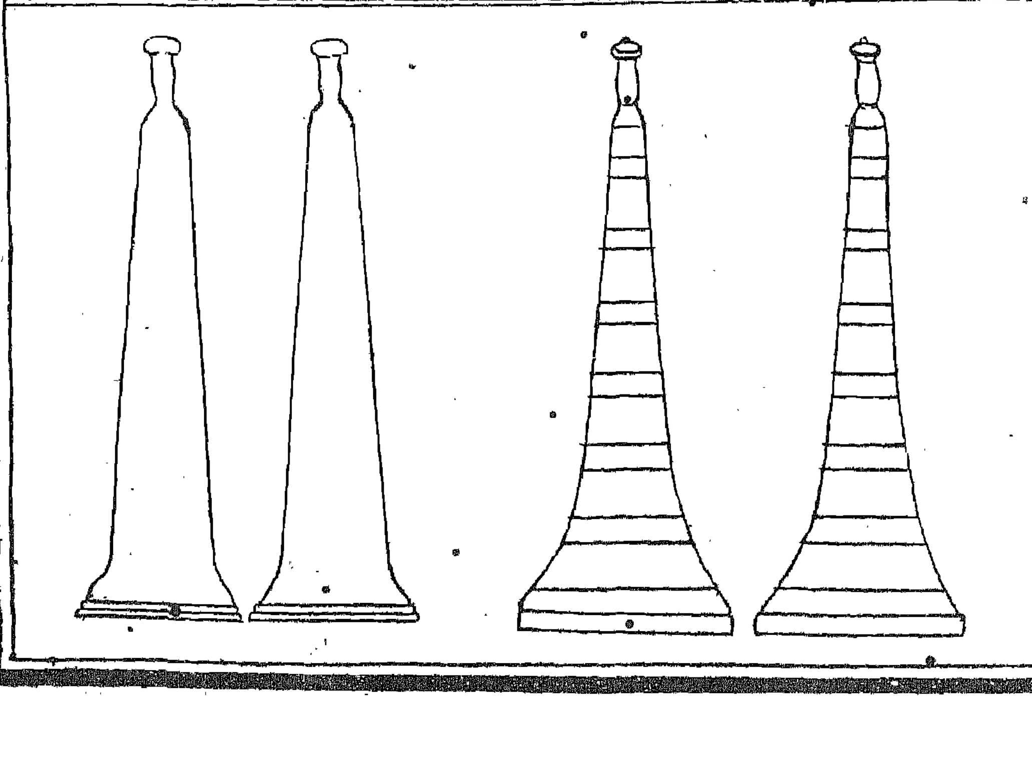
سورچال اس ورزش سے ہاتھہ کے پنجے اور کلائیان اور بازو اور شانے اور گردن وغیرہ فربہ و تنومند ہوتے ہین اور سر و دماغ مین بھی قوت پہونچتی ہے اسکی یہہ ترکیب ہے کہ دونون ہاتھہ زمین پر برابر ٹیک کر اپنے جسم کا تمام وزن اون پر سنبھالتے ہین یعنی سارا جسم اولٹا کر بالکل دونون پاؤن بلند کر دیتے ہین اور صرف ہاتھون کے بل کھڑے ہوکر اوسیطرح چلتے ہین ابتدا مین اس کی مشق کے لئے پاؤن کو کسی دیوار وغیرہ کا سہارا ضرور ہے یہان تک اس ورزش کو کڑوم کہتے ہین اور جسم کو جسوقت ہاتھون پر اوٹھا لینے کی قوت بہم پہونچتی ہے تو پھر ہاتھون کے بل چلنا شروع کرتے ہین اب اس کا نام سورچال ہے اور بدن کے توڑنے کے لئے اوسی طرح پاؤن کو دوسری جانب خمیدہ کرکے زمین کے قریب لانے سے کمر مین لوچ اور لچک اور قوت پیدا ہوتی ہے چنانچہ دونون اندازون کی یہہ صورت ہے



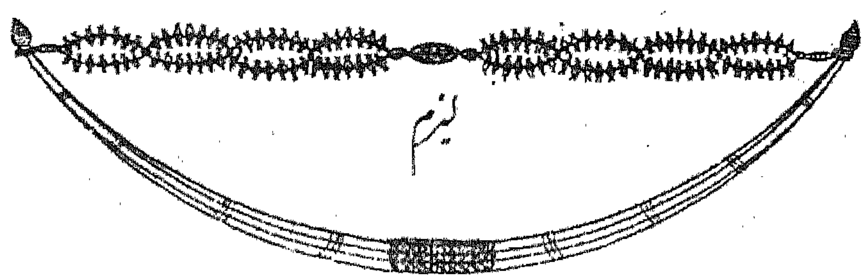
مگدر کا بیان

مگدر اس کثرت سے ہاتھ اور بازو اور شانے اور گردن اور اجزاے سینہ تیار و توانا ہوتے ہین مگدر کے ہاتھ دو طرح کے مشہور و معروف ہین ایک رومالی دوسرے بغلی رومالی ہاتھون سے شانے تیار ہوتے ہین اور بغلی سے بغلین اور مگدر ہلانے کیوقت بھی حبسِ دم کی رعایت ضرور ہے انکو بھی بتدریج زیادہ کرین کہ ہزار دو ہزار کی نوبت پہونچے اور بیشتر ہلکے مگدر سے شروع کرکے بھاری مگدر کی مشق بڑہاتے جائین ان ہاتھون کے سوا چرخی کے ہاتھ اور چوکھٹے وغیرہ چند قسمین اور بھی ہین اور بعضے مشاق مگدرون مین سلاخہاے آہنین لگاتے ہین اور اون خاردار گران وزن مگدرون کو نہایت خوبصورتی کے ساتھ جسم سے بالکل علحدہ ہلاتے ہین اور صفگری سے اپنا تمام بدن بچاتے ہین چنانچہ مگدر کی چھہ صورتین یہ ہین

تصویر مگدر



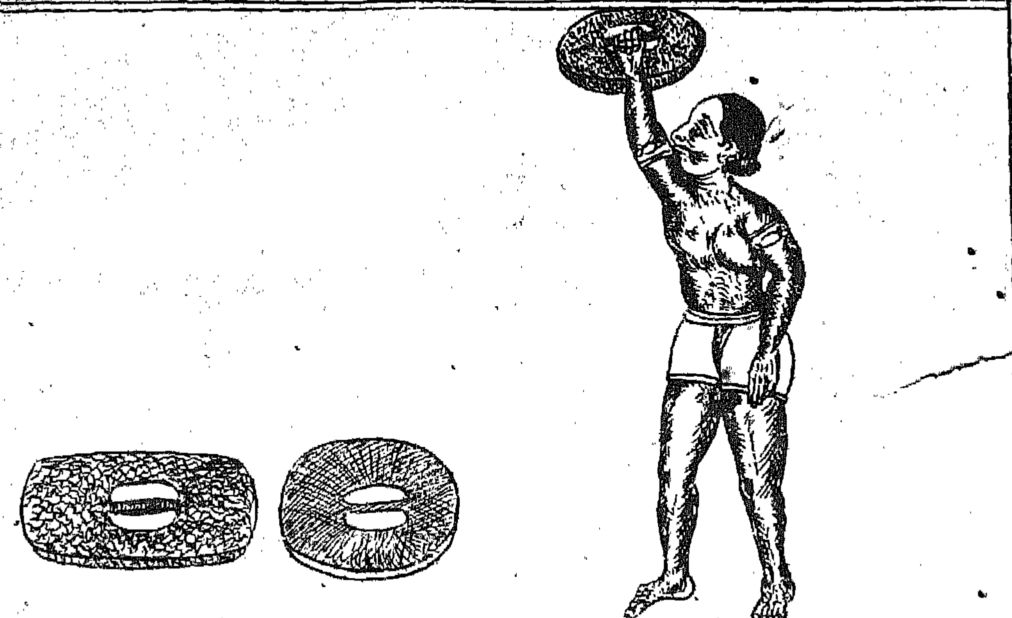
لیزم اس ورزش سے نصف اعضاے اعلے کو بیشے کرسے سرنگ قوت حاصل ہوتی ہے اور جو انکی ورزش بہی انواع مختلف اور اوضاع گوناگون پر اختراع کی ہے بعضے اس ورزش مین لیزم کی آواز سے کلمہ طیب ادا کرتے ہین اور بعضے تمام اعضا کو جدا گانہ طریق پر کمان لیزم سے باہر نکالتے ہین اور عجیب وغریب صنعتین ظاہر کرتے ہین لیزم ہلانے سے فوراً جسم پر موزونیت کا اثر پیدا ہو جاتا ہے اور بدن مین جامہ زیبی کی صفت آجاتی ہے لیزم کی صورت یہہ ہے



زور آزمائی کیواسطے چند قسمین اور بہی ہین جیسا کہ پنجہ اور کلائی وغیرہ پنجہ یہہ ہے کہ حریف کے داہنے ہاتہہ کی انگلیون مین اپنے داہنے ہاتہہ کی انگلیان ڈالکر خوب گانٹہہ لیتے ہین اور اپنی چھنگلی کیطرف زور کرکے انگوٹھے کیطرف سے ہاتہہ کو گردش دینی شروع کرتے جب اسکے واسطے بہی بہت کچہہ داؤ پیچ مقرر ہین مگر اصل اصول یہہ ہے کہ مشتہ حریف کی طاقت سنبہالنے کا قصد کرے اور خود زور نکرے جبکہ حریف کی طاقت پوری ہو چکے تو اسوقت اپنا زور کر گذرے اور اسکے پیچ بہت عمدہ پیچ فحچی ہے یعنے حریف جسوقت زور کرکے پنجے کو پلٹنا شروع کرے تو خود بہی آہستہ آہستہ اپنا ہاتہہ ہٹاتے جائین جب وہ سمجہے کہ اب میرے ہاتہہ دبالیا ہے اور خوب ریلے تو اسوقت یکبارگی جھٹکا دیکر اپنے سامنے کہینچ لائین اور اسکے ہاتہہ کو بے قابو کرکے پنجہ مروڑ دین اور جسدم وہ فحچی کرنیکے واسطے ہاتہہ کہینچنے کا ارادہ کرے تو خود اپنا ہاتہہ آگے بڑہاتے ہوئے دفعتہ موقع پاکر فحچی کرجائین اور بعضے لوگ بائین ہاتہہ سے بہی پنجہ کرتے ہین مگر پنجے مین اکثر اوقات انگلیونکا ضرر ہو جایا کرتا ہے کلائی کا زور بہی علے ہذا القیاس کچہہ عمدہ زور نہین اسکا یہہ طریق ہے کہ جب حریف کلائی کی گرفت کرتا ہے تو اسوقت اپنے ہاتہہ کی گاوی ست اور اسکی کلائی کو اوتار کر اپنی کلائی چڑہاتے ہین اور اسکے واسطے بہت کچہہ کاوزری کرتے ہین لیکن اکثر دیکہا ہے کہ جو شخص پنجہ یا کلائی کا ربط زیادہ رکہتے ہین تو انکے جسم کی تمام قوت انکے ہاتہہ مین آجاتی ہے اور جسم کمزور ہو جاتا ہے

نال ایک بھاری پتھر بیچ مین سے خالی ہوتا ہے اور درمیان مین گرفت کیواسطے ایک قبضہ رکھتے ہین اوسکو پکڑ کر ہاتھہ سے اوٹھاتے ہین اور سر سے بلند کرکے سیدہا تان دیتے ہین اس ورزش سے دست و بازو مین قوت زیادہ ہوتی ہے

نال



کشتی ایک عمدہ فن ہے اسکے تین سو ساٹھہ بند فاخرہ منتخب ہین مگر اسکا اصل اصول ایک قاعدہ عجیب و غریب ہے یعنے جب حریف سے کشتی ہونے لگے تو اوسکے بند مین آنکر زور نکرین بلکہ سست ہنکر اپنے آپکو دیدہ و دانستہ حریف کے حوالہ کردین یہانتک کہ حریف نزدیک آجاے اور جسوقت حریف کا زور تمام ہو چکے اوسوقت اپنا پیچ حریف پر قائم کرکے اوسکو پچھاڑین اور حریف اگر قوی تر ہے تو اوسکو بھی اسی تدبیر سے مغلوب کرسکتے ہین ۞

کشتی



سیف بازی کا بیان

سیف بازی نہایت برگزیدہ اور ستودہ فن ہے اس فن میں جسقدر قیفے اور کہیاتین ہین اونکا بیان دشوار ہے اگر اس فن کے کامل سے ایسے سوا آدمی جو اس فن سے بیخبر ہون تیغ و خنجر اور تیر و کمان اور گرز و سنان سے اوسپر حملہ کرین تو کسیصورت غالب نہین ہوسکتے اور وہ جس کسی پر حملہ آور ہو تو قدرت رکھتا ہے کہ مقتول و مجروح کرے لیکن بندوق سے عاجز ہے اسلئے کہ دور سے اوسکا کام تمام کردیتی ہے اسی خود پرور اس فن گرامی کا اصل اصول چار باتین ہین اول چالنگری کہ جسکو سیف بازنیے ہیکیت اپنی اصطلاحمین پھیرا کہتے ہین دوم قواعد چالنگری کہ جسکو اونکے محاورہ مین ونج کہتے ہین سوم حریف کی ضربونکا بچاؤ کہ جسکو روک کہتے ہین چہارم حریف کو مارنیکا طریقہ کہ جسکو ہنرمندونکی اصطلاحمین واؤ کہتے ہین اسکے سوا اور بھی بہت کچھ اصطلاحین مقرر ہین مگر فن سیف کی بیخ و بنیاد انہین چار قاعدونپر مبنی ہے

پھیرا — پہلے پھیرا اور اسکے واسطے زمین وسیع و فراخ چاہیئے کہ مقام تنگ مین پھیرے چلنا دشوار ہے پس جبکہ حریف مقابل ہو تو ہنرمند کو لازم ہے کہ اپنی آنکھ اوسکی آنکھ سے لڑاتے اور حریف سے غافل بلکہ نہ مارے اسلئے کہ غفلت و بیخبری سے چشم زدن مین اپنا کام پورا کرلیتا ہے اور پھیرا چلنے والا ایک مقام پر ٹھہرا نرہے بلکہ برق کیطرح تیزی و چستی سے ایک مقام سے دوسرے مقام پر جست کرتا رہے اور تمام ہوش وحواس اسبات پر مصروف رکھے کہ ضرب حریف سے خود محفوظ رہے اور اپنی ضرب اسطرح حریف پر لگاسکے اور ایک بڑا نکتہ یہہ ہے کہ چالنگری کا ہنر مرد توانا سے بوجہ حسن ظہور مین آتا ہے اور مرد ناتوان ضعیف البنیان سے اگر پھیرے بخوبی ادا نہین ہوسکتے اسواسطے انسا کو مناسب ہے کہ پھیر مشق و ورزش سے قوائی جسمانی کی تقویت حاصل کرکے فنون سپہگری کی جانب متوجہ ہو دوسرے ونج اور پھیرونکی ونج بہت قسم ہے

ونج بنوٹی — چنانچہ ونج بنوٹی اسکا یہہ قاعدہ ہے کہ داہنے ہاتھ مین شمشیر اور بائین ہاتھ مین سپر لیکر جست کرکے حریف سے مقابل ہو اور زانو کشادہ و خمیدہ رکھے اور سیف و سپر کے دونون ہاتھون کو دونون جانب دراز کرکے کبھی سیف کو ایستادہ رکھے کبھی قبضہ سیف کو خمیدہ رکھے کہ سیف کا سر زمین تک لگے اور کبھی قبضہ سر پر پہونچے اور اسیطرح سپر کی گدی کو بھی حرکت دیتا رہے سر و گردن اور چشم ہر طرف پھرتی رہے اور پھیرے بدلتا ہوا اسیطور پر داہنے بائین اور آگے پیچھے جاتے اور اپنا جسم اسقدر سمیٹے کہ سیف و سپر کی پناہ مین حریف پر چوٹ لگاسکے اور حریف حملہ کرے تو پھیرے کے قاعدہ سے ضرب حریف خالی دے اور حریف کی چوٹ سے جست کرکے پھیرے کے ساتھ دور ہٹ جاتے یہہ طریقہ نوجوانون اور زورمندونکے بہتر ادا ہوتا ہے اور پیران سالخوردہ سے متعذر ہے

اونج — اور ونج اسکا یہہ طریق ہے کہ پنجونکے بل قائم ہوکر دونون قدم آگے پیچھے برابر زمین پر رکھے اور کمر کو خمیدہ کرکے سیف و سپر کے دونون

بانہون کو سر کے برابر دراز رکہے اور حریف پر متواتر چوٹین لگاے اور جب حریف حملہ کرے تو جست
کرے اوسکا داو خالی دے گا و تکھہ ونج اسکا یہہ دستور ہے کہ سیف و سپر کے دونون ہاتہہ برابر
اور کشادہ ہون اور گردن کو حریف کیطرف خم دیکر شمشیر و سپر کے ہاتہون کو گردش دیتا ہوا اپنی ضربین
حریف پر لگاے اور حریف کی ضربین خالی دے چور ونج اسکا یہہ انداز ہے کہ جسوقت میدان مین حریف سے
مقابلہ ہو تو جسم اپنے اختیار مین رکہے اور قابو کے ساتہہ کبہی قدم آگے بڑہاے اور کبہی پیچہے ہٹاے اور
اپنا تمام بدن چست و درست کرکے سیف و سپر دونون ہاتہہ سینے کے مقابل دراز کرکے پیترا چلے
اور حریف پر ضرب لگا کر بجلی کیطرح جست کرکے ضرب حریف سے علحدہ ہوجاے دانچ علیمدہ اور یہہ ونج
سب مین بہتر ہے اس پیچ مین سب سے زیادہ عجیب و غریب یہہ بات ہے کہ اس وضع مین پیترا چلنے
والیکے تمام جسم سے لفظ علی نمایان ہوتا ہے اسکا یہہ طریق ہے کہ رو بقبلہ ایستادہ ہوکر بایان پاون
اسطور پر رکہے کہ ایڑی شمال کیطرف اور پنجہ جنوب کیطرف رہے اور داہنا پاون مغرب کیطرف
ایسی طرز پر رکہین کہ اوسکی ایڑی بائین پاون کے ٹخنے سے مقابل ہو پشت مشرق کیطرف رہے اور
دونون پیرون مین نو یا دس گرہ کا فاصلہ ہو اور دست راست کہ جسمین سیف ہوتی ہے داہنے طرف
سینے سے ایک بالشت آگے رکہے اور کلائی کو بائین طرف تہوڑا سا خم دیکر سیف کو ہاتہہ مین منحرف
قائم کرے اور پہلوے راست کیطرف سے حریف سے آنکہہ لڑتی رہے اور کلائی کو ملائم کرکے جانب
بائین ذرا سا پیچ دے اور دست چپ کہ جسمین سپر ہوتی ہے اوسکو سیدہا لٹکا کر اسطرح حرکت دے
کہ کبہی سپر کو سامنے لاے کبہی پیٹہہ کے پیچہے لیجاے اور دونون زانو خمیدہ رکہے اور پاے چپ پر تمام جسم کا
وزن دیکر پاے راست کو سبک رکہے اور چشم کو چشم حریف سے چار کرکے نہایت زور و قوت سے حریف پر
ضرب لگاے اور پاے چپ کو اسقدر محکم رکہے کہ میخ کیطرح اپنے مقام پر قائم رہے اور مطلق جنبش نکرے
اور پاے راست کو نرم رکہے کہ حریف پر حملہ کرنیکے وقت آگے بڑہ جاے اور حریف کی چوٹ روکنے کے وقت
پاے چپ کے برابر آجاے جبکہ پیترا باز اس پیچ سے ایستادہ ہوتا ہے تو اوسکی شکل و صورت سے لفظ علی
نظر آتا ہے یعنے اوسکا سر عین کی جگہہ اور جس ہاتہہ مین سیف ہے وہ لام کے موافق اور نیچے کا دہڑ یاے
معکوس کے طور پر ظاہر ہوتا ہے سوم داؤ ضرب کہ جسکو داؤ کہتے ہین اے خرد پرور اصل مین داؤ
چہہ ہین طمانچہ باہرہ کڑک پالٹ سر ہول؛ طمانچہ وہ ہے کہ داہنی طرف سے اعضاے
اعلے پر لگائین اور باہرہ بائین طرف سے اعضاے اعلے پر لگائین اور کڑک وہ ہے کہ داہنی طرف سے
اعضاے اسفل مین اور پالٹ بائین طرف سے اعضاے اسفل مین لگائین اور سر وہ ہے کہ سر پر لگائین

تکھہ ونج کا بیان

چور ونج

دانچ بیان

داؤکا بیان

اور ہول وہ ہے کہ نیزہ کیطرح سیدہی سینہ اور شکم پر لگائین یہہ چہہ ہاتہہ اصل مین اور اونکی
نوع بکثرت اور اوستاد ونکے ماننے باتین چہہ ٹون مین سر سے پاؤن تک اونچاس واو نکالے ہین
اور یہہ چہہ بہی اوسمین داخل ہین ان چہہ کے سوا تینتالیس داوین چہارم قواعد حفظ یعنے روک

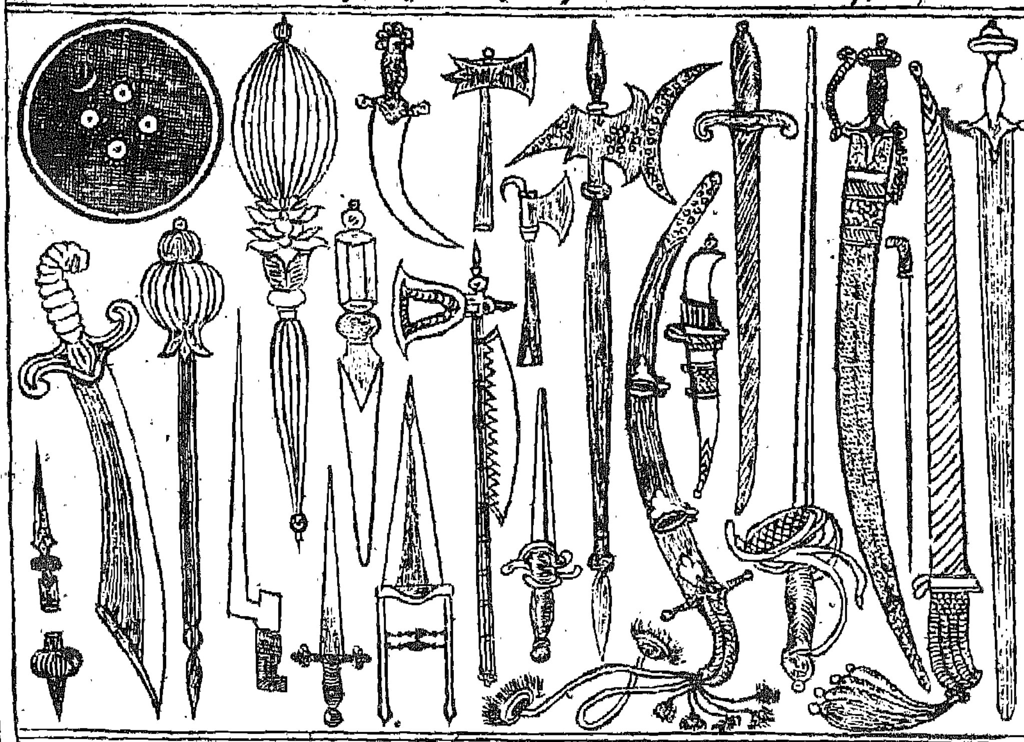
ابتدائی سپر کا بیان

ابہی ہمنے جو بیان کیا کہ اونچاس داوین چہہ داو اصل مین یعنے طمانچہ باہرہ کڑک پالٹ سر ہول
اب ان چہہ داو کی روک بہی کہ تمام روکون کی اصل ہے یاد رکہنی چاہئے جب حریف طمانچہ پر
سیف لگائے تو اوسکے روکنے کا یہہ قاعدہ ہے کہ فی الفور پائے راست کو پائے چپ سے متصل کرکے
قبضۂ سیف وسپر کو طمانچہ کے قریب لائے کہ حریف کی چوٹ سپر پر پڑے اور پہلو ئے چپ سے حریف کی
آنکہہ مین آنکہہ ڈالے رہے اور حریف باہرہ لگائے یعنے بائین طرف کا طمانچہ تو اوسکو بہی اسیطرح روکے
اور اگر حریف کڑک لگائے اور جگہ وسیع ہو تو برق کیطرح جہک کر پیچہے ہٹ جائے ورنہ سیف کو کڑک کے
مقابل زمین پر قائم کرے اور پاؤن اوٹہاکر پیچہے ہٹالے تاکہ ضرب حریف سیف پر پڑے اور حریف
پالٹ لگائے یعنے بائین طرف کی کڑک تو اوسکو بہی ماننے کڑک کیطرح روکے اور حریف سر مارے
یعنے سر پر چوٹ لگائے تو فی الفور پائے راست کو اوٹہاکر پائے چپ کے پاس لائے اور سیف کو اپنے
کاندہے پر رکہکر سپر کو سر پر لائے اور کمر اور دونون زانو خمیدہ کرکے اپنی آنکہہ حریف کی آنکہہ چار کرکے
ضرب حریف کو سپر پر لے اور حریف ہول مارے تو اوسکی دو صورتین ہین اگر اعضائے اعلی کیطرف ہے
تو فی الفور زمین پر بیٹہہ کر سیف وسپر سے ضرب حریف کو رد کرے اور جو حریف سینہ وشکم پر ہول
مارے تو لازم ہے کہ نیزا ایکطرف بازو پر جا پڑا ہو کہ حریف کی ہول خالی جائے اسے خیر پیرو نے الجملہ
فن سیف بازی مین چستی وچالاکی اور قوت اعضا اور جولانی ہوش وحواس اور تیزی چشم کہ آنکہہ کی
پتلی ہر طرف نگران ہو نہایت لازم وضروری ہین اور اصل مطلب اس فن کا یہی ہے کہ حریف کی ضرب
خالی دے یا سپر پر لے اور اپنی ضرب جسم حریف پر پہونچائے اور اوسکا کام تمام کرے وعلے ہذا القیاس

قبضۂ سیف کی گرفت

تینتالیس داو کی روکو نکا بہی جداگانہ قاعدہ ہے قبضۂ سیف کی گرفت اس طریق پر ہے
کہ قبضہ جسکو زبان ہندی مین تیلی کہتے ہین پانچ اونگلیون سے پکڑکر اونگلیون کا سرا ہتیلی سے چسپان
رکہین اور سر انگشت کو سبابہ پر رکہکر اسقدر زور وقوت سے قبضہ پکڑین کہ جنبش ممکن نہو اسلئے
کہ اگر قبضہ ہاتہہ مین سست ہوتا ہے تو ہتیلی کو صدمہ پہونچتا ہے اور بسا اوقات ضرب کیوقت
سیف بہی ہاتہہ سے گرپڑتی ہے اور سبابہ کے بیچ کا جوڑ سیف کی دہار سے مقابل رہے کہ درست
اور سیدہی چوٹ پڑے اگرچہ ہمنے اس فن کی چار اصطلاحین تکو سکہلائی ہین یعنے بنیرا اور پیچ

ادہ واقف ہو رہے مگراب اور سنو کہ انکی اصطلاح میں فن سیف دو قسم پر مشہور و معروف ہے اول ایکنگ دوم
دو انگ ایکنگ وہ ہے کہ مرد بغیر سپر کے تنہا سیف سے جنگ کرے اور حریف کی چوٹ اپنی سیف پر روکے اور
دو انگ وہ ہے کہ شمشیر و سپر دونوں سے جنگ کرے مگر اس فن کے کمال والونکا یہہ قول ہے کہ ایکنگ سے پیدل ہو
کر پیادہ جنگ کرے اور دو انگ سے یہہ مطلب ہے کہ سوار ہو کر لڑائی میں مصروف ہوا ہو اسواسطے کہ انگ زبان اہل ہند میں
جسم کو کہتے ہیں پس ایکنگ پیادہ کے جسم واحد سے اور دو انگ سوار و اسپ دونوں کے جسم سے مقصود ہے اور
گہائی استے عبارت ہے کہ وہ چہہ چوٹیں جو اصول ہیں اونکو علی الترتیب لگائیں چنانچہ اول طمانچہ پہر پابند اور اسکے
بعد کرک اور پالٹ پہر سر اور چہول ان سب ضربوں کو ترتیبوار گہائی کہتے ہیں اور تہاٹ نشان و انداز و پیچ سے عبارت ہے

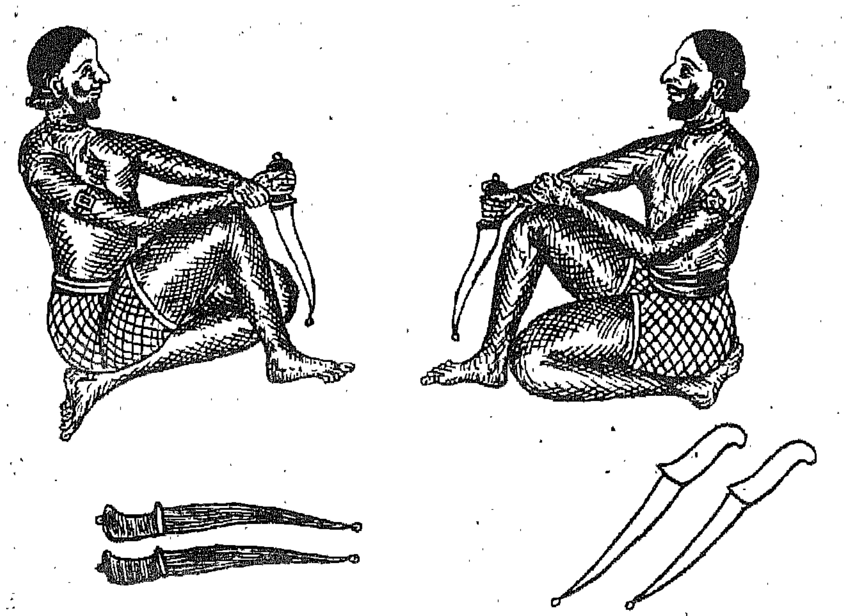


اسے خود پرور اوستادان کامل نے چہوٹے ہتیاروں سے بچنے کیواسطے جیسے کہ خنجر اور چہری وغیرہ ہیں
ایک فن ایجاد کیا ہے اوسکو بانک کہتے ہیں بانک بہی فن عجیب و غریب ہے اس فن والا بغیر بندوق کے
کسی ہتیار سے زخمی نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ تیر و کمان کو بہی اپنی صنعت و ہنر سے روک لیتا ہے اور شمشیر و خنجر
اور سنان و سنگ فلاخن وغیرہ کو باسانی بچا کر محفوظ رہ سکتا ہے بانک باز اگرچہ مرد منحنی ہو اور حریف اس فن سے
بیخبر ہر چند کہ قوت بازو میں رستم ثانی ہو مگر جسوقت بانک والیکے بغل میں آجاتا ہے تو بعینہ یہہ حال ہوتا ہے
جیسے چوہا بلی کے پنجے میں اسیر ہو گیا بانک کے پیچ تمام و کمال پچاس ہیں اونمیں چار گہاتیاں اور باقی
پیچ داہنی طرف کے اور تیرہ پیچ بائیں طرف کے اور آٹھہ پیچ سامنے کے اور تین پیچ مختلف ہیں رن سنگار
اور سمرکہ آرا اور حسام بدن اور نواب پسند یہہ چار گہاتیاں ہیں اور داہنی طرف کے باقی پیچ یہہ ہیں

سانٹھا بیٹھک اڑی اندرا چھکا بچہ بیند اکا نتا بٹنا نانوا چنا چھکا ازنا اوچھال دوہرا دشمن کش نمازبند بال سانگڑا شکنبد سیدہا شکنبد اونٹا جگاہٹ نسا جیلاوا اور بائیں طرفکے نیزہ پیچ یہہ ہیں جوڑنگا بڈا تیغ پیچ تھپکی بنلی بجلی پھانسی ازنا اوچھال سیدہا ازنا اوچھال اونٹا صراحی کش دوبچہ گلجندا انیکوٹھا اور سامنے کے آٹھہ پیچ یہہ ہیں شیرزد دست بند گھنٹی توڑ اسپنا دہولی پاٹا سپنا چکر سلطانی اور مختلف میں پیچ یہہ ہیں کمری وتی کہڑے کا پیچ اور بانک والونکی اصطلاح میں حریف کے پیچ کو رد کرنیکے واسطے سات باتیں مقرر ہیں ایک بگاڑ دوسرے سیٹ تیسرے اڑکا چوتھے توڑ پانچوین جوڑ چھٹے بند ساتوین پربند بگاڑ اوسکو کہتے ہیں کہ جب حریف کوئی پیچ کرے تو یہہ اپنے دونوں ہاتھوں میں خم دیکر بیٹھے کوئی پیچ نہ ہوسکے گا سیٹ اوسکو کہتے ہیں کہ جب حریف کوئی پیچ کرے تو یہہ اوسکا ہاتھہ چھوڑ دے پیچ کی اصل ہی خالی رہے گی اڑکا اوسکو کہتے ہیں کہ جب حریف کوئی پیچ کرے تو یہہ اپنا پیر یا ہاتھہ بڑہا کر اس طرح بیچ میں حائل کردے کہ اوسکا پیچ نہ ہوسکے توڑ اوسکو کہتے ہیں کہ جب حریف کوئی پیچ کرے تو یہہ اوسکے پیچ کے درمیان میں اوسکا دفعیہ کرجاوے جوڑ اوسکو کہتے ہیں کہ آپ پیچ کرے اور حریف توڑ کرے تو یہہ پھر اوسپر کوئی پیچ کرجاوے بند اوسکو کہتے ہیں کہ حریف پیچ کرے اور یہہ توڑ کرے وہ اوسپر جوڑ کرے تو یہہ پھر اوسپر کچھہ کرجاوے پربند اوسکو کہتے ہیں کہ آپ پیچ کرے اور حریف توڑ کرے یہہ اوسپر جوڑ کرے وہ اوسپر بند کرے تو یہہ پھر اوسپر کوئی بات کرجاوے اور بانک کی ایک قسم چل بانک ہے چنانچہ اوسکا ایک ایک پیچ سلسلہ وار پچاس پچاس پیچ پر ختم ہوتا ہے اور اسکے علاوہ چہوٹ کے لچھے ہیں یعنے اگر کوئی شخص چوٹیں جھکا کر حربہ کرے تو اوسکو رد کریں یا خود حریف پر چوٹ جھکا کر لگائیں اور خود اوسکی ضرب سے بچیں چہوٹ کے اصول یہہ ہیں کہ اول جب حریف سامنے بیٹھہ کر چوٹیں جھکاوے اور اوس جھکانے میں اپنا دہنا ہاتھہ اوپر کو لانے تو یہہ جانے کہ چوٹ بھری مارے گا اگر مارے تو یہہ خالی دے دوم جسوقت حریف سامنے بیٹھہ کر چوٹیں جھکاوے اور اپنا دہنا ہاتھہ بغل کیطرف لاکر لانے تو یہہ جانے کہ چوٹ بھری مارے گا اگر مارے تو خالی دے یہی دو طرح بھری چوٹ مارنے کی ہیں سوم جسوقت کہ حریف کو دیکھے کہ بہت چالاک آدمی ہے تو یہہ اوسکو چلنے دے جب وہ خوب نزدیک آجاوے جب اوسکو مارے چہارم جسوقت حریف بہت جھکا کر چوٹیں مارے تو یہہ اوس سے دوچند جھکے جب اوسکو مارے گا پنجم جسوقت سامنے حریف کے بیٹھے اور وہ چوٹ مارنے لگے اسکو مارے تو یہہ اوس سے نہ بچے کیونکہ چوٹ بھری ہے اگر بچاویگا تو مار کہاویگا اور جبکہ اوسکا ہاتھہ کھنچے تو لازم ہے کہ جلد اوسکے کھنچے ہوتے ہاتھہ پر اپنی چوٹ مارے کیونکہ یہہ چوٹ بھری ہے جب ہاتھ کہ چوٹ مارے

ٹوٹ جاتی نہین جاتی اور بہت زبردست پڑتی ہے ششم جس وقت کہ سامنے حریف کے بیٹھے اور دیکھے کہ اوسکی چوٹ اپنے اوپر پڑتی ہے اور اپنی اوسپر نہین پڑتی تو یہہ اکڑوان بیٹھ کر چوٹ مارے اوس پر چوٹ پڑجائیگی اکڑوان اسکو کہتے ہین کہ حریف کے سامنے تہ چپا ہوجائے اور اپنی چہری کے اندر بدنکو چھپالے چنانچہ بانک کا یہہ انداز ہے

بانک کا انداز



پٹہ بازی کا بیان

فن بانک بازی اور سیف بازی کے کاملون نے پٹہ بازی کا ہنر فیل سے اختراع کیا ہے یعنے جس طرح ہاتہی اپنی سونڈ کو داہنے بائین اور سامنے اور سر پر گردش دیتا ہے اسی طرح خرطوم فیل کے قاعدے پر پٹہ بازی پٹے کو یمین و یسار گھوماتا ہے کہ حریف اوس پر قابو حاصل نکرسکے اور اوسکے درپے نہو فن پٹہ بازی کا یہہ کمال ہے کہ اس کا کمال والا عذارون آدمیون کی صف کو جو سیف بازی اور بانک بازی اور پٹہ بازی کے قوانین و قواعد سے بیخبر ہون شکست دیکر معرکہ سے جان سلامت بچالیتا ہے اور ایک پیترا نہایت ہیبت ناک ہے کہ جسکے دیکھنے سے حریف پر ایک عالم خوف طاری ہوتا ہے اوس کو جلادی پیترا کہتے ہین یہہ وار کبھی خطا نہین کرتا اور ایک ہی ضرب مین گردن علیحدہ ہوجاتی ہے چنانچہ جس وقت بارگاہ سلاطین مین کسیکے قتل کا حکم نافذ جلاد کو دیا جاتا ہے تو اوسوقت گنہگار واجب القتل کو دوزانو بٹھاکر ایک ہی ضرب سیف مین جلاد سر اوڑا دیتا ہے

جلادی پیترے کا بیان

تصویر جلاد و مقتول



اے خرد پرور فنون سپہگری میں طرفہ ہینک بن آوٹ نہایت شریف و سودمند
اور سب فنون میں بمنزلہ بادشاہ دیباچہ کے قدر و منزلت رکھتا ہے اسکے پڑھے کو لڑائی میں
اس فن گرامی کے ذریعے سے انسان رومال سے تلوار چھین لیتا ہے بلکہ رومال کو تسمہ بنا لیتا ہے
اور خالی ہاتھ شمشیر چھین لیتا ہے اور اہل ہنود نے ہزار آدمیوں سے جان سلامت بچا لینے کیواسطے
ایک نئی پیچ نکالی ہے اسکو بنی اصطلاح میں فرنگ کہتے ہیں اسکا یہہ انداز ہے کہ صاحب فن

فن سپہگری کا بیان

جو شکل ہے دونوں ہاتھوں میں سیف لیکر اپنے ہاتھہ سینے کے سامنے اور دوسرا پشت کے پیچھے اور دونوں قدم
پس و پیش رکھکر میدان شجاعت میں عجب شان و شوکت سے ایستادہ ہوتا ہے اور تلوار کو شعلہ جوالہ کیطرح گردش دیکر
نہایت چستی و چالاکی کے ساتھہ دونوں ہاتھوں سے چہہ چہہ ہاتھہ برابر جھکاتا ہوا بجلی کیطرح ٹوٹے چلتا ہے اسکی
ہیبت و رعب سے کسکی ہمت نہیں پڑتی کہ مقابل ہو سکے اور اوسکے ہمراہ جنگ کی تاب لائے چنانچہ اوسکا یہہ انداز ہے



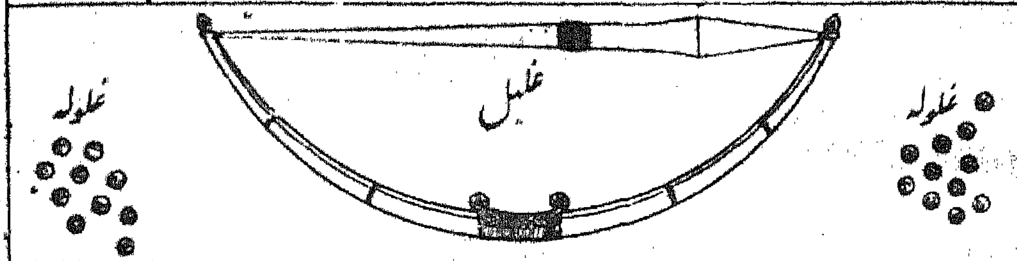
غلیل کا بیان

اے خرد پرور یہانتک اون ہتھیاروں کا ذکر تہا کہ جو دو بدو مقابلہ پر کار آمد ہیں اب اونکا حال بہی
معلوم کرنا ضرور ہے کہ جو دور سے حریف کی خبر لیتے ہیں غلیل اہل ہند کے محاورہ میں بانس کی ایک کمان
ہوتی ہے اور نشست کے مقام پر دو چلے باندہے جاتے ہیں غلیل کی مشق کا یہہ قاعدہ ہے کہ اول نرم غلیل سے
شروع کرکے آہستہ آہستہ سخت غلیل اختیار کریں اور سختی کی انتہا یہہ ہے کہ غلیل انداز کی قوت سے
مضاعف ہو اور تیراندازی سے غلیل اندازی آسان ہے نرم غلیل کیواسطے نرم غلولہ کمہار کے چاک کی مٹی سے
بناتے ہیں اور سخت غلیل کیواسطے غلولہ بہی سخت و گران وزن چاہیئے غلولہ بنانیکی ترکیب

ترکیب غلولہ

عمدہ یہہ ہے کہ لوہے کا میل جو لوہاروں کی دوکانوں میں بہت پڑا ہوا ملتا ہے لاکر لوہے کے ہاون دستہ
میں خوب باریک کرکے کپڑے میں چہان لیں اور اسمیں سے ایک حصہ لیکر دو حصے کمہار کی مٹی اور تہوڑی سی

روئی باہم مخلوط کرکے ببول کے گوند کے پانی مین دن صبح سے شام تک ایڑیون پر پیستے ہین جب خوب گاڑھا ہو جائے
تو غلولہ بناکر آفتاب مین خشک کرلین یہہ غلولہ مشاق کامل کے ہاتھہ سے لوہے کا گولا
اور سپر و دشمن کی استخوان کو شکستہ کرتا ہے چنانچہ غلیل اور غلولہ کی یہہ صورت ہے



تیر و کمان کا بیان

تیر و کمان بھی بندوق کیطرح عمدہ ہتیار ہے مگر بشرطیکہ وہ کشتی کی مشق کرے کہ دست و
بازو مین قوت پیدا ہو پھر تودہ خاک تودہ پر تیر لگاتے کہ کمال مشق و ربط کے سبب تیر ہدف
مراد پر پہونچے اور نشانہ نخطا ہو مگر ہم اسکا طریقہ اس خوبی سے بیان کرتے ہین کہ بہت جلد تمکو دستگاہ
کامل حاصل ہو جائے اے عزیز ہو قبضہ کمان کی گرفت چار طرح پر ہے اول گردشت دوم

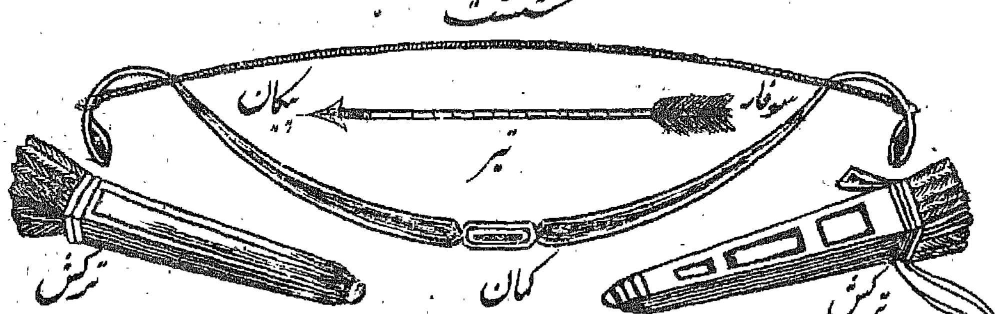
گرفت قبضہ کمان

چنگل باز سوم بہرام شست چہارم شیر دہان گردشت کا یہہ انداز ہے کہ قبضہ کمان کو ہاتھ کی
مٹھی مین مضبوط پکڑین اسطرح کہ چارون انگلیان باہم متصل اور ملحق رہین اور سر انگشت کو سبابہ کے
اوپر رکھین اور ہاتھہ کو کاندہے سے مٹھی تک تیر کی طرح سیدہا قایم کرین کہ کسی جگہہ خم نرہے چنگل باز کا
یہہ طریق ہے کہ قبضہ کمان کو فقط تین انگلیون سے گرفت کرین یعنے ابہام اور وسطے اور بنصر سے اور
کف دست قبضہ کمان سے علیحدہ رہے بہرام شست کا یہہ طریق ہے کہ قبضہ کمان کو انہین تین انگلیون سے
مضبوط تمام کرکے ہاتھہ کو تیر کیطرح سیدہا رکھین مگر کلائی کو تہوڑا سا نیچے کیطرف قبضہ کمان کیجانب خمیدہ
رکھین شیر دہان کا یہہ طریق ہے کہ اسکی گرفت بعینہ بہرام شست کے مانند ہے مگر اسقدر فرق ہے
کہ بہرام شست مین کلائی خمیدہ رہتی ہے اور شیر دہان مین برابر رکھتے ہین اور اصل یہہ ہے کہ گردشت کے
سوا قبضہ کمان کی تینون طرح کی گرفت مین تمکو قاعدہ کلیہ یہی سمجھنا چاہیے کہ تینون انگلیون کو
جو سبابہ اور وسطے اور بنصر سے مراد ہے سست نہ چھوڑین بلکہ زور انہین تین انگلیون پر رہے
اور شست کمان اور سوفار تیر کیواسطے گرفت کے دو قاعدے ہین اول سبابہ و ابہام سے دوم
سبابہ و وسطے سے اول قاعدہ پر سبابہ و ابہام کو چست رکھنا لازم ہے کہ ان دو انگلیون سے
خوب گرفت ہو سکتی ہے مگر اسصورت مین اکثر اوقات ناتجربہ کار سے تیر خود بخود نکل جاتا ہے لہذا
دوسرے قاعدے پر تیر کو اسطرح رکھتے ہین کہ سبابہ و وسطے کو خمیدہ کرکے چلے کے اندر ڈالتے ہین

طریق مشق تیراندازی

اور ستوفار کو شست پر رکھکر دونون انگلیون کے بیچمین جوڑ پر سے خوب گرفت کرتے ہین اور
کمان کی گرفت مین بائین ہاتہہ کی پانچ انگلیون مین تین جست اور دو شست اور شست و سوفار کی
گرفت مین داہنے ہاتہہ کی انگلیون مین سے دو جست اور تین شست مناسب ہین اور تیراندازی کی
مشق کا طریقہ یہہ ہے کہ اول نہایت نرم اور کمال ملائم کباوہ حاصل کرین چنانچہ اوستادون نے
مبالغہ کیا ہے کہ نوآموزون کے واسطے کمان اسقدر نرم ہو کہ اوسکی شست پر مکہی بیٹہے تو لچکنے لگے
اسسے یہہ مطلب ہے کہ کمان جتنی نرم ہوگی نوآموز کو اوسکی کشش مین بہی اوسیدرجہ آسانی ہوگی جبکہ
اس قسم کا کباوہ بہم پہونچے تو چاہیے جو چار قسمین گرفت کی بیان کی ہین اونمین سے ایک قسم اختیار کرکے
شست کو بہی اوسی انداز سے پکڑکے کمال نرمی و درستی سے آہستہ آہستہ شست کو کان کی لو تک
کہینچین اور اوسی طور پر آہستہ آہستہ شست کو پہر کمان تک لیجائین کہ وہ اپنے مقام پر بدستور
قدیم آجائے اس کشش کی آمد و رفت کو تیراندازونکی اصطلاح مین ایک قلابہ کہتے ہین پس اول روز
پانچ قلابہ سے زیادہ نہ کہینچین اور دوسرے روز ایک قلابہ زیادہ کرین اسی طرح ہر روز ایک ایک بڑہاتے
جائین کہ سو تک نوبت پہونچے پہر ہر روز پانچ قلابے اضافہ کرین جبکہ ہزار قلابہ کی نوبت پہونچے
تو پہر اوس کباوہ کو چہوڑکر اوس سے کچہہ زیادہ سخت کباوہ اختیار کرین اور اوس کباوے سے ہزار تک مشق
بہم پہونچائین اسیطرح جسقدر مشق زیادہ ہوگی ہاتہہ کی قوت اور صنعت بہی بڑہتی جائیگی ایک سے دوسرا کباوہ
سخت لیتے جائین یہانتک کہ بتدریج دو تین برس مین سخت کمان کی نوبت پہونچے اوس وقت
خاکتودہ تیار کرکے تیر بیلس خاکتودہ پر لگائین اور ایک برس تک خاکتودہ پر تیر بیلس کی مشق کرین جبکہ
اس دستور پر مشق و مداومت کرین تو اس فن مین کمال حاصل ہوجاے اور تیراندازی کا اصل اصول یہی ہے تیر و کمان کا نقشہ

شست



بندوق کا بیان

اے خسرو پرور تمام ہتیار وہین دشمن کش اور صف شکن حربہ بندوق کے برابر دوسرا نہین ہے
صاحبان ولایت فرنگستان نے بندوقون کی ایجاد مین جو صنعت نمایان ظاہر کی وہ اظہر من الشمس ہے
اور ایسی ایجاد زمانہ سابق مین کبہی نہین ہوئی اگرچہ توڑے دار بندوقین بیشتر بہت نامور رہین

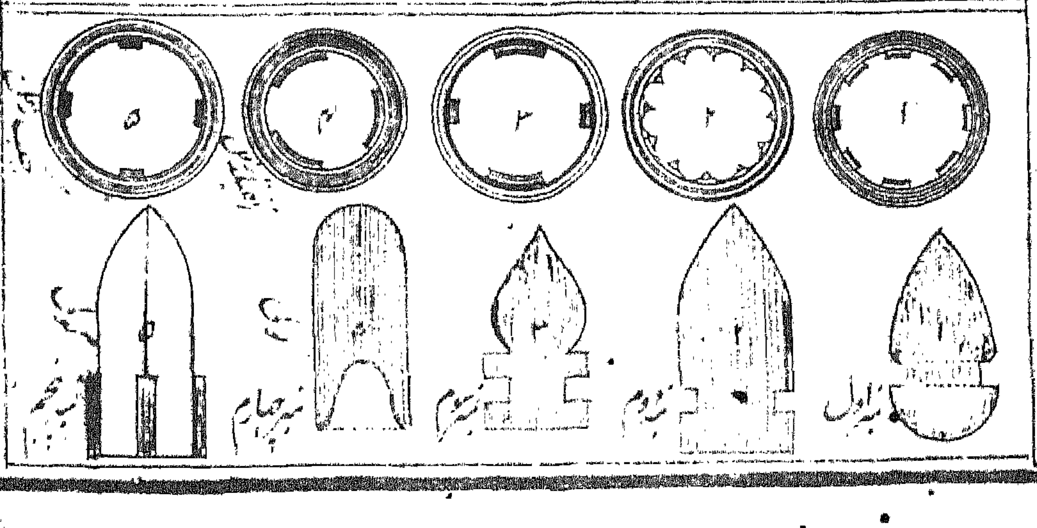
لیکن تہوڑے کلہ بندوق یعنے چقماق دارنے زیادہ قدر و شہرت پیدا کی اور جب سے کپ یعنے ٹوپی دار بندوقین نکلین اوسوقت سے او قسم کی بندوقین اعلے درجہ کی شمار ہین بہا مین یاد رکہنا چاہئے کہ بندوق کی نال دو قسم ہے ایک خاردار دوسرے بیخار خاردار سے گولی ٹہیک طرح پر نشانہ اوڑاتی ہے اور بیخار بندوق چہرّے کے واسطے مناسب ہے خاردار بندوق سے چہرّے ہرگز نہ لگائین کہ چہرّے خار و نین پہیل کر پچیس تیس قدم تک بہی بخوبی نہین جاتے انفیلڈ رفل اور جیکب رفل کی گولیوں دوسرے بندوقکی بہ نسبت زور اور پلہ زیادہ ہوتا ہے اور تجربہ سے ایسا دریافت ہوا کہ جس رفل کے خار کم ہوتے ہین چنانچہ چہہ یا چار یا دو تو یہہ رفل زیادہ خاردار سے بہت زبردست اور پلہ کش ہوتا ہے لیکن گولی بہرتے وقت اسبات کا خیال ضرور چاہئے کہ موم جامہ کا باریک کپڑا گولی پر ایک سوبہہ پر رکہا جائے تاکہ خار اور گولی مین خلا نرہے اور اگر صرف گولی ہوگی تو بیشک خلا رہجائیگا اور خلا کے باعث گولی کسندر ہوجاویگی جسسے پلہ نہ اوٹہائے گی اور رفل مین جو خار ہوتے ہین اونکو سیدہے تصور نکرین بلکہ پیچ کے طور پر لہریہ دار ہوتے ہین بندوق کا نقشہ یہہ ہے

نال بندوق کا بیان



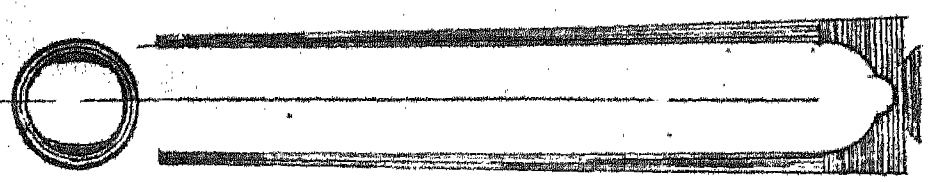
اب ہم خاردار اور بیخار بندوقونکے اور جیکب رفل و انفیلڈ رفل وغیرہ گولیونکے چند نقشے لکہتے ہین تاکہ بخوبی کیفیت دریافت ہو

بندوق کی گولیوں کا بیان



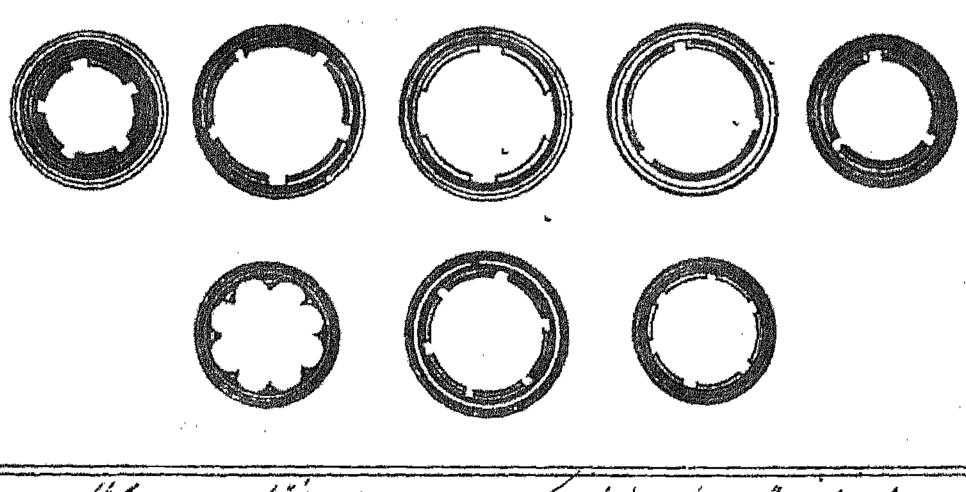
نمبر اول کی گولی بہت دور جاتی ہے اور نشانہ پر بہت سیدھی لگتی ہے اور زخم بہت چوڑا ڈالتی ہے
نمبر دوم اور نمبر سوم کی گولی اس سے زیادہ زخم کشادہ کرتی ہے اور دور بھی زیادہ جاتی ہے اور
سیدھی بھی پہونچتی ہے لیکن سینے پر تھوڑا اندر اور دہ ہکا دیتی ہے اور یہہ بات بھی باور رکھنے کے
قابل ہے کہ جس نل میں خار زیادہ ہونگے اس میں ان تینون نمبرون کی گولیان بہت اچھی طرح
چل سکتی ہیں مگر انفیلڈ اور جیکب کے کام کی نہیں ہوتیں اور جیکب کی گولی بہت سے خاردار نل میں بالکل کارآمد نہیں
بلکہ کسی نل میں بھی کام نہیں دیتی صرف جیکب کے واسطے مخصوص ہے اور انفیلڈ کی گولی انفیلڈ میں عمدہ چلتی ہے
اور بہت سے خارون کے نل میں اور جیکب میں بھی کام آسکتی ہے لیکن کما حقہ برابر کام نہیں دیتی
اور ایک قسم کی کوٹھی دار نل کا دہانہ بیضاوی ہوتا ہے چنانچہ اس نقشہ سے ظاہر ہے

بیضاوی بندوق



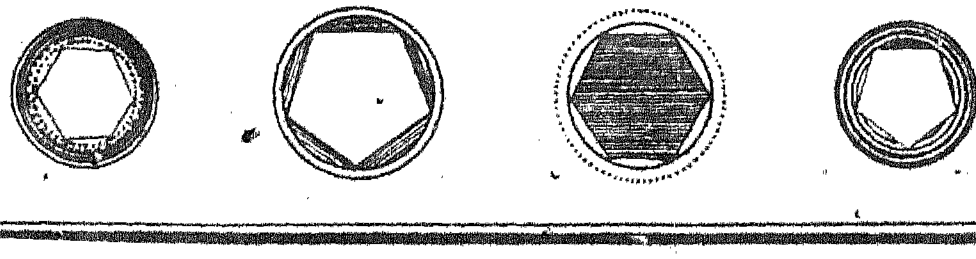
اس بیضاوی سوراخ کے نل کی گولی سب سے زیادہ سیدھی جاتی ہے اور یاد رکھو کہ بہت سے خاردار نلون میں جس
نل کے خار بہت باریک ہوتے ہیں وہ سب سے بہتر ہے چنانچہ نمبر دوم کا نل اور بہت نلون سے زیادہ حصہ رکھتا ہے انفیلڈ کا نل
بہتر ہے انفیلڈ نل سے دو چند زور جیکب کا نل ہے انکے علاوہ اور بہت صورتیں ہیں چنانچہ کئی ایک خاردار دہانے یہہ ہیں

دہانہ خاردار بندوق



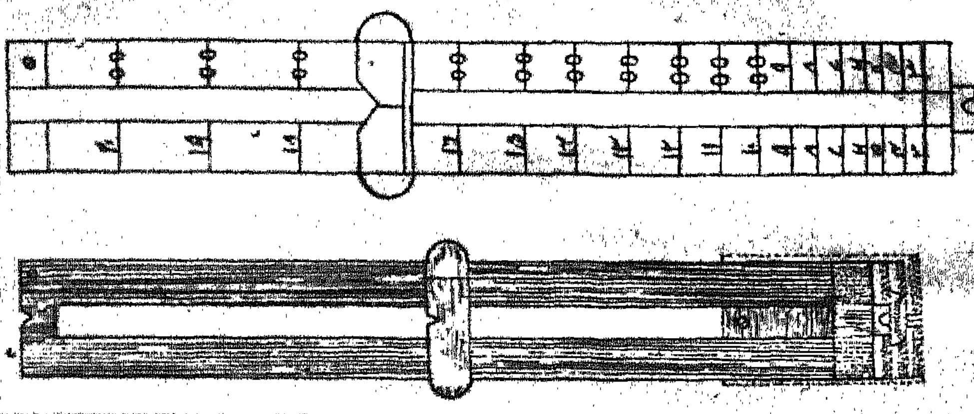
اور بے خار بندوقون کے دہانون کی صورت ان چند نقشون سے آشکار ہے

دہانہ بیخار بندوق

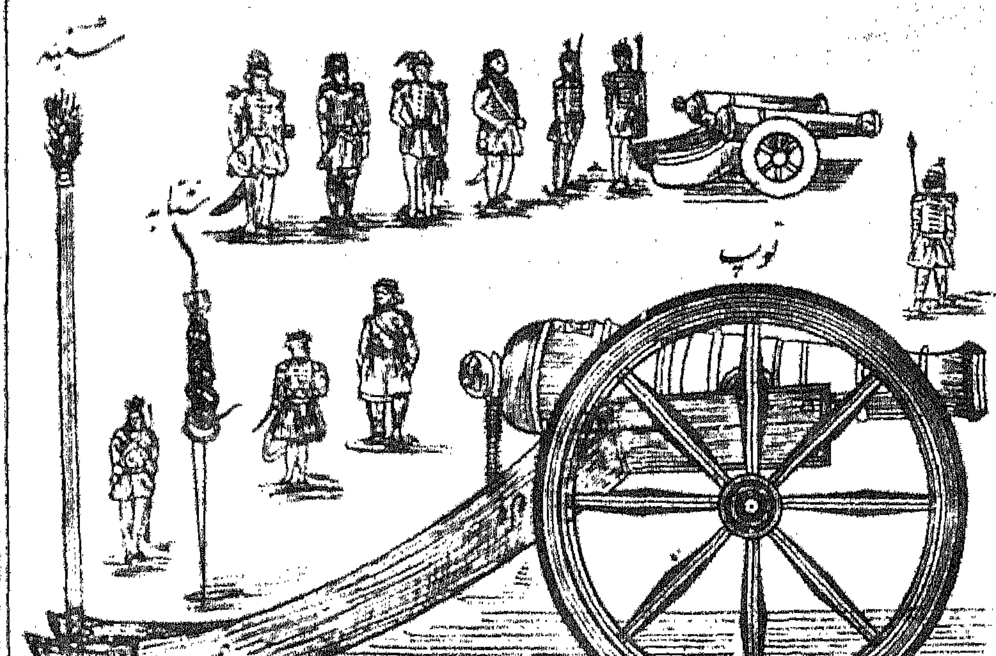


اور جس شے کے وسیلے سے رنجل کا نشانہ صحیح کرتے ہیں اوسکو دیدبان کہتے ہیں

دیدبان



اس دیدبان کے بیچ والے نشانہ کو رنجل کی نوک پر جو بلند بنا ہوتا ہے اوس سے ملا کر نشانہ سے مقابل کرتے ہیں اور اوس بلند نشان کو رنجل کی مکھی کہتے ہیں اور اس قسم کے حربوں میں سے لشکر شکن اور قلعہ کن حربہ توپ ہے چنانچہ توپ کا یہ نقشہ ہے



سواری کا بیان

اے خردپرور نبرد آزمائی اور کشورکشائی کیواسطے ان حربوں اور ورزشوں کے علاوہ سواری اسپ تیز رفتار کی مشق بھی لازم ہے اور گھوڑوں کی بہت قسمیں ہیں چنانچہ عربی کاٹھیاواری مارواڑی دکھنی پنجابی جنگلی ولایتی مالوی وغیرہ اور سواری کے دو طریق ہیں ایک یہ کہ زین کسکے بیٹھتے ہیں دوسرے یہ کہ کاٹھی باندھ کر سوار ہوتے ہیں اور یاد رکھو کہ گھوڑے کی چال بھی چند قسم ہے چنانچہ گام دوگامہ سہ گام اپیہ راہوار یرغال خوش خرام ان سب میں سہ گام

بہتر حال ہے کہ جتنے سوار کو کمان اصلا نہیں ہوتی بلکہ آسایش تنی ہے اس حال کا گھوڑا نادر و کمیاب ہوتا ہے
اور قابلِ سواری ملوک و سلاطین ہے اور گھوڑے کی دوڑ دو قسم مشہور ہے دُلکی اور چہار تنگ دُلکی مین سوار کو
تکلیف و زحمت پہونچتی ہے اور چہار تنگ مین اوسکی بہ نسبت آرام حاصل ہوتا ہے اثبات کا خیال سوار کو
بہت ضرور ہے کہ جسوقت گھوڑے پر سوار ہو تو اپنا زور دونون رکابون پر دیکھے اور رانون مین خوب مضبوط دابے
اگرچہ لگام کی گرفت سے گھوڑا ہر قسم کا کام دیکھتا ہے لیکن سوار کا کمال یہہ ہے کہ گھوڑا اوسکی ران کا اشارہ
سمجھنے لگے اور اشارے سے ہر قسم کا کام دینے لگے اور سواری کے وقت رعایتِ عنان اور سواری ران کی دم
و ہر لحظہ ملحوظِ خاطر رہے اور سوار کو چاہیے کہ نیزہ بازی کا ربط بھی بہم پہونچائے کہ گھوڑے پر یہہ حربہ نہایت کارآمد ہے



نیزہ

الحاصل اسی طرح فرزانہ روزگار نے شہزادہ آموزگار کو رفتہ رفتہ ہر بات مین حاذق اور ہر فن مین مشاق بنا دیا
اسلحہ خانہ شاہی مین جو سلاح حرب و پیکار اور نامی و گرامی ہتھیار موجود تھے اون سب کا لگانا اور روکنا بتا دیا اسپانِ تیز رفتار
صبا کردار کی سواری بھی بخاطر خواہ سکھلا دی دشت و کوہسار مین اپنے ہمراہ پہرا کر سیر و شکار کی ترکیب تعلیم فرمائی اسی عرصہ مین
روز دل افروز امتحان بھی آپہونچا اور حسب ارشاد و ہدایت بنیاد سلطان فضل مجسم بدستور قدیم شعور سخن رس درگاہ خسروی مین
حاضر ہوا اور وہان عظمت نشان کے مطابق دونو کو بصد عزت و احتشام اور بہزار تعظیم و اکرام خسرو عالی مقام کے دربار عام مین لیگیا

امتحانِ دوم

مؤلف

پہچانتے ہین خوب ہمین ساکنانِ دیر | برسون رہے ہین خدمتِ پیرِ مغان مین ہم
وہ کون ہے جو ہمسے مقابل ہو وقتِ کار | ثابت قدم ہین معرکہ امتحان مین ہم

جسوقت وزیر روشن ضمیر کے ہمراہ فرزانہ روزگار مع خسرو پرور نامدار بزم شہریار مین داخل ہوئے فضل مجسم
شرائط عظمت و تکریم بجالایا اور نظر قیافہ بین سے فرزند سعادتمند کے بشرہ مبارک اور چہرہ ہمایون پر نگاہ کی
تو کیا دیکھتا ہے کہ آثار ہمت و دلاوری آشکار اور انوار جرأت و بہادری ہویدا ہین جسم لطیف و نازنین
مشق و ورزش سے ایسا نظر آتا تہا کہ گویا صانع قدرت نے اوسکے سانچہ مین ڈال دیا ہر عضو بدن ایک زور چند ہوا ہے
آئینہ سنگ ہے نہ تو قوت اور سرعت طاقت سے نہایت حسن و لطافت سے فیل مست کیطرح جہوم رہا ہے شکل سراپا فضل علی دلیری و شجاعت کا پتلا معلوم ہوتا

مؤلف

اسفند یار ہو نہ سکا اوس سے چار آنکھ ✦ آنکھوں کو اپنی اسلئے وہ کور کر گیا
بھوچا جہان میں شور جو اس زور و شور کا ✦ رستم کو تن میں ڈوب کے غیرت سے مر گیا

جسدم پدرِ روشن بصر نے نور نظر اور لختِ جگر کو اس کر و فر سے ملاحظہ فرمایا بے اختیار شفقتِ پدری نے سینہ بے کینہ سے جوش مارا اور بیساختہ عین الکمال کے خیال سے آیۂ و ان یکاد پڑھ کر اوسکے پیچ اوپر دم کیا اور حاضرینِ محفلِ بہشت تشاکل نے سویدائے دل اور اپنی آنکھوں کا تل دونوں کو سپند بنا کر حاسدِ حسد کی آتشِ رشک پر جلایا ✦ پھر وہ نظر لگے نہ کہیں اونکے بندِ بازو کو ✦ یہ لوگ کیوں مرے زخمِ جگر کو دیکھتے ہیں ✦ پھر شاہنشاہِ عرش بارگاہ نے فرمایا کہ اے عزیز با تمیز آج کس چیز میں امتحان دینے کا قصد ہے شہزادہ بلند اختر نے عرض کی کہ حضورِ عالی اس جان نثار عبودیت شعار نے فنونِ سپہگری کے قوانین و قواعد میں دسترس حاصل کی ہے اگر کسیکو کوئی امر اس باب میں دریافت کرنا منظور ہو تو وہ بلا تامل استفسار میں دریغ نہ کرے سلطانِ فلک نشان نے ارشاد کیا کہ پہلا حریف پر غالب ہونیکے واسطے بہتر طریقہ کونسا ہے شہزادہ بلند اقبال نے کہا کہ اسکے واسطے بہت سے قاعدے مقرر ہیں چنانچہ امر پیچ جوہر پیچ گاؤ کہنہ پیچ عقدۂ خاکی کترا جوڑی بنوٹ ملیدہ ایک پٹہ وغیرہ مگر ان سب میں فنِ لطیف بنوٹ کو نہایت عمدہ اور اعلیٰ درجہ کا فن شریف پایا شاہنشاہِ عالم پناہ نے فرمایا کہ بنوٹ کسکو کہتے ہیں اور اس ہنر کو دیگر فنونِ سپہگری پر کس وجہ سے ترجیح و تشریف حاصل ہے شہزادے نے بیان کیا کہ ملک دکن سے یہ فن گرامی ایجاد ہوا اول ایک شخص کہ جسکا نام سلطان صاحب مشہور تھا بمقام مہیدہ گیر میں ۱۱۹۸ ہجری مقدسہ میں پیدا ہوے اور اونہونے اپنے شوق دل سے فن سپہ گری میں دستگاہ کمال حاصل کر کے تمام روی زمین پر بڑا نام پیدا کیا مگر کسی طرح اونکی اطمینانِ خاطر نہوئی اور ہمیشہ اس تشویش میں غمگین و محزون رہا کرتے تھے کہ یا الٰہی اس فن کی کچھ انتہا بھی ہے یا نہیں اور ہے تو کیونکر ہے ایکروز اس رنج و تردد میں آنکھ لگ گئی اور خواب میں دیکھا کہ حضرت علی مرتضے کرم اللہ وجہہ عالم رؤیا میں جلوہ افروز ہوے اور زبانِ کرامت بیان سے ارشاد فرمایا کہ اے شائق فن سپہگری او مرد میدان مت گھبرا تمہارے تسلی و اطمینان خاطر ہم تجھے ایک ہاتھ ایسا تعلیم کرتے ہیں کہ جسکی برکت سے تو ایک نیا فن ایجاد کرنیکی طاقت حاصل کرے گا یہ کہکر ایک ہاتھ سکھلایا اور فرمایا کہ اسکا نام ضربِ حیدری ہے اس وار میں یہ بڑا وصف ہے کہ ایک ہی وار میں حریف برابر دو ٹکڑے ہوتا ہے اور وہ دونوں طرف اگر ترازو میں وزن کئے جائیں تو بال برابر فرق نہوگا اور اسکے وسیلے سے جو فن تو ایجاد کریگا اوس میں یہ وصف پایا جائیگا کہ خالی ہاتھ بھی حریف کے سلاح جنگ تیر و تفنگ وغیرہ تصرف میں آجاوینگے اور جتنے اہل نہیں وہ تو اوس فن کا نام انھون اور اس

بیان ایجاد فن بنوٹ

بنجرون پر غالب آسکتے ہیں گر تو ہر ایک فن سپہگری کے واقف کار اور خبردار بہادر جرار پر منصور و مظفر اور فیروز مند رہیگا اور آج سے ہمنے تجھے سلطان فتح الملک دست ور خطاب دیا یہہ سنتے ہی سلطان صاحب جناب ولایت مآب کے قدم مبارک پر گر پڑے اتنے مین آنکھ کہل گئی تو دیکھتے ہین کہ تلوار ہاتہہ مین ہے اور صحن مکان مین استادہ ہین اس کیفیت سے نہایت تعجب ہوا اور تمام رات عالم حیرت مین بیدار رہے صبح کو یہہ خواب اپنے فرزند عزیز سے کہ مخدوم صاحب جنکا نام تہا اور سلطان صاحب کے شاگرد رشید تہے بیان کیا اور ضرب جدید کی تعلیم فرمائی اور مشق کثرت اور ایجاد طبیعت سے انکہو ن نے پانچ ایجاد کئے اول حریف کے حملے سے محفوظ رہنے کے تئین تہہ دوم حریف کو زندہ گرفتار کر لینے کے تئین تہہ سوم رومال سے تلوار چہین لینے کے تئین تہہ چہارم خالی ہاتہہ سے تلوار چہین لینے کے تئین تہہ ششم گہوڑے پر ہوتے حریف کو مار لینے کے تئین تہہ ہفتم حریف سے کہینچ کر ایسے جان ستان قبض روح کے تئین تہہ ہشتم اگر حریف سامنے سے آنکر وار لگائے تو بیٹھے بیٹھے اور لیٹے لیٹے اوسکو مار لینے کے تئین تہہ نہم اگر غفلت کے عالم مین حریف گردن پر تلوار رکہدے یا پیٹ پر چہری لگادے یا پیٹ پر سوار ہو جائے تو اوس سے بچنے کے تئین تہہ دہم ہر قسم کے پہکیت اور بکیت اور فن سپہگری کے واقف کار کسی موقع پر گہیرین تو اون پر غالب آنے اور جان بچالیجانے کے تئین تہہ غرضکہ اس قسم کے ہزار ہاتہہ ایجاد کرکے اسکا نام بن اوٹ قرار دیا اوٹ زبان ہندی مین روک کو کہتے ہین اور بن حرف نفی ہے پس واضع فن کی یہہ مراد ہے کہ اسکی روک نہین پہر مخدوم صاحب نے یہہ فن حضرت شاہ قادری کو کہ جو اونکے بہانجے اور حضرت صاحب کے نام سے مشہور تہے اور غلام رسول کو کہ جو اونکے فرزند اور رسول صاحب کہلاتے تہے تعلیم کیا ان دونون صاحبون نے ہندوستان مین اسکا ایسا نام روشن کیا کہ آفتاب و ماہتاب سے زیادہ مشہور ہوئے پہر حضرت صاحب سے یہہ فن گرامی جناب میر امیر علی صاحب قبلہ فرخ آبادی نے حاصل کیا اور انکی ذات بابرکات سے کثرت بنوٹ نے وہ رونق روزافزون پائی کہ جسکی گرم بازاری سے ہر قسم کی کثرت کا بازار سرد ہو گیا اور اکثر امرائے والا شان اور روساے بلند مکان مالوہ و ہندوستان اونکے سلسلہ شاگردی مین منسلک ہوئے میر صاحب مرحوم و مغفور نے اس کثرت کو تین قسم پر منقسم کیا اول امیرانہ اور دوم سپاہیانہ اور سوم اوستادانہ اور ہر ایک کو تین چیزون سے ترتیب دیا ہات اور گہات اور پات اور کثرت بنوٹ کے پینترے کو اس اہل فن کی اصطلاح مین قولہ کہتے ہین جناب والا کمترین نے اس فن کی پیچون مین سے شیر و پنج کو بہت پسند کیا ہے شیر پنج کا عجیب و غریب انداز ہے یعنے حریف کو یہہ ثابت ہوتا ہے کہ گویا اوسکے مقابل شیر غران پہونچا اور اوسپر اسقدر خوف و ہراس دفعتہ غالب ہو جاتا کہ اپنے ہتیار پہینک کر سامنے سے بہاگ نکلتا ہے اور ہزار ہاتہون مین سے فدوی نے ستہو ہاتہہ انتخاب

کرتے ہیں چنانچہ وہ بنوٹ باندہنے والے بنوٹ یہ ہیں بنوٹ کے ہاتھونکا نامی و اسم سامی
علی ویرک انی خالی انی کانٹے کی انی قلمی انی خاتم انی دست گردش انی کمھن بوٹ انی دست سندانی
سکہ چتانی انی انگوٹھا انی سیدہی دہار انی اوٹی دہار انی جات جہانب انی تشتریہ ویرکانی چلوانی انی مار
وار و دستگرانی انی وار وار انی پٹلی کرک انی کھیر کا ہاتھ گردن توڑ قلابا بند کے چھین بازو کی روک
باندی کی روک مع چھین بازو کا اڑنگا بازو کا اڑنگا بیچ چیتا بازو کا اڑنگا بیٹھکی اڑنگا چہاتی کا اڑنگا چہاتی کا
بیچ باندہنی داب کرک داب کی روک کرک کی روک انی دوہری دار دوہرا داب دوہری کرک دوہری
باندی بھوڑا باہی ترپ جکار پیچ پانچ ہتھیارا چپ و دو ضرب دست بغل گلگیر اولپٹ ال کٹ قلچپ
تہاپ تال ناپ کا ہاتھ حاصدان کا ہاتھ باگہر پانچ بوٹ بے ضرب پانچ بوٹ شمشیر بے ضرب نشست
گردن دبا چھین باندہی خالی ہاتھ چھین پٹلی بنوٹ کی چھین پٹی توڑ کی چھین چھین داب کی
چھین کرک کی چھین چلر کی چھین لنگوٹ کی بوٹین چپٹ چھین تنبال کی انگلی بسلی پھیلا
بہانک کا ہاتھ سنگت دو ہتہارے کا ہاتھ نشالی رومال کا ہاتھ جوتی کم سیدہی باندہنی اوٹی باندہنی
دست بقبضہ پانچ ہاتھ گھوڑے کو مارنیکے پانچ ہاتھ کشتی کے پانچ ہاتھ بندوق کے پانچ ہاتھ تیغ بندی
عوض سو ہاتھ منتخب یہ ہیں سوا انکے کچھ اور ہاتھ بہی ہاتھ آئی ہیں چنانچہ مسند کے چھین ہاتھ
اور کٹار کے نو ہاتھ پٹے پانچ تہاپ اور چار لٹے اور رومال کی چھ باندہنی اور
پانچ چھین وغیرہ اور محفل میں سے آدمی کو چھڑا لیجانیکے دس پانچ نہایت عمدہ ہیں
الحاصل فن بنوٹ کا واقفکار ہر قسم کے حربہ ہائے انسان سے محفوظ رہ سکتا ہے بلکہ تیر و کمان اور غلیل وغیرہ
اور سپر کا کرتب بہی سیکہیں شعور سخن نہ کرے کہا کہ غلیل اور کمان کا بہی کچھ حال بیان فرمائے عرض کیا
ارشاد کیا آلات ورزہ اعظم یہ دونوں ہتیار ہیں یہ دونوں معروف ہیں اگر غلیل کی مشق میں انسان
کمال حاصل کرے تو اسکی ضرب کچھ تیر و تفنگ سے کم نہیں اور بعض کچھ زیادہ حرف ہی نہیں پڑتا اگرچہ کم خرچ
بالانشین ہے لیکن اسقدر فرق ہی ہے کہ وہ سو قدم سے زیادہ حریف پر حملہ کا کرتب نہیں ہوتا اور تیر و تفنگ
چار پانچ سو قدم تک بلکہ اس سے بہی زیادہ چلتے ہیں خیر تیر بہی اور کمان ملک ہندوستان میں
ملتان اور گجرات ودہامنی اور مستبدلی خوبی و لطافت میں مشہور ہے اور انکے بعد بہار اور پٹنہ اور
حاجی پور کی کمان بہی تناسبکی لیتی ہے مگر بارکی اور فرخ آباد کی کمان ناقص ہوتی اور تقسیم چاچ
کہ جسکو نا تقصیہ بہی کہتے ہیں وہاں کی کمان نہایت ہی ولایتی ہوتی ہے اور یہ اندازہ کی اصطلاح
میں پانچ حصے وزن کو ٹانک کہتے ہیں جو کمان اچہی ہوکہ اوسکی نشست میں اگر پانچ سیر وزن

بیان بنوٹ

بیان کمان

باندھتے ہیں اور وہ اسقدر خمیدہ ہو کہ جسقدر شست کو کان کی لو تک کھینچنے میں خمیدہ ہوتی ہے تو ایسی کمان کو
ایک تانک کی کمان کہتے ہیں اور کمان ایک تانک سے کم اور پانچ تانک سے زیادہ نہیں ہوتی اور ایک سے
پانچ تک یہی قیاس کرنا چاہیے کہ پچیس سیر وزن ہوتا ہے یعنے اگر پچیس سیر وزن لٹکا کر کمان کی نسبت میں باندھیں
تو اسقدر خم ہو جسقدر شست کو کھینچکر بناگوش تک لانے میں کمان خم کھاتی ہے کمان وار کے زور سے کمان کا زور
آدھا ہونا چاہیے بلکہ آدھے سے بھی کم ہو تو بہتر ہے کہ تیر لگانے میں صنعت ہاے عجیب غریب ظاہر ہو سکیں اور
جو سخت کمان کہ کماندار کی طاقت سے قوی تر ہوگی تو تیر پریشان جائیگا اور کماندار ہرگز قادر انداز نہ بنے گا
اور تیر بھی کمان کے موافق ہونا چاہیے اسلیے کہ اگر تیر سبک کو کمان سخت و قوی میں سر کریں تو شکستہ ہو جانے کا
احتمال ہے اور جو تیر گران کو کمان نرم میں کھینچیں تو ہرگز تیر محل مقصود پر نہ پہونچیگا اور مدعا حاصل نہوگا پس یہی
بہتر ہے کہ جو کمان کے قابل ہو اور قبضہ کمان کے تھامنے میں نہایت کوشش لازم ہے کہ قبضہ ہاتھ میں قائم رہے
اور کلائی میں بھی کجی نہ آنے پاوے کہ بڑا سخت عیب ہے اور کمان کھینچنے کے وقت کھڑے ہونیکا یہہ طریق ہے
کہ پاے چپ پاے راست کو تھوڑا آگے رکھیں یعنے اسقدر کہ دونوں پیروں میں آٹھہ دس گرہ کا فاصلہ ہو
اور سیدہا پاؤں اتنا منحرف رکھیں کہ اگر بائیں پاؤں کی ایڑی سے سیدہا خط کھینچیں تو داہنے پاؤں کے وسط میں آئے
اگر اس قاعدہ پر کھڑے ہوں تو چپ و راست اور پیش و پس ہر طرف تیر لگا سکتے ہیں پہر سلطان والاشان کیطرف
مخاطب ہو کر عرض کرنے لگا کہ قدیم زمانہ میں خنجر و تیغ و شمشیر اور گرز و سنان اور کمند و فلاخن اور تیر و تبر وغیرہ آلات سے
ہتیار کہلاتے تھے مگر اس زمانہ میں اہل فرنگ نے تفنگ کو بکثرت رواج دیا ہے اور حق تو یہہ ہے کہ دفع دشمن کے
واسطے اور گزند حریف سے امن پانیکے لیے آلات حرب میں کوئی آلہ اس سے زیادہ وقعت اور فوقیت نہیں رکہتا
اگرچہ تیر و کمان بھی جانگداز ہے کہ دور سے دشمن کا کام تمام ہو جاتا ہے مگر بہ ہو نہیں انسان کو اوسکا کمال حاصل ہوتا ہے
اور وہ بھی جب کہ لڑکپن سے اوستاد شفیق کے روبرو اوسکی مشق و مداومت نہایت سرگرمی کے ساتھہ کی ہو اور
تفنگ اندازی کا ہنر بہ نسبت تیر اندازی کے بہت آسان ہے اور جو کام تیر سے نکلتا ہے اوس سے زیادہ تفنگ سے
نکل سکتا ہے اور فدوی کی دانست میں اگر چالیس روز تفنگ اندازی کی مشق کیجاے تو بیشک نشانہ بخطا
لگانیکی قدرت پیدا ہو جاتی ہے اگرچہ بندوق کی بہت قسمیں ہیں اور پیشتر ہندوستان میں توڑہ دار اور بعد کلہ
یعنے چقماق دار وغیرہ کا رواج تہا اور لاہور میں توڑہ دار بندوقیں بھی عمدہ بنتی تہیں اور جب بندوق کی گولی
بیٹہا ہوتی اوسکو رفل کہا کرتے تھے مگر جب سے اہل انگلستان نے ٹوپہ دار بندوقوں کو ایجاد کیا ہے اوس وقت سے
عمدہ رفل اور دو نالی بندوقیں اور انفیلڈ رفل اور جیکب رفل وغیرہ کی گرم بازاری ہوئی توڑہ دار بندوق میں
یہہ نقصان تہا کہ ہر دم توڑا روشن رکھنے کی ضرورت تھی اور چقماق دار میں یہہ عیب ہے کہ کسی وقت بہی

بندوق

آگ نہ دینے سے بندوق بیکار ہو جاتی ہے اور ان دونوں میں ایک سخت قباحت یہہ تھی کہ انکی رنجک ہر وقت آنکھہ کے برابر اوڑنے سے بینائی کو بہی ضرر ہوتا تھا اور اکثر اوقات بارش یا سردی کے موسم میں باروت سیل کر پیالہ میں جم جاتی ہے آتش کا اثر اوسکے کاہین نہیں ہوتا اور اسوجہ سے بہی دفعتہ بندوق کو آگ دینی دشوار پڑ جاتی تہی مگر گن کیپ یعنے ٹوپی دار بندوقوں نے ان عیوب کو بالکل رفع دفع کردیا اگرچہ ساختہ بنانیکی بہت سی ترکیبیں ہیں چنانچہ **چاندی کی باروت اور گن گاٹن** وغیرہ سے مگر سہل ترکیب یہہ ہے کہ کلوریڈ آف پٹاس اور سرمہ یا گندہک ساوی یا آہستہ آہستہ باہم پیسکر انڈے کی سفیدی ٹوپی میں جمادیں مگر ان دونوں کے پیسنے میں کمال احتیاط لازم ہے اگر جدا جدا باریک پیسکر ملادیں تو بہتر ہے بعدہ بندوق کے پیچ نکالنے کے واسطے اول چاہئے کہ نال بندوق کو بخوبی صیقل کرکے چہنے ہوئے خاکستر سے یا ترلی سے یا چونے یا ملتانی مٹی سے خوب صاف کریں پہر **نال بندوق کے پیچ نکالنے کی** یہہ ترکیب ہے کہ نیلا تہوتہہ چہہ ماشہ آب چاہ پانچ تولہ لیکر نیلے تہوتہے کو باریک پیس ڈالیں اور پانی میں ملاکر کسی ظرف چینی یا ظرف گلی میں آگ پر قدرے گرم کریں کہ جسے ہاتہہ نہ جلے اور اوسمیں پارچہ ترکرکے نال بندوق پر لگائیں ایک گہڑی کے بعد خاکستر اور پانی سے نال کو پانچہ ڈالیں اسیطرح مکرر سہ کرر عمل کریں جبکہ حسب دلخواہ پیچ نمودار ہو جائیں تو نال بندوق کو خوب صاف کریں کہ نیلے تہوتہے کا اثر ذرہ بہی کی جڑ میں باقی نہ رہے پہر رنگ لگانا چاہئے اگرچہ رنگ نال بندوق کے بہی بہت نسخے ہیں مگر ایک عمدہ نسخہ جو فدوی کا بارہا آزمودہ و مجرب ہے حضور میں گذارش کرتا ہے **ترکیب تیاری رنگ نال بندوق مقدار یک بوتل** اول سات ماشہ نیلا تہوتہہ باریک پیسکر ایک بوتل آب باران میں ملائیں پہر گرد سیوسیلی سنٹ دو ماشہ پیس کر اوسی بوتل میں داخل کریں بعد اوسکے اسپرٹ آف وین ایک ڈرام اوسی بوتل میں ڈالیں پہر نیٹرک ایسڈ ایک ڈرام اوسی بوتل میں حل کریں اب یہہ روغن تیار ہوگیا اسکو تہوڑا سا لگاکر ابر سرد سے نال بندوق پر پالش کریں اور چہہ گہنٹہ کے بعد نال مذکور کو لوہے کی کوچی سے صاف کریں پہر برش پہیردیں اور دوبارہ وہی روغن بطریق مذکورہ اسپنج سے لگائیں اسیطرح ایکدن میں دو مرتبہ یعنے صبح اور شام لگایا کریں اگر چار روز لگائیں تو رنگ نال بہ سیاہی ہوگا اور جو ایک ہفتہ لگائیں تو رنگ نال بہ سرخی ہوگا اور **روغن کندہ کی عمدہ ترکیب** یہہ ہے کہ اسپرٹ آف وین ایک بوتل لوبان ایک اونس چندرس ایک اونس جبڑی ایک اونس چہہ ڈرام مصطگی چار ڈرام دم الاخوین دو اونس ان سبکو باریک پیسکر کپڑے میں چہان لیں پہر اسپرٹ آف وین میں ملاکر بوتل پر ڈاٹ لگادیں اور دس بارہ روز تک دہوپ میں رکہیں کہ اس عرصہ میں گوند وغیرہ تمام گہل جائیگا پہر اس دوا کو کپڑے میں

چہانکر دوسری بوتل مین بہر رکہین اور کندہ کو ریگ مال سے صاف کرکے لگائین لیکن ریگ مال کی صفائی مین یہانتک احتیاط کیجائے کہ اگر پانی سے بہی لکڑی کو تر کرین تو ریشہ ظاہر نہو ورنہ چند بار پانی سے کندے کو دہوکر ریگ مال سے صاف کرین یہانتک کہ پانی کے دہونے سے بہی ریشہ ظاہر نہو پہر بتہ روغن اسفنج سے کندے پر جلد جلد ملین جب خشک ہو جائیگے تو ایک پارچہ تیل مین تر کرکے اوسپر لگائین کہ آب و تاب ظاہر ہو پہر دوبارہ اوسپر بتہ روغن لگائین اور تیل کی مالش کرین جبکہ مرضی کے موافق روغن چڑہ جائے اور رنگ خوشنما نظر آئے تو تیل ملکر رکہدین مگر روغن لگانیکے وقت یہہ خیال ضرور ہے کہ سب جگہہ برابر رہے

طریقۂ تفنگ اندازی

اور تفنگ اندازی کا طریقہ یہہ ہے کہ بندوق بہر کر قاعدۂ معروف پر اوٹہائین اور کندے کو داہنے ہاتہہ کے کاندہے پر جماکر ایک آنکہہ بند کرین اور دوسری آنکہہ سے براہِ دیدبان دیکہین جس وقت بندوق کی مکہی نشانہ کے برابر ہو تو فورًا سانس روک کر فیر کرین کہ گولی نشانہ پر لگے اور جو اسطرح کچھہ دنون ربط و مشق رہے تو نشانہ بہت جلد صحیح و درست ہو جائیگا اگرچہ دشمنِ بدخواہ کو آماجگاہِ تفنگ بناتے ہین

فوائد شکار کا بیان

مگر حریف کُشی کے علاوہ بندوق مین یہہ وصف کسقدر عمدہ ہے کہ صید و شکار کیوقت دشت و کوہسار مین اس سے زیادہ کوئی رفیق و شفیق نہین شعورِ سخن رس نے کہا کہ اے نورِ چشم سلطنت والے قرۃ العین خلافت کیا یہہ بات غلط ہے کہ شکار کارِ بیکاران ہے کیا اس شغلے مین انسان فعلِ جان کُشی و بیرحمی کا مرتکب نہین ہوتا شہزادہ خرد پرور نے کہا کہ اے دستور المعظم اگرچہ شغلِ شکار لہو و لعب سے زیادہ نہین مگر اکثر عقلا و حکما نے مصلحتًا واسطے سلاطین و امرائے خداوندِ جاہ اور پہلوانانِ کینہ جو و رزم خواہ کے بہماتِ جہانداری اور واجباتِ خداپرستی کے بعد لازم و جائز رکہا ہے اور اسمین چند فوائد اور منافع بہی مضمر ہین چنانچہ یکجانشینی کی کاہلی کہ جس سے خفقان کا اندیشہ متصور ہے رفع کرتا ہے اور فربہی غیر طبعی کو کہوتا ہے اور رطوباتِ ردیہ تحلیل ہوتے ہین اور مادۂ فضلیہ دفع ہوتا ہے اور چستی اعضا و چالاکی بدن اور صفائی اشتہا و دلگی تن بہی زیادہ ہوتی ہے اور کوہ و صحرا کی آب و ہوا ہر طرح شہر و قصبات کی آب و ہوا سے مفید و بہتر ہے خصوصًا شیر کے شکار مین مردانگی و دلاوری اور جرأت و بہادری اور آدابِ جنگ و سرعتِ آہنگ اور اپنی حفاظت کی تدبیرین اور دشمن سے بچنے کی گہاتین معلوم ہوتی ہین اور قواعدِ حرب و ضوابطِ ضرب و مشقِ مشقت و ورزشِ محنت و آئینِ رزم و قانونِ حزم و اندازِ ہوشیاری و اطوارِ استواری و استقلالِ مزاج و اجتماعِ حواس پر آگاہی کامل حاصل ہوتی ہے غرض اس عادات سے اگر زال بہی ہے تو رستم دستان ہو جاتا ہے اور ... تو شیر نیستان اور بہت بڑا فائدہ یہہ ہے کہ اکثر دام و دد مثل شیر و گرگ اور خوک ... نشین کے مویشی و کشت زار کو برباد و تلف کرکے بہت تکلیف و ایذا پہونچاتے ہین اور ...

و مسافرین کو خونریزی و رہزنی سے ستاتے ہیں پس اللہ تعالیٰ نے رعیتوں کو راعی و نگہبانِ موجودات
اور محافظ و شبانِ مخلوقات بنایا ہے اگر ستمگر رعایا اور گلہ برایا کی حفاظت و حراستِ جان و مال نکریں تو نعمتِ
ریاست اور دولتِ حکومت اونپر بیشک حرام ہے اسصورت میں ایذا رسانی سے پیشتر موذی کا قتل واجب و
لازم ہوچکا مگر اسکے واسطے جوہرِ شجاعت درکار ہے اور شجاعت دو قسم ہے ایک شجاعتِ باکیاست کہ خود
گزندِ حریف سے محفوظ رہکر دشمن پر غالب آئے دوم شجاعتِ باجہالت کہ عدو پر ظفریاب ہو یا نہو مگر اپنی جانِ
عزیز کو ہلاکت میں ڈالدے یہہ شجاعت اہلِ خرد کے نزدیک فضیلت نہیں رکھتی بلکہ نتیجہ مردانگی اور لطفِ جوانمردی
بھی یہ ہے کہ اپنا آوازہ نیکنامی سنکر خود اپنے گوشِ خاطر کو مالامال گوہرِ فرحت و نشاط کرے **فرد** ہو فتح زندگی میں
عدو پر تو لطف ہے ٭ بعد از وفات رستم و دستان ہوا تو کیا ٭ ہر شخص کو لازم ہے کہ اول اپنا حفظِ جان مقدم
سمجھے پھر قتلِ موذی پر کمر باندھے اور شکار کھیلنے کے لئے ہاتھی کی سواری سے کوئی طرح بہتر نہیں اول
تو بسبب بلندی کے شکار دور سے نظر آتا ہے اور کوئی شے زد کے حائل نہیں ہوتی دوم حربہ کرنے اور نشست
باندھنے کی فرصت اوسمین بخوبی میسر آتی ہے سوم دو چار ضرب پاس رکھنے اور ایک دو آدمی نزدیک رہنے
کیواسطے ہر طرح کی مدد کو اسمین گنجایش ہے چہارم ہر شیر کو ہودج تک حملہ کرنیکا حوصلہ نہیں ہوتا اور گر جرأت
کرکے آن بھی لپٹا تو بندوقین اوسکو فرصتِ گزند نہیں دیتین مگر یاد رکھنا چاہئے کہ جسوقت کوئی شیر دلیر ہاتھی کے
پاؤن یا مستک سے لپٹ جاتا ہے تو اوسوقت سوارانِ فیل کی گولی بھی نہین کہاتا اور اوس بلا کے جھٹے سے
ہاتھی بھی چیخ اوٹھتا ہے بلکہ بے تحاشا بھاگ نکلتا ہے اوس حالمین جھاڑ اور پہاڑ اور کنوان اور گڑھا
اوسکو کچھہ نہین سوجھتا اسواسطے لازم ہے کہ شکار میں ہاتھی کار آزمودہ و شکار دیدہ سوار کیا کرین کہ نیا ہاتھی
ناتجربہ کار عجب نہین کہ کسی تہلکہ میں ڈالے اور شکار میں بڑی گولی کی بندوق لیجائین اور بندوق وغیرہ کا
ساز و سامان بھی بہت درست و پاکیزہ رکھین کہ وقت پر خطا نکرے اور انسان کو مناسب ہے کہ فقط ہرن
خرگوش کبوتر فاختہ کے مارنے پر شکارِ شیر کا عزم نکر بیٹھے بلکہ اپنی ہمتِ مردانہ اور جوانمردی دلاورانہ کا بھی
امتحان کر بیٹھے کہ بر وقتِ کار اوسکی ہیبت و صولت سے اوسان باختہ نہوجائے کہ دل کے لرزنیسے ہاتھہ پاؤن
کانپنے لگتے ہین اسصورت مین گولی کو نشانہ سے کوسونکا فاصلہ پڑجاتا ہے اور شکار فرار ہوجاتا ہے بلکہ حملہ
کرکے گھبرا دیتا ہے خرد پرور یہانتک شعورِ سخن سب بیان کرکے سلطانِ عقلِ مجسم کیطرف پھر متوجہ ہوا
اور گذارش کرنے لگا کہ حضورِ اقدس ہرچند سواریِ فیل کوہ تمثیل شان و شوکت اور جاہ و حشمت کی دلیل ہے
مگر توسنِ تیز خرام کے برخلاف اوسپر اپنا اختیار کم رہتا ہے اسی لئے کہا ہے کہ عنانِ فیل بدستِ فیلبان
اور بسبب تیز رفتاری و سبک خرامی اور چستی و چالاکی گھوڑے سے ممکن ہے فیل سے ہرگز ناممکن و متعذر ہو

سواری فیل کی خوبی کا بیان

سواری اسپ کی خوبی کا بیان

سوا اسکے فیل نہایت کینہ ور جانور ہے اگر کسی پر غضبناک ہوتا ہے تو ہمیشہ اوسکی گہات مین رہتا ہے اور موقع پاکر وقت فرصت ہلاک کرتا ہے گہوڑا جس دروازے پر بندہا ہوتا ہے وہان ہمیشہ فضل خدا رہتا ہے سلطان عقل مجسم نے ارشاد کیا کہ فیل کی عمر نہایت طویل ہوتی ہے یعنے سو ڈیڑہ سو بلکہ دو سو برس تک زندہ رہ سکتا ہے اور گہوڑا اسقدر ہرگز نہین جیتا بلکہ فیل کی بہ نسبت چہارم حصہ بہی اسکی عمر نہین ہوتی خرد ور عالی دماغ نے جواب دیا کہ حضور نے بہت صحیح اور نہایت درست فرمایا آمنا و صدقنا مگر اسقدر طول عمر تجربہ کاری کے لیئے بہت مناسب ہے اور فیل بجز شکار شیر کے کسی بات کا تجربہ نہین کر سکتا اسیئے اور بہی پایہ ثبوت کو پہونچا کہ سوائے فیل کار آزمودہ و شکار دیدہ کے شکار شیر کیواسطے کوئی سواری بہتر نہین اور اسی لیئے نیا ہاتہی نا تجربہ کار ہوتا ہے مگر ملوک و سلاطین کیواسطے تمام زمانین پشت اسپان تیز گام و توسنان خوشخرام سے بہتر کوئی مقام نہین اور دانایان فرنگ و حکمائے بافرہنگ نے انسانونکی عمر سے عربی گہوڑون کی عمر کو باہم ملایا ہے تو اس طریق پر مطابق پایا ہے

نقشہ مطابقت عمر انسان بعمر اسپان

عمر اسپ	عمر انسان	عمر اسپ	عمر انسان	عمر اسپ	عمر انسان
۱ سال	۴ سال	۶ سال	۲۴ سال	۱۵ سال	۵۰ سال
۲ سال	۸ سال	۷ سال	۲۸ سال	۲۰ سال	۶۰ سال
۳ سال	۱۲ سال	۸ سال	۳۲ سال	۲۵ سال	۷۰ سال
۴ سال	۱۶ سال	۹ سال	۳۶ سال	۳۰ سال	۸۰ سال
۵ سال	۲۰ سال	۱۰ سال	۴۰ سال	۳۵ سال	۹۰ سال

عربی گہوڑے ملک عرب سے جو اقلیم ہندوستان مین آتے ہین اون مین سے **قسم اول قوم نجدی** ہے نجد ملک عرب مین حجاز و عراق کے درمیان ایک مقام کا نام ہے زمین وہانکی بلند اور گہوڑے سواری و گہوڑدوڑ کے واسطے مرغوب و پسند **قسم دوم قوم کہیلان** یہہ گہوڑے عربی خاص ہین نجدی کے مطابق افعال و خواص ہین **قسم سوم قوم انیزہ** اس قوم کے گہوڑے پیشانی و قامت بلند اور ناک کا بانسا بہی اونچا رکہتے ہین اسکی وجہہ یہہ ہے کہ روم مین اسپان ولایتی کی آمد و رفت سے عربی گہوڑون مین ولایتی کی نسل شامل ہوگئی ہے **قسم چہارم قوم بدو** یہہ گہوڑا صحرائے عرب مین پیدا ہوتا ہے نہایت مضبوط و زبردست اور عریض الجسم اور نجدی و انیزہ کی بہ نسبت کان بہی چوڑے ہوتے ہین اکثر سواری و شکار کے قابل ہوتے ہین مگر کم دوڑنیکے باعث گہوڑدوڑ مین نہین شامل ہوتے ہین **قسم پنجم قوم عراق** اس قوم کے گہوڑے

بہت خوبصورت وخوش رفتار مگر گہڑدوڑ مین بیکار ہوتے ہین عراقی وہ گہوڑے ہین کہ جنگلی نسل ایرانی گہوڑون سے ملی ہو اس قسم کے گہوڑے بصرہ و بغداد کیطرف بکثرت ملتے ہین **قسم ششم قوم گلف** اس قوم کے گہوڑے بہی عراقی کی طرز پر عرب وعجم کے درمیان پیدا ہوتے ہین عربی کی نسبت تنومند لیکن قابل گہڑدوڑ کے کمتر ہین اور اسپان عربی ہین یہہ رنگ عمدہ شمار کیے جاتے ہین سبزہ سرخہ سرنگ کمیت نیلہ اور رمانی رتانی اوس رنگ کو کہتے ہین کہ سرخ و سفید بال تمام بدن اسپ پر ملتے رہتے ہین سرخہ کمیت سرنگ یہہ رنگ قابل اعتماد ہین مگر نیلہ اکثر کم ووڑتا ہے اور ملک عرب مین نقرہ ابلق سمند نہین ہوتا عربی گہوڑا پانچ برس کی عمر سے پچیس برس تک لائق کار اور قوی وطاقت دار رہتا ہے اسپان قوم عربی اکثر بمبی مین دستیاب ہوتے ہین بعضے سوداگر اندور گوالیار اکبرآباد اور کانپور مین لاتے ہین لیکن جو گہوڑا بمبی مین پانسو روپئے تک ملجاتا ہے وہ اس ملک مین بارہ سو روپئے سے کم نہین آتا اور عربی گہوڑے قسم چارجر یعنے سواری کے پانسو روپئے سے ہزار روپیہ تک اور قسم ریسر یعنے گہڑدوڑ کے سنے گہوڑے تعلیم یافتہ ہزار روپیہ سے پندرہ سو تک اور قسم منٹر یعنے شکار کے گہوڑے چار سو روپئے سے آٹہہ سو تک اور قسم کیلوے یعنے میانہ قد کہ چودہ مٹھی سے نیچے ہون دو سو روپئے سے چار سو روپیہ تک دستیاب ہوتے ہین اور ملک ہندوستان مین کاٹھیاواری گہوڑونکی یہہ گیارہ قومین عمدہ تر مشہور ہین باندریا ناگنیا مانگلیا تاجنیا ریٹریا ہرنیا لکہمیا رتنمیا کیسریا بودلیا بہوتریا انکے سوا دو چار قومین اور بہی ہین مگر چندان شہرت نہین رکہتین کاٹہیاوار کے گہوڑے خوبصورتی مین لاجواب اور کودنے پہاندنے مین بیمثال اور دوسری اقلیمون کے گہوڑون پر فوق رکہتے ہین یہہ گہوڑے قد کے چہوٹے عمدہ ہوتے ہین بہر کیف نجابت کہنہ بقیمت بہتر اور کاٹہیاوار مین کئی کہیت ہین مگر پنچال کے کہیت سے کوئی کہیت بہتر نہین پنچال کے بارہ گانون کہ جہان عمدہ گہوڑے بہم پہونچتے ہین کاٹہی لوگون سے آباد ہین اس ملک مین سمند قلہ صندلی سبز گلدار دودیہ بورنہ اس رنگ کے گہوڑے اکثر ہوتے ہین ہرچند جو صفات کہ درکار ہین وہ ان گہوڑونمین پائے جاتے ہین مگر اسپان عربی کیطرح دم بلند اور اعضا و استخوان باریک نہین رکہتے اور دوڑ مین پاؤ میل بہی عربی کی ہمسری نہین کرسکتے اور اس گہوڑے کے مزاج مین غصہ بہت ہوتا ہے جسسے عداوت رکہتا ہے اوسکو جان سے کہوتا ہے خوراک کم دینے والیکا بہی دشمن ہے اور تہوڑی سی مار مین بہت برا مانتا ہے دلمین بغض وکینہ رکہتا ہے اور اکثر کاٹہیاوار کے گہوڑے سونہہ ڈال بیٹہتے ہین اور گندیلے بہی ہوتے ہین گندیلے کی وجہ تسمیہ یہہ ہے کہ زبان ہندی مین بوکو گند کہتے ہین پس یہہ گہوڑا اپنے سائیس کی بو پہچانتا ہے اور بوسے آشنا ہونیکے باعث اوسکو کچہہ نہین کہتا

اسپ کاٹھیاواری

اور دوسرا شخص قریب جاے تو اوسکی بو پاکر نہایت غضب سے ہنہناتا ہے اور موقع پاکر کاٹ بہی کہاتا ہے
اور کاٹھیاوار کے متصل ایک علاقہ کاٹھا نامی ہے وہان کا گہوڑا بہ نسبت اسپ کاٹھیاوار کے بلند قامت
وعریب ہوتا ہے لیکن چہرے کی خوبصورتی مین اوسکے برابر نہین ہوسکتا کاٹھیاوار کا گہوڑا چار برس کی
عمر سے بارہ برس کی عمر تک عالم شباب مین خوب زور وشور پر رہتا ہے اکثر یہہ گہوڑے بنگال مین کاٹھی
لوگون کے گہر سے جاتے ہین اور چار سو روپیے بارہ سو روپیہ انکی قیمت ہے مارواڑ کے گہوڑے اسپان

اسپ مارواڑی بیان

کاٹھیاوار کی بہ نسبت پیشانی بلند اور گوش دراز اور بلند قامت اور مضبوط و زبردست ہوتے ہین گوگا
بیج دہڑا بالوترا تلواڑہ یہہ چارون کہیت وہان مشہور ہین اونمین جودہ پور کی عملداری ہے اکثر قلہ
سمند شرغہ نقرہ ابلق اس رنگ کے گہوڑے بکثرت ہوتے ہین سواری مین نازک و ملائم اور نہایت
عریب اور پسند اہل ہند سواری دیتے ہین اور سخت سواری سے برا نہین مانتے اپنی وضع پر بہت خوبصورت
اور طرحدار اور نہایت دم دوم ہوتے ہین مگر گہوڑ دوڑ کے قابل نہین چار برس کی عمر سے سولہ برس تک تندرست
اور چالاک و چست رہتے ہین دو سو روپیے ہزار روپیہ تک انکی قیمت ہے لوکہر اور تلواڑہ کے میلے مین بکجاتے
ہین لوکہر کا میلا برسات کے بعد کاتک مین اور تلواڑہ کا میلا پہاگن کے مہینے مین ہوا کرتا ہے

اسپ دکہنی بیان

دکہن کے گہوڑے دو طرح مشہور ہین عرب کے گہوڑے اور کاٹھیاوار کی گہوڑیون سے انکی نسل جاری ہے
چنانچہ اس گہوڑے مین دونون صفتین موجود ہوتی ہین عربیت و خوبصورتی اور چالاکی بدرجہ اوسط رکہتا ہے
مگر گہوڑ دوڑ کے قابل نہین اور ملک دکہن کے گہوڑے اکثر سمند کمیت سرنگ مہوہ مشکی لاکہوری رنگ کے
ہوتے ہین بہیمرا ندی کے کنارے جو گانون بستے ہین اونمین دکہن کے گہوڑے ملتے ہین اور ان دنس
اور گنگا گوداوری ندیا کے کنارے اکثر گانون مین دکہنی گہوڑون کی نسل ہاتہہ آجاتی ہے لیکن مانڈلیس کا
گہوڑا بہ نسبت بہیمرا ندی کے گہوڑون کے دراز گردن و بلند قامت ہوتا ہے اور ملک مالوہ مین اکثر مرہٹون نے
بہی دکہن کی نسل پیدا کی ہے خصوصاً اندور سے دس بارہ کوس کے فاصلہ پر بسمت جنوب مقام مہیسر کی
اور تلور وغیرہ مین مرہٹون کے گہر بچہ سے و شیاب ہوتے ہین لیکن جو خصوصیت اور وصف کہ دکہن کی
پیدایش کے گہوڑے رکہتے ہین وہ انمین ہرگز نہین پاے جاتے البتہ بعضے گہوڑے عمدہ نکل آتے ہین
دکہن کا گہوڑا پانچ کی عمر سے بیس برس کے سن تک زبردست رہتا ہے عمدہ گہوڑا پانسو روپیہ سے بارہ سو
روپیہ تک فروخت ہوتا ہے اور اچہا بچہرا عمر سہ سالہ دو سو روپیے تین سو روپیہ تک بکتا ہے ملک

اسپ پنجابی بیان

سندہ و پنجاب اور جنگل کے گہوڑے اکثر سرنگ کمیت مشکی سبزہ نقرہ سنجاب خنگ بوز
ابلق چینی رنگ کے ہوتے ہین اور ایرانی گہوڑے ہندوستانی گہوڑیان خواہ ہندوستانی گہوڑے

اور ایرانی گھوڑون سے ان کی نسل جاری ہے اسلئے یہہ بھی دوغلے کہلاتے ہین
اور مارواڑ کے گھوڑون سے مشابہت رکھتے ہین مگر اونکی بہ نسبت ہاتھہ پاؤن زیادہ خشک ہوتے ہین لیکن
بعد عربی کے یہی گھوڑے سب ہند کے گھوڑون سے دوڑ مین تیز پا اور بگھی کیواسطے موزون و خوشنما
ہین اور سندہ و پنجاب و جنگل مین یہہ کیپ مشہور ہین ساتہو و دہنی گھیپ بھٹندہ ساتہو کے جنگل کا
گھوڑا بہت خوبصورت و بہتر ہوتا ہے اور دہنی و گھیپ علاقہ پنجاب مین واقع ہین پس جو گھوڑے اس
گرد و نواح مین رہتے ہین اونکو بھی دہنی و گھیپ کہتے ہین یہہ گھوڑے جنگل کے گھوڑون سے چھوٹے
اور خوبصورت اور چالاک اور کاٹھیاوار و مارواڑ کے گھوڑون سے بہتر ہین مگر بہت دوڑانیکے قابل نہین
اور بھٹندہ کہ جسکو جنگل کہتے ہین پٹیالے کا علاقہ ہے وہان کے گھوڑے بھی بلند قامت و زبردست
ہاتھہ پاؤن بھاری اور طاقتور ہوتے ہین پانچ برس کی عمر سے بیس برس تک مضبوط و قابل کار
اور شراب شباب سے سرشار رہتے ہین سندہ کا گھوڑا دو سو روپیہ سے چھہ سو تک اور جنگل کا گھوڑا پانسو
روپیہ سے ہزار روپیہ تک ہاتھہ آتا ہے اور ہردوار کے میلے مین بکتا ہے یہہ میلا ماہ چیت کی
تیرہوین تاریخ سے شروع ہوکر آخر مہینے تک تمام ہوجاتا ہے **ولایت انگریزی کے گھوڑے**
یعنے آئرلینڈ اور اسکاٹ لینڈ اور انگلینڈ مین تین قسم پر ہوتے ہین **قسم اول سواری کیواسطے** سواری
گھوڑے ہاتھہ پاؤن اور جلد کے باریک چہرے کے خوبصورت ہوتے ہین ہندوستانی و عربی گھوڑونکی بہ نسبت
ان گھوڑونکا قد و قامت بہت بلند ہوتا ہے چنانچہ پیمائش مین سترہ مٹھی تک بلندی رکھتا ہے **قسم دوم**
گھڑ دوڑ کیواسطے گھڑ دوڑ کا گھوڑا بھی سواری کے گھوڑونکا ہمشکل اور ہمقوم ہوتا ہے لیکن قیمت مین فرق ہے
یعنے یہہ بیش قیمت ہوتے ہین **قسم سوم بارکشی کیواسطے** بارکشی اور ہل وغیرہ کا گھوڑا زبردست بڑے
کان کا اور ہاتھہ پاؤن اور سینہ اور پٹھے بھاری رکھتا ہے اور بہت سیدھا کہ سواے دلکی اور قدم کے ہرگز چہار گام
نہین چلتا ولایتی گھوڑے جو گھڑ دوڑ مین دوڑتے ہین وہ نہایت زبردست ہوتے ہین دوڑ مین اگرچہ بہت
چالاک تو نہین ہوتے لیکن عربی گھوڑے اتنی دوڑ بھی نہین کرسکتے بلکہ عربی گھوڑے عمدہ تین میل یا ساڑھے
تین میل سے زیادہ دوڑنیکی طاقت نہین رکھتے چنانچہ بعضے صاحب لوگ جو ولایتی گھوڑے عربی گھوڑون کے
ساتھہ گھڑ دوڑ مین دوڑاتے ہین تو اکثر پہلے پر ولایتی گھوڑے بسبب دوری کے شرط جیت لیتے ہین
ولایت آسٹریلیا کے گھوڑے بھی گھڑ دوڑ مین دوڑتے ہین **ولایت کیپ کے گھوڑے** توپ اور بگھی کے
قابل ہوتے ہین اور کیپ کے گھوڑونکا قد و قامت ولایت اور آسٹریلیا کے گھوڑون سے کم ہوتا ہے اور ان گھوڑونکی
ایک نشانی یہہ بھی ہے کہ اونکے سرین پر باریک داغ بشکل داغ چیچک نظر آتے ہین اسکا سبب یہہ ہے

بیان ولایتی گھوڑون

کہ اکثر بچھیرے جنگل میں چرتے ہیں اور وہان ایک قسم کی مکھی ہوتی ہے جب وہ انکے پٹھے پر بیٹھتی ہے
تو اوس مقام پر نیش زنی کرکے خون پی لیتی ہے اسلئے داغ پڑجاتے ہیں اسپانِ ولایتی چھ برس کی عمر سے
بیس برس کی عمر تک جوانی کے زور و شور پر رہتے ہیں ولایتِ انگلستان کے گھوڑے اکثر بندر کلکتہ میں
آتے ہیں بعضے صاحب لوگ شرط کے لیے اور بعضے سواری کے واسطے خرید کرتے ہیں ولایتی گھوڑے
بارکشی وکل وغیرہ کے عمدہ و بہتر تین سو روپیہ میں اور اسپانِ قوم دار و خوش رفتار کہ جو سواری و شکار کے
کام میں آتے ہیں پندرہ سو روپیہ پچیس سو روپیہ تک ملتے ہیں اور جو گھوڑا بہت خوبصورت و مضبوط
صرف سواری کیواسطے خرید کیا جائے تو اوسکی قیمت چھ سو روپے سے ہزار روپیہ تک ہے اور گھوڑدوڑ کے
گھوڑے نا ترتیب یافتہ ہزار بارہ سو روپیہ میں آتے ہیں اور تعلیم یافتہ پانچ پانچہزار چھ چھ ہزار روپیہ میں
فروخت ہوتے ہیں اور انکی قیمت کا کچھ اندازہ معین نہیں چنانچہ ایک گھوڑا ساٹھ ہزار روپیہ میں بکا یہہ
سب قیمتیں خاص ولایت کی ہیں اور جو شخص ہندوستان سے ولایت کا گھوڑا طلب کرے تو قیمت
ولایت کے علاوہ مقامِ بمبئی تک خواہ وہ نر ہو یا مادہ یا آختہ پندرہ مٹھی قد اور چھ برس کی عمر والیکا خرچ
سمندراک وخرچہ سائیس وکرایہ جہاز سات سو روپئے ہوتے ہیں نقصانِ جہاز کا بیمہ اور کاغذ بیمہ کا
خرچ فیصدی قریب پچیس روپیہ کے اور علاوہ اسکے اسباب یعنے توبڑا اگاڑی پچھاڑی جھول کھریرہ برش مٹی وغیرہ
کیواسطے اکیس روپئے دینے پڑتے ہیں **اسپانِ ملکِ مالوہ** کی کوئی خاص قسم مقرر نہیں
اسلئے کہ چراگاہون میں مارواڑ اور کاٹھیاواڑ کے گھوڑے اور دوسری قسم کی گھوڑیان بکثرت ہوتی ہیں
جو اونکی نسل سے پیدا ہوتا ہے اوسکو مالوہ کا گھوڑا کہتے ہیں مگر انسان کو گھوڑونکی شناخت کیواسطے
بخوبی احتیاط لازم اور تجربہ درکار ہے اسلئے کہ بظاہر اکثر گھوڑے نہایت خوبصورت و چالاک نظر آتے ہیں
مگر قوم دار نہیں ہوتے چنانچہ گھوڑدوڑ کے گھوڑونمیں یہہ چودہ وصف موجود ہونے ضرور ہیں شانہ اسپ دراز
اگلے ہاتھون کی نلیان خشک اور گھٹنون سے نیچے چھوٹی استخوانِ شکم پٹھے دبے ہوئے تک ہموار پیٹ کی چولی
نہ زیادہ نہ کم پسلیان کوسے کی ہڈی سے قریب کمر چھوٹی رانین اور پٹھے چوڑے دم کی ڈنڈی پتلی سانچہ
کشادہ نوطے خرد اور چڑھے ہوئے پچھلے پاؤن پٹھے سے سم تک سیدھے گامچی سیدھی اور چھوٹی سم اوسط
نہ چپاتی سم نہ خرسمہ جلد بدن اور ایال و دم کے بال باریک و ملائم ہون اور جس گھوڑیکو گھوڑدوڑ کیواسطے
تیار کرنا منظور ہو تو اوسکا یہہ طریقہ ہے کہ اگر موسم سرما ہو تو ایام شرط سے تین مہینے پہلے اور جو ہنگام
بارش ہو تو چار مہینے پیشتر تعلیم دینی شروع کرین اسلئے کہ اکثر بسبب کثرتِ بارش کے گھوڑے کی
کثرت ناغہ ہوجاتی ہے اور قبل از تعلیم گھوڑے کو مسہل دین اوسکا یہہ طریقہ ہے کہ اول دو دو زنک

دانہ بند کریں اور سیر بھر بھوسا صبح کو سیر بھر شام کو پانی چھڑک کر کھلائیں اور بجائے خشک گھاس کے ہری گھاس دیں روزِ سوم
سبل کی دوا دیگر گھوڑے کو بند جگہ میں رکھیں جہاں بہت ہوا ہو اور ایک جھول بھی اوپر ڈالیں اگر سردی کے ایام
ہوں تو گرم جھول اور گرمی کے دن ہوں تو ٹھنڈی جھول ڈالنی مناسب ہے اور دوا سبل کی چند صورتیں ہیں چنانچہ
اول سونٹھ تین ڈرام ایلوا چار ڈرام باریک پیسیں اور قدرے شہد میں گولی بنا کر صبحدم کھلائیں زبردست گھوڑے کو
ایلوا سات ڈرام تک دینا بھی مضائقہ نہیں اور بعضے اس ترکیب میں روغن زیرہ بھی زیادہ کرتے ہیں دوم ایلوا
چار ڈرام السیم سالٹ پانچ اونس دیتے ہیں سوم السیم سالٹ پانچ اونس السی کا تیل سیر اونس پلاتے ہیں اسے میں
تصویر کھینچ رہی تھی کہ آپ ہمیشہ اکثر ادویا انگریزیکا وزن بھی انگریزی طور پر بیان فرمایا کرتے ہیں پس اگر کسنے انگریزی دوا
بہم پہونچائی تو اس وزن کا اندازہ کس طریق پر کرسکیگا تحریر پر جواب پایا کہ البتہ یہہ سوال بہت مناسب ہے اور واسطے اسکے ہم ایک جدول
بناتے ہیں اسکو سمجھ لینے سے کبھی کام بند نہ ہوگا یہہ کہکر فوراً قلم دوات اور کاغذ اوٹھا لیا اور اس شکل پر ایک خوبصورت نقشہ تیار کیا

جدولِ اوزانِ انگریزی

وزنِ انگریزی	نامِ وزن	تولہ	ماشہ	رتی
ابتدا	۱ گرین	+	+	۰ رتی
+	۲ گرین	+	+	۱ رتی
۲۰ گرین	۱ اسکروپل	+	۱ ماشہ	۲ رتی
+	۲ اسکروپل	+	۲ ماشہ	۴ رتی
۳ اسکروپل	۱ ڈرام	+	۳ ماشہ	۶ رتی
+	۲ ڈرام	+	۷ ماشہ	۴ رتی
+	۳ ڈرام	+	۱۱ ماشہ	۲ رتی
+	۴ ڈرام	۱ تولہ	۳ ماشہ	+
+	۵ ڈرام	۱ تولہ	۶ ماشہ	۶ رتی
+	۶ ڈرام	۱ تولہ	۱۰ ماشہ	۴ رتی
+	۷ ڈرام	۲ تولہ	۲ ماشہ	۲ رتی
۸ ڈرام	۱-اونس	۲ تولہ	۶ ماشہ	+
۱۶-اونس	۱-پونڈ	۴۰ تولہ	۰ اثار	+
۲۰ اونس	۱-پائنٹ	۵۰ تولہ	۰ اثار	۲ پاؤ
۱۵ پونڈ	۱-اسٹون	۷ اثار	۰ اثار	+

ہو سلطانِ کشورستان کیطرف مخاطب ہوکر عرض کی کہ جنابِ مقدس واسطے جو وزن انگریزی مروج ہیں
اونکا حساب ایک گرین سے شروع ہوتا ہے آدہی رتی کا ایک گرین بیس گرین کا ایک اسکروپل تین اسکروپل کا
ایک ڈرام آٹھہ ڈرام کا ایک اونس سولہ اونس کا ایک پونڈ چودہ پونڈ کا ایک اسٹون ہے الحال گہوڑیکو مسہل
دینے کے بعد چھہ گھنٹہ تک اوسکے موںہہ پر چھینکا چڑہا دیں چھہ گھنٹے کے بعد سوکہا گہانس چار سیر بوقت صبح دیں
اور شام کیوقت سیر بہر دانہ دلا ہوا اور سیر بہر بہوسا دیں دوسرے روز بہی کہانیکی احتیاط لازم ہے جلاب کے
بعد اسپ گہوڑے کی خوراک چھہ سات سیر دانہ ہے اور چھہ سیر گہانس چھیالیس بوتل پانی دینا چاہیے
ایک مہینے کے بعد دوسرے مہینے میں پانچ سیر گہانس چالیس بوتل پانی ہے اور قدرے دانہ زیادہ کریں دوسرے مہینے کے
بعد تیسرے مہینے میں تا وقت گہوڑدوڑ چار سیر گہانس چھتیس بوتل پانی دیں اور دانہ نخود قدرے زیادہ کریں
اور جو گہوڑا چہوٹا ہو تو سیر بہر گہانس کم دیں اور چھبیس بوتل پانی اور چنے کا دانہ بقدر ہضمیت دینا مناسب ہے
ہضمیت سے یہہ مراد ہے کہ لید اچھی طرح سے کرے یعنے سرگین اسپ میں دانے برآمد نہوں جب گہوڑا
مسہل سے فارغ ہوجائے تو چار روز تک سواری نکریں صرف ہواخوری کیواسطے شام کو بہیجا جاوے اور
ہمیشہ وقت صبح قبل از طلوعِ آفتاب اصطبل میں گہوڑے کو دیکہیں اگر گہوڑا سوتا ہو تو آواز سے یا ہاتہ سے
نہ جگائیں جبتک وہ خود بیدار نہو اور جسوقت جاگ اوٹہے توفی الفور چھینکا اوسکے موںہہ پر چڑہا دیں
اسلیے کہ اگر اوسوقت گہانس کا ایک تنکا بہی کہالیگا تو بہت مضر ہوگا پہر ایک ساعت کے بعد اصطبل سے
باہر نکالکر سواری سے پہلے جو دوا کہ اوسکے سموں میں لگی ہے اوسکو رومال خشک سے خوب صاف
کرڈالیں وہ دوا یہہ ہے مرہم بہیڑ کے گردہ کی چربی ایک پونڈ شوگر آف لیڈ تولہ اوس چربی کو پگہلا کر
اوسمیں شوگر آف لیڈ ملائیں اور نو بجے کے بعد گہوڑے کے پاؤں دہوکر اوسکے سموں پر اس مرہم کی
مالش کریں جب وقتِ شام گہوڑے کو ہواخوری سے لائیں تو اوسکے پاؤں کا مرہم خوب صاف کریں
اگر سموں میں خفیف سا شگاف بہی نظر آوے تو اوس روز چلنا دوڑنا موقوف کردیں اور دن بہر اوسکے
پاؤں پر یہہ پولٹس باندہیں پولٹس تہوڑی چربی اور تہوڑی السی اور تہوڑا بہوسا اور گاجر یا شلغم کوفتہ
باخمیرہ کا لگائیں جو دستیاب ہو لیکن اسکو جوش دیکر پولٹس بنالیں اور یہہ پولٹس کہولنے کے بعد
پہٹکری سوختہ سائیدہ اور کیلومیل پاؤڈر ہموزن ملاکر گہوڑے کے پاؤں کو صابون اور آبِ گرم سے
دہوکر یہہ دوا سم کے شگاف میں بہردیں اور صبح کو پہر صاف کرڈالیں کہ اگر یہہ دوا لگی رہجائیگی تو گرد کے
باعث اور بہی نقصان ہوگا اور قبل از سواری تہان پر پانچ منٹ تک برش سے مالش کریں پہر
جہول اور کنوٹا ڈالکر زین کسیں اور سوار ہوکر چلکر پہرائیں اور جلاب کے پانچویں روز سے ایک مہینے تک

بڑے گھوڑے کو گھوڑدوڑ کے تین چکر اور چھوٹے گھوڑے کو دو چکر آہستہ آہستہ پویہ کے ساتھہ اس
طرح پر پھرائین کہ پہلے ہفتہ مین ایک میل یا ڈیڑہ میل اور دوسرے ہفتہ مین دو میل اور تیسرے ہفتہ مین تین
میل تک کثرت دین اور ہلکی چہار تنگ سے تہوڑی تہوڑی چہار تنگ تک بڑہاتے جائین اور بعد تمام ہونے چکروں کے
گھوڑے کو مکان محفوظ مین باندہ کر مالش بدنی کرین یہانتک کہ اوسکا پسینا خشک ہوجاے اوسکے بعد طویلے مین
لاکر آب گرم سے چارون ہاتھہ پاون دہولائین اگر گاجرونکا موسم ہو تو دس گاجرین کہلا کر مقدار دس بوتل کے
نیم گرم پانی پلائین پھر ایک گھنٹے تک تھپکی اور برش سے مالش کرکے دو سیر چنے کا دانہ اور دانہ کے بعد
گھانس دین پھر دو گھنٹہ کے بعد بقدر بیس بوتل کے تازہ پانی پلاکر طویلے کی کوٹھری مین بغیر اگاڑی پچھاڑی کے
بند کرکے دوپہر کے بعد پھر ایک گھنٹے تک مالش کرین بعد مالش کے دو سیر دانہ دین اور تین پہر کے وقت
پندرہ بوتل پانی دیکر خوب مالش کرین پھر شام کو ہواخوری کیواسطے بھیجین جب ہواخوری سے آئے تو
اوسوقت جسقدر دانہ باقی رہا ہو کہلا کر چار سیر گھانس اوسکے سامنے ڈالدین غرض ایک ہفتے تک یہی دستور
رکھین اور دوسرے مہینے مین گردنی کمل کی ڈالکر تیز چہار تک دوڑائین اگر گھوڑا قوی تر ہے تو عرق لینے کیواسطے
کمل کی گردنی ڈالین کہ پسینا گھوڑے کے تمام جسم پر آجاے پھر اوس پسینے کو مالش کی کہاج سے سوتین ورنہ
ہلکے پارچہ کی گردنی کافی ہے اور تیسرے مہینے مین گردنی باریک ڈالکر تیز دوڑائین پھر پندرہ روز کے بعد بغیر
گردنی کے خوب تیز چکر دین مگر گھوڑے کو تعلیم دینے کے وقت کبھی بخود وقت امتحان کے پلہ دینا چاہئے اگر
گھوڑے کو تین میل دوڑانا منظور ہو تو بروقت تعلیم چار میل کا چکر دین اور ایک میل کی بیٹ مدنظر ہو تو ڈیڑہ میل کی
بیٹ اور جو ڈیڑہ میل کی بیٹ چاہین تو دو میل کی بیٹ دین اور مناسب ہے کہ ڈیڑہ گھنٹے تک گھوڑے کو
تیز قدم سے پھرائین پھر چندروز کے بعد اوسکی جھول اوتار کر چہار تنگ سے چار دیا کرین بعد چکر کے گھوڑے کو
اصطبل مین باندہ کر گھانس یا پیال سے دو سائیس یہانتک مالش کرین کہ اوسکے سب رونگٹے جہک جائین
پھر ہاتھہ کی گدی سے مالش کرین کہ بال اوسکے بدن سے اوتر جائین اول مالش سینہ و پشت سے شروع کرین
اور بالون کو ہمیشہ اولٹی گدی لگائین اور چارون پاؤن کی نلیون کو خوب سوتین یہانتک کہ گھوڑا گرم ہوجاے
پھر برش اور کہریرے سے صاف کرین گرمیون مین ٹھنڈی جھول اور جاڑون مین گرم جھول اوسپر ڈالین اور
دس گیارہ بجے تک رکھین اور اسی عرصہ مین اوسکو دانہ گھانس بھی کھلادین پھر بعد گیارہ بجے کے جھول
اوتارلین اور گھوڑے کو طویلے مین لانیکے وقت بعد مالش کے پٹی پارچہ گرم کی مثل لوئی یا کملیون یا باریک
بانات وغیرہ کے بمقدار چار انگشت کے گامچی سے زانو تک باندہین اور وقت شام جب گھوڑا ہواخوری سے
آئے تو پٹی کہولڈالین اور جو گھوڑا لاغر اندام و کم گوشت اور قوی ہیکل ہو تو بہتر ہے کہ وقت شام اوسپر سوار ہوکر

سواخوری کیواسطے لیجائین اور ہر ہفتہ مین گہوڑے کو ایکروز کی مہلت دیا کرین اوسروز سائیس فقط
زین کسکر خالی ہواخوری کو لیجاے غرضکہ ایام گہردوڑ کے آنے تک اسی طریقے پر عمل کرتے رہین اور
گہردوڑ کے روز اگر وقتِ سحر گہوڑا دوڑانا منظور ہو تو جب دو گہنٹہ رات باقی رہے اوسوقت گہوڑیکے
سونہہ پر چہینکا چڑہادین اور دوڑنیکے وقت سے ایک گہنٹہ پیشتر آدہ سیر دانہ کہلادین اسلیئے کہ خالی شکم
گہوڑا بے طاقت دوڑتا ہے اسیطرح پر اگر دن کے چار بجے دوڑانا منظور ہو تو دو بجے سے چہینکا اوسکے
سونہہ پر چڑہادین اور ہر روز گہردوڑ سُم تراشی و نعلبندی بہت ہوشیاری سے کرین اور بہ نسبت دوسرے
نعلون کے گہردوڑ کے نعل بہت سبک اور ہلکے لگائین اور اسپ گہردوڑ کو تعلیم دینے سے پہلے حالتِ
صحت مین لائین کہ اوسکا صحیح و سالم رہنا نہایت ضرور ہے جس لائق وار گہوڑا کیسے محنت زیادہ نہوگی تو
اوسکے پاؤن خراب ہوجانیکا اندیشہ متصور ہے گہوڑے کی تیاری و لاغری نظر پر موقوف ہے جو حالت
گہوڑے کی بہتر نظر آے اوس حال پر رکہنا چاہیئے اسکے واسطے غور و تامل درکار ہے اول مناسب ہے
کہ تعلیم کے دنون مین گہوڑے کو بنگاہِ غور ملاحظہ کرین اگر تیاری زیادہ ہے تو دوڑ کے قابل نہین اسکو
اس نہج پر دبلا کرین کہ طاقت فرو نہو اور زیادہ کثرت و محنت کے سبب پاؤن پر کچہہ صدمہ نہ آجاے
اور تاؤ نہ کہا جاے تاؤ کہانے سے یہہ مراد ہے کہ محنت سے گہوڑے کے دل پر کوئی صدمہ اسطرح کا
نہ پہونچے کہ وہ کہانا پینا ترک کردے خصوصًا جو گہوڑا نوخرید تعلیم کیا جاے تو اوسکے واسطے زیادہ احتیاط
لازم ہے اور تیار گہوڑا بہ نسبت اوس گہوڑیکے جو بذاتِ خود چالاک و نیم گوشت ہو جلد لاغر ہوتا ہے
اسپانِ گہردوڑ کی تعلیم کیواسطے ایسا چابکسوار درکار ہے کہ جسکا وزن ساڑہے سات اسٹون ہو
اور زبردست گہوڑیکے واسطے ساڑہے آٹہہ اسٹون وزن بہی کچہہ مضایقہ نہین رکہتا عربی گہوڑونکے
لیے جو وزن مقرر ہے وہ اکثر مہتممانِ گہردوڑ کی تجویز پر منحصر ہے چنانچہ بلند قامت اور زیادہ عمر کے
گہوڑے پر زیادہ وزن اور کم عمر و کم قد پر کم رکہتے ہین عربی اونچے گہوڑے پر بارہ اسٹون سے
کبہی زیادہ وزن نہین رکہا جاتا اور چہوٹے گہوڑے پر سات اسٹون سے کم نہین رکہتے اسپانِ
ولایت مثل آیرلینڈ و اسکاٹلینڈ و انگلینڈ و آسٹریلیا و کیپ وغیرہ کے جو بلند قامت اور زبردست
ہوتے ہین اسواسطے عربی گہوڑونکے وزنِ مقررہ سے چودہ پونڈ وزن زیادہ اوٹہاتے ہین چنانچہ
بعضے اوقات اونپر پندرہ اسٹون وزن رکہا جاتا ہے اور کم عمر و کم قامت پر دس اسٹون رکہتے ہین
مگر اسپِ آختہ اور مادیان پر بہ نسبتِ نر کے تین پونڈ وزن کم ہوتا ہے اور یہہ وزن مع سوار
و زین و لگام وغیرہ کے شمار کیا جاتا ہے اور سوار سات اسٹون کے وزن کا بہت کمتر ملتا ہے

اور گہڑدوڑ کا سیر بہی جو اسی روپیے بہر کا قرار دیا گیا ہے اور مناسب ہے کہ جو وزن گہڑدوڑ کیوقت رکہا جاے
اوسی وزن کے ساتھہ گہوڑے کو تعلیم کیوقت بہی معمولی چکر پر پہراوین اور اوس انداز سے زیادہ وزن نرکہین اسلیے
کہ اگر نازک گہوڑے پر جسکے استخوان اور پشت زبردست نہو تو ضرور ہے کہ دوڑنیکے وقت بباعث وزن کے ہر قت
اوسکا قدم دو انچہہ کم پڑیگا اور حساب کیا جاے تو ڈیڑہ میل دوڑ میں پانچ چہہ قدم کا فاصلہ واقع ہونیکے سبب
گہوڑا پیچہے رہجاتا ہے اور جس گہوڑے کے پشت کی استخوان دمچہے سے پشت تک برابر اور بازو ن بہی مضبوط
ہوں تو اوس پر ایک پونڈ زیادہ وزن ہوجانیکا بہی اندیشہ نہین اور جو گہوڑے گہڑدوڑ مین بیشتر دوڑے
ہوے ہوتے ہین خواہ جیتے ہوں خواہ ہارے اونکو ویلٹر کہتے ہین اور جو گہوڑے گہڑدوڑ مین کبہی
دوڑے نہین ہوتے اونکو میڈن کہتے ہین میڈن کی بہ نسبت ویلٹر پر ہمیشہ زیادہ وزن رہتے ہین
اور گہڑدوڑ چند قسم پر ہوتی ہے چنانچہ ہنیک گہڑدوڑ ہولی گہڑدوڑ و سیرز سنڈی کیپ ہلین سنڈی کیپ
چارجر اسٹیک ہڈل ریس ہیٹ گون ہنیک وغیرہ ہنیک گہڑدوڑ اوسکو کہتے ہین کہ سب صاحب لوگ
باہم تجویز کرکے گہوڑے کو نیلام کرتے ہین اور وہ گہڑدوڑ مین دوڑتا ہے ہولی گہڑدوڑ اوسکو کہتے ہین
کہ جسمین فقط ٹٹو دوڑاے جاتے ہین و سیرز سنڈی کیپ وہ ہے کہ جو گہوڑے سب شرطون
جیتے ہوے ہوتے ہین اونکو باہم دوڑاتے ہین ہلین سنڈی کیپ وہ ہے کہ سب شرطین ہارے ہوے
گہوڑے و نکو باہم دوڑاتے ہین چارجر اسٹیک اوسکو کہتے ہین کہ صاحبلوگ اپنی پرسٹ کی سواری کے گہوڑے
بغیر تعلیم یافتہ گہڑدوڑ مین دوڑاتے ہین ہڈل ریس اوسکو کہتے ہین کہ چکر مین ٹٹیان باندہ کے گہوڑے
دوڑاے جاتے ہین اکثر صاحبلوگ ایک میل مین چار ٹٹیان لگاتے ہین ان ٹٹیون کی بلندی تین فٹ
چہہ انچہہ تک ہوتی ہیٹ اوسکا نام ہے کہ آدہ میل یا پاو میل دوبارہ گہوڑے دوڑاتے ہین دونون
مرتبہ جو گہوڑا شرط جیتے اوسکو جیتنا تصور کرتے ہین مثلاً پہلے ایک گہوڑا بڑہا دوسری بار دوسرا گہوڑا
آگے نکلا تو پہر تیسری دفعہ دوڑانا ضرور ہوتا ہے پس جو گہوڑا دوبار بڑہ جاتے وہی شرط جیتتا ہے گون
ہنیک اوسکا نام ہے کہ جس صاحب کا گہوڑا جس گہوڑے سے بازی جیت لیتا ہے اوس گہوڑے کو وہ صاحب
شرط مین لے لیتے ہے اور اگر شرط ہار جاتا ہے تو اپنا گہوڑا دیدیتا ہے غرضکہ صاحبان کمیٹی کو شرطونکے
نام رکہنے کا اختیار ہے وہ اپنی خوشی سے جو نام چاہتے ہین مقرر کرتے ہین گہڑدوڑ مین صاحب لوگون نے
ایک طریق جواز بہی رکہا ہے چونکہ طرفین کی شرط حرام مطلق ہے اور شرط کو جوا بہی کہتے ہین اور جوا سب
قومون مین بد اور حرام ہے اسواسطے اس کہیل مین یہہ طریقہ مقرر کیا ہے کہ جس چہاونی مین صاحبلوگون کو
گہڑدوڑ مقرر کرنی منظور ہوتی ہے تو اول تمام افسران چہاونی کو بذریعہ تحریر اطلاع دیتے ہین اور وہ سب

گہڑدوڑ کا بیان

تفریح الطبع کیواسطے اپنے حوصلہ کے موافق روپیہ دیتے ہین وہ روپے ایک جگہہ جمع کیے جاتے ہین جسکو انگریزی مین فنڈ کہتے ہین بعد اسکے جو صاحب لوگ اپنے گہوڑے دوڑاتے ہین اونسے بھی سواے زرِ سابق کے فی اسپ کچہہ روپیہ ٹھیرایا جاتا ہے اور اوسکا مقرر کرنا صاحبانِ کمیٹی پر موقوف ہے ہر گہڑدوڑ مین انعام بھی اوسی فنڈ سے مقرر ہوتا ہے اور فنڈ مین روپیہ کم داخل ہو تو ہر ایک گہڑدوڑ کے روپیون مین سے فیصدی کچہہ روپیہ لیا جائیگا اور گہڑدوڑ کے قاعدے یہہ ہین کہ جو صاحب کمیٹی مین شریک ہون اور گہڑدوڑ مین اپنا گہوڑا شامل کرین تو کم سے کم تیس روپے فنڈ مین داخل کرنے پڑینگے اور شریکان گہڑدوڑ کے سوا جو لوگ ناموری کے واسطے بطریق انعام روپے دین تو وہ بھی فنڈ مین جمع ہوتے ہین بیشک اور ہر ایک گہڑدوڑ مین پندرہ روپے فنڈ کیواسطے کافی ہین اور اکثر صاحب لوگ جنکے نام پر لاٹری کے وقت گہوڑا نکلتا ہے اوسیدم نیلام کرکے روپیہ لیتے ہین اور جو شخص نیلام مین گہوڑا لیتا ہے وہ اپنے پاس سے روپے دیکر اوس شرط کا مالک ہوجاتا ہے مگر اوسکو دو چند روپے دینے پڑتے ہین مثلاً ایک صاحب سے کہ جنکے نام گہوڑا نکلا تہا دوسرے صاحب نے نیلام مین پچاس روپیہ کو خرید کیا تو خریدار کو سو روپے دینے پڑینگے یعنے جتنے کو گہوڑا مول لیا ہے اوسکو پچاس روپے دیکر فنڈ مین بہی پچاس روپے جمع کرنے ہونگے اور جو شخص شرط جیتتا ہے اوسے وزن اور ہمرازو کیواسطے پانچ روپے دلواتے جاتے ہین اور جو گہوڑا گہڑدوڑ کے وقت چکر پر دوڑایا جاتا ہے تو اوس دوڑانیکے بھی پانچ روپیہ لیتے ہین اور جو خرچہ گہڑدوڑ کی تیاری و مرمت مین پڑتا ہے تو فی اسپ سواے پانچ روپیہ کے وہ بھی فنڈ سے دیا جاتا ہے اور جدا جدا اصطبل کے تین گہوڑے دوڑ مین تو روپیہ فنڈ مین سے دیا جائیگا نہین تو نہین یعنے ایک اصطبل کے گہوڑے دوڑاتے جائین تو روپیہ نہین دیا جاتا اور جسصورت مین گہڑدوڑ کی پوری بہرتی نہو تو مہتمم لوگون کو اختیار ہے کہ اوسکے بالعوض وہ از سرِ نو دوسری گہڑدوڑ مقرر کرین تمام تحقیق اور تکرارین مہتمم کی راے پر انفصال پاتی ہین اور ایک شخص سرمہتمم ہوتا ہے کہ سب مہتمم اوسکے حکم کی پیروی کرتے ہین جس بحث کا جو فتوی سرمہتمم دیتا ہے پہر وہ نامنظور نہین ہوسکتا بہرحال قبول کرنا پڑتا ہے ہر روز کے گہڑدوڑ کی ترتیب مہتمم کی راے پر منحصر ہے اور اوسکو اختیار ہے کہ خرابی موسم کے باعث ایک دو روز کیواسطے گہڑدوڑ ملتوی رکہے جس روز گہوڑونکی قسم نویسی ہوتی ہے اوسی روز اوس روپیہ کی بہی تعداد مقرر کیجاتی ہے جو فنڈ سے بطریقِ انعام ملتا ہے اور فی اسپ جسقدر روپیہ گہوڑے کے مالک سے لیتے ہین وہ بھی اوسی روز ٹھیرالیا جاتا ہے چنانچہ بڑی شرطون مین اگر فنڈ سے ہزار روپے انعام ملے تو فی اسپ سو روپے تک لیتے ہین اور سو روپیہ انعام ہو تو دس روپے تک لیتے جاتے ہین اور گہڑدوڑ مین کوئی چیز سوار کے پاس سے گرجاتے پس

اگرچہ اوسکا گھوڑا جیتے بھی تو اوسکو شرط نہیں ملتی اور جو گھوڑا گرپڑے یا جگہ سے باہر نکل جاے یا چلنے کے وقت
جھک کر بیٹھ جائے تو ان عذروں سے دوبارہ نہیں دوڑایا جاتا اور جس وقت گھوڑے کا رنگ لکھا جاتا ہے تو اوسکے سوار کا جو لباس ہو
اوسکا رنگ بھی تحریر کیا جاتا ہے جو شخص ایک رنگ لکھواکر دوسرے رنگ کے کپڑے پہنے اور سوار ہو تو اوس سے پانچ روپیہ
جرمانہ لیا جاتا ہے اور جو رنگین پوشاک لکھواکر سفید لباس پہنے اور کپڑے بالکل رنگین نہوں تو اوس سے دس روپیہ جرمانہ
ہوتا ہے اور جو شخص گھوڑدوڑ کے وقت بغیر حکم افسر کے گھوڑا اپنا لیکر نکل جاے اور دوسرے صاحب حکم کے منتظر رہیں
تو جب تک جو کہ اول گھوڑا دوڑاکر نکلتا ہے اوسکو دوبارہ اون گھوڑوں کے ساتھ جو کہ نہیں دوڑے تھے پھر دوڑانا
پڑیگا اور جو دو صاحبوں نے بغیر اجازت حکم کے گھوڑے دوڑا دیے اور دو والوں نے حکم کا انتظار کیا تو وہ شرط بھی مقبول
نہیں ہوتی اور اگر گھوڑدوڑ کے وقت دو شخص باہم بازی بدکر منتظم سے اپنے گھوڑے دوڑانیکا حکم لیں تو اونکے
گھوڑے بھی دوڑ سکتے ہیں اور گھوڑدوڑ کے وقت بجز افسروں اور سکوٹ کی کمیٹی والونکے اوس جگہ میں کوئی
اور شخص چل پھر نہیں سکتا اور گھوڑدوڑ سے ایک روز پیشتر لاٹری مقرر کرتے ہیں اور دوسرے روز گھوڑدوڑ ہوتی ہے
اسیطرح آخر تک ایکدن لاٹری دوسرے دن گھوڑدوڑ ہوا کرتی ہے اور کمیٹی کے صاحب لوگ جن گھوڑوں کے نام
مقرر کرتے ہیں اونکے واسطے سب صاحب شریک ہوکر باہم ٹکٹ خواہ ایک روپیہ کا خواہ دو روپیہ کے
خریدتے ہیں اور اختیار ہے کہ جسکی جتنی مرضی ہو اوتنے ٹکٹ لے سب نام خریدار ٹکٹ پر لکھے جاتے ہیں
اور وہ سب ٹکٹ ایک برتن میں رکھکر رومال سے ڈھانک دیتے ہیں جسقدر یہہ ٹکٹ جمع ہوں اوسیقدر
خالی ٹکٹ مع ناموں کے اسپ جو گھوڑدوڑ کیواسطے مقرر کئے گئے دوسرے ظرف میں ڈالتے ہیں اور ایک صاحب
دونوں ظرفوں میں سے ٹکٹ نکالتے جاتے ہیں جسکے نام کے ساتھ جو گھوڑا نکلا وہ گویا اوس صاحب کا ہوچکا
اب ان گھوڑوں میں سے جو گھوڑا جیتیگا اوسکو یہہ فنڈ کا جمع کیا ہوا روپیہ ملیگا یعنی جس صاحب کے نام پر وہ جیتنا ہوا
گھوڑا نکلا تھا اور اکثر صاحب اوس لاٹری میں اپنا گھوڑا نیلام بھی کر دیتے ہیں چنانچہ یہہ خاکسار بھی بیان
کر چکا ہے اور جو گھوڑے گھوڑدوڑ کی محنت کے بعد ہاتھ پاؤں سے صاف نکلیں تو اونکا امتحان اس طریق پر ہے
کہ جو گھوڑا بہت تیز دوڑتا ہے اوسکے واسطے نہایت خیال رکھنا چاہیے کہ زیادہ تہہ چربی شروع کے موافق
جسم رکھتا ہے یا نہیں کیا سبب کہ اکثر چالاک گھوڑے زیادہ تیز نہیں اوٹھاتے اور آخر میں وہ تیزی نہیں رہتی
جو ابتدا میں ہوتی ہے چنانچہ عمدہ گھوڑوں کا ناپ یعنی وقت گھڑی کے سکنڈ اور منٹ سے بخوبی
دریافت ہو سکتا ہے عمدہ گھوڑا ایک میل کے چکر کو دو منٹ پانچ سکنڈ خواہ دو منٹ آٹھ سکنڈ کے عرصہ میں
بخوبی طے کرتا ہے اور سوا میل کو دو منٹ پچاس سکنڈ میں اور دو میل کو تین منٹ میں طے کرتا ہے
اور یہہ وقت یعنی ناپ بہت عمدہ ہونی گھوڑوں کیواسطے مقرر کیا گیا ہے جس وقت شہزادہ بلند مقام کا

لاٹری کا بیان

گھوڑوں کی تیزی کا امتحان

درجہ کلام کمال نظام اس مقام دانش آغاز و حسرت انجام تک پہونچا اور خسرو پرور عالی دماغ کی تقریر دلپذیر سے سلطانِ والاشان کا دلِ تقدس منزل باغ باغ ہوا اعقل مجسّم نے وزیر اعظم کیطرف اشارہ فرمایا شعورِ سخن رس نے شہزادہ روشن ضمیر کو صفِ ہمہ دانی اور صفتِ حقایق بیانی مین عندلیب زبان کو شاخسار بیان پہ نغمہ سنج تناے رطب اللسان کیا اور فرزانہ روزگار ذوی الاقتدار کی خوبی طرزِ تعلیم اور حسنِ انداز تربیت کی ستایش بے نہایت سے صدف گوشِ سامعینِ اہل ہوش کو لبریز گوہر شاہوار بنایا اور حاضرین دربار دربارے بہی زیورِ تایید کلام سے عروسِ مدحت کو آراستہ و پیراستہ کرکے تعریف و توصیف کا جلوۂ نورانی دکہایا پہر شاہنشاہِ اقدس بارگاہ نے ایسا خلعتِ گرانبہا کہ خراج ہفت اقلیم بہی جسکے بہانہ کا سزاوار تہا مرحمت فرمایا اور خود بہی زبانِ فیض ترجمان سے جواہر فشان ہوا کہ اسے استادِ نامدار اے فرزانہ روزگار ایک وہ روز تہا کہ بادولت کے آئینہ ضمیر پر خسرو پرور کی تعلیم تربیت کا خیال عکس پذیر اور یہہ اسکا اشکالِ حروف کیصورت شناسی سے نابلد بلکہ ناواقف و ناآشنائے محض تہا اور وقت شعور سخن رس نے آپ کو تکلیف دی اور آپنے بہی قدم رنجہ فرمایا اس سرزمینِ فردوس آئین کو زیب زینت اور آبرو و عزت بخشی اور آپکی بدولت ایک یہہ آن ہے کہ اس نہالِ نوخیز سلطنت کو تمام اہل سیف اور اہل قلم سے زیادہ تر لائق و فائق پاتا ہون اور یہہ سب کچہہ آپکے لطف و عنایت اور توجہ بے نہایت کا ثمرہ او فیضانِ صحبت اور تعلیم و تربیت کا نتیجہ ہے

مؤلف

تیرا اداے شکر بہلا کیا کرے کوئی	ہے کہان زبانِ شکر تو پیدا کرے کوئی
دولت اگرچہ ہم سخنی کی نہو نصیب	تیرا جمال پاک ہی دیکہا کرے کوئی

فرزانہ روزگار نے کہا کہ اے جہاندارِ عالیوقار و اے شہریارِ والا اقتدار جس دن یہہ وردِ مسیحا نژاد کشورِ دانش آباد مین وارد و صادر ہوا تہا شہزادہ کامور کی عمر عزیز چہہ برس کی تہی پانچ برس درس و تدریس اور تعلیم و تعلم مین صرف ہوے فی الحال بافضال ایزدِ لایزال اس نونہالِ چمنستانِ اقبال کو بارہوان سال ہے اور امداد غیبی و تائید لاریبی سے خسرو پرور نامور کو ہر علم و فن مین کمال ہے اسلئے مین اسوقت دو شکر ادا کرتا ہون اول شکر اوس غفور شکور کا کہ جس کام کے اہتمام و سرانجام کیواسطے یہانتک آنے کی ضرورت پیش آئی اوسکے انتظام و انصرام کی صورت اوسنے بوجہ احسن دکہلائی مین حصولِ مطلب سے دل خوشحال ہوا اور اسے کار و بارِ ضروری سے فارغ البال ہوا دوم شکریہ حضورِ لامع النور کا کہ جسکے لطفِ عمیم نے انک تعالیٰ خلقٍ عظیم کا لطف دکہایا اور خلقِ عظیم نے بندہ بے دام و درم بنایا

مؤلف

اپنا دہن گلاب سے دہو یا کرے کوئی | ورد زبان جو اسم سعلے کرے کوئی
ہو بیکسار تنگِ خلایق سے کب ادا | تیرا بیانِ وصف جو شاہا کرے کوئی

اب سلطانِ کیوان نشان کو اس زاویہ نشینِ عزلت گزین کا وداع فرمانا لازم ہے کہ اپنے منزل مقصود پہونچکر گوشۂ تنہائی مین لیلائے ریاضت سے ہمدوش اور سلمائے عبادت سے ہم آغوش ہو عقلِ مجسم نے فرمایا کہ بہت بہتر اور نہایت مناسب ہے مگر دلِ اخلاص منزل صدمۂ مفارقت اور رنجِ مہاجرت کی تاب نہ لائیگا اور آپکی غمِ جدائی کا بارِ جانکاہ زنہار نہ اوٹھایا جائیگا اسواسطے مین چاہتا ہون کہ سلطنت کا تاج و تخت شہزادہ فیروز بخت کے نامزد کرکے عمرِ باقیماندہ کو یادِ الہی مین تمام کرون خاتمہ بخیر ہونیکا سرانجام کرون فرزانہ روزگار نے کہا کہ اگر حضرت کو یہی منظورِ نظر ہے تو بسم اللہ مگر چالیس روز اور توقف کیجیے بپاسِ خاطرِ فیض مظاہر بہ اخلاص کیش خیراندیش نے بہی اوسقدر اس شہرِ وحید الدہر مین اقامت قبول کیا ہے تاکہ خسرو پرورِ والا گوہر کو آئین و قانون جہانداری بتاوے اور قواعد و ضوابطِ شہریاری مین ہوشیار و پختہ کار بناوے اور سلطان رفیع الشان کیطرف سے تمام قلمروِ سلطنت اور دیار و امصارِ مملکت مین اس مضمونِ ہدایت مشحون کا ایک اشتہارِ فیض آثار جاری ہو کہ آج سے چالیسوین روز شہزادہ کامگار خسرو پرورِ نامدار تاجِ سلطانی بر سر اور لباسِ خسروانی در بر سریرِ جہانبانی پر جلوہ گر ہوگا اگرچہ بارہ برس کا سن و سال ہے مگر ہر علم و فن مین کمال ہے ماشاء اللہ ایل جو حسد سے چشمِ بد دور صاحبِ ہنر ہے تمام روئے زمین پر جو سوال مشکل جس کسی سے حل نہین ہوا ہے اور جو عقدۂ لاینحل کہ کسی ناخنِ تدبیر سے نہین کہلا ہے اوسکا جواب باصواب حاصل کرنیکے لئے اگر اس بارگاہِ فیض اشتباہ مین حاضر ہو تو خسرو پرور کی اونی توجہ سے اون غوامض و دقایق کے مقصد اعلے کا تشفی ظاہر ہو اور اس محفلِ شادی و عشرت اور جشنِ وافر المسرت کی دید سے بہی دیدۂ بصارت کو دوربین اور چشمِ بصیرت کو نور آگین کرے شاہنشاہ وسجادہ نے بسر و چشم منظور فرمایا اور خسرو پرورِ دانشور کو سینے سے لگا کر پیشانی پر بوسہ دیا پہر سر بزانوئے شفقت رکہ کر خندہ پیشانی سے رخصت کیا دربار برخاست ہوا

خاتمہ کتابِ عقل وشعور موسوم بہ جوہرِ فرد

مؤلف

وہ سامنے نظر آتی ہے منزلِ مقصود ٭ مسافرِ قلمِ تیز پا نہ گھبرانا
چلا جا سر کے بل اس راہ میں جو تو دس کوس ٭ چل اور چار قدم دیکھنا نہ گھبرانا
ہر ایک کوس میں دو میل طے کئے تو نے ٭ تو بیس میل ہوئے مرحبا نہ گھبرانا
جو آج صبح سے تجھکو سفر میں شام ہوئی ٭ مقام ہے یہہ بڑے شکر کا نہ گھبرانا

نظامِ زار سے سن لے وہ صبحِ غربت تھی
اور اب یہہ شامِ وطن ہے ذرا نہ گھبرانا

جسوقت فرزانہ روزگار اور خرد پرور ہوشیار دربارِ خسرو جہاندار سے باہر آئے بدستورِ سابق وطرزِ قدیم اوس قصرِ نادرالعصر درس وتعلیم میں تشریف لائے اوستادِ فرخ نہاد نے شاگردِ والانژاد سے ارشاد کیا کہ شہریار عالیمقدار نے آج بر سرِ دربار جس بدعا دلی کا اظہار فرمایا ہے تمنے بخوبی سنا اب تمکو تختِ خلافت اور تاجِ سلطنت مبارک ہو ہرچند کہ تمہاری خاطرِ عزیز کے باعث چالیس روز تک اور بھی اس دیارِ غربت میں مقیم ہوں مگر یادِ وطن کا نتیجہ شوقِ بے اختیار دامنِ دل کھینچتا ہے **فرد** سفر کا اپنے تو اسباب ہو گیا تیار ٭ وداع کرتے ہیں اب ہمکو سب در و دیوار جسوقت خرد پرور رشکِ قمر نے حرفِ رخصت فرزانہ روزگار کی زبانِ اعجاز بیان سے گوش زد کیا نگاہِ حسرت اوستادِ والامنزلت کے روئے نورانی کو تکتا رہگیا اور چشمِ گوہر بار سے دُرِ اشک برساکر یہہ شعرِ آبدار پڑہا **شعر** ہماری آپکی اب کوئی دن ہوئی فرقت ہے ٭ میسر ہو بھلا دیدار جو دم بس غنیمت ہے ٭ اوستادِ شفیق نے بہت کچھہ تسلی وتشفی دی اور فرمایا کہ حضرتِ آفریدگار تمکو عمرِ گرامی سے برخوردار کرے اب تم خود فرزانہ روزگار بنگئے میرا ہونا نہونا برابر ہے **بیت** من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی ٭ تاکس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری ٭ اسوقت قلیل میں حسبِ اشتہار تمام صغار وکبار حاضرِ بارگاہِ شہریار ہو جائینگے اوس وقتِ سعد اور ساعتِ سعید میں سریرِ سلطنت پر اجلاس فرمایا اور سب اہلِ عالم کو اپنے جمالِ باکمال اور تقریرِ دلپذیر سے خورسند ومسرور اور ممنون ومشکور بنایا ایک نہایت عمدہ موقع اور عجیب ہنگام ہے جبتک تم ہی جسقدر خیالاتِ انسانی وسعت کا میدان ہے اونکی سیر سے دل سیر ہو جاوے تاکہ جسکے ذہن میں جو بات گذرے گویا وہ پیشتر سے تمہارے ذہن میں موجود تھی اور جسکو کسی عقدۂ مشکل میں جو دشواری

پیش آتے اوسکو گویا کہ شے اول ہی سے حل کر رکھا ہے اور یہہ بات اوس وقت حاصل ہوتی ہے کہ جب علم ارواح و نفوس کا آفتاب گیتی فروز ساحتِ دل پر لمعہ افگن ہوتا ہے اور علم فراست و قیافہ شناسی کا علم نورانی پرچم قلعہ بدن کے برج دماغ پر نصب کیا جاتا ہے **حکایت** چنانچہ معلم ثانی حکیم **ابو نصر فارابی** نے آوارہ گردی و صحرا نوردی میں تکلیف گرسنگی و شدتِ فاقہ کشی سے تنگ آکر ایکروز ملک شام میں یہہ تجویز کی کہ سلطانِ عالیشان کے واسطے جو عمارتِ فلک رفعت کسی مقام پر تعمیر ہوتی تھی وہان جا پہونچا اور مزدورون میں شامل ہوکر مٹی کی ٹوکریان ڈالنے لگا سر عمارت پر ٹوکری پر پانچ پانچ دام اجرت دیا کرتا اور ابو نصر فارابی ہر بار اونکو توڑ کر کہا لیتا پہر دوسری ٹوکری اوٹہاتا اتفاقاً ایکروز سلطان بھی عمارت کی کیفیت ملاحظہ فرمانیکے لیے معہ وزیر بیتدبیر تشریف لایا اور سیر کرتے کرتے ایک مقام پر ایستادہ ہوکر کچھہ گفتگو میں مشغول ہوا اور تماشا یہہ تہا کہ بادشاہ نے ایک نئی زبان اپنے دل سے ایجاد کرکے وزیر کو تعلیم فرمائی تہی اور اسباب میں تاکید اکید کیگئی تہی کہ خبردار کوئی اور شخص اس رازِ مخفی سے ہرگز واقف نہو ورنہ تجہکو اور تیرے زن و فرزند کو مع سامان و مکان آتش سوزان میں جلاکر خاکِ سیاہ کردونگا اس خوف جانستان سے وزیر بہی اوسکے اخفا میں حد سے زیادہ سعی و کوشش عمل میں لاتا تہا غرضکہ سلطان نے اوسی بولی میں وزیر سے ایک سوال کیا وزیر کو اوسکے جواب میں کسقدر تامل ہوا ابو نصر فارابی نے دیکہا کہ وزیر سے کوئی جواب معقول بن نہین پڑتا دوبارہ جب ٹوکری لیکر اوسطرف سے نکلا تو اوسی زبان میں ایسا شائستہ جواب دیا کہ بادشاہ دریاے حیرت میں غرق ہوگیا اور جبکہ وہ دور نکلگیا تو وزیر سے کہا کہ مینے کیا تجہے اس رازِ مخفی کو پوشیدہ رکہنے کی تاکید بلیغ نہین کی تہی اور تونے عدول حکمی و نافرمانی کی راہ سے اسقدر شہرت دی کہ ادنا ادنا مزدورونکو بہی اسپر آگاہی کامل حاصل ہے وزیر بید کے مانند لرزنے لگا اور دست بستہ عرض کی کہ جہان پناہ سلامت غلام کو بہی کمال تعجب ہے کہ اس شخص نے جواب کسطرح ادا کیا اور سوال کیونکر سمجہہ گیا مگر فدوی کی راے ناقص اس امر کی مقتضی ہے کہ ہو نہو یہہ حکیم ابو نصر فارابی ہے اسواسطے کہ اسملک میں وہ فقیرانہ طور اور آزادانہ طریق پر اوقاتِ عزیز بسر کرتا ہے اتنے میں دوبارہ اوسکا گذر بادشاہ کے برابر ہوا سلطان نے فرمایا کہ انتَ فارابی اوسنے کہا کہ نعم سلطان نے پوچہا کہ تو کسقدر زبانین جانتا ہے فارابی نے کہا کہ مینے ستر زبانونکو حسب دلخواہ سیکہا اور ہزار زبانین عقل کے زور سے سمجہہ گیا اور اب جو کوئی نئی زبان سننے آجاتی ہے اوسکو فراست کے وسیلے سے بے تامل معلوم کرلیتا ہون بادشاہ نے کہا کہ یہہ زبان بجز میرے اور اس وزیر کے کوئی دوسرا نہین جانتا پہر تو نے کیسے وقوف پایا ابو نصر فارابی نے کہا کہ اے سلطان مجہے علم فراست میں کمال ہے اور میں انسان کے قیافہ سے اوسکا مفصل حال دریافت کرسکتا ہون تیری صورت پر جسوقت نگاہ پڑی تو فوراً ظاہر ہوگیا کہ جو شخص اس شکل و تمثال کا ہوگا وہ اس شے کو

حکایت

اس لفظ سے تعبیر کریگا اور اوس چیز کا وہ نام لیگا پس تونے جو زبان ایجاد کی ہے وہ بادی النظر میں میرے آئینۂ خاطر پر منعکس ہوگئی اب مجھسے زیادہ اس زبان پر مجھے دسترس ہے اور نئی نئی اصطلاحیں میں بوجہ احسن ایجاد کر سکتا ہوں بادشاہ نے اوسکے فہم و فراست پر تحسین و آفرین کی اور اپنے ہمراہ محل سلطانی میں لیجا کر رسم مہمانداری بجالایا اور فرمایا کہ آپ کبھی کبھی تشریف لایا کیجئے فارابی نے کہا کہ اگر بادشاہ دو شرطیں قبول فرمائے اول میں جسوقت یہاں آؤں کوئی مجھے نہ روکے دوم جب جاؤں تو اوسوقت کوئی نہ ٹوکے بادشاہ نے ارشاد کیا کہ بہتر ہے حکیم فارابی فوراً اوٹھہ کھڑا ہوا اور اپنا راستہ لیا بادشاہ دیکھتا رہگیا اور کچھہ نہ کہہ سکا پھر وہ کبھی نہ آیا جو کوئی اوسکو نہ روکتا جب فرزانۂ روزگار نے اس بیان سے فرصت پائی تو پھر اصل مطلب کیطرف متوجہ ہوا اور ایک مہینے دس روز کی مدت میں تمام ہنرمندانِ خرد ور اور صناعانِ باخبر کو سنگاری و صنعت اور پیشہ و حرفت کی ماہیت و حقیقت سے خبردار اور قواعد و قوانینِ مناظرہ و مباحثہ سے بخوبی ہوشیار فرمادیا اور ہر قسم کے علوم و فنون میں کامل و ہمہ دان بنادیا اتنے میں وہی روزِ فیروزِ عالم افروز آپہونچا صبحِ سعادت و اقبال نے اپنا جمالِ باکمال دکھلایا اور خورشیدِ بے زوالِ جاہ و جلال نے افقِ عظمت و اجلال سے بہزار جلوۂ فرح فال طلوع فرمایا جو روزِ ازل کے روز سے جسدن کی گردونکو تمنا تھی وہ وہی یوم مبارک آج باعیش و مسرت آئے تمام شہرِ دانش پھر آئینہ بندی سے آراستہ و پیراستہ کیا گیا اور سلطان عقلِ مجسم نہایت کروفر اور کمالِ شان و شوکت کے ساتھہ دربارِ جلیل القدر منعقد فرما کر زینت بخشِ تختِ خلافت اور زیب افزائے مسندِ سلطنت ہوا

نظم

سحر کو وہ شہِ ظلّ الٰہی
ہوا رونق فزائے تختِ شاہی
ادب سے بخت و دولت سر جھکائے
حضوری میں پئے پابوس آئے

شاہنشاہِ ظل اللہ نے شعورِ سخن رس کیطرف اشارہ فرمایا وہ فوراً زمینِ ادب پر بوسہ دیکر آداب بجالایا اور درسگاہِ خرد ورز کی جانب روانہ ہوا وہانسے اون دونونکو اپنے ہمراہ لیکر باہزاران عز و جاہ درگاہِ عرش اشتباہ میں حاضر ہوا

مولف

یہ جن کی تخت نشینی کی آج رسمیں ہیں
ابھی وہ نامِ خدا بارہویں برس میں ہیں

جبکہ فرزانۂ روزگار اور خرد پرورِ نامدار اوس بزمِ شاہانہ اور جشنِ ملوکانہ میں پہونچے سلطان عقلِ مجسم نے بقواعدِ مستمرہ و قوانینِ مقررہ لوازمِ تعظیم و مراسمِ تکریم ادا کرکے کرسی ہائے مرصع کارِ جواہر نگار پر نشست کا حکم دیا شہزادہ ارجمندِ بخت بلند نے آنکھہ اوٹھاکر چارطرف نگاہ کی تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک جانب عالی موالی

ارکانِ دولت اعیانِ سلطنت امیر و وزیر ندیم و مشیر سردارانِ نامدار رئیسانِ کامگار جوانانِ صف شکن و صفدر بہادرانِ تیغ زن و دلاور گردان گردن کش و قوی بازو یلانِ خنجر گذار و جنگجو فصیحانِ ہوشمند بلیغانِ دانش پسند موقع بموقع اپنے مقاموں پر متمکن ہیں اور دوسری طرف ساتوں اقلیم کے علما و فضلا اور پانچوں برِ اعظم کے حکما و عقلا اور ہر قوم کے اکابر و عمائد اور ہر ملک کے معزز و معتمد اور ہر شہر و دیار کے ہنرمندانِ بیمثال اور ہر بلاد و امصار کے صنعتگرانِ باکمال پایہ بپایہ درجہ بدرجہ موجود و حاضر اور وارد و صادر ہیں غرض جہانتک نظر کام کرتی ہے ایک عجیب و غریب ازدحام ہے انبوہ کثیر و جمِ غفیر کا ہجومِ عام ہے

مؤلف

ہر اہلِ نظر ہے ہمہ تن چشم تماشا — وہ کون ہے جو طالبِ دیدار نہیں ہے
سب ہیں درِ دولت پہ جبیں سائی کے مشتاق — وہ کون ہے جو حاضرِ دربار نہیں ہے

سب نے باواب تمام جھک جھک کر تسلیم و کورنش ادا کی اور ترقی عمر و دولت اور تزائد جاہ و حشمت کی تصدیق دل و دعا کی شہزادہ عالیجناب خسرو پرورِ دانش مآب اپنی کرسی زرین جواہر نگین سے اوٹھ کر سرو قد ایستادہ ہوا اور حاضرینِ بارگاہِ عالم پناہ کی سمت مخاطب ہو کر ارشاد کیا کہ اے ساکنانِ ہندوستان والے صاحبانِ انگلستان والے باشندگانِ عرب و عجم والے اربابِ سیف و اصحابِ قلم والے معشرِ علما والے مجمعِ فضلا والے زمرہ اوباوالے جمہورِ عقلا تم میں سے جس کسیکو جس زبان اور جس بیان اور جس لغت اور جس اصطلاح اور جس علم اور جس فن اور جس ہنر اور جس صنعت اور جس پیشہ میں جس طرح کی قیل و قال اور جس حقائق و دقائق اور غوامض و نکات اور رموز و کنایات میں جس طور کا سوال منظور نظر اور مرکوز خاطر ہو وہ سامنے آئے اور مجھسے استفسار کرے بعنایت ایزدی و تائید سرمدی جواب باصواب سے بہرہ اندوز ہو کر اپنا دامن امید گلہائے مقصد سے بھرے

مؤلف

اوا کرینگے جو ہم گفتگو سے برجستہ — ہر ایک فقرہ تقریر برمحل ہوگا
عیاں فصاحت لفظی و معنوی ہوگی — بری عیوب سے ہر لفظ بے بدل ہوگا
کسی سے کھل نہ سکا ہو جو عقدۂ مشکل — ہماری ناخنِ تدبیر سے وہ حل ہوگا

شہزادۂ روشن ضمیر یہہ تقریر دلپذیر بزبانِ مبارک بیان سے ارشاد فرما کر پھر اپنے مقام فرحت انجام پر جلوہ افروز ہوا اور حاضرینِ دربارِ میمنت آثار میں سے جس کسی نے جو سوال کیا اوسکا جواب معقول نہایت شائستہ و بایستہ طریق پر دیا کہ سامعینِ خردگزین کے صدف گوش کو دُرِ بحرِ فصاحت سے بھر دیا اور درجِ ہوش کو جواہر زواہرِ بلاغت سے لبریز کر دیا اوسوقت بیساختہ جوشِ نشاط اور فرطِ انبساط

باعث جسکے شخص بہ کمال فرحت و شادمانی و انبساط و کامرانی اس طرح گویا ہوا

مولف

دیدار نو بہار کے حسن فروغ نے — آنکھوں کو رشک صفحۂ منور بنادیا
نغمہ دلپذیر نے اسے غیرت چمن — کانوں کو رشک گوش گل تر بنادیا

احقر الانام نظام ناکام کہ جو اوس ہنگام عشرت آغاز مسرت انجام میں اس ہنگامہ سعادت انضمام میں موجود تہا فورًا سب سے پیش قدمی کرکے آگے بڑہ گیا اور خسرو پرور والا گوہر کے حضور انور میں باواز بلند و بہ انداز دلپسند اس ترانہ جانفزا سے بلبل نغمہ خوان کی روش مترنم ہوا

مولف

سخن ہے سحر تو سحر آفرین ہے — سخن ہے وحی تو عرش بریں ہے
سخن ہے جسم اور تو جان شیرین — سخن انگشتری ہے تو نگین ہے
سخن گلشن ہے اور تو گلشن آرا — سخن خوشبو ہے اور تو یاسمین ہے
سخن دانش ہے اور تو دانش افروز — سخن بینش ہے اور تو دوربین ہے
سخن ہے آب حیوان خضر ہے تو — سخن شان عسل تو انگبین ہے
سخن ہے انجمن تو شمع روشن — سخن ہے صبح تو مصحف مبین ہے
سخن آئینہ تو مثل سکندر — سخن ہے جام تو جم بالیقین ہے
خسرو پرور جزاک اللہ خیرا — سخنور مرحبا صد آفرین ہے

نظام کمترین کے دل سے پوچھے
سخن جس طرح تیرا دلنشین ہے

شہزادہ سخن سنج نے یہہ اشعار آبدار فی البدیہہ سنکر سرور آمیز تبسم فرمایا اور براہ سخندانی و قدرشناسی انعام و اکرام بیشمار کا امیدوار بنایا قصہ کوتاہ شاہنشاہ آسمان بارگاہ سلطان عقل مجسم دانش پناہ اپنے تخت سلطنت پر اوٹھہ کر ایستادہ ہوا اور تمام حضار دربار فیض آثار کی جانب متوجہ ہوکر اسطرح ارشاد کیا کہ اے امرا و وزرا و اے مصاحبین و ملازمین و اے زعما یا و برایا بدانید و آگاہ باشید کہ حضرت پروردگار عالم جلشانہ کی جب کسی پر کمال مہربانی ہوتی ہے اوسکو فرزند سعادتمند مرحمت فرماتا ہے کہ پدر بزرگوار کا نام نیک روشن کرے اور تمام کاروبار سنبہالے اور بعد اوسکے دنیاے فانی میں یادگار رہے وہ شخص نہایت کم نصیب ہے کہ جو پسر ناخلف کا پدر ہو جیسے و حضرت شیخ سعدی شیرازی نے کیا خوب کہا ہے

قطعہ

زنان بار دار اے مرد ہشیار | اگر وقت ولادت مار زایند
ازان بہتر بہ نزدیک خردمند | کہ فرزندان ناہموار زایند

خوشا نصیب اور زہے قسمت اوس شخص کے کہ جسکی تقدیر یاوری کرتے اور درگاہ الٰہی سے اوسکو فرزند لیاقت مند کہ نور نظر اور لخت جگر بلکہ جان پدر جسے عبارت ہے عنایت ہو شعر عجب بود اگر فرزند بہتر از پدر باشد ؎ کہ عطر صندل افزون تر ز صندل سپید بود ؎ یا ایہا الناس ہم اسوقت ہزارہا شکر اس نعمت عظمے اور موہبت کبری کا بجالاتے ہیں کہ خسرو پرویز نیک اختر کو نہایت لیق اور کمال باادب پاتے ہیں اور تمکو بھی اسکی فراست و ہوشمندی اور سعادت و بخت بلندی کا بخوبی امتحان ہو چکا ہے پس آج اس زمان مبارک اقتران میں ہم اسکو اپنا وارث و جانشین بناتے ہیں اور تخت سلطنت پر بٹھلاتے ہیں اور تاج خلافت و جہانبانی پہناتے ہیں اور تم سبکو یہہ حکم محکم سناتے ہیں کہ اسکو ہمارا قائم مقام سمجھو اور بالاستقلال اپنا شاہنشاہ عالم پناہ جانو اب تک جسطرح ہمارے حضور میں ہواداری و خیر اندیشی اور جان نثاری و عقیدت کیشی سے مطیع و محکوم رہے اسی طریق پر بلکہ اس سے بھی زیادہ اسکی فرمانبرداری و خدمتگذاری میں بدل و جان ہمہ تن مصروف رہنا اپنے فرائض عمری کا سب سے بڑا فرض عین تصور کرو اب ہم اپنے خسرو پرویز رشک قمر کو حافظ حقیقی کی نگہبانی میں دیتے ہیں اور تمکو خسرو پرویز انکے سپرد کرتے ہیں تم اس کی خیر سگالی و نمک حلالی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرنا اور یہہ بہر حال تمہارا حامی و مددگار اور ہمدرد و غمگسار رہے گا یہہ کلام ہدایت نظام ارشاد فرماکر سریر خلافت مصیر سے نیچے اوتر پڑا اور شہزادہ خورشید طلعت کو اپنے آغوش عاطفت میں اوٹھاکر تخت شاہنشاہی پر متمکن فرمایا اور اپنے جلوس میمنت مانوس سے کرسی زرین کو غیرت کرسی افلاک بنایا اوسوقت فرزانہ روزگار اپنی کرسی مرصع کار سے اوٹھہ کر شہریار کامگار یعنے خسرو پرویز نامدار کے پایہ تخت زرنگار کے برابر بآداب تمام سرو قد ایستادہ ہوگیا اور یہہ تقریر بے نظیر بطرز دلپذیر ادا کی

گفتار گوہر بار فرزانہ روزگار بدربار شہریار خسرو پرویز جہاندار

سخن حکیم تحسین صواب است و محض خیر
فرخندہ بخت آنکہ بسمع رضا شنید

شاہنشاہ عالی منزلت کو ارکان دولت اور سرداران سلطنت اور ملازمین مملکت کے بغیر چارہ نہیں ہے اور عنصر سلطنت کے چار ستون ہیں **اول** وہ امیر کہ جو اطراف مملکت کی محافظت کرے دشمنوں کی شر سے شاہ و رعیت کو محفوظ رکھے **دوم** وہ وزیر کہ جو مہمات سلطنت کا منتظم ہو اور مال ایک جگہہ سے وصول کرکے دوسری جگہہ خرچ میں لائے **سوم** وہ حاکم کہ جو بادشاہ کیطرف سے خلق اللہ کا خبرگیران ہو زبردست سے کمزور کا بدلا لے اور اہل فسق و فجور کو مخذول و مقہور کرے **چہارم** وہ صاحب خبر کہ جو امانت دار ہو اور ہمیشہ اخبار شہر و ولایت و حالات امرا و رعیت بارگاہ خسروی میں عرض کرتا رہے اور تین چیزیں زوال مملکت کا باعث ہیں **اول** بادشاہ سے خبر کا پوشیدہ رہنا **مؤلف** ہے اگر ملک رعیت سے شہنشہ بیخبر ہو سلطنت میں ہو ہر اک جانب سے برپا شور و شر ہو **دوم** کمینوں کو تربیت کرنا **مؤلف** جاہ پر سفلہ جو پائے دسترس ہو سر ہو بازار سلطان اور بس ہو **سوم** عامل ظالم تعین فرمانا **مؤلف** ظلم عامل جہان خراب کرے ہو دل مظلوم کو کباب کرے

سلطان والا شان کو دو قسم کی جماعت سے کام پڑتا ہے یا ارباب سیف جیسے کہ امیر اور ایلچی اور سپاہی وغیرہ یا اصحاب قلم جیسے کہ وزیر اور دیوان اور اہلکار اور دبیر اور عامل وغیرہ پس ان سب کے تربیت کی یہہ صورت ہے کہ سب کو نظر شفقت اور نگاہ عاطفت سے دیکھو اور ہر ایک کی حاجت روا کرو جو اپنا کام بخوبی انصرام دے اوسپر نوازش رکھو جو سستی و غفلت کرے اوسکو اول نصیحت سے دہمکاؤ اور نہ مانے تو فضیحت سے گوشمالی دو کسیکا عیب نہ کہولو ملازموں کی خوشی کے ساتھہ اپنی خوشنودی و رضامندی اور انکے رنج و مصیبت کے ساتھہ اپنا اندوہ و ملال ظاہر کرو ہر ایک کو ایک خاص مرتبہ بخشو کہ شرکت سے باہم کینہ و حسد پیدا نہو اور جو اونمیں بعضے باہم جہگڑا فساد واقع ہو تو جلد دفع کرو کہ دشمنی کا مادہ قوی نہوجائے امیروں اور وزیروں کی تکرار و نزاع باہمی زوال مملکت کا باعث ہے **مؤلف** نہوں متفق گر ارکین شاہ ہو تو ہو کار شاہ و رعیت تباہ

ملازموں کی تربیت دو چیزوں پر منحصر ہے ایک لطف اور ایک قہر ہمیشہ اثر قہر اور نظر لطف خدم و حشم پر برابر رہے کہ قہر سے دلیر اور لطف سے ناامید نہوں اگر نرمی و آہستگی سے کام نکلے تو سختی و درشتی نکرو اور سختی و درشتی کے مقام پر نرمی و آہستگی مناسب نہیں **مؤلف** جراحت جو ہے لائق نشتر ہو کبھی اوسپہ مرہم نہو کارگر ہو جو آجائے مرہم کا موقع کہیں ہو تو نشتر لگانا مناسب نہیں ہو جسکو تربیت کرنی چاہو اوسکو پہلے آزمالو اگر قابل تربیت ہے تو بہتر ورنہ زنہار تربیت نکرو کہ آئین سلطنت سے بعید ہے کسیکو خاک مذلت سے اوٹہانا اور جلد نظر سے گرانا سطوت شاہی کے لیے مضر ہے اوسکو تربیت دینی چاہیے کہ جو اہل ادب ہو یا صاحب نسب کس واسطے کہ ہر شے اپنی اصل کیطرف رجوع کرتی ہے دو کام ایک آدمی کو سپرد نکرو کہ سب ملازم امیدوار رہتے ہیں اور ایک کام دو آدمیوں کو بہی نہ دو کہ شرکت میں حسب دلخواہ

ارکان سلطنت چار ہیں

ارباب سلطنت

تربیت قسم اول

نہیں ہوتا اے سلطانِ عالی شان تربیت تین قسم ہے قسم اول اولاد کی تربیت سب پر مقدم ہے
کہ وہ صفاتِ پسندیدہ سے متصف اور خصائلِ نکوہیدہ سے منحرف ہو اسکے واسطے آٹھ باتیں ضرور ہیں
اول نام نیک رکھنا چاہیے کہ نام ناموافق ہو تو مدت العمر کراہت رہتی ہے دوم دایہ نہایت معتدل مزاج
خوش خو پاکیزہ سیرت مقرر کی جاتی ہے سوم جب زمانہ شیرخوارگی منقضی ہو تو مردم پاکیزہ خو خوش اخلاق
اوسکی خدمت پر مامور فرمائیں کہ طبیعت اوسکی صفت نیک اختیار کرے چہارم بچونکی طبیعت کہ کھیلنے اور کہانے پینے کیطرف مائل و راغب
ہوتی ہے لہذا اوسمیں آئین اعتدال کی رعایت ملحوظ خاطر رہے پنجم تعلیم پرہیزگار و دیندار معین کریں کہ جو احکام شرعی سکھلاوے اور وہ علم کہ دین و دنیا میں
مفید و نافع ہو پڑہاوے اور بہتر تادیب یہہ ہے کہ جماعت مفسد و کج طبع کی آمیزش سے بچائیں اور مردم
خوش ذہن و لطیف طبع صالح و متقی کو مصاحب بنائیں اور ہمیشہ اونکے سامنے عالموں اور فاضلوں کی تعریف
کرتے رہیں کہ اونکی محبت دلوں میں نقش ہو جائے اور بدکار بدچلن لوگونکی مذمت کریں کہ اونکے نام سے طبیعت کو
نفرت آوے ششم جب تمیز پیدا ہو تو کسی مرد عالی ہمت صاحب تجربہ کو جو بادشاہوں کی صحبت میں رہ چکا ہو
مقرر کریں کہ آمد و رفت اور نشست و برخاست کے آداب تعلیم کرے اور اسباب میں کمال سعی و کوشش فرمائیں
کہ آثار شرم و ادب اور علو ہمت اور اخلاق ملوک اوس سے ظاہر ہوں ہفتم جب وقت آوے تو سپاہیان دلیر اور
اوستادان کار آزمودہ کو حکم دیں کہ آئین سواری اور قانون حرب و ضرب جو سلاطین کیواسطے کار آمد ہیں تعلیم
کریں ہشتم جب ہوشیار ہو تو خدمت مشائخ و صحبت علما کی ہدایت فرمائیں تا کہ بزرگان دین کی
نظر توجہ سے فیضیاب ہو قسم دوم امیر و مصاحب کہ رکن قصر سلطنت اور ستون قیام دولت ہیں انکے

تربیت قسم دوم

قواعد تعظیم میں سستی راہ نپاوے ہر کام میں انکی رائے اور تدبیر شامل کرو اور مصلحت ملک کے باب میں جو صلاح
دیں اوسکو بگوش دل سنو اور ایلچی کو زبان سلاطین سمجھو کہ ہر بادشاہ کی حالت اوسکے ایلچی کے اطوار سے
معلوم کر سکتے ہیں پس ایلچی ایسا چاہیے کہ حلیم و دانا سخنگو شیرین زبان فصیح بیان خوبصورت خوش سیرت بزرگ
ہمت صاحب جود و مروت ہو اور لشکریونکی تربیت بھی ضروریات سے ہے کہ انسے چار چیزونکا فائدہ مقصود ہے
اول بادشاہ کی قوت و ہیبت دوم دشمنونکو دفع کرنا سوم رعایا کو امن میں بیخوف و خطر رکھنا چہارم
سرحدونکا تدارک اور راستونکی حفاظت اور انکو بھی چار شرطیں بجالانی ضرور ہیں اول بادشاہ کے تابع فرمان
رہیں اور بیحکم کوئی کام نکریں دوم بادشاہ کے ساتھہ یکدل و یکزبان رہیں سوم آپسمیں اتفاق رکھیں
چہارم کارزار میں مردانگی و فرزانگی کا لحاظ رہے اور بادشاہ کو بھی انکے ساتھہ چار باتیں لازم ہیں
اول انکے لئے سواری اور ہتھیار مہیا کرے دوم ہر ایک کا مرتبہ پہچانے اور عزت و آبرو نگاہ رکھے
سوم مردانِ کار کو فوج میں سربلند کرے چہارم لشکرِ دشمن سے جو مالِ غنیمت ہاتھہ آوے اوسمیں سے انکو بہرہ مند کرے

قسمِ سوم وزیر کہ جو پیرایۂ ملک اور خزانۂ مال اور استحکام بنائے سلطنت اور انتظام امورِ مملکت کا باعث ہیں
انکی تربیت یہہ ہے کہ شرفِ التفاتِ سلطانی سے سرفراز اور عزتِ عنایتِ خاقانی سے مشرف رہیں کہ
چشمِ خاص وعام میں مکرم و معظم نظر آئیں اور اونکے قول پر اعتماد اور فعل پر اعتبار ہو اور مقرب و ایلچی
اور محرمانِ خلوت کی تربیت یہہ ہے کہ ہر شخص کو ایک خاص کام پر مقرر کرو اور خدمت کی قدردانی کرکے
اوسکے لائق نوازش فرماؤ اور کسیکو گستاخ نہونے دو کہ بادشاہ کی ہیبت و سطوت اوسکے نظر میں کم ہوجائے
سبکو مقامِ ادب اور مرتبۂ حیا میں نگاہ رکھو اور جو کہ ملازمینِ شاہی میں اکثر باہم رشک و حسد ہوتا ہے اسلئے
کسیکی بات ایک دوسرے کے باب میں نہ سنو بلکہ سبکو دوستی و موافقتِ باہمی کی ترغیب دلاؤ اور تنازع و
مخالفت سے ڈراتے رہو اور غلام و بندگانِ زرخرید اپنے مالک کے ہاتھ پاؤں اور تمام اعضا میں یعنے
اگر انمیں سے کوئی وہ کام کرے کہ جسمیں خود ہاتھ ہلانیکی احتیاج ہوتی تو وہ ہاتھ کا قائم مقام ہے اور جو کوئی
وہ کام بجالاوے کہ جسمیں قدم رنجہ کرنیکی ضرورت پڑتی ہو تو اوسنے پاؤں کی محنت سے باز رکھا باقی اسی پر قیاس
کرلو اور اس جماعت کے ہونے پر شکرگذاری لازم ہے اور جو کہ انکو بھی کثرتِ کار و بارِ خدمت کے باعث
ماندگی و سستی پیدا ہوتی ہے اسواسطے کام لینے میں رعایتِ انصاف مناسب ہے انکی خورش و پوشش
میں خلل راہ نپاوے اور بندہ میں صفتِ حیا و دانائی نہایت ضرور ہے اور جب کسی میں دزدی و مکر و حیلہ کا اثر پایا جائے
تو جلد اوسکو دفع کریں اور کسیسے کوئی بڑی خیانت یا کوئی گناہ زشت سرزد ہو کہ جو تادیب و تنبیہ سے اصلاح پذیر
نہوسکے تو اوسکو فوراً اخراج کریں کہ دوسرے بندوں میں اوسکی صفتِ بد کا اثر نہ پہونچے ❊❊

مؤلف

صحبتِ شخصِ مفسد و بدکار — مردمِ نیک کو تباہ کرے
دیگ کا ہمنشین ہو جو کوئی — اپنی پوشاک خود سیاہ کرے

اور سلطان جبکسی کام پر مامور کرے تو اوسکو چار طرف کی رعایت لازم ہے اول رعایتِ جانبِ حق
دوم رعایتِ جانبِ بادشاہ سوم رعایتِ جانبِ خود چہارم رعایتِ جانبِ رعیت رعایتِ جانبِ
حق کیواسطے پانچ شرطیں ہیں پہلے شکرِ نعمتِ الٰہی بجالانا تاکہ فیضِ نامتناہی زیادہ ہو دوسرے مراسم
طاعتِ الٰہی کو خدمتِ بادشاہی سے پیشتر ادا کرنا کہ چشمِ اہلِ نظر میں عزیز اور دلِ خلائق میں مقبول ہو
تیسرے رضائے الٰہی کو رضائے بادشاہ پر مقدم جاننا کہ حق سبحانہ تعالےٰ خوشنود ہو تو دوسروں کے غضب سے
کچھہ نقصان نہیں ہوسکتا اور عیاذاً باللہ خدا تعالےٰ غضبناک ہو تو تمام خلق کی خوشنودی سے
فائدہ نہیں پہونچتا چوتھے بادشاہ کے خوف سے زیادہ خدا کا خوف رکھنا اسلئے کہ جو خدا سے ڈرتا ہے

سب اونچے درجے ہین پانچوین بادشاہ کی امیدواری سے زیادہ پروردگار کی امیدواری کرنا کہ بادشاہ
بھی اوسی کا امیدوار ہے اور عنایتِ جانبِ بادشاہ کے لئے چھبیس شرطین ہین پہلے تضرع وزاری اور
اظہارِ عجز و خدمتگاری کہ بادشاہ کا لقب ظل اللہ ہے اسلئے وہ تمام خلق سے خدمت و عبودیت چاہتے ہین
اور اونکی صفتِ استغنا اس امر کی طالب ہے کہ لوگ اپنی حاجتمندی اونسے عرض کرین دوسرے محنت و مشقت
تحمل کرنا اور مکروہات پر صابر و شاکر رہنا کہ خدمتِ ملوک مین حصولِ آسایش و راحت محال ہے تیسرے
جو کچھہ سوچے یا کرے یا کہے اوسمین بہرصورت بادشاہ کی مصلحت مقصود ہو چوتھے نرمی و ملایمت سے
ظلم کی قباحت ظاہر کرکے عدل کی تعریف و توصیف سے بادشاہ کا دل انصاف پر مائل کرنا پانچوین
بادشاہ کو خیر پر مستعد رکھنا کہ سبکو اوس سے فائدہ پہونچے چھٹے جبتک بارہا کسیکو نہ آزما لیا ہو بادشاہ کے
حضور مین اوسکی ستایش نکرنا کہ امتحان کے وقت شرمندگی حاصل ہو ساتوین جس چیز پر بادشاہ کا
میلانِ خاطر ہو خواہ اسپ یا سلاح یا نوکر یا متاع یا زمین وغیرہ اپنے واسطے ہرگز نگاہ نرکھنا بلکہ نہایت
شوقِ دل سے بادشاہ کی خدمت مین نذر کرنا آٹھوین جسوقت بادشاہ مخاطب ہوکر فیضِ ہمکلامی سے
مشرف فرماے تو جان و دل اور عقل و ہوش اور چشم و گوش اور تمام اعضا سے متوجہ ہوکر سننا اور اوسوقت
کسی فکر مین مشغول نہونا اور کسیطرف نظر نکرنا نوین مجلسِ ملوک مین کسی سے سرگوشی نکرنا کہ سلطان کے
دل مین بہت کچھہ خیالات پیدا ہوتے ہین دسوین اگر سلطان کسی سے سوال کرے تو دوسرا اوس کے
جواب مین سبقت نکرے اسلئے کہ اگر بادشاہ کہہ بیٹھے کہ مین تجھسے استفسار نہین کرتا تو پھر اسکے جواب سے
کیونکر عہدہ برآ ہوسکیگا گیارہوین جبتک بادشاہ کچھہ نپوچھے تو خود گفتگو ہرگز شروع نکرے اور
جب کچھہ پوچھے تو معقول جواب دیکر خاموش ہورہے مگر جسوقت بادشاہ کو زیادہ متوجہ پاے تو سخن
دراز کرنا مضایقہ نہین رکھتا بارہوین اگر بادشاہ کسی چیز پر اطلاع نہ بخشے تو ہرگز اوسکا تفحص نکرین اسواسطے
کہ اگر وہ اس لایق پاتا تو ضرور آگاہ فرماتا تیرہوین جو تحفہ اور ہدیہ اور عطیہ مرحمت ہو اوس سے
بے پروائی نکرین اگرچہ وہ شے بہت کم کیون نہو اسلئے کہ بادشاہ کا تھوڑا اکرام بھی بہت ہے چودہوین
طریقِ امانت سے قدم باہر نرکھین کہ امانت ایسی صفت ہے جو مردمِ خوار کو بھی عزیز بنادیتی ہے اور خیانت
ایسی خصلت ہے کہ مردمِ عزیز کو بھی خوار کردیتی ہے پندرہوین جو کچھہ بادشاہ سے عطا ہو اوسپر
قانع و راضی رہین اور زیادہ طلب نکرین کہ حرص کیواسطے ناامیدی لازم ہے سولہوین ہمیشہ
حاضر و غایب سلطان کے اوصافِ حمیدہ اور محامدِ پسندیدہ بیان کرتا رہے اور جو کسی سے کوئی کلمہ
ترکِ ادب کا پسِ پشت بادشاہ کے سنے تو اوسکو ملامت و نصیحت کرے اگر نہ مانے تو سخت سست کہے

اور جب بہی مفید مطلب نہو تو اوسکی ہمنشینی و مصاحبت سے ہاتہہ اوٹہانے مستعد ہوین جو کام سپرد ہو
اوسمین غفلت نکرے اور حتی المقدور حاضر رہے جسوقت بادشاہ طلب کرے فوراً اوسکی خدمت مین پہونچے
اور ہر وقت حضوری و ملازمت سے بہی احتراز کرے اظہار ہوین محبت اور رضامندی سلطان پر
اعتماد کرے اور اپنی بہت کچہہ خدمتگاری پر بہی مغرور نہو اسواسطے کہ بادشاہ کسی کی خدمت سے
ممنون نہین ہوتا بلکہ ہمیشہ اپنے آپ کو سزاوار خدمت جانتا ہے اونیسوین عرض حاجات کا محل
نگاہ رکہے کہ کوئی حاجت بیموقع روا نہین ہوتی اور اسقدر بہی حاجتین عرض نکرین کہ جبین سلطان پر
اثر ملال ظاہر ہو بیسوین اگر بادشاہ کسی کو عزیز رکہے تو اوسکو مناسب ہے کہ مقربان بارگاہ سلطانی پر
فوقیت نہ ڈہونڈہے اور اونکے اعزاز و مراتب کا لحاظ رکہے اکیسوین بادشاہ کے ستم سے رنجیدہ
نہو اور اوسکی سختی و درشتی کو دلجوئی و دلخوشی سے قبول کرے اور اگر از روے ناز کہ جو لازم سلطنت ہے
کسیکو دشنام دین تو اوسکے عوض دعا مین مشغول ہو اور اونکی سختی کو ملائمت شمار کرے بائیسوین
اگر عتاب سلطانی مین گرفتار ہو تو زنہار کسی فرد بشر سے شکایت نکرے اور کینہ و عداوت دل مین
نرکہے اور اپنا قصور سمجہے اور اس امر مین کوشش کرے کہ کسی سبب سے عتاب سلطانی زائل ہو جائے
تئیسوین اگر بادشاہ کسی سے ناراضمند ہو یا کسی کے نزدیک تہمت کا اندیشہ ہو تو چاہیے کہ اوسسے
اجتناب کرین اور جو شخص متہم ہو چکا ہو اوس سے اختلاط نکرے اور اوسکی مجلس مین شریک نہو جبتک
کہ وہ مورد عتاب سلطانی رہے چوبیسوین بادشاہ کی رضامندی حاصل کرنیمین کوشش کرے
اور سلطان کی خوشنودی چار چیزون سے میسر ہوتی ہے اول بادشاہ کے ہر قول کی تصدیق
کرے دوم اوسکی راے اور تدبیر کی ستایش کرے سوم اوسکی نیکی و خوبی ہمیشہ ظاہر کرے چہارم
بدی اور برائی اوسکی ہمیشہ پوشیدہ کرے پچیسوین اسرار سلطانی اور راز بادشاہی کا مخفی رکہنا

[illegible]

اور یہہ سب شرطون سے بہتر و عمدہ شرط ہے اور رعایت جانب خود مین سات شرطین ہین اول
جس جگہہ سے کوئی چیز نہین لینی چاہیے نہ لے اور جہان نہین دینی چاہیے نہ دے تاکہ دنیا مین
بدنام و بیمقدار اور آخرت مین ذلیل و شرمسار نہو دوم حتی المقدور سب کو نیکی پہونچاے اور سب سے
بدی دفع کرے سوم ہمت بلند رکہے کہ ہر شخص کا اعتبار بقدر ہمت ہے جسکی ہمت بلند ہوگی وہ
ہرگز اپنے نفس نفیس کو مال و منال دنیا کی طمع مین کہ نہایت خسیس ہے رسوا و خوار نکریگا چہارم اپنی
ذات پر سختی گوارا نکرے اور نہ خلق اللہ کو سخت گیری سے تکلیف دے پنجم اختیار و اقتدار کی
قدر و قیمت جانے اور موت کی اجل سے پہلے اپنا ذکر جمیل اور اثر خوب یادگار چہوڑے ششم

اپنے جاہ و اختیار پر مغرور نہو اور عزت و احترام پر تکیہ نکرے کہ زمانہ غدار اور سپہر ناسازگار جفا جوئی اور
تندخوئی مین معروف و مشہور ہے ہفتم جہانتک ہوسکے آدمیون سے نیکی کرے کہ بادشاہ کے مقرب ہونیکا فائدہ یہی ہے
کہ تمام خاص و عام سے بسلوک و احسان پیش آئے اور ہر خرد و بزرگ کو فیض پہونچائے اور رعایت جانب رعیت کی
دو قسمین ہین اول انکی محافظت مین نہایت اہتمام بجا لائے کہ اپنے کام سے باز رہین اور اپنے مقام سے جدا ہون
دوم اونسے ظالمونکا شر دفع کرے کہ رعیت بجائے گوسفند ہے اور اہل اختیار بجائے شبان اور بادشاہ گوسفندونکا
مالک ہے پس جسطرح کہ مالک اون بکریونکو چرواہے کے حوالہ کرتا ہے کہ درندہ وغیرہ کی زیانکاری سے نگاہ رکہے
اور عمدہ چراگاہون مین فربہ کرے اور نتیجہ و ثمرہ حاصل کرے مالک کے پاس لائے اسیطرح ارکان دولت کو لازم ہے
کہ رعایا کو گرگان ستمگار او ضرر پہونچانیوالونکی آزار سے بچاکر اونسے وہ کام لین کہ جس سے اونکے دین و دنیا کی بہتری ہو
اور اونکے کسب و منافع کی خبر بادشاہ کو پہونچاتے رہین جب فرمانروا روزگار شاہنشاہ سلامت اور ارکان دولت سے
علی العموم یہہ گفتگو اور حکایت کرچکا تو امرا و وزرا و اہل قلم وغیرہ کی جانب روئے سخن کیا کہ اے امیران اہل ہمت
والے اعیان دولت و سلطنت تم پر لازم ہے کہ بارہ قاعدے ہمیشہ ملحوظ خاطر رکہو اول حق سبحانہ تعالے کی
فرمانبرداری اوسسے زیادہ کرو کہ خلق اللہ جسقدر تمہاری فرمانبرداری کرے دوم اپنے خداوند ولی نعمت کا
حفظ حقوق نعمت نگاہ رکہو کہ کفران نعمت کا نتیجہ بد ہے سوم اپنی قوت بازو سے مال پیدا کرنیکی سعی
کوشش کرو اور بادشاہ کے مال کو طمع کی نظر سے نہ دیکہو کہ مال ہر ایک کا محبوب ہے اور جو کوئی کسی کے محبوب کو
لالچ کی نگاہ سے گہورتا ہے وہ رقیب ہونیکے سبب دشمن شمار کیا جاتا ہے چہارم تمام اسباب مال و جاہ سے
تجمل نفس کی غرض مقصود نہو بلکہ زینت بادشاہ اور آراستگی سپاہ و بارگاہ مدنظر رہے پنجم سواری و مکان
اور پوشاک اور کہانے پینے میں جو چیزین بادشاہونکے لائق ہین اونمین بادشاہ کی ہمسری و برابری سے
حذر کرو کہ ترک ادب ہے ششم جو کام بادشاہ سے صادر ہو اوسکی مدح و ستایش کرو اور یاد رکہو کہ دنیا کے
کاروبار دو قسم ہین یا نیک ہوگا یا بد پس ہر کام کے لئے ایک عمدہ توجیہہ تلاش کرے اوسکو بادشاہ سے
منسوب کرو اور جو مصلحت بعید ہو تو حکیمانہ تدبیر سے خاطرنشان کرنا مناسب ہے ہفتم اگر بادشاہ کی کوئی رائے
تمہارے نفس کے مخالف یا کوئی سخن مکروہ طبع معلوم ہو تو اوسسے بہی اتفاق کرو کہ وہ سلطان ہے اور تم چاکر ہو
چاکر کو بادشاہ کی متابعت ہر حال مین لازم ہے ہشتم اپنے جاہ و تقرب پر مغرور اور بادشاہ کے اعزاز
و اکرام پر گستاخ نہو اگر بادشاہ تم مین سے کسیکو بہائی کہے تو تم اوسکو خداوند سمجہو اگر وہ فرزند کہے تو تم اپنے
آپ کو خادم جانو اور جسقدر وہ عنایت زیادہ کرے تم خدمت زیادہ کرو نہم جو امور سپاہ امیرونکو تفویض ہے
پس لازم ہے کہ امیر اس امر پر بادشاہ کو ہمیشہ متوجہ رکہے کہ اونکا لشکر آراستہ و پیراستہ اور سوکہ حرب و ضرب کے لئے

[illegible]

[illegible]

آمادہ و مہیا رہے اسلئے کہ عالم حوادثات کا محل ہے خدا جانے کسوقت حادثہ پیدا ہو اور کسطرف سے
فتنہ برپا ہو دہم بہت صلاحِ ملک کے واسطے مخبر و جاسوس مقرر رکہو کہ ہر طرف کی خبر پہونچاتے رہیں اور جس
گوشہ سے فتنہ سر اوٹہاتے جلد تدارک اوسکے میں کوشش کرو یازدہم فقیروں کو سلطان کی خدمت میں لیجاؤ
اور مظلوموں اور دادخواہوں کو بادشاہ کے حضور میں لاؤ کہ طبیب دار الشفائے عدالت کے روبرو اپنا درد
دل گذارش کرکے شربتِ شفائے مراد نوش کریں اور جس اسکے خوف سے رعایا بادشاہ کے دربار میں نہیں
پہونچ سکتی اوسکی مثال بعینہ ایسی ہے کہ جیسے آبِ صاف کا ایک چشمہ شیرین ہو اور اوسمیں ایک نہنگ تیغ بخوار
سکونت اختیار کرے ہر چند مردمِ تشنہ لب اوس پانیکے محتاج ہیں مگر اوس مگر کی ہیبت سے پاس نہیں جاسکتے
دوازدہم زبردستوں سے اسطرح زندگانی بسر کرو کہ تمہارا دل چاہے کہ جیسے ہی زبردست ایسی صورت زندگانی بسر
کریں آسکے وزیرانِ باتدبیر و اے مدبرانِ مشیرِ درگاہِ سلاطین میں وزارت سے زیادہ سخت کوئی کام نہیں اسواسطے
کہ بہت لوگ خصوصاً اکثر ملازمانِ شاہی حسد کرتے ہیں اور دامِ حیلہ و فریب میں گرفتار کرنیکی بہت کچھہ صورتیں
نکالتے ہیں کہ پہر مخلصی ممکن نہو مگر تمہاری حفاظت کی کوئی تدبیر راستبازی اور کم طمعی سے زیادہ نہیں ہے تم
کوئی دقیقہ آداب و شرائطِ وزارت کا باقی نچھوڑنا اور یہ سمجھو کہ وزارت کے لائق وہ ہے جسمیں چار اور تین
اور دو اور ایک موجود ہو چار یہ ہیں اول ہوشیاری دوم بیدار مغزی سوم سرانجام کارہائے بزرگ میں
دلیری چہارم جوانمردی اور تین یہ ہیں اول خدمتگاروں کی عمدہ خدمت کے صلہ میں جلد بدلنوازی سے پیش آؤ
دوم جماعتِ سرکش کی گوشمالی و سرزنش کرو سوم حوادثاتِ روزگار پر آمادہ رہو اور دو یہ ہیں اول
جانبِ بادشاہ کی رعایت کرو دوم جانبِ رعیت سے غافل نرہو اور ایک یہ ہے کہ کسی حال میں حق سبحانہٗ کو
فراموش نکرو اور آدابِ وزارت کی اوتیس شرطیں ہیں اول رعایتِ جانبِ حق کو سب چیزوں پر مقدم جانو
دوم شاہ و سپاہ اور رعیت کو دیدۂ انصاف سے برابر دیکھو یہہ کام نازک اور بہت مشکل ہے سوم جو کام
شروع کرو اوسکا انجام بخوبی سوچ لو کہ آخر میں ندامت و پشیمانی حاصل نہو چہارم نیک قاعدے جاری اور بد
رسمیں موقوف کرو پنجم امورات ملکیہ میں اپنی کفایت شعاری ظاہر کرو ششم اگر بادشاہ کی رائے مصلحتِ مالی
و ملکی کے برخلاف ہو تو وزیروں پر واجب ہے کہ اوسپر رضامند نہوں مگر مجمع میں پسند کریں اور خلوت میں
کسی شایستہ تدبیر سے اوسکی قباحت پر مطلع کریں ہفتم منصب و مرتبہ اور تقربِ ملوک اور کمالِ اختیار پر
مغرور نہوں کہ بادشاہوں کا مزاج آب و آتش کا حکم رکہتا ہے ہر منصب کیلئے عزل اور ہر دولت کیلئے نکبت
لازم ہے ہشتم جبتک کہ ہو سکے فرصت کے فوت ہونیسے پیشتر احسان کر لو نہم امیدواروں اور مجروحوں کی
حاجت روائی میں سعی بلیغ کرو دہم سلطان کو نیکیوں پر آمادہ رکہو کہ اوسکی ذات سے ہر خاص و عام کو

دربیان آداب وزیر

شرائط وزارت

فائدہ خطیر پہونچے یازدہم اپنے روزِ حکومت کی قدر جانو اور اوسے فائدہ اوٹھاؤ اور کارسازی و دوست
نوازی مین کوشش کرو آزار وایذا کسیکو نہ پہونچاؤ کہ بے اختیاری کے عالم مین حسرت و ندامت کے سوا
کچھہ ہاتھہ نہین آتا دوازدہم رجوعِ خلق اور آمد و رفتِ مردم سے نہ گھبراؤ اور اون سے ملاقات کیوقت
چین بجبین نہو اور یقین جانو کہ یہہ لوگ اختیار کے لازم ہین جس مقام پر یہہ صفت ظہور کریگی وہان
اوسے چارہ نہین ہے سیزدہم دوستِ خالص پیدا کرو کہ سب نعمتون سے احبابِ یکدل و محبت بہتر ہین چہاردہم
ظالمون اور خیانت شعار عاملون سے غافل نرہو ہمیشہ اونکے حال کا تفحص اور تجسس کرو اور جس کسی سے
ستم و خیانت سرزد ہو اوسکو سزا دینی واجب ہے وہ کہ دوسرونکو عبرت ہو پانزدہم عاملون سے رشوت نہ لو کہ اگر تم رشوت
لینے سے راضی ہوتے ہو تو گویا اوسکو بھی رشوت لینے کی اجازت دیدی شانزدہم اگر کسی کا ستمدیدہ کہ کوئی فریب اور کینہ سخن چینی پر موقوف حاصل ہو تو
بے پروائی ظاہر کرو اور بادشاہ سے بھی اسباب مین کچھہ نکہو اور سوال و جواب مین مناظرہ و جدال کا موقع
پڑے تو حلم و وقار سے جواب دو کہ خفت و سبکساری کی نوبت نہ آئے ہفدہم بادشاہ کی ادنی بات
اور کمتر اشارے مین اپنا تمام مال و اسباب خرچ کرنے پر مستعد رہو کہ بادشاہ اوسکو اپنا مال سمجھے اور نظر
طمع سے اوسپر نگاہ نفرمائے ہجدہم اگر کوئی کام کسیکو تفویض کرو تو بہت کچھہ فکر و تامل درکار ہے اور
جبتک بار بار نہ آزمالو ہرگز اعتبار نکرو کہ انجامِ کار منفعل اور شرمسار نہو نوزدہم وہ کام کہ جسمین داخل ہونا
آسان اور خارج ہونا دشوار ہو زنہار شروع نکرو اسے دبیرانِ اربابِ قلم والے منشیانِ عطارد رقم مسکو
امین و معتمد اور خوش طبع و تیز ذہن اور باریک فہم و دقیقہ رس اور اصطلاحات سے باخبر ہونا بہت ضرور ہے
اسے عملداران و المتصدی والے کارپردازانِ باخبر اگرچہ تم لوگ وزیرون سے متعلق ہو اور جب وہ تمکو محکِ امتحان پر
کامل عیار پاتے ہین اوسوقت خدمتِ عمل پر مامور کرتے ہین لیکن تمکو چاہئے کہ ہمیشہ نیک سیرت و خوش خو اور حرص
و طمع سے علحدہ رہو اور عامل کے لئے یہہ صفت درکار ہے کہ دست بستہ و دست کشادہ ہو یعنے کارِ نیک مین
ہاتھہ کہولے اور خیانت سے ہاتھہ بند رکھے اور ایسی رسمِ قبیح نہ نکالے کہ بادشاہ کو بدنام کرے اور خود بھی مطعونِ
خلائق ہو اسے زمرۂ ندما والے گروہِ رفقا جو کہ تم بادشاہِ ذیجاہ کی دولتِ ہمنشینی سے شرفیاب ہو اسلئے
تمکو قواعدِ ادب اور رعایتِ حرمت مین کوشش کرنی ضرور ہے اور تمہارے واسطے یہہ شرط ہے کہ جو کچھہ
بادشاہ کے نزدیک مقبول و مکروہ ہو اوسکو بخوبی جانو اور جو چیز بادشاہ کو مقبول ہے وہ ہرچند تمہارے
نفس کے لئے مکروہ ہو مگر اوسکو اختیار کرو کہ حظِ نفس کا ترک کرنا لازم ہے اگر تم مین اور بادشاہ مین کوئی ایسا
معاملہ یا ایسی گفتگو واقع ہو کہ جو تمہارے لئے مفید مطلب ہے اور بادشاہ کے لئے مضر ہو تو اوسمین اپنے فائدہ پر
ہرگز نظر نکرو بلکہ وہ ترکیب نکالو کہ اوسکا حظ بادشاہ کو حاصل ہو کہ بادشاہ سے تمکو ہر طرح کا فائدہ ہر وقت پہونچ سکتا ہے

امین و معتمد کی صفت

کارپرداز کی صفت

مصاحبون کی صفت

اور جو کسی حالتین دونوں میں سے ایک پر قباحت عائد ہو تو اس باب میں کوشش کرو کہ وہ قباحت اپنی جانب راجع ہو اور سلطان آفت سے محفوظ رہے کہ وہ اس نقصان کو تمسے بہی رفع کر سکتا ہے اور پیشہ بادشاہی کی خدمت میں چشم و دست اور دل و زبان کو تابع فرمان رکھو کہ سلامت رہنے کی یہی عمدہ ترکیب اور بہتر تدبیر ہے

مؤلف

اے شہنشاہِ معدلت گستر — خسروِ دادگر خرد پرور
اے اسیرانِ ذی شکوہ و حشم — دافعِ رسمِ جور و ظلم و ستم
اے وزیرانِ ہوشمند و فہیم — صاحبِ عقلِ نیک و رائے سلیم
اے ندیمانِ اہلِ شوکت شان — خیر خواہِ رعیت و سلطان
اے ندیمانِ خاص و رمز شناس — محرمِ رازِ خاصۂ قرطاس
اے غلامانِ بندۂ درگاہ — خادمِ بارگاہِ شاہنشاہ
اے سوار و پیادۂ لشکر — رونقِ ملک و زینتِ کشور
اے رعایائے مصلحت اندیش — فدویت شد با و عقیدت کیش
اے تماشائیانِ بزمِ حضور — جلوہ اندوزِ محفلِ پر نور
سنیے اتنی جو عرض باشی کی — استدعا عرض خدا ہی کی
کر سخن پر مرے خیال رہے — مملکت صاف بے زوال رہے
گر مرے قول پر عمل ہو گا — سلطنت کو نہ کچھ خلل ہو گا
یا الٰہی بعہدِ شاہِ دانشور — جانِ علم و ہنر خرد پرور
بر سرِ تختِ خسروی دائم — رہے تا حشر دائم و قائم
تا جہان است در جہان باشد — شاد و مسرور و کامران باشد

دانایے ہوشیار فرزانہ روزگار یہ تقریر سریع التاثیر درجۂ اختتام اور پایۂ اتمام پر پہونچا کر اپنی کرسی جواہر نگین پر جلوہ فرما ہوا اوسوقت وزیرِ اعظم شعور سخن رس اپنے مقام قیام سے آگے بڑھا اور بآوازِ بلند پکار کر کہنے لگا کہ اے مجمعِ بنی آدم آج کیا مبارک وقت ہے کہ سلطانِ عقلِ مجسم نے اپنے حینِ حیات میں بحالتِ صحتِ نفس و ثباتِ عقل و سلامتِ ہوش و حواس اپنے فرزند سعادتمند سلطان ابن السلطان خرد پرورِ عالیشان کو اپنا جانشین اور وارثِ تاج و نگین بنایا اب تم سب صاحبوں پر واجب و لازم ہے کہ سلطانِ عقلِ مجسم کے حضورِ اقدس میں بصدقِ دل اس جشنِ میمنت کی

مبارکباد عرض کرو اور سلطان خرد پرور کی خدمتِ والا منزلت میں اس جلسۂ تہنیت کی نذریں گذرانو
پھر خود پایۂ تختِ خسروِ ہمایون بخت پر بوسہ دیکر یہہ مطلعِ آبدار پڑہا خرد آج وہ دن ہے کہ اے خسروِ والا گوہر
کوہ دے نذر تجھے لعل تو دریا گوہر پہہ آئین ادب نذر دکہلائی شہریارِ عالی مقدار نے باندازِ شاہانہ قبول فرمائی
فوراً سلامی سر ہونے لگی دفعتہً اکیاون ہزار توپ پر تیتی پڑی شروع ہوئی کرۂ خاک سے فلک الافلاک تک
مبارک و سلامت کا شور مچا اور امراؤ نے واعلے نے بخوشی و خرمی نذرِ تخت نشینی واورنگ
آرائی پیشکش کی نظامِ احقر الانام نے بتقریبِ مبارکباد فی البدیہہ یہہ غزل سنائی

مؤلف

عروجِ تخت یاور اے خرد پرور مبارک ہو
جلوسِ تخت پرور اے خرد پرور مبارک ہو

سرِ خلقِ خدا پر آج تو ظلِّ خدا ایسا
ہوا ہے سایہ گستر اے خرد پرور مبارک ہو

ہے عالم قاف سے تا قاف تیرا تابعِ فرمان
خراجِ ہفت کشور اے خرد پرور مبارک ہو

ہمیشہ نصرت و فتح و ظفر ہو ہوش ہمدم
سپاہ و فوج و لشکر اے خرد پرور مبارک ہو

تیرا فیضِ شہنشاہی تیرا لطفِ خداوندی
نظامِ مدح خوان پر اے خرد پرور مبارک ہو

جسوقت یہہ غزلِ بے بدل تمام ہوئی خرد پرورِ والا گوہر نے ستر پارچہ کا خلعتِ بیش بہا مع چند
اطباقِ سیم و طلا مرحمت فرمایا اور ہر سرِ دربار مورد تحسین و آفرین بنایا پہر عقلِ مجسم نے خرد پرور سے
ارشاد کیا کہ اے جانِ بابا آج تمہارا اوستادِ فرخ نہاد اجازت خواہِ وطن ہے اور صرف ہماری خاطر
عزیز سے ابتک اپنی اوقاتِ عزیز کو تمہاری تعلیم و تربیت میں صرف کیا جسکا نتیجہ نیک اور ثمرۂ بہتر کو اسوقت حاصل ہے

نظم

فرا مشکن حقِ اوستادِ علم
کہ بر ہمت اوست بنیادِ علم

اگر دولت ہست از اوستاد نیست
بدستِ اسب تو جز باد نیست

مر اوستاد را ہر کہ محکوم شد
بسے بر نیامد کہ مخدوم شد

جسوقت خرد پرورِ رشکِ قمر نے یہہ کلام حسرت التیام سنا بیساختہ بچشمِ اشک آلود معلم آموزگار فرزانہ روزگار
کیطرف متوجہ ہوکر زبانِ لطافت بیان سے اسطرح در افشان ہوا کہ اے شفیقِ نصیحتگر بجائے بہترین پدر آپکی ذات
سراپا برکات سے کہ مجمعِ صفات اور مظہرِ کمالات ہے اس دیارِ نوبہار آثار کو ہر طرحکا سرمایۂ اعزاز و افتخار حاصل ہے
خصوصاً یہہ ذرۂ ناچیز اور بندۂ بے تمیز حضرت کے فیضانِ صحبت اور نظرِ تربیت سے آجتک بہرحال ذخیرہ اندوز

نیکنامی دائمی ہے بعد آپکے کسطرح اپنی رائے ناقص کو معتبر تصور کریگا اور کاروبار سلطنت میں کس سے مشورہ لیگا
فرزانہ روزگار نے کہا کہ اے خسرو آفاق گیر و اے خرد پرور روشن ضمیر الطاف ایزدی و تائید سرمدی سے ہر ایک مشکل کو
تم خود بآسانی سرانجام دے سکتے ہو مگر کسی سے کوئی بات دریافت کرنیکی احتیاج تمہارے نہیں مگر وزرا ہے کہ زرین نفس
خصوصاً شعور سخن ہیں کہ تمام کاروبار اور امور دشوار میں اپنا صلاح کار سمجھنا اور اس درگاہ سے رضا جو کو بدعا سے
خیر یاد کرنا کچھ نقد و خلعت کی تجویز نفرماتے کہ اس نیازمند درگاہ بے نیاز کو دولت دنیوی کی مطلق پروا نہیں
یہہ بار گران کون اوٹھائیگا بلکہ آجتک جو کچھہ پایا ہے خسروی کی مرحمت ہوا اوسکو بھی قصر تعلیم میں چھوڑ جائے گا

فرد

شتاب اے غم دنیا کہ بگردم نرسی | بکن از دور دو ائم کہ شتابان رستم

خسرو پرور نے ارشاد کیا کہ حضرت سلامت احقر کی تمناے دلی یہی ہے کہ آپ ہمیشہ مثل ہما بالون فراش تمہارے سایہ
سایہ گستر رہیں فرد سایہ ات کم مباد از سر ما ؎ بسط اللہ ظلکم ابدا ؎ آپکا صدمۂ مفارقت اور قلق مہاجرت
ہرگز گوارا نہیں اسواسطے کہ دل نیاز منزل ہمیشہ سے خوگر اخلاق کریمی اور عادت پذیر اشفاق سامی ہو چکا ہے آپکے صبر و قرار معلوم

شعر

فراق ہیچ کہ آمد در جہان یارب | کہ روی ہیچ سیہ باد و خانمان فراق

فرزانہ روزگار نے کہا کہ فرد بخت و دولت مدام یار تو باد ؎ حقتعالی نگاہدار تو باد ؎ روز ازل سے
آوارہ گردی و تنہا نشینی اور دشت نوردی و عزلت گزینی خاص میرے واسطے مقرر ہو چکی اسلئے آبادی سے نفرت
اور ویرانی سے رغبت رکھتا ہون اور یقین ہے کہ بعد مرگ بھی وحشت دل گریباگیر رہیگی اور جوش جنون سے چین نہ ملیگا

مؤلف

آسودگی نصیب نہوگی مزار میں | آوارگی سے قسمت مشت غبار میں

ایام وصال ہنگام فراق سے بدلتے ہیں اور روز فرقت زمانۂ صحبت کا قائم مقام ہوتا ہے

مؤلف

ہے اب جو عزم سفر مصمم خدا کو ہم سونپتے ہیں تمکو | روانہ ہوتے ہیں سب کہکے ہذا فراق بینی و بینکم کو

خسرو پرور نے کہا کہ اگر آپکو یاد الہی منظور ہے تو یہان بھی صومعہ و خانقاہ تیار ہو سکتا ہے اور جو صرف
گوشہ گزینی مدنظر ہے تو ایک حجرۂ مختصر اسجگہہ بھی کفایت کرتا ہے اگر سیر دشت و کوہسار پر طبع شریف مائل ہے
تو اس سرزمین کی بھی نواح دلکشا اور آب و ہوا جانفزا ہے اور جو تماشاے باغ و لالہ زار پر مزاج اقدس
راغب ہے تو اس شہر میں بھی چمنستان شاداب اور خیابان سیراب موجود ہیں ؎ ف

ہیچ یارِ دہ خاطر و ہیچ دیار ٭ کہ بر و بحر فراخ است و مردمان بسیار ٭ فرزانۂ روزگار نے کہا کہ اے
خرد پرور خجستہ پیکر میں کیا بتاؤں کہ وہاں کس لیے جاتا ہوں اور بعد جانے کے کیا کام سرانجام دونگا ٭ شعر ٭

سرم شوریدگی جوید ندانم چیست سوداش ٭ دلم آوارگی خواہد ندانم چیست مقصودش

خرد پرور نے نہایت حسرت و افسوس سے کہا کہ بندہ بہر حال تابع فرمان ہے اتنی مجال نہیں کہ خلاف
مرضی کوئی بات کر سکے ناچار بحالِ زار فی امان اللہ کہتا ہے ٭ فرد ٭ نتوان ہجر تو آسان وداع جان کردن ٭
ولے وداعِ تو آسان بہیچ عنوان کردن ٭ ہر چند بے اختیاری شوق اس امر کی مقتضی ہے کہ حضرت کو زنہار
جانے نہ دوں مگر خوفِ ادب سے یارائے دم زدن نہیں چیز مجبور ہوں ٭ رباعی ٭ رفتی کہ چو آفتاب گیتی باشی
در پرتو خویش عالم آرا باشی ٭ ناشاد گروہے کہ تو زانجا بروی ٭ آباد دیارے کہ تو آنجا باشی ٭ فرزانۂ روزگار نے
کہا کہ وہ مقامِ وحشت فرجام کوئی شہر و دیار نہیں بلکہ ایک دشتِ کوہ نما اور کوہ دشت آسا ہے

فرد

دران وادی کہ من میباشم آبادی نمی باشد ٭ سیاہی میکند از دور گاہے چشم آہوے

وہاں ہر صبح و شام کو میری طرف سے بہ حکم نافذ شرفِ انقاد باتجا ہے کہ ٭ شعر ٭ گر خون آید بسوی ہم رو دہ بیگانہ
درخیر و پرسد نشانِ من بگو در خانہ نیست ٭ خرد پرور نے کہا کہ میں شعور سخن رس کو جناب کے ہمرکاب [illegible]
کرتا کہ وہ نور افشان خدمتِ مبارک میں حاضر رہے حافظ حقیقی آپکو بخیر منزل مقصد پر پہونچا اور پھر اس دور افتادہ
ہجر آلودہ کو دولتِ قدمبوسی نصیب ہو ٭ فرد ٭ اے خوش آن روز کہ بینم رُخ فرخ فال تو ٭ از سر شوق دوم تا باستقبال تو ٭
فرزانۂ روزگار کرسی زرنگار سے اوٹھ کھڑا ہوا اور کہا ٭ فرد ٭ میروم زین شہر لیکن لشکر دیدم و تفاوت ٭ میتوان
ہنگام رفتن کرد استقبالِ من ٭ اوسوقت خرد پرور نا سوا اپنے سر بخیالات سعیدے اوٹھا اور بچشم اشکبار
فرزانۂ روزگار کا قدمبوس ہوا اور شاہِ فرخ نہاد نے سینے سے لگا لیا اور دعا دی کہ خبر کہ جو دین و دنیا کے لیے وافی
وکافی ہو وہ کر رخصت ہوا سلطان عقلِ مجسم نے ایک آہ سرد کھینچکر دل پُر درد فرمایا ٭ شعر ٭ تو عزم سفر کردی و حتی کنج عیش
ہستی کہ خویش و شکستی کمر من ٭ فرزانۂ روزگار نے ارشاد کیا کہ ٭ فرد ٭ مشغد اند تماشائے جہان بدل ٭ کہ دل بردن
کاریست مشکل ٭ یادِ الٰہی سے کوئی شے بہتر نہیں ہے خیالات کو اوسطرف متوجہ فرمانا اور فکر غیر کو دلِ معرفت
منزل سے ہٹا کچھ بہت خوب ہے ٭ فرد ٭ اِی دنیا را غفلت زندہ دل پیدا شتم ٭ خفتہ بود انم مردگان را زندگی بخشید
یہ کلام عبرت التیام زبان حقائق بیان سے ارشاد فرما کر شاہزادہ بہ منزل مقصود ہوا شعور سخن رس ہمراہ ہو گیا
خرد پرور نا سوز و بریاد برخاست کیا عقلِ مجسم نے زاویۂ تنہائی میں عزلت گزینی اختیار فرمائی شعور سخن رس دوسرے
دن فرزانۂ روزگار کو بخیر و خوبی کوہ نور افشان پر پہونچا کر پھر شہر دانش آباد میں داخل ہوا اب ہر روز

سلطان خرد پرور فرخندہ اختر مسند سلطنت پر جلوہ گر ہو کر اہل عالم کی حاجت روائی و عقدہ کشائی فرماتا ہے اور ہر دم و ہر لحظہ شکر نعمت پروردگار مالک الملک بجا لاتا ہے

شعر

شکر نعمت‌های تو چندانکه نعمت‌های تو
عذر تقصیرات ما چندانکه تقصیرات ما

تمت

اللهم یسر و تمم

التماس مؤلف

برسوں میں آج لائے ہو تشریف اے نظام | اچھا تو ہے مزاج مبارک جناب کا
دم بھر کو سر اوٹھانیکی فرصت نہیں ملی | کیا آپ کھیل سمجھے تھے لکھنا کتاب کا

اے میرے بے نہایت مہربان خدا تیرے شکور میں تیرا شکر بے انتہا ادا کرنے کیلئے کس دوکان سے بیشمار قوت ناطقہ مول لاؤں اور کس بازار سے بے حساب زبانیں خرید کروں اے میرے رحیم و کریم رب غفور میں تیری حمد بجا لانیکے واسطے حسن معجز کلامی کس اعجاز بیان مسیحا تاثیر سے اور وام مانگوں اور سحر بیانی کس سیف زبان جادو تقریر سے قرض لوں

غزل مؤلف

ہمیں تو کچھ بھی خبر نہیں ہے کہاں ہے تو کون کدھر ہے | خبر جسے کچھ ملی ہے تیری وہ دونوں عالم سے بیخبر ہے
جو دل ہے پہلو میں برق خرمن جگر ہے سینے میں شمع ایمن | غبار طور رہ تجلی شرارہ سرمہ نظر ہے
ثنا جو تیری کرے نگارش صفت جو تیری کرے گذارش | قلم میں طاقت کہاں ہے اتنی دہن میں قدرت کب اسقدر ہے
ہوا جو مخفی ظہور کثرت ہی تو اور تیرا گنج وحدت | جو ہم نہونگے تو کچھ نہوگا ہمارے دم تک یہ شور و شر ہے

خیال تیرا کدھر گیا ہے نظام گستاخ کیوں ہوا ہے
بشر سے وصف خدا ہو کیونکر خدا خدا ہے بشر بشر ہے

نطق کو تو نے پیدا کیا ہے تیری ثنا کی ہو تی جبر تیرے روبرو کیا گفتگو کر سکے عقل کو تو نے ہویدا کیا ہے تیری سکھائی ہوئی سے کسطرح تیری جستجو کر سکے اگر نطق کو زیادہ قوت گفتار دیتا تو اوسکو بہت کچھ باتیں بنانے میں کیا انکار تھا اور جو تو عقل کو کچھ اور بھی طاقت رفتار دیتا تو اوسکو حد تک پہنچ کر دور تک جانے میں کیا عار تھا نطق کو اتنی

قوت بھی نہو تو اسے صورت میں بھی کیا مجال کہ گلہ شکایت ہو لب سے اور عقل کو استعداد تھا ہی نہیں تو کیا مدت از شکوہ کی حکایت میں کہوں

نظم لطیف

نطق گفتار سے ہوا معذور | عقل رفتار سے ہوئی مجبور
فکر گفتار میں وہ بیچارہ | راہ رفتار میں یہ آوارہ
گفتگو ہے شہید تیغ شوق | جستجو ہے قتیل تشنۂ ذوق
شوق ہے صدائے نازونیاز | ذوق ہے نوائے محرم راز
ذوق و شوق سے نشاط آہنگ | قلقل شیشہ ہائے ربط و چنگ
نغمہ جب سر گلو ٹھہرے | خاموشی عین گفتگو ٹھہرے
شورش حسن تنگ ہے نا چند | شور شیرینی سخن لب بند

امابعد نگاہ دیدۂ حیرانی و آماندگی غبار ناتوانی انفعال نالۂ بے اثر چکیدۂ کباب جگر وارستہ رنگ و بو اسراج نظام نا کام دیدہ براہ کہ جنکی شگفتگیہائے مقال ایک جگر ہے پرارمان سوز و داغ چھپا اور جسکی شوخیہائے خیال ایک شعلہ ہے چراغ افروز فتیلہ داغ سینہ جسکے ذہن کو بد انشائے خبر ہے نہ جسکی طبع بے ادا کا اثر ہے جو ہر شناسان باریک خیال اور وحش قیاسان نازک مقال کی خدمت سراپا عظمت میں التماس پرداز ہے کہ الحمد للہ اس زیبا عروس فکر رسا او اس فرخندہ شاہد بن دکانے حجرۂ دل مشتاق سے جلوہ فرما ہو کر حجلۂ صفحات اوراق پر قدم رکھا ہوں کو منزلت عشق ازلی ہوئی عشق کو دیکھا چاہئے کہ کس درجہ پر پہونچا ہوگا خاطر رنگین بیانی سے رشک نگارخانہ چین طبع شگفتگی معانی سے غیرت فردوس برین جسنے مشاطۂ تقدیر نے عروس رعنائے عالم کو بزیور گوہر نگار قوافی اور مفت سیارات سے زیب و زینت دی ہے کسی تالیف و تصنیف کے شاہد زیبا نے اس حسن ترکیب کے ساتھ سراپردۂ فضائے شہود میں رونق نہیں بخشی اور جب کہ نقش طراز قدرت نے صفحات صحیفہ امکان کو استقدر نقش و نگار عجیب و غریب کی تصویروں سے مرقع حسن و خوبی بنایا کسی نقش نشین نے لوح سادہ کاری پر اس نقش بندی کے ساتھ خاطر خواہ اپنا نقش خاطر نشین بٹھایا غرضکہ شاہد بن نے شوخی و دلال سے اپنے جمال رخ بے مثال سے پردہ اوٹھایا ہے اور نظورۂ فکر عقل نے بیانے بہزار کرشمہ و ناز جلوۂ سراپا اعجاز دکھایا ہے یعنے صحیفۂ انتخاب سفینۂ لاجواب اور وقیعۂ نایاب و کتاب مستطاب بظہور نور ظہور موسوم بہ نسخۂ عقل و شعور انجام کو پہونچا مؤلف نامہ سیاہ کے کاتب تحریر ہوئے پہلے حسب دلخواہ حسن اختتام کو پہونچا فرد تنگی این نامہ بعنوان رسید بہ بشت از غم بپایان رسید سبحان اللہ فیض ازل نے ایک بہتی انجمن آراستہ کی الحمد للہ عمر اپنے ایک بزم رشک چمن

بر ایسہ کتاب ہی فی الحقیقت اسکی تحریر بے تعصب صفحہ گدے میں بہرہ ور ہمتا ہی دلی ہے اور شوق گاہ میں
رشکِ چمن کہلانیوالی ہے چشمِ بدِ دور جملہ سخن کی شراب جیسا سعد پر جوش ہے کہ جس جسکی دوچند فزاے اثر نمان
جسکی تیجے دلکشا ہے اسقدر تعرض کرے کہ اگر حجر الاسود کعبہ کی دیوار ہے اور عمامہ فضیلت مشتری کے سر پر زیبا ہے گر بحجے
تو مقام تعجب نہیں رشکِ طرزِ بیان اور حیرت انداز رقم اور حسد عیش تماشاے ہمیونکے جسم پر ایسا لرزہ نہیں طاری ہے
کہ تارِ نبض کی مضراب انگشت اور زہرہ کا نغمہ ساز ہے اور مانی کے موقلم ہاتھ سے اور عطارد کا نقش نوکِ
قلم سے اور پرویز کی شراب ساغر سے بلکہ شراب کی تیزی نشے سے جاتی نہ رہے

مؤلف

عجب ہے تازہ و شاداب یہہ گل
فرشتہ جس کی خوشبو پر ہے بلبل

عجب یہہ شمع بزمِ دلبری ہے
کہ جس پر شکلِ پروانہ پری ہے

عجب کچہہ ذائقہ اس میں ہے میٹہا
بنا ہے خضرِ طوطی اس شکر کا

عجب ہے واہ یہہ موزون صنوبر
کہ ہے الِ نظر قمری ہے جس پر

عجب شب تاب ہے یہہ ماہتاب
کہ شوجان سے چکورِ اسکا ہے مہتاب

عجب لیلی ہے یہہ آشوبِ محفل
کہ مجنون جس پہ ہے ہر ایک عاقل

عجب شیرین ادا ہے یہہ جگر بند
کہ ہے فرہاد جس کا ہر ہنرمند

ماشاءاللہ تحفہ ذخیرۂ دانشمندی و ہنروری ہے اور مجموعہ خزینۂ فرزانگی و خرد پروری ہے کہ جسکے
معانی ذوق نواز کی لذتِ شکر سے طوطی کے منہ میں پانی بھر آتا ہے اسلئے شیرین نوائی سے لاچار ہے
اور رنگین بیانی گلشنِ پرداز کی بہارِ گلِ تر کو بلبلِ زار کے آشیانے تک پہونچایا ہے اسواسطے ترکِ غزل سرائی
دشوار ہے سرو دایک بست کو یاد دلایا ہے اسلئے گریہ مستانہ سر کرتا ہے آئینہ ایک سادہ رو کو دکہایا ہے اسواسطے
نقشِ حیرت صفا سے جانِ خود فروشی پر احسان دہرتا ہے حسن کسی شعلہ عذار کا بزم افروز ہے کیا تاب کہ پردۂ چشم
تماشاگر کو نگاہِ گرم نہ جلاے اور جمال کسی آئینہ رخسار کا عالم سوز ہے کیا مجال کہ پروانے کے شبستان میں شوقِ
جگر سوز شعلہ تعل بہرکا سے ہو گر وکی جبین ابروِ نقشِ سخن جبین پر جوش ہے اوج نظر و نگاہ مردم دیدہ عجیب بینی کے ماتم میں سیہ پوش ہے

بیت

گر بے ہنرم وگر ہنرمند
لطف است امیدم از خداوند

فقط

END

قطعۂ تاریخ اختتام نسخۂ عقل و شعور از مؤلف ہیچمدان سراپا عجز و قصور

بہت نامی ہی بحا وہ رشک جیحون کہ جس سے جا بجا ہی آب مکنون
لگاتی ہی غوطہ جو طبع موزون اوٹھا لاتی ہی گوہر ناب مضمون

جہان ذکر ترغیب تعلیم آیا سر جوش شوق سے بے محابا
ہوا ہے تدریس آغاز جسجا وہان طفل مکتب بنا ہے گردون

جہان حال سفر و مرکب کم ہے تو ضرب المثل او تضعیف بہم ہے
حکیموں کے اقوال کا مبدا ہے ترقی عقل و خرد روز افزون

جو ہے صرف و نحو او منطق کا چرچا تو حسن حقیقت ہی ہنگامہ آرا
جہان ذکر ہی حکمت منزلی کا وہان علم اخلاق بھی ہی ہمایون

جہان ہے بیان بدیع و معانی فصاحت بلاغت کی ہے نکتہ دانی
سما تاریخ مین خوش بیانی خدا داد ہر صنعت نغز مشحون

زمانہ کا نقشہ نظر سے جو گذرا ہر اقلیم و ہر بقعہ اعظم تماشا
جو ہے ذکر جغرافیہ حیرت افزا تو آئینہ ہی بحر و بر کوہ و ہامون

جہان ہیچ کیا کیا بلندی و پستی تحریر جھلکتا ہے عبرت پرستی
نئے رنگ ہر رنگ نیرنگ ہستی تواریخ عالم کا عالم دگرگون

حساب و ریاضی و علم مساحت وہ آلات و اشیا کی شکل و صورت
وہ ترکیب جر ثقیل اور وہ حکمت کہ شیدا ہو جس پر خرد عقل مفتون

طبیعیات و علم عناصر جہان ہے وہان جلوہ علم ہیئت عیان ہے
نظام کواکب کا سمجھا بیان ہے تو ہر صفحہ کاغذ کا ہے رشک گردون

جہان قوت جاذبہ و کشش سے عجائب غرائب خیال آفرین ہے
جو ذکر طلسمات ارژنگ مین ہے وہ ہے جادو و سحر و نیرنگ و افسون

جو ہے تار برقی و تصویر عکسی حقیقت مفصل گذارش ہے اسکی
وہ تلمیح و وجہ تمثیل نگاری کہ جس پر تصدق ہو روح فلاطون

جہان خوشنویسی کی کچھ گفتگو ہے وہان جلوہ حسن خط روبرو ہے
اگر مشق صورتگری آرزو ہے تو ہر نقش لیلی ہی او خامہ مجنون

رقم ہے جہان گیسوی انشا تو ہے طرز تحریر دلکش سراپا
خیال رسا وسعت عرش پیما ہی فکر تعمق گرانجہ قارون

شگفتہ ہے جسجا ریاض ریاضت وہان روز و زینش و مشق کثرت
اگر ہے طبیعت کو کچھ اون سے رغبت تو ہر اسپ ہے غیرت رخش گلگون

جہان محفل امتحان جلوہ گر ہی جہان محو شہزادہ نامور ہے
پسند خاطر شاہ شہین پدر ہے تو پہر اور کیا کچھ ہے آئین قانون

ہر اک باب مین علم و فن کا بیان ہے کہ ہے پہلے تعلیم پھر امتحان ہی
دلاویز و دلکش عجب داستان ہے بہ شکل فسانہ لکہا ہی یہ مضمون

شہ دانش آباد عقل مجسم شعور سخن رس و زیر معظم
خرد پرور نامور غیرت جم ہے شہزادہ شاہ رشک فریدون

ہے قاف کوہ اک نور افشان تہا فرزانہ روزگار او مین نہان
وزیر اوسکو لایا جو نزدیک سلطان ہوا شاہ دونوں کا مشکور ممنون

دیا اوسکو منصب معلم گری کا لیا اوسنے عہدہ خرد پروری کا
بنا باغبان باغ دانشوری کا کہلا شاہ کا غنچہ طبع محزون

جو دیکہا کہ قابل ہی اب شہزادہ تو خوش ہے شہنشاہ حد سے زیادہ
ہے اوستاد کا بھی وطن کا ارادہ قلم جی مین ہے یا تہہ مین ہی کہدون

نظام حزین طول تقریر کب تک بہلا فکر تاریخ تحسہ بر کب تک
سنہ ہجریہ کہدو تا خیر کب تک ہی خوب مجموعہ کتاب ہمایون

سنہ ۱۲۹۰ ہجری

قطعۂ تاریخ ہجری و صنعت غیر منقوط از مؤلف کتاب

عقل و شعور بن کے عروس پری جمال — آراستہ بہ زیور عقل و شعور ہے
ہے قصہ اسکا سے ہمہ تن دانش و خرد — ہے نذر امتحان جو عقدہ عقل و شعور ہے

تاریخ مجدد یہ ہے بہ منقوط اے نظام
عقل و شعور دفتر عقل و شعور ہے

سنہ ۱۲۹۰ ہجری

نظام فضل الٰہی سے کی رقم تو نے — یہ داستان عجیب و غریب عقل و شعور
ہوا تمام جو افسانہ خرد پرور — کہا خرد نے کتاب عجیب عقل و شعور

سنہ ۱۲۹۰ ہجری

سنہ و فکر نظام خستہ جگر — ختم افسانہ خرد پرور
سنہ ہجری قلم نگارش کر — زبر و بینہ خرد پرور

سنہ ۱۲۹۰ ہجری

تعلیم و امتحان ہے جو مرغوب و دلپسند — عمدہ مقدمہ ہے تو نا باب خاتمہ
تاریخ ہے یہی سنہ فصلی کی ای نظام — دیباچہ و مقدمہ دہ باب خاتمہ

سنہ ۱۲۸۰ فصلی

نگار عقل و شعور از من چو گشت رشک بہار گلشن — بوضع نیک و بوجہ احسن ذریعہ ہوشمندی آمد
برائے تاریخ ختمت آن بگوش ہوش نظام ناداں — خروش فتح سروش یزداں ذخیرہ ہوشمندی آمد

سمت ۱۹۳۰ بکرمی

یہ نسخہ اک نگار سدا بہار ہے — گلگشت باغ سے ہے فزوں اس چمن کی سیر
سب کچھ ہے اسمیں مہر و مہ و نجم و عرش و فرش — ارض و سما و جن و ملک انس و وحش و طیر
جو حق پرست ہیں یہ ہے اونکے لیے حرم — جو ہیں صنم پرست یہ اونکے لیے ہے دیر
خالی تعصبات سے تقدیر ہے مری — اندیشہ یگانہ ہے مجھکو نہ خوف غیر

عقل و شعور ختم ہوی خیر سے نظام
تاریخ عیسوی ہے کہ ہے خاتمہ بخیر

تمت

یا غفار
۱۲۹۲

خاتمة الطبع دلپذیر نتیجۂ کلک جادو تحریر خوش اسلوب بے نظیر
صادق القول اسید محمد مصطفی حسین رضوی المتولی عبرت آغا و میر

الحمد للہ ای رحیم و غفور
نادرہ طبع سے ہوا رنگین
ہی یہہ اک گلشن ہمیشہ بہار
اس صحیفہ کی جو مؤلف ہین
ناظم خوش کلام عبرت سیر
حضرت مولوی نظام الدین
انکو ہوتے ہین دستگاہ کمال
وضع نقش و نگار تصویرات
اونکی تعریف مین قلم قاصر
ہین وہ اسجا اذکر اخبار
خان دوران بہادر آفاق
راجہ پچیت سنگھ عالیجاہ
انرس ایم کمیسن ایم اے
ہوئی جسوقت یہہ کتاب عجیب
تین سو نسخہ مبلغ انعام
اور مؤلف نے بہر طبع کتاب
سید مصطفی حسین نحیف
طبع کے اہتمام مین سرگرم
ای خرد بخش یہہ خرد نامہ

شکر صد شکر ای خدا مشکور
اس پریزاد کا رخ پرنور
ہین حسین کبھی خدا انکا غفور
جسسے عقل و شعور کا ہی ظہور
نائب گنج رشک سرور
ابن سید امیر علی مغفور
اونکو ہر بحر علم و فن ہی عبور
جسم او پر ہے دیدہ بددور
اونکی توصیف مین زبان معذور
پیشگاہ حضور سے مامور
اختر اوج با وفیض نشور
رشک خاقان قیصر و فغفور
داور کشور کرم گنجور
روبرو اونکے باریاب حضور
دیتے ہین کہ مشتکلم ناچور
ہوگے بے اختیار اور مجبور
بندہ معترف بعجز و قصور
تہا شب و روز با دل پرنور
ہو خرد پرور ابات و ذکور

چہپ کے تیار ہوئی یہہ کتاب
ہی یہہ خورشید علم نورافشان
ہی یہہ کوزہ مین ایک دریا بند
عمدہ ناظمان اہل خرد
سرو سرکردہ سخن سنجان
چہرہ انوار عقل ہی روشن
ہین وہ جادو نگار ہفت قلم
[illegible]
یہہ جو ہے مطبع رتن کاپرش
شہرہ عالم کی جو سرنوشت
اہل حاجت کو اونکی خدمتین
ہین با فضال حاکم مطلق
نگران سررشتہ تعلیم
قدردانی اونہون نے فرمائی
پانسو جلد کی خریداری
رہا دن باوجود صرف کثیر
ہی ہیچ ہیچ نویس نامہ سیاہ
دم آغاز تہا غم انجام
سنہ ہجری کی دو طرح تاریخین

نام نامی ہی جنکا عقل شعور
ظلمت جہل کیون نہو کافور
اہین علم و ہنر مین جب مشہور
زبدہ شاعران اہل شعور
سرگروہ عصر آمد جمہور
سینہ اسرار علم سے معمور
فخر بہزاد و ہلالی و شاپور
سب مین سب سے مظفر و منصور
متعلق بہ بندگان حضور
ہین سبھا علی ذوی القدر
سحر و شام ہے رجوع امور
حکمران ریاست مذکور
ملک غرب شمال مین مشہور
ہی جو اونکا قدیم ہی دستور
کی گورنمنٹ ہند کی منظور
خود بہی کی جانفشانی موفور
کاتب بدخط حروف سطور
وقت انجام طبع ہی مسرور
ذیل مین دو مادے ہین مسطور

ہی عجب ابتدائے ہوش و تمیز
۱۲۹۲
لاجواب انتہائے عقل و شعور
۱۲۹۲

گلدستۂ انشای نظام